



ڈاکٹر ذاکر حسین راسبری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA  
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking  
it out. You will be responsible for  
damages to the book discovered while  
returning it.

**DUE DATE**

**Cl. No.** \_ \_ \_

**Acc. No.**

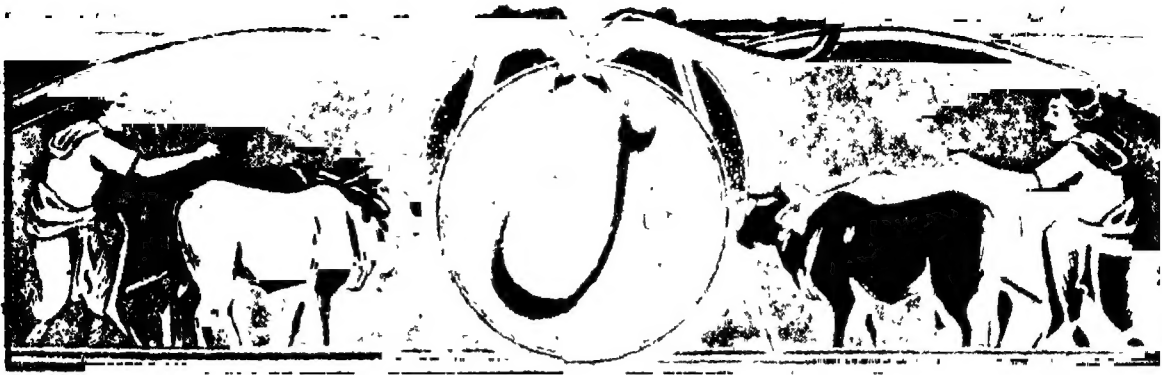
125086

**Late Fine Ordinary books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night book Re. 1/- per day.**

[illegible]

## فہرست مضامین

مضامین	مضمون نگار
بچھلہوں کی مدد اور کس طرح بچھلے چاہئے	حجاب سندھ لال صاحب عو ا...
نمٹاؤ زیادہ کھاؤ	...
گرام قیمت	مسٹر. روبینہ سنگھ کامدار
دھان کی کاشت اور ماحولیات کی مصدوعی ضرورت	مسٹر سندھ لال عو ا...
بھیروں کی مددائی	از جناب بی - ادین نند
منہلی والا بہادر	جناب شیو سہائے چنوبدی
بیرونی نوکری	...
چنگاڑ	جناب دیودت دویدی
کسادوں کے دشمن چوڑے اور انکو دور کرنے کی	...
تکابیر	...
شراب کے نقصانات	حکیم محمد مضمون ادصاری
نفلن کی چوڑی	از "ہتھک" ...
کوآپریٹو طرز عمل	از بی - اوزا صاحب
حک کے بعد سباعتی دے	جناب بی - احن دول آتی - سی
ایا کوریہ دڑیں بینک سوسائٹی	جناب شمواد مد صاحب جھا...
کاشتکاروں کی آسانی	جناب ہوس چندر صاحب
دیش بدیش کی بات	رائے بہادر ہندت سنگھ بہاری
ریڈیو نوکرام	...
اپنے خیالات	...



## صوبہ متحدہ کی سرکار کے محکمہ گاؤں سدھار کا خاص رسالہ

ایڈیٹر  
فری نامہ سنگھ  
رسالہ

ماہوار

125086  
5.9 95

چیت ایڈیٹر  
محکمہ سدھار افسر دہلی  
باتصویر

مارچ ۱۹۶۷ء  
جلد ۴  
نمبر

## پچھلیوں کی پیداوار کس طرح بڑھانی چاہئے

(از جناب سند رلال مورہ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈاکٹر کٹر قشریز بنگال)

یہ اندیشہ ہے کہ آئندہ کھانے کی چیزوں کی حالت زیادہ تر اچھا ہو جائیگی (رہا کھانے کی چیز) آئندہ کھانے کے متعلق ترقی پسند پالیسی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندوستان میں موجودہ پچھلیوں کو اس طرح پوری طور پر کام میں لایا جائے کہ انکی پیداوار محفوظ رہے اور ہرگز بڑھتی ہی رہے۔

پچھلیوں کو کھانے کی خاص چیز کی طرح استعمال کرنے کا فائدہ اور اسکی ضرورت اس وقت معلوم ہوگی جب مناسب غذا کی ضرورت ہندوستان کی اندرونی ماہی گاہیں کھانا ہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ اہمیت رکھتی ہیں اور یہ امید کی جاتی ہے کہ سالوں کے ساتھ کھانے والی فائدہ کے لئے ہمیں بلکہ قوم کے فائدہ کی غرض سے پیچھے دینے ہونے طریقہ پر پچھلیاں پالنا شروع کر دیں گے

باری باری سے فصلیں اور پچھلیاں پیدا کرنے سے فائدہ دیا اور اس کے دہانے پر کہ بہت سی پچھلیوں کے اندوں سے مارچ اپریل میں پیچھے نکلتے ہیں۔ اس زمانہ میں بلا کسی خرچ کے پچھلی پالنے کی جگت دار جگہوں (جنگ کے پانی میں) پچھلیوں اور تالابوں میں پالنے کے لئے چھوٹی پچھلیاں مل جاتی ہیں۔ روہر، کھلا، اور مرگل وغیرہ

پسند ہیں۔ پہلے سر کے اخباروں میں یہ خبر تھی تھی کہ مصر کے گوشت انکی پچھلیوں کی پیداوار بڑھا کر پورا کر لیا۔ لڑائی شروع ہوئے بعد ان کے پچھلی نیکوئے واؤں کے کاروبار پر پابندیاں لگ جانے وجہ سے مصر میں ۱۲۰۰۰ پچھلیوں کے بجائے صرف ۲۰۰۰ پچھلیاں ملنے لگیں۔ یہ دیکھ کر مصر کے ڈپارٹمنٹ آف قشریز نے ہندوستان میں جموں و جمالیان پچھلیاں پکڑ کر پچھلیوں میں ڈلوادیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرس چالیس ہزار پچھلیاں ملنے لگیں۔ مصر نے جس طرح ماسے کے سوال کو حل کیا ہے اسی طرح ہندوستان کو بھی کرنا چاہئے۔

### پچھلیاں پالنا

لڑائی کے اثر سے اسکا پتہ چل گیا ہے کہ ہندوستان میں کھانے کی چیزوں کی کمی ہے۔ اگرچہ معمولی حالات میں یہ کمی برما، تھائی لینڈ، فرانسس، بنی ہندوستان سے چاول لاکر پوری کر لی جاتی تھی۔ ہندوستان میں صرف اوی دھن کے لحاظ سے کھانے کی کمی نہیں ہے بلکہ غذائی عہدگی میں بی برابر کمی ہوتی جا رہی ہے۔ پچھلے ۳۰ سالوں میں گیسوں اور چاولوں کی کمی ہوئی تھی۔ اور کھانا قسم کے غذائی پیداوار بڑھتی رہی ہے۔



چلا ہے کہ گھر سے پانی کے مقابلہ میں پھیلے پانی میں پھیلیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں نئے بنائے ہوئے تالابوں کو تھوڑے دنوں میں اسے خالی کر کے چاہئے کہ وہ پھیلیاں پالنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ان کے بھرتا لالوں میں پھیلیاں چھوڑ دینا چاہئے۔ جتنی ہوئی خاص گھاس اور پودوں کے علاوہ جھینگا پھلی۔ تھوڑے کیکڑے۔ (چھوٹے قسم کے) اور دیگر پودوں ڈال دینا چاہئے کیونکہ یہ سب پھیلیوں کے کھانے کے کام آسکتے ہیں۔ سخت قسم کی گھاس اور پیلوں کو پانی سے نکال دینا چاہئے اور نیم گھاس کے پودے جیسے کہ جھنجی۔ پنا کو رہنے دینا چاہئے۔ یہ پھیلیوں کے کام آتے ہیں۔ اور پانی میں کاربوئک ایسڈ گیس بھرتا ہے اگر یہ سطح پر تھوڑی سی گھاس اس وجہ سے ضروری ہے کہ پھیلیوں پر سایہ پڑے مگر جس گھاس سے پانی کی سطح بالکل بند ہو جائے اس کو صاف کر دینا چاہئے یہ بعض یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ سخت قسم کے کھوڑے اور سایہ دار پودوں سے بعض فائدے حاصل ہوتے ہیں مگر چھوٹے قسم کے گودہ دار پودے زیادہ مفید ہیں۔ اگر پانی زیادہ گہرا نہ ہو تو اس کے کچھلی اور دھنی کناریوں پر بڑے سایہ دار درختوں کا ہونا چاہئے کیونکہ یہ درخت گرمیوں کے موسم میں پانی کو ٹھنڈا رکھتے ہیں اور اس طرح چھوٹی پھیلیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

### پھیلیاں جمع کرنا

اسی حالت میں بھی پھیلیوں کے انڈوں کو تالاب میں نہ ڈالنا چاہئے۔ ایک تو یہ اندیشہ ہے کہ اس میں شاید شکاری پھیلیوں کے انڈے ہوں اور وہ چھوٹی رو ہو پھیلیوں کو نقصان پہنچائیں دوسرے یہ کہ ان انڈوں سے بچے نکالنے کی بہترین جگہ پھیللا گرم پانی ہوتا ہے نہ کہ گہرے تالاب۔ اگر پھیلی کے انڈے جمع کرنے کو مل جائیں تو انکو بچے نکالنے والے (۱) مربع فٹ چوڑے اور (۲) فٹ گہرے، تالابوں میں چھوڑ دینا چاہئے۔ تیس فیٹ لمبی اور چوبیس فٹ چوڑی جگہ (کوٹا) میں ۱۵۰۰ سے زیادہ پھیلیوں کے بچے نہ رہنا چاہئے۔ انڈوں سے بچے نکلنے کے بعد چوبیس سے چھتیس گھنٹے کے اندر ان کو کیکڑے کے ذریعہ سے کسی قدر بڑا اور ۳ فٹ سے ۴ فٹ تک گہرا تالاب میں ڈالنا چاہئے۔ یہاں کوٹا ۳ فٹ لمبی اور ۴ فٹ چوڑی (جگہ) میں ایک ہزار سے زائد بچے نہ رہنا چاہئے۔ ان بچوں کے جلد بڑھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انھیں قدرتی غذا کا کافی مقدار میں ملے۔ اس کے لئے یہ کرنا چاہئے کہ غذا تیار کر کے بھولے چھوٹے تالاب کے قریب بنا کر انھیں گوبر۔ کھلی۔ سوکھی پیوں یا گھاس بھریں تاکہ ان میں کیکڑے کو ٹھوس پیدا ہو جائیں یہ غذا زمانہ وقت تک تالاب میں رہتے رہنا چاہئے جب تک کہ یہ پھیلیاں ان کے برابر نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد ان پھیلیوں کو بڑے تالاب میں ڈال دینا چاہئے۔ اگر رقبہ کئی ایکڑ ہو تو پھیلیوں کو گہرے تالاب میں

پھولے بچے برسات کے زمانہ میں سیلاب آئے ہوئے دریاؤں۔ دھان بستیوں اور چھنی منروں میں مل جاتے ہیں ان کو احتیاط سے جمع کر کے دھن۔ حوضوں اور چھنیوں میں ڈال دینا چاہئے۔ اس طریقے سے پھیلیاں وہ تعداد میں ملنے لگیں گی۔ یہ دیکھنا ہر شخص کا فرض ہے کہ جہاں جہاں ہجومان میں ٹھیک طور سے پھیلیاں ڈال دی جائیں۔ سندھ میں کے علاقہ راج دہان کے جن کھیتوں کی مینڈیں اوچی ہوں ان میں دہان کی مٹی کے ساتھ ساتھ پھیلیاں بھی پالنا چاہئے۔ بعض حالات میں جلد رہو نیوالی فصلوں کے ساتھ پھیلیاں پالنا زیادہ مفید ہوگا کیونکہ اس طرح اس سے کہیں زیادہ آمدنی ہو جائے گی جتنی کہ صرف پھیلیاں پالنے فصل ہونے سے ہوتی۔

جگہ اور ہندوستان کے بعض دوسرے حصوں میں بہت پرانے زمانہ سے پھیلیاں پالی جاتی ہیں۔ مگر پھیلیاں پالنے کے طریقے میں کبھی کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ آجکل یہ ہوتا ہے کہ پھیلیوں کے انڈے لڑکھڑکھ کر تالاب میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ مگر انڈوں کی قسم اور تالاب کی حالت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ سے اکثر ناقابل اطمینان نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر نیچے کھلی ہوئی عام ہدایتوں پر عمل کیا جائے تو پھیلی پالنے سے بہت فائدہ ہوگا۔

### پھیلی پالنے کے لئے تالاب تیار کرنا

پانی جمع کرنے کے لئے پنے اسکی کوشش کرنا چاہئے کہ تالاب کو والا گویا۔ سال۔ لتا۔ چنال۔ چلوئی۔ اور دوسری قسم کی خشک کرنیوالی پھیلیوں۔ مینڈ کوں۔ سانہوں۔ کھوڑوں وغیرہ سے بالکل خالی کر دینا چاہئے۔ انکو یا تو جال سے پکڑ لیا جائے یا گڑیوں میں پانی نکال کر تالاب کو بالکل خشک کر دیا جائے۔

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خشک کرنیوالی پھیلیوں کے علاوہ کوئی دوسری چیز پھیلیوں کی پیداوار کو اتنی جلد اور اتنا زیادہ کم نہیں کر سکتی ہے۔ جتنا کہ تالاب کی تہ میں مہنت پانی رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر تالاب کو کبھی کبھی بالکل خشک کر دیا جائے اور تھوڑے عرصہ تک اسی حالت میں رکھا جائے تو پھیلیوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ یہ بات اور بہتر ہوگی اگر گرمیوں میں تالاب کی تہ کو جوت کر کوئی جلد تیار ہو نیوالی فصل بادی جائے۔ فصل کاٹ لینے کے بعد تالاب کی تہ پر اچھی طرح بل پلانے کے بعد پانی بھر دینا چاہئے۔ وہ جگہ نکلا وغیرہ اور دوسری ایسی قسم کے پھیلیوں کی ٹھیک طریقہ پر پیداوار بڑھانے کے لئے۔ تالاب کی تہ کو جلد تیار ہونا چاہئے۔ اور اس میں ریت وغیرہ اور دوسرے غراب کر دینے والی نباتاتی اجزاء نہ ہونا چاہئے۔ تالاب تیار کر کے میں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ پانی زیادہ گہرائی نہ ہو اور اسکا حرکت بھی نہ مادہ ادھی نہ ہو۔ کیونکہ تجربہ سے یہ پتہ

اور بہتر نتیجے حاصل کئے جاسکتے ہیں اگر مچھلیوں کو دس حصہ پانی میں ایک حصہ سواج ملا کر کھائے تو اس سے بھی اچھا نتیجہ نکلتا ہے۔

## مچھلیوں کی دیکھ بھال

خاص طور سے گرمیوں کے موسم میں جب مچھلیاں ۸/۱۰ حصے کی ہو جائیں تو یہ مناسب ہے کہ تالاب میں ایک مرتبہ جال ڈال دیا جائے تاکہ اس سے کوڑا کرکٹ نکل جائے اور جھکے کے قریب کا پانی بھی جو دروازہ ہونے پائے۔ اس کے علاوہ مچھلیوں کی بھی تھوڑی سی ورزش ہو جائیگی۔ اگر معائنہ سے یہ پتہ چلے کہ مچھلیاں کم بڑھی ہیں تو تالاب میں یا تو اوپر دی ہوئی چیزیں نیک صورت سے رکھ دیا جائے۔ مچھلیوں کی تعداد کم کر دینا چاہئے تاکہ وہ خود بخود بڑھ جائیں۔

تالاب میں مناسب جگہوں پر چند بانس اس وجہ سے کھڑے کر دینا چاہئے تاکہ مچھلیاں اپنے جسم کو سرد کر کے کھڑے کھڑے دور کر دیں اور دوسرے لوگ انہیں آسانی سے چرا بھی نہ سکیں

اگر مچھلیوں کے جسم پر لال دھبے یا مچھلیوں کے چون مٹوں ہوں تو ایسی مچھلیوں کو چند منٹ تک ٹک کے پانی میں (۲ سے ۳ فیصدی یا ۸۰ پونڈ تک بہ حساب فی پانچ ہزار مکعب پانی) یا پوٹاشیم پرمینگنیٹ کے پانی (بہ حساب ۸/۱۰ گرین فی گیلن) میں چند منٹ تک ڈال دینا چاہئے۔ جہاں مچھلیوں کے بڑے تالار ہوں وہاں اس قسم کی مچھلیوں کو اسپتالی تالابوں میں رکھ کر وقت تک اوپر دی ہوئی دوا میں استعمال کرتے رہنا چاہئے جب کہ وہ بالکل تندرست نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد ان مچھلیوں کو پھر تالاب میں ڈالا جاسکتا ہے۔ دوسری ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ پورے تالاب ہی میں پوٹاشیم پرمینگنیٹ کا مرکب ڈال دیا جائے ایسا کرنے سے صرف تمام تالاب ہی کی حالت بہتر نہ ہو جائیگی بلکہ اسے سارنگ (Fungus) اور پروٹوزون (Protozoan) قسم کے طفیلی کیڑے بھی غائب ہو جائیں گے۔

گرمیوں میں اسکی بھی کوشش کرنا چاہئے کہ تالاب کی تہ او اس کے کناروں سے مڑنے والی گھاس چھوس نکال دی جائے۔ تالاب کی تہ میں مردہ نامیاتی مادوں کے مڑ جانے کی وجہ سے اگر زیادہ تعداد میں مچھلیاں مر جاتی ہیں اگر یہ اندیشہ ہو کہ زیادہ تعداد میں مچھلیاں مر جائیں گی تو پانی میں جال ڈال کر اچھی طرح ہلا دینا چاہئے۔ دبائی بیماریوں کے پھیلنے میں چونہ یا پوٹاشیم پرمینگنیٹ ڈالنا چاہئے۔ اگر کسی سخت قسم کے دبائی بیماری کے پھیلنے

آنے کے پہلے کئی مہینہ تک چھوٹے تالاب میں رکھنا چاہئے۔ اگر تالاب میں چند ہفتے کی مچھلیاں (کھر سولا) ڈال دی جائیں تو وہ خود بخود بڑھ دیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تالاب سے اس قسم کی مچھلیاں بھی نہیں نکالنا پڑیں گی مگر پھر سے یہ مچھلیاں ڈالنا نہ پڑیں گی۔ کسی تالاب میں مچھلیاں پالنے کی تعداد کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس میں غذا اپنا سنے کی کتنی طاقت ہے اور تالاب کے پانی میں جو کتنی ہے۔ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ ایک گیلن پانی میں ایک مچھلی یا ایک گرام مچھلی ہفت گہرائی کے ایک فٹ پانی میں رکھی جاتی ہے۔ ایک ماہر کی یہ رائے ہے کہ سو مکعب فٹ پانی میں دوسرے زیادہ مچھلیاں نہ رکھنا چاہئے۔ ایک سال سے دو سال تک عمر کی ایک مچھلی کے لئے ۵۰ مکعب فٹ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک دو گہرائی کے لئے ۵۰ فٹ لمبے۔ ۵۰ فٹ چوڑے اور دس فٹ گہرے تالاب میں دوسرے کی تعداد میں ایک اچھی لمبی مچھلیاں چار سے پچھلے تک رکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے بعد تالاب سے کچھ اسلے نکال لینا اچھی بات کہ ضرورت سے زیادہ نہ ہو جائیں۔ تالاب سے اس وقت پانی اچھا نتیجہ نکلتا ہے جب اس میں صرف اتنی مچھلیاں رکھی جائیں جتنی اس میں قدرتی خوراک ہے یا جتنی اور ذریعہ سے خوراک پہنچائی جاسکتی ہے۔

جب مچھلیاں تالاب میں ڈالی جائیں تو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ نہ تو زمینی ہوں اور نہ ان کے چوٹ چھپٹ لگے۔ ادبوری بیان سے یہ بات صاف ہو گئی ہے کہ ایک تالاب میں جتنی چھوٹی مچھلیاں رہ سکتی ہیں اس سے کہیں کم تعداد میں بڑی مچھلیاں رہ سکتی ہیں۔ یہ زیادہ اچھا ہو گا کہ مچھلیاں برا بڑا ڈالی جاتی اور پکڑی جاتی رہیں۔

## مچھلیوں کا چارہ

مچھلیوں کا چارہ تالاب کی تہ اور پانی میں ہونا ہے بشرطیکہ تالاب کے پچھلے حصوں میں گھاس چھوس اور کیڑے مکوڑے چلے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہاں سے یہ پھیل کر گہرے پانی میں پہنچ جائیں اور وہاں انہیں ایسے کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔ جو مناسب درجہ پانی گھاس چھوس اور چھوٹے کیڑوں کے ساتھ مل جل کر مچھلیوں کی غذا بن جائیں گے۔

اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ پانی کے دو قسطے ایک سی خفا نہیں رکھتے اس لئے دو حیدرہ حیدرہ تالابوں میں مچھلیوں کی تعداد برابر نہیں ہو سکتی۔ اگر تالاب کی تہ میں کافی چارہ ہے تو موکل مچھلیاں خوب بڑھیں گی اور اگر تالاب کی سطح پر اور ارد گرد کافی چارہ اور سبز ہے تو وہ چارہ اور کھلا مچھلیاں جلد بڑھیں گی بہر حال اگر صحیح سمجھ کر کارروائی کی جائے تو مچھلیوں کی پیداوار بڑھائی جاسکتی

کہ اسے بازار میں بیچا جاسکتا ہے۔ کیتروں اور بیکار گھاس کو چھلی کھا لیتی ہے اور اس وجہ سے دھان کی باڑھ بہت اچھی ہوجاتی ہے چھلیوں کی غلیظ دھان کی فصل کے لئے بہت عمدہ کھاد کا کام دیتا ہے۔

سرکے۔ جی۔ گپتا کی رائے ہے کہ (۱۰ فٹ ۳۰ فٹ ۱۰ فٹ) ایک تالاب میں ڈیڑھ سیر وزن کی پانچ سو چھلیاں رکھی جاسکتی ہیں۔ اور اس سے کم از کم ۷۰ روپیہ سالانہ کا خالص نفع ہو سکتا ہے۔ یہ اندازہ بہت گھٹا کر لگایا گیا ہے۔ عام طور سے آمدنی کے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

وری تعداد میں مرنے لگیں تو سب سے اچھا یہ ہوگا کہ فشری افسر کو ہالاب کی حالت باری کی علامت اور تمام تفصیل لکھ کر بھیج دیا جائے۔ اور باہر کی رائے سے لی جائے زیادہ اچھا تو یہ ہوگا کہ اس کے پاس لیبار چھلی کوہ فیصدی کے ٹک کے پانی میں پانا مولین کے مرکب میں ڈال کر مردہ چھلی مائنہ کے لئے بھیج دیا جائے۔

### زراعت اور چھلی پالنا

جاپان اور مشرقی بھارت کے بعض دورے ملکوں میں اونچی منڈ کے دھان کے کیتوں میں چھلی پالنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اگرچہ اردو چھلی دھان کے کیتوں میں صرف چار پانچ پچھلے ہی رہ سکتی ہے مگر وہ اتنے ہی عرصہ میں اتنی بڑھ جاتی ہے اور سوئی ہو جاتی ہے

## اچھے مویشی پیدا کرنے اور گاؤں میں زیادہ دودھ پیدا کرنے کے لئے کیا کریں

۳۔ تھراپارکر۔ ہلکا۔ پڑی ۱۱ اور دودھ کاموں کا مویشی ہے۔  
۴۔ چوہار اور کھیری گڑھ۔ صرف (Draft) کے لئے موزوں ہے۔  
۵۔ کلکن۔ ہلکی ذات کا اچھا مویشی ہے۔ یہ زیادہ پھرتیلا اور محنتی ہوتا ہے۔

چونکہ قوت تولید بہ ماں اور باپ دونوں کا اثر پڑتا ہے اسلئے عمدہ نسل کے سانڈ کا استعمال نسل کی اصلاح کے لئے زیادہ مفید ہے۔ سی غرض سے مختلف فارموں میں محکمہ زراعت مختلف نسلوں کے سانڈ تیار کرتا ہے۔ یہ سانڈ صرف لاگت خرچ کے ۳۰ روپے میں مویشیوں کے مالکوں کو دیئے جاتے ہیں۔ سانڈ حکومت کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں۔ فارموں میں تیار ہونے والے سانڈوں کی تعداد کافی نہیں ہوتی اسلئے بہت سے سانڈ چناب سے منگائے جاتے ہیں جہاں مختلف نسلوں کے سانڈ قدرت کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ پچاس یا ۶۰ گالیوں کے لئے ایک سانڈ کا ہونا ضروری ہے۔

سرکاری اداروں میں رکھی جانے والی مختلف نسلیں  
۱۔ مادھری کنڈ مویشی خانہ، جھانسی۔ ہریانہ اور مڑا بھینس۔  
۲۔ ہیم پور مویشی خانہ، نیننی تال۔ چوہار اور کھیری گڑھ۔  
۳۔ منجھرا مویشی خانہ۔ نکیم پور کھیری۔ پنیوار کھیری گڑھ اور

ساہیوال۔  
آختہ کرنا۔ جس طرح محکمہ زراعت کے سانڈ مل سکتے ہیں وہاں پر دوسرے بھی سانڈوں کو جن کی نسل کے متعلق شبہ ہو، آختہ کرنا دینا چاہئے۔ ایسے سانڈ کو جس کا بڑھنا رک گیا ہو، آختہ کرنے کے لئے بڑھنے کا استعمال کرنا چاہئے۔ آختہ کرنے والا بڑھو محکمہ زراعت کے کسی بھی

مویشیوں کی اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل باتیں خاص طور سے وری ہیں۔ (۱) نسل کسی جگہ کے مطابق نسل کا انتخاب یا مقامی نسل (۲) اصلاح (۳) جانوروں کو ٹھیک سے چارہ دینے کا انتظام اور (۴) ان کی دیکھ بھال اور انتظام۔

جانوروں کی قوت تولید پر نسلوں کا انحصار ہوتا ہے۔ خوراک در دیکھ بھال قدرتی طاقت سے زیادہ کسی جانور کی قوت تولید کو نہیں بڑھا سکتی۔ اسلئے علاوہ بغیر اچھی خوراک اور اچھی نسل وغیرہ کے عمدہ نسل سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ لیکن اکثر جانوروں کی خراب تندرستی اور بیماریوں کے ذریعے ہونے والے نقصان کی تلانی اچھی نسل یا اچھی غذا کے ذریعے نہیں ہو سکتی۔

نسل پیدا کرنا۔ اس صوبہ کی مختلف نسلوں کی اصلاح کے لئے حسب ذیل نسلیں زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں:-

۱۔ ہریانہ، ساہیوال، مڑا بھینسا (مغربی اضلاع کے لئے)  
۲۔ پونہ دار، کھیری گڑھ اور ساہیوال (مشرقی اور شمالی مشرقی اضلاع کے لئے)

۳۔ تھراپارکر (دودھ کے کچھ حصے کے لئے)  
۴۔ کلکن (بندیکھنڈ کے جنوبی حصے کے لئے)  
مختلف نسلوں کے فائدے

۱۔ ہریانہ۔ اس سے (Draft) اور دودھ دونوں کا کام لیا جاسکتا ہے۔

۲۔ ساہیوال اور مڑا بھینس۔ ڈیری کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ ان میں دودھ زیادہ ہوتا ہے لیکن (Draft) کے لئے یہ ناموزوں ہے۔

طریقہ کوئی نہیں ہے۔ لیکن کم خرچ کے لئے حسب ذیل ترکیبوں پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

پہلا ہفتہ - دو تین دن تک کیلشیم اور باقی دنوں کے لئے ڈھائی سیر دودھ۔

دوسرا ہفتہ - روزانہ تین سیر دودھ۔

تیسرا ہفتہ - ڈھائی سیر دودھ اور تھوڑی کوئی اچھی ہری گھاس تیسرے ہفتہ تک تین بار میں حسب ضرورت دودھ دینا زیادہ ہوں کہ چوتھے سے چھٹے ہفتہ تک دو سیر دودھ اور تھوڑی ہری گھاس ان کی چاہئے۔

ساتویں ہفتہ سے چوتھے کو چھ ہفتے تک ہری گھاس کا کارڈ مرکب دیا جانا چاہئے۔ گاڑے مرکب کی مقدار سوکھی خوراک کے کارڈ ہونی چاہئے۔ عموماً قسم کے خشک چارے کے ساتھ ایک سے ڈیڑھ سال تک گاڑھا مرکب کافی ہوتا ہے۔ اگر سوکھا چارہ ادنیٰ درجہ کا ہو تو مرکب کی مقدار بڑھانی جاسکتی ہے۔ سات ماہ سے ایک سال تک کے بچھڑوں کو ایک سے ڈیڑھ سیر تک مرکب دیا جانا چاہئے۔ چار ماہ ایک سال سے زیادہ کی کلور - کم خرچ کرنے کی غرض سے چار ماہ اگر اچھا سوکھا چارہ مل سکے تو ایک سال کی عمر سے لیکر حاملہ ہونے تک کے تین چار ماہ پہلے تک کلور گائے کو گاڑھا مرکب دینا بند کر دیا جائے۔ اگر کافی اور اچھا سوکھا چارہ نہ ملے یا اچھی چراگاہ نہ ہو تو تمام بہت گاڑھا مرکب دیا جاسکتا ہے۔ حاملہ ہونے کے تین ماہ قبل سے لیکر حاملہ ہونے تک کم سے کم دو سیر گاڑھا مرکب دینا چاہئے۔

عام طور پر گائے کے قامت کے مطابق (۱۰۰ سیر پر ۲ ۱/۲ سیر سوکھا چارہ) چارہ دیا جانا چاہئے۔ (ایک کی جگہ پر ۳ یا ۴ (from ۱ to ۴) سیر) چاہئے۔ ذیل میں ڈیری کی مویشیوں کو کھلانے کے لئے مرکب بنائے جاتے ہیں۔ دس سالہ مرکب تیار کرنے کے لئے اتنی مقدار ہونی چاہئے۔

۱۱) اسی کی کھلی	۴ سیر
جو	۳
بھوسہ	۲
۱۲) اسی کی کھلی	۵
جو	۳
بھوسہ	۲
چھ ماہ سے زیادہ دن کے بچھڑوں کے لئے	
۱۱) اسی کی کھلی	۱ ۱/۲ سیر
سرسوں کی کھلی	۱ ۱/۲

بچ اسٹور سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریقہ بہت آسان و مفید اور کم تکلیف دہ ہوتا ہے۔

بائیکھ جانوروں کا خاتمہ - اچھے تمام جانوروں کا خاتمہ کر دینا ضروری ہے جن سے جانوروں کو مالکوں کو مالی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سے جانوروں کے مالک اپنے گاؤں میں جانوروں کو اچھی خوراک دیکھیں اور ان کی زیادہ دیکھ بھال کی جائے گی۔ بائیکھ جانوروں کو کھلانے میں جو خرچ ہوتا ہے اسکا استعمال اچھے جانوروں پر کیا جائے گا۔ اس طرح مویشیوں کی تعداد میں کمی کرنے سے انکی ترقی بجائے کم ہونے کے زیادہ ہوگی۔

خوراک - اپنی پانچ گایوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مویشیوں کی معمولی ضروریات سے واقف ہو۔ عام طور سے گائے پہل سے سویر وزن پر ۲ سے ۲ ۱/۲ سیر تک سوکھی گھاس یا بھوسا کھاتے ہیں۔ زیادہ دودھ دینے والی گایوں کو ۲ ۱/۲ سیر تک کی ضرورت پڑتی ہے۔ مقامی ۲ من کی گائے کو ۸ سیر سوکھی گھاس یا بھوسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک سیر سوکھی گھاس یا بھوسے کی جگہ پر ۳ سیر ہری گھاس دینی چاہئے۔ جس جانور کا جسم جتنا ہی بھاری ہوگا اُسے اتنے ہی زیادہ چارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مویشیوں کو ٹھیک سے خوراک دینے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

۱۔ جو گائے جتنا دودھ دیتی ہے اُس کے لئے اسی حنا سے چارے کا انتظام کرنا۔

۲۔ کم خرچ واسے اور اچھے چارے کا استعمال۔

۳۔ مختلف قسم کے مزیدار چارے کا انتخاب۔

۴۔ چارے میں کسی خوراک کو رکھنا۔

۵۔ چارہ لذیذ لیکن قابض نہ ہو۔

۶۔ خوراک کی باقاعدگی۔

ڈیری کے گایوں کی افزائش نسل ڈیری کے بچھڑے - پیدا ہونے کے بعد بچھڑوں کو ایک ہی خوراک دی جانی چاہئے۔ اگر غذا میں کیلشیم (Calcium) ہو تو اچھا ہے۔ اگر اس طرح کی غذا نہ مل سکے تو اس کی اسکی جگہ انڈ کی سفیدی یا پانچ چٹانک گرم پانی میں ملا کر خوب حل کر دینا چاہئے۔ اس میں آدھ پیمہ رینڈی کا تیل ملا کر ۱۰ چٹانک تازہ دودھ میں ملا کر ایک بار میں بچھڑے کو کھانے کے لئے دینا چاہئے۔ اگر انڈے کا استعمال کرنے میں عذر ہو تو دودھ کے ساتھ مرٹ رینڈی کا تیل ملا کر دینے سے بھی کام مل سکتا ہے اگر خرچ کا خیال رکھتے ہوئے بھی بچھڑوں کو بچہ طور سے بڑھنے دینا ہی منظور ہو تو پانچ چھ ماہ تک زیادہ سے زیادہ گائے کا دودھ پلاسے سے بہتر دوسرا

چاہئے۔ لیکن جب پھل دار چارہ کافی نہ ملے تو مرکب کا نصف چٹا کر  
کھریا بھی روز دینی چاہئے۔  
ذیل میں گالیوں کے لئے کچھ مرکب دیئے جاتے ہیں

(۱) سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
گیہوں کی بیوی	۱	سیر
(۲) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۳) سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
گیہوں کی بیوی	۱	سیر
(۴) سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
گیہوں کی بیوی	۱	سیر
(۵) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۶) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۷) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۸) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۹) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر

(۱) سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۲) مونگ پھلی کی کھلی	۱/۲	سیر
سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۳) سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر
(۴) سرسوں کی کھلی	۱/۲	سیر
بنولہ	۱/۲	سیر
چٹا یا بنولہ	۱	سیر
سیر	۱/۲	سیر

کھانسی کے خیال سے جو کی جگہ۔ جو اسی کا کام میں لایا

جس بھڑک چم بیٹھ سے زیادہ کے جو جائیں تو مرکب میں گڑ  
بشیرہ بھی ملا یا سنا ہے تاکہ کھانسی ہو جائے ایک سیر جو کادام  
سیر گڑ یا شیرا اور کچھ تیل لگائی کہ اس پر ہوتا ہے۔ ایک مال سے کم  
تھوڑے سے لے کر ایک دو میں آدھ سیر سے زیادہ گڑ یا شیرا  
مقدار ہونی چاہئے۔ اگر یہ آدھ سے زیادہ لگا کر ایک سال بعد  
بک سیر تک دیا جاسکتا ہے  
دودھ دینے والی گھائے کی خوراک۔ (دانت بٹکائے  
کے جسم کے سودا دودھ کے لئے بھی چارے کی ضرورت ہوتی ہے  
ری، ہر اسکا، ہرن جی ہرن گھاس اگر کافی دیکھائے تو گھائے  
کے جسم کے لئے وہ کافی ہوتی ہے۔

(ب) اگر گھائے کو صرف سو سو چارے۔ سنا گھوں، جو کھایا  
ال یا کر پی پر ہی قانع رہنا پڑتا ہے تو ایک سیر زیادہ مرکب اس کے  
لئے ضروری ہوتا ہے۔

(ج) زیادہ دودھ کے لئے ایک سیر مرکب زیادہ دینے سے گھائے  
سیر اور ۱/۲ تک اور دودھ دیکھتی ہے۔ جب گھائے اور بھینس  
کو ہری گھاس کھائے تو کافی مقدار میں مل سکتی ہے تو اسکو دینے  
بانیو اسے مرکب کو کم کیا جاسکتا ہے۔

(د) ایک سیر مرکب خام طور سے ۱/۲ پوند برسم یا اور کوئی پھل دار  
جیسے کے برابر ہوتا ہے۔ برسم، لوکات سوچی اور ارد، میٹھی سو یا مین  
وغیرہ کا ہر چارہ اچھے چارے ہیں۔

(ه) دن بھر جتنا مرکب دینا ہو اسے دو بار میں دینا چاہئے۔  
(و) پھلڑوں کو نصف سے لیکر ایک چٹا تک تک روزانہ دینا



## سرسوں کی کھلی

۱ سیر

۵

جو

بھوسہ

چنا

معمولی کام (۳ گھنٹے) کرنیوالے بیلوں کے لئے دن بھر سیر  
دھائی سیر مرکب اور زیادہ کام (۲ گھنٹے) کرنیوالے بیلوں کے  
۳ سیر مرکب مستقل غذا کے علاوہ دینا چاہئے۔ بیلوں کو دردناک  
چھانک تک بھی ملنا چاہئے۔

کام کرنیوالے سانڈوں کی خوراک اور دیکھ بھال  
کرنیوالے سانڈوں کو اچھا اور کافی چارہ اور مرکب دینا چاہئے تاکہ وہ  
تندرست اور بھرپور رہیں مگر بوسے نہ ہوں۔ زیادہ گھاس کھلانے سے سانڈ  
پیٹ بوجھتا ہے۔ یہ ٹیکہ نہیں۔ سانڈ کے لئے ہر چارہ سب سے  
اچھا ہے۔ جب سانڈ کو صحت سوکھی گھاس دی جائے تو بیل کے تو  
کو دیکھتے ہوئے سات سے نو سیر تک مرکب کافی ہوگا۔ اگر سوکھا چارہ  
عمدہ قسم کا ہو تو ۲ سے ۳ سیر تک مرکب کافی ہے۔ سانڈ کو ایسے چارے  
میں اتنی رگڑت کی ضرورت نہیں ہوتی جتنا کہ دودھ دینے والی گائے  
کو۔ کھور کو دینے چاہیے کہ مرکب انھیں دینے جاسکتے ہیں۔ سانڈ  
تندرست اور اچھا رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے کافی کام  
پڑے۔ اسکو عام مویشیوں کے ساتھ چراگاہ میں نہ دوڑنے دینا چاہیے  
صرف ایک ہی بار کام لینا چاہئے۔

## گائے بھینسوں کی صحت اور دیکھ بھال

مویشی خانہ۔ مویشی خانہ صاف اور روشنی دار ہونا چاہئے۔  
برابہ صاف ہونا چاہئے۔ مویشی خانہ ایسا ہونا چاہئے کہ دن کے کسی  
میں دھوپ آئے کیونکہ اس میں جراثیم کا ہونا ممکن ہے۔ دودھ  
گائے بھینسوں کو انتہائی سونے سے بچانا چاہئے۔

صفائی۔ مویشی خانہ کو بہت زیادہ صاف رکھنے کی ضرورت  
کی جانی چاہئے۔ حتی الامکان مویشی خانہ کو دن میں ایک بار دھوا  
چاہئے۔ مویشی خانہ سے دور پر گوبر کو ایک گڑھے میں پھینکوا دینا  
چاہئے۔ یہ جگہ چراگاہ سے دور ہونی چاہئے کیونکہ اس سے بیماریوں  
کے جراثیم پھیلتے ہیں جو اکثر بہت سے جانوروں کی موت کے  
بوسے ہیں۔ اس طرح کھاد بھی محفوظ رہ سکتی۔

بھینسوں کی لاشیں خواہ وہ گاؤں کے باہر ہی کیوں  
پھینکی جائیں، زمین میں گاڑ دینی چاہئیں۔

مویشی خانہ کی مٹی خاک وغیرہ کو در پر ایسی جگہ پھینکنا چاہیے  
جہاں جانور نہ جائے ہوں۔ چراگاہ اور چراگاہ کا باڑہ بدلنے نہ جانا چاہیے  
اور انھیں کبھی کبھی جوت دیا جانا چاہئے۔ پینے کا پانی صاف اور چھ

۱ سیر

۳

۱

۱

۱

۲

۳

۱

۳

۱

۱

مٹکا یا جوار  
(۱) ارہر یا مونگ کی چوٹی

بوسے کی کھلی

سرسوں کی کھلی

دھان کی بھوسہ

مٹکا یا شیرہ

(۱) ارہر یا مونگ کی چوٹی  
سرسوں کی کھلی

جوت

مٹکا یا جوار

ان مرکبوں میں سے کوئی بھی منتخب کیا جاسکتا ہے۔ اپنی مقامی  
الحالت کے مطابق ان میں ترمیم و تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے۔ سرسوں کی  
جگہ پر ایسی پاش کی کھلی یا کوئی دوسری سستی اسفٹل کی جاسکتی ہے  
بولہ کبھی کبھی بچھڑوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ بولہ کی جگہ پر  
چٹا یا جوار کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سستے ہونے پر جو کی جگہ پر جوار  
یا باجرہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اگر سوکھا چارہ ہری جوار، مٹکا، اچھی قسم کی  
گھاس کا ہوتو موٹا بھینس کی تندرستی اچھی رکھنے کے لئے زیادہ مرکب  
کی ضرورت نہیں ہے۔ ہری جوت اگر کافی ہو تو مرکب کی ضرورت بہت کم  
رہتی ہے۔ اگر چارہ سوکھی گھاس کا ہی ہو تو جوار کی تندرستی کے لئے  
اور زیادہ مرکب کی ضرورت پڑتی ہے۔

دودھ دینے والی یا حاملہ گائے کا چارہ۔ بچہ دینے کے پہلے کم  
از کم آٹھ گھنٹے تک گائے دودھ دینا بند کر دیتی ہے۔ اس عرصہ میں اسے  
اپنی اور پیٹ کے بھرپور کی صحت درست رکھنے کے لئے کافی مقوی  
غذا دینی چاہئے۔ اگر گائے بچہ دینے کے پہلے کافی تندرست رہی ہو تو  
وہ دودھ دینے کے وقت کافی دودھ دیتی ہے۔ اگر دودھ بند کر کے  
بے مٹکا کافی تندرست ہے تو اسے سوکھے چارے کے ساتھ ایک سیر سے  
دو سیر تک مرکب دینا کافی ہوتا ہے۔ بچہ دینے کے ایک ہفتہ پہلے کا چارہ  
ٹھنڈا اور خوش ذائقہ ہونا چاہئے۔

کام کرنے والے بیلوں کی خوراک کو ان کے کام کے مطابق  
غذا ملنی چاہئے۔ جب بیلوں کے پاس کوئی کام نہ ہو تو انھیں ایسی  
خوراک دینی ہی کافی ہے جو ان کی صحت کو درست رکھنے کے لئے کافی  
ہو کام کرنے والے جانوروں کے لئے دو مرکب نیچے کیے جاتے ہیں۔

۲ سیر

۵

۱

۲

۱

(۱) سرسوں کی کھلی

جو

بھوسہ

چنا

(۲) مونگ پھلی کی کھلی

پاک ہونا چاہئے۔ لکھنے پانی اور چارہ رکھنے کے برتن کو اچھے پر رکھنا چاہئے۔  
 بیماری روکنے کے عام اصول۔ چونکہ بیمار جانور سے بیماری پھیلنے  
 لگے اس لئے تندرست جانوروں سے الگ رکھنا چاہئے۔  
 سنے غریب ہوئے جانوروں کو دو چار دن تک دیگر جانوروں سے  
 ملانا چاہئے کیونکہ ممکن ہے ان میں کسی بیماری کے جراثیم ہوں۔  
 جانوروں کے زخم کھلے نہ رہتے پانچیں۔ اس سے گھلیاں پیدا ہونگی  
 ورنہ زخم بڑھ جائیگا۔  
 بچہ دہنے کے وقت گائے جھینسوں کی بہت دیکھ بھال کرنی چاہئے۔  
 ناک سے بڑھ کر بیماری کے جراثیم پھیلاؤں اور دوسرے جانوروں تک

پہنچ سکتے ہیں جہاں وہ بڑھتے ہیں۔ ناک کو پیٹھ سے آدھ انچ کے  
 فاصلے پر دھاگے سے باندھ دینا چاہئے اور پھر پچھلے پانی سے ابائی  
 ہوئی قیدی سے کاٹ کر ٹھیکر لگا دینا چاہئے۔  
 سانپ کے متعلق بہت خیال رکھنا چاہئے۔ انہیں رات میں گاہوں کے  
 ساتھ نہ رکھنا چاہئے۔ بیمار سانپ کو گائے پر نہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ اس  
 گائے میں بھی بیماری آجاتی ہے۔ اور نہ تندرست سانپ کو بیمار گائے  
 سے ملے دینا چاہئے کیونکہ اس سے بھی بیماری پھیلنے کا اندیشہ ہے۔  
 پھٹروں کو بھی گائے سے رات کو الگ رکھنا چاہئے۔  
 جانوروں کو چھپک اگ لگھوٹو، گھوٹو پھسری یا زہر باد سے دور رکھنا چاہئے

## ٹماٹر زیادہ کھاؤ

کیونکہ

اس میں سب سے زیادہ وٹامنز یعنی جوہر غذائیت ہے

میں وٹامن اس کی کمی کے باعث ہوا تھا عرق ٹماٹر دیکر اچھا کیا گیا۔  
 حفظ ماقدم۔ ایک مشہور و مستند ڈاکٹر کی رائے ہے کہ خوراک  
 میں وٹامنز کے کسی ضروری جز کی کمی کے باعث جو مرض واقع ہو جاتے  
 ہیں۔ ایسے مریض ٹماٹر یا عرق ٹماٹر کے استعمال سے محفوظ ہو جاتے  
 ہیں۔ یہ تعجب کی بات ہے۔ کہ ٹماٹر جیسی نہایت مفید سستی اور سادگی  
 چیز کے استعمال کرنے میں عوام انسان اس قدر مستحق اور لاپرواہی  
 دکھلا رہے ہیں۔ اس کا عرق بخار کے مریض کو بھی دینا چاہئے کیونکہ  
 اس کا قدرتی ایسڈ رکھتا ہے (بخار کی گرمی کو کم کرتا ہے) اور مریض  
 کو بہت تسکین دیتا ہے اور کوئی دوسرا عرق یا جوشانہ اتنا فایده  
 نہیں پہنچاتا۔

عرق ٹماٹر کا ان عرقوں یا شربتوں میں شمار ہے کہ جو باس کو کم  
 کرنے کے واسطے سب سے اچھے تسلیم کئے گئے ہیں۔ کیونکہ ٹماٹر کے  
 عرق میں وہ تمام ایسڈ (کھٹائیاں) پائے جاتے ہیں۔ جو سیب، بیوٹہ  
 سنترہ، لائم اور فاسفورس میں ملتے ہیں علاوہ اس کے اگر عرق ٹماٹر  
 کھانا کھاتے وقت پیا جاوے تو باطن کو تقویت دیتا ہے اور ہجوک  
 کو بڑھاتا ہے۔

لندن کے ڈاکٹر پی۔ جے۔ کیمچ صاحب حسب ذیل رپورٹ  
 فرماتے ہیں "مرض ذیابیطیس کے علاج کے لئے ٹماٹر تمام سبزیوں  
 اور پھلوں میں اعلیٰ درجہ کی چیز ہے عرق ٹماٹر اب مرض موٹاپہ اور  
 زہر باد کے علاج میں بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ وزن میں  
 کمی کرنے کے لئے تمام مستند اطباء نے ٹماٹر کو تمام غذاؤں کا سرمایہ  
 بتایا ہے منشی اشیاء کے استعمال کی زیادتی سے خون اور معدے میں  
 پھیپھڑوں میں جو خرابیاں واقع ہو جاتی ہیں ان کی اصلاح کرنے

کو لوگوں نے عام طور پر ڈاکٹر کی اہمیت بطور قضا نہیں سمجھی  
 ان کی قدر و قیمت عام طور پر تسلیم کر لی گئی ہے۔ اور اب یہ بات  
 م طور پر معلوم ہو چکی کہ ان (وٹامنز) پر راز غناصر کا منجھ جاری  
 خوراک میں زہن کو عام طور پر کھاتے ہیں۔ ڈاکٹر ہنری۔ سی۔ نیلمن  
 حب۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ برڈیسر۔ خوراک کی تیسری (رسائن بوجھن)  
 بیا اپنی کتاب ٹوڈر وڈ کس (Food and Pro) میں تحریر  
 کرتے ہیں۔ پورا ٹماٹر کچا یا جوش دیا ہو وٹامنز اسے اور تی کے  
 اخذ سے کام ہو اور لوبیا وغیرہ کے ہم پلہ اور وٹامن (سی) کے لحاظ  
 سے، سنترہ اور لیموں کے ہم پلہ ہے۔ خشک ٹماٹر اور پاکستان میں وٹامن  
 (سی) کی مقدار کم سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

لیموں اور سنترہ اور ٹماٹر کا عرق خرابی خون کو دور کرنے کی تھما  
 رہہ دہا ہے اصلاح خون کے لئے ٹماٹر اور عرق ٹماٹر اسلئے سب سے  
 اہم و قیمت رکھتے ہیں کہ ان کے پکانے پر قحط (سی) قطعی طبع پر  
 پل نہیں ہوتا ان میں وٹامنز (ای) اور (بی) بھی ہوتے ہیں۔  
 جلدی۔ خونی اور گھٹیا بائی کے امراض کے لئے ٹماٹر کے عرق  
 اطباء لوگ عرصہ دراز سے بہت مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بات حال میں  
 لوم چوٹی کہ یہ بچوں اور کمزوروں کو موٹا تازہ کرنیوالی چیز ہے ٹماٹر کو  
 فع امریکہ کے چلڈرن میموریل ہسپتال میں مریض بچوں کو ٹماٹر کا عرق  
 بطور غذا دیا جاتا ہے۔ کھانے اور پینے کی خوراک کیلئے ٹماٹر میں  
 نامکمل وٹامنز ہے کہ پہلے اس کے اس زہر بدست و صحت کا علم خواب  
 الی کے احاطہ میں بھی نہیں تھا ٹماٹر کا عرق انتڑیوں وغیرہ کے صحت  
 سے میں جادو کا اثر رکھتا ہے۔  
 سوزش چشم اور آشوب چشم کے کئی مریضوں کو جن کو یہ مرض خوراک

عام اور ذائقہ تک سے بھی ناواقف ہوں۔ چونکہ پورے مین صاحب ٹماٹر کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں اسلئے شروع شروع میں اس کا طبعیت انھیں مقامات سے شروع ہوئی کہ جہاں پورے مین صاحب زیادہ تعداد میں رہتے ہیں۔ جہاں جوں اسکی قدر قیمت معلوم ہو گئی تھیوں تیوں مانگ بڑھتی گئی۔ یہاں آجکل شائد کوئی ہی بڑا شہر یا قصبہ ایسا ہوگا کہ جہاں ٹماٹر نہ پایا جاتا ہو۔ ہندوستانی کے بازاروں میں اسکو عام طور پر دلاستی بیگن بھی کہتے ہیں۔ اور کئی قسم کا ہوتا ہے۔ فرق زیادہ تر جسامت رنگ اور ذائقہ میں ہوتا ہے۔ اس ملک میں یہ بہت آسانی کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے ایک حجرہ کار صاحب ٹماٹر (ٹماٹو) کی کاشت کے متعلق اپنی ذاتی تجربہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ٹماٹر کا تخم میدانوں میں اخیر جون سے اخیر نومبر تک بویا جاسکتا ہے اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے اخیر مئی تک۔ دھشت اور اچھی طاقت ور ہونی چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو وہ اور تازہ بیج حاصل کر کے گلوں یا کیاریوں میں پینری لگا دیں جس کیاری یا گلے میں پینری لگائی جائیں اس کی مٹی میں گوبر یا پٹیوں کا خوب گلا سوا کھاد اس طرح ملا دینا چاہئے کہ کہیں مٹی ٹوٹی کا نام باقی نہ رہ جائے۔ پینری کے لئے تخم بونے ہی زمین کو تیارہ وغیرہ سے تر کر دینا چاہئے۔ جب بیج پھوٹ کر پودے قریباً تین تین انچ کے ہو جائیں تو ان کو آبپاشی کے ساتھ باقاعدہ کیاریوں میں جن میں گوبر کا خوب گلا سوا کھاد کافی مقدار میں پہلے سے ہی ملا رکھا ہو قطاروں میں لگا دیں قطرہ کا باہمی فاصلہ تین تین فیٹ اور پودوں کا فاصلہ ایک دوسرے سے دو فیٹ مناسب ہے۔ جب پودے بڑھنے لگ جائیں تو ان شاخوں کو ٹیکس (سہارا دینے والی لکڑیاں) دیدی جائیں۔ یا باغیچہ پھری یا ٹیٹی وغیرہ پر چڑھا دیا جائیں۔ جب تک ٹماٹر گتے شروع ہوں۔ موسم گرما میں حسب ضرورت نیسپ چھٹے روز سیرجانی کر دینا چاہئے۔ پودے لگاتے سے ۳ یا ۳ ۱/۲ ماہ بعد ٹماٹر گتے شروع ہو جائیں گے اور اچھی برسات شروع ہونے تک برابر گتے رہیں ٹماٹر کو پودے سے ہاتھ سے نہیں توڑنا چاہئے۔ بلکہ قلعی پاچا سے کاٹ لینا چاہئے۔ ٹماٹر بہت پھلتا ہے۔ اسلئے غامی ضروریات کے لئے ہر ایک دیہاتی بھائی حسب ضرورت بوکر فائدہ اٹھاتا ہے اور کھانے کے لئے کافی مقدار میں ٹماٹر پیدا ہو سکتا ہے (ماخوذ از مفید المزارعین)

کے لئے ٹھنڈے ٹماٹر یا عرق ٹماٹر سے زیادہ موثر کوئی چیز نہیں ہے۔ جن لوگوں کو منشی اشیاء کے کثیر استعمال کی برعادات نے مریض و کمزور بنا دیا ہے ان کے لئے ٹماٹر کے عرق کا کافی مقدار میں استعمال بہت ہی مفید ہے۔ ضرورت سے زیادہ مقوی غذا کھانے اور ضرورت سے بہت کم کھانے سے جو ایک قسم کا زہر پلا ماہ جسم میں پیدا ہو جاتا ہے وہ عرق ٹماٹر کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ ٹماٹر زیادہ دما منتر اور خرابی خون کی صلاحیت کا وصف رکھنے کے علاوہ معدنی اجزاء بھی کافی مقدار میں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ٹماٹر میں (۱) پروٹین۔ (۲) فاسفیٹ۔ (۳) پوٹاش (۴) چونہ (۵) میگنیشیم۔ سوڈم۔ سلفر (گندھک) گلوٹون اور آئرن (لوہا) پائے جاتے ہیں۔ غذائیت کے لئے لوہا سبزی برکاری اور پھلوں میں بہ نسبت گوشت کے زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ مکمل حالت میں حاصل ہو سکتا۔ شکاگو کے مشہور ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو گنیر فرماتے ہیں۔

۱۔ ٹماٹر میں جلد خوردنی اشیاء سے زیادہ دما منتر ہیں۔  
۲۔ قدرتی صحت بخش ایسڈ کی جو معدہ اور انٹریوں کو ٹھیک حالت میں رکھتا ہے جتنا ٹماٹر میں ہے اتنا کسی اور سبزی ترکاری میں نہیں ہے۔

۳۔ ٹماٹر موثر طریقہ میں مصفی خون ہے۔

۴۔ ٹماٹر گردوں کے لئے بہت مفید ہے کہ اس میں مرض پیدا کرنے والے زہر کو داخل کر دیتا ہے۔

۵۔ امراض گردہ اور زیا بطیس کے لئے بہت مفید ہے اب عرق ٹماٹر کا استعمال اس قدر زیادہ بڑھ گیا ہے کہ وہ لوگ بھی کہ جو اس کو قطعی استعمال نہیں کرتے تھے اس کی قدر و قیمت سے واقف ہو گئے ہیں اور اس کو بطور غذا استعمال کرنے لگے ہیں۔

ٹماٹر کے اوصاف اور اثرات کی جانچ اور تجربوں سے ظاہر ہوا کہ یہ مضمی، گھٹیا بائی، ہشوب چشم، موٹاپے (جسم کا پھول وانا) کمی خون، قبض، بدبودار سانس، خرابی خون، جلدی امراض کے لئے ٹماٹر یا اس کے عرق کا استعمال بہت ہی مفید چیز ہے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں اگرچہ ٹماٹر سال کے زیادہ حصہ میں کم و بیش قیمت پر ملتا رہتا ہے اور جو لوگ اس کے ذائقہ یا اوصاف سے تھوڑے بہت واقف ہیں اسکو استعمال بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہندوستان کے دیہاتوں میں یہ اتنا کیا پایا کہ شائد ۹۵ فیصدی دیہاتی لوگ اسکی صورت شکل



# گرام گیت

(از سرورین سنگھ - کادھار)

(بھڑا لہا)

## ایوب دلی کی آبپاشی

ایوب دلی دھرنی دھس کو  
 اہر کی سمروں جیاد یو کو  
 ہر کی سرسوتی کو شہرت نہوں  
 لھا چند بھگ میں بھاگوں  
 دودھ پوری نہیں راجہ دھرتی گھر  
 ام کلثمن - بھرت - شتر گھن  
 بندھا میں مٹی گو رنٹ سے  
 ریں آد بنی بھارت میں  
 ہی نہیں مٹی کسی بات کی  
 نام راجہ کی پر شناسا کو  
 نہ تیا بیت دوا پر بیستو  
 بھگ مدھیہ بھر بھارت میں  
 کیا گن گھاؤں گورنٹ کے  
 سکل جنن کے سکل ٹارن  
 تریں آو کنواں بھئی کے  
 بیدہ بھانت سے بھے سہائی  
 بنتا ایک چت میں بیا بے  
 سب سامان پاس میں مترو  
 دو بھگند کی کشتری میں  
 اتی بھاگ بچا نہروں سے  
 رسم بھائی کو نانی بھانڑوں  
 سے گن اندھ موڑھ مک میتو  
 نھری خاطر گو رنٹ سے  
 اس پر بھی تم ٹھیک ریت سے  
 اب بیوا اور دوپ ہو رہ شو  
 کوسے پلوہ جلدی بوسے  
 دونی ڈیڑھوں سے بڑھ جائے  
 بالی یقین ہوئے کا ہو کو  
 ہمد بھاؤ تم کو سمجھاؤں  
 اچھا سے سٹے محنت کا

ادب دین بندھو بھگوان  
 دھر بھگ بلی کا دھیان  
 میرے کنٹھ برا جو آن  
 رہ جائے سکل جین میں بان  
 جن میں کام روم ست چار  
 جن گھر آن سٹے اوتار  
 بختے کرش کے اوزار  
 بھارت دیش بنو گلزار  
 پر جا پھول رہی پھلوار  
 اب تک گائے رہو سنار  
 اب رہی کلک کی مر جاد  
 در شوست جگ کی مر جاد  
 پایا خوب عیش آرام  
 بن گئے اودھ پوری کے رام  
 آرو اوزار کرے تیار  
 کیوں نہ ہو رہن کھیت سدا  
 سچن شیو کان لگا گئے  
 تو بھی دشا دین دکھلائے  
 اول نہریں ڈلی بنوائے  
 اُس میں کنواں دے بنوا  
 اب ہی دھرے پکے ہاتھ  
 نکست سے جائے رہو ہاتھ  
 روپیہ کو ٹن دیئے لگا گئے  
 کچھ نہیں رہے ہولابھ اٹھا گئے  
 فضل خریف کی دیوں مثال  
 پیداوار میں کرے کمال  
 اچوج بھری بات کھوٹا گئے  
 اپنے گھر کیو ازمائے  
 جو تم دہر دکان میں بات  
 بچن بھل بھانت بن جائے

ہوئے زالی آن فضل کی  
 ایک دونی ہاتھ ضل بڑھ جائے  
 فصل اگیتی کی پانی جو  
 پیسہ خوب ہاتھ میں آئے  
 خالی کھیت وقت سے ہو جائے  
 کرو جٹائی مسٹن ہل سے  
 ایک کھیت میں دو فصلیں لیو  
 رہے بن ہاتھ پائے کچھ پھلے  
 اب میں اور گنی ہو لہروں  
 فضل خریف کو پیچھے بھانڑو  
 بنے کام برسا پر نادھو  
 کئی مٹی کی گھو کھیت میں  
 خوب جاؤ کھیت میں ہو رہن  
 پہلے پانی کی بریاں کون  
 دو پانی جب گئے کھیت میں  
 حالت دیکھ دیکھ کھیتی کی  
 جن کا ہوئے نہ کرے پلوہ  
 کھوسے اور بھرے دیکھ کے  
 چوک آپنی کو کیوں روڈ  
 کیا تم نائے سنی کانن سے

ہو دس سبھی ختم ہو ہار  
 جب لگ بارش کی او ہمار  
 اول ہو سب سے طیار  
 بگڑے سبھی بنے ہو ہار  
 رقبہ کر د رسیج طیار  
 کیسا مندر سنگم سدھار  
 آدھر کیوں جو کو مت بام  
 پیو کھلی نائے آرام  
 شیو سکل چت دھر دھیان  
 ارو دھر لیو رہت سے دھیان  
 رہ چن سدا اودھو سے کام  
 تو پھر لیو کنواں سے کام  
 دیکھ بھاگے پران بچائے  
 در شو کھیت ہر د لہرائے  
 بالی بڑی بڑی دکھلائے  
 کر سگ بہت گن ہو جائے  
 اردھن پانی دیتے نائے  
 اردھن بڑی ہاتھ میں نائے  
 ناحق رہے ادھک پھٹائے  
 کب تر مٹی سنگھ رہو گائے

### ۲۔ اوکھ - گنا

مادبو کی اردھان گن کو  
 نت فر شہد جائے بھڑے  
 اک دن گن لکین شیو جی سے  
 نت بھرت غمہ کہاں سے آئے  
 شیو جی گن داں دن لائے  
 مکھی شہد دھرین جتہ میں  
 بڑے پر خرم سے نش بانہر  
 اور پوری کی سا گری

تر بھجے بگ جانے سنار  
 سیو کیوں اوتی ات پیار  
 بگ میری شیو آدن کسار  
 ارو کس بھانت ہوئے تیار  
 من میری انگ سر کی تار  
 لاویں کاڈ بھسپت وار  
 چھد ہاکے بنیو روادی بھاس  
 تم سوئی بت کرد پر یہ بان

اب میں پان کریں ہم ناتھ  
تب ہم پان کریں بھوپہ ناتھ  
اپنی کٹھا کسی بھجھائے  
مُن در کرنے گئے اُپائے  
کانس سے ایکھ کری طیار  
گتا روپ کرو طیار  
پھر آئے گئے اونت کال  
بھارت ہون گو کنگال

## مشن ہل کے فائدے

پہلے مہرون جگدیشور کو  
بیچے مہرون گورنمنٹ کو  
آج انتی کو کرشی کی  
لکھوں بڑائی مشن ہل کی  
گہری جوتے دہری نہ پھینکے  
گھاس پھوس سب دبے کھیت میں  
ایک جتائی مشن ہل کی  
جائی کھیت میں مشن پر جائے  
کیڑا ختم ہوئیں زہریلے  
بناروگ کے فصلیں ہوئیں  
مُن کھل ترت جائے دھرتی کا  
ادج شکست کھیت کی بڑھ جائے  
برشا بھرل چلے کھیت میں  
جڑیں پھیلنے لگی خاطر سے  
خوب خوراک ملے پودے کو  
نئی نہ تے تے کوس جیہ  
کھیت کی مائی پرے بھر بھری  
پکتن سے فصل مکھ مورے  
پہلے پانی کی فصلوں میں  
ادج شکست کھتن سے چاہو  
دو بے سمر لیو پتومات  
ہو گئے اُدے بجائیہ سکھ  
رج دے بڑے بڑے ادا  
دھرتی پار بومہ ساکا  
مٹی لوٹ لوٹ ہو جاوے  
چھن میں دیت ہے کھاد  
اردو لسی کی گئی جھپٹ  
ناکو جنم سچل ہو جائے  
جو دھرتی میں کریں بہر  
پیدا مہرن ہوئیں دکا  
کرتی بھومیہ خوب جل  
فصلیں ہو رہیں بڑی  
پانی نائی جائے بہرا  
پولی بھومیہ ہوئے طے  
سب بدھ ہو رہے خوب  
رہی ہے تری کا خوب  
ڈوڑھی ادج کو دلی بڑم  
بالی بڑی بڑی دکھلا  
جلدی پڑے ضرورت  
کر لیو سندر شکم اُپا

اب میں پان کریں ہم ناتھ  
تب ہم پان کریں بھوپہ ناتھ  
اپنی کٹھا کسی بھجھائے  
مُن در کرنے گئے اُپائے  
کانس سے ایکھ کری طیار  
گتا روپ کرو طیار  
پھر آئے گئے اونت کال  
بھارت ہون گو کنگال  
جب نائی دیو کسی نے دھیان  
تب ہو جائیو کانس سہان  
تو اُٹھ دایں پن بھاگ  
تب بھارت میں رچو د بھاگ  
گو م بھارت کا استھان  
پہلے بھارت کے دریاں  
جو ہر جگہ ہوئے طیار  
ترتے شکر ہے بے شمار  
ادج میں دگنے گئے جان  
تب سے سبھی گئے پھیان  
سن برسا ہوت دلی ہوائے  
ہل پنجاب پھاریں کھائے  
ہو گئی کھاد خوب طیار  
پولی بھومیہ بھی طیار  
آنتیہ شیل چلے اوزار  
جب بوئے دیش لائنیں ڈار  
بن گئی دیش ایکھ کی کھان  
بن گئے شکر میل مہان  
تیس خود ہو رہی طیار  
بھارت خود پیچے بہرا  
لیو کچھو ایسے بست کسان  
جن کو تنک نہ ہو دے گیان  
کیوں گھوئی اودیا لائیں

بھوئی شکر سے بولی  
نقدہ بھیت کو رس لاؤ  
بیک بلائے لیو بھو اتر کو  
پار جی کے شکست لارن  
پن ترکیب ایک من سوجی  
مدھ بھانت سے کھون میں کر  
چھٹک کال اونت گت لہری  
مدھری دشا بیک پن بنسی  
پتلی ایکھ پڑی سب راکم  
کچھ دن دشا یہی جب رہتی  
دور ت دشا لکھی پنج نینین  
گورنٹ گنا کی حنا طر  
موبہ آپ نے میں شا جہانپور  
لکرب ٹریشٹ گنا پیہ اکھ  
دین ذاج تین سو بارہ  
چار سو اکیس کے گنا میں  
پرائے گتوں سے ات اوت  
گاؤں گاؤں جب بھے تجرہ  
عری کی جب بھی جتائی  
سے کسان کے کھیتن مان  
بھلی بھانت سے سنی دب گئی  
مشن ہل سے بھی جتائی  
ٹھیک ریت سے ہوئی جتائی  
کھوں نہ لے فصل ہوئے اتم  
کارن مدھ انت میں پرگشا  
آج دیش بھارت کے اندر  
جیسی شکر صاف جاوا کی  
اب محتاج نہ لے کا جو کو  
یہ شہد دشا ہوت بھی مشر د  
سال بہ مال راکھت پیڑی کو  
مے نو تہ گیان کے پیہنے



# دھان کی کاشت اور پھلیوں کی مصنوعی پرورش

(از مسند رلال حورا۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈاکٹر آت فیشری۔ بنگال)

میں مین (پانی کی نکاس کے لئے ٹالیاں) اور دھان کے کھیتوں میں کارپ پھلیوں کا پالنا شروع کر دیا ہے کٹلا پھلی وزن میں سات سیر تک اور دو پھلی پانچ سیر وزن تک ایک سال میں دو بار ہے۔ جیسا کہ محکمہ نے بتایا ہے کہ ڈیلٹاؤن میں جہاں پانی کی سپلائی ہمیشہ رہتی ہے دھان کی فصل کے ساتھ ساتھ پھلی کی پیداوار کے لئے حالات نہایت ہی مناسب ہیں۔ مگر اس نے یہ تخمینہ لگایا ہے کہ اگر بنگال میں دھان کے زیر کاشت (۲۲۹۲۱۰ ایکڑ) رقبہ کو اور جوٹ کے زیر کاشت (۲۳۱۰۳۰۰ ایکڑ) رقبہ کو ان فصلوں کے ساتھ ساتھ پھلیاں پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے اور یہ کہ اگر معمولی طور پر فی ایکڑ رقبہ پر پھلیوں کی پیداوار کی قیمت دس روپے ہو تو پھلیوں کی اس پیداوار سے سالانہ ۵ کروڑ روپیہ کی آمدنی ہو سکتی ہے۔

عام طور پر جاپان میں دھان کی فصل کے ساتھ ساتھ پھلیاں پیدا کرنے کا بھی روزگار کیا جاتا ہے۔ جاپان میں اس غرض کے لئے پھلیوں کے بچے مفت تقسیم کئے جاتے ہیں محکمہ نے اپنے مضمون "جاپان میں پھلیوں کا پالنا" میں اس رواج کو بیان کیا ہے۔ محکمہ نے بتایا ہے کہ جاپان میں عام رواج ہے کہ جون پھینے میں آبپاشی کے شروع ہوتے ہی دھان کے کھیتوں میں مناسب جگہوں پر پھلیوں کے بچے ایک یا دو اینچ بے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ چار پھینے کے بعد یعنی اکتوبر تک جب دھان کی فصل کاٹی جاتی ہے تو یہ پھلی کے بچے بڑھکر ۱۱۰ یا ۱۱۵ اینچ بے ہو جاتے ہیں جو آسانی سے بازار میں بیچے جاسکتے ہیں۔ پھلیاں اس قدر تیزی سے اسلے بڑھتی ہیں کہ گرمی کافی ہوتی ہے اور کھیتوں میں ان کو خوراک کے لئے چھوٹے چھوٹے کیرٹس کوڑے مثلاً لاوا اور کوپ پاؤ وغیرہ ملتے ہیں۔ کھیتوں میں بانس کے باڑے لگے ہونے کے باعث یہ باہر نہیں نکل سکتے۔ اگر کھیتوں میں پانی نہ دے تو کسان کھیت کے ایک کونے میں گدھا کھود دیتے ہیں

آجکل کی صورتوں کو دیکھتے ہوئے جبکہ عوام کی غذا کو صحت بخش بنانے کے لئے کھانے میں پھلیوں کا زیادہ استعمال کرنا اور ماہی گاہوں چھٹی حالت میں رکھنا نہایت ضروری ہے پھلیوں کی مناسب پیداوار مل کرنے کے لئے پانی کے ہر قطرے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ ماننا چاہئے۔

یہ عام خیال ہے کہ صرف دائمی تالابوں وغیرہ میں ہی پھلیاں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کسی تالاب کے نیچے بیٹھ جانے سے پھلیوں کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے پھلیوں کی پیداوار کے لئے عام طور پر پھلیوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ اگر ہم کبھی کبھی اسکو ہی طویل خشک کر دیں اور پھر صبح کے لئے اٹا دے چھوڑ دیں۔ اس میں پھلے پانی کی بہت سی جگہیں ہیں جن میں ہر سال پھلی کی ادارے بہت زیادہ منافع اٹھایا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں بات کو واضح کرتی ہیں۔

## پھلے پانی کی ماہی گاہیں

کلکتہ کے قریب ہریادھاری کے بہاؤ کے علاقہ میں بہت سے امات ہیں جہاں کارپ پھلیاں بڑے پیمانے پر پیدا کی جاتی ہیں۔ جہاں برسات کے زمانے میں (جولائی - اگست - ستمبر) پھلیاں بال چھوڑ دی جاتی ہیں اور گرمی کے موسم میں (مارچ - اپریل - مئی) پانی کے بہاؤ کے ان مقامات کو پوری طور پر یا کسی حد تک لے کر خالی کر دیا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر پانی میں پھلیاں لے کر تیسے بیشتر دھان کی ایک فصل (جون جولائی سے اکتوبر نومبر) کاشت کرتے ہیں۔ پھلے پانی میں گرمی اور نہاتانی کھار زیادہ ہونے کی وجہ سے پھلیوں کی پیداوار بہت تیزی سے ہوتی ہے۔ چند پھینے کے عرصہ میں بڑھکر ۱۲۵ اینچ سے ۱۸۰ اینچ تک جاتی ہیں جبکہ کلکتہ کے دائمی تالابوں میں اس قدر بڑا ہونے لے ان کو در (۲) سال لگتے ہیں۔

سند رہن کے بعض آباد علاقوں میں جہاں لوگوں نے کھال

جس کے اندر مچھلیاں اس وقت تک زندہ رہ سکتی ہیں جب تک اور پانی نہ آجائے کھیتوں میں مچھلیاں پالنے کی وجہ سے دھان کی پھسل بہت اچھی ہوتی ہے کیونکہ مچھلیاں ان کیڑوں کو جو پودوں کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں کھا جاتی ہیں۔

### ترقی دی ہوئی فصلیں

حب مچھلیاں دھان کے کھیت میں چلتی پھرتی ہیں تو پھلوں کے پلنے سے نقصان دہ کیڑے پانی کی سطح پر گر جاتے ہیں اور مچھلیاں ان کو کھا جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مچھلیوں کے پلنے پھرنے سے جڑوں کے پاس کی زمین اور گھاس پات ڈھیلی ٹھیلی ہے۔ اور اس طرح کلوں کے پھوٹنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ظالم گھاس کو مچھلیاں کھا لیتی ہیں اس طرح دھان کے پودے اچھی طرح بڑھتے ہیں اور یہ کہ مچھلیوں کا فضلہ دھان کی فصل کے لئے اچھی کھاد کا کام دیتا ہے۔

دھان کے کھیتوں میں رہنے سے مچھلیوں کو گرمی اور اچھی خوراک ملنے کے علاوہ پانی کے بڑے رقبہ میں گھومنے پھرنے کی بھی سہولت ملتی ہے۔ اڑتی ہوئی چڑیا کے سایہ چڑنے اور تیز ہوا کے باعث پودوں کے پلنے سے مچھلیاں پانی میں تیزی سے دوڑتی رہتی ہیں اس طرح سے انکی کافی ورزش ہو جاتی ہے اور وہ خاصی موٹی ہو جاتی ہے۔ ڈیلٹا کے علاقہ میں دھان کے کھیتوں کا پانی کسی قدر ٹھیک رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے مچھلیوں میں پتو۔ پیچوندی یا اس قسم کے دوسرے جراثیم نہیں لگنے پاتے۔

”امداد باہمی کو آپریٹو“ کے اصولوں پر عمل کرنے کے فوائد دھان کی کھیتی کے ساتھ ساتھ مچھلیاں پالنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے اس بات کو دھیان میں رکھنا لازمی ہے کہ گو علیحدہ علیحدہ کھیتوں کی پیداوار مقدار میں زیادہ نہ ہو پھر بھی اس کی مجموعی پیداوار کا وزن کسی لاکھ پونڈ ہوگا۔ اگر گاؤں کا دھان کی کھیتی کے ساتھ ساتھ مچھلیاں پالنے کا روزگار کو آپریٹو کے اصولوں پر کرنا شروع کریں تو اس ضمنی پیداوار سے بہت کثافت آمیزی حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ہر شخص کا اس مد پر بھی خرچہ بہت ہو جائیگا۔ اور اگر ان مچھلیوں کو بڑے تالابوں میں جہاں انکو ایک یا دو سال تک اچھی خوراک کھلائی جائے رکھنے کا انتظام کیا جائے تو مچھلیاں پالنے کا یہ روزگار بہت ہی منافع بخش ہوگا۔

چودھیسر مشوکری کا حوالہ دیتے ہوئے ٹکسن نے یہ کہا ہے کہ ”کھانہ کی ایک کو آپریٹو سوسائٹی جو پورے قانون کی نمائندہ ہوتی ہے اس ضمنی پیداوار کے لئے ہر سال ۲۵۰ ایکڑ رقبہ استعمال کرتی ہے جس کی سالانہ پیداوار ۲۰ کلو ڈ مچھلیوں کے بچے ہوتے ہیں اور جو آس پاس کے گاؤں میں پالنے کی غرض سے فروخت کر دیئے جاتے ہیں ٹکسن نے ایک دوسری مثال بھی پیش کی ہے (مثلاً مصر میں) جہاں بہت بڑے رقبہ پر آبپاشی ہوتی ہے علاقہ میں مچھلیاں پالنے کے روزگار سے گواہی یہ روزگار شروع ہی کیا گیا ہے ۲۰ ہزار روپیہ کی آمدنی ہوئی تھی۔

اس ضمنی نگرارنے ابھی حال میں جو تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ برطانوی گیانا اور برطانوی ویسٹ انڈیز میں جہاں پر کھانہ اور چاول کی فصلوں کی کاشت کے لئے ساحل کے درمیان علاقوں میں نہروں اور خندقوں کے ذریعہ آبپاشی کی جاتی ہے زرعی فصلوں کی کاشت کے ساتھ ساتھ مچھلیاں پالنے کا روزگار شروع کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ پانی کے خنقوں میں پیداوار کو زیادہ بڑھانے کے لئے دیسی مچھلیوں کے انڈوں سے کھلے ہوئے بچے (fingerlings) اکٹھا کر کے جائینگے تاکہ مچھلیوں کی قدرتی پیدائش میں ترقی کی جائے اور اس طرح مچھلیوں کی پیداوار کی مقدار میں اضافہ ہو۔

### خوراک میں اضافہ

گو کہ میسا اوپر بتایا جا چکا ہے دھان کی کھیتی کے ساتھ ساتھ مچھلیاں پالنے کا روزگار رفق بخش ہے پھر بھی محض آمدنی بڑھانے کے لئے ہی یہ مشورہ نہیں دیا گیا ہے بلکہ اس مقصد سے کہ حدود و ضوابط کے لوگوں کے لئے جن کی غذا میں عموماً جانوروں سے حاصل کردہ پروڈکٹ کی بہت کمی ہوتی ہے کافی مقدار میں اس قسم کا پودین حاصل ہو سکے ہندوستان کی زراعت کے متعلق جو رائے کمیشن مقرر کیا گیا تھا اس نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ”جن لوگوں کی خاص غذا چاول ہے انکی خوراک کا پھل بہت ہی اہم جزو ہونا چاہئے زرعی کمیشن نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”کسانوں کی غذا کو بہتر بنانے سے ان کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑیگا۔ ہماری رائے میں ملک کے بہت زیادہ حصوں میں پھل ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا اضافہ ان کی خوراک کو بہتر بنانے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔ اسلئے ہم اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو لوگ ان مشکلات سے واقف ہیں وہ اس امر سے اتفاق کریں گے کہ یہ رائے دینے میں ہم نے غلطی نہیں کی ہے۔“

# بھیڑوں کی منڈائی

از جناب پی۔ ایم۔ شند ایم۔ آر۔ سی۔ وی۔ ایس)

اور

جناب کرو بخش سنگھ ایل۔ وی۔ پی۔ گوڈنٹ کٹیل فارم، حصار

کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

۴۔ کہیں کہیں گرمی کا اون زردی مائل ہوتا ہے اور جانے کا اون سفید ہوتا ہے سال میں ایک بار کی منڈائی سے رنگ کچھڑی ہو جاتا ہے۔

۵۔ سال بھر بعد کی منڈائی کے اون اچھ جاتے ہیں۔

اس سے یہ ظاہر ہے کہ اگر آب دھواؤ کاوٹ نہ ثابت ہو تو بھیروں کی سال میں دوبار منڈائی کرنا اچھا ہوگا۔

بھیریں کب مونڈی جائیں۔ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت کچھ اس جگہ پر مل سکنے والے چارے اور آب دھواؤ پر منحصر ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں مختلف مقامات کی آب دھواؤ میں بہت فرق ہے۔ منڈائی کا وقت مقرر کرنے میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) ان مقامات میں، جہاں سردی گرمی دونوں موسم بہت تیز ہوتے ہیں، یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بیشتر روئیں والے جانور موسم کی تبدیلی کے وقت اپنے روئیں جھاڑ دیتے ہیں۔ ایسے مقامات پر اس وقت کے آئے سے پہلے ہی بھیروں کی منڈائی ہو جانی چاہئے۔

(۲) حصار کے فارم میں یہ دیکھا گیا ہے کہ منڈائی کے بعد کچھ عرصہ تک بھیروں کے جسم کی حرارت معتدل سے ایک یا دو ڈگری نیچے رہتی ہے۔ اسلئے جسم کی حرارت کو برقرار رکھنے کے لئے منڈائی کے بعد کچھ دن تک خوراک کا انتظام کو رکھنا چاہئے۔

(۳) موسم کی اچانک تبدیلی کا بھیروں کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اسلئے بھیروں کی منڈائی ایسے وقت کرنی چاہئے جب موسم کے یکایک تبدیل ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۴) جہاں موسم کے یکایک تبدیل ہونے کا اندیشہ ہو وہاں منڈائی اس طرح کرنی چاہئے کہ بھیروں کے بدن پر کم از کم ایک انچ اون برقرار رہے۔

پنجاب میں دیکھا گیا ہے کہ منڈائی کا سب سے اچھا وقت ستمبر کے آخری ہفتے سے اکتوبر کے پہلے ہفتے تک اور مارچ کے آخری ہفتے سے اپریل کے پہلے ہفتے تک رہتا ہے۔ کوئی بھی وقت مقرر کیا جائے

بھیروں کی تجارت بڑھ رہی ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے گڈ ریٹ سائنٹفک طور پر بھیروں کا پالنا سیکھیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان میں سے بیشتر ریشٹا پشت کے تجربے سے اس فن میں بڑی حمارت دکھاتا ہے۔ لیکن پھر بھی بھیروں کے پالنے میں ادھر جو ترقی اور اصلاح ہوئی ہے ان سے وہ فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ وہ اپنے قدیم طریقوں کو اسی وقت چھوڑ دیتے ہیں جب انھیں جدید طریقہ میں واضح طور پر فائدہ نظر آئے بھیروں کی منڈائی ایک اہم اور وسیع پیمانے کا کام ہے مگر اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی جاتی۔ ٹھیک منڈائی نہ کرنے کے باعث وہ بہت کچھ اون کھو دیتے ہیں۔ اکثر وہ اپنی بھیروں کو سڑک کے کنارے مونڈتے ہیں۔ عموماً وہ فرصت کے وقت ایک یا دو بھیروں کو مونڈتے ہیں اور سارے بھیروں کو مونڈنے میں ان کا بہت وقت صرف ہوتا ہے۔ یہ دونوں باتیں مضر ہیں۔

اون کی اچھی قیمت اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ صاف ہر امر مضبوط، لمبا، ملائم اور یکجہدار ہو۔ یہ سب باتیں اسی وقت ہو سکتی ہیں جب منڈائی ہوشیاری کے ساتھ کی جائے۔

منڈائی سال میں کتنی بار کی جائے اسکے لئے مختلف مقامات میں مختلف رواج ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں منڈائی سال میں ایک بار کی جاتی ہے باقی جگہوں میں سال میں دو بار منڈائی کی جاتی ہے کہیں کہیں سال میں تین بار بھی بھیریں مونڈی جاتی ہیں۔ یہ قاعدہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ تین بار مونڈنے میں اون

مجموعاً ٹھٹھا ہے اور دام کم ملتے ہیں۔ حصار کے سرکاری کیش فارم میں بیانیہ بھیروں کی سال میں دو بار منڈائی اور ایک بار کی منڈائی کا مقابلہ کیا گیا تھا۔ دیکھا گیا تھا کہ سال میں ایک بار یعنی اپریل میں مونڈنے میں بھیروں کی تندرستی برقرار رہی اگرچہ سال میں دو بار مونڈنا زیادہ مفید ثابت ہوا کیونکہ

دو بار مونڈنے میں اون زیادہ ٹھٹھا ہے۔

۲۔ چھ ماہ کی منڈائی والا اون سال بھر کی منڈائی والے اون سے اچھا ہوتا ہے اسلئے دام زیادہ ملتے ہیں۔

۳۔ سال بھر بعد کی منڈائی میں بڑے اور چھوٹے روئیں کا فرق بہت زیادہ ہو جاتا ہے اور اٹھیں الگ کرتے میں زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ ۴۔ جیسے بعد کی منڈائی میں یہ فرق دیا نہیں دیتا لہذا الگ

لیکن منڈائی کم سے کم وقت میں کرنی چاہئے۔ اس سے منڈائی میں یکسانی رہے گی۔

منڈائی کے لئے خاص طور سے ایک سایہ دار بابا لینا چاہئے۔ لیکن ہر ایک گڈ رہا اسکا انتظام نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسی حالتیں جبکہ بھیروں کم ہوں اور سو سے زیادہ نہ ہوں۔ اگر بھیر پائے کا کام اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہا ہو تبھی مستقل باڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ ہمیں بھی سوزوں جگہ پر ایک چھتر ڈال لینا چاہئے۔ ہاں یہ خیال رکھنا چاہئے۔

گردشی کافی لگنی

ہو اور اون صاف

رہنا چاہئے جہاں

منڈائی ہو رہی

ہو اس جگہ پر

منڈائی سے پہلے

پانی کا چھرو کاؤ

کر دینا چاہئے

تاکہ گرد نہ ہو

منڈائی کی جگہ

بڑی ہونی چاہئے

تاکہ ہر ایک مونڈنے والے کو پانچ فٹ لمبی اور پانچ فٹ چوڑی جگہ

ہے۔

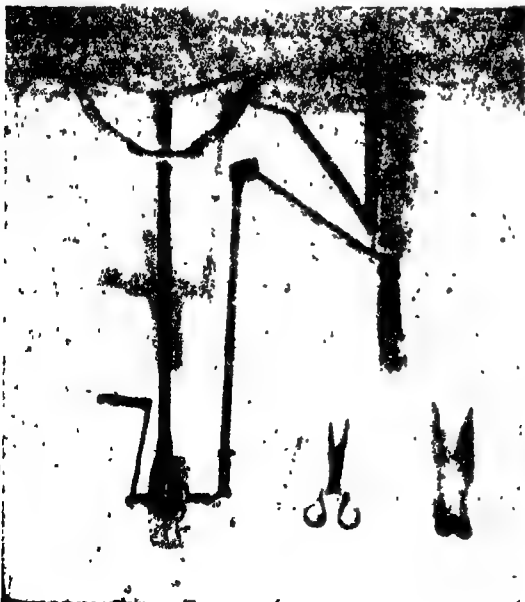
منڈائی سے چار پانچ دن پہلے بھیروں کو بہتے پانی میں نہلا لینا چاہئے حصار میں اس سے کوئی فائدہ نہیں دیکھا گیا لیکن کنٹرول شدہ اور منظم بازاروں کے باعث اس سے فائدہ دہی کا امکان ہے۔ بھیروں کو ہمیشہ نہر یا ندی کے بہتے ہوئے پانی میں نہلانا چاہئے اور بھاری پانی سے بچانا چاہئے۔ نہلائے وقت اس بات کی احتیاط رکھنی چاہئے کہ اُون آکھ نہ جائے۔ سوکھیں بگھوں میں منڈائی اور منڈائی سے پہلے بھیروں کے نہلائے کے وقت کو دیکھنے تک گواہا جاسکتا ہے۔ حصار میں بھیروں کو نہر کے پانی میں نہلانے کے بعد منڈائی کرانے سے اون کے نمونے و فیصد اچھے حاصل ہوتے دیکھے گئے ہیں۔

منڈائی سے پہلے بھیر کو ۱۱ سے ۱۸ گھنٹے تک بھوکا رکھنے کا

قاعدہ اچھا ہے۔ اس حالت میں بھیر کو زمین پر کم سے کم تکلیف ہوتی ہے اور اس کے بیمار پڑنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ منڈائی یا قینچی سے یا ہاتھ سے یا پاؤں سے چلنے والی مشین سے کی جاسکتی ہے۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کی قینچیاں کام میں لائی جاتی ہیں۔ حصہ کے فارم میں انگریزی قینچیاں۔ یادہ اچھی ثابت ہوئی ہیں۔ ایک اچھا ونڈنے والا



حصار کے سرکاری کیٹل فارم میں بھیروں کو منڈائی سے پہلے نہلا یا جارہا ہے



بھیر مونڈنے والی قینچی کے نمونہ۔ ہائیں طرف سے۔ ۱۔ انگریزی

۲۔ دیسی قینچی۔ ۳۔ ہاتھ سے مونڈنے والی مشین۔

باقی اُون اس کے بعد اُتارنا چاہئے۔ حواہ گردن کی طرف سے یا دُم کی طرف سے۔

یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اُون کا چٹھا ایک ہی بازو قینچی لا چلائے میں کٹ جائے۔ اچھا مونڈنے والا وہ سمجھا جاتا ہے جو کھال کے پاس سے قینچی چلاتا ہے اور کسی دفعہ قینچی کی چال کو دہرا نہیں۔

سارا اُون یکساں

طور پر کاٹنا چاہئے۔

کچھ مونڈنے والے

سر پیٹھ، پتھوہر

اور دُم پر زیبائش

کے خیال سے اُون

کے گچھے چھوڑ دیتے

ہیں۔ یہ فنون ہے

مونڈتے وقت

بھیڑ کے جسم پر

یا اُون پر غیر ضروری دباؤ بھی نہیں ڈالنا چاہئے۔ کند قینچی

سے بھیڑ کی کھال کے جگہ یہ جگہ کٹ جانے کا اندیشہ رہتا

ہے اور بہت تیز قینچی سے کاٹنے پر بھی زور نہیں دیا جاسکتا

بھیڑ کے مونڈ چکنے پر کھال جہاں جہاں کٹ گئی ہو وہاں

وہاں ٹیکچر آف آؤٹین لگا دینا چاہئے اور ان کو اس طرح

لیٹ لینا چاہئے کہ کھال کی طرف والا حصہ باہر کی

طرف رہے۔

ایک دن میں ۲۵ سے ۳۰ بھیڑیں تک مونڈ سکتا ہے بجلی سے چلنے والی مشین ایک دن میں ۲۰۰ بھیڑیں تک مونڈ سکتی ہے۔ مشین سے منڈائی جلدی ہوتی ہے اور کھال کے زیادہ نزدیک تک اُون کٹتا ہے اس میں مشکل یہ ہوتی ہے کہ مشین سے منڈائی میں زیادہ ہوشیاری کی ضرورت پڑتی ہے اور مشین کے کچھ حصے



حصار کے سرکاری کیش فارم میں بھیڑوں کی منڈائی کا ایک منظر

عموماً بے لوائے پڑتے ہیں جن کا ہندوستان میں ملنا مشکل ہوتا ہے۔ مشینیں دواصل اُن لکوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے بنی ہیں جہاں بھیڑیں بہت بڑی تعداد میں پالی جاتی ہیں اور مونڈنیو کا کافی تعداد میں نہیں ملتے۔ جہاں مزدوروں کا سوال نہیں ہے وہاں قینچی سے بھیڑ مونڈنا سستا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتنے ہی اُون پیدا کر نیوالے ممالک نے مشین سے منڈائی کرنا بند کر دیا ہے اور ہاتھ سے چلائی جانے والی قینچی کو اپنایا ہے۔ مونڈتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بھیڑ کو کم سے کم تکلیف ہو۔ سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ پیر، پیٹ اور سر کا اُون پہلے اُتار لیا جائے اور علیحدہ رکھ دیا جائے





## نقہ نقی والا بہادر

(از جناب شیو سہاے چتر ویدی)

ایک بھالے والا بہادر ملا۔ اُس نے اپنے بھالے کو چھینک کر کہا۔  
 جاشکارے آئے، دونوں دوست کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے۔ تھوڑی  
 دیر میں دیکھنے کیا ہیں کہ بھالا ایک ہرن کو پھیدے سے ہوسے آ رہا ہے  
 اب تو ان تینوں میں دوستی ہو گئی۔ سب نے مل کر کھانا پکایا،  
 کھا یا اور ساتھ ساتھ آگے بڑھے۔ کچھ دور جانے پر انھوں نے  
 دیکھا کہ ایک انسان کمر پر ابر گڑھا کھودے اُس میں گھسا ہے  
 تینوں دوستوں نے اُس کے پاس جا کر صاحب سلامت کی  
 اور پوچھا: ”کیا کر رہے ہو بھائی؟“ اُس نے جواب دیا: ”انہ  
 سبھا کا تماشہ دیکھ رہا ہوں۔ یہ جواب سن کر تینوں کی حیرت کی  
 انتہا نہ رہی۔ گڈھے والے نے کہا: ”اعتبار نہ ہو تو گڑھے  
 میں اتر کر دیکھ نہ لو۔ باری باری تینوں گڈھے میں گھسے تماشہ  
 دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اُس سے بھی دوستی ہو گئی۔ اب چاروں  
 دوست آگے چلے اور ایک شہر میں پہنچے۔  
 شہر دیران تھا۔ ہر قسم کی دوکانیں تھیں۔ چیزوں کے  
 نرخ لکھے تھے۔ ان چاروں دوستوں نے کھانے کا سامان لیا  
 اور شہر کے باہر ایک باؤلی پر آکر ٹھہر گئے۔ سورا داس  
 کھانا پکانے کو رہ گئے اور باقی تینوں دوست شکار کو چلے  
 سو داس نے کھانا تیار کیا۔ اتنے میں ایک دانا باؤلی سے بھل کر  
 آیا اور آگ مانگی۔ سورا داس نے کہا کہ جب تک ہم چاروں دوست  
 کھانا نہ کھائیں گے اس وقت تک آگ نہ لگی۔ اُس پر داس نے  
 سب کھانا کھا لیا اور سورا داس کو پیٹ کر باؤلی میں جا کر داسور دہر  
 شہر سے سامان لا کر پھر کھانا پکانے لگا۔ اتنے میں تینوں دوست  
 شکار کھیل کر آ گئے۔ دیکھ کر بولے: ”سورا داس، بڑی دیر کی۔ ابھی  
 تک کھانا نہیں تیار ہوا،“ سورا داس نے بات بنا کر کہا: ”یہاں سے  
 کھانا پکا رکھتا تو ٹھنڈا نہ ہو جاتا؟ چاروں دوستوں نے مل کر کھانا  
 پکا کر کھایا اور سو گئے۔  
 دوسرے دن صبح پھر شکار کی تیاری ہوئی سورا داس نے  
 کہا: ”آج شکار کو میں بھی جاؤں گا۔ کھانا پکانے کے لئے آج  
 بھالے والا بہادر یہاں رہے۔ یہ بات سب نے پسند کی اور  
 بھالے والا بہادر رہ گیا۔ تینوں دوست شکار کھیلنے چلا گئے  
 بھالے والے نے جوں ہی کھانا تیار کیا کہ باؤلی میرے داخلہ  
 اور آگ مانگی۔ بھالے والے بہادر نے وہی جواب دیا۔ داسے

ایک راجہ تھا۔ تیرکمان چلاسنے میں بہت ہی جرات رکھتا  
 تھا۔ ہر روز صبح کے وقت وہ اپنی رانی کو قلعہ کے میدان میں لجاتا  
 اور دور کھڑے ہو کر اس کی نقہ نقی میں سے تیر چلا پکارتا۔ جب تیر  
 نقہ نقی میں سے نکل کر نشانے پر لگ جاتا تو وہ رانی سے پوچھتا۔  
 ”کہو رانی، میرا جیسا بہادر کوئی دوسرا ہے؟“  
 رانی جواب دیتی: ”کوئی نہیں۔“  
 راجہ کا یہ روز کا کام تھا۔ رانی کو ڈر لگتا تھا کہ کسی دن تیر  
 ڈگا بھی خطا کی تو میری موت یقینی ہے۔ اسلئے وہ دن بدن دہلی  
 ہوتی جاتی تھی۔ ایک دن رانی کا بھائی آیا۔ اُس نے پوچھا: ”بہن  
 تم اتنی دہلی کیوں ہو گئی ہو؟“  
 رانی نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ بھائی نے کہا: ”میں علاج  
 چلاتا ہوں۔ جب راجہ تم سے پوچھے کہ مجھ جیسا بہادر کوئی  
 دوسرا ہے؟ تم تم کہنا کہ یہ زمین بہت بڑی ہے۔ ایک سے  
 بڑھ کر ایک ہیں۔“  
 دوسرے دن نقہ نقی میں سے تیر نکال کر جب راجہ نے پوچھا  
 تو رانی نے کہہ دیا: ”یہ زمین بہت بڑی ہے۔ ایک سے بڑھ کر  
 ایک ہیں۔“ رانی کا جواب سن کر راجہ کو بہت غصہ آیا اور اپنا  
 تیرکمان لیکر وہ پردیس کو چل دیا۔ چلتے چلتے راستے میں اُس  
 سے دیکھا کہ ایک سورا داس تیرکمان لئے بیٹھا ہے۔ بار بار تیر  
 چڑھاتا ہے اور پھر اُسے اتار لیتا ہے۔ نقہ نقی والے بہادر یہ  
 عجیب نظارہ دیکھ کر سورا داس کے پاس جا کر رام رام کیا اور  
 پوچھا: ”سورا داس کیا کر رہے ہو؟“  
 سورا داس نے کہا: ”دسات سمندر پار سات داسے چور ہے  
 ہیں ایک سیدھ میں آتے ہی نہیں۔“  
 نقہ نقی والے بہادر کو بڑی حیرت ہوئی۔ وہ سوچنے لگا کہ  
 یہ سورا داس سات سمندر پار کے داسے کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔  
 سورا داس نے اُس کے دل کی بات جان کر کہا: ”بھائی نقہ نقی  
 داسے بہادر تھیں یقیناً آئے تو میرا تیر گڑ کر چلے جاؤ اور خود  
 اپنی آنکھوں سے دیکھ آؤ۔“ نقہ نقی والے نے ایسا ہی کیا۔ سورا داس  
 کے تیر کے ساتھ سات سمندر پار چلا گیا۔ دیکھا تو واقعی وہاں سات  
 داسے چور رہے ہیں۔ تیر پھر اُسے اپنی جگہ پر واپس لے آیا۔ دو  
 مہین دوستی ہو گئی اور وہ ساتھ ساتھ آگے بڑھے۔ کچھ دور چلنے پر



بلی سے سارو کھانا کھالیا اور اسے پیٹ کر باؤلی میں جا کر دانتینوں دوست کو ملے تو دیکھا کہ کھانا تیار نہیں ہے۔ پہلے دن کی طرح پھر سب کو مل کر کھانا پکانا پڑا۔

فیسرے دن کھانا پکانے کے لئے نقنی والے بہادر کے ذمے کی باری آئی۔ تینوں دوستوں کے چلے جانے پر اس نے کھانا تیار کیا کہ اتنے میں باؤلی سے پھر وہی دانا نکلا اور آگ مانگی۔ نقنی والے نے آگ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر دانا مارنے کو جھپٹا۔ نقنی والے بہادر نے فوراً ہی کمان اٹھا کر ایسا تیر مارا کہ دانا ڈھیر ہو گیا۔ تینوں دوست لوٹے تو اس نے کہا۔ ”تم لوگ ناحق پختے رہے۔ میرے ساتھ بھی اس بے شراوت کرنی جانی مگر دیکھو کہ کیا حال ہوا۔ اب لوگ بہت خوش ہوئے۔ کھانا تیار ہو چکا تھا۔ صرف گوشت پکنے کی دیر تھی۔ بھالے والے نے کہا کہ دیکھو اس بھی کتنی دیر ہے۔ ہانڈی کے پاس جا کر اس نے دیکھا اور نقنی والے بہادر سے پوچھا کہ تم نے گوشت کا کچر پکنے کو رکھا تھا یا سالم بکری ہے؟“ اس نے جواب دیا۔ ”مکڑے رکھے تھے کہیں سالم بکری بھی رکھی جاتی ہے؟“

بھالے والے نے کہا۔ ”دیر ایساں آکر دیکھو تو۔“ قریب جا کر دیکھا تو ہانڈی کے اندر سالم بکری مودینگ چڑا اور دم کے میٹھی ہے۔ ان سب کو جید تعجب ہوا۔ ہانڈی کو انھوں نے ڈھنک دیا اور بانی کھانا سب سے مل کر کھایا۔ کھانے کے بعد سب نے صلاح کی کہ اب یہاں پر رہنا ٹھیک نہیں۔ کسی دوسری جگہ چلنا چاہئے۔ نقنی والا بہادر دوسری قسم کا انسان تھا بولا۔ ”تم تینوں چلے جاؤ میں تو ابھی کچھ دنوں یہیں رہوں گا شہر جو ویران ہوا ہے وہ یہیں کی شراوت سے ہوا ہے اسے دور کئے بغیر میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ مگر تم لوگ ایک کام کرنا جہاں کہیں رہو، روز چار آدمیوں کا ساٹا لیکر کھانا پکانا۔ اپنا اچھا حصہ کھانا۔ میرا زمین میں گاڑا کرتا۔“ تینوں دوستوں نے اسکی بات مان لی اور چلے گئے۔ ان کے چلے جانے پر نقنی والے بہادر نے ہانڈی کو پھوڑ ڈالا۔

اس میں جو بکری بیٹھی تھی وہ ڈائن بن کر دوڑی۔ بولی۔ ”کھاؤ یا بچاؤ؟“

نقنی والے نے کہا۔ ”متا را آدمی تو مر ہی گیا۔ مجھے بھی کھا لوگی تو نہیں کیا ملے گا؟ میں مرد، تم عورت۔ دونوں مل کر عیش کیوں نہ کریں؟“

ڈائن راضی ہو گئی اور دونوں رہنے لگے۔ نقنی والا ہنستا

کچھ دیر گھومنے جانے لگا۔ ایک دن گھومتے گھومتے شاہی محل کے پاس جا نکلا۔ دیکھتا کیا ہے کہ اوپر چھتے پر ایک نہایت حسین لڑکی بیٹھی ہے۔ اس سے دیکھتے ہی وہ بولی یہ راہی تجھے اپنی جان پیاری نہیں ہے؟ یہاں کیوں پھر رہا ہے؟ جلدی بھاگ جا، نہیں تو ڈائن کھا جائیگی۔ نقنی والے نے کہا۔ ”تم اوپر میں نیچے، پاس بٹاؤ تو کچھ بات چیت کروں۔“

لڑکی نے کند ڈال کر اسے اوپر بلایا اور محرت کے ساتھ پلنگ پر بٹھا کر بولی۔ ”میں راجا کی بیٹی ہوں۔ اس شہر کو ایک دیو اور ڈائن نے برباد کر دیا ہے۔ ان کے ظلم سے سب لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔“

نقنی والے نے دیو کی موت کا حال سنا کر کہا کہ یہ تو بٹاؤ کہ اس ڈائن کی موت کیسے ہوگی؟

راجا باری نے کہا۔ ”اس کی موت تیرے منہ سے نہیں ہوگی۔ اسے تو کندروں سے جلا کر مارا جاسکتا ہے۔“

اتنی بات چیت کر کے نقنی والا بہادر ڈائن کے پاس لو آیا۔ اگلے دن اس نے ڈائن سے کہا۔ ”دیکھو، مجھے شکار کا شوق ہے۔ اگر تم کہو تو شکار کھیل آیا کروں۔“

ڈائن نے کہا۔ ”شکار کے لئے تم خوشی سے جاسکتے ہو۔ لیکن دیکھو، کہیں بھاگ مت جانا۔ بارہ کوس تک میری چوکی ہے۔ بھاگے تو چوٹی پکڑ کر کھینچ لاؤں گی۔“

نقنی والے نے کہا۔ ”اچھی بات ہے۔ مجھے بھاگنے کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے؟“

اس دن سے وہ روزانہ شکار کو جانے لگا۔ ایک دن اس نے ڈائن سے کہا۔ ”دیکھو میں راجہ ہوں۔ ہمارے

محل میں خوب پردہ ہوتا ہے۔ رانی محل کے اندر پردے میں رہتی ہے۔ اب ہم تم سے شادی کر لینا چاہتے ہیں۔ تم رانی بن جاؤ گی۔ لیکن قسم کھاؤ کہ پردے میں رہو گے۔ ادھر ادھر آواہوں کی طرح نہ پھرو گی۔“

ڈائن نے قسم کھائی۔ دونوں کی شادی ہو گئی۔ قریب ہی کندروں کا ایک ڈھیر لگا تھا۔ اسے بیچ میں کھوکھلا کر کے اس میں ایک آدمی کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنا کر نقنی والے نے ڈائن سے کہا کہ تمہارے بیٹھنے کے لئے جگہ بنا دی ہے۔ یہیں بیٹھا کرو۔

ڈائن دن میں وہیں بیٹھنے لگی۔ ایک دن موتو دیکھ کر نقنی والے نے اس میں آگ لگا دی۔ ڈائن جل کر خاک ہو گئی۔

اس طرح ڈائن کو ختم کر کے وہ راج کاری کے محل میں پہنچا

اور اُسے سارا قصہ سنا کر کہا کہ لو اس بلا سے بھی نجات ملی۔

راج کمار کی بہت خوش ہوئی۔ اس نے چاروں طرف خطوط بکھیر کر۔ اعلان کرادیا کہ شہر کی بلا ختم ہو گئی۔ لوگ آکر پھر اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں اور اپنی زمین و جائیدادیں سنبھالیں۔ پھر وہی دنوں میں شہر پھر آباد ہو گیا۔ سب کام کاج باقاعدہ ہونے لگے۔ راج کمار نے راج کمار سے شادی کر لی۔ دونوں آرام سے رہنے لگے۔

ایک دن راج کمار کی دریا میں نہانے گئی۔ اس کے بال سونے کے تھے۔ کٹھنی کرنے میں جو بال ٹوٹے ان کو ایک دوسرے میں رکھ کر اس نے دریا میں بہا دیا۔ بالوں کا دروازہ بہتہ بہتہ ایک دوسرے راجہ کے راج میں پہنچا۔ وہاں کہ راج کمار اُس وقت دریا میں نہانے لگا رہا تھا۔ بالوں کو دیکھ کر اُس نے طے کیا کہ میں اپنی شادی اس سونے کے بالوں والی عورت کے ساتھ کروں گا اور گھر جا کر بیانی پر پڑ رہا۔ راج کمار کے اس طرح رہنے کا سارا حال راجہ کو معلوم ہوا۔ راجہ نے دونا پیش کر کے کہا ”جس عورت کے یہ بال ہیں اُس کے ساتھ میں شادی کروں گا۔ ورنہ سونے کے فوراً چالاک کشتیوں کو بلوایا۔ پہلی کشتی سے پوچھا۔ ”تم میں کیا خوبی ہے؟“

میں بادل میں سوراخ کر سکتی ہوں۔“

”تم میں بہ دوسرے سے راجہ نے پوچھا۔“

میں بادل میں سوراخ کر کے اس میں پیوند لگا سکتی ہوں۔“

پیوند لگانے والی کو زیادہ ہوشیار سمجھ کر راجہ نے اُسے سونے کے بالوں والی عورت تلاش کرنے کا حکم دیا۔ کشتی نے ایک کشتی تیار کرائی اور بہاؤ کے خلاف اوپر کو کشتی پہنچنے کے لئے ملاحوں سے کہا۔ ”کچھ دنوں میں وہ اُسی جگہ پہنچنی جہاں وہ سونے کے بالوں میں رانی رہتی تھی۔ ملاحوں کو دیا کہ گھاٹ پر رہنے اور اُسکی واپسی کا انتظار کرنے کو کہہ کر وہ شاہی محل کی طرف بڑھی۔ محل سے اندر جا کر رانی سے بڑی محبت کے ساتھ بولی۔ میں تنہا ہی خال ہوں۔ تنہا ہی ماں تنہا سے بچہ ہی میں مر گئی تھیں۔ تم سے نہیں دیکھنے کی خواہش تھی۔ تمہیں دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔“ رانی نے اُسے عزت کے ساتھ لیا۔ جب تھنی والا آیا تو رانی نے خال کے آسنے کی خبر سنائی۔ اس نے کہا۔ ”خالہ وال کوئی نہیں۔ یہ کوئی کشتی معلوم ہوتی ہے۔ بہت ہوشیار بنا۔ اسکی باتوں میں مت آنا۔“ کشتی کو رہتے ہوئے کئی دن ہو گئے۔ ایک دن اُس نے رانی سے پوچھا۔ ”میں بڑا ناؤ تو ایک بات پوچھوں ہے۔“ رانی نے کہا۔ ”یہ پوچھو خالہ، بڑا کیوں ناؤں گی۔“

”تو میری ہے اسلئے پوچھتی ہوں۔“ سچ بتا تیرا شوہر کیا تھا پر اعتبار کرتا ہے؟ کچھ تو رنگ ڈھنگ ٹھیک نہیں معلوم ہوتے۔“

”نہیں خالہ، تم یہ کیا کہتی ہو؟ وہ مجھ پر بہت اعتبار کرتے ہیں اور مجھ سے سچی محبت کرتے ہیں۔“

کشتی نے ہنس کر کہا۔ ”ابھی تو بڑی چھوکی ہے۔ مردوں کی چال سمجھ نہیں معلوم۔“ بیٹی میں نے اسی میں اپنے بال پکائے ہیں۔ اچھا لکھے یقین نہ ہو تو آکر دیکھ لے۔ آج رات کو اُس سے پوچھو کہ تنہا ہی موت کہاں ہے؟ اگر وہ مجھ پر اعتبار کرتا ہوگا تو بتا دے گا۔ ورنہ نہیں۔“

رانی کے دل پر خالہ کی بات جم گئی۔ رات کو اُس نے شوہر سے پوچھا۔ ”تنہا ہی موت کہاں ہے؟ مجھے بتا دو۔“

تھنی والے نے جھوٹ موٹ کہہ دیا۔ ”ادھر دو منظرے پر جو مٹی کی پتلی رکھی ہے اُس میں۔“

صبح رانی نے خالہ کو رات کی بات بتلا دی۔ خالہ اوپر جھاڑے بٹرنے گئی تو اُس نے پتلی میں ایک لات تباہی۔

پتلی جھوٹ کر ٹکڑے کر ڈالے ہو گئی۔ تھنی والے کا ٹکڑا نہیں دھمکا۔ خالہ نے بیٹی سے کہا۔ ”دیکھو بیٹی۔ میں نے کہا تھا کہ راجہ تم پر اعتبار نہیں کرتا۔ راجہ نے تم سے جھوٹ موٹ ہی

کہہ دیا کہ میری موت پتلی میں ہے۔ دیکھو وہ پتلی چوٹی پڑی ہے اور اس کا سر تک نہ دھمکا۔ بیٹی، مرزا، بڑے سلیبی ہوتے ہیں۔ تو بھولی ہے۔ سمجھتی ہے کہ وہ مجھ سے سچی

محبت کرتے ہیں۔ اب تو آنکھیں کھلیں۔ بیٹی کو خالہ کی باتوں میں کچھ سچائی نظر آئی۔ آج رات کو پھر اُس نے شوہر سے

کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔ سچ بتلاؤ کہ تنہا ہی موت کس جگہ ہے؟ وہ تھنی والے نے کہا۔ ”موت پھر بتلاؤں گا۔ پہلے ایک فقہ سنو چا۔ دوست تھے وہ ساتھ

ساتھ چلے۔ لیکن ان میں سے ایک راستہ میں رہ گیا۔ وہ تنوں اب بھی کہیں گھومتے ہیں۔ وہ روزانہ چار آدمیوں کا سامان لیتے ہیں۔ کھانا پک جاتے پر تین اپنا حصہ کھا لیتے ہیں۔

چوتھے کا زمین میں گاڑ دیتے ہیں۔ میں مر جاؤں تو مجھے زندہ کرنا دہی ہیں۔ مرنے پر میری لاش علانامت تیل میں ڈال کر اسی محل میں رکھ دینا۔ وہ کبھی نہ کبھی آکر مجھے زندہ کر دیں گے۔

میری موت میری تلوار میں ہے۔“

صبح ہونے پر رانی نے خالہ کو بتا دیا۔ خالہ نے موقع دیکھ کر پانی گرم کرنے کے چوٹے میں تلوار ڈال دی تھنی والے

شکار کھیلنے چلا گیا تھا۔ اُسے بیچینی معلوم ہوئی۔ گھوڑے پر سوار ہو کر وہ گھر کو بھاگا۔ لمحہ لمحہ طبیعت خراب ہوتی جاتی

سوار ہو کر وہ گھر کو بھاگا۔ لمحہ لمحہ طبیعت خراب ہوتی جاتی

سوار ہو کر وہ گھر کو بھاگا۔ لمحہ لمحہ طبیعت خراب ہوتی جاتی

بہن

مسافروں نے کہا: "ہمارا یہ قاعدہ ہے۔ ہمیں دینا ہوتا دو  
ورنہ رہنے دو۔"

خندہ ہی بے سارا حال زانی سے جا کر کہا: "تو ہی رانی  
خوش ہو گئی۔ اس نے کہا یہ وعدہ اور ان سے کہو کہ کھانا ہمیں پکا کر  
تینوں مسافروں نے وہیں پر کھانا تیار کیا۔ اپنا اپنا حصہ  
کھا کر جو تھا حصہ انھوں نے زمین میں گاڑ دیا۔ اب تو رانی کو  
پورا یقین ہو گیا کہ وہ تینوں مسافر اس کے شوہر کے دوست  
ہیں۔ اس نے انھیں بلا کر ساری کہانی کہہ سنائی اور کہی۔

وہ ہمتا رب دوست کی لاش دیاں محل میں رکھی ہے جس طرح بھی ہو انہیں زندہ کرو اور مجھے اُس مصیبت سے بچاؤ۔ رانی کو ڈھارس بندھا کر وہ لوگ چلے گئے اور اگلے دن ایک اڑن کھٹولائے کر آئے۔ اُس میں رانی کو بٹھا کر اُسی شہر میں پہنچے جہاں اُن کے دوست کی لاش رکھی تھی۔ رانی کو پہچان کر وزیر اور محل کے ملازم بہت خوش ہوئے۔ تینوں دوستوں نے سختی والے بہادر کی لاش نکال کر پلنگ پر رکھی اور بیٹھی ملا کر تلوار پر پانی چڑھانا شروع کیا۔ سوہر داس نے کہا: ”میں نے اپنی عمر میں سے ایک چوتھائی عمر اس سختی والے کو دیدی“ اتنا کہتے ہی لاش میں گرمی آگئی۔ پھر تلوار گرم کر کے پانی چڑھاتے ہوئے بھالے والے نے کہا: ”میں نے بھی اپنی ایک چوتھائی زندگی اسے دیدی“ اتنا کہنا تھا کہ سختی والے کی نبض چلنے لگی۔ تیسرے نے جیسے ہی ایک چوتھائی عمر دینے کو کہا کہ وہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔ انہیں ملے ہوئے بولا: ”بڑی نیند آئی“ رانی اس کے قدموں پر گر پڑی اور اپنے قصور کے لئے اُس نے معافی مانگی۔ تینوں دوست ننگے ہوئے۔

نظمی والے نے وہ حکومت تو اپنے تینوں دوستوں کو  
 دیدی اور رانی کو ساتھ لیکر وہ اپنے راج میں لوٹا۔ اسی  
 دن بعد اپنے راج کو دیکھ کر رانی اور رعایا کو بہت حوش  
 ہوئی اور وہ سب اُس دن سے آرام سے رہنے لگے۔

سنا کہ پہنچے ہی اس نے عموار مانگی۔ عموار نہ ملی تو مرنے کے بعد  
دلاش نہ جلائے کی ایک مار پھر ہوا بیت کہہ کے وہ بیہوش ہو کر  
زمین پر گر پڑا اور جان بھل گئی۔

دانی کو بھروسہ ہوا۔ خوب روٹی بیٹی۔ کشتی نے سمجھا کر کہا: ”بیٹی! مرنا جینا کیا کسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایک دن سبھی کو مرنا ہے۔“

رانی پدھی بھولی تھی۔ وہ کُنسی کی چال پھر بھی نہ سمجھی۔ شوہر کی لاش کو اُس نے تیل کے حندہ ق میں بند کر کے محل کے اندر رکھوا دیا۔ اس کا غم دن بدن بڑھنے لگا اور وہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی۔ ایک دن کُنسی نے اُس سے کہا: ”بیٹی! صبح میں جہر پہنے کی وجہ سے تجھے ہر وقت غم تھاتا ہے چل آج دنیا میں غم آئیں“

نور دینے پر رانی راضی ہو گئی۔ وہ دو بلیں دریا پہنچیں۔  
 ناؤ تو وہاں تھی ہی بیٹھ کر سیر کرنے لگیں۔ اسی عرصہ میں کشتی نے  
 ملاحوں کو آنکھ کا اشارہ کیا ناؤ تیز سی سے چلنے لگی۔  
 جب بہت دور نکل آئے تو رانی نے کہا: ”رفیق! اب لوٹ  
 چلنا چاہیے۔“

خالد آب جلا کیوں منتیں۔ ناؤ گھاٹ پر ہی آکر رکی۔ اب رانی کو کشنی کے فریب کا حال معلوم ہوا لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔ کشنی نے خبر بھیج کر پاگل منگوائی اور اس میں رانی کو بٹھال کر محل میں لیکٹی۔ وہاں پر راجہ نے اس کی خوب خاطر مدارات کی اور راجا جکار کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کہا۔ رانی بولی "پتا ہی آپ جو کچھ کہیں گے میں وہی کروں گی۔ لیکن میں نے بارہ برس تک سدا برت بائنے کا عہد کیا ہے۔ نو برس تو گزر چکے ہیں۔ تین باقی ہیں۔ انہیں پورا کر کے میں ضرور راجا جکار کے ساتھ شادی کر لیں گی۔"

اجڑے اس کی بات مان لی اور شہر کے باہر اُس کے رہنے  
 انتظار کر دیا۔ وہاں پر جتنے آدمی آتے سب کو اپنی طرف  
 کھانے کا سامان دیتی۔ ایسا کہتے کرتے دو برس گیارہ مہینے  
 گئے۔ صبرت ایک ادا ہو جاتی تھا۔ رانی پریشان ہونے لگی۔  
 یہ زمانہ خستہ دہاک کی طرح محبت سے بھا۔

نہایت غصہ و کراہت کے ساتھ کہ جسے محبت ہے بچا۔  
 —————  
 جس کو وہ قہر میں ساقزبانہ اور انھوں نے  
 ہتھیار کی سزا دے گا یہ آدمی لاخیر

## سبزی ترکاری

غذائیت کے وہ تمام اجزاء ہمیشہ مقدار میں موجود ہیں جو کہ جزوہ  
ہن کر جسم کو طاقت ور اور تندرست بناتے ہیں اور صحت خون پر  
کرتے ہیں۔

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں تو خاص  
خاص موسموں میں خاص خاص قسم کی سبزی ترکاریاں اور ان کے  
پائیسر آجاتی ہیں لیکن دیہاتوں اور چھوٹے چھوٹے قصبوں میں  
جی قلت اور کمیابی رہتی ہے بلکہ دیہاتوں کی زیادہ تعداد ایسا  
کہ جہاں سبزی ترکاری قطعی میسر نہیں آتی۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی جہاں مانگ ہوتی ہے وہاں  
ہوئے لگتی ہے اگر وہ وہاں پیدا نہیں ہوتی تو دیگر مقامات  
آجاتی ہے۔ مگر جہاں جس چیز کی مانگ نہیں ہوتی وہ وہاں  
نہیں ہوتی۔ شہری لوگوں کی زیادہ تعداد چونکہ معقول اور تعلیم  
ہوتی ہے اس لیے وہ سبزی ترکاری اور ساگ پھل وغیرہ کی  
قیمت سے زیادہ واقف ہوتے ہیں اور بطور غذا ان کے  
کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ اسلئے شہروں میں ان کے لئے سبزی  
ترکاری مہیا ہو جاتی ہے۔ مگر دیہاتی آبادی چونکہ زیادہ تر کم  
اور بے علم ہے اس لئے وہ مقوی اور صحت بخش کھانا حاصل  
کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ روکھا سوکھا بیسا بھی ان کو چھاتا  
اسکو کھا کر ہی پانی پی لیتے ہیں اور قانع رہتے ہیں جو لوگ  
تنگدستی و بیماریاں اس قدر خستہ حال ہیں کہ جن کو روکھا سوکھا کھ  
بھی دونوں وقت پیٹ بھر میسر نہیں آتا۔ ان بچاروں کی  
پر تو سوائے اظہار رحم اور ہمدردی کر دینے کے اور کوئی چار  
نہیں ہے مگر افسوس کہ اس بات کا بے کج جو لوگ خوشحال ہیں  
چھوٹی بڑی زمینداروں کے مالک ہیں۔ باغ و باغیچے بھی رکھتے  
اور جو اچھے پیمانہ پر کھیتی بھی کرتے ہیں ان کو بھی دیہاتوں  
اجنبی اقسام کی سبزی ترکاریاں بہ مشکل میسر ہو سکتی ہیں بلکہ اکثر  
بھی میسر نہیں آسکتیں دیہاتوں کے لوگ خود تو موسمی سبزی  
پیدا نہیں کرتے۔ خرید کر کھانا تو ان کے لئے مشکل ہے کیونکہ  
پیسہ پاس نہیں رہتا۔ اور اس لئے ان چیزوں کو وہاں  
کے لئے نہ کوئی بھیجتا ہے اور نہ لے جاتا ہے۔ ہمارے ملک  
اور خاص طور پر ہندو قوم میں ذات برادریاں پیشہ کے اعتبار  
بالکل ایک دوسری سے الگ الگ ہو رہی ہیں ایک شخص  
کی برادری کا آدمی دوسری برادری کے پیشہ کو چاہے وہ  
منفید اور اعلیٰ کیوں نہ ہو اختیار کرتے ہوئے گھبراتا ہے اور

انسان کی خوراک کے لئے منعم حقیقی نے جو بے شمار اور بے پناہ  
نعمتیں پیدا کی ہیں ان میں مختلف اقسام کی سبزی ترکاری۔ ساگ۔  
حصانے اور پھل بھی شامل ہیں۔ قدرت کی عطا کردہ ان بے ہاشم  
ہے جو لوگ لذت اور فائدہ اٹھانے کی حتی الامکان کوشش نہیں  
کرتے وہ درحقیقت سخت بے قسمت ہیں۔ یہ چیزیں کھانے کو معجز  
عدیہ اور پر لطف ہی نہیں بناتیں بلکہ جسم انسان کے لئے صحت  
مفرح اور مقوی غذا بنیاد کرتی ہیں۔ اس لئے کھانے کے ساتھ  
سبزی ترکاری اور ساگ وغیرہ کا استعمال بنیاد ضروری ہے۔  
اور دیکھو اس زمانہ میں جبکہ دودھ گھی۔ مکھن اور ستیا وغیرہ  
کی ملک میں اس قدر کمی اور گرائی ہے کہ اس کی کثیر تعداد آبادی  
کو ان چیزوں کا استعمال کرنا تو دیکھنا شاید دیکھنا بھی مشکل سے  
ہی نصیب ہو سکتا ہو۔

یہی نہیں کہ آج کل ہندوستان میں محض صحت مفکرم  
وٹ ہی دودھ۔ گھی۔ مکھن وغیرہ جیسی پر لطف و مقوی غذاؤں  
سے محروم ہیں۔ بلکہ درمیانی حالت کے کثیر المتعداد لوگ بھی ان نعمتوں  
عظمیٰ سے محروم ہیں۔ اگر تحقیقات کیجاوے تو اسکول و کالجوں کے  
طلباء میں ایسے خوش قسمت بچوں اور نوجوانوں کی بہت ہی  
تعداد برآمد ہو سکے گی جو روزانہ فی طالب علم پائیسر عمدہ تازہ دودھ  
اور ایک چھٹانک گھی یا مکھن اپنی خوراک میں استعمال کر سکتے ہوں  
باشندگان کی عام جسمانی کمزوری اور خراب تندرستی کے سب سے  
بڑے اسباب میں کافی مقوی اور صحت بخش غذاؤں کا میسر نہ آسکا  
ہی ہے۔

چونکہ دودھ۔ گھی۔ مکھن وغیرہ کا بطور غذا میسر نہ آسکا ایسے  
محاسن اور گنگال لوگوں کے لئے تو قریب قریب ناممکن ہی ہو گیا  
ہے کہ جن بچاروں کو مکا۔ جوار۔ باجرہ۔ مڑ۔ جو۔ چنا۔ کرا (مثلاً)  
ساناں کا کن وغیرہ کی خشک روٹیاں بھی دونوں وقت پیٹ  
بھر نصیب نہیں ہوتیں اور چونکہ آج کل یہ چیزیں ان لوگوں  
کو بھی کافی مقدار میں نصیب نہیں ہوتیں بلکہ بعضوں کو قطعی  
نصیب نہیں ہوتی جو کہ معمولی حیثیت اور اوسط درجہ کی آمدنی  
کے لوگ خیال کئے جاتے ہیں اس لئے اگر وہ عقل و ہمت اور  
کوشش کو کام میں لا دیں تو غذا میں دودھ۔ گھی۔ مکھن وغیرہ  
کی یہ کمی سبزی ترکاریوں اور ساگ بھاجیوں وغیرہ سے بہت حد  
تک پوری کیجا سکتی ہے۔ عالمانہ و ماہرانہ علم و طب اس بات  
پر متفق رہے ہیں کہ سبزی ترکاریوں اور ساگ بھاجیوں میں

ہوتے ہیں جو کچھ قریب ہیں چوکنہ پھل ان چیزوں کی کاشت اس لئے کی جانب ہے۔  
 کہ ان کو بازاروں میں فروخت کر کے نفع اٹھایا جاوے اس لئے  
 کاشتکار ان کو کچھ زیادہ پیادہ پر پوتا ہے لیکن جو بیشتر مواصلات ایسے  
 ہیں جہاں بوجھ کافی کم نہ ہو سکے یہ چیزیں تجارتی پیادہ پر کاشت  
 کرنے سے منافع بخش ثابت نہیں ہو سکتیں اور اس لئے اس کا کاشت  
 کرنا روزانہ کی خانگی خرچ کے لئے بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ انہیں  
 بھی اگر تھوڑی سی بھی کوشش اور توجہ کہ کام میں لایا جاوے  
 تو روزانہ کھانے کے استعمال کیلئے ان چیزوں کا پیدا کر لینا زیادہ  
 دقت اور مصروفیت طلب نہیں ہے یہ خام خیال دل و دماغ سے نکل دینا  
 چاہئے کہ سبزی ترکاری ہونا ان کے پیشہ اور شان کے خلاف ہے  
 جن چیزوں کے استعمال سے ہمتی اور تندرستی قائم رہتی ان کو پانڈارنہ  
 محنت و کوشش کرنا ان کا پاک فرض ہونا چاہئے۔ خانگی خرچ کیلئے  
 ان چیزوں کے پیدا کر لینے کے لئے بہت ہی کم زمین کی ضرورت ہے  
 اکثر ایسی خال تو زمینوں میں پیدا کی جاسکتی ہیں کہ جو حقیقت کے کام  
 میں نہیں لائی جاتیں مثلاً ماہ جون میں کرلیہ کتہ دیم - لوک - گھیا توڑی  
 وغیرہ کے تین تین چار چار تخم بٹے۔ ایسی جگہ بٹے فائش کہ جہاں  
 پودوں کی بیجیں چھو پڑوں پھیروں لکڑ پوس وغیرہ پر چڑھ سکیں  
 کسی تھوڑی سی مناسب جگہ پر مختلف چھوٹی چھوٹی گیاریاں بنا کر  
 بھنڈی - بیگن - ارولی - ٹنڈا - بالادہ وغیرہ پیدا کر سکتے ہیں۔ مکان کے  
 کھیت میں مختلف جگہوں پر چند تخم ڈال کر کچھ سے پیدا کر سکتے ہیں  
 ماہ اگست اکتوبر میں تھوڑے تھوڑے آلو - خلم - کاجر - مولی - پانک  
 میتھی - کھنڈ - سویا پھول گوہی - بند گوہی - گاتھ - گوہی - دلائی - مٹر وغیرہ  
 بو کر روزانہ کی ضروریات کو بخوبی رنج کر سکتے ہیں۔ ماہ مارچ میں  
 چرکدو - بوکی - گھیا توڑی - کرلیہ - بیگن - بھنڈی - کھیرا کے دودھ  
 چار چار - پودے لگا کر موسم گرما میں سبزی ترکاری حاصل کر سکتے ہیں  
 مصالحہ کے لئے سونف دھنیہ زبرد - مرچا پودینہ پاز - لہسن وغیرہ  
 بھی ماہ اکتوبر میں تھوڑی تھوڑی زمینوں میں بو کر پیدا کر سکتے ہیں  
 امید ہے کہ محکمہ زراعت کی مفید ہمدردانہ کوششوں سے ہمارے  
 وہ غریب سے غریب دیہاتی بھائی بھی کہ جن کو دودھ - مٹھی -  
 مکھن وغیرہ تو درکنار - اپنی روکھی سوکھی - باکائی خوراک کے  
 ساتھ معمولی مہتری ترکاریاں بھی اچھی طرح میسر نہیں ہوتیں۔  
 ان کو خود بہ آسانی پیدا کر کے استعمال کرنے لگیں گے اور  
 اپنی جسمانی صحت اور تندرستی میں ترقی کریں گے۔

(ماخوذ از مفید لوازمین)

کے اپنی برادری کے لوگوں کے محسن و نشہ کا نشانہ بننے سے خوف  
 تھا ہے ناخاندہ برہمن روٹی پکانے یا کوئی اونٹ ملازمت کرنے  
 بجائے بڑھئی ہو مار کا کام یا کوئی کشتری معمولی چراسی یا دیہاتی  
 یہ امر کی ملازمت کرنے کے بجائے سنار یا لوہار کا پیشہ اختیار کر لیں  
 جی دیش دھوبی کا کام کرنے لگ جائے تو اس کو اپنی برادری -  
 انہوں کی نظروں میں سخت ذلیل و خوار ہو جائے اور پیادہ شاہی  
 پرہ کے تعلقات سے محروم ہو جائیگا سخت خوف لگا رہتا ہے اگر  
 ری ترکاری پیدا کرنا بھی زراعتی ہی کام ہے۔ مگر یہ اعلیٰ کام بھی فاضل  
 درہوں تک ہی محدود ہو گیا ہے تجارتی طریقہ پر سبزی ترکاری کی  
 کشت کرنا ان لوگوں کے لئے معیوب سمجھا جاتا ہے کہ جو بچاں خوش  
 ہے آپ کہ اوپچے درہ کے خیال کرتے ہیں۔ برہمن کشتری سستہ  
 رہاں وغیرہ پیداوار غلہ - گڑہ - شکر - تنہن وغیرہ کو تو منڈیوں میں لے جا کر  
 وقت کرتے ہیں۔ لیکن سبزی ترکاری وغیرہ پیدا کر کے برائے  
 جتنی بازاروں میں اچانا کسر شان خیال کرتے ہیں اور اس  
 تل باطل سے کہ کہیں ان کی برادری کے لوگ ان کو مالی یا کجبر  
 لینے لگیں تجارتی طریقہ پر سبزی ترکاری وغیرہ کی کاشت کرنا ہی  
 رہ نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اپنے آپ کو اونچی برادریوں میں  
 رکھنے والے کاشتکار صاحبان تجارتی طریقہ پر تو کیا اپنے کھانے  
 لئے بھی سبزی ترکاری پیدا کرنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ نتیجہ  
 ہو رہا ہے کہ دیہاتوں میں قریب قریب بارہ مہینہ ہی عمدہ تمام  
 سبزی ترکاری کا قحط رہتا ہے۔ ورنہ تو دے اپنے کھیتوں کے ساگ  
 نا اور بعض بعض خود رو روٹیدگی پیری قانع ہو جاتے ہیں جیسے پٹنے  
 بی - مرسوں - جتوا وغیرہ بڑے بڑے اور متوسط درہ کے زمیندار  
 کچھ دقت ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر ہمارے وہ بیچارے کسان  
 ہی بھی جن کے یہاں روپیہ پیسہ کا عموماً قحط رہتا ہے جن کے  
 ن باغ یا بیج نہیں ہیں۔ جتنی کاشت میں بہت تھوڑی تھوڑی کاٹی  
 جویا تو محض کاشتکار ہیں یا بہت چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں۔  
 تمام توجہ اور کوشش ان اجناس یا فصلوں کو ہی ہوتی ہے اور  
 اگر ان میں لگی رہتی ہے کہ جس کی پیداوار سے لگان یا مہکاری  
 مہاری ادا کرنے کے بعد وہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پھر سکیں  
 نہ روکھے سوکھے کھانے میں سبزی ترکاری کے استعمال کو ضروری خیال  
 نہ لگ جائیں تو اس ضرورت کو بہت حد تک بہت آسانی کے ساتھ  
 کر سکتے ہیں۔ اور غیر معمولی اقسام کی نہیں تو معمولی اقسام کی سبزی  
 فارمی قریب قریب ہر ایک موسم میں مہیا کر سکتے ہیں بڑے بڑے  
 رہن اور چھبوں کے بازاروں میں جو جو سبزی ترکاری اور  
 وغیرہ فروخت ہوتے ہیں وہ قریب قریب تمام ان ان شہروں  
 قصبوں کے آس پاس کی زمینوں یا ان مواصلات میں ہی تولید

# چمگاڈ

انجناب وودت دودھ کی پیاسے

کیونکہ چمگاڈ چڑیا نہیں ہے دیکھنے چڑیا انڈے دیتی ہے انڈے کے چھوٹے پر چھوٹے چھوٹے بچے نکلتے ہیں یہ بچے ماں کا دودھ نہیں پیتے کیونکہ چڑیا دودھ نہیں دیتی۔ وہ اپنی چونچ میں چھوٹے چھوٹے کھیرے کوڑے لاکر بچوں کی چونچ میں رکھ دیتی ہے جسے وہ کھا لیتے ہیں

یہی ان کی خوراک ہو جے۔ اگر ہم چمگاڈ کو کہیں تو ہمیں یہ مان ہوگا کہ وہ بھی چمیروں طرح کھڑوں کوڑوں سے اپنی چونچوں کا پھرنا ہوگا۔ لیکن یہ پتہ نہیں ہے۔ وہ اپنے بچوں کو اپنا دودھ دینے سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ گھٹیا گھٹے گھوڑی بکری بھینس اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلا کر ہی نہیں اس طرح مادہ جیڑ بھی اپنے بچوں کو اپنا پلاتی ہے ہمیں یقین کہ آپ اتنا جاننے کے اب کبھی غلطی سے یہ کہہ دیں گے کہ چمگاڈ بھی پرندہ یا چڑیا ہے ہونے کے باوجود وہ

چڑیا نہیں ہے۔

اس عجیب و غریب جانور کے جسم کی طرف غور سے دیکھ کر ہمیں کتنی ہی دلچسپ اور مزیدار باتیں معلوم ہوں پہلے سبز کوہی لیچہ ہم دیکھیں گے کہ اسکا نچھا سامنے بہ کچھ چوہے سے ملتا جلتا ہے اس کے کان چھوٹے چھوٹے اور بہت خوبصورت ہوتے ہیں اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھ سیاہ اور ٹھیکیلی ہوتی ہیں اس کے نیچے نیچے سفید دانت کا نوکیلے اور چمک دار ہوتے ہیں۔ وہ دانت اسے پھلوں

آپ لوگوں میں سے بیشتر نے چمگاڈ غور دیکھا ہوگا۔ وہ اکثر شام کو سوتے پر جبکہ آٹو کے علاوہ سب چڑیاں سیرالے لیتی ہیں ہوا میں ٹھوڑی ہی بلند ہی پرواز کرتا ہے دور سے اسکی شکل کالی کالی نظر آتی ہے اسے جبکہ ڈھنگتے ہیں۔ اس کا عجیب حال ہے شاید آپ یہ سوچیں کہ

وہ اپنے کھانے کی چیزیں دن ہی میں تازہ کر لیتا ہوگا۔ لیکن یہ بات نہیں ہے اس کی آنکھیں اس طرح بنی ہوئی ہیں کہ وہ سورج کی روشنی میں دیکھنے کا کام بالکل ہی نہیں کر سکتا وہ صرف رات کے وقت خواہ اندھیری ہو یا اجالی دیکھ سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ چمگاڈ رات بھر جاگتا رہتا ہے اور دن میں جبکہ چاروں طرف شور و غل مچا رہتا ہے سونے کے سوا اور کچھ بھی کام نہیں کرتا۔ وہ ہوا میں جلاوہ نہیں اڑتا بلکہ کس خاص وجہ سے ہی اُدھر سے اُدھر گشت لگایا کرتا ہے بات یہ ہے کہ ہوا میں پوشیدہ خواہ دن جو یا رات ہو کچھ کچھ کھیرے کوڑے اڑتے ہی رہتے ہیں ہم لوگ

چمگاڈ

انہیں رات میں آسانی سے نہیں دیکھ سکتے لیکن چمگاڈ کی تیز آنکھیں انہیں دیکھ لیتی ہیں اور وہ انہیں کھا جاتا ہے۔ اب آپ سمجھ لیتے ہیں کہ چمگاڈ زہریلے اور نقصان دہ کھڑوں کو کھا کر کس طرح ہمیں طرح طرح کی بیماریوں سے بچا لیتا ہے زندہ رہ کر وہ کیرٹن انسانوں و مویشیوں اور فصلوں میں کئی قسم کی بیماریاں پھیلاتے ہیں۔

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ چمگاڈ ہوا میں اڑتا ہے اس سے آپ کہیں یہ مان لیں کہ وہ بھی ایک طرح کا پرندہ یا چڑیا ہے



ہوا میں پھیلی ہوئی چیزوں کی پوری خبر مل جاتی ہے اور وہ اپنے لئے آسان سے راستہ تلاش کر لیتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا خون بھی عجیب طرح کا ہوتا ہے۔ گرمی میں یہ خون کچھ گرم رہتا ہے اور جلدوں میں کبھی کبھی نشا سر دھو جاتا ہے کہ چھوٹے یا دیکھنے پر سلوم ہوگا کہ وہ مر گیا ہے لیکن وہ لڑباز زندہ رہتا ہے ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ وہ دن کے وقت سویا کرنا ہے اس لئے دھوپ سے بچنے کے لئے وہ بند جگہ ہی زیادہ پسند کرتا ہے اکثر ایسے پڑائے گھروں میں جہاں دھوپ نہیں پہنچتی، وہ آرام کے ساتھ غراوتا ہے۔ اگر اسے ایسی جگہ نہ ملی تو وہ سایہ دار بلند درختوں کی شاخوں میں لٹک کر ہی اپنا دن گزارے گا۔ جہاں کہیں سوئے گا اپنا پیر اوپر کو اور باقی جسم نیچے کے ٹکڑے کا کچھ ٹوٹوں کہ یہ خیال ہے کہ شاید چمکاؤ پڑے جو جتا ہے کہ اگر آسمان گر جائیگا تو پیچھے کے سبھی لوگ دب کر مر جائیں گے اور میں اپنے زبردست پنجوں سے آسمان کو روک لوں گا۔ بہر حال اس کے سونے کا بھی یہ عجیب و غریب طریقہ ہے جلدوں میں وہ گرمیوں کی بہ نسبت کہیں زیادہ سوتا ہے اور باہر جاتے کی کم کوشش کرتا ہے۔ اب ہم چمکاؤ کی قسموں اور ان کی کھانے کی عادتوں کے متعلق بتلائیں گے۔ چمکاؤ کئی قسم کے ہوتے ہیں لیکن وہ اکثر کڑوا کموڑوں سے ہی اپنا پیٹ پالتے ہیں کچھ چمکاؤ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں اور پھلدار درختوں پر برفی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں اور انکے پھلوں کا صفایا کر دیتے ہیں۔ ایسے چمکاؤ اکثر آسٹریلیا، انکا، ہندوستان جنوبی امریکہ اور جاپان میں پائے جاتے ہیں۔ انکے بدن کا رنگ لومڑی سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ چونکہ اس قسم کے جانور پھلوں کی فصل برباد کرتے ہیں اور انکا رنگ لومڑی کی طرح ہوتا ہے اس لئے انھیں فلائنگ فاکس (ڑائی ہوئی لومڑی) کہتے ہیں۔ ایسے چمکاؤوں سے پھلوں کی حفاظت کرنے کے لئے کہیں کہیں انھیں لوگوں سے ڈھک دیتے ہیں اور رات بھر گرائی کرتے ہیں اتنا کہنے پر بھی چمکاؤوں کا گمہ وہ کچھ نہ کچھ نقصان پہنچا ہی دیتا ہے بعض چمکاؤ اور زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ وہ انسان کا خون چوسنے لگتے ہیں۔ ایسے چمکاؤ بہت کم ہوتے ہیں۔ وہ اکثر سونے ہوئے آدمیوں کے کھلے ہوئے پیر پر حملہ کرتے ہیں اور ان کا تھوڑا سا خون پی کر بھاگ جاتے ہیں۔ وہ اکثر موشیوں اور پالتو پرندوں پر بھی حملہ کر کے پیٹ بھر کر خون چوس لیتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس قسم کے چمکاؤ کافی خوشوار ہوتے ہیں۔ انھیں اپنے یا ان سے بچنے کے لئے انسان طرح طرح کی تدبیریں کرتا رہتا ہے۔

رہنے یا جانوروں کے بدن میں سوراخ بنانے میں پوری مدد دیتے ہیں۔ انکی انگلیاں تعداد میں اتنی ہی ہوتی ہیں جتنی کہ ہماری لیکن انگلیاں ہم ٹوٹوں کی انگلیوں سے مختلف ہوتی ہیں دن میں وہ باپورا دھڑ پیچھے کی طرف کر کے انگلیوں سے شاخ وغیرہ پکڑ کر ٹارہتا ہے۔ اسے اپنی انگلیوں سے ہی نکلنے میں مدد ملتی ہے دگر انکا اگلا حصہ بجائے سیدھا ہونے کے کوٹ لئے تک کی طرح ہا جاتا ہے ہی وہ ہے وہ اپنا پیر جہاں دیکھ دیتا ہے اچھی طرح کے جاتا ہے۔

اب ہم چمکاؤ کے پیروں کی حرکت دیکھیں۔ پیر چھتری سے کل لیتے جھپٹے ہیں جس طرح چھتری نوچنے کی پٹی کڑیوں پر بنی ہوتی ہے اور انھیں دبا کر کھولنے پر پوری جھیل جاتی ہے، ٹھیک اس طرح چمکاؤ پر بھی ہوتا ہے۔ وہ بہت ہی لالچ اور پتلا ہوتا ہے اور کچے پتے میں فی دی نہیں ہوتی ہیں۔ چمکاؤ کے اڑنے پر وہ اچھی طرح پھیل جاتا ہے اور پھیلنے پر ہی اس پر کی چوڑائی بھی نظر آتی ہے۔ ٹکڑے لینے پر یہ ٹکی گروں سے لے کر پیر تک رہتے ہیں۔ آپ انکے بے چوڑے پر کو دیکھ کر میں یہ نہ سوچ سکتا کہ وہ پر تنگ جگہوں یا درخت کی شاخوں میں مائدہ اچھو جاتے ہوتے۔ اب اس میں ہوتا۔ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ انکی لمبیں اندھیری رات میں بھی اچھی طرح دیکھ سکتی ہیں انکے علاوہ اس میں ایک اور خاص بات بتائی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ اس جتنی آسانی سے اپنا راستہ نکال لے کا اتنی آسانی سے دوسرا کوئی نہیں نکال سکتا اس بات کی صداقت دیکھنے کے لئے آزمائش بھی کی جا چکی ہے۔

ایک بار کئی چمکاؤ پائے گئے بڑے ہونے پر انکی دیکھنے کی طاقت زائل کر دی گئی۔ انھیں ایک ایسے کمرے میں اڈایا گیا جس میں بیج بیج میں کئی جگہ اڈیائی پر ایسی چیزیں رکھ دی گئیں کہ جتنے وقت چمکاؤوں کے پڑا لچھ جائیں لیکن وہ ان چیزوں سے اپنے کو بچا کر رابر اڑتے رہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو بھد تعجب ہوا۔ اب یہ سوچا گیا کہ آٹے پڑنے والی چیزوں کو وہ ناک سے سونگھ کر جان جاتے ہیں اسلئے ان کے سونگھنے کی طاقت زائل کر دی گئی یہی نہیں بلکہ انکے سننے کی طاقت بھی بند کر دی گئی اس طرح انھیں چونکا ہوا اور اندھا بنا کر اس کمرے میں اڈنے کے لئے چھوڑ دیا گیا لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ ایسا کرنے پر بھی وہ چمکاؤ بغیر اٹھے ہوئے ہی اڈتے رہے۔ اس پر ایک اور ترکیب سوچی گئی۔ اس کمرے میں جگہ جگہ سوت کی پتلی رسیاں اور دھائے باندھ دیئے گئے جو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اس میں بھی بغیر اٹھے ہوئے اڑ رہے ہیں اس کے بعد آزمائش بند کر دی گئی اور یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ اندھا بہرہ اور سونگھ چمکاؤ بھی ہوا اس اڈنے وقت اپنے لئے راستہ نکال لے گا۔ جس کی ناک کے پاس سنوں کا اتنا بڑا جال پھیلا رہتا ہے کہ اسے



# کسانوں کے دشمن چوبے اور انکو دور کرنیکی تدابیر

دیسے بادیں ۔

۵۔ سوراخوں کے آس پاس چوڑے منہ کے مٹی کے ٹھکڑے پانی سے آدھے آدھے بھر کر ان میں باجرے کی لانی ڈھنسا ہوا باجرام اتنی مقدار میں ڈالی جاوے کہ پانی کی سطح لانی سے دھک جاوے۔ چوبے لانی کو کھانے کے لئے رتن میں ٹھس جاویں گئے اور پانی کی وجہ سے پھر باہر نہیں نکل سکیں گے اور آسانی سے گرفتار ہو جائیں گے یا پانی ہی ڈوب کر مر جائیں گے۔

۶۔ ایک کنسٹریٹائی میں تین ہر سیر قوتیا ملا کر یہ پانی چھوٹوں کے بلوں میں بھر دیا جائے اس سے چوبے ہلاک ہو جائیں گے۔

۷۔ ایک چیشانک دھتورے کا بیج اچھا سیر جو کا آٹا۔ آدھ سیر ٹریا راب میں ملا کر اس کی نر کے برابر چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا کر بلوں کے اندر ڈال دی جاوے

۸۔ ایک اونٹنی یعنی صفت چیشانک اسٹرکشن (Strichinoma) جو کچیلے سے بنا ہوا زہر ہوتا ہے تین چیشانک پانی میں اچھی طرح حل کر لینا جاوے اور ۲ سیر گڑ کو آدھ سیر پانی میں آج سے پھلکا کر اس میں مذکورہ بالا زہر ملا کر پانی اچھی طرح ملا دیا جاوے اور پھر اس مرکب کو گرم کر کے پندرہ سیر پھلے سے بھینکے ہوئے کیوں یا پتے پر ڈال کر اسکو ایک لکڑی سے اچھی طرح الٹ پلٹ دیا جاوے تاکہ اس غلے کے تمام دانوں پر اچھی طرح زہر لگ جائے اور قریب ۲۱ گھنٹہ تک اس غلے کو بہت احتیاط کے ساتھ رکھ دیا جائے تاکہ تمام غلے میں زہر اچھی طرح جذب ہو جائے اسکے بعد اس غلے میں سے قریب ۱۲ چیشانک چوبوں کے ہر ایک بل میں ڈال دیا جائے اور بل کا منہ بند کر دیا جاوے اگر اگلے روز بل کا منہ بند نہ ہو تو کچھ لینا چاہئے کہ اس کے اندر کے چوبے ہلاک ہو گئے۔

نوٹ :- مذکورہ بالا جو ادویات زہریلی ہیں ان کو تیار کرنے رکھنے اور استعمال میں لانے کے لئے سخت احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ غلطی سے کوئی بچہ یا ناواقف آدمی ان کو نہ کھا جاوے۔ گھریلو پیشی مرغی کو تو وغیرہ کے لئے بھی مذکورہ بالا زہریلی ادویات مضر نہیں۔

۹۔ اسٹرکشن کے بکائے پلاسٹر آف پیرس (Plaster of paris) سے بھی مذکورہ بالا خوراک چوبوں کے ہلاک کرنے کے لئے تیار کی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ اینٹ اکسٹرمینٹر (Ant extremater) مشین کے ذریعہ سے سلفٹ آف ڈائی اوکسائیڈ یا پلاسٹر آف پیرس کا دھواں چار یا پانچ منٹ تک سوراخ کے اندر پنچا کر سوراخ کو اچھی طرح بند کر دیا جائے چونکہ چوبوں کے بلوں کے ڈھانے اکثر نصف اطراف میں کئی کئی ہوتے ہیں۔ چکا باہی تعلق ہوتا ہے اس۔

فصل ریح کے کھیتوں میں خاصکر فصل گیہوں اور بنوں میں چوبے کو دی

ل خیریں بہت جگہوں سے سٹخے میں آیا کرتی ہیں۔ ویسے تو یہ موذی جانور ہندوستان کے کسانوں کی کمائی کے کچھ نہ کچھ حصہ کو ہر سال ہڑپ یا خراب

تیار ہوتا ہے اور اس طرح پر سخت ناجائز طریقہ سے کاشتکاروں کو بھگتی طور پر بہت ہی نقصان پہنچاتا ہے مگر کچھ عرصہ سے تو اس موذی سے

مسلوب پر بہت ہی پینا اور بیرحمانہ داشت لگایا ہوا ہے اگرچہ اس موذی کے ظلم و ستم سے تمام بساطی، بزاز، پٹاری، دھوبی، دگر، درزی

کاٹھانہ دار، مالکان چھاپ خانہ جات، حافظ دفتران، کتب فروش، محافظ

نس خانہ جات، ملوئی، نانائی، وغیرہ بھی اکثر بہت ہی نقصان اٹھاتے رہتے ہیں مگر غریب کسان کو تو یہ بعض دفعہ بہت ہی نقصان پہنچا

دیتا ہے جب سے فصل زراعت شروع ہو کر اس کا غلہ گھر میں جاتا بلکہ

بہتا ہے یہ اسکو کھانے اور حراب کر ڈالنے کی سزا کو شش کرنا پڑتا ہے خصوصاً جب بارش نہ ہونے سے عام طور پر خشکی ہو جاتی ہے تو کئی

نفاذ بہت بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ ان صوبجات میں فصل ہونے سے

ب تک کافی بارش نہیں ہوتی اس لئے اس کی تعداد بڑھ گئی۔

کسانوں کی عام پریشانی اور سخت نقصان رسائی کا باعث بن گئی ہے

چوبوں کے دفعہ کی چند ترکیبیں ذیل میں دیتے ہیں امید ہے کہ ناظرین ان میں سے کسی ایک یا دو کو حسب سہولیت استعمال میں لادیں گے۔

۱۔ پاؤ سیر لگھیا۔ کو آٹھ سیر پانی میں جوش دیں جب نصف

یا چار سیر پانی رہ جاوے تو ایک سیر گڑ یا راب اور قریب ۱۲ سیر

جو کا آٹا اس میں ملا لیں اور پھر آگ پر چڑھا کر مرکب کو خوب اچھی

طرح چلائیں تاکہ کل چیزیں اچھی طرح حل ہو جائیں اور پھر آگ

سے آٹا۔ کر کسی برتن سے ڈھاپ دیں۔ جب یہ مرکب ٹھنڈا ہو جاوے

تو جا جاکسی چیز میں لگا کر رکھ دیں تاکہ چوبے اسکو کھا جائیں۔



بہت سے پینے والے سرخوں کو بند کر دینا چاہئے۔ اگر اگلے  
دو تین سالوں میں تو یہ لینا چاہئے کہ اس کے اندر جو پتے ہلاک ہو گئے  
ہیں۔

۱۱۔ ٹٹے ہوئے کا پچ کے ٹکڑے لیکر ان کو ہوشیاری سے خوب پک  
میں لیا جاوے اور اتنی مقدار اس سموت کی ہو اتنا ہی گیہوں یا جو کا پتہ  
ہو آٹما لے کر اور اسکو پانی میں سان کر بڑی ستر کے برابر گولیاں بنائی  
جاویں اور ان میں سے دس دس پندرہ پندرہ چوبیس کے بلوں میں  
الہی جاویں۔ اسکو کھا کر چہرے مر جاتے ہیں۔

۱۲۔ Stern Ebbrecht بھی چوبیس کے دھبے کے لئے  
یہ عمدہ دوا ہے جسکا استعمال صوبے میں شروع ہو رہا ہے۔

مارچ ۱۹۳۷ء

نوٹ۔ جلد مذکورہ بالا ترکیب کسی ایک مخصوص کیفیت میں آزمائے  
سے چوبیس کا کما حقہ دافعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر اس مخصوص کیفیت  
کے چوبیس ہلاک بھی ہو جاویں تو ارد گرد کیفیتوں سے دوسرے چوبیس  
جلد آدھ ہو جاویں گے اور مرض جوں کا تیوں بنا رہیگا۔ چوبیسوں سے  
کچھ عرصہ کے لئے اسی حالت میں امن مل سکتا ہے جبکہ گاؤں کے سب  
لوگ مل جل کر وسیع رقبہ پر اس کے دافعہ کے لئے مذکورہ بالا ترکیبوں  
میں سے حسب سہولیت کسی ایک یا دو ترکیب کا استعمال ایک ساتھ ہی  
کریں۔

(ماخوذ از مفید المزارعین)

## شراب کے نقصانات

(ملک محمد محمود انصاری)

ساقہ ہی قوت جسمانی و قابلیت دماغی پر بد اثر ہوئی گئی ہے  
یہ خود اعتمادی مراکز اعلیٰ کے اعتبار سے نیز اجتماعی اثرات کے زوال سے  
پیدا ہوئی ہے۔ اور یہی نظام احساب پر اس کا پیدا اثر ہے۔ شراب  
کی زیادہ مقدار سے قہر لگنے والے نقالی کرتے اور فضول کینے کی کیفیت  
پیدا ہوتی ہے چہرہ سرخ و گرم ہوتا ہے۔ آنکھیں روشن نظر آتی ہیں نہیں  
تیز ہو جاتی ہے قوت خود اختیاری سلب اور قوت ارادی ضعیف ہو جاتی  
ہے۔ خودی و بے اختیار کا مظاہرہ ہنگامی غصے اور استعقوبت سے ہوتا  
ہے۔ پھر تازہ خیالیوں اور نفسانی تصورات سے اہم اور غیر اہم لوگوں  
میں تیز کرنے کی قوت باقی نہیں رہتی۔ ایسے شخص کو نہ تو دوسروں کے  
جذبات کا لحاظ ہوتا ہے اور نہ زیادہ ادب مجلس پیش نظر رہتے ہیں یہی  
وجہ ہے کہ شرابی نشہ میں وہ انحال اور گفتگو کرتا ہے جو ہوش کی حالت  
میں خود اسے خرم سے پانی پانی کر دے۔ اگر بہت زیادہ شراب پی جائے  
تو حرکات بے ربط ہو جاتے ہیں۔ بولنے وقت زبان میں لگنت پیدا ہو  
جاتی ہے۔ کھڑے ہونے میں لغزش ہوتی ہے اور گہری نیند آئے شوق ہے۔  
اکثر عرصے میں خراش ہونے سے سلی اور تے شروع ہو جاتی ہے یا بیوشی  
طاری ہو جاتی ہے۔ جب نشہ اتر جاتا ہے تو بہت زیادہ مزوری محسوس  
ہوتی ہے۔ بھوک رہ جاتی ہے۔ اعلیٰ دماغی قابلیت پر اس کے نقصانات

شراب خواہ کسی قسم کی ہو تمام برائیوں اور بیماریوں کی مال ہے۔  
شراب عمدہ میں ایک قسم کی خراش اور سوزش پیدا کرتی ہے جس  
سے عمدہ اور آنسو کی تھلی مونی اور دشت ہو جاتی ہے۔ اور ان کے  
حل میں فوراً آ جاتا ہے۔ بد ہضمی دست و پیمش وغیرہ امراض رونما ہو جاتے  
ہیں۔ جب شراب عمدہ سے بگڑ میں جاتی ہے۔ تو یہ اس پر بھی تحریک کا اثر کرتی  
ہے آخر بگڑ کی باریک ساخت ضائع ہونے لگتی ہے اور بگڑ سکر چھوڑا ہوا جاتا  
ہے اور اسے معمولی فعل میں غفل واقع ہو جاتا ہے چنانچہ درم جگر۔ یہ قاتل  
یا مہیس۔ استسقا وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

دل اور شریانیں پر بھی شراب کا بہت مضر اثر پڑتا ہے چنانچہ دل  
چھڑکنے لگتا ہے۔ اس کی حرکات سے قاعدہ سوجاتی ہیں۔ بعض اوقات  
عشی شریانیں پھٹ جاتی ہیں۔ اور مرض سکت ہو کر انسان مر جاتا ہے  
دے بھی شراب کے مضر اثر سے خراب ہو جاتے ہیں۔

دماغ پر تو شراب کا اثر نہایت تیز ہوتا ہے تھوڑی مقدار میں  
ابلی جانے کو دماغ کو تحریک ہو کر دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔  
اس سے قدرے درد معلوم ہوتا ہے مگر بار بار متواتر شراب پینے سے  
نہایت دماغی امراض ہو جاتے ہیں مثلاً لیپن۔ ہڈیاں۔ د۔ دس۔ وغیرہ

شراب کے نقصانات

شراب کے نقصانات

جسم کی حرارت اندر بیرونی حرارت کے درمیان فرق کم رہ جاتا ہے اور دوسری طرف احساس مراد کلیتہً نکل نہیں۔ تو کافی سست ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم کی فوری حرارت کا احساس بہت کم ہوتا ہے چنانچہ سردی کے نقصان رساں اثرات کی روک تھام تو نہیں ہوتی۔ البتہ ہم اس معاملہ میں پرہیز کرتے ہیں کہ ہم پر سردی کا کوئی اثر نہیں ہوتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شراب نورانی بدست کی وجہ سے بیرونی اثرات سے قائل رہتا ہے۔ اور اس حالت میں نونیہ وغیرہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ شراب خورد کچھ ہو کہ لغو اہل ہو جائے۔ اور یہ بیرونی حرارت لغو انجماد سے کہیں زیادہ ہو۔

شراب کے زیر تعلیمات جن میں عضلات کی ہم آہنگی و قوت فیصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ طبعی حالت کی نسبت کم صحیح اور سست ہوتے ہیں۔ تنہا ہاتھ کے بعد یہ دیکھا گیا ہے کہ جن فوجوں کو شراب نہیں دیا جاتا وہ بمقابلہ ان فوجوں کے جن کو شراب دیا جاتا ہے۔ زیادہ دور جا سکتی ہیں اور زیادہ بہتر حالت میں رہتی ہیں۔ شراب کے زیر اثر کام کم ہوتا ہے اور قوت زیادہ صرف ہوتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ غلاب کرنے والے بمقابلہ غلاب نہ کرنے والے میں نہ صرف کم غلطیاں کرتے ہیں۔ بلکہ کام بھی زیادہ کرتے ہیں۔ غلاب اصحاب اپنے کام کو نہایت عمدہ سمجھتے ہیں۔ خواہ انھوں نے کام کتنے ہی خراب کئے ہوں۔

## کفن کی چوری

مریندر یوں ہی بیٹھا ہوں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ کلا۔ آج کسی سے ذکر تو نہیں آئے؟

مریندر (خفک بھئی ہنس کر) نہیں بلکہ آج ایک پڑاؤ درست ملاقات ہوئی ہے۔

کلا۔ تو اس میں اداس ہونے کی کونسی بات ہے؟

مریندر۔ (کلا کی طرف دیکھتے ہوئے) اور تم صلی اسکو جانتی ہو۔

کلا۔ کون ہے وہ؟

مریندر۔ موہنی موہن؟

کلا (بیچہ تھوڑے) موہنی موہن۔ کہا ملاقات ہوئی۔

مریندر۔ چلی ہے ایک جگہ۔ وہ یہاں آج ہی آیا ہے

کلا۔ موہنی موہن پھر یہاں کیا یا کھل ہی پاگل ہو گیا ہے؟

مریندر۔ پاگل؟

کلا۔ بس پاگل بن نہیں تو اور کیا کہتے ہیں ابھی کتنے دن ہوئے جو تم

قسم کی باتیں کر رہے ہو۔

مریندر۔ کلا میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس

سلسلے میں تمہارا خیال درست نہیں ہے۔ موہنی

مریندر باغیوں پر سر رکھنے پرز کے سہارے بیٹھا ہے۔ عمر تقریباً اندر کے دروازہ سے کلا (مریندر کی بیوی) آتی ہے۔

مریندر۔ (محسوس نہ بد شکل۔) مریندر کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر (کیا کر رہے ہو؟ مریندر) کتنے طول کیوں ہو؟

ہی موہن کے ظاہر اطور قابل مذمت ہو سکتے ہیں لیکن بے  
ہمیشہ مذہب، نیک اور بہتر یا اسے بلا سمجھے جیسے ہی ذلیل اور  
بد معاش کیسے مان لیں ؟

کلا (متشعل ہو کر چٹکانہ لہجہ میں) تمہیں اس آدمی کی بڑائی  
رہتے ہوئے شرم نہیں آتی ؟ جس بد معاش نے ایک محصور انگلی  
و محبت کے دام میں پھنسا کر بعد میں بے رحمی سے ٹھکرا دیا،  
جس بد معاش نے ایک بیوہ کو بڑے راستہ پر لجا کر اسے دنیا  
بھر میں بدنام کیا اس کا نام لینا بھی پاپ ہے لیکن تم اب بھی  
اسی چرائی دوستی کا دم بھرے جاتے ہو۔  
سریندر :- (خاموش) تھا۔

کلا :- (کچھ دیر بعد) سجدہ را روز بروز کلتی جاتی ہے۔  
سریندر :- ہاں، اُس کو بڑی بیچینی ہے اور وہ بہت بیا  
دور ہی ہے۔ مگر اس کی تندرستی کی بھی کوئی تدبیر نہیں سمجھ میں  
آتی۔

سریندر :- ہاں، اسکو بڑی بیچینی ہے اور وہ بہت بیمار ہو رہی  
ہے۔ مگر اس کی تندرستی کی بھی کوئی تدبیر نہیں سمجھ میں آتی۔  
کلا :- کسی کو دکھلاؤ۔

سریندر (ٹھنڈی سانس لیکر) بہت سے مرض ایسے بھی  
ہوتے ہیں جن کی کوئی دوا نہیں ہوتی۔  
کلا :- مگر دیکھنے میں تو انھیں کوئی بیماری نہیں معلوم

دیتی۔  
سریندر :- جیسی بیماری تم سمجھتی ہو، ویسی تو کوئی نہیں ہے۔  
کلا :- تو پھر کیسی بیماری ہے۔  
سریندر :- (کچھ دیر خاموش رہ کر) کلا، کیا تم نے کبھی اس  
بھی غور کیا کہ سجدہ را کی زندگی تباہ کرنے کے ذمہ دار صرف  
ہم لوگ ہیں۔

کلا (حیرت سے) ہم لوگوں نے کیا کیا ہے ؟ پھر ان کی  
زندگی برباد کہاں ہو رہی ہے ؟ آپس میں جھگڑے بھی کرتے  
ہیں مگر کوئی ہمیشہ تھوڑی روٹھا رہتا ہے۔

سریندر :- بات جتنی تم سمجھتی ہو اُس سے کہیں زیادہ خبیث  
ہے۔ سجدہ را اور درگا ہمیشہ کے لئے ایک ہو چکے ہیں۔  
کلا :- یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا ؟ کیا سجدہ را نے تم سے کچھ  
نایا ہے ؟

سریندر :- کیا بک رہی ہو۔ سجدہ اکب مجھ سے ایسی باتیں  
رہی۔ مگر میں جانتا ہوں ان دونوں کی طبیعت میں کوئی لگاؤ  
نہیں۔ دونوں کی فطرت ایک دوسرے کے برعکس ہے۔ ایسوں کو  
یاں بیوی ہو کر رہنے میں چین کہاں ! اور ....

کلا :- ہاں اور کیا ؟

سریندر :- یہی کہ بغیر محبت کی ازدواجی زندگی بھی کسی طرح  
عمر رسکتی ہے۔ مگر ان دونوں کی گاڑی تو کسی طرح بھی چلتی نہیں  
نظر آتی۔ سجدہ را جنگلیوں کا سلوک نہیں برداشت کر سکتی۔  
کلا :- مگر تمہاری بہن کو جنگلی انسان کے ساتھ رہنے کو کون  
کہتا ہے۔ درگا چرن تو ایک بڑے رئیس کے بڑے جیسے اُن کی  
کوٹھی تمہارے مکان سے کہیں بڑی ہے۔  
سریندر تمہاری عقل پر تو پتھر پڑے ہیں۔ یہاں کوٹھی اور

مکان کی کیا بات ہے ؟  
کلا :- نہیں بات تو صرف جنگل کی تھی۔ تمہاری اُلٹی سیدھی  
دلیلیں تو میری سمجھ میں قطعی نہیں آتیں۔ مگر یہ میں جانتی ہوں  
کہ یہ جھگڑا کچھ ہی دنوں کا ہے اور سبھی گھروں میں جوتا رہتا ہے  
پھر یہ شادی تو سجدہ را کی مرضی ہی سے ہوئی ہے۔

سریندر :- ہوئی تو اسکی مرضی سے ہے لیکن اس سے بڑھکر  
اُس کے سرپرستوں اور بزرگوں کی ناعاقبت اندیشی کا کوئی  
ثبوت نہیں ہو سکتا۔ بیمار کی خواہش کے مطابق علاج کرنا والا  
حکیم لقان سے کم نہیں۔ کتنی بڑی غلطی ہوئی ہے۔ شادی  
ہونے والی تھی موہنی موہن سے اور ہوا .....  
تم کو یاد ہے ؟ سجدہ را اور موہن ایک دوسرے کو کشت  
چاہتے تھے۔

کلا :- میں بھی تو میری سمجھتی تھی لیکن موہنی موہن کی حرکتیں  
سے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ انسان کسی سے بھی محبت نہیں کر سکتا۔  
سریندر :- تو کیا تم سمجھتی ہو کہ اس کی سب باتیں دکھاو  
کی تھیں ؟  
کلا :- ضرور۔

سریندر :- بھلا اس میں اُسکی کون سی چال ہو سکتی تھی۔  
سجدہ را جس دن کا بچ نہیں جاتی تھی وہ کا بچ چھوڑ کر چلا  
آتا تھا۔ جس دن وہ یہاں آتا اور سجدہ را نہ ہوتی تو کتنی  
اُداس ہو جاتا اور بہت جلد کسی نہ کسی بہانے سے چلا جاتا  
سجدہ را کو جب ایک بار انفلوئنزا ہو گیا تھا تو وہ رات بھر  
بیٹھا رہ گیا۔ سجدہ را کی ایک ایک نرس ٹوٹ رہی تھی اور  
وہ بیحد بیچین تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موہن کو اس  
بھی زیادہ تکلیف ہے۔ اُس کے کھانسنے کی آواز سن کر وہ  
تڑپ اٹھتا تھا اور ایسی کوئی غیر معمولی بیماری بھی نہیں  
تھی۔ یہ سب باتیں کیا محض دکھلانے کی ہوشیاری ہیں ؟  
کلا :- (ہنس کر) تم باتیں خوب بناتے ہو۔ ناول لکھا  
کر دو بڑے نہ ہو گے۔ لیکن اس کے بعد کا واقعہ کیوں بھول

جائے ہو ؟

سریندر - کون سا واقعہ -

کلا - وہی چائے کے دن کا - یہاں سب لوگ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ رادھا کا کچھ ذکر تھا۔ دنگا نے کوئی تہذیب سے گرا ہوا جملہ کہا تھا کہ بے نظریہ دوست موہنی موہن نے اٹھ کر دنگا کو اتنے زور سے ایک طانچہ مارا کہ وہ اسی وقت زمین پر لوٹ گئے۔ ادھر موہنی موہن کمرے سے باہر ہو گئے۔ دوسرے ہی دن شہر میں یہ بات پھیل گئی کہ آپ کے سنت موہنی موہن اس بیجاری بیوہ رادھا کو لے کر اتنی محبت کا اتنا ہی سرمایہ تھا کتنی ذلیل حرکت تھی۔ شہر بھر کے لوگوں نے ان پر لعنت بھیجی۔ اس وقت اس شہر میں ان کے برابر کوئی بنا نہیں۔ یہ اچھا ہی ہوا کہ سجدہ را کا ان سے تعلق نہیں ہوا۔

سریندر - کیا تم سمجھتی ہو کہ اسکو رادھا سے محبت تھی ؟

کلا - میں یہ کچھ نہیں سمجھتی۔ وہ کسی سے بھی محبت نہیں کرتا تھا۔ رادھا آسانی سے مل گئی۔

سریندر - میں تو اسے اتنا ذلیل نہیں سمجھتا۔ اڑنی ہوئی افواہوں کا کیا اعتبار ؟ پتہ نہیں، تم اس سے کیوں نفرت کرتی ہو ؟

سجدہ را پیچھے کے دروازہ سے اندر آتی ہے۔ کلا سریندر کا ہاتھ دباتی ہے اور وہ ادھر دیکھ کر خاموش ہو جاتا ہے۔ سجدہ را اگر قریب ہی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ جاتی ہے۔

سریندر - کیوں سجدہ را - آج کہیں گھومنے نہیں گئی تھیں ؟

سجدہ را - نہیں۔

سریندر - طبیعت کیسی ہے ؟

سجدہ را - اچھی ہے۔

(کمرے میں کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا جاتی ہے سریندر اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

سریندر - اچھا میں اوپر جا رہا ہوں۔ آج کام بہت ہے۔ پانی کتنے زور سے گر رہا ہے۔ (پیچھے کے دروازہ سے اندر جاتا ہے۔ کمرے میں پھر خاموشی چھا جاتی ہے۔ کلا ایک کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔)

سجدہ را - کیوں بھا بھی - تم چپ کیوں ہو گئیں ؟

کلا - چپ نہ ہوں تو کیا کروں ؟

سجدہ را - کچھ کہو۔

کلا - کیا کہوں ؟

سجدہ را - یہی کہ تم بھیا سے کیا بات کر رہی تھیں ؟

کلا - اور وہ اگر تم سے کہنے کے قابل نہ ہو تو ؟

سجدہ را - تو نہ بتاؤ۔ مگر میں سمجھ گئی۔ تم لوگ میرے ہی بار

میں باتیں کر رہے تھے۔ ہے نہ ؟

کلا - نہیں تو۔

سجدہ را - بھا بھی - دیکھو تم جھوٹ نہ بولا کرو۔ کیونکہ تم بھیا

ہو۔ ایسے جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ؟

کلا - تو تم مجھ کو جھوٹی سمجھتی ہو ؟

سجدہ را - یہ میں نے کب کہا ؟

کلا - پھر - اور کیا کہا ؟

سجدہ را - تم سچی ہو، لیکن جھوٹ تو سچ بھی بول سکتے ہیں

کلا - سچے لوگ جھوٹ بولتے ہیں ؟

سجدہ را - اور نہیں تو کیا ؟ جس کو دنیا جھوٹا جانتی ہے اس

بات کون سنتا ہے ؟ بھا بھی میں نے ابھی ابھی ایک بہت عمد

کتاب خریدی ہے۔ اگر تم نہ تو میں اس میں سے تمہیں کچھ پڑ

سناؤں۔ کیوں ؟

کلا - سناؤ۔

سجدہ را اٹھ کر ایک الماری میں سے ایک کتاب نکالتی ہے

اور کلا کے پاس آ کر کچھ صفحے اُلٹتی ہے)

سجدہ را - سنو بھا بھی - (پڑھتی ہے) جسے کانوں نے سنا

آنکھوں نے دیکھا اور ہاتھوں نے چھوا۔ جو پھول کی طرح کھلا

جس کی خوشبو سے سطح زمین اور ساری فضا معطر ہو اٹھے، وہ

جھوٹ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب صبح طلوع ہوئیو اے آفتاب کی

سنہری شعاعیں درختوں کی ہری ہری پتیوں پر کھیلنے لگتی ہیں

اور پانی کے قطرے زمین کے پردوں کو توڑتے ہوئے سنہری کر

سے لے کر لے کر دوڑے آتے ہیں تو ان کو آفتاب کی روشنی

جھوٹی کیوں کر معلوم ہو۔ لیکن شام ہوتے ہی دغا باز سورج

بلند پہاڑوں کے پیچھے چا چھپتا ہے اور دنیا پر تاریکی چھا جاتی

ہے۔ آفتاب کی روشنی جھوٹی ہوتے ہوئے بھی جھوٹی...

(آنکھ اٹھا کر کلا کی طرف دیکھتی ہے)۔ اس ! آپ اتنی متفکر

کیوں ہو رہی ہیں ؟

(کلا کوئی جواب نہیں دیتی مگر اپنے بازوؤں کو سجدہ را

کے گلے میں ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچتی ہے)۔

سجدہ را - آپ مجھ سے محبت کرتی نہ شروع کیجئے۔ بھائی

اور بہن دونوں ہی پر اپنا قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔

کلا - (ہنس کر) نہیں بھائی۔ تمہارے اوپر تو دوسرے کا

قبضہ ہو چکا ہے۔

(سجدہ را کلا اٹھتی ہے۔ منہ مٹرخ ہو جاتا ہے۔ کلا کی باہر

اپنی گردن سے نکال دیتی ہے۔ لیکن خاموش رہتی ہے۔ یہ دیکھ کر

کلا خوفزدہ ہو جاتی ہے)۔

کلا (دھیمی آواز میں) مجھے معاف کرنا بہن۔ تمہیں تعظیم

سپنجائے کے لئے میں نے یہ نہیں کہا۔  
سجدہ را خاموش رہتی ہے۔

کلا۔ سجدہ را۔ مجھے معاف کرو۔  
سجدہ را خاموش رہتی ہے۔

کلا۔ میں ابھی طرح جانتی ہوں کہ تمہارے اوپر کیا گزرتی ہے  
اور اب تو میں بھی سمجھتی ہوں کہ تمہاری شادی کر کے ہم نے کتنا  
بڑا گناہ کیا ہے۔

سجدہ را۔ ایسا نہ کہو۔

کلا۔ نہیں آج میں یہ بات تم سے کہے بغیر نہ رہوں گی اور  
ایک بات کا جواب تو نہیں دینا ہی ہوگا۔ جب تم درگا کی طرف نال  
نہ تھیں تو تم نے اُس کے ساتھ شادی کرنے کا اقرار کیوں کر کیا۔

انکار کون نہ کر دیا؟  
سجدہ را۔ (جھلا کر) یہ فضول باتیں تم سے کس نے کہیں۔

اس کواں سے فائدہ؟

کلا۔ کیوں فائدہ کیوں نہیں؟ تمہارے بھتیجا...  
سجدہ را۔ (بات کاٹ کر) ہمارے بھتیجا جو کچھ کہتے تھے

اسکا جواب انھیں سے لے لینا۔ مجھ سے کیوں بدلے رہی ہو۔  
کلا۔ (ستین لہجہ میں) اس میں بدلہ لینے اور نہ لینے کا کیا  
پرسوال؟ اور اس میں بدلے کی کیا بات ہے۔ میں تو سدھے

سادے افطوں میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔

سجدہ را۔ کیوں پوچھنا چاہتی ہو۔ مت پوچھو۔

کلا۔ کیوں نہ پوچھوں؟ بہن کچھ لوگ ایسے ہی ہوتے  
ہیں جو اپنے دکھ میں کسی اور کو شامل نہیں کرتے میری دست  
د میں ایسے لوگ رحم کے مستحق ہیں۔ کیونکہ وہ خود اپنی تکلیف کو  
د اور بڑھاتے ہیں۔ تم ان باتوں کو مجھ سے نہ کہو گی تو اور کون  
تمہارا حال پوچھنے والا بیٹھا ہے؟

سجدہ را۔ (خاموش)

کلا۔ تم پھر کچھ نہیں کہہ رہی ہو۔

سجدہ را۔ کیا کہوں؟

کلا۔ یہی کہ جب تمہیں درگا چون پسند نہیں آئے تو تم نے  
ان سے شادی کرنے سے انکار کیوں نہ کر دیا؟

سجدہ را۔ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ مجھ کو پسند نہیں تھے؟  
کلا۔ جیسے بھی معلوم ہوا ہو۔ بیچ بیچ شادی کے دو ہفتہ

غذہ ہی کیا یہی حال ہو جاتا ہے۔ آخر تم یہاں کب تک بیڑی  
بڑھو گی؟

سجدہ را۔ اگر میرا رہنا برا لگتا ہے تو میں ابھی چلی جانے کو  
تیار ہوں۔

کلا۔ کہاں جاؤ گی؟ اپنے گھر؟  
سجدہ را۔ (جل کر) جہاں کہیں جگہ ملے گی۔

کلا۔ بھئی میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔ زیادہ پڑھی لکھی ہو  
سے تو بات کرنی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ تم جان بوجھ کر بات مالتی ہو۔  
سجدہ را۔ تم بھی مجھے بلا وجہ کیوں تنگ کر رہی ہو؟

کلا۔ تو تم نہ بتاؤ گی۔

سجدہ را۔ بتانے کی کوئی بات بھی تو ہو۔ اگر تمہاری سمجھ میں  
آئے تو اس کتاب میں سے کچھ اور سناؤں۔

دیکھو اس میں کیا لکھا ہے۔ (کتاب کھ کر صفحہ اُلٹی ہے)

"جب پھول مڑ جھاکر ٹوٹ کر زمین پر گر گیا تو اسکی کیا وقعت رہی۔ اسکا  
جو حال بھی ہو۔ لوگ مرد پر پھول چڑھاتے ہیں مگر وہ انکھ بند  
کئے ہوئے بیہوش ہی رہتا ہے۔ جب زندگی کی کوئی قدر۔ کوئی وقت  
باقی نہیں رہ جاتی تو اس کے حادثوں اور تبدیلیوں کا کیا شمار؟  
(سجدہ را کلا کی طرف دیکھ کر کتاب آہستہ سے بند کر دیتی ہے۔ کلا۔  
خاموش اسکی طرف دیکھتی رہتی ہے۔)

سجدہ را۔ سنو بھابھی۔ ہر انسان کا کام الفاظ کے ذریعے  
چلتا ہے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ الفاظ کب فریب دے جائینگے اور غلط  
نکلیں گے۔ کتنا اچھا لکھا ہے اس کتاب میں۔ سنو (کتاب پڑھتی ہے)  
اُس سہانی شام کو جب سورج سرخ شفا میں پھولوں سے قیمت  
ہو رہی تھیں اور نیلا آسمان بالکل صاف تھا۔ باغ کے وسط میں تنگ  
کے چوترے پر بیٹھے ہوئے اس نے کچھ نہایت شیریں آواز سنی۔ یہ  
آواز کسی خوش گلو غنیہ کی نہ تھی اور نہ کسی طاثر خوش سخن کی تھی۔  
یہ ایک درخت کی چوٹی پر نکلے ہو کسی پرندے کے خشک چرے اور  
پڑیوں پر ہلکی ہوا کے جھونکوں کے گھنے سے پیدا ہو رہی تھی۔  
(کلا کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُسے چیننا چاہتی ہے سجدہ را  
اپنا ہاتھ ہٹا لیتی ہے اور کتاب بند کر دیتی ہے۔)

کلا۔ یہ کتاب مجھے دو۔

سجدہ را۔ نہیں، تم کیا کر دگی؟

کلا۔ یہ کیسی کتاب ہے۔ میں اسکے ہر ورق کو جلا ڈالوں گی۔

سجدہ را۔ وہ! اتنی اچھی کتاب۔ اچھا۔ جائے دوا سے۔  
کتاب میز پر رکھ دیتی ہے) ہاں بھابھی تم سے یہ میں نے کبھی نہیں  
بتایا۔ رادھا کی پھر شادی ہو گئی۔

کلا۔ رادھا کی شادی۔ یہ کب؟

سجدہ را۔ اسکی شادی میری شادی کے پچھلے ہی ہو گئی تھی۔

کلا۔ کس سے ہوئی تھی؟

سجدہ را۔ کیا یہ بھی بتانا پڑیگا؟

کلا۔ کیا موہنی موہن سے؟

سجدرادہا سر بلا کر، پاں کا اشارہ کرتی ہے۔

کلا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

سجدرادہا۔ اُس نے یہاں سے جانے کے کچھ ہی دنوں بعد ایک خط لکھا تھا۔

کلا۔ تم نے اسے آج تک چھپا کیوں رکھا اور آج کیوں بتا رہی ہو؟

سجدرادہا۔ یوں ہی۔

کلا۔ آٹ! یہ دُنیا اور اس کے لوگ!

سجدرادہا۔ رادھا میری سب سے عزیز سہیلی تھی۔

کلا۔ اپنی حرکت کا خیاں نہ کہیں نہ کہیں ضرور بھگتے گی۔ اچھا آؤ۔

اوپر چلیں۔ دیر ہو رہی ہے۔ (اُٹھتی ہے۔)

سجدرادہا۔ بھابھی۔ تم جاؤ اور یہاں ایک دو گھنٹے کوئی نہ آئے

مجھے کچھ ضروری کام کرنا ہے۔

کلا۔ کیا کام کرنا ہے؟

سجدرادہا۔ یوں ہی کچھ۔

کلا۔ پھر کر لینا۔ اس وقت چلو (سجدرادہا ہاتھ پکڑتی ہے)

سجدرادہا۔ (ہاتھ چھڑا کر) نہیں بھابھی، اس وقت تم جاؤ۔

میں بھی تھوڑی دیر میں آ جاؤں گی۔

(سجدرادہا کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ ہے۔ چہرہ

سفید ہو رہا ہے۔ کلا متفکر ہو کر اسکی طرف دیکھتی ہے اور آہستہ

آہستہ پیچھے کے دروازے کی طرف بڑھتی ہے۔ دروازہ قدم چل کر

بُڑک جاتی ہے۔ جیسے کچھ کھنا چاہتی ہو۔ مگر پھر دروازے سے

ہو کر اندر چلی جاتی ہے۔ اُسکے چلے جانے پر سجدرادہا اندر سے

دروازہ بند کر دیتی ہے اور گرسی پر متفکر ایک اخبار دیکھتی ہے۔

پھر اُسکو میز پر پٹک دیتی ہے۔ گھڑی کی طرف دیکھتی ہے اور

جیب سے ایک خط نکال کر دیکھتی ہے اُسے جیب میں رکھ کر گھر

میں گھومتی ہے اور بار بار گھڑی دیکھتی ہے۔ باہر پانی اب اور

بھی زیادہ تیزی سے برس رہا ہے اور رہ رہ کر بجلی کے چمکنے سے

سامنے کی تاریکی لٹھ بھر کے لئے دور ہو جاتی ہے۔ گھڑی میں نو

بجے کی گھنٹی بجتی ہے۔ سجدرادہا ہر کے دروازے کی طرف دیکھتی

ہے۔ کچھ دیر بعد کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے سجدرادہا

بیز کے سہارے گھڑی ہو جاتی ہے۔ سامنے سے ایک نوجوان

آندا آتا ہے۔ خوبصورت۔ مندرست مگر بیچین۔)

نوجوان۔ سجدرادہا!

سجدرادہا۔ موہن!

دھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے کو خاموش کھڑے دیکھتے

ہیں۔)

موہن۔ یہ میں نے تم کو آخری بار تکلیف دی ہے۔ میں جانتا

تھا کہ تم میری آخری درخواست کو نہ ٹھکراؤ گی میں تم سے معافی

مانگنے نہیں آیا۔ میں قابل معافی نہیں رہا لیکن اپنے کو تمہارا

راستے سے ہٹنے کے لئے الگ کر دینے سے پہلے تم کو دو ایک بات

بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اسی لئے پھر تمہارا سے پاس آیا

سجدرادہا میں نے آپ پر کوئی الزام نہیں لگایا۔ معافی

کی کیا بات ہے۔ پاں، یہ میری خواہش ہے کہ یہ ہمارے آخری

ملاقات ہو۔ آپ جو کچھ کھنا چاہتے ہیں، کھیں۔ میں سب کچھ لوں گی

موہن۔ آپ؟ آپ؟ دو ہی دلوں میں موہنی سوہنی اتنا

انہی ہو گیا اور تم اتنی سخت ہو گئیں۔ سجدہ سجدرادہا۔ حقیر سے حقیر

کھنا بھی ایک بڑی پائے کا مستحق ہے۔ (کچھ خاموش رہ کر) مگر یہ

تو رجم اور بے رحمی میں کچھ بھی فرق نہ رہا۔ (....) کو ہاتھوں سے

دبا کر) اچھا سجدرادہا یہ بناؤ کہ درگاہ سے شادی ہوتے وقت کیا

نہیں اس بات کا ذرا بھی خیال نہ آیا کہ تم کو تم کے سمندر

میں ڈبو رہی ہو جس میں سے تم باہر نہیں نکل سکو گی۔ کیا یہ تمہیں

بالکل معلوم نہیں تھا کہ زندگی بھر کے لئے جسے تم اپنا رفیق بنا

ہو وہ ایک کمزور، برطینت اور ذلیل انسان ہے۔ جس کی قربانیاں

پر تم اپنی زندگی کی قربانی دے رہی ہو وہ کوئی دیوتا نہیں۔ ایک

بد معاش انسان ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں سوچا؟

سجدرادہا۔ (سخت آواز میں) مہربانی کر کے آپ ایسی باتیں

نہ کیجئے۔ پیچھے پیچھے دو دھروں کو جلا بڑا کھنا کہاں کی شرافت ہے؟ کیا

آپ نے رادھا کے ساتھ مجھ سے پوچھ کر شادی کی تھی؟ تمہارا

جیسا بے رحم انسان دُنیا میں۔ ہو گا۔ اگر یہ سچ ہے تو کرنی کا چل

لٹا ہے تو ایک دن تمہیں اپنے مظالم کی سزا ضرور ملے گی۔ میں نے خوا

کچھ بھی کیا ہو۔ تمہیں اس سے کیا غرض؟

موہن (ہوں پر ایک ہلکی مسکراہٹ لا کر) سجدرادہا۔ میں تو تم

سمجھ رہا ہوں۔ مگر تم مجھے نہیں سمجھتیں۔ اچھا یہ بناؤ تمہیں یہ

معلوم ہوا کہ میری اور رادھا کی شادی ہو گئی؟

سجدرادہا۔ کیا یہ غلط ہے؟

موہن۔ نہیں، مگر تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟

سجدرادہا۔ رادھا نے مجھے خط لکھا تھا۔

موہن۔ ادہ! تم غالباً رادھا کو بھی میری ہی طرح ذلیل سمجھتی ہو

سجدرادہا۔ میں ذلیل یا باعزت کسی کو نہیں سمجھتی۔

موہن (مسکرا کر) تم آخر تک لڑتی جاؤ گی۔ میں سمجھتا تھا

کہ رادھا تمہاری دوست ہے؟

سجدرادہا۔ میں بھی یہی سمجھتی تھی اور آج کل کی دوستی بھی

ایسی ہی ہوتی ہے

موہن۔ تم رادھا کے ساتھ بے اگلائی کر رہی ہو۔ میرے

اسے شادی کرنے کے لئے مجبور کیا۔ بڑی مشکل سے وہ راضی ہوئی۔  
سجھدرا۔ مگر اُس نے لکھا تھا کہ شادی میری مرضی سے ہوئی ہے  
مومن۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اچھا، اُس نے ایک اور بھی خط  
لکھا تھا؟

سجھدرا۔ ایسی ہی کچھ باتیں تھیں۔ اُس نے اپنے کو بہت  
تصور دلاتا تھا اور مجھ سے معافی مانگی تھی۔ شادی کی خبر کچھ  
بوں خضم رکھنے کی تاکید کی تھی اور خط کے آخر میں ایک پسیلی کی  
بی بات لکھی تھی۔

مومن۔ وہ کیا؟  
سجھدرا۔ اس نے لکھا تھا۔ ڈمکے کا مقصد کھن چرنے سے زیادہ  
میں تھا؟

مومن اہ بات شروع سے ہی اسکے دل میں جگہ کر رہی تھی۔ تم نے  
اس کا مطلب سمجھا؟  
سجھدرا۔ کچھ بھی نہیں۔

مومن۔ اچھا تو اب سمجھو۔ رادھا اب اس دنیا میں نہیں ہے۔

سجھدرا۔ کیا؟ (کرسی پر باؤس ہو کر بیٹھ جاتی ہے)

مومن۔ رادھا ترکیبی سوسندرا ایشور گواہ ہے جس جب سے ٹکراتا ہوں  
تم اٹک کر زندہ رہنے کا تصور بھی میرے لئے ناقابل برداشت رہا۔ تم مجھے کتنی  
عزیز ہو یہ میں اب کیسے بتاؤں۔ میں بھی پانچا ہوں کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔  
پھر بھی پلٹ کیسے ہوئی، سو رادھا کے لئے شادی کرنا نہایت ضروری ہو گیا تھا  
انکھیں (سجھدرا کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہے)

سجھدرا کچھ دیر میں بھتی ہے چہرہ شرم اور غرت سے سر نہ ہوتا ہے، یہ علم۔  
مومن اس کا تصور نہیں تھا رادھا اس وقت خوش میں نہ تھی جس پانی نے  
اسے تباہ دیا دیکھا تھا اس نے اپنا زخم ادا کرنے سے انکار کیا۔ میں یہ سب  
انکھیں تم سے تفصیل کے ساتھ نہیں کہہ سکتا انکی ضرورت بھی نہیں۔ مجھے خود اسکا  
پتہ اس وقت چلا جب بہت دیر ہو چکی تھی۔

سجھدرا۔ رادھا ایسی تو نہ تھی یہ پاپ اس نے کیسے کیا؟

مومن۔ وقت اور قسمت کی خوبی ہے اور کیا کہا جائے۔ طبع اور لالچ کے  
ساتھ بڑے بڑوں کے تدم ڈمکا جاتے ہیں۔ اور رادھا کی عمر ہی کیا تھی۔ تم سے  
ایک سال بھی بڑی نہ تھی۔ شادی ہونے کے چہ ماہ کے اندر ہی بیوہ ہو گئی رادھا کا  
شوہر میرا دوست تھا میری توہمیں اچھی طرح معلوم ہے؟  
سجھدرا۔ ہاں۔

مومن۔ رادھا کی جان بچانے کی ایک ہی ترکیب تھی۔ رادھا کا درنا قابل  
برداشت تھا۔ میں نے اسے اپنے ساتھ شادی کر کے لئے مجبور کیا۔ میں جانتا تھا  
کہ صوب باتیں معلوم ہونے پر تم مجھے معاف کر دو گی۔ مجھے پورا یقین تھا کہ ان ہولی  
باتوں سے ہماری محبت میں فرق نہ آئے گا۔

(سجھدرا کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگتے ہیں)

مومن۔ شادی نام کی تھی یہ تو تم بھتی ہوئی۔ جتنا ان شکرتے بلبل کو کتر

میں، ہلاہل ہی سمجھ کر پاتا تھا۔ میں ہنسنا سے ساتھ جے وفا کی نہیں کر سکتا تھا  
سجھدرا۔ (سر پر ہاتھ رکھ کر) پھر میں نے کیا کیا؟

مومن۔ وہی قسمت نے کرایا تھا۔ رادھا پہ بار بہت دنوں تک تھا  
نہ سکی۔ ایک دو مہینے کے غربت میں ٹھکھیا ملا کر پی گئی میرے اوپر کیا گزری۔ یہ  
کیا بتاؤں یہ بات میں نے اخباروں تک نہ پہنچے دی (کچھ دیر دم لیتا ہے)  
رادھا کا خونی کون تھا۔ یہ میں نہ جانتا مگر اب تو جانتا ہوں پڑا۔ شاید تم تو دیکھتی ہو  
سجھدرا۔ نہیں کون تھا۔

مومن۔ وہ درگاہی تھا۔

(سجھدرا کے منہ سے ایک ہلکی چیخ نکلتی ہے وہ کرسی سے اٹھتی ہے اور  
پھر اس پر گر جاتی ہے)

مومن جس ظالم نے یہ پاپ کیا تھا، میرے خیال میں وہ زندہ رہنے کے  
قابل نہیں تھا سماج کے پاس ایسے جرم کے لئے کوئی سزا نہ تھی لیکن میرے پاس  
تھی۔ مجھے آج یہاں آنے پر معلوم ہوا کہ دو گاکے ساتھ تمہاری شادی ہو گئی۔  
کیا مشکل ہے سب باتیں وقت گزرنے پر معلوم ہوئیں ورنہ .... ورنہ ...  
درگاہی کے باہر گیا تھا۔ میں نے یہ پتہ لگایا اور آج اس شہر میں آنے سے  
پہلے میں ایک قاتل بن چکا تھا۔

(سجھدرا زور سے چوٹکتی ہے اور اسکا چہرہ بے جان لاش کی طرح سفید  
پڑ جاتا ہے)

مومن سجھدرا ذرا اور سن لو میں نے ایک انہ ن کو قتل کیا ہے اسے  
میں اس دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہا۔ موت اپنے خوفناک سیاہ پنوں  
کو بڑھاتے ہوئے میری طرف چلی آ رہی ہے اور تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے  
شکار کو کھانا بنیگی۔ صبح ہوئے سے پہلے میری ہڈیاں تالاب کے پانی پر تیرتی  
ہو گی۔ تمہاری زندگی کو برباد کر کے دالی دو ہستیاں تھیں۔ یہ دونوں ہی اب  
اس دنیا میں نہ ہیں گی۔ پر تمہارے چاہا تو تم پھر بھی کبھی چھو گئی۔ لیکن مجھے تو  
اب فحشت کر د۔ میرا جسم بھاری ہو رہا ہے۔

(سجھدرا بڑی تکلیف سے کرسی سے اٹھتی ہے اور مومن کی طرف  
ہاتھ پھیلا کر دو قدم بڑھتی ہے)

سجھدرا۔ نہ جاؤ .... نہ جاؤ .... شائد ....

مومن نہیں سجھدرا۔ یہ نہ کہو۔

(سجھدرا بیہوش ہو کر زمین پر گر جاتی ہے۔ مومن مومن جھپٹکر اسے پوچھتی  
طرح اٹھا لیتا ہے)

مومن شیشان کی جھول رہی تھیں مومن سے سجھدرا کو دیکھتا ہے اندر کے دروازے  
پر ٹھپ ٹھپ کی آواز۔ کوئی کمرے میں آنا چاہتا ہے۔ مومن مومن ڈر کر اُدھر  
دیکھتا ہے اور سجھدرا کو میز پر لٹا دیتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے۔ تھوڑی دیر  
میں کھانا ہرونی دروازے سے باہر آتی ہے۔

کھانا۔ ارے ارے رے!!

(دوڑ کر سجھدرا کے قریب آتی ہے۔ پردہ گرتا ہے)

# کوآپریٹو طرز عمل

## امداد باہمی کا مالی اصول

(انجیل کے ارشاد صاحب)

کوآپریٹو کا اصول ایک مخصوص مالی اصول ہے۔ نیز اسے سرمایہ داروں اور سوشلزم کا درمیانی اصول کہا جاسکتا ہے۔ ہمارے ملک میں سرمایہ داروں کے تعلق اور اصول منافیت قائم رہتا ہے وہاں تک تو کوآپریٹو سرمایہ داروں کے ہی زیر اثر نہیں ہوتا ہے لیکن سوشلزم کے دائرے میں بھی آتا ہے۔ لیکن کوآپریٹو پیداوار اور تقسیم منافع کا سنہ کے نقطہ نظر سے نہ ہو کہ اجتماعی طور پر ہوئے کی وجہ سے ان کی ضروریات کی بنا پر ہی ہوتا ہے سرمایہ داروں کے مالی اتحاد سے منافع ہی خاص و مشخص اصول ہے اور جو ایشیا تک کچھوں کے ذریعہ پیداوار کی ترقی کے ساتھ ساتھ وہی منافع دیویہ کی شکل میں ان لوگوں میں ملتا رہتا ہے جو پیداوار میں کوئی بھی حصہ نہیں لیتے۔ لیکن کوآپریٹو شریک میں گوکہ اصول منافیت اس کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے پیداوار کے واسطے اور استعمال کرنے والے دونوں پیداوار اور تقسیم میں شریک ہوتے ہیں اور حاصل شدہ منافع ایک دوسری شکل میں انھیں لوگوں کے پاس آجاتا ہے۔ اس طرح پیدا کرنے والے کی آمدنی لینے خریدنے کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ سرمایہ دارانہ مالی شرکت نے انسانوں کو دو حصے بنائے ہیں ایک وہ کہ اس نے مشینوں کے ذریعہ پیداوار شروع کر کے بڑے پیمانے پر پیداوار کو ممکن بنا دیا ہے اور اس طرح سے پیداوار کے خرچ میں کمی کر دی ہے۔ یہ بات سبھی اندیشہ پر لاگو ہوتی ہے۔ اور سرمایہ دارانہ سرمایہ داری کا یہ ہے کہ اس نے ہی نوع انسان کو یہ سکھایا کہ کوئی بھی حرکت کس قدر اور کس طرح بڑھائی جاسکتی ہے۔ یہ دونوں ہی باتیں ہی نوع انسان کی ترقی کے زبردست ذرائع ہیں۔ لہذا آئندہ ترقی کی راہ کے متلاشیوں کو اس بات کو ذہن نشین کرنا لازمی ہے کہ ان دونوں فوائد کو قائم رکھتے ہوئے سرمایہ دارانہ شرکت کی خرابی۔ منافع کی برائیوں کو دور کریں۔ کوآپریٹو اصول ایسا ہے جس میں ان دونوں باتوں کو قائم رکھتے ہوئے اور ان کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی منافع کی نوابیان دور کی جاسکتی ہیں۔ آگے بڑھنے سے قبل یہ مناسب ہوگا کہ سرمایہ دارانہ اور سوشلزم کے اصولوں کی تشریح کر لیں۔ مالیت کے چند اصول ہیں نیز وہ اصول خاص خاص حالتوں میں لاگو ہوتے ہیں۔ مخصوص ترین یہ ہے کہ خریدار اور فروشی

دائے میں خوب مقابلہ ہوتے رہتے ہیں اور منافع کی درستی اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ دولت کتنی پیدا ہوتی۔ مثال کے طور پر کسی چیز کی قیمت اس چیز کی بازار میں مانگ اور سپلائی پر منحصر ہوتی ہے۔ کسی شے کو ختم کر کے میں کس قدر صرفہ ہوتا ہے اور اس شے کی قیمت کیا ہے۔ اس کا تعلق تو غیر ظاہر دار طریقہ پر رہتا ہے۔ کیونکہ مقابلہ میں مخصوص کارخانے ہی قائم رہتے ہیں بقید تواتر جو جاتے ہیں اس اصول کی ظاہر صورت یہ ہوتی ہے کہ پیداوار کے بعد ان میں ایک قسم کا ایمان سہیل جاتا ہے۔ مختلف میٹو فیکچرر آپس میں مقابلہ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیشتر میٹو فیکچرر اپنی دولت تیار کر کے میٹو فیکچرر کے زمرہ سے برطرف ہو جاتے ہیں۔ تاہم ہم یہ کہہ سکتے ہیں مانگ اور سپلائی ایک فیصلی کے دو پہلو ہیں۔ اگر ایک کو بھی قبضہ میں لکھا جائے تو دوسرے پہ بھی کچھ نہ کچھ قبضہ رہتا ہے۔ آخا میں سرمایہ داری کے شروع میں چاہے جس قدر ہی مقابلہ کی گئی کیوں نہ ہو۔ اب تو یقینی طور سے اس قسم کی رقابت دیکھنے میں کم آتی ہے۔ بڑی بڑی کمپنیاں ان کے باہمی تعلقات پر بازاروں کے ترک جانے سے مقابلہ کا زور کم ہو گیا ہے اور چیزوں کی قیمت برعکس کافی بلند سطح پر مڑتی نظر آتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کی حقیقی ضروریات بازاروں پر اور پیداوار پر کوئی اثر نہیں ڈالتیں بلکہ انسان کی وہی مانگ پیداوار پر اور بازار پر اثر ڈالتی ہے جو میٹو فیکچرر کو مضبوط پہنچا سکتی ہے۔ یعنی یہ اس کے برعکس سوشل مالی شرکت میں کسی چیز کی قیمت آٹھنے کا پیمانہ اس پر صرف ہوتی انسان کی مشقت ہوتی ہے لیکن کوآپریٹو مالی شرکت میں مانگ اور سپلائی کا اصل ہونا ہی ہے پر بھی مانگ چونکہ حقیقی مانگ ہوتی ہے اور سپلائی خصوصاً انسان کی ضروریات پر ہی کسی کرنے کے لئے ہوتی (منافع خصوصیت نہیں) اس لئے مانگ اور سپلائی کے اصول کی سمتی کچھ کم ہو جاتی ہے اگر کسی شے کی تیاری میں زیادہ صرفہ ہو جائے گی وجہ سے اس خاص شے کی قیمت زیادہ بھی ہوتی ہے تاہم اس کے لئے بازار کی کمی نہیں رہتی کیونکہ میٹو فیکچرر خود ہی اس چیز کو اپنی چیز



خریدنا اور استعمال کرتا ہے کو آپریٹو مالی اصول اشاعت اور اپنی دیکھ  
 کی قیمت بھی بہت کم کر دیتا ہے اشاعت اور ایڈورٹائزمنٹ دوطرف  
 کا ہوتا ہے (۱) مطالعہ کے لئے اور (۲) اشاعت کے سرمایہ دارانہ  
 مالی شرکت میں بعض مفاد کی غرض سے جس کی اصلیت کچھ نہیں  
 ہوتی ایسی اشاعت پر ضرورت سے زیادہ رقم صرفت کو دی جاتی  
 ہے اور وہ تمام رقم اس چیز کی تیاری کے خرچ میں جوڑی جاتی ہے  
 اس طرح سے اس خصوص اشاعت کا خرچ بھی خریدار کو ادا  
 کرنا پڑتا ہے کبھی کبھی تو ایک ہی چیز ایک ہی کارخانہ میں عموماً  
 انمول سے تیار کی جاتی ہے اور اس کا ایڈورٹائزمنٹ بھی ایک  
 ملک کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے بیکار خرچ کی مثالیں سکرٹ  
 بیڈ، ٹائر، پیڑیلم وغیرہ کی مثالوں میں بہت ملتی ہیں کو آپریٹو  
 اصولوں پر مینوفیکچر کرنے سے اس قسم کے بیکار اخراجات بالکل  
 بند کئے جاسکتے ہیں اور چیزوں کے دام بھی سستے ہو سکتے ہیں۔  
 آجکل کی تجارتی شرکت مینوفیکچر کے پاس سے چیزیں لے کر  
 استعمال کرنے والے خریدار تک پہنچنے میں ایک لمبا راستہ  
 کرنا پڑتا ہے۔ نیز اس سے ملنے میں بہت سے درمیانی مبالغ  
 فروش کے مبالغوں سے نکلتی ہے یہ درمیانی اڑھتیں اپنا خرچ  
 برابر اسی پر جوڑتے چلے جاتے ہیں۔ اور خریدار تک چیز پہنچ  
 پہنچے اسی چیز کا دام صرفت اسی پر خرچ کیا گیا۔ وہ یہی نہیں جانتا  
 بلکہ ایڈورٹائزمنٹ اور ان آجینٹوں کا خرچ بھی اس میں جڑا  
 وں ہے۔ کو آپریٹو مالی حالت میں یہ تمام اخراجات اگر بالکل بند  
 کی دیکھے جاسکتیں تو کم تو بیعت کئے جاسکتے ہیں اور اسی حساب  
 سے چیزوں کی قیمتیں کم در پر مقرر ہو جاتی ہیں۔  
 یہ حیرت انگیز ضرور نظر آتا ہے، لیکن صحیح ہے کہ سرمایہ دار  
 لی شرکت میں منافع کی خرابیاں دوسرے کی کوشش میں ہی  
 نام کو منافع حاصل ہو جاتا ہے لیکن منافع کے اصول کی خرابیاں  
 ابھی نہیں ہوتیں بلکہ ختم ہونے لگتی ہیں اور ظاہر منافع  
 سے لگتی ہیں لوگوں کی طاقت خریداری دوطرف سے برصالح  
 نکلتی ہے ایک تو بازار میں عروج قیمتوں سے کم داموں پر چیزیں  
 لے کر تاکہ دیگر اشیا بھی لینے کے لئے خریدار کے پاس کافی رقم بچی  
 ہے۔ دوسری یہ جو کچھ خریدتا ہے اسی پر اسے ڈیونڈ دے کر  
 بیٹے کی دوسری آمدنی کا راستہ پیدا کریں۔ اس طرح یہ صحت  
 ہے کہ اگر کو آپریٹو مالی شرکت ظاہر صورت میں پھیل پائے تو  
 مولی خریداری بھی نہیں بلکہ مینوفیکچر بھی اس وقت بھی خرید منافع  
 ہے گا اگرچہ چیزیں ان پر خرچ کئے گئے داموں پر ہی فروخت کی جائیں  
 بازار نرخ سے کم قیمت پر۔ کیونکہ مینوفیکچر کو دوسری شکل میں  
 لوڈ ہونے کا ہی۔ اور دوسرے اگر کوئی خریدار کو آپریٹو کا ممبر

نہیں ہے تو ایکلے مینوفیکچر کو ہمیشہ اس بات کا شک کا شکار رہے گا  
 کہ اس نے زیادہ دام کو حصول کرنے کی کوشش کی تو وہ  
 محکم اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا یہی نہیں اس کا ایک  
 اور بھی زبردست فائدہ ہوگا۔ معمولی طور پر انکم ٹیکس کی  
 رقم بھی چیزوں کے خرچہ میں جوڑ کر ان کی قیمتوں میں اضافہ  
 کر دیا جاتا ہے اور مینوفیکچر بہ آڑھتے یا تاجروں پر لگایا  
 گیا انکم ٹیکس اس لئے خریدار کو ہی ادا کرنا پڑتا ہے۔  
 لیکن کو آپریٹو مالی اصول کی کوششوں کے بعد چونکہ بازار کا  
 مطالعہ کے خوف کی وجہ سے چیزوں کی قیمتیں بڑھانا ناممکن سا  
 ہو جاتا ہے اس لئے غریب خریدار بلیو ماندہ بڑے آڑھتوں

یا تاجروں یا مینوفیکچروں کے انکم ٹیکس کی ادائیگی کے بوجھ سے بھیجے جاتے ہیں  
 کو آپریٹو یعنی امداد باہمی کے مالی اصول کی تاریخ اصول صرف ۱۰۰ برس پرانی  
 ہے یہ صحیح ہے کہ انسانی تہذیب کے زمانہ آغاز کے دنوں میں بھی پیداوار بچہ  
 امداد باہمی کی نظیر ملتی ہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت پیداوار بذر یہ امداد باہمی کسی  
 ملحقہ طریقہ یا اصول امداد باہمی کی بیداری کے اثرات سے پیدا نہیں ہوتی  
 تھی اس لئے اس پیداوار کو بذر یہ امداد باہمی کو آگے بڑھانے اور بذر یہ  
 امداد باہمی کی تحریک کے ساتھ ساتھ رکھنا مناسب نہیں ہوگا۔

حسب بالا باتوں سے یہ تو صاف ہو جاتا ہے کہ کو آپریٹو اصول پر ہی  
 سماج کی مالی کشمکش دور کیا جاسکتی ہے لیکن ان اصولوں میں بھی تو چند  
 مشکلات ضرور ہی ہیں اور جب تک یہ مشکلات حل نہیں کی جاتیں اس  
 وقت تک ان اصولوں میں ہر اچھائی کے ہونے بھی ان پر عمل درآمد کرنا  
 دشواری نہیں ناممکن بھی ہے۔

جب بھی پیداوار بذر یہ امداد باہمی کی تبلیغ کی جاتی ہے وہاں ملے  
 باہمی کی غریبوں پر ہی زیادہ زور دیا جاتا ہے لیکن ان غریبوں کے امور کے بوجھ  
 بھی کو آپریٹو اصول کمزور بہت زیادہ کامیاب و معادیاں پیدا نہیں  
 کر پاتا ہے کوئی بھی اصول ہو وہ اسی وقت مضبوطی سے قائم کیا جاسکتا  
 ہے جب اس کی جھلنیاں ظاہر اور مکمل طور سے ثابت کر دی جائیں  
 تک سبھی سرمایہ دار ملکوں میں کو آپریٹو پیداوار اور تقسیم اصولوں  
 کو بھرپور زبان امداد اور اس کی ظاہری پسندیدگی کے علاوہ کوئی  
 امداد مل نہیں دی گئی برعکس اس کے سرمایہ دارانہ مالی اصولوں  
 میں منافع پیدا کرنے کے لالچ کے علاوہ در آمد انکم ٹیکس سرکاری  
 امداد در آمد و برآمد (ایکسچینج اور اسپورٹ) سے متعلقہ  
 لارڈ انڈسٹریل کمیشن ٹیکنیکل تعلیم کے لئے امداد اور نیز مختلف  
 دیگر ذرائعوں سے سرکار سے مدد ملتی رہتی ہے اور مل سکتی  
 ہے لیکن کو آپریٹو اصول میں منافع کی طرح کوئی  
 بھی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لالچ میں بالائی

جنگ بھی تو قرض یا امداد منافع حاصل کرنے کی ہی غرض سے دیتے ہیں آج جنگ یعنی امداد پونجی منوفیکم کے اتحاد اور اسکے ذریعوں پر بہت کافی اثر رکھتی ہے۔ یہی نہیں، زیادہ تر امدادی پونجی ہی سب کچھ جیتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ امدادی پونجی کے لئے یہ کبھی بھی نام نہ نہ ہوگا کہ وہ کوآپریٹو مالی اصولوں کو پھیلنے کا موقع دے کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ انھیں مدد دیکر اور پینے دیکر خود ہی اپنے (سرمایہ دارانہ اتحاد) بیروں میں کھلاڑی مارتی۔ اس کے لئے امدادی پونجی کا بھی اصول امداد باجی پر ہی قائم ہونا لازمی ہے۔ باہر امداد کی پونجی۔ لہذا کریٹ کو آپریٹو سوسائٹی کا ہی دوسرا نام ہے۔ تو آپریٹو (اجتماعی اتفاق) دوسرے دو طرح کے فرق: متفقہ منوفیکم اور متفقہ طبقہ یعنی پروڈیوسرس کو آپریٹو اور کنٹریسرس کو آپریٹو ہوتے ہیں۔ کوآپریٹو کو چلانے کے لئے الگ الگ طاقت ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ ہی اور وہ تبدیل ہوتے رہیں

طبقہ کے لوگ اس اصول کی طرف رجوع کریں۔ اسلئے یہ سوچنا مستقبل حال میں یہ اصول بہت زیادہ تر جی کر جائے گا غلط ہوگا۔ ہاں یہ تو ابی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ریاست کی جانب سے اس اصول کو مضبوط کیا جائے۔ سب ہی ملکوں میں کوآپریٹو اصولوں کو ماننے والوں کی تعداد سرمایہ داروں سے بہت ہی کم ہے اور اجتماعی اور سرمایہ دارانہ نقطہ نظر سے تو وہ بالکل ہی کمزور ہے۔ لہذا کوآپریٹو اصول کی کامیابی کے لئے اس کو سرکار کی جانب سے اگر زیادہ نہیں تو کم از کم مقصد امداد و تائید اور اتفاق باجی حاصل ہونا چاہئے جس قدر سرمایہ دارانہ مالی اصول کو کسی زمانہ میں حاصل ہوا تھا۔ اگر یہ طے ہو جائے تو یہ امر لازمی ہے کہ سپہ ادا کار کا اسٹیٹورڈ بھی اور نچا اٹھانا امر یقینی ہے۔ کیونکہ اس کے معنی ہوں گے۔ چیزوں کے باہمی تبادلہ کی رفتار کا بہت تیز ہونا اور اسی کے ساتھ عوام کی حالت بھی سدھرتی جائیگی۔ اسی سلسلہ میں کوآپریٹو کو مالی امداد غلط کا بھی سوال پیش ہو جاتا ہے بخلاف

## جنگ کے بعد سپاہیوں کی حالت

(از جناب ڈی۔ این۔ کھل۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر۔ آٹا)

جنگ کا انتقام اب نزدیک ہے۔ ہمارا اولین مقصد جنگ پر ہوتا ہے جو خود کو امن امن پر بھی فتح حاصل کرنا لازمی ہے اس پر آزادیاں عطا کرنا ہے۔ کئی طرف سے کجائات نیز مذہب اور توہین کرنے کی اندازی۔ اس اہم موضوع کا ایک مختصر مگر مخصوص پہلو جنگ کے بعد سپاہیوں کا سوال ہے۔ میدان جنگ سے بھر زمین میں، شیشوں کے گولہ بیلے گاؤں کے امن میں اور تباہ دارانہ سسپا میں زندگی کے کاٹھکار کی من موچی زندگی میں جو تبدیلیاں اس کے ساتھ واقع ہوگی

اس سے وہ خود کو کس طرح اس کا اہل بنا سکتا ہے۔ اس جدید تبدیلیہ زندگی کے مناسب اپنے بنانے میں ان کی ہی بھلائی نہیں ہے بلکہ اس ملک کے ہزاروں گاؤں کی بھلائی ہے۔ اگر اس کو اس کے لئے آسانیاں حاصل ہوگی تو وہ جنگ کے بعد ہندوستان جدید کی تعمیر و مددگار ہو سکیں گے۔

لوگرمی رو۔

سب سے ضروری بات کھیتی کے طریقوں میں شد عاریت موجودہ شیعوں کی اس لڑائی کا سپاہی اپنے پر اسے ڈھنگ۔ ہل اور پیٹھ بیلوں سے ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتا۔ جہاں وہ پہلے شیشوں کی جانکاری اور واقفیت کا استعمال کر سکتا ہے جو اس میدان جنگ میں حاصل کی ہیں۔ جس قدر بھی سپاہیوں کو ٹرکیز وغیرہ قسم کی شیشوں کی تعلیم دی جانی چاہئے تاکہ وہ اپنے گاؤں لوٹنے پر اپنی اس واقفیت اور تجربہ کے ذریعہ فائدہ اٹھا سکے وہ اپنے پھرے ہوئے کسان بھائیوں کے لئے مذہر پیش کرے گا۔ شاید چند جنگی شیشوں سے بھی کھیتی کے لئے کام آدازار بننا جاسکیں۔ جو سپاہی جنگ کے بعد اپنے کھیتوں کو لوٹ جائیو اسے ہوں ان کو کھیتی کے نئے طریقوں کی تعلیم دی جانی چاہئے۔ انھیں فصلوں کا دودھ، قطار میں بوائے، مناسب نئی فصل وغیرہ فراہم باتیں بتائی جانی چاہئے۔

(ب) اسکاؤٹنگ۔

بہت سے سپاہی جو لڑائی کے بعد کھیتی کے کام میں نہ گئے وہ اپنے دیہاتی بھائیوں کو اسکاؤٹنگ، فوجی ڈیل اور ڈاکوؤں جو دونوں اور خنڈوں سے لڑنے کے روزمرہ کے طریقوں کی تعلیم

(نٹ) کھیتی۔ سب سے اہم سوال جو ان سپاہیوں کے سامنے حائل ہوگا وہ ہے کام کا۔ کچھ تو کھیتی کہنے لگیں گے، کچھ کو جن کے پاس زمین نہیں ہے کھیت دیئے جائیں گے۔ لیکن ایسی کی تعداد بہت کم ہوگی اور کاٹھکاری کے مناسب زمین اور توڑی جانے کے قابل بھر زمین کو جو توڑی جاسکتی ہے حساب سے ہی یہ

بچنے کے کام میں لگائے جاسکتے ہیں۔ اسی صوبہ میں ان انجنیوں نے بنیا دگرام رگشا سمیتی اور گرم سدھار اسکاؤٹ کی شکل میں بھی بے ڈال دی گئی ہے۔ ان انجنیوں کو اس وقت تجربہ کار رہنماؤں کی رہنمائی سے جنگ سے لڑنے والے سپاہی اس کام کو اپنی مخصوص تعلیم کے زیر اثر اسے بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اب اس صوبہ کے تقریباً ہزاروں میں محافظ کیشیاں کھل گئی ہیں اور اس میں ایک دو فوجی افسر کام کرنے کے لئے نوکر رکھے جاسکتے ہیں اس کام میں دس یا بیس لاکھ افسران فوج یا ان کے ماتحتان لگ سکتے ہیں اور چاروں طرف ڈاکوؤں کے خطرے سے بھی امان رہیگی۔ ٹانوں میں موٹا دس سے پندرہ کانشیل رہتے ہیں اور یہ تعداد زیادہ گاؤں کی حفاظت کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ گاؤں کا محافظ کیشی کی تعلیم یافتہ اور عمدہ انجنی صوبہ میں جرموں، قنداقم از کم نصف مزدور کر دیگی۔ اس تجویز پر کچھ بھی خرچ کرنا نامناسب نہیں ہوگا۔

(ج) تعمیر مکانات۔ جنگ کے بعد سپاہیوں کو گاؤں میں کھڑوں میں سب سے زیادہ پریشانی ہوگی جو کہ گرمیوں کا دھوپ سے پختہ ہیں۔ برسات میں پانی سے بھر جانے میں اور پینے کا تاریک یا کھنڈر بنے رہتے ہیں۔ اسے اپنے گاؤں کے مکان کا سدھارنے کے کام میں کیوں نہ لایا جائے۔ اس تجویز سے گاؤں میں سب ہی گھر پختہ ہو سکتے ہیں۔ کچھ سپاہیوں کو ان کے واپس آنے سے پہلے راجگیری اور بڑھی گیری کی تعلیم دی جائے۔ گاؤں میں اینٹ تیار کرنے کا ایک پختہ ہو۔ جو لوگ اپنے گھروں کو بچا کر نا چاہتے ہوں وہ مفت میں کام کریں، مٹی اور بالوتو مٹی مقدار میں مل ہی سکتا ہے۔ لکڑی اور کوئلہ سرکار تقاضا دی شکل میں دے اور ایک ماہ میں ایک بجھنے سے ایک لاکھ اینٹیں برآمد ہو سکتی ہیں۔ خواندہ کام سپاہیوں سے لیا جاسکتا ہے اور خواندہ کام ان دیہاتیوں کے ذریعہ انجام پا سکتا ہے جو اپنے فوں کو پختہ کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں مکان کی شہتیروں اور

کے لئے لکڑی کی ضرورت پڑیگی۔ اسے وہ زمینداروں یا کھیتوں کے دستوں سے حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ اب قانون جدید کے مطابق یہ پٹرائیں کے ہیں۔ یہ ترکیب خیال نہیں بلکہ اس ضلع نے تین گاؤں سدھار گاؤں میں حاصل شدہ تجربہ کی بنا پر ہے جہاں جوں گاؤں میں اینٹ تیار کرنے کے بجھے بننے ہیں، اینٹ بنانے کے مختلف کاموں راجگیری اور بڑھی گیری کا کام جاننے والوں کی تعداد بھی بڑھ گئی کیونکہ تعلیم یافتہ سپاہی انھیں ان کاموں کو سکھائیں گے اور پاس پھوس کے گاؤں بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کریں گے۔ سرکار کی معمولی سی مدد سے یہ تجویز کامیاب بنائی جاسکتی ہے۔ یہاں پر میں نے محض معمولی سی باتوں کا ذکر کیا ہے جن سے جنگ سے واپس ہوئیوں کے سپاہیوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے اور جن سے ان کا نیز گاؤں دونوں کا فائدہ ہو سکتا ہے اسی طرح ان کا استعمال تو سب سے تعلیم، کھربو اینڈ مشینری کو مدد پہنچانے (مثلاً پھوڑا تیار کرنا، اوزار لکڑی کی چیزیں بنانا وغیرہ) گاؤں کی آمد و رفت سدھارنے اور مویشیوں کی داشت وغیرہ کے سلسلے میں کیا جاسکتا ہے۔

یہ تمام تجاویز اسی بات پر منحصر ہیں کہ جنگ سے واپس ہوئیوں سپاہیوں کو کسی نہ کسی کام کی تعلیم دی جائے۔ اور اس میں کسی قسم کی دیکھواری نہیں ہو سکتی اگر اچھی تھے فوج کے لئے منتخب شدہ مسلمانوں کی ٹریننگ کی طرف خیال کیا جائے۔ ہم کو جنگ کے بعد سپاہیوں کا ایک علیحدہ فرقہ بنانے کی غلطی نہ کرنی چاہئے، بلکہ ان کو مختلف شاخوں کے لئے کارآمد نمائندوں کی شکل میں اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہئے جہاں وہ اپنے وطن اور بھوٹنوں کی سچی خدمت کر سکیں گے۔ ہندوستان جدید کی تعمیر کا زمانہ قریب ہے اور بڑھے توقع ہے کہ یہ سپاہی اس میں اسی طرح اہم کار انجام دینگے جس طرح وہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے سلسلے میں کر رہے ہیں۔

# اکوریہ گاؤں بینک سوسائٹی

(از جناب شیوانند صاحب جھا، بی۔ اے۔ ایس۔ سی۔ سکریٹری)

اکوریہ گاؤں بینک سوسائٹی، لیڈز، فکڑ گڑھ سے مرزا پور جانیوالی  
لوگ کے کٹاوتہ، شکر گڑھ کے جنوب مشرق پانچ میل کے فاصلہ پر اکوریہ  
گاؤں میں قائم ہوئی ہے۔ اس گڑھ کے نام میں پنڈت رانند جھا صاحب  
نے اس انجمن کی بنیاد ڈالی تھی۔ قبل ازیں اس کا نام اکوریہ گاؤں سدھار  
انجمن رکھا گیا۔ ہر ایک کا ہفتہ ہوتا تھا۔ مہری کا چندہ غلہ کی شکل میں  
دراہل کیا جاتا تھا۔ سال اور حصہ پانچ میں ہی جمع ہو سکتا تھا۔  
کے نام میں اس انجمن کی رجسٹری، کو آج جو اصول کے تحت  
کو آج جو سوسائٹیز، محکمہ آگرہ وادوہ نے کر کے کی حمایت  
فرمائی اور اس انجمن کا نام اکوریہ گاؤں بینک لیڈز پڑا۔ جہاں پر یہ  
انجمن قائم ہوئی اور یہ گنڈا بارا اور بارمرگ میں حصہ ایک قدیم انجمن  
تھی جو کہ قریب کے لین دیں کے علاوہ کچھ نہیں کر رہی تھی۔ حسب بالا  
انجمن کی کارروائی کا کافی اثر پڑا۔ لوگ کو آج جو سوسائٹی کو کافی  
سکھنے لگے اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس سرکل میں پانچ سوسائٹیاں اور  
کھلیں اور بہت ہی جلد اور سوسائٹیاں بھی کھلنے والی ہیں۔

سوسائٹی آپس میں اتفاق کر کے کی انتہائی کوشش کر رہی  
ہے جس کی وجہ سے گاؤں میں کسی قسم کا فساد نہیں ہوتا۔ اگر  
ہو جائے تو سمجھوتہ کے ذریعہ سادہ گاؤں کی چھاتی میں ہی حل ہو جاتا  
ہے۔ مجھے ان اصول کے حوالہ اور پریشانی سے شک جاتے ہیں۔ جانی  
جناب فکڑ صاحب نے گاؤں کی چھاتی کے اختیارات اسی انجمن کے  
بچوں کو عطا کیے۔ دیہاتی لوگوں میں زیادہ تر زمیندارانہ کا متکدراہ  
طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ اس انجمن کے خاندانہ زمیندار، کاشتکار  
مزدور اور دیگر پیشہ ور بھی ہیں اور کسی قسم کی تفریق آپس میں نہیں ہے،  
یہ بڑی خوبی کی بات ہے۔ یہ زمین ممبروں کی بھی کافی فائدہ ہے۔

چونکہ مخصوص پیشہ کاشتکاری ہے اسلئے زراعت کی ترقی پر خاص  
توجہ دی جاتی ہے اور حسب ذیل کار انجام دیئے جاتے ہیں۔

(۱) سوسائٹی کا ذاتی بیج قریباً ۱۰۰ من کے جمع ہو چکا ہے جس  
میں چندہ مہری نیز زراعت بھی شامل ہے پانچ من سے جمع ہوتا  
شروع ہوا تھا۔ فکڑ زراعت یو پی سے مبلغ دو سو روپیہ کی گرانٹ بیج  
گو دام بنوانے میں دیئے کی خاص غنایت کی تھی اور اسی قدر رقم بیج  
رانند جھا صاحب سر بیج کے حسب بالا انجمن کی جانب سے عطا کی تھی۔  
انجمن فکڑ زراعت نیز سر بیج صاحب کی شکوہ ہے۔ اب ایک پنڈت مارت  
بیج رکھنے کے لئے بن گئی ہے۔

(۲) چندہ کے ذریعہ پائیس روپیہ جمع کر کے فکڑ زراعت سے  
ایک مہارٹھل کا سا ذخیرہ آگیا ہے جو کام کر رہا ہے۔ یہ پرگنہ کسوتہ

کے نام سے مشہور ہے اور فکڑ کے لئے کافی نام پیدا کر چکا ہے لیکن یہ حصہ  
سے مویشیوں کی فصل نہایت ناکارہ ہو گئی ہے۔ اس سائڈ کی وجہ سے  
امید ترقی ہے۔ یہ کٹاوتہ مناسب نہ ہوگا کہ فکڑ ڈیرہ اس انجمن کی  
کافی مدد کرنا ہے۔ ہر سال مویشیان کو ٹیکہ لگتا ہے اور دیسی جھوٹے سائڈ  
آختہ کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ چند ہی برسوں میں اسی پرگنہ میں بہترین  
مویشی نڈ آئیں گے اور اس کی وجہ سے اچھی جتنائی ہو سکیگی۔ دو دھکا  
مل سیکے گا دیگر سوسائٹیوں سے بھی کمی سائڈوں کے واسطے  
فکڑ زراعت پر، درختیں لگادی ہیں۔

(۳) فکڑ مٹرائے واسطے گاڑھوں کی اختراع کی گئی ہے اور  
گاؤں میں کافی تعداد میں اس قسم کے گڑھ ہیں۔ کھاد کے فوائد بتلائے  
اور دکھائے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(۴) ترقی شدہ آلات سے کام لینے کی اہمیت سمجھائی جاتی ہے  
اور کافی لوگوں سے مشی پلٹے واسطے ہلوں کو فکڑ زراعت سے خریدایا  
اور مستفید ہو رہے ہیں۔

(۵) گرد مور نوڈ (خضیں زیادہ پیدا کرو) اسکیم کا زوروں سے  
پر و پگنڈہ کیا گیا ہے اور بہت سی زمین زراعت کے کام میں اس  
سلسل لائی گئی ہے۔ بہت سے لوگوں نے تقادی (بیزر سودے) کے  
واسطے فکڑ زراعت میں راستے بنانے باندھ و جنگل صاف کرنے کی  
حرضیاں دی ہیں۔ چند لوگوں کی عرضیاں منظور بھی ہو گئی ہیں۔

(۶) سر بیج پنڈت رانند صاحب نے ایک نائٹنگا کو لے  
کے لئے ۵۰ ایکڑ زمین اپنی کاشتکاری سے نکال کر علیحدہ کی ہے۔

اس کے لئے امداد کی ضرورت ہے۔ سب سے بڑی ضرورت اس پرگنہ میں  
ذرائع آبپاشی کی تکمیل ہے جو کنوئیں کھودنے سے ہو سکتی ہے۔ اس  
مقصد سے ایک درخواست جناب سکریٹری صاحب یو پی گورنمنٹ  
ڈپارٹمنٹ آف اگریکلچر کی خدمت میں دی گئی ہے۔ انھوں نے  
جناب ڈائریکٹر صاحب یو پی کی خدمت میں برائے سماعت اس  
درخواست کو پہنچنے کی غنایت کی ہے۔ امید ہے سفیدگی کے ساتھ اس  
پر غور کی جائیگی۔ اس فارم کے کھلنے سے دو فائدہ ہوں گے۔

(۱) عموماً ابھی تک نائٹنگا میں فہری مرکزوں کے نزدیک ہی  
واقع ہیں لیکن دیہاتی طبقہ ان سے کافی فائدہ نہیں حاصل  
کر سکتا ہے لہذا یہ فارم نائٹنگا کا کام دیکھا جس میں سائٹنگا اصول  
سے کاشت کرنا دکھایا سکھایا جائیگا۔ (۲) ضرورت سے زائد جو

پیداوار ہوگی وہ مناسب قیمت پر حسب ضرورت سرکار کو دیدی  
جائیگی۔ مبلغ دو ہزار تین سو چالیس روپیہ باندھ بنانے و جنگل

انجن میں سرکاری اخبار نیر دیگر اخبارات آتے ہیں جس سے  
فلا افواہیں نہیں پھیلنے پاتیں اور صحیح خبریں سنائی جاتی ہیں۔  
موجودہ جنگ عالم میں جاپان اور جرمن جیسے موذی دشمنوں  
سے ملک کو محفوظ رکھنے کے لئے انجن نے حتیٰ الوسع چندہ دیا ہے  
اور امید ہے کہ دیگر انجنیں اور اشخاص بھی ملک کی حفاظت کے لئے حتیٰ الامکان  
سرکار کی مدد کریں گے۔

تندرستی اور صفائی :- گاؤں میں ایک دو کا بکس رکھا گیا ہے  
جس میں کچھ مدد سیلئے ڈپارٹمنٹ سے بھی ملتی ہے اور کچھ موجودہ  
سرینج صاحب امداد فرماتے ہیں۔ خاص خاص بیماریوں کی روک  
مثلاً لہریا اور ہیضہ وغیرہ کے لئے دوا دی جاتی ہے۔ جناب سیلئے انیسر  
صاحب کی بندہ فوازی ہے کہ ہیضہ وغیرہ کے زمانہ میں مفت چیکہ  
گوار دیئے کا انتظام کر دیتے ہیں۔

میں اس رپورٹ کے ذریعہ کوئی فرضی یا ادبی مضمون ہو جانے  
کے سامنے نہیں رکھ رہا ہوں بلکہ ابھی تک جو ہو سکا ہے وہ بطور  
مشاہدہ خدمت میں پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ مختلف حکمرانوں کے  
افسران و امتحان اپنے مشورے نیز مناسب امداد فرما کر اس  
انجن کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ ساتھ ہی تعلیم یافتہ طبقہ سے  
سری دلی استدعا ہے کہ ایسی انجنیں ہر گاؤں میں قائم کرنے  
کی کوشش کریں۔ خانگی فادات کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ہم آج بھی کسی  
قسم کی ترقی نہیں کر سکتے اور نا کامیاب رہے ہیں لہذا بغیر امداد باہمی  
کے کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ لکھتے ہوئے سخت افسوس ہے  
کہ گاؤں سدھار چکے ہیں، جو گاؤں سدھار کا خاص حکم ہے اس انجن  
سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھا۔ خطوط کے جواب تک نہ حاصل ہو سکے جبکہ  
حکومت کو آپریٹو سوسائٹیز پر محض ذرا حسرت لگتی ہے۔ امید ہے  
سبھی محلوں کے افسران آپس میں اختلاف نہ رکھ کر آپریٹو اصولوں پر عمل  
کرتے ہوئے حسب بالا سوسائٹی کی مدد کریں گے تب ہی رفتار ترقی  
تجاویز کر سکتی ہے۔

نجات کر سنے کے لئے قرض اسی خطہ زمین کے لئے منظور ہوا ہے۔  
(۱) یہ انجنیں خلیج کو آپریٹو بینک الہ آباد سے تعلق رکھتی ہے جس  
نے ممبران کو کم سود پر فائدہ مند کاسوں کے لئے آسانی سے روپیہ مل  
پاتا ہے۔ کئی لوگوں کی جائداد سود خور مہاجروں کے چنگل سے بینک کی  
پر دولت بچ گئی۔

(۲) بڑی خوشی کی بات ہے کہ انجن کے ہر ممبر کو محکمہ  
نوا پر ٹیو سوسائٹیز کے ہر ممبر فنڈ سے مبلغ ۳۶ روپیہ گھر کی مرمت کے  
برائے ملے تھے۔

(۳) قریباً سو روپیہ نقد بھی سوسائٹی کے ہر ممبر کو ملے۔ امید  
ہے چند سالوں میں باہر سے قرض لینے کی ضرورت نہ رہ جائیگی۔ ممبران کے  
چنبہ وغیرہ کے ذریعہ اپنی ذاتی پونجی فراہم ہو جائیگی۔

اخلاقی ترقی :- اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ کوئی بھی ممبر  
حیثیت سے نائد مرتبہ نہ کرے۔ نشہ وغیرہ پر لوگ خیر نہیں کرتے پاتے  
اور اس طرح ملت قومی میں بھت ہوتی ہے۔ شادی نا بالغان وغیرہ جیسی  
بیکار رسمیں بہت کم ہو گئی ہیں۔

سیاست :- جبکہ انجن، رفادہ عام کے لئے ہی سارا کام کر رہی  
ہے، یہ ہر پہلو سے سیاست سے علیحدہ ہے راجی و رعیت کے اتفاق  
سے ہی تمام تر کام انجام پا سکتے ہیں، جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہوتا  
ہے۔ یہ کو آپریٹو سائٹی ہے جس کا خاص مقصد اتفاق اور امداد باہمی  
ہے۔ لہذا کسی قسم کی نا اتفاقی مقاصد انجن کے سراسر برعکس ہے۔

اس انجن کے کھلنے کے پہلے گاؤں میں بہت کم بڑے کھے لوگ  
تھے۔ اب کافی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو کم از کم کھنا پڑھنا جانتے  
ہیں۔ بہت سے عمر رسیدہ اصحاب کو خواندہ بنایا گیا ہے۔

خدمات :- گاؤں میں ایک حفاظتی دستہ قائم ہوا ہے جس میں  
سب ممبران شامل ہیں۔ ممبران کی گروپ میں منقسم ہیں۔ ہر گروپ یا  
کل ایک گھنٹہ رات میں جاگ کر گاؤں کا پہرہ دیتا ہے اور اس طرح  
گاؤں چوری کے خطرے سے محفوظ ہے۔

## نوبار قاتلانہ حملوں کا شکار

شادی کے موقع پر بھی کی گئی۔ جب شاہی دولہا اور دولہن مجلس کے  
درمیان ایک گاڑی پر بیٹھے ہوئے چلے جا رہے تھے اس وقت  
مجمع کے اندر سے کسی نے ایک بم پھینکا۔ جس کی وجہ سے گاڑی کے  
ارد گرد کے ۲۶ اشخاص جان سے مارے گئے۔ خود ملک کا جامنہ عوامی  
ان مقتولین کے خون سے رنگ گیا۔

ہسپانیہ کے آخری فرمانروا الفاسو، جو گزشتہ اسپینش بغاوت  
کے سبب تخت سلطنت سے برطرف ہونے پر مجبور کئے گئے تھے، قبل  
اس کے زندگی میں بار بار قاتلانہ حملوں کے شکار ہو چکے تھے۔ سیاسی  
انقلاب پسند فرقہ نے نوبار ان کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔  
لیکن ہر بار وہ بال بال بچ گئے۔ ایسی ہی کوشش ایک بار ان کی

# کاشتکاروں کو آسانیاں

(ان جناب ہریش چند صاحب - ڈیوی نرمل پرنٹنگ ڈولڈ پبلشنگ - الہ آباد)

یا گاؤں کے صحن میں بھی کچھ زمین بیکار پڑی رہتی ہے۔ ان زمینوں کو ترکاری بونے کے کام میں لانا چاہئے اگر گاؤں میں صحن کم ہے تو اس جگہ پر بیلدار ترکاری بونی چاہئے جو کہ چھپر پر بیل کر بیل دے۔ یہ تو بہی پرانی زمین ہے استعمال کرنے کی بات ہم کو ان کھیتوں کے لئے صحن میں کاٹت جوتی ہے کچھ بھی کرنا ہے ان کھیتوں میں پہلے جوتانی کر کے کافی گو برکی کھاد کا انتظام کرنا چاہئے اب کھاد کی کمی ہو تو ہری گڑھ بکر کیپوسٹ کی کھاد بنا کر یا دوسری کھادیں ڈال کر کمی پوری کر سکتے ہیں ان کھیتوں میں اچھے قسم کے بیج بونے جائیں اور وقت سے بیجانی و نر ہو اس سے فائدہ ہوگا کہ کھیتوں کی پیداوار بڑھ جائیگی۔ ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ کسی موسم میں کھیت خالی نہ رہیں بلکہ ہم آٹ پھیر کر ایسی فصلیں بونی جائیں کہ کھیتوں کی طاقت جی رہے اور سیدھی ہوتی رہے۔ اگر ہم لوگ اپنے اس فرض کو ادا کرتے ہیں تو اپنی آب و ہوا بڑھائے اور ملک میں کھانے کی کمی کو دور کرنے کے علاوہ اپنے ان صحن کی بھی مدد کرتے ہیں جو اپنے ہی لئے نہیں بلکہ جو ملک کو آزاؤ کرنے کے لئے جنگ میں شامل ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ زیادہ سے زیادہ فائدہ پیدا کرنے کو کوشش کریں گے اور ان سہولیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ماحض حاصل کرنے کے لئے آپ محکمہ گاؤں سمدھار یا زراعتی اہلکاران سے گاؤں میں جاتے ہیں سٹوڈنٹ آپ کہ ہر طرح کی مدد دیں گے۔

جنگ و گرائی کے زمانہ میں کھانے پینے کی چیزوں کی طرف سب سے پہلے خیال جاتا ہے۔ لہذا آجکل زیادہ فائدہ پیدا کرنے کی تحریک جاری ہے۔ اس سلسلہ میں سرکار کی جانب سے کاشتکاروں کو کچھ آسانیاں بھی دی گئی ہیں۔ ان کا خلاصہ اس طرح ہے۔

مزدور (پرانی) زمین پر کاشت کرنے کے بجائے سوائے کے ان فیصدی پر فائدہ کو دام سے بیج ملے گا۔ اس سلسلہ میں دیگر آلات کے لئے تقاضی ملے گی۔ اگر کوئی ایسی جنگلی یا بھڑوں والی زمین خالی ہوگی ہو اور اس میں آپ کاشت کرنا چاہتے ہوں تو آپ کو بغیر سود کے سرکار سے روپہ ملے گا۔

کھاد کی کمی کو دور کرنے کے سلسلہ میں بھی احکام جاری ہوئے ہیں۔ ایک لاکھ من کھاد خرید کر دو تہائی قیمت پر تقسیم کیا جائیگی۔ تقریباً ۲۰۰۰۰ (دو بیس ہزار من) سستی کا بیج بھی بجائے سوائے کے اصل قیمت طریقہ پر ان کاشتکاروں کو دیے کا حکم ہوا ہے جو چٹانی پرانی زمین کو اپنے کاشت میں لادیں۔

کاشتکاروں میں زیادہ کھاد بنانے کی عادت کو بڑھانے کے لئے ان کاشتکاروں کو جو کپوسٹ کھاد بنا دیں گے یا تالاب کی مٹی کو کھاد کی طرح استعمال کریں گے، انھیں انعام دیا جائیگا۔

علاوہ بریں کاشتکاروں کو سب سے اولویت کی عمدہ فصل پیدا کرنے پر حوصلہ افزائی کے لئے اضافات تقسیم کئے جائیں گے۔ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ بیکار اور پرانی زمینوں کو قابل کاشت بنائیں۔ اگر زمین دوسرے یا بیجا کے انتظامات کی کمی ہے۔ یا بیج کی کمی پڑتی ہے تو سرکار کی تقاضی کی اسکیم سے نفع اٹھائیں۔ گاؤں میں کھنڈھر اکثر نظر آتے ہیں۔ ان کھنڈروں کو ہموار کر کے ترکاری بونے کے کام میں لانا چاہئے۔ کنوؤں کے نزدیک

## عورتیں مردوں کی کونسی خوبی پسند کرتی ہیں

کو صرف ایک ہی دوش ملا۔ طریقہ محبت اور اظہار محبت کی قابلیت کو دودھ دوش ملے۔ چند لڑکیوں نے جن کی تعداد نہیں ہے تھی۔ اپنی ایسی رائے بھی ظاہر کی کہ ایسے مرد کا ملنا ناممکن ہے۔ فخر مردان کہا جاسکے۔ دو ایک لڑکیاں ایسی بھی نکلیں جنھوں مردوں کی قوت مردی کی تعریف کی، نفاست و نزاکت پسندی، طرہ دار بھی کافی لڑکیاں تھیں۔

کچھ مرد قبل نیو جرسی کے درمیان سوالات کی ۴۵ لڑکیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ وہ مردوں میں کس خاص خوبی کا ہونا ضروری سمجھتی ہیں۔ قریباً سو لڑکیوں نے اس بات پر اپنی ایک ہی رائے ظاہر کی کہ مردوں میں اپنی زوجہ یا منظور نظر کے لئے محبت میں ثابت قدمی اور ایثار و امانت ضروری ہے۔ ۵۰ لڑکیوں نے راستبازی اور خلوص کو خاص اہمیت دی۔ ۴۵ لڑکیوں نے عقلندی پر زور دیا۔ ہر لڑکی نے 'اعلیٰ شخصیت' اور 'سودھ' ان تین خوبیوں میں سے ہر ایک کو ۴۴ دوش ملے۔ جن دوجائی

کیا آپ جانتے ہیں؟

مجموع الجزائر بطنیہ میں تقریباً پانچ ہزار جزائر شامل ہیں۔

اب تک ہندوستانی فوج کو، دیکھو یہ کہ اس نے ہیں۔ ان میں سے  
۴ ہندوستانیوں کو لے ہیں۔

ایک ڈیوئین کو آلات جنگ سے آسائے کہنے پر ۵۰ لاکھ پونڈ مرمت ہوتے ہیں۔

جب سے جنگ شروع ہوئی ہے سپاہیوں کی لائبریریوں نیز کتب خانوں کے ذریعہ دنیا کے سبھی محاذ جنگ پر جنگ آزمائے برطانوی سپاہیوں ایک روڈ چالیں لاکھ کتابیں تقسیم کی جا چکی ہیں۔

جیب سے جگہ کا آغاز ہوا ہے ہندوستان نے ہندوستانی ہوائی  
نوج ویز شاہی ہوائی فوج کے لئے ہوائی جہاز خریدنے کے لئے پینتالیس  
اکھ لاکھ نوے سو زیادہ خیرات دیا ہے۔

حال میں اتحادی فوجوں نے اٹلی کے دو شہروں - مرکیجے اور گرا  
ہ تھیز کیا تھا۔ امریکہ کی نیویاٹک - ریاست کے دو شہروں کے بھی بمی  
ام ہیں۔

تقسیم برگ کی رعایا بگل کی آواز پر کھل کھلا کر ہنس پڑتی ہے۔ اسلئے  
رمن بگل کو بند کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

پچیس پونڈ کا گولہ پھینکنے والی توپ پر دو ہزار دو سو پینتالیس پونڈ راج ہوتا ہے۔

امثالین کی عزت افزائی کے سلسلہ میں زارستان کا نام امثالین  
تھا گیا تھا۔ کیونکہ آپ نے ۱۹۱۸ء میں باغی فوج کی مدد سے دہلی

فوج پر اہم ترین فتح حاصل کر کے اسی شہر کی حفاظت کی تھی۔  
ایک ٹن کا غنڈہ (الف) ”ڈائی جسٹ“ اخبار کی آٹھ ہزار کا گیا۔

(ب) جہاز میں شنگان کر نیوالے لوگوں کے رکھنے کے سوڈ بے۔ یا

(پ) چھوٹے چھوٹے گولوں کے آٹھ سوکس۔ یا (ج) چھوٹے چھوٹے ہتھیاروں کے گولہ بارود کے لے سیٹا لیس ہزار ڈبے تیار ہو سکتے ہیں۔

جنگ کے چار سانوں میں اتحادی قوموں کے بیماروں نے جرمنی پر کل ایک لاکھ ہزار پانچ سو سوٹ بم پھینکے ہیں۔

✕ ✕ ✕ ✕ ✕  
 قیور باندہ (جنوبی ہند) میں اس قدر تاری سامان ہے کہ اس  
 سے نیو یارک سے لیکر شکاگو تک دس فٹ بلند اور سات سو میل لمبی دیوار  
 بن سکتی ہے۔

X                  X                  X                  X                  X

برطانیہ کی... ۱۰۰-۲۰۰ لاکھ کی آبادی میں سے... ۷۰۰-۸۰۰ لاکھ  
سے بھی ناٹر لوگ فوج میں ہیں۔ یعنی کسی نہ کسی شکل میں قومی ضابطہ  
انجام دے رہے ہیں۔

ہندوستان کی پہلی مردم شماری ۱۸۷۱ء میں ہوئی تھی جبکہ  
آبادی ۲۶۱,۵۰,۰۰۰۔

سلسلے کے حامل پر سب سے پہلے انجینیئر اور سفر مینافونج آتری  
تھی۔ جس کے پاس ”بگھور“، تار پیڈو تھے۔

۴ اتحادی قوموں کے دیکھ بھال کر نیوالے ہوائی جہاز چھ میل کی بلندی سے رنگین فوٹو اتار سکتے ہیں۔ اس قدر بلندی سے اُڑتے ہوئے ہوائی جہاز کو تو زمین پر سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور نہ اسکی آواز ہی سنائی دیتی ہے۔

شیر کا گوشت کھانیا اے شہنشاہ

خوردنی کی فہرست میں شیر کا گوشت بھی مذکور کر دیا، لیکن اس شرط پر جو لوگ اس نایاب گوشت کا ذائقہ لینا چاہیں وہ چھ ہفتہ قبل اس کی اطلاع دیں تاکہ افریقہ کے جنگل سے وہ درخت اخصم نکال سکیں۔

تابع شہنشاہ ایدورد ہشتم (موجودہ ڈیوک آف ونڈسمر) نے اپنے  
 رفیق کے دورے میں شیر کا گوشت چکھا تھا نیز انھوں نے اسے بہت  
 زیادہ بتایا ہے۔ ان کی زبان سے جانوروں کے راجہ کی تعریف سن کر  
 لندن کے دو بہت ہی مشہور ہوٹلوں نے اپنے یہاں کی اسٹاؤ



# دیش دیش محسوس کی بات

P.M. 8



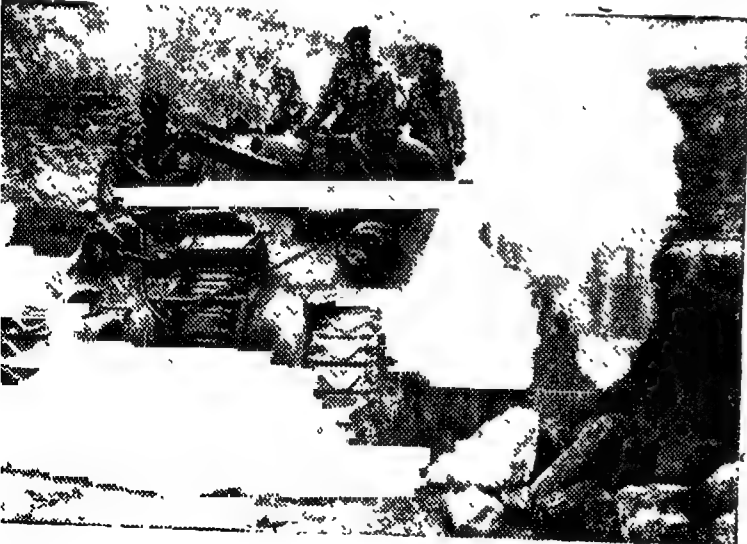
## دنیا کے اہم واقعات

(از اسے ہمارے پرنٹ سکرپٹس ہمارے صدر)

آگے کیلئے۔ مگے ہوئے ہے۔ اس پر بھی سخت حملہ ہوا ہے اور فرما ایک ملت شہر دوستوں کے قبضہ میں آگیا ہے۔ بقیہ کے لئے ایک ایک مکان اور دو اور بجائے کے لئے سخت جنگ ہو رہی ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب تک وہ قبضہ میں آجائے گا۔ اپنی جانب سے افسران فوج امید دلائے ہیں کہ بالآخر سائینو بھی گریجا ہی اور روم پر قبضہ ہو جائیگا۔ جو فوج یتھونے کے پاس اتڑی ہے وہ اگر اپنی طاقت بڑھائے تب بھی روم پر بہت کچھ زوال آسکتا ہے۔ اسی جانب زبویلو یا کے جنرل یتھو صاحب جرمنی سے (طرح ہے) ہیں کہ بھی فوج کی صورت نظر آئے گئی ہے اور کبھی دینے کی۔ بحر مال جنرل یتھو کی کوششوں سے ایک زبردست جرمن فوج ادھر اٹھنی ہوئی ہے۔

دس میں تقریباً ڈیڑھ سال سے جرمنوں کو زبردست شکستیں

آج کل امریکہ میں صدر الیسنڈرو والے انتخاب کی بات بھی کشمکش چل رہی ہے وہاں کے موجودہ پریسڈنٹ روزولٹ ڈاکٹر ٹیک پارٹی کے ہیں۔ ابھی کوئی خاص بات ظاہر تو نہیں ہے لیکن ایسا نظر آتا ہے کہ شاید چوتھی بار بھی وہی شاید پھر کھڑے ہوں۔ دوسری بڑی پارٹی ریسپبلکن ہے جس کی جانب سے آخری مرحلہ وینڈل ویل صاحب کھڑے ہو کر ہار گئے۔ اس بار انتخاب کرنے والے ووٹوں میں سے کچھ ایک آرٹھر میکارنٹھ وغیرہ کی امیدواروں کی طرف نظریں دوڑا آئے ہیں جس میں میکارنٹھ موقع سب سے اچھا سمجھا جاتا تھا لیکن انہوں نے کھڑے ہونے سے انکار کر دیا ہے جنرل میکارٹھر بھی زیادہ روز نہیں اگا رہے ہیں ادھر وینڈل ویل کا پورا زور لگا ہوا ہے۔ دیکھنا چاہئے آخر میں کون چنا جاتا ہے۔ ابھی اس کے لئے وقت کافی ہے۔ انگلینڈ میں آج کل کے ایک درمیانی چناؤ میں ایک ایسا امیدوار ہوا ہے جن کو وزیر اعظم چرچل صاحب، لیبر اور لیبر لون کی مدد مل رہی تھی۔



انہی کی لڑائی میں پہلے دوستوں کی جال سے کچھ آہستہ مٹی جب سے نیٹو پر سپاہ نو جوانوں کے ذریعہ اتار دی گئی ہے اس وقت سے سخت لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ انڈل کو اس چڑھائی کا موقع ملنے سے جرمن فوج کچھ ہلچا سکی گئی مگر اسے طاقت سنبھال کر اس نے انڈل پر دوبار سخت حملے اس نو فوج پر کئے۔ پہلا سخت حملہ بیکار کر دیا گیا اور اس کے بعد تین دنوں میں پھر سے طاقت سنبھال کر اس نے دوبار سخت حملہ کیا جس کے بابت ابھی آج ہی ۲۰ فروری کو یہ تاریخ آیا ہے کہ وہ بھی ختم ہو گیا۔ ادھر دوسری جانب سائبریا میں ایسا سلطنت مقام ہے جو تین ماہ سے سرکار کی جال

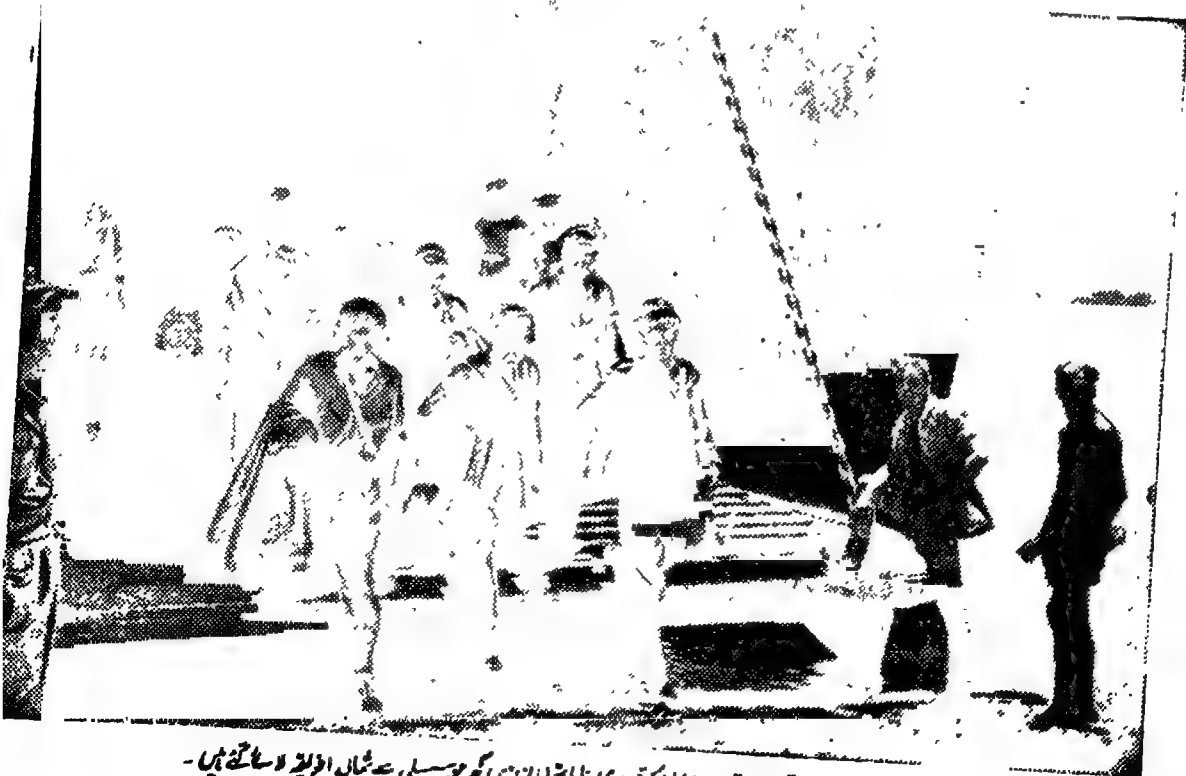
ایلی میں اتحادی قوتوں کی رخا۔ اٹھریں فوج کے پلس کی جانب بڑھے کا ایک منظر۔ ایک دیش ٹینک بڑھ رہا ہے۔



ہو رہی ہیں ان دنوں بھی انکی ۵۰۰۰۰ فوج قتل ہوئی ہے اور ۱۱۰۰ اگر خیرا اسی کے ساتھ ایک عظیم مقدار میں ملتان جنگ بھی روپیوں کے ہاتھ آیا۔ اس فوج کو بھانے کے لئے جرمن جہاز میں جن کے کوششیں بیٹھ گئیں مگر کوئی سرکبب کارگر نہ ہو سکی۔ اب جو روسی فوج اس جرمن لشکر سے رہی تھی وہ دیگر اطراف میں کاربند ہونے کو خالی ہو گئے ہے امید کی جاتی ہے کہ اڈیسیہ کی جانب کہیں پر اسکا سخت حملہ ہوگا۔ کچھ محال کی جانب اور بڑھ کر بیوٹیا و نیز بیوٹیا پر بھی روس قبضہ پھر سے ہو جائے گی امید کی جاتی ہے۔ پسکاؤ اور تاروا پر روسی دھمکیاں چل رہی ہیں فٹلینڈ بیٹھوٹیا، بیٹھوٹیا اور بیٹھوٹیا نام کی چاروں۔ یا سستیں بالٹک ریاستوں کے اسم سے نامزد ہیں ان میں سے فٹلینڈ کو چھوڑ کر بقیہ بیٹھوٹیا بھلے روس کے صوبہ تھے ادب پھر خوشی اسی میں لی گئی تھیں مگر ۱۹۳۷ء میں بڑھ کر جرمنی ان پر قابض ہو گئے تھے۔ اب پھر روس میں عامل کرنا ہوا دیکھا جا رہا ہے۔ فٹلینڈ کو روس نے ۱۹۳۷ء میں شکست دیکر اس سے صلح کرنی تھی لیکن جب از عقب جرمنی سے شکست کھانے لگا، تب



انڈی فوج کے پانچویں ڈویژن کی کارروائی اٹلی میں جاری ہے یہ تصویر ۱۲-۱۰ ستمبر کی ہے جب پانچویں ڈویژن کی ایک ٹینک ارنو پنے ایک ہل پر قبضہ کر لیا تھا اور جرمنوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تھا۔



انڈی قوموں نے اس طریقہ کرتے وقت لاٹوا اور جرمنوں کو تیدی بنا با تھا ان میں کچھ جو سبلی سے شمال افریقہ لاسکتے ہیں۔

نہیں ہوئی ہے۔ سخت سرک جنگ و جدل اس جانب بھی مل رہا ہے  
ہندوستان میں جب سے نئے بڑے لائٹ صاحب تشریف لائے ہوا  
وقت سے امید دلائی جاتی تھی کہ جو ریاستی عہدہ ہونے کو چاہے  
مل کرے کے لئے کوئی نیا طریقہ کام میں لائیں گے۔ ان دنوں ان کی  
بردست تقریر ہوئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جب تک کانگریس کے یہ  
جنگ میں مدد دینے والا گت مستعد نہ دے اسے اپنے ارادوں سے  
نہیں آتے اس وقت ان کی رہائی کا سوال نہیں اٹھ سکتا۔ جو سیاسی  
مل رہا ہے اس میں گورنمنٹ یہاں تک اختیارات دینے کو تیار ہے  
چاہے تو ہندوستان ولایت سے کوئی بھی واسطہ نہ رکھے مگر طاقت  
کے دے یہ اہم سوال رہ جاتا ہے اسکے بابت ان کا ارشاد ہے کہ ہر  
تک ہندو مسلمان، دیسی روسا و نیز دیگر مقروضی نقد اوکے لوگ  
کسی واحد نتیجہ پر نہیں پہنچتے ہیں اس وقت تک سرکار نہایت افسوس  
ساتھ کوئی فیصلہ نہ کرنے پر مجبور ہے۔ ان کا فرمانا تھا کہ جب اپنی فکر  
نتیجہ ان کے ہی ہاتھوں میں رکھ دیا گیا ہے تب لازم ہے کہ آپ لوگ  
مسائل کو طے کیجئے۔ پاکستان کی بابت انھوں نے اپنی یہ رائے ظاہر  
کی کہ روزگار فوج کشی جنگ و جدال وغیرہ کے معاملات میں ہندوستان  
واحد ہے اور رہنا بھی چاہئے۔ حضور بڑے لائٹ صاحب کی اسی فکر  
سے ہندوستانوں نے کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اب تک ملک  
کی جانب سے کوئی رائے سامنے نہیں آئی ہے۔ کانگریس کے خلاصہ  
سرکاری تقریر ہے ہی۔ لیبر لیگ کے صدر اھدور سرمدراج۔ گم نے  
اسے ناپسند کیا۔ یہاں تک کہ اگر بری اخبار پانچہر تک نے تاہم ہی ظاہر کی۔  
آجکل روس نے اپنے یہاں ۱۶ ریاستوں کو کالی اختیارات دے دیے ہیں  
اسات کے سامنے بھی یہاں کی تقریر چلی جیتی ہے۔

۱۳۴  
فلیمنڈ میں جرمنی سے لڑنے لگا۔ اپنی دلی ہوئی حالت میں روس نے  
فلیمنڈ سے فیصلہ کرنے کا بھی پیغام دیا مگر اس نے منظور نہ کیا۔ اس فیصلہ  
فلیمنڈ کا بہت کچھ فائدہ ہو جاتا۔ لیکن اس نے جرمنی کی دوستی پر بہت  
کچھ بھروسہ کیا۔ جب ان دنوں روس جرمنی پر تھکاوٹ ہونے لگا تھا اس وقت  
اگر کہ نے فلیمنڈ کو سمجھایا تھا کہ وہ جرمنی کا ساتھ چھوڑ دے مگر اس نے نہ  
مانا تھا۔ اب اگر کہ نے ان دنوں اس سے کہلا بھیجا کہ وہ اپنی کوتاہ اندیشی  
کا اب نتیجہ چھوگے۔ ان دنوں روس نے فلیمنڈ کے دارالسلطنت بلجیکی پر دو  
بار سخت ہوائی حملے کئے جس سے اسکا نقصان عظیم ہوا ہے۔ آجکل روس پچاس  
جرمن کوڑی پیسے پڑ رہا ہے۔ انہی وجوہات سے اسکی مدد دہریا نہیں دے گا  
بلجاریہ و ہنگری میں بھی کھلبلی مچ رہی ہے۔ ایسا کہنا جاتا ہے۔ اتحادیوں کو  
امید تھی کہ ان سے ملکر یاتو جرمنی سے لڑنے لگے گا یا پرستال کی طرح اپنی  
ریاست میں ان کو ہتھوں سے لڑنے کے لئے موقع دے ہی دیکھا مگر اس نے  
اپنی کمزوری کے حیلہ ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

جنوب مغربی سیلک سمندر میں جنگ آجکل امریکہ کے حق میں جا پانچوں  
کے خلاف جاری ہے۔ امریکوں نے مارشل جزیروں پر قریب قریب پورے  
کر ہی لیا ہے اب ساؤتھ جزیرہ پر بھی ان کے کامیاب حملے شروع ہو گئے  
ہیں اور ہر بول کی جانب سے انکی طاقت بڑھ رہی ہے جس سے جا پانچوں  
کا وہ اہم مقام چھوٹنے کے خطرے میں آگیا ہے۔ کیوریل جزیرہ کی جانب  
بھی امریکہ کا رخ ہے اور مشرقی چین سے کر دہاں سے بھی خاص جا پانچوں  
پر ہوائی پڑی ہوئی حملے چلانے کی خواہش ہے۔

ادھر چین میں بھی ان دنوں کچھ کامیابیاں ہوئی ہیں چینی لشکر برا  
پر بھی حملہ آور ہو رہا ہے۔ ادھر برما کی جانب سے جا پانچوں ان دنوں ہندوستان  
پر دھاوا بولنے کی فکر میں ہے لیکن تاہم اسے کوئی خاص کامیابی مل

## کاشت کے لئے کس طرح کی زمین خریدنا چاہئے

- ۱۔ جس کے قرب و جوار کی آب و ہوا اچھی ہو۔
- ۲۔ جس کے قرب و جوار میں سب ضرورت جفاکش اور پودیاں مزدور مل سکتے ہوں۔
- ۳۔ جہاں اور جس کے قرب و جوار میں بارش کافی ہوتی ہو۔
- ۴۔ جہاں بارش کی کمی یا زیادتی سب خشک سالی یا سیلاب کی وجہ سے نقصان نہ پڑتا ہو۔
- ۵۔ جو بالکل ہموار ہو اور جس پر دھوپ کا خوب اثر پڑتا ہو۔
- ۶۔ جہاں آبپاشی کے بہترین ذرائع موجود ہوں۔
- ۷۔ جس کے نزدیک ہی بازار ہو۔
- ۸۔ جہاں کھاد پانس بخوبی کافی مقدار میں مل سکتی ہو۔
- ۹۔ جن میں جنگلی جانور نقصان نہ پہنچا سکتے ہوں۔
- ۱۰۔ جس کے قرب و جوار میں تعلیم کا مناسب انتظام ہو۔
- ۱۱۔ جس کے قرب و جوار میں مذہبی فرائض ادا کرنے کی آسانیاں ہوں۔
- ۱۲۔ جس کے قرب و جوار میں یک چلن لوگ موجود ہوں۔
- ۱۳۔ جس کے قرب و جوار میں کھیتوں کی پیداوار وغیرہ سامان ادھر ادھر لے جانے کے لئے ریل اور سڑکیں ہوں۔
- ۱۴۔ جو مٹری کے مکان سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہو۔

(ماخوذ از مفید المزارعین)

# ریڈیو پروگرام

## ہمارے اپنیچات گھر

یکم مارچ ۱۹۴۴ء - مشرق کا حال - سالگرام چتر ویدی اور شریچند کا مکالمہ - بھوپری، فقیرے لعل اور پارٹی وقت کی اطلاع ۸ بجے، خبریں - گیت - بچوں کی انجمن - دریاؤں کی کہانی - یاںک ٹی کیا بگ، فضل احمد اور پلیڈ کا مکالمہ - سننے والوں کی گزارش - زرگن - فقیرے لعل اور پارٹی۔

۲ مارچ ۱۹۴۴ء - مشرق کا حال - مکالمہ - دادرا - بناسیرانی، بریں (وقت کی اطلاع ۸ بجے) اداسو دتیا، انامک، ایس، بن تیواری اور ایس، سی، اوتھی۔  
۳ مارچ ۱۹۴۴ء - اچھے دھقانی کی شناخت - تعلیم اور اقصیت، مباحثہ دھما، بیچ منڈی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) بریں - بھجن - ذخیرہ بازی، مکالمہ - دیسیا - رام جی داس - پوسٹ کی گھاؤ، رشی کا کا اور پلیڈ میں بات چیت گیت - رضی حسین -

۴ مارچ ۱۹۴۴ء - پنگھٹ والوں کی دیکھ رکھ، مباحثہ - ولی، ارمیلا دیوی بھارگو (وقت کی اطلاع ۸ بجے) گیت - بنو، تنہا را خط ملا - ڈھوک کے گیت، ارمیلا دیوی بھارگو۔  
۵ مارچ ۱۹۴۴ء - بچوں کی انجمن، بھلا بھوٹو، پہیلیاں، ٹی کا کا - بھاگ، بیچ منڈی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) بڑی - بت - تلعت محمود - تنہا را خط ملا - بھجن - مشرق کا حال - مکالمہ - در، مرتضیٰ حسین -

۶ مارچ ۱۹۴۴ء - ان سے ملے - ہلووان، ایم - آر ای بند پارٹی - بھجن، گجا دھرناتھ پجاری (وقت کی اطلاع ۸ بجے) بریں - ڈھوک کے گیت، ستارہ بانی - اندھیر نگری، خاص پروگرام - می گیت گجا دھرناتھ پجاری -

۷ مارچ ۱۹۴۴ء - ان سے بچے - تھی پھر، ایک ڈاکٹر جٹاٹ، ام کھلیں ہوئی، جنگ بہادر اور پارٹی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) ام، خبریں - ہوئی، ارادھا بانی - مشرق کا حال - مکالمہ - ستار پر من - اسے - آئی - آر، آرٹس - کثرت اور کشتی، رشی کا کا اور

پلیڈ کا مکالمہ - گیت، مرتضیٰ حسین -

۸ مارچ ۱۹۴۴ء - قوالی - بیچ منڈی - سلام (نظم) شمس الدین - سننے والوں کی گزارش (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، خبریں - ڈھوک کے گیت - نارابائی - بچوں کی انجمن - دریاؤں کی کہانی - امین، فضل احمد اور شریچند کا مکالمہ - سلطانی مردانہ محبت - لکھنوی - لغت -

۹ مارچ ۱۹۴۴ء - ہولی کافی - مشرق کا حال - مکالمہ، شام کی ہولی - وی - جے - جوشی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، خبریں - رنگ بھری ہوئی - خاص پروگرام - ہولی، سوریشچند اور رشی کا کا کا مکالمہ -

۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء - ہولی - ذخیرہ بانی - مکالمہ - دھما - بیچ منڈی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، خبریں - بھنگ کی طرح (نظم) - بھوشن - لیڈ، جنگ بہادر - سنت سار - چند پرکاش - دتیا رشی - رام کی ہولی، رام جی داس -

۱۱ مارچ ۱۹۴۴ء - پنگھٹ - کنش پرستی - بل مبل کر رہنا - کرشنا بھارگو - سوہر، گاتری دیوی ورما (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، فلمی گیت - ہنو، تنہا را خط ملا - بھجن، گاتری دیوی ورما -

۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء - مشرق کا حال، سالگرام چتر ویدی اور شریچند کا مکالمہ - قوالی، بیچ منڈی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، خبریں - گیت، نیویدیتیا مترا - بچوں کی انجمن - شیر کے راج میں (کہانی) - ارجن لعل، تنہا را خط ملا - ہولی، رام جی داس -

۱۳ مارچ ۱۹۴۴ء - اندھیر نگری - خاص پروگرام - رامائن - پانچ منڈی (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، خبریں - غزل - ملک پھراج - چوڑے کا کاروبار، مالک نومی حسین اور پچھنے کا مکالمہ - فلمی گانے - اگلے بٹے کا پروگرام - پرپی - رام جی داس -

۱۴ مارچ ۱۹۴۴ء - استغنی - مشرق کا حال - مکالمہ - پرپی، رام آسرب (وقت کی اطلاع ۸ بجے) شام، خبریں - غزل - مرتضیٰ حسین - ان سے بچے، جھک، محمد رضی انصاری - ہولی، رام آسرب - کوتیا بھوشن -

۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء - بھانگی، رتی اور کیرتن، سیارام داس



## دیہاتی اسکاؤٹوں کی ترقی

گرام سدھار، نسرہ کے بہادر پنڈت کا شن ناتھ صاحب نے دیہاتی اسکاؤٹوں کی ترقی کے سلسلہ میں جو نیا سرکل جاری کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اسکاؤٹوں کی بھرتی کے لئے جو غذا و مقرر کی گئی ہے وہ پوری ہو گئی ہے لہذا انھوں نے اسات پر زور دیا ہے کہ اب اسکاؤٹوں کی قابلیت بڑھانے کی خاص طور سے خیال کیا جائے اسی سلسلہ اعداد کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ وہ ہر ایک مہینہ کی نوکیلا تاریخ تک پہنچ جائیں۔

اسی سرکل میں دیہاتی اسکاؤٹوں کی دس سوسٹاؤن تک کے بھرتی کے رفتار کی پوری تفصیل دی گئی ہے۔ اسے ہم ذیل میں شائع کرتے ہیں امید ہے کہ جو ضلع پچھلے میں وہ اسکی خاص طور پر کوشش کریں گے۔

(پرائے مرکز)

نمبر	ضلع	مکمل ہوئے بھرتی	مکمل ہونے کے آخر تک کی توقع	فیصدی
۱	کراچی	۳۱۱۶	۳۰۳۹	۹۸
۲	فرخ آباد	۳۶۸۳	۲۸۲۴	۷۷
۳	مراد آباد	۳۰۹۰	۱۸۶۶	۶۱
۴	مین پوری	۳۳۰۴	۱۸۲۶	۵۵
۵	الہ آباد	۴۵۴	۱۹۰۶	۵۵
۶	بنیا	۳۸۳۲	۲۱۰۴	۵۵
۷	گونڈا	۴۷۸۳	۲۵۸۹	۵۴
۸	مڑیا پور	۵۶۴۵	۲۹۸۹	۵۳
۹	بریلی	۳۰۸۱	۱۶۰۲	۵۲
۱۰	تینی تال	۱۲۲۷	۶۶۷	۵۲
۱۱	ہردوئی	۴۳۴۹	۲۱۹۵	۵۰
۱۲	ایٹھ	۳۱۹۱	۱۴۸۱	۴۶
۱۳	الموڑہ	۸۹۷	۳۷۶	۴۲
۱۴	راٹھ بھلی	۳۸۱۲	۱۵۵۵	۴۱
۱۵	دہرہ دودن	۳۵۵۶	۱۳۸۴	۳۶
۱۶	پرتاب گڑھ	۶۴۲۲	۲۴۹۲	۳۹
۱۷	بارہ بنکی	۴۳۳۶	۱۶۷۵	۳۹

۳۸	۱۳۲۰	۳۵۱۹	فتح پور	۱۸
۳۶	۱۳۳۶	۳۶۸۳	اناوہ	۱۹
۳۶	۱۶۲۳	۴۵۰۶	جلون	۲۰
۳۶	۱۲۷۹	۳۷۳۲	جمیر پور	۲۱
۳۳	۱۲۹۷	۳۹۳۱	اعظم گڑھ	۲۲
۳۳	۱۳۸۲	۴۲۰۷	بلند شہر	۲۳
۳۲	۱۱۲۵	۳۵۶۸	جایوں	۲۴
۳۱	۱۰۰۰	۳۲۳۸	علی گڑھ	۲۵
۳۱	۱۲۴۹	۴۰۵۵	آگرہ	۲۶
۳۱	۱۰۳۲	۳۴۵۹	منظفر نگر	۲۷
۳۰	۱۳۵۱	۴۴۸۰	بجنور	۲۸
۲۷	۱۲۰۲	۴۴۶۲	گورکھ پور	۲۹
۲۶	۴۰۳	۱۵۷۸	کھیری	۳۰
۲۵	۱۳۰۷	۵۱۲۸	بنارس	۳۱
۲۲	۷۷۰	۳۷۷۷	متھرا	۳۲
۲۲	۸۶۱	۳۹۱۰	سہارنپور	۳۳
۲۲	۷۹۰	۳۵۹۳	میرٹھ	۳۴
۲۲	۶۹۷	۳۰۱۰	پہلی بھیت	۳۵
۲۱	۱۳۱۱	۵۷۱۶	بستی	۳۶
۱۶	۱۳۲۸	۶۹۷۷	جونپور	۳۷
۱۵	۱۰۰۸	۶۵۶۹	غانشی پور	۳۸
۱۴	۳۰۲	۲۱۴۷	سیتا پور	۳۹
۱۴	۶۴۱	۴۷۰۲	ہراج	۴۰
۱۴	۱۳۰۴	۸۵۵۳	سلطان پور	۴۱
۱۱	۵۱۲	۴۷۵۵	باندہ	۴۲
۸	۱۷۳	۲۰۷۵	شاہجہاں پور	۴۳
۶	۲۰۶	۳۳۷۶	کھنڈو	۴۴
۵	۷۸	۱۷۲۱	تھانی	۴۵



دل میں فکر جانے کے لئے ایک مضمین تیار کی گئی ہے اس مضمین میں ایک سہرا ہوا کوٹھڑا دو گڑا ہیاں ۔ دوا جانے والے چار گڑھیلا بیز اور پاؤں سے پچھنے والی ایک مضمین ہے ۔ اس مضمین سے گئے سے روز ۲۵ سے ۳۰ میں تک فکر بن سکتی ہے ۔

کٹاپیدہ کرنے والا اس مضمین کو اپنے گھر کے بوٹوں نیز بیوں یا دوسے جلا سکتا ہے ۔ ہدایوں کی تلاش میں یہ مضمین کا شکاروں و زمینداروں کو چلا کر دکھائی گئی تھی ۔ انہوں نے دیکھا کہ اس مضمین کے ذریعہ زیادہ اچھی قسم کی شکر تیار کی جاسکتی ہے مزدوروں ۔ نسبت اس مضمین کے ذریعہ زیادہ مال تیار ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ چونکہ اس مضمین کے چلانے میں بجلی یا بھاپ وغیرہ کا استعمال نہیں کیا جاتا اس لئے اس کے ذریعہ شکر آبکاری نہیں بنی دیتا نہیں پڑیگا ۔

کھلی کردہ اسیول کے ذریعے شکر تیار کرنے کا ایک اور طریقہ کبھی نقیشتی مرکز نے نکالا ہے ۔ اس طریقہ پر موجودہ طریقہ کی نسبت ایک فیصدی زیادہ شکر تیار ہوتی ہے اور وہ زیادہ اچھی قسم کی ہوتی ہے جینیٹنی مرکز میں بھول اور بڑی شینوں پر اس طریقہ کو عمل میں لاکر دیکھا گیا ہے فصل کے زمانہ میں یہ طریقہ گنا پیدہ اگر تیار ہو کر دکھایا جائیگا ۔

#### دالوں پر کٹنا دل

یہ لگا ہے کہ سرکار ہند کے حکام کھاد سے آئندہ فصل رنج سے دالوں کی تقسیم پر کٹنا دل کرنے کا تعین کیا ہے ۔ دالوں میں سے فصلوں یہ ہیں ۔ اور مونگ ، ادھر اور سور ۔ اول الذکر دو نون دالیاں فصل خریعت میں بقیہ فصل رنج میں پیدا ہوتی ہیں ۔

۱۔ دالوں کے سلسلہ میں طحہ سے یہ نہیں معلوم کہ وہ کتنے ٹرسے ۲۔ مقبضین میں بولی جاتی ہیں پیدا اور کس قدر ہوتی ہے اور ان کے ۳۔ پوپارہ آنکرے کیا ہیں ۔ مضمین سال گذشتہ ہندوستان کے ۱۱ صوبوں ۴۔ پیداوار تخمینہ قریباً ۳۰۰۰۰۰۰ ٹن تھا ۔ ممالک متحدہ میں سب طرح ۵۔ دالیں پیدا ہوتی ہیں بھٹی اور وسط ہند میں ادھر اور دوسرے ۶۔ صوبوں میں باقی سب طرح کی دالیں پیدا ہوتی ہیں ۔

#### عمدہ اور روشک چاول

۸۔ اس وقت سرکار ہند کے حکام کھاد کے ذریعہ ایک ایسے بھول ۹۔ برغور کی جارہی ہے جس سے ممکن ہے کہ دھرت چاول کی کٹائی کے ۱۰۔ طریقہ میں ہی زبردست تغیر واقع ہو جائے بلکہ ہندوستان کے ان ۱۱۔ لوگوں کو بھی بڑا فائدہ ہوئے جو "بیری بیری" بیسی بیادوں کے ۱۲۔ سکار ہیں ۔ اس نئے طریقہ کے مطابق چاول کا چھلکا اٹارنے سے قبل ۱۳۔ سے بھاپ کے ذریعہ گرم کئے ہوئے ایک کمرے میں رکھ دیا جاتا ہے ۱۴۔ اس کے بعد خشک ہو جانے پر معمول طریقہ سے اس کی کٹائی کے بعد ۱۵۔ اس تبدیلی شدہ چاول کا دانہ معمول طریقہ سے کونے کئے چاول سے ۱۶۔ اسے رنگ کا ہو جاتا ہے یہ دیکھ کر بلا اعلان کسی زیادہ قوت بخش

ہوتا ہے ۔ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ تبدیل شدہ چاول اس قدر صحت ہوتا ہے کہ اس میں کھن نہیں لگ سکتا ۔ ریسرچ ہاؤس میں جو ابتدائی جانچ کی گئی ہے ان سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے ۔ صحت دانے کی وجہ سے بوقت کٹائی چاول کم ٹوٹتا ہے اور اس طرح سے چاول زیادہ نکلتا ہے اور کٹائی ہنگلی نہیں پڑتی ۔ طاقت بخش اور عمدہ قسم کا چاول ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے لئے اس کی بڑی اہمیت ہونی چاہئے ۔ پکانے پر یہ چاول خوب نکلتا ہے اس نئے طریقہ کی تلاش کرنے والا شخص اس وقت امریکہ میں ہے اور اسکا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کے حالتوں کے لحاظ سے چاول کی کٹائی کی آسان سی مضمین اس ملک میں کٹائی کا کام کرنے والے سیکڑوں ہی چھوٹے چھوٹے لوگوں تک پہنچایا جاسکتا ہے ۔ اس بات کی بنی ہوئی مضمین بڑی آسانی سے ہندوستان میں تیار ہو سکتی ہے ۔

#### دھان کی پیداوار میں جبرت افزا اضافہ

سارے ہندوستان کی دھان کی فصل کی بابت اولین اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال جبرت افزا فصل ہوئی ۔ گذشتہ دس یا پندرہ سالوں کی تمام فصلوں سے یہ زیادہ ہوگی اور مضمین کیا جاتا ہے کہ کل فصل ۲۵۰۰۰۰۰ ٹن سے زیادہ ہوگی ۔ اس موقع میں ہندوستان کے بھی صوبوں کا حصہ ہے ۔ بنگال میں سب سے زیادہ مٹی پیداوار میں ۴۵ فیصدی اور کاشت کے رقبہ میں ۱۶ فیصدی اضافہ ہوا ہے اسکے بعد آسام ہے جہاں زراعتی خطہ میں ۳ فیصدی کی اور پیداوار میں ۱۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے ۔ سارے ہندوستان میں اضافہ کی اوسط کاشت کے رقبہ میں ۶ اور پیداوار میں ۱۶ فیصدی ہے ۔ اس اضافہ کے مطابق بنگال میں ۹۰ لاکھ ٹن دھان ہوگا لیکن فیصلہ کن اندازہ ملنے پر ایک کروڑ ٹن سے زیادہ پیداوار حاصل ہونے کی امید کی جاسکتی ہوئی کپڑوں کی پیداوار میں اضافہ

ہندوستان کے سوئی کپڑوں کی اندر سڑی کو متفقہ طور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عموماً ایک کروڑ کوٹے ۱۶-۱۷ پانی میں کام کر رہے ہیں اور عموماً دو لاکھ کوٹے دوہری پالی میں جس ۳۳ ہیں ایندھن اور بجلی کی حالتوں میں سدھار ہوئے پر آئندہ کے کام کے گھنٹوں میں اور بھی زیادہ اضافہ ہونے کی امید ہے ۔

کپڑے کی پیداوار کو بہت کچھ کھیت کے مطابق بنایا جاسکتا ہے کارخانوں کی عموماً ۴۵ فیصدی قوت اسٹیٹ روڈ کپڑے کی پیداوار میں لگا دی گئی ہے اس کپڑے کے نمونے سادے ہیں اور کٹی ہوئی زیادہ نہیں ہے ۔ صورت حال کے مطابق پیداوار کو کھیت کے اور زیادہ موافق بنایا جاسکے گا ۔ کام کے گھنٹوں میں اضافہ اور پیداوار کو کھیت کے موافق بنانے میں دو اہم ترین طے ہیں جن کے ذریعے سوت اور کپڑے کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کی جائے



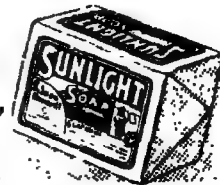


سٹلائٹ سوسپ کا جال پرتال کرنے والا کہتا ہے

99 ہمارے صابن سڈ سٹلائٹ کی جھاگ کی بابت یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ صاف کرنے والی جھاگ ہے۔ اس سے اُن کا مطلب یہ ہے کہ سٹلائٹ کی جھاگ جیسے کپڑوں کی میل کو نکال دینے کے لئے خود بخود کام کرتی ہے۔ اس جھاگ کے بارے میں کچھ دوسرا کس چیز کی ہے جسے وہ اپنی اصطلاح میں جان دارہ صابن کہتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو سٹلائٹ کی جھاگ سے آپ اپنے اُن جیسے کپڑوں کو دہرے کام لے سکتے ہیں جن میں سے میل کو نکال کر مائیت ہی منت کا کام ہوتا ہے۔ میری ماں اور میری گھر والی بہت دفعہ سٹلائٹ کی بابت مجھے یہ بات بتلا چکی ہیں۔ 66

# سٹلائٹ

"اپنے آپ صاف کرنے والی جھاگ" والا صابن ہے



یہ لازمی طور پر خوش ذائقہ اور اطمینان بخش ہو  
... لیکن اسے قوت بخش بھی ہونا چاہیے!



والدا  
اس کا یقین دلاتا ہے۔ ذرا بہانہ۔  
کہنے کو تو دیکھتے

تمام سہولیات کیلئے ہمارے کھانا کھانے کی ضرورت ہے  
قوت بخش دہانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ  
میں مختلف اور کھانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ  
معلومات اور کھانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ  
طریقہ دہانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ  
چاہئے ہمارے کھانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ

Dada A127 P.O. Box No. 352,  
Bombay.



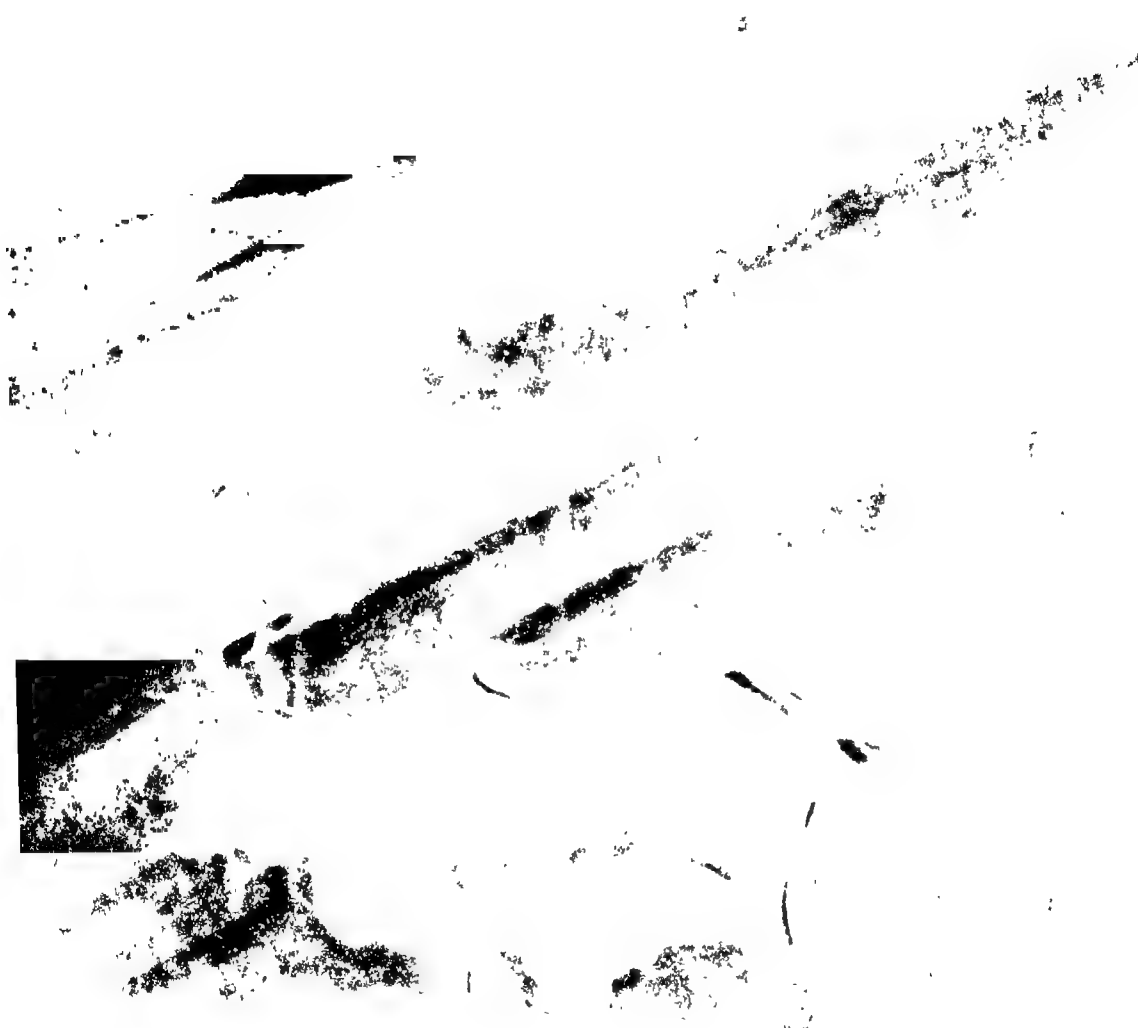
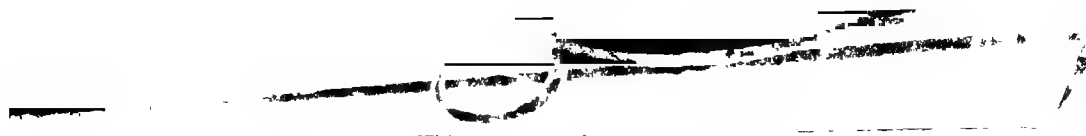
the DALDA  
BOOK BOOK  
Price Rs. 1/-

NUM. 38-19840 UP

پاپا اپنے گود والے لے لے کھانے پکانے کے معاملے میں اس بات کا خیال رکھتے ہیں۔ خوراک صرف خوش ذائقہ ہوتا  
ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ کھانے والوں کی قوت میں بھی اضافہ کرے۔ کچھ اشیاء  
مقابلہ قوت بخش دہانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ  
ہمیں نہیں ہستہ ہماری صحت کے لئے مناسب نہیں۔ بلکہ ضرورتاً اس سے خاص طور پر خوش  
خوراک کو زیادہ قوتی بنانا چاہئے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ ان میں آمیزہ ڈالنا ہے۔ اپنے کھانے  
پکانے کھانے کے لئے دہانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ  
ذائقہ کھانے کی دوسری چیز ہے ہرگز تیار نہیں ہو سکتے۔ ذرا سے استعمال کر کے دیکھئے۔

ڈاڈا  
ڈاڈا  
قوت کے لئے

SHREYAN VANASHTA MANUFACTURING CO., LTD.



10

1992 10 10

## فہرست مضامین

صفحہ	مصنوع نگار	مضامین
...	منظور احمد منظور	کسان (مظم)
۱۳۶ ...	جناب اے حی شریف منیر گورنر ہونی	ہونی میں دوسیع زراعت
۱۳۷ ...	...	قراچی فارمنگ یعنی موسم گرما کی چوتھائی
۱۳۹ ...	از ڈاکٹر ایس - بی - سنگھ	ہونی کا کسان
۱۵۱ ...	جناب سید ابن علی - ایس - سی	ان کی ہوائی
۱۵۳ ...	جناب برگکش ابن مانہر	ورزش کی تعلیم
۱۵۵ ...	جناب تھاکر سلطان سنگھ	پیشیوں کے لئے مہوہ اور دم کی کھلی
۱۵۶ ...	ماخوذ از مفید المزار عین	ہزار کے اوصاف
۱۵۸ ...	جناب اتما سرپ گپتا	پتروں کے
۱۶۱ ...	جناب تھاکر دیش راج صاحب	عمارے جادور
۱۶۳ ...	جناب میجر جنرل مولس ورنگھ	انگلینڈ کی موجودہ زندگی
۱۶۵ ...	جناب سمد ابن علی	سنگھارے کی کھیتی
۱۶۶ ...	...	ہمیشہ اعلیٰ قسم کا عمدہ بیج ہو
۱۶۷ ...	...	ہورتوں اور بچوں کی دنیا
۱۶۹ ...	جناب جے - بی مسر	پھوک اور خوردہ فروخت
۱۷۰ ...	رائے بہادر دندت شکدیو بہاری مشر	پیش بدیش کی بات
۱۷۳ ...	جناب بدری نرشاد "امریش"	پیمات میں کسانوں کی حالت
۱۷۴ ...	جناب اذنت نرشاد و دیارنہی	انگلینڈ کی دیہاتی زندگی
۱۷۷ ...	دندت امبیکا نرشاد باجپٹمی	کاغذ
۱۸۱ ...	...	یڈیو پروگرام
۱۸۳ ...	اماری ستیہ ونی ددوی	پتور
۱۸۴ ...	...	می یوپی ٹروت ڈیولپمنٹ بورڈ
۱۸۷ ...	...	سبزی ترقیوں کی کاشت
۱۸۸ ...	...	بہ خیالات



صوبہ متحدہ کی سرکار کے محکمہ گاؤں سدھار کا خاص رسالہ

ایڈیٹر  
شری ناتھ سنگھ

رسالہ

نمبر

ماہوار

جلد ۶

ماہ اپریل ۱۹۶۷ء

چیف ایڈیٹر  
مگاؤں سدھار افسر پٹنہ

بالتصویر

## کسان

گیہوں کے پتے جوئے کھیت دیکھ کر

(ارجناب منظر را تہ منظر اور)

اسماں ترا خدا یا محنت لگی ٹھکانے  
جیون پھل ہوا ہے جاگے ہیں بھاگ میرے  
قدرت نے کھیت میرے تیار کر دئے ہیں  
یوں بالیوں کے بل پر خوشے کھڑے ہوئے ہیں  
یوں حسن پہونتا ہے خوشے کی ہر لڑی سے  
تویر کمکشاں کو گھنسا رہے ہیں خوشے  
اب مجھ کو سال بھر کی محنت کا پھل ملا ہے  
اساڑھ، جیٹھ میرے بیساکھ، چیت میرے  
میرے لئے ہے سایہ میرے لئے ہوا بھی

گو دام میں اب اپنے بھرنے لگے ہیں دانے  
ہر سمت گونجتے ہیں کھیتوں میں راگ میرے  
تا بنے کے تھاں خالص سونے سے بھرنے ہیں  
تار طلا پہ گویا موقی جڑے ہوئے ہیں  
گروں کے پھول بریں جس طرح پھلجھڑی سے  
انجم کے موتیوں کو شرار ہے ہیں خوشے  
شاخ مراد پر اب عشرت کا گل بکھلا ہے  
ہنسنے ہیں پیاری پیاری کرنوں میں کھیت میرے  
بیساکھ کی سحر کی نکھری ہوئی فضا بھی

سیوک ہوں اس لئے ہے عالم پر راج میرا

بننے لگا ہے زریں خوشوں سے تاج میرا

(ماخوذ از پنجاب)

# یونی میں توسیع زراعت

(از جناب اے۔ جی۔ شرف، شیرگور نریو۔ پی)

صحابان !

جو میں نے انگریزی میں عرض کیا ہے اب مختصر طور پر ہندوستانی میں ہرنے کی کوشش کروں گا اناج کی پیداوار بڑھانے کے مقصد سے جو منصوبہ جاری یونی گورنمنٹ نے منظور کئے ہیں ان کو میں نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے۔ خصوصاً وہ منصوبہ جو محکمہ زراعت اور آبپاشی میں اسی سال کے اندر جاری ہوئے ہیں مختصر یہ ہیں۔

(۱) ادلت منہ کے حکم میں ایک بہت ہی اہم اور کارآمد تجویز یہ ہے کہ اسٹیٹ ٹیوب ویل یعنی ان سرکاری گہرے کنوؤں کی تعداد جو بجلی کے پٹیکے سے چلتے ہیں اوسو نوے کنوؤں سے بڑھادی جائے اس میں متادوں لاکھ روپے صرف ہونگے۔ ان دو سو کنوؤں میں سے پانچ تیار ہو چکے ہیں اور تین میں بجلی کا انتظام ہو گیا ہے۔

(۲) دوسرا کام یہ ہے کہ تمام نہر کے علاقہ میں نئے محل اور نئی شاخیں تیار کی جارہی ہیں اور پراگوں کی توسیع کی جاتی ہے۔ اس میں تقریباً ساڑھے سو لاکھ روپے صرف ہوں گے۔

(۳) تیسرا کام یہ ہے کہ اگر وہ اور تھرا کے ضلعوں میں پانچ بڑے باندھ پینو ہزار۔ دیووں کے صرف سے برسات کے اندر مکمل کئے جائینگے۔ اس سے بہت سی زمین قابل زراعت بن جائیگی۔

(۴) موجودہ ٹیوب کے کنوؤں میں سے جو علاقہ میں بنے تھے بہت سے ایسے ہیں جن سے ابھی تک کسی نہ کسی وجہ سے پورا فائدہ نہیں اُٹا جا سکا۔ ان سے زیادہ تر اعلیٰ فائدہ حاصل کرنے کے لئے ایک ایسا انتظام کر لیا گیا ہے جس سے امید ہے کہ ایک ہزار کنوؤں کے ارد گرد چار سو ایکڑ میں عمدہ ٹیپوں کی پیداوار ہوگی۔ یعنی چار سو ایکڑ میں ترقی ہوگی۔

(۵) محکمہ زراعت میں جن منصوبوں پر اب عمل کیا جا رہا ہے ان میں سے ایک پار اسکیم نامی ہے۔ اس اسکیم سے امید ہے کہ محکمہ ان مغربی اضلاع میں جہاں بارش نہ ہوتی ہے لیکن جہاں نہریں موجود ہیں۔ نہر کے برساتی پانی سے جو عام خالی ہو جاتا ہے۔ فائدہ اُٹھایا جائے اور اس سے رنج کی فصل کی اچھی بوائی کے لئے اسٹارٹ کیے جیسے ٹیپا ٹیپوں کی پوری طرح آبپاشی کردی جائے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اگر ہزاروں کے جیسے میں بارش نہ بھی ہوتی تو بھی ان علاقوں میں رنج کی فصل کی اچھی بوائی ہو سکے گی۔ اور اگر پھر لاکھ میں بارش بالکل نہیں ہوتی تو بھی بارہ آنے کی فصل کا اطمینان ہوگا۔

اس اسکیم کا فی الحال تین سال کے لئے تجربہ کیا جائیگا۔ اگر حسب خواہش کامیابی ہوئی تو اس سے زراعت پر بہت اچھا اثر ہوگا۔ (۲) اب زیادہ اناج پیدا کرنے کی اس خاص اسکیم کا میں ذکر کروں گا جو گورنمنٹ آف انڈیا کے مشورہ سے تمام یونی میں جاری کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ ایسے رقبوں کو جزا دہر پڑے ہوئے ہیں قابل کاشت بنایا جائے اور جو بات اس سے بھی زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ دو فصلی رقبوں کی اور ان رقبوں کی جن میں بہترین بیج بویا جاتا ہے توسیع کی جائے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے انتظام کیا گیا ہے کہ عمدہ قسم کے بیج رعایتی قیمت پر دیئے جائیں۔ برتی اور اوسر ارضیوں کو قابل کاشت بنانے کے لئے تقادی بلا سود دی جائے۔ گاؤں سدھار کے دہات میں سب اچھی فصل پیدا کر نیوے کو انعام دیا جائے اور نہر کے ضلعوں میں رعایت کی جائے۔ اس اسکیم کے سلسلے میں چوراسی نئے بیج کے گودام کھولے گئے ہیں اور ساڑھے ہزار من کھلی کی کھاد دو تہائی قیمت پر تقسیم کی گئی ہے۔ دوسری مقدار میں سنٹی کا بیج پتی کی کھاد تیار کرنے کے لئے دام کے دام میں دیا گیا اور اسی ہزار روپے دوسری طرح کی کھادوں کو تیار کرنے کے لئے امداد طور پر دیئے جا رہے ہیں۔

(۶) دو اور تجویز جن سے اچھے نتیجے کی امید کی جاتی ہے وہ دھان کی کاشت کی توسیع کی ہے۔ ان میں ایک روہیلکھنڈ اور کمپوں میں اور دوسری شرفی شمالی حلقہ میں جاری کی گئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ترقی دادہ دھان کی کاشت کی تیزی کے ساتھ توسیع کی جائے۔ اسی قسم کی ایک اسکیم سے پچھلے دو برسوں میں مرزا پور اور دوسرے دو ضلعوں میں دھان کی پیداوار بڑھانے میں ٹیپ وغریب کامیابی ہوئی ہے۔ تجربوں سے ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ کسی علاقہ میں کس قسم کے دھان کی اچھی پیداوار ہو سکتی ہے اور ان تجویزوں کا مطلب یہ ہے کہ ان معلومات سے بہت وسیع پیمانے پر فائدہ حاصل کیا جائے۔ ہماری سب تجویروں میں سے شاید وہی ہیں جن سے جلد ہی سے بخدی اناج کی پیداوار میں اور غذا کی مقدار میں ترقی ہونے کی زیادہ امید ہے۔

(۷) اب میں اس اسکیم کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس کا نتیجہ جاری نظروں کے سامنے ہے۔ یہ زیادہ نوکاری پیدا کرنے کی اسکیم ہے۔ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ صوبے کے اندر

صاحبان آب میں سے مختصر طور پر گورنمنٹ کی تجویزوں آپ سامنے بیان کی ہیں لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ بغیر آپ کی مدد کے گورنمنٹ کی کوئی اسکیم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ امداد کا طور پر مل رہی ہے لیکن ممکن ہے کہ اب بھی ایسے زمیندار کاشتکار یا جاگیردار ہوں جو ان منصوبوں سے جہان کی زمین اور ان کی حسالت کے موافق ہوں، زیادہ واقفیت حاصل فائدہ اٹھا سکیں۔ صاحبان آب اگر آپ میں سے کوئی صاحب زبا مفصل اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہوں تو وہ ان کو یہاں ٹکڑا کے ان افسروں سے مل سکتی ہے جو اس نمائش کے راعن کورٹ تعینات ہیں یا آپ اپنے ضلعوں میں ٹکڑا راعت کے افسروں سے مل حاصل کر سکتے ہیں۔ اب میں آپ کی زیادہ سے حراشی کرنا نہیں چاہتا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ سیری طرح آپ بھی نمائش کے راعن کورٹ کا کرنے کے خواہش مند ہیں۔

خوج کے سپاہیوں کے لئے اور لام پر گئے ہوئے سپاہیوں کے لئے ترکاریاں تیار کی جائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بیج کھاد، پیل اور دیگر کمزوریوں کے لئے خاص مدد دیکھائی ہے۔ مشورہ دینے کے لئے ایک تجربہ کار عملہ بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور یہ خاص بات ہے کہ فروخت کے لئے پچپن ایسے ڈپارٹمنٹ کھول دیئے گئے ہیں جہاں ارد گرد قبیلہ کی ترکاری خریدی جاتی ہے۔ ایک ایسا ڈپارٹمنٹ یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر شرک پر موضع محب اللہ پور میں ہے جس کا آپ معاخذہ کر سکتے ہیں۔ اوریوں آپ دیکھ رہے ہیں کہ عمومی ضروریات پوری ہونے کے بعد بھی اسکیم کی بدولت ترکاری کی قیمت کم کر دی گئی ہے اور شہر کے رہنے والوں کو فراطے ترکاری مل رہی ہے۔ امید ہے کہ ترکاری کی پیداوار میں اس وقت جو اضافہ ہو گیا ہے وہ جنگ کے بعد بھی قائم رہے گا اور اس طرح شہر کے باشندوں کی غذا زیادہ بہتر ہو جائیگی۔

## ڈرائی فارمنگ

### یعنی موسم گرما کی جوتائی

لوگ اپنے کھیتوں کو بکھرا دیتے ہیں۔ یہ بات دوسری بات کہ انکی بوت یا بھرائی کافی ہوتی ہے یا نہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ محنت کا نتیجہ آئندہ فصل کی زیادتی کی شکل میں ضرور پاتے ہیں جیت بیا کھ میں اچھی طرح سے کھیت کو جوت کر چھوڑ دینے نیچے لکھے فائدے حاصل ہوتے ہیں:-

(۱) زمین جت جاتی ہے جس سے کہ آفتاب کی شعاعیں اس اچھی طرح جذب ہو کر ان چیزوں پر جو کہ چودوں کی خوا میں اپنا پورا اثر کر کے ان کو اس لائق کر دیتی ہیں کہ وہ چیز آئندہ ہونیوالی فصل کو مکمل حالت میں دستیاب ہو سکتی ہیں اس شکل میں وہ چیزیں ملتا ہیں کہ پودے فوراً ج سے خوراک حاصل کر لیتے ہیں۔

(۲) زمین جت جانے پر جو کچھ انڈے و کیرے کوڑے

ڈرائی فارمنگ یعنی موسم گرما کی جوتائی کے بارے میں ہم اپنے ناظرین پر تھوڑا بہت مفصل حال ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور اس کو اپنی کسانوں پاں میں جیت بیا کھی جوتائی کے نام سے سہی کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان ملکوں میں جنھوں نے گذشتہ سو دو سو سال کے اندر ہر علم میں کافی ترقی کر کے دنیا کو یہ دکھلا دیا ہے کہ علم میں کیا طاقت ہے۔ ان کے لئے یہ طریقہ عمل کھیتی کا ضرور تعجب انگیز ہے اور ہو تو کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اسکے فوائد بہت سے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان میں کسان اس عمل کو ضرور سمجھتے ہیں اور اسکے فائدہ سے بھی واقف ہیں لیکن وہ کیوں ایسا کرتے ہیں اس کا وہ پورے طور سے جواب نہیں دیتے اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ لوگ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں کھیتی کا کام بے پڑھے لکھوں کے ہاتھ میں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا نا مناسب نہ ہوگا کہ کسان کے معنی بے پڑھے کے ہیں۔

اکثر مقامات پر دیکھا جاتا ہے کہ کسانوں نے جیوں ہی جینا وغیرہ کھیتوں سے کاٹے تیوں ہی وہ اپنے کھیتوں کو جوت ڈالتے ہیں اور جس جگہ پر بکھرا دیا ہے۔ مثلاً ہندوستان میں وہاں وہ



اہمیل خشک

حالت خشک بنی رہتی ہے۔ یہ امر ضرور مقابل خود ہے کہ کھیت پر مسمی  
پہری نہ پڑنے پاسے جتنی کم بارش ہوئے اتنی ہی دفعہ زیادہ ترکیب  
کی اوپری سطح الٹ پٹ کرتے رہنا چاہئے۔ کھیت میں گھاس وغیرہ  
نہ اگنے دینا چاہئے۔ یہ خیال غلط ہے کہ گھاس وغیرہ سے کھیت میں نمی  
بنی رہتی ہے۔ بلکہ کھیت کی نمی گھاس کی پیوں کے ذریعہ سے بھاپ  
بن کر جلد بخار جاتی ہے اور زمین میں پودوں کی خوراک بھی کم ہوجاتی  
ہے۔ پٹرا اور ٹکلی ماڑی میں چیت میسا کھنکی جوتائی اچھی طرح سے ہوسکتی  
ہے بلوی یا بولی ماڑی اور رنگڑ اور کارا میں یہ جوتائی نہیں ہوسکتی  
اور نہ ان کھیتوں میں ہوسکتی ہے جو زیادہ ڈھالو ہوتے ہیں۔ ایسے  
کھیتوں میں جن میں چیت میسا کھنکی جوتائی کی کمی ہو اور بارش کم  
ہوئے تو جو کچھ فصل لائی جائے وہ سیدھی قطاروں میں برابر فاصلہ  
پر لائی جائے تاکہ پودے جم جائے پر اور بڑے ہوجائے پر چھوٹے  
تھم و گورائی مشین وقتاً فوقتاً چلانے کا موقع ملتا رہے۔ ایسا  
کرنے سے فصل اچھی مل جائیگی۔ چیت میسا کھنکی جوتائی کے لئے بہار  
ملک کی پرانی بنادٹ کے مل خشک نہیں ہیں۔ ان بھوکے بھی کام دیتے  
میں بہتر تو یہ ہو کہ مٹی پلٹنے والے لوہے کے ہل ہوں ٹرن ورنٹ ہل  
اس کام کے لئے اچھا ثابت ہوا ہے۔ اس ہل میں خولی یہ ہوتی ہے  
کہ کوڑے کے سرے پر چھار کا کاشا نکال دینے سے بھار اپنے آپ  
دوسری کوڑوں میں سیدھی آجاتی ہے جس کھیت کی جوتائی میں نیچا  
اور اونچا ہونے کا ڈر نہیں ہوتا۔ اس ہل کو دو جوڑی بل اچھی طرح  
سے چلا لیتے ہیں۔ اور ایک دن میں نصف اکڑ کھیت جت جاتا ہے  
اور کھیت قریب ۸-۹ انگل کھد جاتا ہے۔ فصل کو کھٹ کر کھیت  
کو جلدی سے جوت ڈالنے میں آسانی ہوتی ہے اور اگر کھیت کچھ  
دنوں تک پڑا رہے اور پھر جوتا جائے تو دقت ہوتی ہے جیت میسا  
کی جوتائی کے پودے تجربے ہو چکے ہیں اور یہ عمل اچھی طرح سے  
فائدہ مند ثابت ہو گیا ہے۔ عقل مند وہی ہیں جو دوسروں کے تجربہ  
کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور زمانہ کی رفتار کے مطابق چلتے ہیں۔ دلت  
ترتی کا ہے جو پھیرا سو پھیرا جن صاحبان کو ان پور کا کام دیکھنا  
ہو وہ کسی سرکاری ذراعتی فارم میں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

اس خشک جوتائی کے لئے کاشے دار سروان یا پالے کا ہونا  
نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ زمین کی اوپری سطح کو الٹ پٹ کر دینے  
سے زمین کی اندرونی نمی قائم رہتی ہے۔ یہ عمل دیسی ہل سے بھی پورے  
طور سے حاصل ہوسکتا ہے۔ نقص صرف دیسی ہل میں یہ ہے کہ انکی  
جوتائی میں دیر زیادہ لگتی ہے۔ معمولی کاشا دار سروان یا پالے جس  
سے سرکاری فارموں میں کام لیا جاتا ہے۔ اپنے یہاں کے دیسی  
ہل سے کم از کم پانچ گنا کام کرتا ہے۔ اگر خشک جوتائی کے ساتھ  
ساتھ زمین کی اوپری سطح کا الٹ پٹ نہ کیا جائیگا تو اس خشک

وجہ سے۔ اگر وہاں کے لوگ چیت میسا کھنکی جوتائی عمل میں لائے گئیں  
بلاشبہ وہ لوگ اپنے کو کثیر نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

(۳۱) گھاس وغیرہ کی جڑیں ٹوٹ جاتی ہیں اور تیز دھوپ لگ کر  
رہ جاتی ہیں۔ جس سے کھیت صاف رہتا ہے۔ یہ امر کسی سے چھپا ہوا نہیں  
ہے کہ جو کھ سبزی کسی قسم کی کیوں نہ ہو زمین پر اگتی ہے وہ ضرور اپنی  
مذا زمین سے لیتی ہے پس کھیت میں گھاس وغیرہ کا ہونا کتنا نقصان  
ہے ناظرین اس کا اندازہ خود کریں۔

(۳۲) زمین میں دراصل شکل صوف پر بہت کچھ اثر پڑتا ہے یعنی  
مر بھرا ہٹ پیہ اچھا جاتی ہے جس کی وجہ سے آئندہ ہونیوالی فصل  
بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

(۳۳) سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس جوتائی سے زمین  
لی ہو جائے سے بارش کے پانی کو جذب زیادہ ہوتی ہے جو کچھ پانی  
ماتا ہے اسی میں جذب ہو جاتا ہے بجائے اس کے کہ اوپری اوپر  
جائے اور اپنے ساتھ کچھ حصہ خوراک کا بھی بہا جائے اسی جوتائی  
انگریزی زبان میں ڈرائی فارمنگ کہتے ہیں۔ خشکی اور جھاکش لوگوں  
ایسی ایسی جگہ جہاں کہ گھاس کا ایک پتہ بھی نظر نہیں آتا تھا۔  
جس آجکل انتہی اچھی فصل کیوں کی پیدا کرتی ہے جن جگہوں پر  
سال بھر کی بارش کا اوسط دس اینچ کا ہے وہاں پر کیوں کی اچھی  
مل حاصل کرتے ہیں ایسی حالت میں کیا حیرت انگیز بات نہیں ہے  
پراس صوبہ ممالک متحدہ میں جہاں کہ ۲۵ سے لیکر ۴۰ اینچ تک  
پانی بھر کا بارش کا اوسط ہے وہاں پر اعلیٰ درجہ کے گیہوں کی فصل حاصل  
سکتیں۔ بجائے اس کے کہ سب بہت چھوڑ کر اپنے نصیب کو یاد کرتے  
ہے یہ کہہ کر کہ بارش ہی نہیں ہوتی۔ چپ چاپ بیٹھ جائیں۔

چیت میسا کھنکی کھیت جوت کر چھوڑ دئے جائیں اور پہلی بارش  
جدیوں ہی کھیت جوتائی کے قابل ہو جائیں تو یہی اس میں  
خیرہ اچھی طرح سے چلا دیئے جائیں اور پھر کھیت کی اچھی طرح  
میری رکھی جائے تو بہت کم بارش ہونے پر بھی فصل ریح میں گیہوں  
رہ لے جاسکتے ہیں اور معمولاً فصل پیدا ہوسکتی ہے۔ کیونکہ زمین  
کافی تری رہ سکتی ہے۔ بارش ہونے کے پہلے جوتائی بعد میں  
میری جوتائی۔ گوڑائی کھیت میں ہوتی رہنا چاہئے تاکہ کھیت میں  
نبی رہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ سورج اپنی گرمی سے نمی کو  
پ کے شکل میں کھینچتا رہتا ہے اور جو نمی زمین میں ہوتی ہے وہ  
پ بن کر باہر نکلتی ہے اور پٹکنے کے لئے باریک چھید کے راستے  
پتے ہے۔ مگر جلدی جلدی کھیت کی اوپری سطح پر بل جلاتے رہتے  
پہرے ٹوٹ جاتے ہیں اور پٹی بھاپ بن کر نکلتے نہیں پانی ہی ہی  
ہے کہ کھیت میں فصل پیدا ہونے کے لئے کافی نمی بنی رہتی ہے۔ جلدی  
ہی ہل چلا کر اس پر کاشا دار بینگا (پشلا) چلانے سے کھیت کی

پیشے والا پہل نہایت ہی موزوں ثابت ہوا ہے اس میں دیسی ہل کی بہ نسبت صرف ڈیڑھ سی طاقت زیادہ لگتی ہے۔ مٹی لینے والے لوگ کے بلوں کی جوتائی میں خاص خوبی یہ ہے کہ گھاس کو ڈاکرٹھ کوسہ ان کی جوتوں کے آلت دیتے ہیں جو کہ سورج کی گرمی پا کر مر جاتے ہیں اور کھیت صاف رہتا ہے۔  
دومٹ اور پڑوا زمین کے لئے بکے قسم کے ہل مثلاً واسٹیشن گرومٹ اچھا کام دیتے ہیں اور کابر کے لئے بھاری ہل مثلاً ماسون وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہیں۔ ان قسم کے بلوں کا کام ہر شخص ہر وقت کر سکتا ہے فارم میں اگر دیکھ سکتے ہیں۔  
(ازغید المزارعین)

جوتائی ہے جو افائدہ حاصل نہ ہوگا خشک جوتائی کے اصول مندوجو ہیں بارش سے پہلے گرمی جوتائی کرنا تاکہ زمین کھل جائے اور بارش کا پانی اچھی طرح سے جذب ہو جائے۔ آیام بارش میں زمین کو بھر پوری رکھنا یعنی بیڑی نہ بڑے دینا۔ تاکہ نمی بھاب بن کر غائب نہ ہو جائے بعد بارش آنے زمین کی اوپری سطح کو بھر رکھنا۔ اس کے لئے دیسی ہل کی جوتائی کافی ہے بوائی کے دنوں میں بھاری پائٹا لگا کر زمین کی نمی کو اوپری طرف لے آنا تاکہ بیج اچھی طرح سے جم جائے۔  
خشک جوتائی کے لئے اور سوکھی زمین کو توڑنے کے لئے مٹی

## یوپی کا کسان

(ازڈاکٹر امین۔ بی۔ سیکھ۔ ایم۔ ایس سی۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ڈیٹ ڈاکٹر کیشو مکھڑا راحت پو۔ پی۔)

فضل کی کتنی پیداوار ہوئی اور ایک سال کی پیداوار اور دوسرے سال کی پیداوار میں فی ایکڑ کیا فرق۔ تو شاید ایک فیصد ہی سے زیادہ کسان اس کا صحیح جواب نہیں دے سکیں گے۔ یعنی کسان کے پاس پیداوار کا سالانہ اور فی ایکڑ کا حساب کسی صورت میں بھی موجود نہیں رہتا۔ اگر ایسی حالت میں اس کو کوئی بنا بیج دیا جاتا ہے اور وہ اسے اپنے کھیتوں میں بوتا ہے اور ۱۵ برس فی صدی پیداوار بڑھ بھی جاتی ہے تو بھی زیادہ تر کسانوں کے دل میں یہ خیال نہیں پیدا ہوتا کہ جو بیج اُنھوں نے اپنے کھیت میں بویا ہے اُس کی وجہ سے اُن کی پیداوار میں یہ ترقی ہوئی ہے۔ ہاں کوئٹھور گئے کی طرح اگر کسی نے بیج کی پیداوار ۱۰۰ فیصدی اس کی میرانی فضل کے مقابلے میں زیادہ ہے اور بہت صاف طور سے یہ بات ظاہر ہے کہ نئی چیز کی پیداوار ڈیڑھ گنی یا دو گنی ہے تب تو گاؤں کا جاہل ترین کسان بھی تسلیم کر لیتا ہے اور اس نئے طریقہ کاشت کے تجربے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ گیہوں، اسی پچھا، مٹر جو کہ ترقی دادہ قسموں اور اُن کی دیسی قسموں کی پیداوار میں اتنا زیادہ فرق نہیں ہے جتنا کہ کوئٹھور اور دیسی گئے میں ہے۔ لہٰذا کی پیداوار اوسطاً ۱۵ سے ۲۵ فیصدی تک دیسی بیج کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے اور جتنا ہی فرق کم ہوتا جاتا ہے اُنہا ہی جاہل کسان کو نئے بیج کی غرابیاں سمجھانا مشکل ہوتا جاتا ہے۔ دس یا پندرہ فیصدی پیداوار پہلے تو اس کی سمجھ میں ہی نہیں آتی اور جب دوسرے کسان اُس کو یہ سمجھاتے ہیں کہ یہ سال ہمارے کھیت میں اس سے کہیں زیادہ پیداوار ہوئی تھی یا وہ خود ہی اپنے گونیٹر کے کھیت کی دیسی فضل کی پیداوار کا مقابلہ کر کے کھیت کی ترقی دادہ بیج والی فضل سے کرتا ہے تو اس کے دل میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی کہتا اگر اس بات کی ضد کرتا ہے کہ دیکھو ترقی دادہ بیج زیادہ پیدا ہوا تو دوسرے اس کے ساتھ سمجھاتے ہیں کہ شاید اس کھیت کی پیداوار

اس امر سے سب لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ کچھ زمینہ ادوں اور بڑے کسانوں کو چھوڑ کر یہاں کے عام کسان کی اقتصادی حالت حید تشویش انگ ہے۔ دو یا تین ایکڑ زمین سے سارے کھیت کی پرورش کر رہا ہے کسان کبھی قیمتی اوزار یا ایسی اور کسی چیز کا جس میں زیادہ روپیہ خرچ ہوتا ہو استعمال نہیں کر سکتا۔  
اس کی تعلیمی حالت ایسی ہے کہ بھی ہوئی کتابوں اور چھپے ہوئے پرچوں سے وہ پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کا ناخواندہ ہونا ہی اس بات کا نہایت سبب نہیں ہے بلکہ کتابوں اور اخباروں سے نئی بات سمجھنے کا شوق بھی یہاں کے کسانوں میں نہیں ہے۔ وہ کتاب اور اخبار ڈھکرا اپنی ترقی کرنے کا عادی نہیں ہے۔ تقریریں سننے کے لئے وہ جمے جمع ہوتے ہیں لیکن کسانوں میں ذرا ممتی ترقی کی اشاعت کر نیوے اتنے کم ہیں کہ کسانوں کو سال بھر میں ایک یا دو بار اس سلسلے کی باتیں سننے کا موقع ملتا ہے اور جو باتیں وہ تقریروں میں سنتے ہیں وہ اس قدر جلد بھول جاتے ہیں کہ اُن پر وہ کسی طرح عمل نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ کسان کے دل میں اس بات کا بھی خیال رہتا ہے کہ جن طریقوں سے اُس کی اور اُس کے مال بچوں کی پرورش ہوئی آئی ہے ان طریقوں کو ایک دم چھوڑ کر نئے طریقوں سے اگر اس کو نقصان ہو اور اُس کے بچے بھوکے مرنے لگے تو اس وقت اُس کی مسد کرنے والا کوئی نہ کھڑا ہوگا۔ اس کا یہ اندیشہ درست اور بجا بھی ہے اتنی قلیل پونجی والا انسان ایک بار تقریریں کر اپنے قدیم اور اچھی طرح سے بکے ہوئے کھیتی کے طریقوں کو کیوں نہ چھوڑ سکتا ہے۔

کسان کی خوبیوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ میں اس کی ایک بڑی خرابی بھی بتلانا چاہتا ہوں جو اس کی موجودہ جہالت کے باعث قدرتی ہے۔ اگر ایک سو کسانوں سے اس بات کا حساب پوچھا جائے کہ اُن کے کھیت میں گزشتہ پانچ سال میں ہر ایک سال علیحدہ علیحدہ ہر ایک

اعطی زیادہ ہوئی کہ اس نے کھیت میں کھاد زیادہ ڈالی تھی یا نہان  
 اچھی کی تھی یا ٹھیک وقت سے بارش ہوئی یا اسکی قسمت ہی سے ابھی  
 پیداوار ہو گئی۔ لیکن اس بات کو وہ جلد نہیں مانتے کہ زیادہ پیداوار  
 نئے بیج کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ایسی حالت میں کسانوں کے دل میں  
 اس بات کا اچھی طرح یقین دلانے کے لئے کہ عمدہ بیج یا اچھے ترقی داؤ  
 طریقہ کاشت سے ان کو شرطیہ فائدہ ہوگا۔ معمولی طریقوں کا ایک خاص  
 طرز اختیار کرنا پڑتا ہے تاکہ کسانوں کو کسی نئے بیج و ترقی دادہ کاشت  
 کے طریقے میں کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ ان نئے طریقوں کا ذکر آگے کیا  
 جائیگا۔ یہ بہت ضروری ہے کہ کسان کو اچھی طرح سے یہ بات سمجھادی  
 جائے کہ جدید طریقے کی کاشت سے انکو کچھ فائدہ ہی نہیں ہے لیکن قدیم  
 طریقوں کے مقابلے میں کتنا زیادہ فائدہ ہے۔

کبھی کبھی پوری کے کسان یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ صاحب نے بیج  
 اور پرلے بیج کی پیداوار میں زیادہ فرق نہیں ہے جس کھیت  
 میں پرانا چار سن لی بیگہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں تیار ترقی دادہ بیج مزہ  
 پانچ من فی بیگہ پیدا ہوتا ہے۔ یعنی کل ایک من کا فرق ہوا۔

ایسے موقع پر یہی کہنا پڑتا ہے کہ کسان کھیتی کے حساب کو اپنے نہیں  
 سمجھتے۔ اگر پیداوار کا ۲۵ یا ۳۰ فیصدی فائدہ ہوتا ہے اور خرچ  
 میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو کسان کے فائدہ میں جو کہ اس کے اور  
 انکے بال بچوں کی پرورش کے لئے کھیت سے ملتا ہے وہ کسی کسی وقت  
 میں دوسلے سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ لگان، بیج، کھاد، آبپاشی  
 جوتانی، مزدوری وغیرہ اخراجات اگر پیداوار کا ۵۰ یا ۸۰ فیصدی  
 تک، جیسا عموماً ہوتا ہے، ہو گیا۔ تو کسان کی جیب میں بچا ہوا فیصد  
 شائع ہوتا ہے یعنی ۸۰ روپیہ خرچ کر کے ۱۰۰ روپیہ پیدا ہوا تو کسان  
 کا فائدہ ۲۰ روپیہ ہوا اور اگر یہی ۸۰ روپیہ خرچ کر کے ۱۲۵ روپیہ  
 کی آمدنی ہو جاتی ہے تو انکا فائدہ ۴۵ روپیہ سے بڑھ کر ۶۵ روپیہ  
 ہو گیا۔ اگرچہ پیداوار میں رت ۲۵ فیصدی کا اضافہ ہوا۔

کچھ کام طلب یہ ہے کہ کسان نہ تو اس بات کا سالانہ یا فصل وار  
 حساب رکھتا ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ انکے کھیتوں کی پیداوار میں  
 سالانہ فائدہ ہو رہا ہے یا خسارہ اور نہ وہ اس بات کی کوشش کرتا  
 ہے کہ وہ ترقی کرے کیونکہ اس کو اس بات کی خبر ہی نہیں ہوتی کہ  
 وہ ترقی کر رہا ہے یا خیر کی گڑھے میں جا رہا ہے۔ اس کو یہ بھی اچھی طرح  
 نہیں معلوم کہ ترقی بہت کچھ اپنے ہاتھ میں ہے۔ کھیتی کو ترقی دینے والوں کے  
 لئے یہ ضروری ہے کہ کسانوں کو خود اعتماد بنائیں اور ان کو ترقی کرنے کے لئے  
 آمادہ کریں۔ اتفاقاً حادثے مثلاً بارش کی کمی یا زیادتی وقت پر بارش کا  
 نہ ہونا یا لالہ اوالے اور سیلاب کا اور ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو کھیتی پر  
 ایسا اثر پڑتا ہے کہ کبھی کبھی کسان کی ساری کوششیں بیکار ہو جاتی ہیں  
 اور پھر اسے مجبوراً اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کا خیال چھوڑ کر قسمت کا

بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سے اس کو بھولنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اگر  
 دو چار سال تک کاشت کے اچھے طریقوں سے برابر فائدہ ہوتا رہا تو خود  
 ہی اسکی مال حالت اتنی اچھی ہو جائیگی کہ وہ اتفاقی حادثوں کا مقابلہ کرنے  
 کو اچھی طرح تیار ہو جائیگا اور اگر ایک اور فصل اسکی برابری ہو گئی تو  
 انکے پاس اپنے اور اپنے بال بچوں کی پرورش کے لئے سرمایہ بچ رہیگا۔  
 اس سبب سے کسانوں میں زیادہ اس قسم کے ہیں جو اپنے ہاتھ سے  
 بن جیتے ہیں اور کھیتی کا سب کام کرتے ہیں لیکن کچھ کسان ایسے بھی ہیں  
 جو غریب ہوتے ہوئے بھی اپنے ہاتھ سے ہل نہیں جلاتے اور کھاد وغیرہ  
 خود کھیت میں نہیں لیجاتے۔ انکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے لوگوں کا آخر  
 کچھ حد تک چھوٹے لوگوں پر بھی پڑتا ہے اور اس ملک کے کسان کھاد بیج  
 کرنے کے کام میں دنیا کے اور کسانوں سے کمزور ہو گئے ہیں۔ زمین ماپان  
 کے لوگوں میں اس قسم کے خیالات کھاد وغیرہ ڈھونے کے مذہب نہیں  
 ہیں اور ان کے کھیتوں کی نہ فیزیکی پیمائش کے مقابلے میں زیادہ ہوتی  
 ہے۔ جب تک کھیتی کے ہر ہر کام کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائیگا۔ اس  
 وقت تک کھیتی کی پیداوار اتنی اچھی نہیں ہو سکتی جتنی کہ ہونی چاہئے۔  
 اس سبب سے کسانوں کی خاص نوع میں مثلاً گرمی جاٹ، سہلان اور  
 اہیر جو کھیتی کے کسی کام میں نفرت نہیں کرتے ان کے کھیتوں کی حالت  
 اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے کھیتوں کے مقابلے میں عموماً اچھی پائی  
 جاتی ہے۔ ایک پرانی کہاوت تھی۔

پوری کھیتی جو برہمن کا  
 جو پوچھا نہ اہل کسان  
 آدھی کھیتی جو تنگ رہا  
 یوت بسا رہا سہ سہ تھال

یہ کہاوت بالکل صحیح ہے اور جب تک کسان خواہ وہ ہرمز یا کرا  
 کریم، جاٹ یا جس ذات کا ہو کھیتی کے ہر ایک کام کو خود اپنے ہاتھ سے  
 نہیں کرتا۔ اس وقت تک اسے کھیتی کی پوری پیداوار نہیں حاصل ہو سکتی  
 دیہات میں بہت سے لوگ گراۓ کھیتی کے طریقوں کو عمل میں لانے  
 لاتے اس کے اتنے عادی ہو گئے ہیں کہ وہ یہ مان بیٹھے ہیں کہ انکے علاوہ  
 اچھا اور مفید کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہو سکتا اور نہ ان کی اقتصادی  
 ہی سدھر سکتی ہے۔ دوسرے قحطوں میں وہ ترقی کا خیال ہی چھوڑ دیتے  
 ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ جس حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور ہم  
 ہوئے ہیں اس حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ انکا نتیجہ یہ ہوتا  
 ہے کہ وہ خود ترقی کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ اگر کسانوں کو  
 بات چیت گاؤں میں غور سے سنی جائے تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ اپنے وہ  
 کا پانچ فیصدی وقت بھی کھیتی کی ترقی کے بارے میں بات کرنے میں  
 یا سوچنے میں صرف نہیں کرتے اگرچہ کھیتی ان کا خاص سہارا ہے۔ یہ  
 بیشتر کسانوں کے دل میں اتنی مضبوطی سے جم گئی ہے کہ اگر کسی سرکاری خاز  
 (محکمہ زراعت کے فارم) پر یا کسی دوسرے کسان کے کھیت میں انکو  
 دیکھتے ہیں تو ان میں جیتر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت کے ضرورت سے زیادہ خر

اپریل ۱۹۴۴ء

میں ایسے طریقوں سے کھیتی کی جائے اور دوسرے حصہ میں کسان اپنے قدیم طریقہ سے کھیتی کریں اور پھر دونوں کی سید اور الگ الگ نوکر رکھیں اور دوسرے پڑوسی کسانوں کو بھی بتلائیں۔ تب ان کو اس بات کا یقین ہوگا کہ ان کے برائے بیج اور کھیتی کے برائے طریقے کے مقابلے میں ترقی والا بیجوں اور کھیتی کے نئے طریقے کتنے مفید ہیں۔

(یوپی میں ترقی زراعت نامی کتاب سے)

کھیت کا نتیجہ ہے یا دوسرے کسان کی قسمت سے اس کے کھیت میں اتفاقیہ  
 اچھی فصل پیدا ہو گئی۔ ان کو جب تک کہ ان کے ہی کھیت میں انھیں  
 کی برائی نہ لگے، پانی اور عمدہ بیج کی برائی سے زیادہ پیداوار نہ دیکھا جائے  
 جائے، اس وقت تک زیادہ تر کسان اس بات کو ماننے کو تیار نہیں ہوتے  
 کہ ان کے ہی کھیت کی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ ایسے بہت سے پریمی شوقی  
 ہوتا ہے کہ شروع میں ایک ہی کھیت کے دو حصے کئے جائیں اور ایک حصہ

## گنتے کی بوائی

راز جناب سید ابی علی بی۔ ایس سی،

[یہ وہ تقریر ہے جو سر ابن علی صاحب بی۔ ایس۔ سی (اگر تکلم) ایٹینس کھڑے زماعت یوں کہنے سے موبیذہ ۲۹ فروری ۱۹۹۱ء کو آل انڈیا ریڈیو ایٹینس لکھنؤ سے نشر کی ہے۔]

مضلیں ہوتے ہی مناسب وقت پر جب جب موقع ملے گھیت کو  
جوت جوت کر گتے پہنا دیا جائے۔

اس میں شک نہیں کرتے کہ گھیتوں میں ہمارے کسان کیا کچھ سر توڑ  
مشت و مشقت نہیں کرتے ہیں۔ بعض کثرت کوئی کنی جیسے شک جب بھی ہر  
ماہے۔ براہ جو تھے رہتے ہیں، ایک وقت پر جو کچھ اٹھاؤ انھیں ملتی ہے  
پنے گھیتوں میں ڈالتے ہیں۔ گرمیوں بھر سخت محنت کرتے ہیں۔ برسات  
یا بھی حفاظت کرتے ہیں اور جائزہ میں سخت تکلیف بھیل کر ڈھلیا-  
رہتے ہیں لیکن اس اپنی محنت کا نتیجہ کسانوں کو کیسے ملتا ہے بس زیادہ  
بہ زیادہ ہیں جیسے اس گرونی ایکو ڈھلیا ہوتا ہے۔  
اس قدر کم پر ہوا آدمی کیا وجہ ہے؟ اسے کئی سبب ہیں :-  
اول۔ - رعیت کی ہمارے ٹیکس خرچہ سے نہ کرنا۔  
دوسرے۔ ایچے اور تندرست - یہ کا نہ ہونا۔  
تیسرے۔ خراب آبادی کم کھاد و وقت پر کھائی اور گھوڑائی نہ کرنا۔  
چوتھے۔ - پیچہ طریقے سے گلے کی برائی نہ کرنا۔

عزیز کی موتائی کے بعد بارش شروع ہو جاتی ہے۔ برسات میں گئے کے کھیت میں سسٹی کی فصل کو جوت دینا چاہئے۔ اگلے مئی میں بعد دہری ہل سے اُس زمین کو جوتنا چاہئے۔ جتنی زیادہ کھیت کی جوت ہوگی اتنی ہی زیادہ مید اور ہونگی اگر کوئی کسان ایسا نہیں کر سکا تو اُسے چاہئے کہ ریتج کی فصل کاٹنے کے بعد کھیت کو مٹی لینے والا ہلوں سے جوت کر اور سیمپائی کر کے گئے کے لئے کھیت تیار کرے۔ لیکن اس طرح ہونے سے گئے کی فصل اتنی اچھی نہیں ہوتی جبکہ کی فصل پوکر کسان میٹھی یا جاویں تب گئے کے کھیت کو پھر سے بے شروع کر دیں۔ اور اُس کو کرے کہ آجھ یا دس مزید جوتیں۔

شعے کو تین طرح سے بوتے ہیں۔ اُنوں کو ایواں میں ہونا۔ دوسرے  
میدھی لائن میں ہونا اور پھر برسات میں مٹی چڑھانا۔ تیسرے ہل-  
نے کوڑ میں ہونا اور پھر برسات میں مٹی چڑھانا۔

نالی بنانا :- رسی کی فصل بونے کے بعد گھنے کے کھیت کی بنائی جوتائی شروع کرنا چاہئے ۔ اس کو بدن کر اور پٹا لگا کر چھڑ کرنا چاہئے ۔ پھر رسی کھیت میں جس میں نالیاں بنائی ہیں ۔ سر کے مینڈ پر دو آدمی کو رسی پکڑ کر بیٹھنا چاہئے اور تیسرا آدمی رسی پر چلتا ہے ۔ جس سے کھیت میں لائن کا نشان بن جاتا ہے ۔ ایک لائن نشان بن جائے تب پھر دوسری لائن اپنی فٹ کی دو پر بنائی جائے ۔ اسی طرح سارے کھیت میں لائنوں کے نشان بناتے ہیں ۔ لائن بن جانے کے بعد اپنی فٹ کی سٹی دونوں طرف کی جگہ میں ۔ اچ کی گہرائی تک کسی سے اٹھا کر رکھنا چاہئے تاکہ ہر کے لئے اپنی فٹ چوڑی نالی پٹیا ہو جائے اور اتنی ہی چوڑی ۔ جب سب نالیاں طیار ہو جائیں تو ان نالیوں کو ”اکولہ مو“ یا ”دوہلہ مو“ سے گڑنا چاہئے ۔ اور اس قدر گڑائی کی کہ

اگر ہمارے کسان چاہتے ہیں کہ ان کے نکلے کی سید اور بڑے بھوتوں کو پناہ دے کر اپنی تائی زولی چار باتیں پر خاص دھیان دیں۔ انھیں بالو دھیان والا بنے کے خیال سے آج میں، اس مخصوص سے وقت میں بعض شے کی ادائیگہ ہمارے میں بھگتانا چاہتا ہوں۔

کئے کے لئے دو ٹوڑیوں اچھو، مچھی جاتی ہے۔ لیکن اگر خافضیہ  
دو ٹوڑیوں میں سے کوئی ایک دو ٹوڑی اور ٹیڑھا دو سوڑے زمین میں گئے  
کی تعمیر کرنا چاہیے۔ جہاں تک ہو سکے اس بات کا خیال رہے کہ کتنا کو  
تہ ہیں اس کیفیت میں کوئی دان دار نہیں۔ وہی جائے جس وقت چیت  
بیا کہ کے مہنوں میں دال دار فضلوں سے نہایت خالی ہو جائیں۔ اس وقت  
نہایت کا بیہوش کر کے مٹی بیٹھنے والے ہل سے خوب کھری موتا کی کر کے مٹی کو  
ہلا چھوڑ دینا چاہیے تاکہ اگر مٹیوں میں سختی و جوب اور لو کھا کر مٹی  
خوب طیار ہو جائے۔ نقصان پہنچا تو اسے کیڑے کو فیک اور ان کے انڈے  
بچے مر جائیں اور کھربوار کی جڑوں کی خشک ہو جائیں۔ تاکہ آئندہ بونی  
جانیوالی فصل کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ بارش سے پہلے جتنی دفعہ وہ  
لے لے کھیت کو جوتے رہنا چاہیے۔ بارش شروع ہونے پر بھی غریب کی

ہوں۔ تاکہ اگر ایک آنکھ کا کدہ نہ آگ کے تودوسرے کا ضرور آگ آوے  
ایک ایک کے لئے قریب چھ ہزار سے آٹھ ہزار تک ٹکڑے کافی ہوتے ہیں۔  
حبیب نالی ہی ہو تو موٹے ٹکڑے یا پونڈے کا بیج ساٹھ من اور دھونی  
گٹے کا چالیس من فی ایکڑ کافی ہوتا ہے۔

اس کے بونے کے بھی دو طریقے ہیں۔ (۱) انکھو اسے انکھو ملا کر  
(۲) ٹکڑا سے ٹکڑا ملا کر۔ انکھو اسے انکھو ملا کر بونے سے مزدوری ملے  
بیج زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ عام طور سے یہ طریقہ کام میں کم لایا جاتا ہے۔  
اس طرح سے بویا ہوا گنا گنا گنا ہے اور جہاں نمی کافی ہے اور  
دیکھ لگے گا ڈر کم ہے وہاں زیادہ بیج ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے  
ایک آدمی نالی میں مل چلاتا ہے۔ پھر اسی کوڑوں میں دوسرا مل چلا  
ہیں۔ تاکہ کوڑوں کا کافی چوڑی ہو جائے اور گٹے کے ٹکڑے ٹھیک جگہ پر  
پڑ جائیں۔ اس کے بعد ایک آدمی ہاتھ سے یا پیر سے کوڑوں کو برابر کرتا  
ہے۔ ہوا زمین میں بونے پر اور سب کام تو اسی طرح ہونے میں  
صوف بونے کے بعد یا ملا اور دیا جاسکتا ہے۔ گٹے کی بوائی میں یہ  
خاص خیال رکھنا چاہئے کہ گٹے کے ٹکڑے سٹی سے باہر نہ نکلے  
کیونکہ باہر نکلا ہوا گٹے کا ٹکڑا خشک ہو جاتا ہے۔

گٹے کی بوائی کا سب سے اچھا وقت دس فروری سے دس مارچ  
تک ہے۔ گٹے کی پیرائی اور بوائی کے لئے کھیتوں کی طہاری ساتھ  
ساتھ کرنا چاہئے۔ کھڑی فصل کو بیجے کے لئے اگلی فصل کو نقصان  
پہنچانا ٹھیک نہیں ہوتا۔ جو گنا فروسی اور ۱۵ مارچ کے پہلے  
بویا جاتا ہے وہ بعد کی بوائی فصل سے بہت زیادہ اچھا ہوگا اور  
عمدہ مال ہوگا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ فصل کو بونے کا ایک خاص  
وقت ہے اور اس کی پیداوار ٹھیک وقت کی بوائی پر بہت کچھ منحصر  
رہتی ہے۔ دیر میں بونے سے ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ نہر  
کے پانی سے پلیسہ کرتے ہیں ان کو چاہئے کہ ۱۵ مارچ کے بعد کچھ  
عرصہ کے لئے نہر میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے اور اگر اس درمیان  
میں مانگ بڑھ گئی تو زیادہ لوگوں کو پانی نہیں مل سکتا اور بوائی  
کا اصل وقت مل جانے سے بہت وقتیں اٹھانی پڑتی ہیں اور تب بھی بعد کو  
اچھی فصل کی امید نہیں ہو سکتی۔ اگیتی بوائی ہونی فصل سوائی پیداوار دیتی ہے۔  
جلد بوائی کرنے سے گٹے کی فصل کی جڑوں میں منی جون تک بڑھ کر کافی زمین  
میں پھیل جاتی ہیں جس سے اس فصل میں صیغہ کی گرم ہوا اور لو کا بہت کم  
اثر ہوگا اندیشہ رہتا ہے۔ مدیک بوائی ہونی گٹے کی جڑوں اور پری سطح پر  
رہیں گی۔ اور فصل کو ٹھیک اس وقت پانی کی زیادہ ضرورت ہوگی جبکہ پانی  
کم مل سکتا ہے اور مناسب وقت پر پانی نہ ملنے اور کھدائی و کوڑائی نہ  
ہونے سے پیداوار بہت کم ہو جائیگی۔

کہ سودنی ہونی مٹی و اینج تک اچھی طرح بھر چھری اور ہار یک ہو جائے  
س سے جڑوں کو پھیلنے کے لئے کافی جگہ مل جائے۔ اس کام کو آخری ہفتہ  
یا دو ہزار ہجرت ہفتہ دسمبر میں ختم کر دینا چاہئے۔ اس بات کا خیال رکھنا  
بہت ضروری ہے کہ کم از کم بوائی سے ۸ ہفتہ پہلے کھاد ڈال کر خوب  
اچھی طرح سے تالیوں میں کر دینی چاہئے تاکہ وہ مٹی میں مل جائے  
جو کہ بلوی زمینوں میں نمی کم ٹھہرتی ہے۔ اسلئے نالی بنانے سے اس  
میں نمی قائم رہیگی۔ دوسرے بلوی زمینوں میں گتوں کے گر جانے کا  
ابھی اندیشہ رہتا ہے اسلئے مٹی چڑھا دینے سے گٹے گرنے سے بچ جائے  
ان چپ تالیوں کی کھاد مٹی میں ابھی طرح مل جائے تو ضروری کے شروع  
میں ان کو بویا ہی پڑا رہنے دینا چاہئے۔ اگر جنوری اور فروری کے  
پچھلے مہینہ بارش نہ ہوئی ہو اور تالیوں میں نمی ہو تو ضروری کے  
شروع ہفتہ میں پلیسہ کر کے ۱۵ فروری سے ۱۵ مارچ تک بوائی  
کر دینی چاہئے۔

دوسرا طریقہ کھیت بغیر نالی بنانے لائن میں بونے کا ہے اور بڑا  
نالی کھیت میں پودوں پر مٹی چڑھانے کا ہے۔ یہ آسان اور سستا  
طریقہ ہے۔ اکتوبر کے مہینہ تک دونوں طریقے سے کھیت کی تیاری  
یک سی ہوگی۔ لیکن شیار زمینوں میں اور ایسی جگہوں میں جہاں کئی  
زیادہ ہے وہاں نالی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاڑے میں کھیت  
س کھاد ڈال کر اچھی طرح جتائی کرنا چاہئے اور بوائی سے دو ہفتہ  
پہلے ہی کھیت کو جوت کر دینا چاہئے تاکہ طہاری کھاد پھیل کر کھیت میں  
ازیم قٹ یا سٹ فٹ کی دوسری پیرسی سے نشان بنا کر لائن میں فصل  
بنا چاہئے۔ جن کھیتوں میں کھاد جو تائی اور پانی کی پوری مقدار  
نیچائی جائے ان میں قطاروں کا فاصلہ ۳ ۱/۲ فٹ رکھنے سے  
بہت اوار اچھی ہوگی۔ چونکہ زیادہ تر کسانوں کے کھیت کمزور ہوتے  
ہیں اور مناسب کھاد و پانی دینے سے محبور ہوتے ہیں۔ اسلئے ایسے  
میتوں میں گٹے کی لائنوں کا فاصلہ ۳ فٹ سے زیادہ رکھنے میں مل  
باب ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

تیسرا طریقہ بل کے نیچے کوٹر میں بونے کا ہے جیسا کہ کسان اکثر  
بنے کھیتوں میں گنا بونے ہیں۔ یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ پہلے ہی  
دوں کے چھٹکوں ہونے سے فصل کی گودائی میں بہت یریشائی رہتی  
ہے۔ دوسرے فصل کے بڑھنے پر پودوں کے درمیان کی مٹی  
کی جڑوں پر نہیں چڑھائی جاسکتی اور فصل اکثر بڑھ کر گر جاتی ہے  
اس طرح سے بوائی ہونے لگنے کی فصل میں کسی قسم کا گودائی کا اندیشہ  
پیدا جاسکتا ہے اس کے ساتھ سے بچا کر گودائی کی بجائے  
زیادہ کو چھانٹنے کے بعد گٹے کو بونا چاہئے۔ گٹے میں سے ڈیڑھ ڈیڑھ  
شست کے اچھے ٹکڑے کاٹے جائیں کہ انکھ اندر کم سے کم تین انکھ

# ورزش کی تعلیم

از جناب پرنس کاشن این مائٹری - ایس

## ورزش کی تعلیم

### سینہ

ورزش میں ہم گہری سانسیں لیتے ہیں اور ریڑھ سے ہلی پھیلنے میں حرکت پیدا ہوتی ہے جس سے کہ چھاتی چھو لیتی ہے اور ریڑھ سیدھی رہتی ہے۔ جو لوگ دن میں گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں ان کا جسم بے ڈول ہو جاتا ہے۔ ان کے چھیدے اسے کافی پیچوں نہیں اپنے ان کی چھاتی چھتی ہو جاتی ہے، سندھے گول ہو جاتے ہیں اور پیٹ بائیں رخ آتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دیکھنے میں بھدے اور کمزور و کابل ہو جاتے ہیں۔ ورزش کرنے سے سانس جلدی جلدی چلنے لگتی ہے۔ اس سے جسم کا خون چھیدوں میں جلدی جلدی آکر خالص ہو جاتا ہے اور اس میں آئینہ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ خاص آئینہ بننے سے خون سے جسم میں تازگی اور قوت آ جاتی ہے۔

### دل

ورزش سے دل کی حرکت بڑھ جاتی ہے اور رگوں و کھال میں خون اچھی طرح داخل ہونے لگتا ہے۔ زیادہ خون کو پھیپھڑوں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اس سے خون آئینہ زیادہ پانا ہے اور ریکارڈوں کو خارج کرتا ہے۔ اس بڑھے ہوئے کام سے دل مضبوط ہوتا ہے لیکن یہ اسی وقت تک مفید ہے جب تک کہ وہ تھک نہ جائے۔ لیکن اگر ورزش کے بعد سانس لینے میں تکلیف ہو یا تکان محسوس ہو تو بھیننا چاہئے کہ ورزش بہت تیزی سے یا ضرورت سے زیادہ کی گئی ہے اور دل کو ضرورت سے زیادہ کام کرنا پڑا۔ جب یہ بھر جاتا ہے تو اس سے فعل پر ہوتا ہے اس لئے کھانا کھانے کے بعد فوراً ہی ٹولی سخت ورزش نہ کرنی چاہئے۔ جب کھال میں خون کا دورہ تیزی سے ہونے لگتا ہے تو پیپے کے غدود کا کام بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح ورزش سے گرم ہو جاتا ہے اسے جسم کو پسینہ بھاپ بن کر صندک نکال کر تا ہے۔ اس لئے سخت ورزش کرتے وقت جسم کو حتی الامکان کھلا رہنا چاہئے۔ اس لئے کپڑے ہلکے اور ڈھیلے ہوں اور ان کے اندر سے جسم کو ہوا لگ سکے۔ ورزش کے بعد جسم کو آہستہ آہستہ ٹنڈا کرنا چاہئے۔ جب جسم گرم ہو تو تیز ہو، میں نہ بیٹھنا چاہئے کیونکہ اس سے جسم جلدی سے ٹھنڈا ہوئے لگتا ہے اور اس طرح جسم کو سردی کے کاغذ رہتا ہے جب جسم گرم رہتا ہے تو ٹھنڈا پانی پینے سے بھی ہی حال ہوتا ہے۔

جسم کو صحیح حالت میں رکھنے کی عادت ڈالنا سب سے ضروری ہے، خواہ ہم کھڑے ہوں، خواہ بیٹھیں، خواہ چلیں۔ سینہ خوب پھیلا ہوا لیکن ڈھیلہ رہے۔ کندھے پیچھے کو رہیں۔ سر اور ریڑھ ایک سیدھ میں رہیں اور پیٹ اندر کو اچھی طرح کھینچا رہے۔ چھاتی چھاتی باہر نکلا ہوا پیٹ گول کندھے اور آگے کی طرف کھینچے ہوئے سر سے صحت خراب ہوتی ہے۔ قبض ہو جانا ہے۔ پھیپھڑوں میں شکایت ہوتی ہے اور خون کا دورہ ٹھیک نہیں ہوتا۔

ورزش یا کسرت کا خاص مقصد جسم کو تندرست رکھنا ہے اور زندگی اور فرحت بخشنا ہے۔ ورزش سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔

- ۱۔ خوبصورتی اور طاقت آتی ہے اور جسم میں تازگی آتی ہے۔
  - ۲۔ جسم کے سب اعضا مضبوط ہوتے ہیں۔
  - ۳۔ جسم کا میل دور ہوتا ہے۔
  - ۴۔ قوت ہائیم درست ہوتی ہے اور بد مزاجی دور ہوتی ہے۔
  - ۵۔ نیند خوب آتی ہے دماغ میں تازگی آتی ہے۔
  - ۶۔ نوجوان عورتوں کو تندرست مال بنتے ہیں یہ باتیں مدد دیتی ہیں۔
- باقاعدہ ورزش کرنے سے تندہی بڑھتی ہے اور اندر جہ ذیل اعضا کی قوت عمل بڑھتی ہے۔

- (الف) آنتیں۔  
(ب) پھیپھڑے  
(ج) خون کا دورہ  
(د) جسم کے کیمیائی افعال

### آنتیں

تمام جسمانی ورزشوں سے پیٹ کو تھام رکھنے والی رگیں مضبوط ہوتی ہیں اور اس طرح وہ پیٹ کے اندر کے اعضا کو ان کے فعل میں مدد پہنچاتی ہیں اور آنتوں کو صاف رکھنے میں مدد دیتی ہیں۔ ورزش کے وقت ان رگوں کو مضبوطی سے اندر کی طرف کھینچے رہنا چاہئے اور ڈھیلہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔

## منفید نتیجہ

ورزش کے وقت دودھ خون تیزی سے ہوتا ہے۔ خون کی تیز رفتاری سے لگتا ہے۔ خون کا زہریلا ہونا لگتا ہے اور اس طرح ورزش سے عموماً بڑھتی ہے اور قوت باضمہ بڑھتی ہے۔  
دیہاتی رشتہ کاروں (گراہم سیو کوں) کے لئے ہمیں سے تیس منٹ تک کی ورزش

دے۔

- ۱۔ پاؤں پھیلا کر دو۔ سرے اور ہاتھوں کے جاگرتالی بجاؤ۔
- ۲۔ چھوڑتوں پاؤں ملا کر دو۔ رجاٹوں پر تالی مارو۔
- ۳۔ دونوں کو بال تیرہ بائیں بار کو پھر بلا کر کے ۴ سے ۸ بار۔
- ۴۔ (ایڑی اٹھا کر بیٹھو۔ بائیں طرف سے تیریں)۔
- ۵۔ بائیں ہاتھ بائیں طرف پھیلاؤ۔ سر بھی بائیں طرف موڑ کر گھومو۔

۶۔ سر کے سامنے بائیں ٹھکی ہیں۔

۷۔ اسی طرح بائیں طرف۔

۸۔ اسی طرح سامنے۔

۹۔ پاؤں پھیلا کر دو۔ رکو پوزیشن۔

۱۰۔ بائیں ہاتھ۔

۱۱۔ بائیں اٹھاؤ، بائیں پھیلاؤ۔

۱۲۔ انگلیوں کو چھوؤ۔ دھڑا آگے کو تھکاؤ۔

۱۳۔ پھر پوزیشن پر آ جاؤ۔

نوٹ۔ یہ ورزش تیزی سے نہ کرو۔ جب دھڑا آگے کو تھکاؤ تو

تھکنے نہ جھٹکنے پائیں۔

۱۔ بائیں آگے جھلاؤ۔

۲۔ بائیں اوپر کو جھلاؤ۔

۳۔ بائیں بغلوں میں جھلاؤ۔

۴۔ بائیں نیچے کو جھلاؤ اور جاگھوں پر مارو۔

(کئی بار)

۵۔ پچھو چال۔ سہارے سے یا بغیر سہارے کے ہاتھوں پر کھڑے رہو۔

۱۔ ہاتھ پر کھڑے رہو۔

۲۔ پہلے کی حالت میں آؤ۔ (تین چار بار کرو)۔

۳۔ ۱۔ ۱۔ ایڑی اور بائیں سامنے اٹھاؤ۔

۲۔ گھٹنے جھکاؤ۔ بائیں ادم ادم جھلاؤ۔

۳۔ گھٹنے تانؤ۔ بائیں سات جھلاؤ۔

۴۔ ایڑی اور بائیں نیچے کرو۔

(کئی بار)

۵۔ (ہاتھوں پر بیچے) پوزیشن۔

۱۔ بائیں پاؤں بائیں طرف پھیلاؤ۔

۲۔ بائیں پاؤں پوزیشن میں آؤ۔

۳۔ داہنے پاؤں داہنی طرف پھیلاؤ۔

۴۔ داہنے پاؤں پوزیشن میں آؤ۔

کھڑک ہو جاؤ (کئی بار کرو)۔

۵۔ ۱۔ پاؤں پھیلاؤ۔ بائیں ادم ادم پھیلاؤ (پوزیشن)۔

۲۔ دھڑا سامنے جھکاؤ۔ بائیں ہاتھ سے داہنے پاؤں کا

انگوٹھا چھوؤ۔

۳۔ پوزیشن اسی طرح داہنے ہاتھ سے کرو۔

(کئی بار)

۶۔ چلو یا دوڑو۔ تین تین یا چار چار۔

(دس پندرہ منٹ)

۷۔ ایک کھیل۔ یا "گروپس" ایک "ڈو" بال" ایک گھیرے ہیں

یا گڈی۔ (سات منٹ کے لئے)

۸۔ آئشن کی مشق کرو۔ گھٹنے ساتھ ساتھ۔ ایڑیاں ساتھ ساتھ

بائیں اور سر پوزیشن میں (کئی بار)

۹۔ ڈمبس۔ بائیں طرف گھومو اور سلازم کرو۔ سر آگے کو

کچھ جھکا رہے۔ پڑھو۔



# موشیوں کے لئے مہوہ اور نیم کی کھلی

ڈاکٹر سلطان شکر - ایس۔ ای۔ بی۔ ایس۔ سی۔ (ریڈنگ) ڈیڈ انٹرکٹر عکسز راعت۔

کیٹل ریڈنگ - بنڈل کھڈ مرکل جھانسی

یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھلی تلخ اور تیز بو کے باعث موشی اس کو نہیں کھاتے۔ اگرچہ اسے بھی موشیوں کو کسی طرح بغیر نقصان پہونچنے کھلایا جاسکتا تو پروٹین کی کمی کچھ حد تک پوری کی جاتی ہے۔

بھاری کے سرکاری فرم پر اس بات کی اطلاع کی گئی کہ موشیوں کو مہوہ اور نیم کی کھلی کھلائی جا رہی ہے۔ یہ بات ہریانہ اور مہاراشٹر کے پچھلوں پر بھی مہوہ اور نیم کی کھلی کو ایک کھڈ سے موشی اسے نہیں کھاتے بلکہ کھلی کے ساتھ چونی اور جو کر ملا دینے سے کھاتے ہیں۔ آجستہ جب موشی اسے کھاتے لگیں تو کھلی کی مقدار اتنے آہستہ بڑھائی جاسکتی ہے۔ ہریانہ نسل کے پچھلوں کو ۵۰ فی صدی مہوہ کی کھلی یا پانچویں فی صدی نیم کی کھلی کھلائی جا سکتی ہے مہاراشٹر کے پچھلوں کو دسویں فی صدی مہوہ اور ۱۰ فی صدی نیم کی کھلی کھلائی جائے۔ یہ کھلیاں ہریانہ نسل کے پچھلوں کو ۲۰ دن اور مہاراشٹر کے پچھلوں کو ۱۰ دن تک کھلائی گئیں۔ ان کو کھلانے سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ نیم کی کھلی کھلانے پر گو براور پشٹاب میں نیم کی بوائی ہے جس سے یہ اندازہ لگتا ہے کہ دودھ والے جانوروں کو نیم کی کھلی کھلانے سے ان کے دودھ کا ذائقہ بھی بدل سکتا ہے۔

اس تجربہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسان کے پاس جو قدرتی مقدار میں نیم اور مہوہ کی کھلی ہوتا ہے وہ اپنے موشیوں کو کھڈ کر پروٹین کی کمی کچھ حد تک پوری کر سکتا ہے۔

یہ تجربہ جناب سی۔ مایا داس صاحب - ایم۔ ایس۔ ای۔ بی۔ ایس۔ سی (ایڈنبرا) آئی۔ ایس۔ ڈاکٹر اگر پچھلوں کے متعلقہ کی تجویز کے مطابق جناب مین۔ سی۔ داس صاحب گپتا لیسرچ انسر بھاری فارم - جھانسی کی نگرانی میں کیا گیا تھا۔

اس ملک کے کل موشیوں کے لئے جتنی پروٹین کی ضرورت ہے اس سے کہیں کم مقدار میں پائی جاتی ہے۔ اس صوبہ کے موشیوں کے کھانے کے مطابق ریسرچ اسٹیم نے حساب لگا کر پتہ چلایا ہے کہ ہندوستان کے کل موشیوں کے لئے جتنی پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے اس کا صرف ساڑھے اسی حصہ مل سکتا ہے۔ ڈاکٹر رائٹ نے بھی اپنے جانوروں اور دودھ کے کاروبار کی ترقی والی رپورٹ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ جن چاروں میں پروٹین زیادہ مقدار میں ہو ان کی تعداد بڑھانی چاہئے۔

**عام رواج :-** عام طور پر ایسی سرسوں میں کھلی پھینک دی جاتی ہے۔ لیکن ایک غریب کسان جو کہ ان غلیوں کے خریدنے سے محبور ہے۔ وہ اپنے گھر میں پیدا کی ہوئی چونی بھوسی کو ہی استعمال کرتا ہے۔ لیکن چیریں بھی اس کے پاس کافی مقدار میں نہیں ہوتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے کچھ موشی جن پر وہ زیادہ توجہ کر سکتا ہے ان کو چھوڑ کر باقی سب کو انا نہیں پاتا ہے۔

**مہوہ اور نیم کی کھلی :-** اس ملک کے بہت سے حصوں میں مہوہ کے بیج سے جلائے اور گھر کے دیگر معمولی کاموں کے لئے تیل نکالا جاتا ہے۔ مہوہ کی کھلی میں دوسری غلیوں کے مقابلہ میں پروٹین کم ہوتی ہے اور اس کی کھاد بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا تیل صرف جلائے کے کام کے لئے نکالا جاتا ہے۔ اس طرح کافی پروٹین جس کو کہ دیگر کام میں لایا جاسکتا ہے۔ بیکار جاتی ہے۔ عام طور پر اس کو موشیوں کو نہیں کھلاتے جس کی وجہ سے اس کا ذائقہ یا کچھ ایسے اجزاء جو نقصان دہ ہیں جو سہا ہے۔ اگر کسی طرح موشیوں کو یہ کھلی کھلائی جائے تو ہمارے کافی مقدار میں یہ کھلی پیدا ہوتی ہے وہاں کے کسان اسے ناندہ اٹھا سکتے ہیں۔ نیم کی کھلی میں پروٹین زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اسے موشی نہیں کھاتے۔ کسان اسے کھاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ موشی نیم کی پتی کو آسانی سے کھاتے ہیں اس لئے

پیاز کے اوصاف

تک پاموجب تک مریض اچھا نہ ہو۔

۶۔ عربی بازار میں آدمی کا پیشاب مار کر چلانے سے ہضم کے ہضم ضرور بچ جاتا ہے۔

۔ عرق پیاز پانے سے بچوں کے پیٹ کے کبڑے اور بدھنسی دور ہو جاتی ہے۔

ہر عن پیاز لگانے سے زہریلے کیڑوں اور مچھروں وغیرہ کے  
دبے کی کھجی اور جلن اچھی ہو جاتی ہے۔

۹۔ عرق پیاز آٹکھ میں لکھائے ست دنوند بھی دور ہو جاتی ہے  
۱۰۔ پیاز تیلے دو گھوس کر کے اس پر جونا لگا کر کھج کے ڈھک  
مارے ہوئے مقام پر دگر لے کر آٹام ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ پاگل کئے گئے کانٹے سے جوندہ ہو جاتا ہے۔ اس پر عرق پیاز شہد کے ساتھ لگانے اور عرق پیاز پلانے سے بہت زیادہ اچھا ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ عرق پیاز۔ شہد۔ پیڑیا نسا۔ اور سرکہ ملا کر لے کر  
کئے کا لٹا ہوا اچھا ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ نمک، پیاز، تلی، بالکل - کڑوا ہارم و نیمہ اگر کتے کے کاتے ہوئے مقام پر لگانے سے آرام حاصل ہے۔

۱۴۔ بجیرینے یا بندر کے کائے ہوئے نغم پر بیت :  
کرو۔

۱۵۔ پیاز اور ٹک پیسکر بندر کے کاٹے ہوئے تازہ پر  
۱۶۔ کچا ماز کھانے سے عورتوں کا رگڑا ہوا مایہ اری ہو۔

۱۴۔ ساز کا کرٹھا منے سے کھن دور ہوتا ہے۔

۱۸۔ جلدھر سردی۔ اور پُرانی کھانسی میں پیاز کھانے سے خاص فائدہ ہوتا ہے۔

۱۹۔ پیاز کے تیز بد بو سے سانپ وغیرہ نہ مرے جانور اس سے  
نزدیک نہیں آتے۔

۲۰۔ پرائے بخار میں پیاز کھا کر کھانے سے فائدہ سیتا۔

۲۲۔ کچی میازرہ وزانہ کھانے سے کسی ملک کے پانی کا

۳۳۔ بھنا ہوا آم اور پیاڑ میسر کرنے سے آدمی کو سستہ بناتا ہے۔

۲۲۔ پیراز کو آگ میں جھون کر دو ٹکڑے کر کے پیوستہ ہے۔

پیارا ایک بہت مفید چیز ہے سسکرت زبان میں اسکو پلاؤنڈینچ بوجیہ دگندہ  
 تھند۔ اور یونٹ کہتے ہیں اس کی پیداوار فی ٹیکہ ۴۰۰ سے ۵۰۰ تک ہوتی  
 ہے اسلئے اس کی کاشت سے کاشتکاروں کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی  
 بڑا بھٹی نہیں ہوتی ہے اس لئے اسے اعلیٰ اقوام سندھ و اویشیون لوگ اسکو  
 انگریز نہیں کھاتے۔ بلکہ یہ اقوام اس کو بہت قیمت کے ساتھ کھاتے ہیں۔  
 سنکلیئر (Sinclear) نام کے ایک انگریز شاعر نے اس کے بارے  
 میں لکھا ہے۔

Onions are pleasant as April day,  
Good for the sad and good for the gay,  
Excellent food and drug are they, And  
I have used them either way,

خلاصہ یہ: پیاز اپریل (سب سے پہلے) کے دن کی مانند آرام دینے والی ہے۔ پیاز روٹی (مرغیوں) اور خوش حاشم (تندرست) دونوں کے لئے مفید ہے۔

یہ سبستہ عمدہ اور مفید کھانے والی چیز اور دوا ہے۔ میں نے دولہا  
 کی طرح سے اسکا استعمال کیا ہے دراصل بینہ میں بہت سے اوصاف میں  
 یہ آبیرویہ میں لکھ ہے کہ کھانے میں ملنے کیچھ گرم سردی سے محفوظ رکھنے  
 نا والی۔ سیلی۔ انہ۔ میں بھاری دیر یہ (بیج) پر مٹانے والی۔ طاقتور اور پتی  
 پیہ کرے والی۔ میں سے علاوہ اس کے بطور دوا کے مختلف امراض  
 میں اس سے استعمال کی ترکیب بتلائی گئی ہے۔ اس لئے ناظرین کو  
 یہ فوائد حاصل ہونے کے لئے پیاز کے کچھ عجیب استعمال یہاں بتا دے  
 جاتے ہیں۔

۱۔ پیاز کے کچھ باریک باریک ٹکڑے کر کے دھوپ میں سکھائو۔  
 ان خشک ٹکڑوں میں سے ایک تولہ پیاز لے کر گھی میں بھون لو بعد میں  
 بچہ اس میں ایک ماشہ کالائیل اور ۲ تولہ مصری کا سفوف ملا کر روز  
 دو سویرے کھاؤ۔ اس سے بواسیر کا مرض تندرست ہو جاتا ہے۔  
 ۲۔ عرق پیاز میں گھی اور نشتر ملا کر (موجب طاقت) کھانے  
 سے بواسیر کا مرض دور ہو جاتا ہے

۳۔ رات کو قبل کھانے کے عوق یا یز میں چنے کے برابر یعنی ہولی  
 ہیرینگ ایک ماشہ، سوئف اور دھنیا کا سفوف ملا کر کھانے سے پہلے  
 کاغذ پر نہیں رہتا۔

۴۔ سفید پیاز ساتھ رکھنے سے ہیفے کا خطرہ نہیں۔ بہاگری کے دنوں میں پیاز ساتھ رکھنے سے لوگنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

۵۔ ہیفے کے مریض کو عرق پیاز ۶ ماشہ گھنٹہ گھنٹہ پراسوت

سے بیوڑا پھوٹ جائے گا۔ اگر تھوڑی سی انیون ڈانڈی جائے تو پھر کیا کتا  
۲۵۔ ٹوٹی ہوئی پٹی پر۔ اسی۔ ہلدی۔ پیاز۔ بکری کے دودھ میں  
پیسکر باندھ دیا جائے تو آرام ہو جائے۔

۲۶۔ عرق پیاز پکا کر اور اس میں شہد ملا کر روزانہ ایک تولہ سینے  
دیر میں بخوبی اضافہ ہوتا ہے۔

۲۷۔ عرق پیاز اور شہد دلدلی مساوی ملا کر کاجج کے پتوں میں بھر کر  
بھوپ میں خشک کریں۔ جب عرق خشک ہو کر تھوڑی سی شہد رہ جاوے  
اس میں سے ایک تولہ لے کر دھو کر کھائے۔ اسے جو نہیں طاقت پیدا ہوتی ہے۔

۲۸۔ سفید پیاز ۸ ماشہ عرق اور ۶ ماشہ شہد ملا کر  
۳ ماشہ۔ ان چاروں کو ملا کر تواتر ۱۵ یوم استعمال کرنے سے نامور دھن ہو  
جاتا ہے۔

۲۹۔ عرق پیاز ۶ ماشہ۔ گھی ۳ ماشہ۔ شہد ۳ ماشہ ملا کر دو ٹونڈ  
پینے سے اور رات کو گرم دودھ اور چینی ملا کر پینے سے دیر سے دھن خوب ہوتی ہے۔  
۳۰۔ پیاز کا کٹہر سوٹھنے سے اور چندن کپور پیکر سر پر لگائے سے گرمی  
خارج ہو کر آرام ہوتا ہے۔

۳۱۔ عرق پیاز ۱۵ ڈراما انیون ملا کر دینے سے بھیش کی پیاسہ میں  
شہد رہتا ہے۔

۳۲۔ تخم پیاز اور منگول بھد مساوی لیکر چلم میں رکھ کر بھور تباکو  
شیت سے مسوڑوں کا درم دانہ لگا کر دریا چھوڑا جاتا ہے۔

۳۳۔ پیاز کو بھونکر اس میں ہلدی گھی ملا کر پیش بناؤ اور پیدائش  
پر تھوڑا پھوٹ جائے گی۔

۳۴۔ اگر زخم میں درد ہو تو پیاز کا ٹکڑا گھی میں بھون کر زخم پر باندھو۔

۳۵۔ اگر چیخ میں خون کے دست ہوئے ہوں تو پیاز باریک  
کٹ کر پانچ چھ مرتبہ صاف کر لو۔ پھر اسے گلے کے تازہ دہی کے ساتھ کھاؤ۔  
زور آرام ہو گا۔

۳۶۔ عرق پیاز سر میں مالش کرنے سے جو مٹیں مرجاتی ہیں اور بالوں  
کا کرنا بند ہو جاتا ہے۔

۳۷۔ عرق پیاز میں مٹی بینگ اور کالا نیک ملا کر پلانے سے پیٹ کا  
جدا اور درد دور ہوتا ہے۔

۳۸۔ اگر اہستہ کی وجہ سے گلے میں ملن ہو تو پیاز کے باریک ٹکڑے  
پاکو دہی میں ملا کر اوپر سے شکر ڈال کر کھلاؤ۔

۳۹۔ سفید پیاز کو کٹ کر ناک کے سامنے رکھنے سے ہسٹریا یعنی دست  
کے بعد جو بھوشی کا عارضہ ہوتا ہے اچھا ہو جاتا ہے۔

۴۰۔ سفید پیاز کا عرق آنکھ میں بطور شرمہ لگانے سے نشہ کا عارضہ اچھا

۴۱۔ سفید پیاز کا عرق ناک میں ڈالنے سے نشہ کا مرض غیث و نابود

۴۲۔ سفید پیاز کا عرق ناک میں ڈالنے سے رگی کا عارضہ رکت ہو جاتا  
۴۳۔ عرق کر دیا اور عرق پیاز ملا کر پینے سے خطر ناک بھیشی اور مرض ہنہ  
ہو جاتا ہے۔

۴۴۔ پیاز ایک گانٹھ یمن ایک گانٹھ تھوڑا سا صاحب۔ بھلاواں ایک  
اور دس ماشہ بناری دالی اور انکو کٹ پیسکر عکبہ بنالو۔ انکو دھو گھنٹہ دھو کر  
اس طرح کرنے سے ۳ دن میں واپس نکل جاتا ہے۔

۴۵۔ پیاز اور دس پیسکر لگانے سے کچھ روزہ کا زہر دور ہو جاتا ہے۔  
۴۶۔ تھوڑی سی پیاز۔ جھوہ کا تخم اور ۶ دانہ کالی مرچ پانی کے ساتھ دیر  
اور دھن میں طرف (دو دو) تاک کے پائیں چھتے (رات میں) اور اگر بکری جتن  
ہو تو تاک کے دہنے چھتے (دو دو) اس میں اس دوا کے چند قطرے لگا دو اس  
(۱۵ کپ) (۱) سرور و ضرور اچھا ہو جاتا ہے۔

۴۷۔ عرق پیاز ۱۵ ڈراما انیون ملا کر دینے سے آنکھوں کا آنا بند ہو جاتا ہے

۴۸۔ پیاز کا پٹھانی تواتر ۱۵ دن تک آنکھوں میں لگائے سے ناخوشی دور ہو جاتا ہے

۴۹۔ آدھ پیاز کو کٹ کر اسکا عرق نکال لو اور اس میں کپڑا لگا کر پیاز کا  
سٹھاؤ۔ پھر اس کپڑے کی تکی بنا کر بڑے سکوپ میں رکھو در ۱۵ گھنٹہ

جہاں جہاں جی کو ہلا کر سنی فور کو سے اور ایک صاف کپڑا یا نال پر اوٹھا کر

صاف سکوپ میں جو کابل لگے اس کو نکال لو۔ اس کا پٹھانی کے ٹکڑے سے

کٹ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ جوال کی سب سے عمدہ دوا ہے۔

۵۰۔ پیاز کا عرق مہری میں ملا کر رات کی وقت آنکھوں میں لگانے سے آنکھ

نکلی جاتی ہے۔

۵۱۔ کچھ عرق پیاز مرغ کے انڈے کی سفید مٹی میں ملا کر کان میں چھوڑو۔

سے کان ۱۵ روزہ دور ہو جاتا ہے۔

۵۲۔ عرق پیاز کچھ گرم کر کے کان میں ڈالنے سے اوجھا سننے کان

میں مین کرنے کان میں درد ہونے کان سے چھنے وغیرہ کی بیماریاں ضرور آدم ہوتی ہیں

۵۳۔ عرق پیاز اسی کے عاب میں ملا کر آگ پر پکا کر کان میں پکائے سے

کان کا درم دور ہو کر آرام ہو جاتا ہے۔

۵۴۔ عرق پیاز گرم کر کے کان میں پکائے سے کان کے کپڑے مرنے

اور درد دور ہو جاتا ہے

۵۵۔ تخم پیاز ۳ ماشہ۔ اجوائن ۶ ماشہ ان دونوں کو مشل مٹا کر کے چار کچے

پیا سفید ہے۔ اس سے دانت کے کپڑے مرنے ہیں اور دانت کا درد دور ہو جاتا ہے

۵۶۔ تخم پیاز اور عرق پیاز ۱۵ دونوں چیزیں شہوت کو بڑھاتی ہیں۔

۵۷۔ سفید پیاز۔ یودھ عرق اور کس میں ذرا سی بینگ ڈال کر پلانے سے

سے مریض کو آرام ہو جاتا ہے

۵۸۔ پیاز کو باریک پیسکر کر کے تلوے پر لگانے سے سرد درد دور ہو جاتا ہے

۵۹۔ عرق پیاز کو ایک ایک ٹوند بار بار ناک میں پکائے سے بھوشی درد ہو جاتی

۶۰۔ جہاں بال گر گئے ہوں کپڑے سے خوب رگڑ کر پیاز اور شہد ۱۵ روزہ

## جڑواں لڑکے

از حباب اکا روپ گیتا

بہت ہی پرانے وقتوں کی بات ہے کہ جڑیج نام کا ایک برہمن ہوتا تھا جس کے ایک بیٹے سے گاؤں میں رہتا تھا۔ جڑیج نہایت نام کا برہمن تھا۔ وہ کبھی بھی برہمنوں کے سے کام نہ کرتا تھا۔ جڑیج ان انسانوں میں سے تھا جو کھوٹے کے بہت شوقین ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ہمارے پڑوسی کے مکان میں رہتا تھا۔ راستہ بہت ہی آرام سے تھا۔

ایک سال پہلے جڑیج ایک مکان میں رہتا تھا۔ اتفاق سے اس جڑیج کی بیوی کے بطن سے دو بڑواں بچے پیدا ہوئے۔ دونوں بچوں کی صورت بالکل ایک ہی تھی۔ باپ نے دونوں کا نام چندیشیکر رکھا۔ اب یہ بچے بڑے عیش و آرام کے ساتھ ایسے دن گزارنے لگے۔ دس ہندو دن بعد قریب کے مکان والی بھکان کے یہاں بھی بڑواں بچے پیدا ہوئے۔ جڑیج نے کچھ دیر دیکھ کر ان سے ان دونوں مشکل بچوں کو لے لیا۔ ان دونوں کا نام اس نے بھوندو رکھا۔ بچے بھوندو کو بہت پسند کر لیا۔ اور بھوندو کو چھوٹے چندیشیکر کا نام رکھا دیا۔

پانچ سال یہ سب لوگ آرام سے مکان میں رہے۔ جڑیج غنیمت کر کے اپنی بیوی کا دونوں لڑکوں کا اور دونوں بھوندوں کا اور اپنا بہت بڑا ہوتا تھا۔ اب جڑیج نے کچھ دیر جمع کر لیا۔ جڑیج نے اب اپنے وطن بنگال آ کر آباد کیا۔ اس نے یہاں کر کے رہا اور معہ بیوی بچوں کے ہمارے سواریوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہو گیا۔ کچھ راستہ تو بہت اچھی طرح طے ہوا لیکن بعد میں مان آئے لگا۔ جہاز ایک چٹان سے ٹکرا گیا اور ڈوبنے لگا۔ انھوں نے ایک کشتی پانی میں ڈالی اور اس پر چڑھ کر روانہ ہوئے۔ غریب وادھج کیا کرنا۔ اس کی عقل ہی کام نہ کرتی تھی۔ مگر اس کی بیوی غنیمت سے اس نے ایک تربیب بنائی جسے جڑیج نے مان لیا۔ جہاز پر ایک مستول تھا۔ جڑیج نے اس کے ایک کمرے پر اپنی بیوی اور بڑے چندیشیکر اور اس کے ملازم بھوندو کو باندھ دیا اور دوسرے کمرے پر اپنے کو اور چھوٹے چندیشیکر اور اس کے خدمتکار کو باندھ دیا۔ ستور سمندر میں ٹھیک طرح جا رہا تھا۔ دوسرے دن طوفان رگ لگا اور پھر سمندر دیکھا ہی نہیں دیکھا۔ غنیمت نے لگا لگا لوگوں نے بن کا کنارہ بھی دیکھا۔ یہ لوگ اپنے کو بہت خوش نصیب سمجھنے لگے۔ جڑیج اور اس کی بیوی بہت ہی خوش تھے۔ قسمت میں ہو کچھ

سے وہ مستول ایک چٹان سے ٹکرا گیا اور بیچ میں سے ٹوٹ گیا۔ اب آدھا حصہ ایک طرف بیٹے لگا اور آدھا دوسری طرف خوش قسمت جڑیج نے ایک چھوٹے کی کشتی دیکھ لی۔ چھوٹے نے جڑیج اور دونوں چھوٹے لڑکوں کو کشتی میں چڑھا لیا۔ اس نے ان دونوں کا ایک جہاز آیا۔ جڑیج کی بیوی اور دونوں لڑکوں کو دوسرے مستول سے کھول کر جہاز پر بٹھا کر روانہ ہو گیا۔

چھوٹوں کی کشتی پر چڑھے ہوئے جڑیج نے یہ سب دیکھا۔ مگر وہ کیا کر سکتا تھا۔ غلطی دیر میں وہ جہاز جڑیج کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

چھوٹوں کی کشتی لہریں آہستہ آہستہ ایک گاؤں میں پہنچ گئی۔ یہاں چھوٹوں نے جڑیج کو کشتی سے اُتار دیا اور اپنے گاؤں چلے گئے۔ جڑیج اس گاؤں سے چلکر مدورا پہنچ گیا۔ یہاں پر اس نے حکومت میں ملازمت کر لی اور چند سال نہایت آرام سے گزارے۔ مگر جڑیج کو اپنی بیوی اور بچوں کی یاد عیشہ ستا رہی تھی ایک دن چندیشیکر نے جواب جو ان ہو گیا تھا۔ اپنے باپ سے اسی کا سبب پوچھا۔ باپ نے سب حال لڑکے کو سنا دیا۔

اب بیٹے نے اپنی ماں کو تلاش کرنے کا حکم ارادہ کر لیا اور باپ کے رشتے برہمن نہ رہ کر اور اپنے نوکر بھوندو کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ بیٹے کے جانے پر باپ کا دل ٹوٹ گیا اور وہ بھی اپنے بچے کی تلاش میں نکل پڑا۔ پانچ سال تلاش کرنے کے بعد جڑیج کی کشتی کے دارالحکومت میں پہنچ گیا اس وقت کلنگ اور بنگال میں جنگ ہو رہی تھی کلنگ کے راجہ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ بنگال کا کوئی بھی انسان اگر کلنگ میں آ جائے تو اسے فوراً مار ڈالا جائے۔

یہ ہزار روپیہ دینے پر چھوڑ دیا جائے۔ کلنگ میں پہنچے ہی بیچارہ جڑیج اس حکم سے بے خبر ہوئے۔ کلنگ کے باعث بکرا لیا گیا۔ اور کلنگ کے راجہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ راجہ کے دریافت کرنے پر جڑیج نے راجہ سے اپنا تعارف سے آخر تک سب حال کہہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ اب میں زندہ رہنے کا خواہاں نہیں ہوں۔ جڑیج کی دروہری کہانی سن کر راجہ کو بھی افسوس ہوا۔ مگر قانون کے باندھ ہونے کے باعث راجہ اس کو معاف نہ کر سکے۔ لیکن انھوں نے اسے دوسرے دن کی شام تک کیلئے زندہ رکھا۔ اور کہا کہ تم سارے شہر میں گھوم کر اپنے کسی دوست سے ایک ہزار روپیہ منگا کر اپنی حفاظت کرو۔

طرف روانہ ہو گیا۔  
جب بھوند و گھر پہنچا تو مالک نے پوچھا کہ تو اپنے مالک  
چندر شیکھر کو کیوں نہیں لایا۔

بھوند نے جواب دیا۔ میرے خیال میں آقا پاگل ہو گئے ہیں  
نے کھانے کھائے ان سے کہا تو بھوند نے مجھ سے کچھ پیسوں  
کے لئے پوچھا اور یہ بھی کہا کہ میری کوئی بیوی نہیں اور جب  
نے گھر چلے تو کہا تو اٹھوں نے مجھے خوب مارا۔

اس کی مالک نے ڈانٹ کر اسے پھر سے بھیجا اور خود اپنی بہن  
چندر شیکھر کی تلاش کو چلائی۔

اتنے میں چھوٹا چندر شیکھر بوتل پہنچ گیا اور وہاں اپنا  
کو دیکھ کر پوچھا کیا اب تو پھر مذاق کر رہے گا۔

بھوند بولا۔ میں نے تو اب سے کوئی مذاق نہیں کیا اور  
بوتل سے آدھیں ماہری بن گیا۔

چندر شیکھر نے بھوند کو پھر مذاق کرتے بھکر خوب مارا۔

اتنے ہی میں ملا اور اس کی بہن بوتل کے دواڑہ پر

گئیں وہاں چھوٹا چندر شیکھر اور چھوٹا بھوند دو کھڑا تھا۔ ان کو  
کھانا بولی آپ کو کیا ہو گیا ہے گھر کیوں نہیں چلے گئے۔

چندر شیکھر متعجب ہو کر بولا۔ خاتون مجھے اس شہر میں آنے  
صحت دو گھنٹے ہوئے ہیں۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔

کھانا کی بہن بولی۔ چندر شیکھر تم کو ایسا نہیں سمجھا پائے  
نے تم سے کھانے کے لئے ضرور کہہ دیا ہو گا۔

بھوند بولا۔ میں نے ہاں

کہا ہوں۔ ہاں میں نے بھوند کو پوچھا تھا اس نے لوٹ کر کہا  
کہنے لگے کہ میں آپ کی بیوی نہیں ہوں اور آپ نہیں چلیں گے۔

چندر شیکھر کیوں بھوند تم نے ان خاتون سے بات کی تھی  
بھوند نے کہا میں نے اپنی زندگی میں کبھی ان سے بات نہیں کی

لیکن چندر شیکھر کو پہلی بات معلوم تھی تو چندی چندر شیکھر کے  
نے اس سے کہی تھی۔ چندر شیکھر نے سمجھا کہ اس سارے واقعہ

میں اس کے لازم بھوند کا ہاتھ ہے۔

چندر شیکھر نے کہا۔ جتنا کہ یہ عورت تیرا نام بھوند اور میرا  
چندر شیکھر کیسے جانتی ہے اور یہ کیا بات ہے کہ تو نے مجھ سے پہلے  
کے لئے گھر چلنے کو کہا تھا۔

بھوند۔ میرے خیال میں یہ جادوگر والے کا ملک معلوم ہو۔  
کھانا بھوند جا اور دوسرے نوکر سے کھانا لگائے کے لئے

دے۔ اور سوامی آپ بھی کھانے لیتے ہیں۔ ہم کو یوں بھی کافی درپونہ  
چندر شیکھر اور بھوند اپنے کو جادو میں جھنسا دیکھ کر کھانا  
ماہر چلے گئے۔ گھر پہنچ کر کھانا بھوند کو گھر کے دروازہ پر کھڑا

بھوند سے بھگن چڑھنے لگی اپنی زندگی سے بائوس ہو کر اور بہت  
علین دلول ہو کر مرنے کی ٹھان لی اور یہ سمجھ کر کہ یہاں کوئی بھی میرا  
دوست نہیں ہے رو بہ جھج کرنے کی کوشش ہی نہ کی

اب ہم اپنے قارئین کی توجہ اس ڈاکوؤں والے جہان کی طرف  
مبہ دل کرتے ہیں جس کے لئے ہمارے قاری خاص مشتاق ہوں گے

وہو اس جہاد کو کلنگ نے گئے۔ ہاں کنارت پر چڑھنے کی بیوی  
کو آنا کہ چندر شیکھر اور ملازم بھوند کو راجہ کے ایک عزیز بہ سالار کے

ماہر فروخت کر دیا۔ بہ سالار نے ان کی اچھی طرح پرورش کی تھی  
جوان ہوئے پر چندر شیکھر نے بہت قابلیت دکھائی اور دیہیت و جہر

وہ نوجوان ایک اچھے عہدے پر فائز ہو گیا اس وقت بھی بھوند  
اسکا ملازم تھا۔ چندر شیکھر نے کھانا نامی ایک عورت سے شادی کر لی

اور آرام سے رہنے لگا۔

جس دن چتر چھ کھنڈ کے دے حکومت میں داخل ہوا اسی  
دن چھوٹا چندر شیکھر بھی اسی شہر میں آیا اور ایک تاجر کے پاس

بٹھ گیا تاجر نے اسے بتلایا کہ وہ اپنے کو بنگالی نہ بتلائے۔

دوسرے دن چھوٹا چندر شیکھر اپنے ملازم بھوند کو لیکر تاجر کے  
گھر سے نکل کر عہدہ کی سیر کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ گھر سے نکلنے ہی

بھوند نے چندر شیکھر کے بھوند کو کچھ دام دے کر ہوٹل بھیجا اور کہا کہ  
تو وہاں پر کھانا تیار کرو اور میں کچھ کھوں کہ کھانے کے وقت وہاں آنا پوچھا

گھر سے نکلنے کے چھوٹی ہی دیر بعد چھوٹے چندر شیکھر نے  
پھر بھوند کو کوٹھتے ہوئے دیکھا یہ بھوند اس کا ملازم نہیں تھا

بلکہ بڑے چندر شیکھر کا ملازم تھا۔ دونوں چندر شیکھر اور دونوں  
بھوند اس کی صورت نہ آواز وغیرہ بالکل ایک ہی تھی چھوٹے

چندر شیکھر نے حیرت سے پوچھا کہ وہ اپنی جگہ کیسے آگیا۔ بھوند نے  
پوچھا تو چندر شیکھر کو بڑا چندر شیکھر یعنی اپنا آقا سمجھتا تھا کہ آقا

آپ کو دیر ہو گئی ہے اور آپ کی بیوی آپ سے سخت ناراض ہیں  
اگر آپ ابھی گھر نہ چلے تو غارتخاں ہو جائے گا۔

بھوند نے کہا کہ میں نے جو پیتے دے تھے اس کا  
تو نے کیا کیا۔

آقا کہا آپ کا مطلب اس دس آٹوں سے ہے جو آپ  
نے بیچے پرسوں دے تھے۔ وہ پیتے ہیں نے دوزی کو دے دیئے۔

اسے بھوند تو نے ان پیسوں کا کیا کیا۔

اب بھوند نے کہا کہ آپ کی بیوی آپ کو کھانے کے  
لئے بلا رہی ہیں۔

چندر شیکھر بھوند کو مذاق نہ کر رہا تھا اور اسے  
ان پیسوں کا حال بھیک نہ بتلانے کی وجہ سے خوب مارا۔ بھوند

وقتہ پا کر اپنی مالک کے پاس بھاگ گیا اور چندر شیکھر بھی ہوٹل کی

نکسی تو بھی لکھ کے اندر نہ لکھنے دینا اور دروازہ بند رکھنا جیسے ہی چند رشیکھر کھانے کے لئے بیٹھا ویسے ہی دروازے کے باہر آگلا کے اصلی مشورہ۔ فوجی چند رشیکھر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

اتنے میں ہی فوجی چند رشیکھر کا ایک دوست جسے چند رشیکھر نے پر بلایا تھا، آگیا۔ چند رشیکھر اس سے بولا دوست اس شیطان بندو نے شراب پی لی ہے۔ جب یہ بھے جانو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے پیٹھ پیٹھ دیں ہوں جب مارا اور کہا کہ میری کوئی بیوی نہیں ہے۔ کچھ پیوں کے لئے پوچھا۔ اس لئے میں نے اسے مارا تو تنگ ہی کیا۔ بہت چلائے بر بھی دروازہ۔ کھلا تو فوجی چند رشیکھر دوسرے رموں تو ڈانٹتے۔ لگا۔ اس آواز کو جب کھلائے سنا تو وہ دروازہ کی اور پوچھا کہ کون ہے۔

فوجی چند رشیکھر نے کہا: میں چند رشیکھر آگیا ہوں۔ دروازہ

دلو۔ کھلائے سوچا کہ شیطان لڑکے بہ کہہ رہے ہیں یا کوئی بد معاش، کیونکہ چند رشیکھر تو اندر ہیں۔ اس نے کہا "جھاگ جاؤ چند رشیکھر لڑ رہیں۔"

جب فوجی چند رشیکھر نے یہ سنا تو وہ بڑا اور وہ ایک دوسری عورت پاس چلا گیا۔

جب چند رشیکھر اور بھونڈو نے فوجی چند رشیکھر کے یہاں کھانا لیا تو وہ گھر سے روانہ ہوئے۔ باہر جا کر چند رشیکھر نے ہادوگروں تک سمجھ کر بھونڈو کو ایک گاڑی وائے کے پاس کٹنگ کے باہر کس سرے شہر میں ان کو لے جانے کے لئے بھیجا۔ اتنے میں ہی ایک سارہ یہ اہوا چند رشیکھر کے پاس آیا آپ نے جو اپنی بیوی کھلا کے لئے مٹی بڑائی تھی وہ لے لیجئے۔

چند رشیکھر نے وہ انگوٹھی لینا منظور نہ کی تو سارہ نے اسے زبردستی پا۔ چند رشیکھر نے اسے اس انگوٹھی کے پاس بچے دیئے لیکن سنائے مجھے کچھ جلدی تھی ہے۔ جب پھر میں گئے تو دے دینا۔

سنا جلدیا۔ راستے میں کسی ہمارے سارے اپنا قرض مانگا۔ اتنے میں ہی سارہ نے فوجی چند رشیکھر کو دیکھا جو دوسری عورت کے ساتھ کھانا کھا کر بازار میں ٹہل رہا تھا۔ سارہ نے انگوٹھی کی قیمت مانگی۔ رشیکھر نے کہا: مجھے تم نے انگوٹھی نہیں دی میں تمہیں کس بات کی قیمت دینا۔ سارہ نے سوچا کہ فوجی چند رشیکھر جھوٹ بولتا ہے اور سو یہ نہیں دینا۔ اس نے پولیس کو بلا کر فوجی چند رشیکھر کو گرفتار کر دیا کیونکہ اس اس کے روپے نہیں دیئے۔

یہ اتنے میں چند رشیکھر کا ملازم بھونڈو فوجی چند رشیکھر کو ملا۔ بھونڈو کہا: مالک ایک گاڑی ابھی جانے والی ہے۔ تمہارا مالک ہو گیا ہے۔ ہاں کھلا سے پاس روپے لا۔ چند رشیکھر نے کہا۔

یہ چارہ بھونڈو کھلا سے پاس روپے لیکر لوٹا تو اس کا اصلی مالک چند رشیکھر ملا۔ اسے بھونڈو نے وہ روپے دیدیئے۔ چند رشیکھر کو پورے بین ہو گیا کہ یہ ملک جادوگروں کا ہے کیونکہ اتنی دیر میں کتنے ہی لوگوں نے اسے سلام کئے۔

کھلا نے بھونڈو کو پاس روپے دیکر اپنی بہن لایا اور فوجی چند رشیکھر کو پاگل سمجھ کر اس کی تلاش کو نکلی۔

مختصری دیر میں وہ فوجی چند رشیکھر کے پاس پہنچی۔ وہاں اس نے سارہ کو پاس روپے دیتے اور فوجی چند رشیکھر اور ملازم بھونڈو کو پاگل سمجھ کر وہاں سے حواسے کیا اور آپ گھر چلی۔ راستے میں اس نے چند رشیکھر اور بھونڈو کو کسی آدمی سے راستے دیکھ کر سوچا کہ پھر فوجی چند رشیکھر دیکھ کے پاس سے جھاگ کھڑے ہوئے یہ کھلائے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ فردوز کو باندھ کر گھر لے چلو۔ چند رشیکھر اور بھونڈو یہ سونکر اب نہ جانے ہمارا کیا حال ہوگا، جھاگ کھڑے ہوئے اور قریب میں ایک مندر دیکھ کر اس میں ٹھس گئے اور اندر سے دروازے بند کر لئے۔

بہت سے لوگ باہر کھڑے ہوئے تھے۔ ایک بھارن مندر سے نکلی۔ اس نے ہمایہ تم نے کیا کر رکھا ہے۔ میں ان دونوں کو نہیں جانے دوں گی۔

کھلائے کہاتیں اب کیا کروں۔ میں اب ابھ صاب سے فریاد کروں گی۔

اس وقت شام ہو گئی تھی اور کٹنگ کے راجہ چتر بھج و لکھنویا گھر کی طرف جارہے تھے۔ راجہ کے پیچے فون تھی اور ایک جلاوا اپنی جہتی ہوئی کھوار لئے جا رہا تھا۔

کھلا انصاف کے لئے دوڑا کڑی اور راجہ کو روک رکھا جان کی شکایت کی۔ فوجی چند رشیکھر اور بھونڈو بھی دیئے کے پاس سے بھاگ آئے اور اس دن کی ساری باتیں کھلا کی شکایت کی۔

جب چتر بھج نے فوجی چند رشیکھر کو دیکھ تو اسے پانچ سال پہلے کا پچھرا ہوا بیٹا سمجھ کر جہ سے کہا اب مجھے ایک دوست مل گیا جو آپ کو ایک ہزار روپہ دیدیگا۔ مگر فوجی چند رشیکھر نے جو اپنے باپ سے پانچ سال کی عمر میں پچھرا گیا تھا کہا کہ وہ چتر بھج کو نہیں جانتا۔

اتنے ہی یہ بھارن مندر سے چند رشیکھر اور بھونڈو کو لیکر آگئی۔

اب معاملہ صاف ہو گیا۔ جو یہاں چند رشیکھر اور جوڑواں بھونڈو پاس پاس کھڑے تھے۔

چتر بھج کی خوشی کا کوئی تمکنا نہ ہی نہ تھا کیونکہ وہ بھارن اسکی ہی کھوئی ہوئی بیوی تھی فوجی چند رشیکھر نے بڑی خوشی سے ایک ہزار روپہ دے کر اپنے باپ کو کھرا جانا لیکر راجہ کے کمال ہا باقی روپے لے کر چتر بھج کو بھیج دیا۔

چند رشیکھر نے کھلا کی بہن سے شادی کر لی۔ چتر بھج معدی بیوی رکھوں اور بیویوں کے ساتھ عیش کے ساتھ رہنے لگا۔

# ہمارے جانور



## مویشیوں کی تندرستی

از جناب عاکر ریش ران صاحب

گر ہمارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہیں رنگ نیلا پڑ رہا ہے اکھال کھردری سی ہو رہی ہے۔ دم بلاسے میں بھی جسے تکلیف معلوم ہوتی ہے ایسا مویشی یقیناً بیمار ہوتا ہے۔ پورے تندرست مویشی کھونٹے سے کھلتے ہی قلا نہیں بھرتے ہیں۔ دوسرے جانوروں کے پاس سے گزرتا دیکھ کر اُسے مارنے کو دوڑتے ہیں۔ بدن پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتے اور نہ اس کا پیٹ شہرے لالوں یا جاما جنوں کی طرح چھوا ہوتا ہے نہ غریب چارن کی طرح ریڑھ کی ہڈی سے چپکا ہوتا ہے۔

لیکن ہمارے ملک میں آج کل دو ہی قسم کے مویشی دکھائی دیتے ہیں ایک تو تنہا کے چوہوں جیسے جسم والے اور دوسرے او دھلی کسانوں کے پیسے بڑی اور کھال کے ڈھانچوں والے پہلی قسم کی گائے بھینسیں زیادہ شہروں میں ہوتی ہیں اور دوسری قسم کی دیہات میں۔ دراصل ان دونوں کا شمار تندرست مویشیوں میں نہیں ہو سکتا۔ شہر دل میں گھوسی اور گواں کے پاس جو گائے بھینسیں ہوتی ہیں وہ بظاہر تو تندرست نظر آتی ہیں لیکن وہ دراصل اُس میں کسی طرح بیمار ہوتی ہیں جسے وقت پر بھوک نہیں لگتی اور کھانے کا قدرتی ذائقہ جسکے لئے بیکار ہوتا ہے۔ سیر آدھ سیر خوراک بیٹ میں ڈالنے کے لئے جسے متعدد دکھٹی میٹھی اور پیٹھی دیل بے میل چیزوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جس کا پیٹ برابر بڑھتا جاتا ہے اور قدرتی چھپرہ اپن برابر کم ہوتا جاتا ہے۔

ایک رانی بڈتا میں یا سیٹھانی کا بیمار ہو جانا ہمارے لئے اتنا مضر نہیں جتنا ایک گائے کا کیونکہ انسان کو تندرست بنانے کے لئے دودھ امرت اور آب حیات کا کام دیتا ہے اور ہمیں دودھ دینے والی گائے بھینسیں ہی بیمار ہو جائیں تو یہ کتنی نقصان دہ بات ہوگی۔ اسی خیال سے قدیم زمانے میں گائے کو اتنا اونچا مرتبہ دیا تھا۔

جس ملک کے باشندے اپنی ہی صحت پر توجہ نہ دیتے ہوں ان سے اسد کرنا فضول ہے کہ وہ اپنے مویشیوں کی تندرستی کا خیال رکھتے ہوں گے۔ یہی سبب ہے کہ امریکہ اور آسٹریلیا جیسے ملکوں میں جہاں ایک ایک گائے ڈیڑھ ڈیڑھ من دودھ دیتی ہے وہاں ہندوستان میں ۱۰ امیر دودھ دینے والی گائے بھی بہت زیادہ دودھ دینے والی سمجھی جاتی ہے۔ کچھ لوگ کہیں گے کہ دودھ کا تعلق خوراک سے ہے نہ کہ تندرستی سے۔ لیکن بات ایسی نہیں ہے۔ اچھی خوراک سے اچھی تندرستی گائے بھینسوں کے زیادہ دودھ دینے کے لئے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ مثال کے لئے دو ٹیکیاں موٹی گائیں منتخب کیجئے اور پھر ان کے پٹھوں کی کھال کو چٹکی بھر کر پھینچئے۔ جس کی کھال پھینچنے میں ڈھیلی معلوم ہو اُسے سمجھ لیجئے کہ وہ دوسرے کے مقابلہ میں کم تندرست ہے اور یہ بھی طے ہے کہ وہ اپنی ساتھی تندرست گائے کے مقابلے میں دودھ بھی کم دیتی ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ کون سا جانور جوان اور تندرست ہے کسی ملحدہ شناخت کی ضرورت نہیں ہے جس طرح ہم ایک جوان اور تندرست انسان کو پہچان لیتے ہیں اُسی طرح گائے، بٹائوں اور علاماتوں سے مویشیوں کو بھی پہچان سکتے ہیں جس کے جسم میں چستی اور تیزی ہے جس کا جسم سڈول اور مضبوط ہے، ہر ایک عضو تندرست ہے، آنکھوں میں نور ہے، بچے بھوک خوب لگتی ہے، جو سردی گرمی اور بارش کو برداشت کر سکتا ہے ایسا انسان تندرست سمجھا جاتا ہے بس یہی شناخت مویشیوں کی بھی ہے۔

جس مویشی کے کان لٹکے ہوئے ہیں آنکھ اور ناک سے پانی



ہے اور کاچھی سنگھاڑے بوتاہے۔ پانی ہی کی طرح مویشیوں کا چارہ بھی ہوتا ہے۔ اس میں بھی تلی اور کتوں کو پھینکنے کی پوری آزادی ہوتی ہے۔ گردوغبار کا تو ذکر ہی کیا، مویشی خانے گوبر اور پٹیاہن سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ مویشیوں کی عمر کم اور صحت خراب رہتی ہے۔ یورپ اور امریکہ جیسے ملکوں کے چارے کے لئے موسموں کے مطابق انتظام کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کون سے چارے سے مویشی کو رغبت ہے اور کون سا چارہ اُنکے مویشیوں کی صحت کو بڑھانے میں معاون ہوتا ہے۔

یہاں ہندوستان میں دودھ بڑھانے کے لئے مویشیوں کو گائے بھی بنوں کے لئے سانی ادا دیا اور بولے دیتے ہیں لیکن ان چیزوں کو دینے وقت اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ چارے مویشیوں کے لئے ان میں سے کون سی خوراک زیادہ مفید ہے اور اس سے استعمال اس کی صحت پر کیسا اثر پڑے گا۔ شہروں کے گھوڑی اور گوسے دودھ کے زیادہ خواہاں ہوتے ہیں لیکن ان کے پیشوں کی عمر بھی اسی قدر کم ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ مویشیوں کی فطرت کے مطابق چارے تو انھیں گھاس اور نباتاتی چارہ زیادہ مقدار میں لیکن گھوڑی اور گوسے انھیں روغنی چارے اور نکلے دیتے ہیں۔ شہر کے مویشیوں کی تندرستی خراب ہونے کا ایک سبب ان کا اٹھوں پر کھونٹے پر بندھا رہنا بھی ہے۔ ہانڈ محنت سے چھارتا رہتا ہے اور ٹیٹے بیٹے سستی آہی جاتی ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان۔

یہ باتیں ہیں جن پر ہر ایک ایسے انسان کو غور کرنا چاہئے جو مویشیوں سے ہمدردی رکھتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا ہے کہ اچھی صحت والے مویشیوں سے قوم کی قوت اور روپیہ دونوں کی ترقی ہوتی ہے۔

ہمارے ادیب آج کل زندہ ادب کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانی زندگی کو ترقی دینے میں مویشیوں کا ہمیشہ تعلق رہا ہے۔ تبھی تو ہمارے رشی گایا کرتے تھے۔ اسے اندر! ہمارے گایوں کی حفاظت کر۔ ہماری بھڑا کو چراسے والوں کے پیچھے لگا دے۔ چراگاہوں میں دوند کو مت گھسنے دے۔ ہمارے مویشی خانوں میں اُجالا لکڑی صاف ندیوں کے کنارے سے ہمیں ہٹانے والوں پر تہ نازل اور انھیں عارت کر دے۔

اپنی اور جانوروں کی تندرستی کی طرف سے اتنی لاپرواہی آخر ہندوستانیوں میں پیدا کیوں ہوتی؟ ہمارے سامنے یہ سوال خور طلب ہے۔ بات یہ ہے کہ ہندوستان میں عیسوی سنہ کے وسط میں اس قسم کے خیالات بہت سرعت سے پھیلے کہ یہ دنیا فانی ہے۔ جسم مٹی کا بنا ہوا ہے اسے مٹی ہی میں مل جانا ہے۔ اسے ساتھ تھوڑی لے جانا ہے۔ یہ تو چند دن کے لئے ہے۔ بیماری اور تندرستی اور تمکد تک سب قسمت سے ہوتے ہیں۔ اس قسم کی زندگی ہندوستانیوں کو بلند حوصلوں سے تو دور پھینک ہی دیا ساتھ ہی انھیں اپنے خاکی جسموں کو صاف اور تندرست بنانے کی خواہشات کی طرف سے لاپرواہ کر دیا۔ انسان جب اپنی سی طرف سے بے فکر ہو جائے تو وہ جانوروں ہی کی زندگیوں کی طرح رہنے لگا۔

ہندوستانیوں کے مویشیوں کی طرف سے لاپرواہ ہونے کا ایک اور بھی سبب ہے۔ وہ یہ کہ کچھ الفاظ اور ناموں کو اس نے ضرورت سے زیادہ متغیر سمجھ لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن ناموں والی چیزوں کے ساتھ خواہ وہ جانور ہی کیوں نہ ہوں، انسان کا سلوک سخت اور غیر منصفانہ ہو گیا۔ مثال کے لئے اپنے ہی جسم کے پیشاب دپا خانہ کے اعضا کو ہی پیچھے۔ ناک، کان اور ہاتھوں کے مقابلے میں ان کی صفائی پر بہت کم توجہ کی جاتی ہے جس ناپاک پانی سے آپ نہ اندازہ نہ کریں دھوئے اس سے آبدست لے لیتے ہیں کوئی سمجھتا نہیں سوس کر کے۔ دیہات میں تو اس پانی سے بھی آبدست لے لیتے ہیں جسے وہ گندہ اور مڑا گلا لیتے ہیں۔ ان سے جب کہو کہ ناپاک اور گندے پانی سے آبدست کیوں لیتے ہو وہ کہیں کہ نہ یہ جگہ بھی تو گندی ہے۔ حالانکہ چاہئے کہ جو چیز جتنی ہی مٹی اور گندی ہو اسے اتنے ہی صاف اور پاک پانی سے دھو یا بھی جائے۔ لفظ جانور کو بھی عام غور پر لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گالی گلوچ میں ایک دوسرے کو ذلیل ثابت کرنے کے لئے جانور نکالتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جانوروں کے کھانے پینے کی چیزوں اور ان سے رہنے سہنے کی جگہوں کی صفائی پر ذرا بھی توجہ نہیں دی جاتی۔ دیہات میں مویشیوں کو عموماً اُن گدھوں میں بھرا ہوا پانی ہمیشہ پلا یا جاتا ہے جو برسات میں کھیتوں اور گلیوں کی گندگی کو سمیٹتے ہوئے بھر جاتے ہیں اور جن میں جاڑے کے دنوں میں ٹھنڈا اور گرمی کے دنوں میں گرم پانی بھرا ہوتا ہے انھیں میں دھوبی کپڑے دھوتا

# انگلینڈ کی موجودہ زندگی

(از جناب میجر جنرل سولس ورتہ)

ملک میں سرکاری ہوٹل بھی کھلے ہیں جو برٹش ریسٹورانٹ کہلاتے ہیں۔ برٹش ریسٹورانٹ میں صرف تین پیس یا ایک شلنگ میں کام چاہئے ہے۔ لیکن پینے کی طرح انوار ۹۰ قمار کے کھانے نہیں ملتے۔

دو دو، انڈیا، کھن، ارجیٹینی کی کما ہے۔ بھنے ہوئے انڈیا اور جو صبح ناشتے کے لئے ملتے تھے بہت دنوں تک نہ دیکھا دیکھا۔ مختلف شہروں میں راتنگ اسٹیو کے پٹا پٹا جو کھن میاں ہے وہ اصلی نہیں نکلی ہوتا ہے۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ جو اصلی کھن ہوتا ہے زمانے میں برا سمجھا جاتا تھا اب بغیر کسی عذر کے قبول کر لیا جاتا ہے پھلی کا ملنا بھی غیر یقینی رہتا ہے کچھ ۵۰۰ کھائی دیتے ہیں۔ نہیں۔ اس کے برعکس تازہ پھل اور ساگ سبزیوں کو دیا جاتا ہے شراب اور اسپرٹ اب صرف امیروں کے استعمال کو چیز ہوتی ہے۔ ہاں جو کی بی بی ہوتی شراب ابھی باغراط ملتی ہے۔

کپڑوں اور سوزوں کا مذا بہت مشکل ہو گیا ہے کہ نہ کو پتوں کی نقد اور روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور بغیر کو پتے کے کپڑے خریدے نہیں جاسکتے۔ کام چلاؤ کپڑے کافی سستے ملتے ہیں اور بہت سی عورتیں ان سے کام چلائے لگی ہیں۔ لیکن زیادہ ہفتے کپڑوں کی اب بھی بہت مانگ ہے اگرچہ یہ کپڑے اب تیزی سے آتے ہیں۔ دوکانوں سے غائب ہوتے جا رہے ہیں۔ سوزوں کی کمی کے باعث عورتوں میں پیروں کو کھلا رکھنا اب فیشن میں داخل ہو گیا ہے سو چیز کو صاف کرانا یا مرمت کرنا بہت مشکل ہے اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اس لئے لوگ جو کچھ رہتا ہے اسی سے کام چلاتے ہیں۔ اگر کپڑا تھوڑا سا پھٹ گیا ہے تو پیوڑ لگا کر پینے میں بھی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ سردیوں میں ایسے کپڑے کوئی نہیں پہنتا تھا۔ اسے غریبوں اور بھکاریوں کو دیدیتے تھے۔

گھروں، ہوٹلوں وغیرہ کے نوکروں اور ریلوے قلیوں کی بہت کمی ہو گئی ہے۔ ان کا مذا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اب ہر شخص کو زیادہ تر اپنے کام خود اپنے ہاتھوں ہی سے زیادہ کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن کام سب لوگ خوشی سے کر لیتے ہیں۔ اس سب کا اور کپڑوں کا مسئلہ سوسائٹی پر مسادات کا گہرا اثر ڈال رہا ہے۔

## سفر کی مشکلات

سفر کرنا آج کل ایک دوسرا مشکل سوال ہے۔ بوڑھوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے سہولیات بچوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ سفر

چار سال کے بعد ابھی میں انگلینڈ سے لوٹا ہوں اور اس عرصہ میں ملک جنگ میں اٹھ گیا تھا۔ جب میں ہندوستان میں تھا تو اکثر سوچتا تھا کہ انگلینڈ میں لوگ کس طرح زندگی گزارنے جوئے کیا تبدیلیاں ہوئی ہوں گی۔ اب چند ہفتے یہاں رہ کر میں نے اپنی آنکھوں سے یہاں کے لوگوں کی زندگی دیکھ لی ہے اور میں نے جو رائے قائم کی ہے اسے مندرجہ ذیل سطور میں ظاہر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ شاہو ہندوستان کے میرے بہت سے دوست اسے دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے۔

پہلی چیز جس نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا وہ یہاں کا موسم تھا۔ مگر ابھی نصف بھی نہیں گزری پھر بھی سردی پڑتی ہے اور پانی برساتا ہے۔ بھائی آب دھوا کو ہنڈا ابھی تک نہیں بدل سکا ہے اور نہ اس بات کا کوئی امکان ہی رہ گیا ہے کہ وہ اسے بدل سکے گا۔

لیکن متعدد چیزیں بدل گئی ہیں۔ دیہات میں زیادہ تیل مہیا نظر آتی اور خواہ کوئی کچھ کہے لیکن میرے خیال میں تو تیل مگر میں بھی انگلینڈ دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سہانا ملک ہے۔ باغوں میں پھل اب پہلے کے مقابلے میں کم نظر آتے ہیں۔ ان کی جگہ ساگ سبزی کے پودوں نے لے لی ہے۔ گھاس کے میدانوں، پارکوں اور کنارے کنارے لگائے ہوئے پودوں کی اب ابھی طرح دیکھ بھال نہیں ہوتی کیونکہ اب اس کام کے لئے مزدور نہیں ملتے۔ پھر بھی قدرت خود اس کام میں تھوڑی بہت امداد کرتی ہے چنانچہ یہ چیزیں بھدی نہیں معلوم ہوتیں۔ سب سے زیادہ دلکش چیز جو مجھے نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں پر پہلے اور پھر بجز زمین تھی، چراگاہ تھے وہاں اب غلہ کی بکری ہوتی فصلیں گھڑی نظر آتی ہیں۔ چاروں طرف جدھر نگاہ جاتی ہے یہ کھیتی نظر آتی ہے۔ جوتی بوٹی جانے والی زمین کا رنگ بہت بڑھ گیا ہے۔

## کھانا کپڑا

زندگی کے لئے ضروری چیزیں ہیں کھانا، کپڑا، رہنے کی جگہ۔ انگلینڈ میں کھانے اور کپڑے کی راشننگ ہوتی ہے۔ رہنے کے لئے مکان اور پینے کے لئے شراب وغیرہ بہت مشکل ہو گئی ہے۔ کھانے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لوگ ہوٹلوں اور ریسٹورانٹوں میں بھی جا کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ وہاں پانچ شلنگ تک خرچ ہوتا ہے

پہل سے پہلے

نہیں تھیں پیدل چلنے والے لوگوں سے بھری رہتی ہیں اور سپاہیوں کی طرح طرح کی وردیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اوپر سیکڑوں خبار سے دکھائی دیتے ہیں جو کچھ خاص خاص رنگ کی روشنیوں میں بہت ہی دلکش معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارے اپنے فوجی اور زیادہ تعداد میں ہیں۔ فوجی ہوا باز اور بحری فوج کے طراح سب جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں ہم بارہ نوآبادیوں کے سپاہیوں کا بھی شمار کرتے ہیں۔ عہد میں بھی کثیر تعداد میں گہرے نیلے نیلے اور خاکی رنگ کی وردیوں میں نظر آتی ہیں۔ وہ مختلف زمانے اداروں سے تعلق رکھتی ہیں۔ عورتوں کی بڑی فوج کی بہت کم ممبر خواتین لندن میں نظر آتی ہیں لیکن دیہات میں وہ کثیر تعداد میں موجود ہیں حال کی فصل کی کٹائی کرنے میں انھیں سخت محنت کرنی پڑتی ہے یہ فصل بہت ہی اچھی ہوتی ہے۔

## لوگوں کے نظریے

یہ کتنا بہت مشکل ہے کہ لوگ کیا سوچتے ہیں۔ کیونکہ کچھ لوگ ایک بات سوچتے ہیں اور کچھ لوگ دوسری بات۔ چنانچہ باتیں جن کی طرف ان کی توجہ مبذول ہوتی ہے یہ ہیں۔ اول تو جنگ کی خبریں اور یہ کہ اتحادی فوجیں کس طرح رد رہی ہیں۔ دوسرے یہ خواہش کہ محوریوں کے ساتھ ہمارا فیصلہ ہو جائے اور جنگ ختم ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ جنگ کے بعد کیا حالات پیدا ہوں گے اور یورپ کی تعمیر جدید کے لئے کیا جائے گا۔

لوگ بہت زیادہ گھنٹوں تک کام کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی ایسا شخص ملے جو جنگ میں کسی نہ کسی طرح مصروف رہے ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ برطانیہ اب بھی ہوائی حملہ کے خطرہ سے آزاد نہیں ہوا ہے۔ لیکن آج اتحادیوں کی فتح اور فاشسزم کی شکست سے لوگوں میں بے حد جوش پیدا ہو گیا ہے۔ ہر شخص خوش ہے اور جانتا ہے کہ فتح آج ہر حال میں آگئی ہے۔ قوم فتح کی طرف بڑھ رہی ہے۔

کنا بہت ہی مشکل ہے۔ مسافر گاڑیاں۔ خصوصاً دور دور چلنے والی گاڑیاں بہت بھری رہتی ہیں۔ اگر کسی کو اس میں بیٹھنے کے لئے جگہ مل جائے تو اسے بہت خوش قسمت سمجھنا چاہئے۔ ساتھ میں زیادہ سامان لے کر لوگ اب نہیں چل سکتے کیونکہ قلیوں کا ملنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔ عام طور سے لوگ اتنا ہی سامان لے کر چلتے ہیں جتنی کہ مسافر خود اپنے گھر کے ساتھ لے کر چل سکیں۔ قلیوں میں اب عورتیں بھی نظر آتی ہیں جو اچھا کام کرتی ہیں۔

جنگ کے ایک نئی چیز اور پیدا کر دی ہے۔ دوکان پر چیزیں خریدنے کے لئے پس پر سوار ہونے کے لئے اور سینما تھیٹر میں ٹکٹ وغیرہ لینے کے لئے قطار باندھ کر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اس طریقہ میں بہت سی خامیاں ہیں لیکن اسے سب نے بڑی خوشی سے اپنا لیا ہے۔ یہ طریقہ اب قومی زندگی کا ایک جزو بن گیا ہے۔

لندن کے علاوہ دیگر شہروں کے بارے میں ہمیں زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ اتنے وقت میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہاں جلتی چمکتی ہوئی چیزوں کے دیکھنا آئیں گے۔ لیکن اس قسم کی کوئی چیز مجھے یہاں نہیں نظر آئی۔ متعدد شہروں پر کثرت سے بمباری کی گئی ہے اور وہی حال لندن کا بھی ہوا ہے۔ لیکن بے وغیرہ کی صفائی ہو گئی ہے ہاں۔ کہیں کہیں پر اس کے نشان نظر آتے ہیں۔ اکثر مکان غیر چھت کے نظر آتے ہیں کچھ مکان بالکل برباد دکھائی دیتے ہیں لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے اور میں سوچتا ہوں کہ دشمن کے اتنے زیادہ بمباروں نے کیا صورت اتنا ہی نقصان کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے گھنٹہ گھر کو کھڑا دیکھ کر اور بگ بین گھنٹوں کی آواز سن کر مجھے بچوں کی سی خوشی ہوتی ہے۔

لوگوں کی بھڑا اب بھی پل پر کھڑے ہو کر آبی پرندوں کو دیکھتی ہے اور ٹراٹکر اسکو آریں لوگ طوطوں کو اب بھی کھلاتے ہیں۔ ہاں وہ اب رولی نہیں کھلاتے۔ کیونکہ ایسا کرنا جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ ریجنٹ پارک کا چڑیا گھر پہلے سے بھی زیادہ مقبول ہو گیا ہے۔ کیسنگٹن کے باغوں میں پھیریں اب بھی جرتی ہیں۔ تھیٹر اور سینما گھر کچھ بچے بھرے رہتے ہیں لیکن وہ پہلے کے مقابلے میں اب پہلے بند ہو جاتے ہیں۔ سڑکوں پر لوگوں کی آمد رفت کم ہوتی ہے لیکن بسیں اور ٹیکسیاں بہت چلتی ہیں۔ زمین کے نیچے کے تہ خانے وغیرہ لوگوں سے کچھ بچے بھرے رہتے ہیں۔

# سنگھاڑے کی کھیتی

(سید ابن علی صاحب۔ بی۔ امیں سی۔ ایگریکلچرل بیٹا افسر محکمہ زراعت یو۔ پی۔ لکھنؤ)

بھر جاویں تب اس طیار شدہ بیاد کو جڑے اکھاڑ کر تالاب کے پھیرے برابر فاصلے پر جا بجا لگا دی جاوے۔ ایک بیگم تالاب کے لئے تقریباً (۱۵۰) یودے کافی ہونگے۔ جو کہ پورے تالاب میں پھیل جائیں گے

سنگھاڑے کی کھیتی کے لئے نیم کی گھلی کی کھاد بہت زیادہ پانی گئی ہے اگر نیم کی گھلی میکس پودوں کے اوپر پھیر کر دی جا تو پورے بہت جلد پھیلنے لگے رہیں۔ اور نقصان پہنچانے کی چیزوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اگر نیم کی گھلی پھیرنے کے لئے نقد پہنچانے والے کیڑے دو۔ نہ ہوں تو سب سے اچھا طریقہ یہ ایک گھڑ نانی بنا کر اسی پر بیٹھ کر سارے تالاب میں گھوم کر تہہ بنوں کو الٹ پلٹ کر ان کیڑوں کو پانی میں ملکر دے کر دیں تو پیداوار بالکل نہ ہوگی۔ ستمبر کے مہینے سے پھل آئے شروع ہیں۔

سنگھاڑے کا پھل کچا بھی کھایا جاتا ہے مگر زیادہ تر لوگ کر یا بھون کر کھاتے ہیں۔ سنگھاڑے کی کھیتی میں فائدہ آتا ہوتا ہے میکس بارش آتی ہو اور تالابوں وغیرہ میں پانی کا رہے۔ ہندو لوگ اسکو بڑے واسے دن گہوں کے آٹے کے سنگھاڑے کے آٹے کو کام میں لاتے ہیں۔

سنگھاڑے کی پیداوار تقریباً پچاس ساٹھ روپیہ تک ہوتی ہے۔ ایسے تالابوں سے ایک فاصلہ فائدہ یہ بھی ہوتا ہے سوکھ جانے پر ایک فٹ تک گہری مٹی کھود کر اگر جمع کر لی تو وہ کھاد کا کام دیتی ہے۔

بھائی موجود زمانہ میں جس طرح سے اپنے کھیتوں سے کھاتے پینے والی چیزوں کی زیادہ سے زیادہ پیداوار لینے کی ضرورت ہے اسی طرح ہم لوگوں کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ گاؤں کے تالابوں اور کڈھوں میں بھی کھانے پینے والی چیزوں کی پیداوار بڑھائی جائے۔ خواہ بصورت اجناس ہو یا پھل پھول، سبزی۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہر ایک گاؤں میں چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا یہی نہ کسی طرح کے تالاب یا پوکھریا کڈھے ضرور ہوتے ہیں جن میں برساتی پانی بھر جاتا ہے اور اپنے وقت پر سوکھ جاتا ہے۔ بہت سے گاؤں میں اس پانی سے کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا جو تالاب کھیتوں کے نزدیک ہوتے ہیں ان کا پانی سینیاں کے کام میں آ جاتا ہے اور بہت سے تالاب ایسے جڑے ہوتے ہیں کہ ان کا پانی سینیاں کا کام لینے پر بھی کافی بچ جاتا ہے۔ بہت سے تالاب ایسے بھی ہیں کہ جنکا پانی بیکار رہی سوکھ جاتا ہے۔

ان تالابوں میں سنگھاڑے کی کھیتی کی جائے تو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی کھیتی پانی ہی میں ہوتی ہے۔ بغیر پانی کے سنگھاڑے کی کھیتی اور کسی ذریعہ سے ممکن نہیں ہو سکتی پہلے اس کی بیاد (بیرن یا پودھ) بونی جاتی ہے۔ پھر دوسری جگہ لگائی جاتی ہے بیاد بونے کا طریقہ یہ ہے کہ فروسی یا مارچ دھان یا چیت (کے مہینے میں سنگھاڑے کے اچھے اچھے بکے پھل دو ڈھائی فٹ گہرے پانی میں جہاں کچھ ہو گا ڈسے جاتے ہیں مگر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اسکا پانی سوکھ نہ جائے۔ پانی کے اندر یہی اندر پورے مہینے اور اوپر چلے آویں گے۔ اس طریقے سے بیاد تیار ہو جائے گی جب برسات ہو اور تالاب یا پوکھریا کڈھے

## ستارے اور کسان

(انجیل برٹنی)

وہ غریب کھیت والے  
کہ گھڑی ہے جن کی کھیتی!  
ہمیں گہرا رہا ہے خبر من  
یونہی شام سے سحر تک  
نہ گھڑی ہے واں نہ گھنٹہ  
مگر اسے چمکنے والا  
کہ گھنٹی ہے رات کتنی!

(انجیلیات)

## ہمیشہ اعلیٰ قسم کا عمدہ بیج بوؤ!

”جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹو گے“

یہ ایک ایسی مشہور عام ضرب المثل ہے کہ جس سے شاید کوئی ہی غفلت ہو۔ یہ کمادات قانون قدرت کے عین مطابق ہے کیونکہ الاہام سے یہ بات روزانہ کے مشاہدہ تجربہ میں چلی آتی رہی ہے اس قسم کا بیج ڈالا جاتا اس قسم کا پودھا اگتا ہے اور بعینہ ویسا پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ بویا جاتا ہے۔ آم کا بیج بو کر آم کا پھل ملتا اور بھول کا بیج بو کر بھول کا پھل جلتا ہے۔ آم کی بھی لمبائی اور رنگ وغیرہ مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ کوئی آم بڑا ہوتا ہے۔ کچھ چھوٹا، کوئی میٹھا ہوتا ہے تو کوئی کھٹا، کوئی سرخ یا سبزی یا سبز ہوتا ہے تو کوئی سفید یا سبز رنگ کا کسی کا رس پتلا ہوتا ہے کسی کا گاڑھا۔

ہو شیار باغبان باغ لٹکاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھتا ہے کہ جس قسم کے بھی پھل درخت وہ باغ میں لگائے جائیں وہ بڑے پھل دینے والے۔ بڑے خوشنما اور لذیذ ہوں۔

اسی طرح ہر ایک کاشتکار کو بھی اپنی فصلیں بونے وقت اس بات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ جو فصل بھی وہ بوسے اس کا جتنی الامکان ایسا عمدہ اور مضبوط ہو کہ جس کے بونے سے اسکی فصل کی پیداوار کا پرتہ زیادہ سے زیادہ ہو اور جسکی قیمت بازار میں زیادہ سے زیادہ مل سکے۔

اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے سرکاری محکمہ زراعت کاشتکار صاحبان کو قریب قریب ہر ایک فصل کا عمدہ اور منتخب بیج بونیکا نوہرہ دیتا ہے اور ایسا بیج ان کے لئے سمیا کرتا ہے۔

ہمارے صوبہ ہلات کے جملہ اہلکے بونے والے کاشتکار صاحبان کو اپنے ذاتی تجربہ سے بہت اچھی طرح ظاہر ہو گیا کہ سرکاری محکمہ زراعت کے رواج دادہ کو منتخب اور اقسام سے ترقی دادہ اہلکے نمبر ۳۱۲ نمبر ۳۱۲ نمبر ۳۱۲ وغیرہ کے بونے سے ان کے اہلکے کی پیداوار بمقابلہ دوسری اقسام کے نہایت پتلے ڈبے اڑھائی پید اور کے دگنی بلکہ کمائی تک بڑھ گئی۔

ترقی دادہ گھنوں پوسہ نمبر ۵۰ - نمبر ۱۲ - نمبر ۱۴ اور کانپور نمبر ۱۳ وغیرہ کے بونے سے بھی کاشتکار صاحبان کی آمدنی میں بہ نسبت دوسری اقسام کے گھنوں بونے کا بہت زیادہ فائدہ پہنچا اور اب وہ جملہ کاشتکار صاحبان کی جنھوں نے ترقی دادہ گھنوں بو کر ذاتی طور پر تجربہ کر لیا ہے۔ دوسری اقسام کے گزردار اور کم پیداوار دینے والے گھنوں بونا پسند نہیں کرتے۔

ہر ایک فصل بونے وقت ہر ایک ہوشیار اور باجمہ کاشتکار کو اس بات پر خاص دھیان اور توجہ دینی چاہئے کہ بویا جانے والا بیج عمدہ اور منتخب ہو اور اس میں کسی طرح کی بیماری اور کمزوری کا اثر نہ ہو۔ اب چونکہ فصل ریح ختم ہو چکی ہے اور فصل خریف کے بونے کا زمانہ قریب آ رہا ہے اسلئے ہم جلد ناظرین رسالہ ہذا کی خدمت میں یہ گزارش کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مکنا، کپاس، دھان، جوار، باجرا وغیرہ خریف کی خاص فصلوں کے بیج محکمہ زراعت کے سفارش کردہ بونیں اور اسکے متعلق اپنے اپنے علاقہ کے افسران محکمہ زراعت سے مشورہ طلب فرمائیں۔ عمدہ اقسام کے بیج بونے سے کاشتکار صاحبان کو یقیناً بہت ہی نفع پہنچے گا۔ (ماخوذ از رسالہ سفید المزارعین)

## تاثرات

(انجناب احمد ندیم قاسمی)

شام کو کل اک مسافر نے کیا مجھ سے سوال  
ختم ہو جاتی ہے اس دوی کی پگڈنڈی کہاں؟  
ان دھند لکوں کی طرف میں نے اشارہ کر دیا  
اور پھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ وہاں

وہ رات آئی۔ وہ عالم پہ خاموشی چھائی  
وہ اک چٹان پہ اک بھیڑ چڑھ کے میائی  
تو کس خیال میں گم تھا خموش چرواہے  
کہ ایک نختی سی جاں کی تجھے نہ یاد آئی



# عورتوں اور بچوں کی دنیا

## شری لکشمی بانی پٹالال

مورگیا شری لکشمی بانی پٹالال ایک مایہ ناز ہندوستانی خاتون تھیں وہ ہندوستانی کی قدامت پسند اور نئی روشنی کی عورتوں کے دیرینہ کی ایک بڑی تھیں سی پی کے ایک معزز اور قدیم مالک اور خاندان میں متبر مشاعرے میں آپ پیدا ہوئیں۔ قدیم رواج کے مطابق انھیں کسی اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت نہیں دی گئی۔ انھوں نے جو کچھ تعلیم پائی گھر ہی پر پائی۔ ان کی شادی ۱۲ سال کی عمر میں ہوئی۔ ایک کڑا ہندو خاندان کی بہو کی حیثیت سے اپنی ازدواجی زندگی کے ابتدائی سال انھیں پردے کے اندر گزارنے پڑے۔

لیکن جب ان کے شوہر آئی۔ سی۔ ایس میں شکیل آئے تو انھوں نے ایک ہی دن کے اندر پردہ ترک کر دیا اور اپنے بہن بہن اور غور و دلوش کے معاملات میں قدامت پسندی چھوڑ دی۔ اس وقت سے وہ آزادی کے ساتھ سماجی دعوتوں اور جلسوں میں شامل ہونے لگیں۔ شری لکشمی جب لارڈ مٹو لکھنؤ میں آئے تھے تو ان کے اعزاز میں ہونے والی تقریباً سبھی دعوتوں میں مسٹر پٹالال شری لکشمی تھیں۔ ان دنوں وہی واحد معزز ہندوستانی خاتون تھیں جو لکھنؤ یا پٹیالہ میں گورنمنٹ ہاؤس یا آئی۔ سی۔ ایس کی پارٹیوں میں نظر آتی تھیں۔ شری لکشمی لکشمی بانی نے متعدد ہندوستانی خواتین کو پردہ ترک کرنے کی ترغیب دی اس زمانہ کے دقیا نوسی مرد و عورتیں ان کی سب بردگی کے لئے ان سے بہت بدول رہتی تھیں اور انھیں گھری سمھوتی سناتی رہتی تھیں۔ لیکن رفتہ رفتہ جب زمانہ بدلتا گیا تو بعد میں وہی مرد اور عورتیں جنھوں نے شروع میں ان کے اوپر ضرب طعنہ زنی کی تھی انھیں دقیا نوسی اور رحبت پسند کہہ کر ان کا مذاق اڑاتے لگیں۔

## توسیع تعلیم نسواں

مسٹر پٹالال کا عقیدہ تھا کہ ہمارے ملک کی عورتوں کی کمزوری

اور لہجہ کا خاص سبب تعلیم کی کمی ہے اس لئے وہ زندگی بھر بات کی حق امکان کو ششش کرتی رہیں کہ وہ کیا زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسکولوں میں جرتی ہوں اپنے شوہر کے ساتھ وہ جہاں جاتی تھیں وہاں سب سے پہلے اس بات کا پتہ لگاتیں تھیں کہ وہاں لڑکیوں کے کتنے اسکول ہیں اور ان اسکولوں میں کس طرح کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جو کچھ کمی وہ جاتی تھیں اسے دور کرنے کیلئے پوری طاقت صرف کرتی تھیں۔ ان کی کوشش سے لڑکیوں بہت سے مدارس ہندو اور مسلم دونوں کھلے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھتے ہوئے بھی لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم کی دہی حاصل ہونی چاہئے جیسی کہ لڑکوں کو۔ ان کا یہ خیال تھا کہ لڑکا کو مغربی تہذیب میں رنگنا نقصان دہ ہے کیونکہ اس سے قومی رنگ کو بہت بڑا نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہی وہ ہے کہ انھوں نے جب اپنی لڑکیوں کو انگلینڈ میں پڑھنے کے لئے بھیجا تو وہ ان کے ساتھ گئیں۔ اس غرض سے کہ وہ غیر مالک میں بھی نہ ماحول سے علحدہ نہ رہنے پائیں۔

مسٹر پٹالال اس وقتانہ داری میں بھی بہت ماہر تھیں۔ کی پرورتن اور تربیت میں انھیں اتنی مہارت تھی کہ بڑے بڑے ڈاکٹر بھی ان کی تقریضیں کرتے تھے۔ بچوں اور عورتوں کی تندرستی کی طرف ان کی خاص توجہ رہتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ زمانہ پہنچے سے وہ خاص دلچسپی رکھتی تھیں۔ اناؤ کا بڑا زمانہ ہسپتال انھیں کوشش سے قائم ہوا ہے اور انھیں کے نام پر اس کا نام بھی رکھا۔ مسٹر پٹالال زندگی کے عملی تجربہ کے لئے سیر سیاحت کو بہت ضروری سمجھتی تھیں امراتہ سے رامیتورم اور کراچی سے کلکتہ کوئی بھی ایسی اہم جگہ نہیں ہے جو انھوں نے نہ دیکھی ہو۔ وہ بارہ بار اپنے شوہر کے ساتھ اور ایک اپنے بچوں کے ساتھ۔ یورپ کے تقریباً سبھی خاص خاص ملکوں انھوں نے سیاحت کی تھی۔ انگلینڈ کو وہ خاص طور سے پسند تھیں اور ایک بار وہاں تک وہیں مقیم رہیں۔ وہاں آپ باقاعدہ

۱۶۸  
مردی، ہمارے رشتہ، ماما آندھی دھیرہ مشہور مذہبی پیغمبروں سے  
بھی مل چکی تھیں۔

سماج سدھار کی وہ بہت عامی تھیں اور اپنے دھنوں کی شادی  
انھوں نے اپنی برادری سے باہر کی۔ شادی کے رسوم میں انھوں نے  
بہت سے سدھار کئے مگر قدیم ہندوستانی تمدن کی جتنی بھی خصوصیتیں ہیں  
ان سب سے انھیں بچہ عقیدت جتنی ان کی زندگی قدیم ہندو خیالات  
ورجانات کا بہترین امتزاج تھی۔

رہنمائی شامل ہوتی رہتی تھیں بالخصوص ملک معظّم یا ملک معظّم  
ت سے دی جانے والی پارٹیوں میں۔

بعد میں مسز پٹال لال کا رجحان مذہب کی طرف رجوع کیا تھا اور  
ان نے چاندیوں و دھاتوں کی یا تراکی جتنی۔ ان کے علاوہ اور بھی  
خاص تہذیبوں کے انھوں نے درجن کئے تھے اگرچہ وہ خود  
و فریقہ کو مانتی تھیں تاہم دیگر سبھی مذاہب کے متعلق ان کے  
تاکیدات تھے۔ اعلیٰ میں پوپ سے ملکر انھوں نے مذہبی معاملات  
بات چیت کی تھی۔ اس کے علاوہ مسز اپنی ہمنٹ شری کرشن

## پنجابی ترانہ

(مترجم قریشی)

امان و امن کی اُجڑی ہوئی دنیا بسائیں گے      دھڑے بندی کے شعلے آبِ الفت سے بجھائیں گے  
پُرانی رنجشوں کو لوحِ دل سے ہم مٹائیں گے      اُبھائیں گے جو سرفتنے نئے اُن کو بھٹائیں گے  
ہر اک گاؤں کو پنچایت کا دیوانہ بنائیں گے

جو کہے ناٹشیں جھوٹی غریبوں کو ستاتے ہیں      ستاتے ہیں جو ناحق بیکسوں کا مال کھاتے ہیں  
عداوت کی بھڑکتی آگ میں گاؤں جلاتے ہیں      انھیں انصافِ حق کے سیدھے رستے پر چلائیں گے  
ہر اک گاؤں کو پنچایت کا دیوانہ بنائیں گے

کریں گے فیصلہ ہم خود ہی جب جھگڑا ہوا پیدا      بنیں گے آپ ہی ہم اپنی موبیں ساصل و دریا  
سنائیں گے نہ ہم غیروں کو جا کر ماجرا اپنا      کچری کی خجالت کے تھپیڑے اب نہ کھائیں گے  
ہر اک گاؤں کو پنچایت کا دیوانہ بنائیں گے

(انچایت)



# تھوک اور خوردہ فروخت

(انجناب جے پی۔ مشر ایمرے ایسٹس انسٹرکٹڈ ادا باہمی یونین)

صرت ۹ آٹے پیسے ملتے ہیں۔ آٹے بکائیوں اناج پیدا کرنے والے کسان کو یہ حالت بس کا سب کچھ ہوئے صرت نو آٹے پیسے میں۔

اب سوال اس بات کا ہے کہ انھیں کون سا ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے

کہ وہ اپنے مال کا زیادہ سے زیادہ دام پاسکیں۔ عام طور سے یہ مانا جاتا ہے

کہ گیارہ گز تھوڑی تھوڑی کاشت کرنے والے اور بازار میں تھوڑے تھوڑے

غلہ لانے والے کسانوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے

مال پیشہ کار نہ بنیں۔ ایسا کرنے میں ان کی کوئی شغلی نہیں ہوتی

نہ کوئی نئی بات مانتا ہے اور نہ ان کی بات کا کوئی اثر ہی ہوتا ہے۔

ان کی یہ ایک سب سے بڑی کمزوری ہے جس کے باعث وہ ڈھکیوں کو

تاجر وہاں کو نہ تو رجوع نہیں دے سکتے اور نہ چاہا ہو سو کروٹے کا کار

بے زبانی ہے۔ اس لئے کسانوں کو چاہئے کہ آپس میں مل جل کر کے

اپنی منظم جماعت بنائیں۔ بازار میں اپنا عقد پیش کر دینے کے بغیر

اسے اپنی جماعت کے سپرد کر دیں۔ اس جماعت یا سوسائٹی کے ہیکل

دوسرے دائرہ ان کی طرف سے بازار کے ڈھکیوں سے بات چیت کر کے

ان کو پورا پورا دام دلوائیں گے۔ آڑھتہ در تاجر بھی یہ سمجھ کر کہ ان کو

مال پیشہ کرنے کے بجائے تھوک میں مل رہا ہے آڑھتہ گھٹا دیتے

ہیں۔ اور تنظیم سے ڈر کر درجہ بہ درجہ ناکار کاٹ کپٹا جی نہیں دیتے

یہ کوئی نیا ہی بات نہیں۔ پانچ سال سے ہمارے صوبے میں منسلک

فروخت کرنے کی یونین قائم ہے۔ یہ یونینیں سرکاری نہیں بلکہ

کسانوں کی اپنے بہرہ میں ہیں اور ان کا کام پڑھے لکھے ملازموں کی

نگرانی میں ہوتا ہے۔ جن جن کسانوں نے اپنا غلہ ان یونینوں کی

معرفت فروخت کیا ہے وہ خود بتا سکتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ انھیں

باری نرخ کے حساب سے قیمت ملی بلکہ وہ آڑھتہ کی ناکار لوت

اور درمیانی لوگوں کو دلائی وغیرہ دینے سے بچ گئے بھلا اس سے اچھی

اور کون بات ہو سکتی ہے کہ ایسی آسانی سے انکا غلہ فروخت ہو جائے اور

انھیں گھٹے بیٹھے پورا پورا دام مل جائے۔

ہمارے ملک کی آبادی کا تقریباً ۱۰ فی صدی حصہ کسانوں کے

اور کاشت کاری ہی ہی ان کا ذریعہ معاش ہے۔ دیہات میں چھوٹے

موتے گل کارخانے نہیں ہیں اور نہ خانگی صنعت و حرفت ہی ہیں کہ

کسان اپنے فاضل وقت کو اس میں لگا کر اپنی کچھ آمدنی بڑھا سکیں

ایسا بھی نہیں ہے کہ کھیتی سے تعلق رکھنے والے دیبا کام مثلاً مرغابی

تھکن یا پیڑ سازی موسمیاتی بانی۔ سوت کی کٹائی اور پارچہ بازی وغیرہ

کا کافی رواج ہونا کہ کھیتی کے علاوہ کسان کچھ مزید آمدنی کر سکیں۔

یعنی کہنے کا یہ مطلب ہے کہ کسان ذریعہ معاش کھیتی اور صرف

کھیتی ہے۔ یہاں سے کسان کھیتی بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر کرتے ہیں اور

ان کے پاس تقریباً ۵ چھ بیلہ لھیت ہوتا ہے جو چھوٹے چھوٹے

ہوٹے کے علاوہ ادھر ادھر بکھرے بھی رہتے ہیں۔ چھوٹے اور

کمزور بیل کھادی ملی دھات و رنج نہ ہونا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی

چند دیگر وجوہ سے پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں

کہ یہاں کے کسان دیگر مالک کے کسانوں کے مقابلے میں کم ہیں

زیادہ محنتی ہیں لیکن پھر بھی کھیتوں میں کافی پیداوار نہیں ہوتی

اور وہ غریب کے غریب ہی بنے رہتے ہیں۔ اس کا سبب ایک تو

کافی بیکار کھیتوں کی کمی دوسرے ترقی دادہ طریقوں سے کھیتی

نہ کرنا اور تیسرے کسانوں کا جاہل اور لکیہ کا فقیر ہونا ہے۔

ابھی ہم نے بتلایا ہے کہ کھیتوں میں پیداوار کافی نہیں

ہوتی۔ خیر جو کچھ پیدا ہوتا ہے اس کا زیادہ حصہ کسانوں کو بیچ

نہ پڑتا ہے۔ بکری سے جو پیسہ ملا اس سے لگان اور مہاجن کا

قرض ادا کرنا پڑتا ہے اور خانگی ضروریات کی چیزیں مثلاً کپڑا

تیل۔ مک وغیرہ ضروری سامان لینا پڑتا ہے۔ فصل پر غلہ کا

بھاء گر جاتا ہے۔ لیکن پانچ چھ ماہ گزرنے پر بھاء پھر اوجھا

ہوئے لگتا ہے۔ بیچارے کسان اتنے عرصہ تک انتظار نہیں کر سکتے

اور اپنی ضروریات سے مجبور ہو کر مال کو آٹے پوسے بھاء فروخت

کر دیتے ہیں۔ منڈیوں میں کہاں تو یہ چھوٹے چھوٹے کسان اور

کہاں ان کے مال خریدنے والے بڑے بڑے آڑھتے اور تاجر بھلا

ان دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ عام طور سے انھیں دلائی

در آڑھت کے علاوہ بھرائی، تولائی، گروہ، گھوٹالے کا چندہ

اسکول کا چندہ اور نہ جانے کتنے ٹیکس دینے پڑتے ہیں۔ نتیجہ

یہ ہوتا ہے کہ کسانوں کو یہ سب ٹیکس وغیرہ دیدینے کے بعد روپے میں

# دیش بڈش محکمہ کی بات

P.M. 38

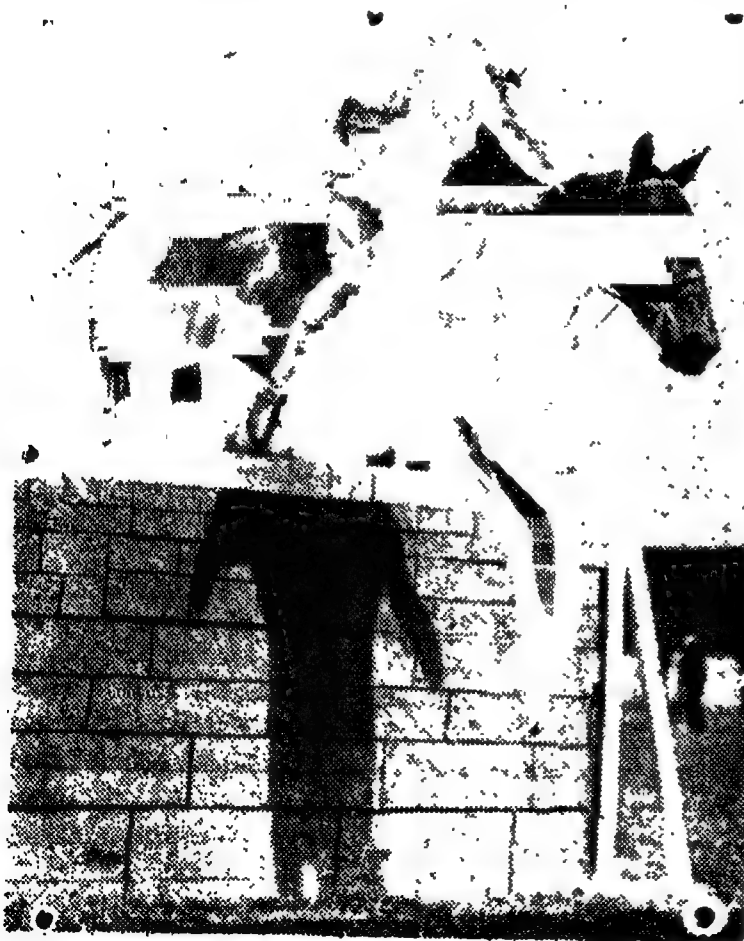


## دنیا کے اہم واقعات

(ازراے بہادر پنڈت شکدیو بہاری مشرا)

کی طرف سے دو آدمیوں میں لپٹ بننے کے لئے جھگڑا ہو رہا ہے،  
یعنی مسٹر ڈیوی اور ونڈل دنگلی میں ابھی تک زیادہ عوام ڈیوی

امریکہ ریاستہائے متحدہ کے ماتحت ۸۴ سلطہ و علیحدہ ریاستیں  
ہیں جو خارجی معاملات میں ایک ہونے پر بھی باہمی داخلی معاملات  
میں بہت کم متفق ہیں انہیں معاملات میں سے ایک یہ  
بھی ہے کہ صدر کے انتخاب کے بارے میں مختلف ریاستوں  
کے تو اعد مختلف ہیں۔ اگرچہ سب ریاستیں مل کر ایک ہی  
صدر کا انتخاب کرتی ہیں۔ آج کل وہاں کے لاکھوں ہند  
مختلف مالک میں جنگ کے سلسلے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کو  
بھی آئندہ نومبر میں بدارت کے انتخاب کے سلسلے میں  
اپنی رائے دینی ہے۔ میں تو یہ لوگ مختلف ریاستوں کے  
باشندہ جن میں انتخاب کے طریقوں میں اختلاف کے  
باعث اس انتخاب میں گڑبڑی پیدا ہوگی۔ چنانچہ  
موجودہ صدر ریسیڈنٹ روز ویلٹ نے اپنے یہاں  
کی مجلس آئین ساز کو انتخاب کے متعلق نیا آئین بنانے  
کی رائے دی ہے۔ پھر بھی جوئے قاعدے کانگریس بنا  
رہی ہے وہ صدر امریکہ کی مرضی کے خلاف ہیں۔  
اس لئے صدر امریکہ اور کانگریس میں نا اتفاق بڑھنے  
کا امکان ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں دو جو بڑی  
سیاسی جماعتیں ہیں ان میں سے ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف  
سے تو موجودہ صدر روز ویلٹ لیڈر موجود ہیں لیکن وہاں  
اب تک یہ قاعدہ ساتھ تھا کہ دو بار سے زیادہ کوئی صدر منتخب  
نہ کیا جائے۔ ابھر روز ویلٹ صاحب تین بار منتخب ہو چکے  
اور اب اگر وہ منتخب ہوئے تو چوتھی بار ہوں گے۔ ان کے  
مخالفین کہہ رہے ہیں کہ اگر ایک ہی شخص چار بار دفعہ صدر  
ہوئے گئے گا تو پھر اس میں اور بادشاہ میں فرق ہی کیا  
رہیگا۔ کیونکہ ایک ایک انتخاب چار چار سال کے لئے  
معاہدے۔ آدھ دوسری بڑی سیاسی جماعت ریپبلکن پارٹی



انگلینڈ میں ٹھوڑوں کی کورائی کی غائش اس زمانہ جنگ میں بھی بدستور جاری ہے۔  
اس تصویر میں لڑکوں کے مقابلے میں حصہ لینے والا ایک لڑکا اپنا ٹھوڑا کو دار ہے۔

اپریل ۱۹۴۲ء

سے جنگ ہو رہی ہے۔ اس میں اور اٹلی میں جنگ میں مصروفیت  
جرمنوں کی فوجوں کی تعداد ۱۹ ڈیویژن معلوم ہوتی ہے۔ روس  
کو اس سے یہ فائدہ ہے کہ اتنی فوج روس کے میدان میں نہیں  
آتی۔ جرمنوں کے خلاف اتحادیوں کی طرف ایک دوسرا محاذ  
جو کھولا جائے والا تھا اس کا مسئلہ میں گھلن مشتبہ سا ہو گیا  
اگرچہ ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔ روسیوں کو اس  
محاذ کے کھولے جانے کی خاص خواہش ہے۔ لیکن جتنے کام  
جائے ہیں وہ ہر ایک سوال کے سبھی پہلوؤں پر غور کے بعد ہی  
ہیں۔ یکایک یا بلا سوچے سمجھے نہیں۔ آج کل کئی وجوہ سے اتحادیوں  
نے یہ طے کیا ہے کہ انھیں ادھر اٹلی سے جو کثیر تعداد میں چھپے  
جائزے ہیں ان میں سے تہائی تعداد میں وہی یا دوسرے جنگی

ب طرف معلوم ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر برطانیہ  
کے ساتھ روز ویلٹ کی زیادہ دوستی ہونے کے سوال پر پیشگی  
رہنما یہ سہرا اٹھائے کہ کئی تو اٹلی کے ساتھ تعلقات میں کچھ فرق آسکتا  
ہے۔ دوسرا انگریزوں کا خیال ہے کہ ہماری دوستی کسی خاص شخص  
سے نہیں بلکہ امریکی قوم سے ہے اس لئے وہ اس انتخاب میں غیر  
مابینہ ہیں۔ بظاہر تو یہ طریقہ صحیح ہے لیکن ذاتی دوستی کا بھی  
سیاست پر کچھ اثر پڑنا ناممکن نہیں۔ تاہم اس سیاسی معاملہ پر  
کوئی رائے و توثیق کے ساتھ نہیں ظاہر کی جاسکتی۔ کچھ ہی دنوں  
پس ظاہر ہو جائے گا کہ وینڈل ولکی اور ڈیوی میں سے عوام کس کو  
زیادہ پسند کرتے ہیں۔ گذشتہ انتخاب میں ریپبلکن پارٹی کے  
ایڈمرسٹر ولکی ہی تھے۔



اٹلی میں جرمنوں سے برطانیہ  
اور امریکہ کی جو جنگ ہو رہی تھی  
وہ تین یا چار ہفتوں سے کچھ سرد  
سی پڑ گئی ہے۔ وہ تین خاص مقامات  
پہ ہو رہی ہیں۔ یعنی نٹوان۔ ایڈریو  
اور اس کے پیچھے جنوب میں تو پانچویں  
برطانی فوج لڑ رہی ہے اور مشرق  
کی طرف آٹھویں فوج۔ ان سب  
کا مقصد شہر روم پر قبضہ کرنا ہے  
کیسینو نامی ایک شہر جو جرمنوں نے  
ایک مضبوط قلعہ سا بنا رکھا تھا  
جس کے باعث آٹھویں فوج  
تین مہینوں سے روم کی طرف  
نہیں بڑھ پاتی تھی۔ ڈیڑھ دو  
ہفتے ہوئے کہ برطانی فوج نے حملہ  
کر کے شہر کیسینو کا ایک تہائی حصہ  
چھین لیا تھا لیکن باقی شہر وہ نہ  
چھین پائی اور اسے پیچھے ہٹ  
آنا پڑا۔ اس کے بعد جو اتنی جہازوں

ملاحظہ خوانین کی فوجوں کے ایک کیمپ کا مسائنہ فرما رہی ہیں۔  
روس کو دئے جائیں۔ اس سے شاید دوسرے محاذ کے کھلنے  
روسیوں کی شکایت کچھ مدت تک کم ہو جائے۔  
روس آج کل بے حد تیزی کے ساتھ جرمنوں کو جنگدار  
دریائے بگ پر پہلے جرمن فوج نے اڈے بنائے والی تھی کہ  
ناکام رہی اور اب بگ سے بھی آگے بڑھ کر روسی فوج کئی  
پر دریائے نیسٹر پر پہنچ چکا ہے۔ حال ہی میں روسیہ  
دوبارہ کا اور ڈیو جیت کر اڈیہ کی طرف حملہ کیا ہے۔ ا

کے ذریعے زوردار حملہ کر کے اتحادیوں نے اس شہر کے تمام مکانات  
کو سہارا دیا اور پھر خشکی کے ذریعے حملہ کر کے تین چوتھائی شہر  
پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب جرمن فوج شہر کے صرف جنوب مغرب میں  
تھمسان کی لڑائی لڑ رہی ہے۔ امید ہے کہ دو تین دنوں میں اس پر  
بھی قبضہ ہو جائے گا۔ اس کے قریب جو دشمنوں کا ڈاکا ایک پہاڑی پر ہے  
اس پر بھی حملے ہو رہے ہیں۔ ایک دو ہفتے میں اٹلی کے مرکزی خاص  
نتائج برآمد ہونے کی امید ہے۔ ادھر لوگوں کو سلاویہ میں بھی کئی ہفتوں

۱۴۲  
ہوئے اس سختی کو صلیحانے کی کوشش کرنے کے لئے تیار نہیں  
ہیں اور ہندو صحابہ سدا اے متحدہ ہندوستان کے لئے بھی  
ہیں۔ بے بحث میں بڑے بڑے یس کے ہیں جن کے باعث  
اور کرانی کے باعث عوام کی تکالیف میں اضافہ ہو رہا ہے  
اور دہائیوں کو کرانی سے فائدہ بھی ہے۔ کم از کم کسوں  
کو۔ یہ تھنوں اور مارچ تک کے واقعات یاد رکھا گیا ہے۔  
اور غیر جانبدار ہونے کے باعث آئر لینڈ نے اپنے

کے میدان میں بھی روسی آگے بڑھ رہے ہیں۔ وہ نہ  
بھی داخل ہونے والے ہیں۔ اُدھر ویانا میں بھی آج کل  
یوں کے ہوائی حملے ہوتے ہیں۔ ہوائی حملوں سے امریکہ  
برطانیہ نے جرمنی کے دارالحکومت برلن کو برباد ہی کر ڈالا  
یہاں تک کہ وہ دارالحکومت اب بریسلانامی شہر میں آگے  
ہے۔ دیگر جرمن شہروں پر بھی جہاں جہاں سامان جنگ تیار  
ہے اس خاصے ہوائی حملے ہوئے ہیں جن سے ایسی ہیڈ وار  
ت کم ہو گئی ہوگی۔ ایسا خیال کیا جاتا ہے۔

اُدھر چڑچاہتری بحر الکاہل میں امریکی فوج کی  
ت پر جاپانیوں کو شکست دے چکی ہے۔ مارشل  
سین وغیرہ جزیروں پر امریکہ کا قبضہ ہو چکا ہے۔  
انگلینڈ، نیوگنی وغیرہ میں بھی امریکیوں کی فوج  
ہی ہے۔ چین میں تو ان دنوں کوئی بڑی جنگ  
نہ ہو۔ لیکن شمالی برما میں چینی لوگ  
بہ رہے ہیں۔ انھیں دونوں ہندوستان کی طرف  
امریکی اور برطانیہ ہوائی فوج نے ہوائی جہازوں  
ذریعے شمالی برما کے وسط میں ایک زبردست  
ج اتار دی ہے تاکہ وہاں سے مغرب کی طرف  
جاپانی فوج اتحادی فوجوں سے رڑ رہی ہے اسکا  
رفت سے گھر جانا ممکن معلوم ہوتا ہے۔ خیال ہے  
جاپانی فوج اس نئی فوج سے زوردار مقابلہ  
پار کرے گی۔ دوسرے چین میں بھی امریکہ کافی مقدار  
سامان جنگ بھیجے لگا ہے اور خیال کیا جاتا ہے  
کہ مئی سے خشک کے ذریعے بھی ہمالیہ کو پار کر کے  
کہ سامان پہنچنے لگے گا۔ اُدھر بحر اوقیانوس  
کے جو جہاز امریکہ سے انگلینڈ کو سامان  
لے کر آتے تھے ان کا جرمنوں کی طرف سے خوفناک  
ہتھیار مارہ ماہ ماہ گھٹتے گھٹتے گزشتہ ماہ فروری  
میں گھٹ گیا تھا۔



ہندوستان میں اب بنگال کا تھقارب قریب دور  
بے سال آئندہ کے لئے اس طرف اور بقیہ ہندوستان  
انتظام ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کے حل کا  
ابھی طے نہیں ہوا۔ مسٹر جناح بغیر پاکستان حاصل کرنے  
ملا نظر بنی قیدیوں کو بھیجے جانے والے پارسلوں کا معائنہ فرما رہی ہیں۔  
حلاقہ میں کچھ برمنوں اور جاپانیوں کو بیکار رکھا ہے یہ بات  
برطانیہ کو ناگوار ہے اور آئر لینڈ کے ساتھ کوئی سخت کارروائی  
ہونے والی ہے۔ فن لینڈ کی صلح کی بات چینیت روس سے ہو رہی  
ہے لیکن جنور پہ طے نہیں ہوا ہے۔

# دیہات میں کسانوں کی حالت۔

(۱) جناب پدہ بی پسادہ پیش پر وزیر صنعتیات پرتاب کر۔

طرح ہوئے جن جاتے اور نہ ترقی کے لئے سامان و ذرائع ہی استہانہ لائے جاسکتے ہیں۔

**تعلیم کی کمی**۔ ہمارے ملک میں تعلیم کی بہت کمی ہے۔

۱۔ فیصدی باشندے جابل ہوں۔ اس ملک میں کسانوں کو نو فیصد جابل کن دینا سبب ہوگا۔ اس کا بھی ایک اہم سبب موجودہ طرح ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ انسان کسانوں کو قہر کھینچ دے۔ کھیتی کو ذلیل کام سمجھتے ہیں۔ زندگی کے بیش قیمت وقت کو ہاڑے کر خواہش میں برباد کرتے ہیں اور تعلیم کے ذریعے حاصل کئے ہوئے علم و دسروں کی خدمت میں لگاتے ہیں اور فرمانبردار لوگ رہتے ہیں۔ امید میں سمجھتے ہیں۔ بے ہوشی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسانوں اور اولاد اسی تاریک فضا میں پیدا ہوتی، بڑھتی اور مر جاتی ہے۔ اُسے اگر کچھ علم ہے تو صرف اتنا ہی کہ میری زندگی محنت کرنے کے ہے اور دوسرے تعلیم یافتہ اور سرمایہ دار عیش و عشرت کے۔ پیدا ہوئے ہیں۔ یہ اچھوٹے بھائے کسان کو دفریب کا خواہیہ بھی نہیں دیکھو سکتے۔ ترقی کیا جلا ہے۔ اس کا تصور بھی نہیں کرتے اس لئے معمولی مگر دفریب سے بھی لوگ انھیں دھوکے میں ڈال دے اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ترقی یافتہ لوگوں کے دستوروں اور ان کے ایجاد کردہ آلات و آلات سے فائدہ اٹھانا بھی ان کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ ان بچوں میں اتنی قابلیت ہی کہاں جو اس کی واقعیت حاصل کر سکیں۔ اگر مشورہ دیے و انوں کو بات ان کی سمجھ میں آجی جائے تو قدامت پسندی سے قبول کرنے میں رکاوٹ ڈالتی ہے اور کسان بیکار و فقیہ بن جاتا ہے۔

**باہمی افراق**۔ ایک زمانہ تھا جب ہمارے گاؤں انجا و اتفاق کے نمونے ہوتے تھے۔ وہاں کے باشندے باہم محبت اور ہمدردی رکھتے تھے۔ باہمی امداد فطری جذبہ ہوتا تھا۔ لوگ بچے ہوتے تھے اور اپنی ضرورت سے بڑھ کر دوسرے کی ضرورت سمجھتے تھے جھگڑے ہوتے نہیں تھے اور اگر ہوتے بھی تھے تو اپنی دیہاتی بنچایت میں لوگ طے کر لیا کرتے تھے۔ جھکارنگ آج بالکل بدل گیا ہے۔ مگر کام کرنے والے طریقے میں بھی رشک و حسد اور بغض و عناد نے اپنا قبضہ جما لیا۔ لوگ اپنے اعمال کو بھول گئے اور ہاتھ پیسہ ہاتھ پیسہ کے نعرے لگانے لگے۔ اپنی ضرورت ہی سب سے بڑھکر بھی جاتی ہے اور اس کی تکمیل کے لئے ہر جائز و ناجائز ٹھوس کھنچا جاتی ہے۔ اس وجہ سے باہمی اختلاف اور افراق بڑھنے لگے۔

پہلا ملک ایک ذراست چشہ ملک ہے جس کے باعث ملک میں کسانوں کی تعداد زیادہ ہے اور ان کسانوں کی محنت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان ہر سال اپنی ضرورت کا سکہ حل کرتا ہے آئے آج ہم آپ دیکھیں کہ انکی کیا حالت ہے۔

اوہ! یہ دنیا اس وقت عجیب شکل اختیار کر چکی ہے جس کو دیکھنے سے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ وہی کسان ہیں جو دنیا کے مذاق مجازی ہیں، جنکی غیر معمولی محنت کے کیت مہذب دنیا بڑے غرے کا بیکار کرتی ہے، جنکی محنت اور جفاکاری کی لوگ متالیں دیتے ہیں کیا یہ وہی بھونہارہ زندگی میں جنکی قوت عمل سے ہمارا ہندوستان دنیا میں سونے کی تڑپا کھلانے کا متحق ہوا ہے؟ ہاں یہی ہیں وہ بے غرض کارکن جنوں نے دنیا کے سامنے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی سنہری مثال پیش کی تھی لیکن آج تو یہ افلاس و غری کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ دنیا کی زندگی کا ہمارا ٹھکانے والے خود اپنی زندگی کے بارے میں بے جا رہے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کسان مختلف معیبتوں کا شکار ہو رہا ہے۔ قدامت پسندی سماج میں بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اب اس پر غور کیجئے کہ یہ حالت کیونکر ہوئی اس کے کئی سبب ہو سکتے ہیں۔

**صنعت و حرفت کا زوال**۔ یہ وہ ملک ہے جہاں کے دستکار اپنی حالت پر فخر کرتے تھے۔ مثلاً تمام دنیا میں ڈھاکے کی محل کا جواب نہیں تھا جس کے بننے کے لئے ترقی یافتہ ممالک کے لوگ سجدہ مشاقی کرتے تھے اور جس کے حاصل کرنے پر لوگ فخر کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تمام دستکار اپنا کام کرتے تھے۔ مثلاً لوہار، برہمن، کھار وغیرہ لیکن زمانہ سے پٹنا کھایا اور بڑے بڑے شہروں میں سرمایہ داروں کے ذریعے کل کارخانے کھلنے لگے اور مشینوں کے ذریعے تمام چیزیں آسانی سے تیار ہونے لگیں۔ دستکاروں کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے استعمال کا شوق کم ہونے لگا اور آخر ایک دن وہ بھی آگیا کہ تمام دستکاروں نے اپنی دستکاریاں چھوڑ دیں اور زندگی گزارنے کے لئے کھیتی پر ہی ٹوٹ پڑے۔ جس کی وجہ سے کسانوں کی تعداد بڑھ گئی اور کھیتوں کی کمی پڑنے لگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی کم ہو گئی اور خرچ بدستور رہا۔ اب کسان محض اور قرض کے بوجھ سے اتنے دیے کہ ہماجنوں کے بہرحم ہاتھوں میں انھیں اپنی کھیتی باری دے دینا پڑی۔ مطلب یہ کہ یہ زرخیز حصہ سرمایہ داروں کے ہاتھ لگا اور کسان مفلس ہونے لگے۔

آبادی کے اضافہ نے بھی خوفناک شکل اختیار کر لی اور پچی ہوئی زمین کے بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گئے جو نہ تو چھٹی

نئے نئے ایجاد شدہ سامان غریبوں کے باعث کام میں نہیں آ سکتے اور اگر انتظام کریں بھی تو بیلوں کی کمزوری سے کامیاب ہونے سے محجور رہتے ہیں۔

چراغ گاہوں کی کسی بھی بیلوں کے زوال کا مستنبطی اور ان کی نسلوں کو بیکار کر دیا۔

آسیاقی کے ذرائع پرانے اور تمام کھیتوں کے لئے کم ہیں۔ کھاد کی کمی سے بھی بربادی ہو رہی ہے اور انجان کسان کھاد اور گوبر بادل کئے جا رہے ہیں کسان کھادوں کو زمین طرح برباد کرتے ہیں۔

۱۔ گوبر کی کھاد اپنے جاگزیں۔

۲۔ پیشاب کی کھاد۔ کارہی اور جہالت کے باعث۔

۳۔ پیتوں کی کھاد۔ جہالت کے باعث۔

ان تمام برائیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے جبکہ واحد ذریعہ امداد باہمی ہے اس کے ذریعے دیہاتی اپنے مشکلات کو آسان بنا سکتا ہے اور اپنی زندگی کو انسان کی طرح گزار سکتا ہے۔ یا خدا تو ان کسانوں کے دلوں میں امداد باہمی کی عباد دے۔

عدالتوں میں جانے لگے اور اپنی محنت کی کمائی دیکھیں مشینوں بدھو کے بازو لوگوں کی جیبوں میں ڈالنے لگے اور مدعی و مدعا علیہ اس پر ہاد ہونے لگے اور آپس میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی چٹنے لگے۔

بہت سے ایسے کام جو نہا نہیں رہتے تھے نہیں ہو سکتے اور آہستہ آہستہ لکھا رہے کا طریقہ حتم ہونے لگا۔

ذرائع کی کمی۔ کسانوں کی غریبی کا سبب ان کے پاس ذرائع کی کمی ہے جس میں سب سے پہلے بیلوں کا زوال ہے کیونکہ کھیتی کے بیلوں کا ہاتھ تور ہونا ضروری ہے اور اس طرح کے بیل گایوں ترقی سے ہی ہو سکتے ہیں ایک زمانہ تھا جب ہندوستان گایوں کی محبت کرتا تھا اور ان کے دودھ سے طاقت ور بیل ہی نہیں بلکہ سان بھی پرورش پاتے تھے۔ یہاں تک کہ بکرو۔ تی راجاؤں نے بھی میں عزت دہی ہے جس کی بہترین مثال رگھو ہنس ہمارا ہے۔ رگھو اور۔ سیپ وغیرہ ہو گئے ہیں۔ اٹھیں بیلوں کے زور سے بڑے بڑے ہل استعمال کئے جاتے تھے۔ جیسے دھرم ہل جو کہ سولہ بیلوں سے چلایا جاتا تھا۔ اس سے زمین زیادہ پیداوار دیتی تھی۔

## انگلینڈ کی دیہاتی زندگی

(از شاپ اشت ر ساد حال کم لڑ۔ اسے)



ماہی دنیا کو پالنے والے کسان میں اس سے کھیتی کی ترقی کے لئے کوشش کرنا ہر ایک ملک کا فرض ہے اگرچہ انگلستان تجارت پیشہ ملک ہے اور وہاں پر کھیتوں کے مقابلہ میں کارخانوں کی چیمپیاں زیادہ تعداد میں دیکھی جاسکتی ہیں لیکن پھر بھی وہاں کے باشندوں نے کھیتی کی طرف بہت توجہ کی ہے انھوں نے کھیتی کے لئے نئے نئے آلات اور طریقے دریافت کر لئے ہیں جنگ کے باعث اشیاء خورد و نوش کی کمی کا انگلینڈ میں احساس ہوا لیکن وہاں نے طریقوں سے کھیتی کرنے کے باعث کھانے کی چیزیں کافی مقدار میں پیدا کی جاتی ہیں۔ غلہ کی کاشت کے علاوہ دیگر

کھادوں سے جوہر کے ہرے پھلوں سے تیار ہوا ہے۔





کھیتوں میں کام کرنے والوں کے لئے بنایا ہوا چھپرہ کا ایک ٹھکانہ

وہاں جتنی زیادہ مقدار میں چھپرہ پیدا ہوتے ہیں اتنے کبھی نہیں بچتے۔ اس سبب وہاں سبب کی پیداوار بہت زیادہ ہوتی ہے اگر چہ اس کے باعث بہت سے چھپرہ فروشوں سے ٹوٹ کر گزرتے ہیں تو کمزور زیادہ چھپرہ پیدا ہوتے زیادہ پیداوار کی وجہ سے چھپرہ بازار میں لے جاتے ہیں۔ اس لئے حکومت نے قانون بنادیا ہے جس کے باعث بہت زیادہ مقدار میں چھپرہ کی شکل میں رکھے جا رہے ہیں تاکہ مازوں میں ان کا استعمال کیا جاسکے۔ دوکانوں پر بہت کم چھپرہ لگتے نظر آتے ہیں بہت سے لوگ اپنے ذاتی باغوں میں چھپرہ پیدا کرتے ہیں لیکن وہ چونکہ کم مقدار میں لگتے ہیں اس لئے وہ بیٹانے والے کارخانوں کے لئے وہ موزوں نہیں ساتھ ہی مینیجر بھی راشن میں اتنی کافی نہیں ملتی کہ وہ ان چھپوں سے حربے بنا سکیں۔ پھر بھی یہ چھپرہ ضائع نہیں ہوتے بلکہ اپنے جاتے جاتے، اضافہ دیہات میں گھومتے رہتے ہیں وہ ان چھپوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ ان سے جو بہرہ منتا ہے وہ لوگوں کو راشن کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک چھپرہ بھی بیکار نہیں جاتا۔

چھپوں کے علاوہ انان کی کاشت کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ بہت سی زمین کھیتی کے کام میں لائی جا رہی ہے، نئے اور سائنٹفک طریقوں کے استعمال کے باعث پیداوار بھی بڑھ گئی ہے۔ کھیتوں میں کام کرنے والوں

کی تعداد بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے بہت سے لوگ تو اپنی فرصت کے وقت میں کھیتوں میں کام کرنے کیلئے جاتے اسکولوں کے طلباء کھیتوں میں کسانوں کے درختوں کے دیہات کا دورہ کرتے ہیں ان کے علاوہ بہت سے لوگ مستقل طور پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے بہتے بچے مکانوں کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس لئے انکھلتان کے دیہات میں بہت مکان بنائے جا رہے ہیں۔ یہ مکان پہلے کے مکانوں کے مقابلہ میں کہیں اچھے اور آرام دہ بنے کسان اکثر اسی کمرے میں رہنا پسند ہیں جس میں کھانا پکاتا ہے نئے مکانوں پر کمرہ دوسرے مکان کی لمبائی کے برابر اسکی لمبائی، افیت اور چوڑائی ۱۴ فیٹ



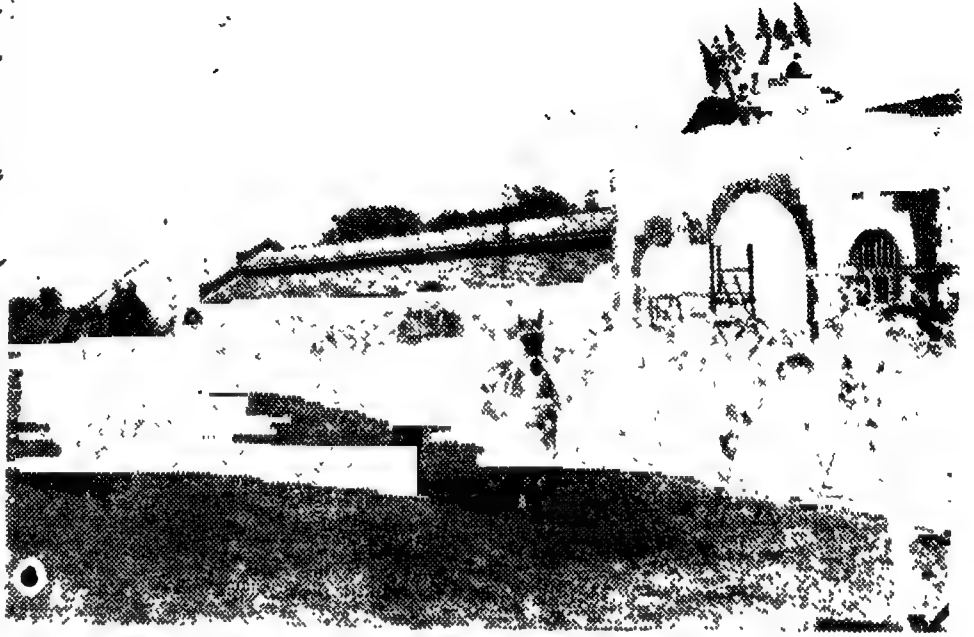
دو انگریز عورتیں دو اگلے والی ایک طرح کی گاڑی میں کر رہی ہیں۔



پہلے ۱۹۶۳ء

جنگ سے پہلے بہت سی ٹائٹس ہو کر تھیں  
تھیں نہیں گاؤں والے اپنے اپنے گھوڑے  
لاتے تھے اگرچہ اب ان ٹائٹس کی تعداد  
بہت کم ہو گئی ہے لیکن پھر بھی گڑبڑوں  
میں اس قسم کی ٹائٹس اکثر ہوا کرتی ہیں  
ان میں گاؤں کے مرد و عورتیں انعام  
حاصل کرنے کے لئے اپنے اپنے  
گھوڑوں کو لے کر آتے ہیں۔

آج کل انگلستان کے دیہات  
کی زندگی بہت ہی معرہ و زندگی ہو گئی  
ہے انہیں اپنے کھیتوں کے کام کی بنیاد  
کے علاوہ تفریح کے لئے بھی کافی وقت  
ملتا ہے گھوڑوں کی ٹائٹس اس کی  
ایک مثال ہے۔ جنگ کی وجہ سے  
کھیتی کی طرف لوگوں کی توجہ  
زیادہ مبذول ہو گئی ہے اور  
آج کل انگلستان کے کھیتوں میں  
زیادہ چل پھل دیکھی جاسکتی ہے۔



گھوڑوں کی ٹائٹس میں فخر جوڑے سائے سے جلتے بار ہے ہیں

اتنے بڑے کوسے میں ایک معمولی کنبدہ آرام  
کھا سکتا ہے اور اس میں بچوں کے کھیلنے کیلئے  
کافی جگہ رہتی ہے پانی گرم کرنے اور کپڑے  
لب کرنے کے لئے بھی انتظام ہے اسے  
لوں کا کرایہ بہت کم رکھا گیا ہے تاکہ  
وہ لوگ اس سے معلوم ہو۔

کھیتی کے علاوہ اور بہت سے  
جنگ کے لئے انگلینڈ کے باشندے  
ہے ہیں۔ زیادہ جنگ میں زخموں کی  
م بچی کیلئے ایک طرح کی کافی اکٹھا کرنے  
م بھی اہم سمجھا جاتے لگا ہے بہت سی  
اکار خواتین اور رضا کار مرد ایک  
قسم کی کافی اکٹھا کرتے ہیں۔  
علاوہ دیگر کئی قسم کی جڑی بوٹیاں  
رضاء کار جمع کرتے ہیں۔

انگلستان کے کسانوں کی زندگی  
گھوڑوں کو بھی خاص اہمیت حاصل  
کسان ان سے ہر قسم کے کام لیتا ہے۔



ٹائٹس کے چ ٹائٹس میں قابل ہوتے والے گھوڑوں کا سائے کر رہے ہیں۔

# کاغذ

(انٹرنیٹ امیکا پرساد واپسی)

دنیا میں کاغذ کو پیدا ہوئے ابھی دو ہزار سال بھی نہیں گزرے لیکن اسکی فطرت کی فکر لوگوں کو پریشان کر رہی ہے۔ قدیم زمانہ کا کام ایجاد کرنا اور جدید زمانہ کا کام آسے ترقی دینا اور پایہ تکمیل کو پہنچانا ہے گولہ بارود اور توپ بندوق کی ایجاد جس طرح سب سے پہلے ہندوستان میں ہوئی اسی طرح کاغذ چھپائی اور اخبار پھین میں ایجاد ہوئے۔ اور اس سے بھی ہزاروں سال قبل پتھروں اور چٹانوں پر نقاشی کر کے کام ایرانیوں نے شروع کیا تھا۔ اُس وقت دنیا کاغذ کا نام بھی نہیں جانتی تھی۔ اور نہ کھنے کھانے کا رواج تھا۔ یہ سب عیسوی سے بھی ۸ دس ہزار سال قبل کی بات ہے۔ بعد کو پتھر، پتیل، تانبہ اور تین کی ملاوٹ اور کچلے ٹکڑے اور سیاہی دانت کھینے اور اظہار خیال کے کام آئے۔ بعد ازاں اہل مصر نے موم کے تختوں پر قلم کی نوک سے کھنا شروع کیا جو نشان قلم سے بنتے تھے اُن پر رنگ بھر دیا جاتا تھا تاکہ وہ واضح اور دیکھا جا سکیں۔ بعد میں لکڑی کے چکے تختوں پر کھرا پوت کر سیاہی کوٹنے یا کاغذ سے لوگ کھینے لگے جیسے کتبوں میں مہاجنی برسوں میں کاغذ یا تین کی تختی پر آج بھی کھنا کھنا یا جاتا ہے۔

ہندوستان میں کھنا بہت بعد کو شروع ہوا۔ یہ اہل یونان کا خیال ہے لیکن منتر درشا رشیوں کا بیان جو ذکر ملتا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ رشی کھے ہوئے منتر دیکھتے تھے۔ کیونکہ رشیوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ دیکھنے ہی کی وجہ سے رشی کہلاتا ہے۔ بہر حال سترہ قیم اسوروں اور کھالڈ یا اسیوں نے کھپڑوں اور اور مٹی کے ٹکڑوں پر کھنا تھا جن میں بہت سے جال کی کھائی میں خصوصاً پرامتوں میں ملے ہیں۔ اسوروں کی سلطنت جنوب مغربی ایشیا میں تھی جسے اہل مغرب اسیر یا کہتے ہیں۔ خبرانی زبان میں یہ ملک اشتر کہلاتا ہے و اجنبی سلطنت کے چالیسویں ادھیائے میں وہاں کے باشندے اسیر یا کہتے گئے ہیں۔ کھالڈ یا خلیج فارس پر آباد تھا۔ یہاں کے باشندے جیزلش اور میشنگولی میں بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ اسوروں اور کھالڈیوں کے کچے کیل مٹی پر کھے جاتے تھے اور بعد میں دھوپ سے خشک کر لئے جاتے تھے یا کھار گئے آؤں میں پکائے جاتے تھے۔ اسکے بعد کائے ہوئے چرپ پر کھنے کا رواج جاری ہوا۔ لیکن اخیر میں کاغذ کی ایجاد کے پہلے پیرس نامی درخت کی چھال کھنے کے کام میں آئے تھی۔ اس سے اہل مصر اور یونان دونوں کام لیتے تھے۔ سچ سے قبل صرف دو ہزار سال ہی نہیں ۲۵۸۰ سے ۲۵۲۶ سال قبل تک کی تحریریں بھی (ابھی تک ملتی ہیں) مصر کے بادشاہ حصہ کے عہد حکومت کے حالات پیرس پر ہی لکھا گیا تھا۔ یہ پیرس بھی پر

سے کتنا مختلف ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ مگر اس ملک میں بھوج پتہ بھی کھنے کے کام میں آتا تھا اور آج بھی منتر وغیرہ بھوج پتہ پر ہی لکھے جاتے ہیں۔ سویں عیسوی صدی تک پیرس کا استعمال ہوتا تھا پیرس کا درخت دیائے نیل کے دلدلی صوبے میں کثیر تعداد میں ہوتے تھے۔ یہ لبا ہوتا تھا اور اس کے تین تے اور لمبی تیز پتیاں ہوتی تھیں۔ پیرس کے ٹکڑے جو کہ ۱۲ فیٹ لمبی اور ۲ ۱/۲ فیٹ چوڑی تھیں۔ (The Theban Book of the Dead) نام کی جو کتاب تیار ہوئی تھی، وہ برٹش میوزیم میں ابھی تک رکھی ہے۔ پیرس کی اشاعت کے وقت ہی کمائی ہوئی کھالوں پر بھی کھنے کا کام چلتا تھا۔ کھالوں پر کھنے کا کام دوسری صدی قبل مسیح میں شروع ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایشیا بائزر کے شمال مغرب کی سلطنت ماسیا کے بادشاہ یومینس نے اسکندریہ کی ٹکر کا بڑا اور خوبصورت کتب خانہ بنانے کی خواہش کی۔ ماسییا کے دار الحکومت پر ناموس اپنے اتالی راچا ڈکے کتب خانے اور پتھر پر کھدے کام کے لئے مشہور تھا۔ تالی راچاوں کا عہد سلطنت ق م تیار جاتا ہے۔ لیکن اس کتب خانے کی کتا میں پیرس پر نہیں بلکہ ہالونڈ کی کھالوں پر رکھی گئی تھیں کیونکہ جب یومینس نے اسکندریہ کے ٹامیسی اپیفینس کو لکھا کہ میں پیرس دینے کی مہربانی کیجئے تو اپیل نے انکار کر دیا۔ اس پر یومینس نے بکریوں، بھیروں، سمندوں کے بچوں اور بھیروں کی کھالوں پر کتا میں لکھوا دیں۔

جس طرح کھالوں کے لئے یورپ میں کوئی کوشش نہیں ہوئی اسی طرح وہاں کاغذ بنانے کی بھی کسی نے کوشش نہیں کی۔ کاغذ بنانے کے پہلے چینوں نے ریشی کپڑے اور لکڑی پر کھنا شروع کیا تھا۔ ڈاکٹر اسٹائن جینی ترکستان میں بہت اچھے طریقوں سے پیتے ہوئے کاغذ کی تحقیق کرنے پر معلوم کیا کہ یہ چتھروں سے بنا ہوا ہے اور اس کتبہ میں جو تاریخ ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵۰ ق م پر یہ کاغذ بنا تھا۔ لیکن چین میں سائے میں جو کاغذ بنا تھا وہ ناپائیدار کو کٹ کر نکالے ہوئے ریشوں سے بنانے کی یا رنگ نامی علاقہ میں بنایا گیا تھا۔ چین میں کھنے کی کوشش اُس وقت ہو چکی تھی۔ لکڑی پر حروف کاٹ لئے جاتے تھے اور پھر ان پر ڈھکن لگا دیے جاتا تھا۔ لفاظ کی ابتدا اسی سے سمجھی جاتی ہے۔ اس سامان کے سامان ہی چین اور تبت میں تاڑکے پتوں پر بھی لوگ لکھتے تھے۔ سیکڑوں سال تک چینوں نے اپنا کاغذ بنانے کا طریقہ خفیہ رکھا تھا۔ لیکن ساتویں صدی عیسوی میں موروں اور عربوں نے چین پر حملہ کیا تھا اُس میں کاغذ بنانے والے کچھ چینیوں کو بھی انھوں نے قید کر لیا



اپریل ۱۸۴۲ء

تھے جن کو بانی جن ڈال کر حسب ضرورت لگا کر رکھا کرتے تھے۔  
 پھر ایک جڑ کو چھین کر اس میں سے دوڑی جاتی تھی جس کی چھین کر  
 بانس کی کھپاچوں کی ہوتی تھیں جو ریشم سے دھاتے تھے باغیچہ  
 میں تھیں۔ یہ لیمو ایک ناخوش رہی جاتی تھی دوڑتے جاتے تھے  
 اسی پٹی جاتی تھی۔ تھے بنائے کے کافی ریشم چھین کر لے جاتے  
 تھے اور یہ تھے جو یا دھوپ میں خشک کر لے جاتے تھے۔  
 اسکا بعد کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے چھین کر لے جاتے تھے  
 اور ان کے گرے بنائے جاتے تھے اور بعد کو ان کا ڈھیر ڈھیر  
 پٹا یا جاتا تھا۔ اس حصہ میں یہ پانی سے بھگوئے جاتے تھے اور  
 اٹلے پٹائے جایا کرتے تھے۔ نرم اور ریشم دار چھین کر اس کے  
 بعد آئے میں دبائے جاتے تھے جو اسٹامپنگ مل کھلاتا تھا یہ آلہ  
 تقریباً ویسا ہی ہوتا تھا جیسا آج رولی یا جوف کی کمانڈر ہانڈ  
 پریس ہوا کرتا تھا۔ بہت سے ملکوں میں اسٹامپنگ مل پانی سے  
 چلائی جاتی تھی۔ صرف بالینڈ میں وہ ہوائی چکیوں سے چلی تھی  
 جس حوض میں پانی کے ساتھ چھین کر لے جاتے تھے ان پر کڑی  
 کی پٹی دوڑے گرائی اور اٹھائی جاتی تھی۔ اس پٹی یا تھکے کے  
 دونوں طرف کڑی کے لیے ڈھولے لگے ہوتے تھے اور یہ تختہ پچھو  
 ڈھولوں سے نیچے اوپر آیا یا کرتا تھا۔ اسکے ان ڈھولوں میں آہ  
 چل کر یہ تبدیلی کی گئی کہ ان ڈھولوں کا چھلچھٹ جوتے کی شکل بنانے  
 گیا جس میں کھینچ لگائی گئیں۔ اب یہ پمپ یا گودا جیسے ہی ایک  
 سے دوسرے حوض میں جاتا دے ہی اند با ایک ہو جاتا تھا۔ چھ  
 حوضوں سے یہ گزرتا تھا اور تین اسٹامپروں کا کام ان میں ہوتا تھا  
 اس طرح ایک ہنڈ روٹ یعنی ۱۱۲ پونڈ چھین کر لے کر چلا اور ملازم  
 میں ایک دن رات میں ۲۰ جوڑا اسٹامپروں کا استعمال کر لیتا تھا  
 وہاں کے قبل مساب کا غذا لینا پانچ دن چھتے تھے وہاں کا غذا  
 کھلاتا ہے جس پانی کے نشان کے خط متوازی حوضوں میں غریب  
 قریب ہوتے ہیں۔ ان کے بعد واسکرول نے وقت سا بچا رکھا  
 وقت کا غذا وہ کھلاتا ہے جو کھانا سا رہتا ہے۔ وہ اصل انگلیٹ  
 میں پہلے پہل وراثت میں نے ہی وقت کا غذا واسکرول کے  
 ہی نہیں بلکہ ٹاسن اور کیسلن کے لیے بھی بنایا تھا جب وہاں  
 بن جاتے تھے تو پھیلاتے واسے کو دیر پہلے جاتے تھے وہ ۶ سے  
 دسے تک پہلے بیج بیج میں خیلنگ دیکھتا کہ کڑی نہیں مل سکے  
 پریس میں کس دیتا تھا۔ بعد کو وہ بغیر بندے کے دیاتے جاتے  
 پھر ۴ یا ۵۔ ۵ تھے کہ کے چھکائے کو ٹانگہ دیتے جاتے تھے  
 اسکے بعد ۱۱ اور ۱۲ کے درمیان ڈیج لوگوں نے اس کا  
 آلہ ایجاد کیا۔ یہ اسٹامپنگ مل کا ہی کام تھا مگر اس پر انجام دینا  
 اسکے بعد چونکہ نیز لوگوں نے نئی نئی اصلاحات کیں جن کے

بھیٹ سے ڈیڈ کو اپنا پیٹنٹ بھی ۲۵ ہزار روپے پر فروخت کر دیا۔  
 لیکن قسطنطنیہ اور کربلے میں ڈیڈ و بڑی سستی کرتا تھا اس لیے  
 ۲۴ جون ۱۸۴۲ء میں رابرٹ نے پھر اپنا پیٹنٹ واپس لے لیا  
 ایک پہلے ہی ۱۸۴۲ء میں ڈیڈ و نے اپنے انگریز بہنوئی جان کیمبل سے  
 کہہ کر انگلیٹ میں کاغذ کی مشین بنانے کا پیٹنٹ لے لو۔  
 اس وقت انگلیٹ اور فرانس میں دشمنی تھی۔ پھر بھی ۱۸۴۲ء  
 میں ڈیڈ و انگلیٹ چلا گیا اور لندن کے وہ مشینروں۔ ہنری اور  
 سیلی فورڈ نیز سے ملا جن کو اس کام کے لیے گیمبل نے راضی کر لیا  
 تھا۔ پیٹنٹ لے لیا گیا اور ایک اچھا انجینیر بھی مقرر کر دیا گیا۔ اس  
 طرح کاغذ سازی کی مشین بنائے کا پہلا کارخانہ انگلیٹ میں قائم  
 ہوا۔ گیمبل نے ۱۸۴۲ء میں مشین کا پیٹنٹ اور ۱۸۴۳ء میں دوسرا  
 پیٹنٹ لیا تھا۔ ۱۸۴۵ء میں گیمبل کی دیکھ بھال میں فراگ مورل اور  
 سینٹ نیائلس مل میں مشینیں چلنے لگیں لیکن گیمبل نے دووں پیٹنٹ  
 ۱۸۴۴ء میں فورڈینیر برادران کو دے دیے گیمبل کو اس کام میں اتنا  
 شراکہ ہوا کہ ۱۸۴۵ء میں وہ اس تجارت سے قطعی طور پر علیحدہ ہو گیا  
 ۱۸۴۵ء میں وہ سات سال کی میعاد بھی گزر گئی جس کے لیے پیٹنٹ  
 لیا گیا تھا اس لیے ۱۴ سال کی میعاد بڑھانے کے لیے پارلیمنٹ سے  
 اپیل کی گئی۔ دارالعوام نے تو میعاد بڑھانے کا مل پاس کر دیا مگر اس  
 آف لارڈس نے یہ اعتراض پیش کیا کہ فورڈینیر تو خاص موجود نہیں  
 تھا۔ اب فورڈینیر برادران ۶۰ ہزار پونڈ کا اپنا سرمایہ کھو کر دوا لیا  
 ہو گئے اور آخر کار بڑی بھری حالت میں مرے۔ ہنری کو ٹامس کے  
 کھولے ہوئے ایک فنڈ سے کچھ مدد ملی تھی اسی سے اس نے اپنی  
 زندگی کے آخری دن گزارے تھے۔ فورڈینیر اور گیمبل دووں تباہ  
 ہو گئے مگر انکی محنت کا ثمرہ دین نے پایا۔ ۱۸۴۵ء میں جان ڈکنسن نے  
 سلنڈر میں میکنگ مشین ایجاد کی اور ۱۸۴۶ء میں فورڈینیر نے کھانچے  
 سلنڈر میں لگے اسکے پہلے فورڈینیر میں سلنڈر کے کھانچے کی ایجاد نہیں  
 تھا۔ پہلے کھانچے ہی لپیٹ لیا جاتا تھا۔  
 (۲)  
 ابھی تک ہمارے کاغذ کی تجارت کی بناوٹ جتنے اور غریبی کرناوا  
 کا ذکر کیا۔ اب ہر شے بنا جاتی ہے کہ کاغذ کس چیز سے بنایا جاتا تھا  
 اور آج بنایا جاتا ہے۔ پہلے پہل جب کاغذ بنانا شروع کیا گیا تھا  
 تو چھین کر لے کر کے چھلکے کوں تک پڑاتے جاتے تھے پھر کڑی  
 کی آگ میں آبال لے جاتے تھے۔ اس کے بعد توڑوں میں بند کر کے  
 بچہ دریا میں ڈال دیتے جاتے تھے۔ اس سے صرف یہ کہ انکی بہت  
 کچھ بھی تھل گئی تھی بلکہ کھد کی بھی سی مقدار میں بھجوا جاتی تھی۔  
 اسکے بعد کڑی بڑھ کر سر دوسرے چھلکے میں لگ کر لوں یا سر کے ڈھولوں  
 سے پیٹے جاتے تھے۔ اس کے وہ پیچھے لگے یا لگائی کی ایجاد جاتے

جے کاغذ کے بازار میں اُن کی بڑی شہرت ہو رہی ہے۔  
 یورپ اور امریکہ میں انیسویں صدی میں کاغذ کی لوگوں کی بڑی  
 تی ہوئی اور ہمیں سے یہ فن تمام ایشیا میں پھیلا۔ جاپان نے ۱۵۰۰  
 برسوں میں دیگر صنعتوں میں جیسی ترقی کی تھی ویسی ہی کاغذ سازی  
 میں بھی کر دکھائی۔ یہی نہیں وہ نہ صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ دوسروں  
 نے بھی کاغذ بنانے لگا۔ ۱۹۰۰ء میں ہندوستان میں کاغذ کی  
 غلیں چل رہی تھیں جن میں ۱۰۰۰ ہنڈریڈ ویٹ کاغذ تیار  
 رہا تھا۔ کاغذ بنانے کا کھڑکی کا گودا جو باہر سے لایا گیا تھا۔ اس کا  
 وزن ۹۰۰ ہنڈریڈ ویٹ تھا۔ صرف ناروے اور سویڈن نے ہی  
 ہزار ہنڈریڈ ویٹ گودا بھیجا تھا۔ امریکہ سے ۲۰۰۰ ہنڈریڈ  
 ریفیکہ کناڈا سے آیا تھا۔ کناڈا میں جنگوں کے باعث کاغذ  
 اسے کا گودا بہت زیادہ مقدار میں ملتا تھا۔ اسی وجہ سے کناڈا  
 نے ۱۹۰۰ء میں کوئی ۵۰ ہنڈریڈ ویٹ صرف یورپ پر  
 خیاروں والا کاغذ (لا کاغذ) باہر بھیجا تھا۔ ہمارے ملک میں جتنا کاغذ  
 آرہا ہے اس سے ملک کی ضرورت پوری نہیں ہوتی اس لئے  
 اس کاغذ دیگر ممالک سے آتا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں جو کاغذ مالک غیر  
 ۱۰۰۰ آئے اس میں امریکہ کے مالک مقدمہ کا حصہ ۴۴ ۱/۲ اور گریٹ برٹن  
 ۲۰۰ آئے لیڈ کا ۱۶ اور جاپان کا ۹۶ ہے۔ جنگ کے باعث جرمنی  
 کا کاغذ کا آنا بند سا ہو گیا اور ناروے و سویڈن سے بھی بہت  
 اسکا۔ صرف ۳۲ اور ۳۰ فیصدی ہی آیا۔ بالینڈ جنگ میں صرف  
 ۱۰ تھا اسلئے یہ اسی ہی بھیج سکا۔  
 جنگ عظیم کے قبل جو مال آتا تھا اسکا وزن زیادہ اور دام  
 ہوتا تھا مگر جنگ کے باعث وزن کم ہو گیا اور دام بڑھ گیا۔  
 لاکھ ہنڈریڈ ویٹ وزن کے کاغذ اور گریٹ برٹن ۱۹۲۰ء میں آئے۔  
 اپنے کا کاغذ جہاں سال بھر پہلے ۳۰۰ ۹۰۰ ہنڈریڈ ویٹ آیا  
 ۱۰۰ ۲۰۰ ۱۰۰ ہنڈریڈ ویٹ ہی آیا۔ اس سال  
 ناڈا اور رینا سٹہ سے بالترتیب ۳۰۰ ۳۰۰ ہنڈریڈ ویٹ  
 ۲۰۰ ۲۰۰ ہنڈریڈ ویٹ کاغذ آیا اور جاپان سے جہاں ۲۰۰  
 ہنڈریڈ ویٹ آیا وہاں گریٹ برٹن آئر لینڈ سے ۱۰۰ ہنڈریڈ ویٹ  
 آیا۔ لیکن کے کاغذ اور لٹافے جہاں ۳۰۰ ۳۰۰ ہنڈریڈ ویٹ  
 تھے وہاں اس سال ۴۰۰ ۴۰۰ ہنڈریڈ ویٹ آئے۔ پیکنگ اور  
 جنگ سپر کی آمد میں بھی کمی ہوئی۔ جہاں ۱۹۲۰ء میں ۳۰۰ ۳۰۰  
 ہنڈریڈ ویٹ آئے تھے وہاں ۱۹۲۰ء میں ۱۰۰ ۱۰۰ ہنڈریڈ ویٹ  
 آئے۔ گانٹھوں اور بوروں میں جو پرانے اخبار آتے تھے انکی آمد  
 اور دام دونوں اعتبار سے بڑھی۔ وزن ۴۰۰ ۴۰۰ سے ۶۰۰ ۶۰۰  
 ہنڈریڈ ویٹ ہو گیا اور دام ۳۰۰ سے ۶۰۰ لاکھ روپے بڑھ گیا۔  
 آج ہندیا میں کاغذ کس قدر اہمیت رکھتا ہے اسکا اندازہ اس

کے سلیجی ہولی ہائے ہوتے ہیں۔ کاغذ کا وزن بھی کم نہیں  
 کی جاتی ہے۔ دشمن ممالک میں اسکی فراوانی ہے یا گران اسکا  
 نہیں لیکن اتحادیوں کا پروسیکٹوہ اس بارے میں نہیں ہوتا اس  
 فراوانی ہی سمجھنی چاہئے۔ اسکا سبب بھی ہے۔ اسوقت سوئڈن  
 سوئٹزرلینڈ اسپین اور پرتگال کو چھوڑ کر سارا یورپ جرمنی کے ماتحت  
 ہے اسلئے ان ممالک سے جو تھوڑا بہت کاغذ اتحادیوں کو مل سکتا تھا  
 وہ تو ملتا ہی نہیں۔ اس کے برعکس وہ سب جرمنی اور اس کے دوستوں  
 کو ملتا ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم میں ناروے غیر جانبدار تھا جو غالباً دنیا  
 میں اخباروں کے لئے سب سے زیادہ کاغذ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ جنگ  
 کے سامان تیار کرنے میں برطانیہ عظمیٰ کے کارخانے اتنے مصروف ہیں  
 کہ وہاں ضرورت سے ذرا بھی زیادہ کاغذ نہیں تیار ہوتا۔ یہی نہیں  
 کناڈا سے بھی کاغذ لیتا اور وہیں سے باہر بھیجاتا ہے مگر وہاں بھی  
 کاغذ جیسا کہ ہمیں بن سکتا کیونکہ وہ ملک بھی جنگ میں شامل ہے  
 اور اسے سامان جنگ تیار کرنے کی طرف زیادہ توجہ دینی پڑتی ہے۔  
 لیکن جو کاغذ تیار ہوتا ہے وہ بھی دنیا کے اُن ممالک میں نہیں  
 پہنچ پاتا جن کو اسکی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ دشمن کے  
 غوطہ خور مصروفوں میں گھو مارے ہیں اور اپنے دشمنوں کے مصروف  
 جنگی جہازوں کو بلکہ تجارتی جہازوں کو بھی ڈوب دیتے ہیں۔ غوطہ خور  
 اپنے کام میں مصروف ہیں۔ یہی نہیں اس بارے میں غوطہ خور کشتی  
 صرف اتحادیوں کے جہازوں ہی تو ڈوبتے تھے مگر اس بار جاپانی غوطہ  
 خوروں سے بھی اسے کافی مدد ملتی ہے۔  
 کناڈا میں اسوقت جو کاغذ بنتا ہے اُنکا کچھ ہی حصہ باہر بھیجا  
 ہے اور بھیجے جاتے پر بھی یہ یقین نہیں ہوتا کہ وہ بخوشی وہاں پہنچ  
 جائیگا۔ اسلئے ہمارے ملک میں بھی حکومت کو کاغذ کی فکر نے کمزور  
 کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اسلئے باعث اخباروں کے سائر اور خدمات  
 میں تو کمی ہو ہی گئی۔ یونیورسٹیوں کو امتحانوں کا انتظام کرنے میں سہولت  
 ہو رہی ہے کہیں کہیں تو زبانی امتحانوں کا بھی انتظام ہو رہا ہے۔ لیکن  
 کاغذ کا جیسا زبردست غوطہ سائے من پھیلائے کھڑا ہے اس سے تو دوسری کتابوں  
 کے نکلنے کا بھی اندیشہ پیدا ہو رہا ہے اگر جنگ سال دو سال اور جاری رہی  
 اور ۱۹۲۰ء میں اس کے ختم ہونے کوئی امکان نہیں ہے تو یہاں کی تعلیم کی فکری  
 میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ ایک تو یہاں بوں بھی تعلیم کی کمی ہے وہ سب کچھ  
 کتابیں نہیں ملیں گی یا اتنی گراں ہو جائیں گی کہ سہولتی حیثیت کے لوگ اپنے بچوں  
 کے لئے کتابیں نہ خرید سکیں گے تو تعلیم کی اور بھی کمی ہو جائیگی۔  
 امریکہ کے بڑے کتابخانوں میں عمدہ اور بڑی کتابیں ریلوں کی شکل میں  
 رکھی جاتی ہیں۔ یعنی بڑی کتابوں کے ٹوکڑیوں میں سلے جاتے ہیں۔  
 اس سے کتاب رکھنے کے لئے جو جگہ دکھار ہوتی ہے وہ بچ جاتی ہے۔ کتاب کی  
 حفاظت کی بھی زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑتی۔ یہی کتاب بند یعنی ہوتی ہے  
 ریل دنگار کشتی کی مدد سے اسے بڑھ لیتا ہے۔ یہ انتظام انجمن برطانیہ میں شاید  
 رائج نہیں ہے۔ بہر حال اگر یہاں کے مختلف بڑوں میں اسکی تقلید کیا جائے تو بھی  
 کاغذ کی قلت کے باعث تعلیم میں جو کمی ہو جائیگی وہ اس سے دور نہیں  
 ہو سکتی کیونکہ کتابخانوں میں دو تین جلدوں سے کام چل جاتا ہے۔ لیکن اضافہ  
 کے لئے نوکڑوں جلدوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہر کتاب میں تو ایک دو نہیں ہوتا  
 قسم کی شاخ ہوتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ عظیم تو کون کون سی حالت  
 اور ان کا اثر ان کی طرف سے جاد ہا ہے جن سے تفریب اور غم کی بڑا ہوتا ہے۔





لیٹ شدہ صاف تھر۔

۱۶۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ ٹھہری۔ جنگ بہادر۔ پورب کا حال۔ مکالمہ۔ سارنگی پر دھن۔ اے۔ آئی۔ آر۔ آرٹسٹ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ بچوں کا جلسہ۔ ہمارے کھیل۔ آٹا پالٹا۔ رام اجار اور پلوٹ کا مکالمہ۔ بھجن۔ چھوٹی موتی بائی۔ تمہارا خط ملا۔ بدیسیا مرتضیٰ حسین اور رام جی داس میں مباحثہ۔

۱۷۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ زیادہ غلہ پیدا کرو۔ نارمن پینٹ۔ رام این پاٹھ۔ بیچ منڈلی (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ ٹھہری۔ شفا حسین۔ سفر کے طریقے۔ بیل گاڑی سے سفر۔ اے۔ آر۔ حلوی اور پھیسٹ میں مکالمہ۔ بھجن اس ہفتہ کا پروگرام۔ بانسری پر دھن۔ اے۔ آئی۔ آر۔ آرٹسٹ۔

۱۸۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ طاہون سے بچاؤ۔ ایک ڈاکٹر۔ گیت۔ جنگ بہادر۔ این۔ ایم۔ جوشی۔ مرتضیٰ حسین اور محمد دنیازی چانکیہ کی نیتی (کہانی) بھاگیرتھ۔ ٹھہری۔

۱۹۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ آرتی رام نرائن ساہنی معہ پارٹی۔ پورب کا حال۔ مکالمہ۔ غزل۔ خورشید بائی۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ بھجن رام نرائن ساہنی اور پارٹی۔ بچوں کا جلسہ۔ آکاش سنار۔ رنگ برنگ بادل۔ گریٹینڈر اور جھینگ میں مکالمہ۔ بچوں کی فرمائش۔ باغ کا نقشہ۔ علی حسین صدیقی اور رمی کا کا۔ کیرتن۔ رام نرائن ساہنی اور پارٹی۔

۲۰۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ کیلاش کا سفر۔ کرشن کارشریہ استو اور ٹھہری پندر چندر کا مکالمہ۔ پرہا۔ بدھو دھوبی اور پارٹی۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ وادرا۔ پھول کنور۔ ایک دن۔ برجیندر ناتھ گوٹ۔ لہاری۔ بدھو دھوبی اور پارٹی۔

۲۱۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ گیت مرتضیٰ حسین۔ ذخیرہ بازی۔ بھجن۔ کرپاشنگ تیار۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ چیتی۔ کاشی بائی۔ ہمارے سکے۔ ایم۔ اے۔ خلیل۔ بوڑھوں کا بیان۔ نظم۔ بھوشن۔ ٹھہری۔ جنگ بہادر۔

۲۲۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ پاک بکوان۔ بری اور پارٹی بنانا۔ شام ولا ری دیوی۔ بھجن کلا جوشی۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) فلمی گیت۔ ہنسو تمہارا خط ملا۔ گیت۔ کلا جوشی۔

۲۳۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ پورب۔ رام جی داس۔ پورب کا حال۔

مکالمہ۔ چیتی۔ لال چند مالوی۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ غزل۔ لطافت حسین۔ بچوں کا جلسہ۔ ایک ڈاکٹر۔ (کہانی) شریدر ناتھ ترپاٹھی۔ ریابا سار۔ رام اجار دو بے اور پلوٹ کا مکالمہ۔ بھجن لال چند مالوی۔ تمہارا خط ملا۔

۲۴۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ زیادہ غلہ پیدا کرو۔ اے۔ بی۔ سینا بھجن۔ گیان ساگر۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ تواری بیچ منڈلی۔ دو بردان کی گیت۔ رمی کا کا۔ گیت۔ گیان ساگر اس ہفتے کا پروگرام۔ شام۔ (کوٹیا) امر ناتھ بھٹا چاریہ وادرا مرتضیٰ حسین۔

۲۵۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ بے آدمیوں کی بانی۔ گھاگھ کی کہانی۔ رسول احمد ابودہ۔ تواری۔ مقبول حسین معہ پارٹی (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ وادرا۔ نیم مالہ۔ ہوا اور دھوپ کا استعمال۔ لٹ پر کاش اگر وال۔ فلمی گیت۔ وادرا۔ مقبول حسین اور پارٹی۔

۲۶۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ چیتی۔ مرتضیٰ حسین۔ پورب کا حال۔ مکالمہ۔ بھجن۔ پرانتی خبری۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ بچوں کا جلسہ۔ بنیا کے خاص مذہب۔ اسلام۔ فصیح احمد انصاری۔ تواری۔ غلام حضرت معہ پارٹی۔

۲۷۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ بچت کا استعمال ہے۔ پی۔ مشرا۔ پورب بائی۔ شردن کار بدیسیا۔ رام آسرے۔

۲۸۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ ذخیرہ بازی۔ ہریش چندر اور رمی کا کا بھجن۔ بیچ منڈلی۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ بھجن۔ کرشنا بائی۔ پودوں کی سوانح زندگی۔ ذاتہ پات اور بیاد۔ کھلیا بھجن (کوٹیا) کیدار ناتھ بون۔ گیت۔ سی۔ ایم۔ بلہری۔

۲۹۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ بھگت۔ آدیش نارایان۔ بدھو دھوبی۔ (کہانی) گیت۔ پیشوری دیوی اور پارٹی۔ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ بھجن۔ تمہارا خط ملا۔ ہمارے گیت۔ پیشوری دیوی معہ پارٹی۔

۳۰۔ اپریل ۱۹۳۷ء۔ بزرگ گیت۔ بیچ منڈلی۔ پورب کا حال۔ مکالمہ۔ ہنسو دھوبی۔ اے۔ آئی۔ آر۔ آرٹسٹ (دقت کی اطلاع ۸ بجے) خبریں۔ ٹھہری۔ کرشنا بائی۔ بچوں کا جلسہ۔ ہمارے کھیل۔ بھوکھو دھوبی اور پلوٹ کا مکالمہ۔ تمہارا خط ملا۔ غزل۔ مرتضیٰ حسین۔



## زیور

( اس مسئلہ دلی دیوی لہڈی انجکٹر کو آرٹھوسائٹیز - یو۔ پی۔ لکھنؤ )

جائے تو اتنا پڑے گا۔ اس سے ہر سبب بہت نقصان اٹھانے میں  
اور اگر اس کو استعمال میں لایا جائے تو بہت سے کام نہیں اہل دم  
بھی نہ برباد ہونے پائے۔

بہت پوچھنے بچھنے پر زیورات کے حق میں یہ دلیل پیش کی گئی  
ہے کہ زیوروں کے استعمال سے خوبصورتی اور عزت میں اضافہ ہوتا  
ہے اور زیوروں کی صورت میں کچھ دولت جمع رہتی ہے جو مصیبت  
پڑنے پر کا جی لائی جاتی ہے۔

اچھا ہوگا اگر ہر پہلے خوبصورتی اور عزت کے مسئلہ کو حل کر لیں  
تو دوسرے سوالوں پر غور کریں۔

بہنو کیا یہ بات ناقابل تردید نہیں کہ کسی کی خوبصورتی اگر  
اچھی صحت اور عزت اسکے نیک اطوار سے ہی ہوتی ہے کیا کوئی یا  
سے لاغر و نحیف عورت بیش قیمت زیورات کو پہن کر خوبصورت  
معلوم ہوگی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ کہنے اسے ایک بار معلوم ہوتا  
اور دیکھنے والوں کو ترس آئے گا۔ وہ زیورات کسی طرح بھی اس  
غریب کی عزت و خوبصورتی میں اضافہ نہ کر پائیں گے۔ اسی طرح  
عزت کی حفاظت کے لئے صرف زیورات کے استعمال کو ضروری سمجھنے  
بھی زبردست غلطی ہے عزت تو دراصل کسی انسان کے نیک اخلاق  
سے ہوتی ہے۔ دنیا میں اسی شخص کی عزت ہوتی ہے جسکے کردار اور  
احوال اچھے ہوتے ہیں۔ قیمتی سے قیمتی زیورات ہماری عزت میں  
اضافہ نہیں کر سکتے اچھے کردار اور اطوار کی عورتیں اپنے کردار  
کے باعث عزت پاتی ہیں۔

دوسری بات جو زیورات کی شکل میں کچھ دولت محفوظ رہنے  
کی ہے اس کے ذریعے مصیبت کے وقت اس سے کام نکلانے کا  
خیال تو ممکن ہے۔ کسی زمانے میں درست رہا ہو مگر اس وقت تو  
یہ رواج ہے کہ زیورات کو پرانی دھات کے دھاتوں لیا جا رہا ہے  
جس میں بڑائی وغیرہ ملا کر آدھے سے بھی کم دام ملتے ہیں اور پانچواں  
کے زیورات میں تو بالکل ہی نقصان ہوتا ہے۔ اسی حالت میں  
اس اعتراض کا کیا جواب ہو سکتا ہے کہ زیورات دولت کی شکل  
میں زیادہ قیمتی نہیں ہوتے دولت جمع کرنے کے بہت سے طریقے  
ہیں۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ عورتیں جب اپنی برادری یا سوسائٹی  
میں زیورات سے مزین ہو کر بیٹھتی ہیں تو انھیں اپنے ہن کا غرور  
زیادہ غرور ہونے لگتا ہے جن ہنوں کے پاس زبردست  
خواہش ہونے کے باوجود غریب کے باعث زیورات نہیں پہن دیتی

پیارے بہنو!  
زیور کی ایجاد کا وقت مقرر کرنا آسان نہیں لیکن جب سے بنی نوع  
انسان میں مین پرستی کا جذبہ پیدا ہوا اسی وقت سے زیور کی ایجاد کا وقت  
ماننے میں کسی کو اعتراض نہ ہوتا چاہیے۔ ہمیں قدیم کتب میں بھی زیور  
کا ذکر کثرت ملتا ہے۔ عورت کی یہ عزیز ترین چیز ہے اور غالباً اس  
کے ثبوت دینے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک ملک اور قوم کی نہیں  
کسی نہ کسی قسم کے کٹے پہنتی رہی ہیں۔

زیورات کے ناموں اور ان کی ساخت سے معلوم ہوتا ہے  
ان کے پہلے پتوں۔ کلیوں اور پھولوں کے زیور بنائے اور پہلے بہتے تھے  
مثلاً شیش پھول، کرن پھول، ہند پھول، دینی پان، چمپا کلی اور  
پھول بار وغیرہ۔ قدرت کی تخلیق میں پھولوں کو خاص درجہ حاصل  
ہے۔ ان کی دلکش بناوٹ، دلربا رنگت اور فرحت بخش خوشبو  
کس کے دل کو نہیں پسند آتی پھر اگر دیوتاؤں کو سچائے کے بجائے  
حسن کے بھاریوں نے خود اپنے کو بھی سچا بنا شروع کر دیا تو اس میں  
تعمیب کی کیا بات ہے

پھول خوبصورت اور خوشبو دار ہونے کے باعث دل و دماغ  
کو خوش کرتے ہیں اور معمولی انسان بھی زیادہ سے زیادہ پھولوں  
کو آسانی سے حاصل کر کے ان کو استعمال میں لاسکتا ہے۔ چنانچہ  
پھولوں کے پتے کا دھان بہت بڑھ گیا۔ ان زیوروں سے عورتوں  
اور لڑکیوں کا آراستہ ہونا سوغدہ کے طرہ کی کاموں میں شامل  
ہو گیا۔ لیکن پھولوں کے بنے ہوئے زیورات مضبوط اور دیر پا نہ  
ہونے کے باعث انسان کو پائیدار چیزوں کی ضرورت ہوتی اور  
پتھروں دھاتوں کے زیور بنائے جانے لگے۔

اس وقت دنیا میں سونا چاندی، پتھر پھول اور کانسی  
وغیرہ دھاتوں کے پٹے اور بھاسی مختلف قسم کے زیور تیار ہوتے  
ہیں۔ اس طرح موتی، ہیرا، اپٹا اور نیلم وغیرہ قیمتی پتھروں سے  
بنے کر معمولی کا بیج اور لاکھ کو بھی زیوروں کے لئے کام میں لایا  
جاتا ہے۔ کوئی عورت کتنا دینی اور قیمتی کوئی سا زیور پہنے اسکا  
کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے۔ جھکو دھاتی سیر کے پردوں کے کڑے  
دکھائے گئے ہیں جنہیں پہنے والی عورتوں کو چلنے یا کام کرنے  
میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور اسی طرح ڈیڑھ لاکھ کا  
جڑاؤ ہار دیکھا گیا ہے۔

اس وقت ایک بہت بڑی دولت زیوروں کی شکل میں  
ہمارے پاس محفوظ ہے اگر اقتصادیات کے نقطہ نظر سے غور کیا

زبور والوں کو دیکھتی ہیں تو ان سے بہت حسد کئے گئے ہیں اور کسی نہ کسی بات پر لڑنے لگتی ہیں یہی نہیں ان زیورات کے باعث اپنے گھروں میں بھی بہت ان بن کرنی پڑتی ہے جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اکثر مواقع پر انھیں زیوروں کی وجہ سے حسدوں کو اپنی جان اور عزت سے بھی اٹھ دھونا پڑتا ہے اور بچے تو بٹا و بچاڑے منائے جاتے ہیں کیونکہ ان کی مائیں انھیں زیور پہنانا بہت ضروری سمجھتی ہیں اور لاپچی ملازم اور اپنے لوگ ان کی ماتحت سے فائدہ اٹھانے سے نہیں باز آتے۔ رونانہ ایسے واقعات سنائی دیتے ہیں پھر جلی ماؤں کو ہوش نہیں آتا۔ جنھوں نے پھوٹوں کے رنگ روپ سے متاثر ہو کر زیورات اچاؤ کئے ہوں گے اپنے کو دین کر کے خوش ہوئی ہوں گی انھوں نے کیا آج برآمد ہونے والے شایع کے متعلق بھی سوچا ہوگا، نہیں ہرگز نہیں۔ ان کا مقصد تو قدرت کے اس عطیہ کا استعمال کر کے خوشی حاصل کرنا رہا ہوگا نہ کہ ان زیورات میں مبتلا ہونا۔

بہت سی نہیں ان بڑے شایع کو جان کر اس بات سے

دہریہ سناؤ  
حقیق ہو جائیں گی کہ زیورات کا استعمال بند کر دینا تو اچھا ہوگا لیکن سماج کے سنگار کے غلات ہوتے سے ایسا فعل نامبارک ہوگا۔ مگر یہ خیال بھی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ سماج سنگار تو ایک غریب عورت کی بھی مانگ میں سینہ دہر بھر کر اور کالج کی جوڑیاں پہنکر تازہ رنگی کام رہتا ہے۔ اسے کسی بھی زیور کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہم لوگوں کو اصل بات پر غور کر کے زیورات کے استعمال کو بند نہیں تو کم تو ضرور کر دینا چاہئے۔ ہندوستان دوسرا ملک نہیں کہا جاتا کیونکہ یہاں کے باشندوں کی آمدنی بہت کم ہے اور ایسی حالت میں سحر اور عورتوں کو قید کر کے بیس درہنہ لگنی چاہئے کروڑوں کی دولت میں کا کوئی استعمال نہیں ہو رہا ہے، بلکہ آہستہ آہستہ وہ زیادہ ہوتی ہے اسے استعمال میں آنا چاہئے۔ عورت کا سچا زیور اس کی صابک طبیعت اور نیک کرداری ہے۔ جو عورت حیاداد، بدبار، خاوند کی فرمانبرداری اور اپنے فرائض کا احساس رکھتی ہے اسے کسی بھی زیور کی ضرورت نہیں۔

## دی یو پی فروٹ ڈیولپمنٹ بورڈ

عال جناب سی ایم ادا صاحب آئی۔ اے۔ ایس۔ پریسڈنٹ فروٹ ڈیولپمنٹ بورڈ ڈائریکٹر ایگریکلچر۔ یو۔ پی۔ کال بورڈ کے سالانہ جلسہ میں کی جانے والی صدارتی تقریر

ماضی میں جلسہ۔

آپ لوگوں نے بورڈ کے آئری سکرٹری مسٹر دی منائے ۱۱ سالانہ رپورٹ سننے پر پڑھ کر میری اس رائے سے اتفاق کیے۔ اس سال بھی بورڈ میں قابل قدر ترقی ہوئی ہے۔ ممبروں کی تعداد اور رقبہ جس میں پھول کے درخت بورڈ کے ذریعہ سے لگائے گئے لاکھ کر کے ہیں کہ بورڈ نے حسب مرضی کو کم کیا اور میں اس کی بڑھتی ہوئی ترقی پر مبارک دیتا ہوں پچھلے سال کی بینک میں میں نے چند باتوں کے واسطے زور دیا تھا۔ جس میں سب سے اہم یہ تھی کہ بورڈ کے ممبر اس بات کی کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ نئے ممبر بنائیں اور زیادہ سے زیادہ پھل اور ترکاریاں لگائیں کہ ممبر میں پیدا کریں اس وقت سے لڑائی کا ایک اور بڑا سال گذر رہا ہے جس کی وجہ سے ہماری دشواریاں اور بڑھ گئیں ہیں لیکن ہم ایک سہرا موقع آگے بڑھنے اور بورڈ کو ترقی کے لئے مل سکتا ہے اپنا لوگ جانتے ہوں گے کہ ہم لوگ فوج کی ضرورت سے لے ایک سپر مفدا میں ترکاریاں پیدا کر رہے ہیں فوج کو خاص قسم کے پھلوں کی ضرورت ہے بورڈ کی نہیں ممبری دس روپیہ سالانہ ہے یعنی

ایک روپیہ ماہوار ہے بھی کم آئری سکرٹری نے اپنی رپورٹ پڑھتے وقت بتایا کہ ممبر کو دس روپیہ سے زیادہ کی خدمات عطیات اور فی سٹر کی شکل میں مل جاتے ہیں اور بورڈ زیادہ تر گورنمنٹ کے لئے ہوتے ہیں سے اپنے اخراجات پورے کرنا ہے یہ بات بورڈ کے مستقبل کے لئے کافی اچھی علامت نہیں ہے اور میں آپ لوگوں کی توجہ اس بات پر دلاؤں گا کہ بورڈ کو فیس ممبری دس روپیہ سے پندرہ روپیہ کر دینا چاہئے۔ فروٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کو اپنے پیروں پر جلد کھڑا ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے اور موجودہ وقت سے اچھا موقع ہاتھ آئے گا میں نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ کوئی اور زیادہ گرانٹ دینے کے لئے اس وقت تک تیار ہوگی جب تک کہ بورڈ اپنے عمل سے یہ ظاہر نہ کرے گا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی ابھی بورڈ کو بہت کچھ کام کرنا ہے جو کچھ بورڈ نے اب تک کیا ہے وہ اس کا عشر عشر بھی نہیں ہے آٹھ سپروائزر اور چند چوہدری مرث ایک ضلع میں پھلوں اور ترکاریوں کی ترقی اور ان کے بیج کے مناسب انتظام کرنے کے لئے کافی نہیں ہے گذشتہ سال میں سترہ بورڈ کو صلاح دی تھی کہ پھل پیدا کرنے والوں کی ہیروئی کے لئے

**Extension service** قائم کریں جیسا کہ امریکی بیورو میں تاریخ چھ ماہ اس صوبہ میں بھی فروٹ ڈویلپمنٹ بورڈ اس قسم کا کوئی انتظام کرے تو اس سے باغ لگانے والوں کو یقیناً بہت فائدہ پہنچ سکتے ہیں اور جہوں کی تعداد بھی بڑھ جائے جس وقت یہ یقین ہو جائے گا کہ بورڈ میں کافی تجربہ ہو گئے ہیں اور کام چلک بھی ہو گا کی خدمات حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے تو اس وقت میں اپنے فکر کی طرف سے بورڈ کے اخراجات کے لئے ایک بڑی رقم دینے کے لئے تیار ہوں گا۔

اگر بورڈ جیسا کہ آپ لوگوں نے سنا ہے کہ پھلوں کی مارٹنگ اور گریڈنگ کی طرف زیادہ توجہ دے تو اس طرف بھی بورڈ کو بہت دلچسپی کا سامنا ہو سکتی ہے اور آم اور سیب کی گریڈنگ سے بہت اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اگر پھل پیدا کرنے والے کو اچھی قیمت ملے تو بہت ضروری ہے کہ مارٹنگ کا اچھا انتظام کیا جائے پھلوں کی مارٹنگ کے سلسلہ میں پھل بیچنے والے کمیشن ایجنٹ جیسا کہ حضرت کچھ میں ہے صوبہ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں مقرر کئے جائیں بورڈ کے تجربہ کو اس قسم کی پھلنگ روکا نہیں قائم ہو جائے سے کہ جہاں ان کا گریڈ کیا ہوا مال فروخت ہو سکتا ہے بہت فائدہ ہو سکتا ہو۔

پھل پیدا کرنے والوں میں بورڈ کے فوائد پر پکڑا کر دینے کی بہت سخت ضرورت ہے صوبہ کے ہر شخص کو جس کو پھلوں سے دلچسپی ہے

بورڈ کا تجربہ ہو جانا چاہئے اور امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ بورڈ کو صوبہ میں مقبول کرنے اور نئے تجربے میں بورڈ کا ہاتھ بٹائیں گے۔

آزادی سکرٹری نے ابھی اپنی رپورٹ پڑھتے وقت یہ بتایا کہ کاغذ کی کمی کی وجہ سے بورڈ کو اپنا Journal اور ایسی قسم کی مطبوعہ بند کر دینا پڑیں لیکن اسی کمی سے ہمارے رپورٹنگ سے میں کوئی ممانہ ہو نا چاہئے بشرطیکہ ہمارے موجودہ تجربہ بورڈ اور اس کے قواء سے ہمہ دی اور تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں اگر ہمارے بورڈ کے ۱۰ روپہ دیکر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی امید کریں تو بورڈ کے مقاصد کا خون کرنا ہو گا اور بورڈ کی زندگی کو خطرہ میں ڈالنا ہو گا بلکہ کو واقعی کامیاب بنانے کے لئے ہمارے سلسلے یہ ہونا چاہئے کہ ہر شخص کو بورڈ سے برابر فائدہ پہنچے تقریر کو ختم کرتے ہوئے میں بورڈ کی گزشتہ کمیشن کے فیروں اور خاص طور سے اپنے دوست چودھری حیدر حسین صاحب بار ایٹ لا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت بوقت کے کاموں کیلئے دیا اور میری جگہ پر بورڈ کی خدمات کرتے رہے جبکہ میں اس ضروری کاموں میں مشغول تھا میرے فکر کے اور دوسرے افسران جو بورڈ میں ہر طرح سے مدد اور رہنمائی کرتے رہے وہ بھی میرے فکر کے متفق ہیں آپ لوگوں کو یہ اچھی طرح سے محسوس کرنا چاہئے کہ کیا فائدہ بورڈ کی اعزازی خدمت دیتے رہے ہیں جبکہ وہ بہت اہم کاموں میں مشغول تھے۔

## سبزی ترکاریوں کی کاشت

کے باشندوں میں تو شاید ہی کوئی ایسا لکھ لکھ کا جو سردا، سیب، پیچ، اسٹرابیری، انگور وغیرہ عمدہ لذیذ اور مفید پھلوں کے پھلنے کے موقعے حاصل ہوتے ہوں ورنہ ترکاریوں کی کمی کے بھی نام نہیں ہیں بلکہ سو فیصدی لوگ ایسے نکلیں گے جنہوں نے ان چیزوں کا دیکھا کیا ان کا نام تک نہ سنا ہو گا۔ جب دودھ، گھی، مکھن اور پھل وغیرہ جو انسانی خوراک کا خاص جزو ہے اس قدر گراں جو سبزی ترکاری کثرت سے پیدا کرنے کی طرف توجہ دینے کی خاطر ضرورت ہے۔ دودھ دینے والے مویشیوں کا رکھنا اور ان کو پرویش کرنا اور پھل دینے والے درختوں اور باغوں کا لگانا، شخص کی مہاسہ سے باہر ہے کیونکہ اور درختوں و باغات کے لئے مناسب زمین اور لاگت اور کام کرنے والوں کی ضرورت ہے لیکن اپنی روزمرہ ضرورت کے لئے کافی مقدار میں سبزی ترکاری کا پیدا کر لینا اس انسان کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں جس کے پاس مقوشی سی بھی زمین ہے۔

یہ مضمون ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جن کا پیچھے ہا سبزی

ترکاریاں انسان کی خوراک کا ایک خاص جزو ہیں۔ بالخصوص ایسے ملک کے لئے جس کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ سبزی خور ہو۔ سبزی ترکاریوں کے بافراہ ملنے کی بہت ضرورت ہے۔ آج کل گھی دودھ مکھن وغیرہ کی قلت اور گرائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ مغزیوں اور کم آمدن والے کمزور لوگوں کے لئے اس کا ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے چونکہ تندرستی اور جسمانی ترقی کا کافی خوراک ملنے پر ہی منحصر ہے اسلئے ایسی خوراک کا جو تندرستی اور جسمانی ترقی کے لئے مفید ہو۔ صحیح کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔

خالص دودھ و گھی کی گرانی اور قلت اہل ہند کی بہت بڑی تعداد کی صحت اور جسمانی ترقی پر نقصان دہ اثر ڈال رہا ہے۔ مگر ایسے خوش قسمت انسان بھی بہت کم تعداد میں ہوں گے جن کو کہ کافی مقدار میں عمدہ پھل اور سبزی ترکاریاں دونوں وقت نصیب ہوتی ہوں۔ ان طبقوں سے خوش قسمت لوگوں میں بھی زیادہ تعداد انھیں لوگوں کی جگہ جو بڑے بڑے شہروں میں یا ان کے قریب میں رہتے ہوں بلکہ چھوٹے چھوٹے قصبوں اور خصوصاً دیہات

کے خیال سے نارایاں اپنے ماتھے سے کھو دی جائیں تو کوئی سزا نہیں  
لیکن جو لوگ اپنی جہان گردی کے باعث ایسا نہ کر سکیں وہ پیکار  
مزدوروں سے لے لیں۔ نارایاں کھو دینے کا طریقہ انفرادی میں ذکر  
کئے جائے گا۔

۱	۱۵
۲	۱۶
۳	۱۷
۴	۱۸
۵	۱۹
۶	۲۰
۷	۲۱
۸	۲۲
۹	۲۳
۱۰	۲۴
۱۱	۲۵
۱۲	۲۶
۱۳	۲۷
۱۴	۲۸

ترکاری کی کاشت اور ان کی تجارت ہے۔ یگانہ لوگوں کے لئے  
ہے جو دیگر مختلف اقوام کے کام کرتے ہیں اور ان کو سبزی و ترکاری  
کھانے کا شوق اور ضرورت ہے اور جن کو اس کی قلت اور گرانی  
کی شکایت رہتی ہے اور جو غوطی سی نعمت اور پسند آؤں کے بیچ  
سے ان کو پیدا کر کے اپنی اشیاء خوردنی کے ذخیرہ میں ایسی مفید اور  
مقوی خوراک کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

بہت ہی کم لوگ ایسے ہوں گے جن کے پاس غوطی بہت  
نہیں نہ ہو جس میں وہ سبزی ترکاری نہ ہوسکیں کوٹھی، بنگلوں،  
بورڈنگ ہاؤسوں، خانوں اور دیگر حالت کے قریب۔ سبزی ترکاری  
کی کھیتی بہت آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں جس میں غوطی محنت اور  
غوطی لاگت دونوں کم ہوگی اور پیداوار اتنی ہو سکتی ہے جو ایک کپڑے  
کے لئے کافی ہو سکے۔ بارشوں میں ذخیرہ کرنے کے مقابلہ میں اس طرح  
ترکاریاں پیدا کرنے سے گھر کے خرچے میں کمی ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں  
کے پاس ایسی زمین ہو وہ ان کو ضرورت اور گنجائش کے مطابق  
پہلے چھارے سے برابر کر لیں اور پھر بیج دی ہوئی تصویر کے مطابق  
اس میں نارایاں کھو دیں۔ انگلیش میں نالی کھودنے کے طریقے  
کو فریمنگ کہتے ہیں۔ ورزش سے شوق رکھنے والے اصحاب اس  
کام کو خود کر سکتے ہیں۔ البسا کام کرنے میں جس سے اشیاء خوردنی  
میں عمدہ اور محنت بخش چیزوں کا اضافہ ہو جائے کوئی شرم یا بے  
عزتگی کی بات نہیں ہے۔ غرضی مالک میں بڑے بڑے لارڈ شاہی  
خاندان کے افراد بلکہ دایان ملک تک ایسے کام خود کر لیتے ہیں اور  
ایسا کرنے میں کوئی شرم یا جھجکا نہیں محسوس کرتے۔ ہندوستان  
میں اب وہ زمانہ نہیں جبکہ بڑے بڑے مہتموں اور اعلیٰ مرتبہ کے  
لوگ ایسا کام کرنا اچھا نہیں سمجھا کرتے تھے۔ پہلے جہانی محنت کے  
کام نہ کر کے اپنا بیج بن جانا ہی بڑے بڑے کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔  
لیکن ہندوستان کی حکومت ایسے قوم کے ہاتھوں میں ہے  
جس کا ہر فرد خواہ وہ غریب ہو یا امیر مرد ہو یا عورت محنت بہت  
اور محنت مستحق اور حیوانی قوت کو اعلیٰ کرداری کا بہت بڑا

نشان سمجھا جاتا ہے

حکمران قوم کے کردار کا اثر محالہ قوم پر نہ پڑتا ہے اسلئے  
اب ہندوستان کے ماندگار لوگوں اور اعلیٰ طبقہ کے انسانوں  
کے جموں سے کاہلی، سستی، مزا ست اور لطافت پسندی کا جزو  
تجزی سے نکلتا جا رہا ہے اور ان کی زندگی میں محنت اور بہت  
تعب کے اوصاف داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے اب  
ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نوے نوے لاکھ کی  
بائی شرم یا بے عزتی کا سبب نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کے برعکس  
اچھا امد قابل تعریف کام سمجھے جاتے ہیں اس لئے اگر ورزش

زمین کے ٹکڑے کے عین وسط میں دو فٹ چوڑی پگڈنڈی چھوڑ  
کر دو اور پگڈنڈی کے دونوں طرف کے ٹکڑوں کو اپنے حلقہ کی  
شکل میں ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ چوڑی کیاریاں مندرجہ بالا نمبر ۱  
نمبر ۲ وغیرہ کی طرح بنالینی چاہئے۔  
کیاری نمبر ۱ میں سے ایک فٹ گہری مٹی نکال کر پگڈنڈی  
کی دوسری طرف کے ٹکڑے کے باہر اس جگہ پر دے جہاں نمبر ۲  
کا ہندسہ بنا ہے۔ پھر کیاری نمبر ۲ کی مٹی ایک فٹ گہری کھود کر  
کیاری نمبر ۱ میں ڈال دو اور نمبر ۳ کی نمبر ۱ اور نمبر ۲ کی نمبر ۳ میں

بر بھول جلد جانتے ہیں۔ نئے آئے ہوئے پودے کا بھول اچھا بھوتا ہے۔

کانٹھ گھوس ستمبر میں اس کی بون ڈال دینی چاہئے۔ اور اکتوبر میں اکھاڑ کر لگا دینا چاہئے۔ پودے کے بیج میں پانچ کا فاصلہ ہے گا۔ جنوری میں کھانے کے قابل ہو جائے گی۔

ٹماٹر - مار ستمبر میں اس کی بیہن ڈال دو اور جب پودے پانچ پانچ اونچے ہو جائیں تو اکھاڑ کر ایک ایک فٹ کے فاصلے پر لٹکھڑ اس کا پور خوب جھلٹا ہے اور بھول اتنا لاتا ہے کہ سہارے کے لئے لکڑی کی ضرورت نہ ہوتی ہے۔ مناسب دستانہ پانی دیتے رہو تاکہ خشکی کا اثر نہ پڑے۔

بلیں - یہ جہر لٹا کر کی طرح بویا جاتا ہے۔

مولی پوسنے کا دستانہ اگست سے ستمبر کی جنوری تک ہے۔

پیار چار اونچے فاصلے پر اس کے بیج کو کھڑی ہے گاڑ دو۔ ڈھال کی ٹرائی سے اوپر سے مٹی ڈال دو۔ مولی کے لئے اچھی کھاؤ اور پانی کی ضرورت ہے۔

کاجر - اس کا بیج جھٹک کر مٹی پر اس طرح باغہ بھر دو کہ اس کے بیج مٹی میں مل جائیں۔

سیم - یہ کئی قسم کی ہوتی ہے اس کی بلیں پھلتی ہیں اور دیو دیو یا لکڑیوں پر چڑھاتی جاتی ہیں۔ دو دو اونچ لکڑی سیم میں اسکا بیج ۶ اونچے کے فاصلے پر بویا جاتا ہے۔

پالک - اس کا بیج جھٹک کر بویا جاتا ہے اس کے پتے ساگ کے طور پر کام آتے ہیں۔ ان کے علاوہ آلوہ ادنی - بھٹوی کریم لونکی - واکا - مینھی مٹر - کھیرا گڑھی مڑوی مکہ وغیرہ سب ترکاریاں جو کھانے کے کام میں آتی ہیں آسانی سے پیدا کی جاسکتی ہیں ان کے بونے کے مناسب اوقات طریقے معلوم ہونے کیلئے قریب قریب ہر جگہ واقف کار لوگ مل سکتے ہیں ان کی کاشت کی طرف ہر ایسے انسان کو جس کے پاس کچھ قابض کاشت زمین ہے ضرورت ہے دینی چاہئے۔

(جنرل آف دی یو پی فروٹ ڈیولپمنٹ بورڈ سے)

بھول گھوس کے آخر میں جو سبر کی مٹی ایک فٹ کھود کر گپادی بھول میں ڈال جائے گی ستمبر ۱۳ کی بھول اور ستمبر ۱۵ کی بھول ۱۴ میں اور ستمبر ۱۶ کی بھول ۱۵ میں ہی طرح کی سبر ۲۶ کی مٹی کیاری ستمبر ۲۵ میں ڈالی جائے گی تو اس جگہ کی مٹی بہت چرب ۲۶ بندہ کھا جائے ستمبر ۲۶ کی کیاری میں ڈال دو اور سب کیاریوں کی مٹی اچھی طرح بار کر کے اس میں گوبر کی سٹری ہونی کھاؤ کافی مقدار میں اچھی طرح ملا دے اور اوروں میں صرف کہ ال اکھریے، پھاؤٹے کی ضرورت ہے۔

لکھڑائی کا بھاری کام مزدوروں ہی سے کر دیا گیا ہے تو باقی کام آپ خود کر ہی سکتے ہیں۔ لیکن خیال - کھانا پانے کے ناپیول کی مٹی خوب باریک اور سطح برابر ہو جائے اگر ان میں کوئی لکھڑی تو اور ہوتو ان کو نکال کر چھینک دینا چاہئے اتنی تیاری کے بعد ٹپا کو نیچھل کرنا چاہئے کہ گپا کیا ترکاریاں ہونی ہیں جو بونے ہوں ان کا بیج گورنمنٹ ہٹائیکل گارڈن (سرکاری باغ) سہا پور یا کسی دیگر معتبر جگہ سے سنگا لینا چاہئے۔ جو چیز ایسی ہو جس کا پودا لگایا جاتا ہے تو پچھلے ان کا بیہن ڈال دینا چاہئے جب بیہن تیار ہو جائیں تو پودوں کو اکھاڑ کر فالیوں میں لگا دو۔ جو جھٹک کر بویا جاتا ہو اس کے بیج جھٹک دو ذیل میں کچھ ترکاریوں کے نام اور ان کے بونے کے مختصر ترکیبیں لکھی جاتی ہیں۔

بند گوبھی اگست کے آخر میں یا ستمبر کے پہلے ہفتے میں بونڈال دو اس کی پودائی کے عین وسط میں ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر لگا دو۔ اور غواڑے سے تھوڑا تھوڑا پانی جڑوں میں ڈال دو اور حسب ضرورت پانی دیتے رہو۔ دسمبر کے شروع میں بند تیار ہونے لگیں گے اب بند سخت رہو جائیں تو کھانے کے لئے کا مثلاً شروع کر دو۔

بھول گوبھی - اگست کے وسط میں اس کی بیہن ساہ میں ڈال دینی چاہئے اور اکتوبر کے شروع میں جبکہ بیہن تقریباً پانچ پانچ اونچ ہو جائیں تو بند گوبھی کی نئی پود اکھاڑ اکھاڑ کر کیاریوں میں لگا دو۔ بھول گوبھی بھی دسمبر میں تیار ہو جائے گی جس بیج کو مقامی آب دہوا موافق ہوتی ہے اس کے پودے

### لطیفہ

پہلا بیوقوف : ”ابھی ابھی میں نے ایک آدمی دیکھا جس کو میں نے خیال کیا تم موجود“  
دوسرا بیوقوف : ”آؤ چلو اسے دیکھیں کہ آیا بیج بیج وہ میں ہوں یا میں وہ ہوں!“

”لکاک قانون : ”یہ کپڑا تم کیسے فروخت کرتے ہو؟“  
”بڑا بڑا قانون صاحبہ مجھے خود بھی حیرت ہے کہ یہ کپڑا کیسے فروخت ہو جاتا ہے۔“



کو اپنے کھاد کے گڑھے میں سال بھر ڈالتے رہ سکتے ہیں لیکن ایک کسان کے پاس اتنا سامان نہیں جمع ہو سکتا کہ اعلیٰ پیمانے پر کپوسٹ کھا دیا کر کے اس لئے چھوٹے چھوٹے کسانوں کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس کام کو کئی آدمیوں کی شرکت میں کریں۔

فصل اشیا و خوردنی چارے کا بچا کچھ حصہ گھاس ملے کھونیاں جھل میں پیدا ہونے والی بیکار چیزیں رڈ کی قسم کی گھاس جس زمین میں کھیتی نہیں ہوتی اس کی گھاس وغیرہ باورچی خانہ کا کوڑا راکھ، نابدان کی مٹی اور پانی میں پیدا ہونے والے پودوں سے یہ کھاد بنائی جاسکتی ہے یہ سب چیزیں دیہات میں مناسب مقامات پر گڑھوں میں جمع کی جائیں۔ اگر ایسی جگہوں کے پاس ہوں جہاں پانی قریب ہو تو زیادہ بہتر ہو۔ اس میں گوبر ملا کر سڑنے دینا چاہئے۔ ہونے لگنے کے لئے اسے کبھی کبھار لٹکا دینا اور پانی سے بھگو دینا چاہئے۔ چار مہینے میں اچھی انڈر وجز کی کھاد تیار ہو جائے گی۔ کپوسٹ کھا دس طرح تیار کی جاتی ہے اس کے متعلق ہم ہل کی گزشتہ اشاعتوں میں شائع کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ کسان اس اسکیم سے فائدہ اٹھائیں گے۔

### دسمبر ۱۹۲۳ء میں گاؤں سدھار

دسمبر ۱۹۲۳ء میں گاؤں سدھار کے کام کی رپورٹ جو گاؤں سدھار صاحب کے دفتر سے شائع ہوئی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

سامان لئے کی دشواہی کے باوجود اس ماہ ۲۴ کنوئیں اور ۳ بانڈ بنوائے گئے اس کے علاوہ پٹیاں بنائی گئیں۔ گاؤں کی گلیوں میں پتھر چڑھ کر کام بھی شروع کیا گیا۔ گاؤں واسے ان کاموں کے خرچ میں ہاتھ بٹا رہا ہے جس سے گاؤں سدھار کے کاموں سے ان کی مدد ملتی ہوئی دلچسپی ظاہر ہوئی۔ گاؤں واسے یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ گاؤں سدھار کے کاموں سے وہ بھی سہول حاصل کر سکیں گے جن سے گاؤں کی زندگی میں نیا خوش اور نئی روح پیدا ہو رہی ہے۔ دیہات میں پھیلنے والی بیماریوں کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ان کو نوکڑا کو صاف کیا گیا۔ ۳۳ سو روپے آبادی سے ہٹائے گئے۔ تقریباً ۶۰۰ اشخاص کو ٹیکہ لگایا گیا۔ ۴۵۵ سوختہ گڑھے بنائے گئے۔ ۸۲۲۴ گھٹ صاف کئے گئے۔ ۵۹ گڑھے پائے گئے۔ ۴۶۸ کنڈر ہموار کئے گئے۔

گاؤں سدھار کے دو خانے ۷ دیہات میں دو تقسیم کرنے کی سہولت جاری رکھی۔ ان دو خانوں نے ۴۷۹۲ روپے کی مختلف بیماریوں علاج کیا۔ ۱۳۲۳ اشخاص کو فرسٹ ایڈ کی ٹریننگ دی گئی اور ۲۱۷۰ دانیال ٹرینڈ کی گئیں۔

زیادہ فائدہ پیدا کروا کر دودھ دینے کے لئے گاؤں سدھار کے دیہات میں ۱۸۱۴ من اچھے بھتے تیار کئے گئے۔ ۸۰ آبپاشی کے کنوئیں میں پانی کی گئی اور ۲۴ کنوئیں بنائے گئے اور ۶۸ جدید قسم کے آلات زراعت کئے گئے اور ۹۹ عہدہ نسل کے سانپ اور ۷۸ مویشی دئے گئے۔ ۶۴ من

فصل	گزشتہ ماہ کی بھر	ٹریڈنگ انڈیا نٹ	نیوٹ
۱۔ شاہجہانپور	۲۰۷۵	۱۹۳	۹
۲۔ گھنٹہ	۳۳۷۹	۲۸۶	۶
۳۔ آٹاؤ	۵۸۸۹	۲۵۴	۵
۴۔ جھانسی	۱۵۷۵	۷۸	۴
۵۔ گڑھ وال	۱۱۴۳	۰	۰
۶۔ بلند شہر	۱۱۴۳	۰	۰
میزان	۸۹۸۷۵	۸۹۷۱۱	

### نئے مرکز

فصل	سندیا نٹ	کل بھرتی	فیصد
۱۔ فیض آباد	۱۵۷۲	۱۷۲۱	۹۳
۲۔ الہ آباد	۸۴۳	۲۲۳	۵۳
۳۔ پرتاب گڑھ	۲۷۱۳	۹۰۸	۳۸
۴۔ گونڈا	۱۵۹۰	۴۰۱	۲۷
۵۔ سلطانپور	۲۱۰۳	۴۱۵	۲۰
۶۔ بلیا	۱۱۰۰	۲۰۰	۱۸
۷۔ رائے بریلی	۱۵۵۲	۲۶۲	۱۵
۸۔ جونپور	۱۹۷۱	۲۹۵	۱۵
۹۔ بانڈا	۲۳۹۴	۳۳۱	۱۴
۱۰۔ غازی پور	۱۷۳۶	۲۴۴	۱۴
۱۱۔ پارا بنگی	۵۲۷۴	۲۳۷	۱۳
۱۲۔ مرزا پور	۲۶۶۲	۲۵۱	۱۳
۱۳۔ بنارس	۵۲۹۰	۲۷۹	۹
۱۴۔ گورکھپور	۲۵۹۰	۷۲	۲
۱۵۔ لکھنؤ	۲۱۲۷	۰	۰
۱۶۔ بستی	۲۰۷۳	۰	۰
میزان	۳۷۷۵۹	۶۴۶۱	

### کوڈا کرکٹ سے اچھی کھاد

دیہات میں بہت سا کوڈا کرکٹ بیکار بھینک دیا جاتا ہے۔ اس کوڈے کرکٹ سے ایک اچھی کھاد بنانے کی اسکیم حکومت کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ گھاس، سیوار وغیرہ جو گاؤں میں بیکار جمع ہوتی رہتی ہے اس سے عمدہ قسم کی کھاد تیار کر کے کسان کے کھاد کے متعلق ذرا غور کو بڑھایا جائے۔ کپوسٹ کھاد تیار کرنے میں کسانوں کو یہ دشواری ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ گھاس پات

۳۳۵۰ بیمار موشیوں کا علاج کیا گیا۔ کھیتی کے  
نے کے کام کی طرف بھی توجہ دی گئی اور ۲۲۲۲ پھلوں کے درخت لگانے  
اور پھولوں کے درخت لگانے اور ایندھن کے درخت لگانے کے لئے  
زمین کام میں لائی گئی۔

اسکاٹوں کی ٹریننگ دینے پر زور دیا جا رہا ہے تاکہ گاؤں سدھار  
بوسہ ایٹن دیہات کے سبھی جھگڑاؤں کو ختم کر سکے اور حفاظت کرنے  
تے تنظیم کا کام کر سکیں۔ اس ۱۹۳۰-۳۱ اسکاٹوں کو مکمل ٹریننگ  
دی گئی اور ۲۱۸ سیوا دیاں بنائے گئے۔ دیہات میں مٹی زرخیز پیدا کرنے  
غرض سے کچھ گاؤں سدھارم کروں میں جن دیہات کھیل اور ڈورنٹ  
ہے۔ جین منہ بیان نام کی کھیتیں۔ محکمہ گاؤں سدھار کے کاموں کو  
حاصل کرنے ۱۸ انٹینس کی گئیں۔  
پہلے ہی کرنے والی گاؤں اور۔ یو۔ یو۔ سے جنگ کی صحیح خبر پہنچا  
محکمہ گاؤں سدھار کے کاموں کی اطلاع دینے کا کام لیا گیا جن گاؤں  
سدھار سنٹروں میں ریٹیلو لگا ہے وہاں دیہاتی مرکزہ گرانٹس کے لئے  
میں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔

### جنوری ۱۹۳۲ء میں گاؤں سدھار

جنوری ۱۹۳۲ء کے کام کی تفصیل درج ذیل ہے :-  
اس ماہ گاؤں والوں کے پاس کھیتی کے کام سے زیادہ فرصت تھی  
لئے وہ اپنا زیادہ وقت گاؤں سدھار کے کاموں میں لگا سکے۔ ۱۳  
کی سدھار سوسائٹیوں اور ۲۸ دیگر سوسائٹیوں کا قیام عمل میں  
آیا۔ سامان ملنے میں دشواری ہوئے۔ کے باوجود بھی اس پیلے میں ۹ بچاؤت  
۲۱ نومبر کے گھر بنائے گئے۔ ۵۶ کنوئوں کی مرمت کی گئی۔ ۲۵  
کنوئیں تیار کئے گئے۔  
کھاد کو اچھی طرح رکھنے کے لئے ۱۱۲ کھاد کے گڑھے بنائے گئے۔  
۱۴۳۳ پیشاب کے گڑھے بنائے گئے۔ ۵۵۴ آلات زراعت  
جویم کئے گئے۔ کھیتوں کے مظاہرے زیادہ موثر ہوئے ہیں اسلئے جدید  
وجہ سے کھیتی کرنے کے بارے میں ۱۱ مظاہرے کئے گئے۔

موشیوں کی دیکھ بھال کرنے والے مرکزہ برابر اپنا کام کرتے رہے  
۱۱۳۳ بیمار موشیوں کا علاج کیا گیا۔ دیہات میں موشیوں کی  
دشمن کی ترقی کے لئے ۶۶ عمدہ نسل کے سانڈ اور ۸۰۸ اچھے موشی  
کئے۔ درخت لگانے کے کام کی طرف بھی توجہ دی گئی اور ایندھن  
درختوں کے علاوہ ۲۹۵۱ پھلوں کے درخت لگائے گئے۔

دیہات میں پیلے والی بیماریوں کو روکنے کی تدابیر کی گئیں جن میں  
۴۹۸۰ اشخاص کو ملکہ لگایا گیا۔ ۲۰۸ سواری

آبادی سے بٹائے گئے۔ ۲۶۱ کنوئیں صاف کئے گئے۔ ۱۱۳۱۹ گھوڑے صاف  
کئے گئے اور ۳۵۴ گڑھے پائے گئے۔ گاؤں سدھار کے ایلوہن محکمہ اور  
دواخانوں نے اچھا کام کیا۔ ۴۰۴۴ اشخاص کی مختلف بیماریوں کا علاج  
کیا گیا جن اشخاص میں آنکھ کے علاج کی اسکیم نہیں جاری کی جیگا وہاں کے  
موشیوں کے پاس کے دیگر اشخاص کے سواں سرجن یا میڈیکل افسر کے پاس بھیجے  
کا انتظام کیا گیا جہاں آنکھ کے علاج کا انتظام تھا۔

اسکاٹ ٹری اور ٹورنٹسٹ کا بھی انتظام کر گیا۔ گاؤں سدھار  
دیہات میں اسکاٹ ٹروپ کی تنظیم پر بہت زور دیا گیا۔ ۲۳۳ سیوا دیاں  
قائم کئے گئے اور ۵۴۹ اسکاٹوں کو اس ماہ ٹریننگ دی گئی۔ دیہات  
کے بالغوں کے مدد سے دیہات میں خواندگی کی اشاعت کر رہے ہیں۔ خود  
کے اصلاحی مرکزہ دیہاتی خواندین کو امور خانہ دار اور دیگر کاموں کی مرابر  
تعلیم دیتے رہے۔

محکمہ گاؤں سدھار کی پہلے ہی گاؤں کے گرامو فون رکاز۔ مہینہ  
ناٹین وغیرہ سے اچھا کام کیا۔ محکمہ گاؤں سدھار نے دیہات میں ۱۹۴۳ میں  
منڈلیاں۔ ۲۰ ناٹین اور ۳۹۱ مہینے کے لئے۔ ریڈیو اسکیم بھی بہت  
مقبول ہوئی اور جن گاؤں سدھار مرکزوں میں ریڈیو لگے۔ جسے ہر دوں  
دیہاتی پروگرام اور جنگی خبریں سننے والوں کی بھیڑ جمع آتی ہے۔ ریڈیو لگا  
روجرز ترقی کر رہی ہے۔

### سونانگ کا کیلنڈر

سونانگ۔ قدم کنواں۔ پٹنہ سے اس سال پہلی زیادہ فائدہ پیدا کروا  
کیلنڈر شائع کیا ہے۔ ۱۲ سال اس کیلنڈر میں گذشتہ سال کے مقابلے  
میں کچھ اصلاحات ہوئی ہیں۔ اس کیلنڈر کی مدد سے آپ فوراً جان  
سکتے ہیں کہ اس مہینے میں کیا ساگ سبزی ہونی چاہئے۔ کیلنڈر کی پشت  
پر ایک چارٹ بھی دیا گیا ہے جس سے غذا کے متعلق بہت سی مفید معلومات  
حاصل ہو سکتی ہیں۔

### گاؤں سدھار کے عہدہ داروں کو انعام

۱۹۳۲-۳۳ میں گاؤں سدھار کے جن عہدہ داروں نے اچھا  
کام کیا ہے اور دیہات کی اصلاحی کوششوں میں دلچسپی لی ہے ان کو گورنر  
صاحب یو۔ پی۔ نے انعام عطا فرمائے کا اعلان کیا ہے۔ ۵۴ گاؤں سدھار  
سرکل آرگنائزروں کو، ۲۰ روپے فی آرگنائزر ۲۴ گاؤں سدھار  
آرگنائزروں کو ۱۲ روپے فی آرگنائزر۔ ۹ اسکاٹوں کو ۲۵ روپے فی  
اسکاٹ اور چھ آستانوں کو ۱۵ روپے فی آستانی انعام ملا ہے انعام  
پالے والوں کے نام اور عہدے ذیل میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ گورنر صاحب  
غیر سرکاری کارکنوں کو جن کا کام اچھا رہا ہے اسدیں عطا کی ہیں۔



## انعام پانے والے امیداروں کی فہرست

نمبر شمار	تصنیف	کاؤں سدھار بریل کے آرگنائزر	کاؤں سدھار آرگنائزر	اسکاؤٹ ما - ٹر	کاؤں سدھار سداپیکٹر	کاؤں سدھار اسپیکٹر	آستانی
۱	دہرہ دون	۱- مسٹر ابن کے بھوگنا	x	x	x	x	x
۲	مظفرنگر	۲- مسٹر بھگوتی پرساد	x	x	x	x	x
۳	میرنگہ	۳- مسٹر بنارس داس	x	x	x	x	x
۴	x	۴- مسٹر چوکھ رام	x	x	x	x	x
۵	x	۵- مسٹر نرائن سنگھ	x	x	x	x	x
۶	سہارنپور	۶- مسٹر بی - ایچ - انصاری	x	x	x	x	x
۷	x	۷- مسٹر بی - ایس - پرساد	x	x	x	x	x
۸	علی گڑھ	۸- مسٹر رام پرساد	x	x	x	x	x
۹	متھرا	۹- مسٹر دیوی پرساد	x	x	x	x	x
۱۰	آگرہ	x	x	x	x	x	x
۱۱	میں پوری	۱۰- مسٹر ایس - این - پاشک	x	x	x	x	x
۱۲	ایٹھ	۱۱- مسٹر ڈی سی - سنگھ	۱- مسٹر بی - ایچ - یادو	x	x	x	x
۱۳	بریلی	۱۲- مسٹر اے - ایم - خاں	x	x	x	x	x
۱۴	x	۱۳- مسٹر راج بھادر	x	x	x	x	x
۱۵	بمبھور	۱۴- مسٹر بنواری لال	x	x	x	x	x
۱۶	x	۱۵- مسٹر جگناتھ پرساد	x	x	x	x	x
۱۷	بدایوں	۱۶- مسٹر قندکشور	x	x	x	x	x
۱۸	مراہ آباد	۱۷- مسٹر ودیشکر	۲- مسٹر رضی الحسن	x	x	x	x
۱۹	x	x	x	x	x	x	x
۲۰	x	x	x	x	x	x	x
۲۱	پہلی جہیت	۱۸- مسٹر دین دیال	۳- مسٹر محبوب سنگھ	۲- مسٹر محمد عمر	x	x	x
۲۲	فرش آباد	۱۹- مسٹر امکا مہائے	۴- مسٹر جواہر پرساد	۳- مسٹر محمد پرکاش	x	x	x
۲۳	اٹاودہ	۲۰- مسٹر ایچ - این - مسٹر	x	x	x	x	x
۲۴	کانپور	۲۱- مسٹر دیشور ناتھ	۵- مسٹر رام پرساد	۴- مسٹر دی - این - سنگھ	x	x	x
۲۵	x	x	x	x	x	x	x
۲۶	فتح پور	۲۲- مسٹر دشمبھرناتھ	۶- مسٹر سی - پی - سنگھ	x	x	x	x
۲۷	x	۲۳- مسٹر غلام ربانی	x	x	x	x	x
۲۸	اکر آباد	۲۴- مسٹر یگانہ نرائن	x	x	x	x	x
۲۹	جھانسی	۲۵- مسٹر پی - سی - جین	x	۵- مسٹر ایم - آر - قریشی	x	x	x
۳۰	باندہ	۲۶- مسٹر دین ناتھ	۷- مسٹر بی - ایل - شرما	x	x	x	x
۳۱	بنارس	۲۷- مسٹر بی - ڈی - مسٹر	x	۶- مسٹر ایس - ایم - خان	x	x	x
۳۲	x	۲۸- مسٹر کر - کے - شکیل	x	x	x	x	x

نمبر خلد	ضلع	لاٹن سدھار کے آرگنائزر	لاٹن سدھار آرگنائزر	اسکاٹس ماسٹر	لاٹن سدھار سب انشپر	لاٹن سدھار ٹیکسٹ	آسانی
۲۳	مرزا پور	۲۹۔ مسٹر جی۔ پی۔ سنگھ	۸۔ مسٹر امر دیو سنگھ	x	x	x	x
x	x	۳۰۔ مسٹر نند سنگھ	۹۔ مسٹر دانی۔ ایم سنگھ	x	x	x	x
۲۴	جونا پور	x	۱۰۔ مسٹر ایشور کمار شاد	x	x	x	x
x	x	x	۱۱۔ مسٹر رام بھروسے	x	x	x	x
۲۵	خاند پور	۳۱۔ مسٹر مختار احمد	۱۲۔ مسٹر پٹو	x	x	x	x
x	x	۳۲۔ مسٹر آر۔ کے۔ ترپانہی	۱۳۔ مسٹر دودھ ناتھ	x	x	x	x
۲۶	بلیا	۳۳۔ مسٹر سکھ دیو سنگھ	۱۴۔ مسٹر جگدیش سنگھ	x	۲۔ مسٹر آر۔ آر	x	x
۲۷	گورکھ پور	۳۴۔ مسٹر قربان علی	۱۵۔ مسٹر اقبال حسین	۱۔ مسٹر وی۔ ڈی۔ رائے	۳۔ مسٹر ایس۔ جے	x	x
x	x	۳۵۔ مسٹر بی۔ این۔ رائے	۱۶۔ مسٹر دیا دھرائے	x	x	x	x
۲۸	بستی	۳۶۔ مسٹر آر۔ کے۔ دودھ	x	x	x	x	x
۲۹	بھنگر گڑھ	۳۷۔ مسٹر اندرا سن سنگھ	x	x	x	x	x
۳۰	نیلی کتاں	۳۸۔ گوہر دھن شرما	x	x	x	x	x
x	x	۳۹۔ مسٹر ا۔ ایس۔ ناگی	x	x	x	۴۔ مسٹر ایس۔ این۔ پانڈے	x
۳۱	گراھوال	۴۰۔ پی۔ سی۔ بھوگنا	x	x	x	x	x
x	x	۴۱۔ مسٹر کے۔ این۔ کھنڈوری	x	x	x	x	x
۳۲	لکھنؤ	۴۲۔ مسٹر آر۔ پی۔ شکیل	x	x	x	۹۔ مسٹر بی۔ سنگھ	x
۳۳	راے بریلی	۴۳۔ مسٹر رام ادھار	x	x	x	x	x
x	x	۴۴۔ مسٹر راجیشوری پرساد	x	x	x	x	x
۳۴	سیتا پور	۴۵۔ مسٹر ناظم علی	x	x	x	x	x
x	x	۴۶۔ مسٹر مالانت	x	x	x	x	x
۳۵	ہردوئی	۴۷۔ مسٹر بھگوان دین	۱۷۔ مسٹر عبد المجید	x	۴۔ مسٹر ایس۔ ایس۔ تھی	x	x
x	x	۴۸۔ مسٹر محمد راج سنگھ	۱۸۔ مسٹر رباری لال	x	x	x	x
۳۶	فیض آباد	۴۹۔ مسٹر اوسے راج پانڈے	۱۹۔ مسٹر ڈی۔ آر۔ ورمہ	۵۔ مسٹر دلاور عباس	۵۔ مسٹر بی۔ سی۔ شرما	x	x
x	x	۵۰۔ مسٹر ایس۔ کے۔ لال	۲۰۔ مسٹر آر۔ ایم۔ یادو	x	x	۱۰۔ مسٹر آر۔ ڈی۔ دوجا	x
۳۷	گونڈہ	۵۱۔ مسٹر جمادیو پرساد	۲۱۔ مسٹر جگدیش سنگھ	x	۶۔ مسٹر آر۔ بی۔ پٹھان	۱۱۔ مسٹر آر۔ این۔ لال	x
x	x	x	۲۲۔ مسٹر سدھ ناتھ	x	x	x	x
۳۸	بہرائچ	۵۲۔ مسٹر ایس۔ بی۔ خاں	۲۳۔ مسٹر جیشم بہادر سنگھ	x	x	x	x
۳۹	سلطان پور	۵۳۔ مسٹر آو۔ کے۔ مسٹر	x	۹۔ مسٹر بی۔ پی۔ سنگھ	x	x	x
۴۰	پر تاب گڑھ	۵۴۔ مسٹر محمد ادریس خاں	۲۴۔ مسٹر جگدیش بخش سنگھ	x	x	x	x
x	x	x	x	x	۷۔ مسٹر وی۔ ڈی۔ رائے	x	x



معمود

خواجه الطاهر حسین خاں

مشرق کی - این - سنگھ

جذاب ایس - ایس - حسن - آتم -

جناب ہفتت آمیش چنبر مشر

...مناخود از کربنت آفرس

ماخوذ از مفید المزارعین ...

004 1                      009                      078

g g

جذاب شیوا نقد جها

حباب تھا کہ راجہ فراتین سنگھ

● ● ●

— 賀 茂 樹 —

4 3 2 1

پندت منی شکر مشور...

• • • • •

دائے بہادر پنڈت شکدو دھاری مشر

جناب کرشن موهن سریو استو

• • • • •

• • • • •

جناب ہے - پی - مشر ...

جناب می - ایل - اگروال ...

...را حیدر پرساد جاٹ سوال

• • • • •

• • • • •

‘‘مقامیں‘‘

کا موسم (نظام) ...

کارخانہ پیدا کرو

میں نے سائنس کیا کر رہی تھی

— 100 —

...

وہابی

٤٢

تجارت و صنعت

... کی گودش

سوسائٹیوں کے لیے ۲۰۲۰ء کا دعویٰ

... کی اسکیم

... **پات**

## بدیش کی بات

تاریخ حوالہ

## کونپریٹو سوسائٹیاں

五

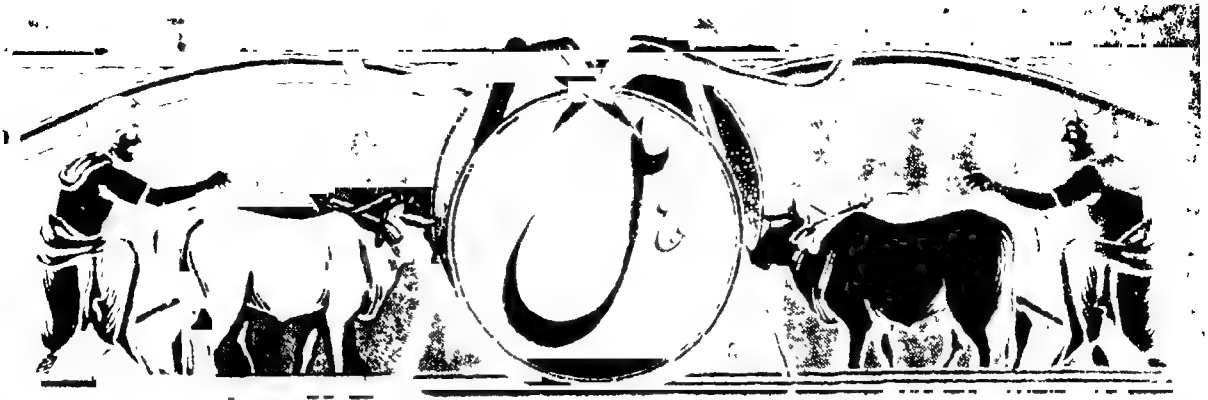
پیش مشیر کے کہیتی

## گوانہویتو سوسائٹی کا طریق کار

53

مختار کرام

پہلے



صوبہ متحدہ کی سرکار کے محکمہ گاؤں سدھار کا خاص رسالہ

ایڈیٹر  
شہری ناتھ سنگھ

چیف ایڈیٹر  
گاؤں سدھار افسر، پٹی

رسالہ



ماہوار

باتصویر

نمبر

جلد ۶

سنی ۱۳۷۷

## گرمی کا موسم

(الطاف حسین حالی)

گرمی سے تڑپ رہے تھے ہاں دار اور دھوپ میں تپ رہے تھے کُمار  
 بھو بھل سے سوا تھا رنگ صہرا اور کھول رہا تھا آبِ دریا  
 تھے شیر پڑے پکھار میں سُست گھڑیاں تھے رودبار میں سُست  
 ڈھور دیں کا ہوا تھا حال پستلا بیلوں نے دیا تھا ڈال کندھا  
 پھینسوں کے لہو نہ تھا بدن میں اور دودھ نہ تھا گٹو کے تھن میں  
 بچوں کا ہوا تھا حال بے حال کلائے ہوئے تھے پھول سے گال

آنکھوں میں تھا ان کے پیاس سے دم  
 تھے پانی کو دیکھ کر تے تم تم

# زیادہ ترکاریاں پیدا کرو

رازسٹر ڈی۔ این۔ سنگھ۔ ڈیویزیل انسر (ترکاریاں) لکھنؤ

## پہلی تقریر

علاوہ خاندان کی آمدنی بڑھانے کا بھی ایک ذریعہ جو جائیگا۔ اس کے باعث لوگ پودوں کی نشوونما سے بھی واقف ہو جائیں گے۔ گھر کے باغیچہ کی تازہ ترکاریاں اچھی بکتی اور مزیدار ہوتی ہیں اور خاندان کے لوگوں کو اپنی پیدا کی ہوئی چیزیں کھا کر جو اطمینان اور خوشی ہوتی ہے وہ کھنے کی جیسے بلکہ محسوس کرنے کی چیز ہے۔ ایسا کرنے سے ہم قومی خدمت کریں گے کیونکہ اس طرح سے بازار میں ترکاریوں کی مانگ میں بہت کافی کمی ہو جائے گی اور مدفاہی فوجوں اور ایسے لوگوں کے استعمال کے لئے جو اپنے لئے ترکاری نہیں پیدا کر سکتے بہت ترکاری ملے گی۔ ایسے لوگ جو اپنی ضرورت سے زیادہ ترکاری پیدا کر سکتے ہیں زائد ترکاری کو فروخت کر کے روپیہ کما سکتے ہیں۔ جس سے ان کے خاندان کی دوسری ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ مختصر یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ گھر کے باغیچہ میں کاشت کرنے سے آپ کی طرح ہوتی ہے، آپ کی صحت اچھی ہوتی ہے، آپ کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور سماجی جنگ میں مدد ہوتی ہے۔

ان فائدوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میرے سننے والوں میں سے شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس کے پاس جو کچھ بھی بچی ہوئی زمین ہو اس میں ترکاریاں نہ بوسے "ترکاریاں زیادہ پیدا کرو" کی تحریک میں مدد نہ کیے۔ صوبہ متحدہ کی حکومت نے فوجوں کو ترکاری سمیت کرنے کے لئے اور عام لوگوں کو سہولتیں پہنچانے کے لئے مثلاً اچھے بیج وغیرہ کا انتظام کرنا اور ان کی اس بات کا مشورہ دینا کہ کس طریقہ سے اچھی ترکاریاں پیدا کی جاسکتی ہیں۔ حال ہی میں کاروں کا ایک نیا حکم قائم کیا ہے۔ اس حکم کے تحت ہر آدمی کی مدد حاصل کرنے کے لئے آپ لوگ انسران آپشنل ڈیوٹی (مختص) نمبر ۱۱ اے۔ بی۔ سین روڈ لکھنؤ یا اپنے قریب کے ڈیپٹی کمشنر انسر سے مل سکتے ہیں۔

میں اپنی دوسری تقریر میں آپ کے گھر کے باغیچہ کی عام ترتیب پر کچھ روشنی ڈالوں گا اور اس میں ترکاریاں بوسنے کے متعلق کچھ دوسری مفید باتیں بھی بتاؤں گا۔

## دوسری تقریر

اپنی پہلی تقریر میں میں نے اس بات کو صاف طور سے بنا دیا تھا کہ ترکاریوں کی کاشت سے ایک قسم کی خوشی بھی حاصل ہوتی ہے اور

غذا آدمیوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام جاندار چیزوں کے لئے ملتی ضروری چیز ہے۔ ہندوستان میں جہاں ترکاری کھانے کا عام رواج ہے اور جہاں گوشت کھانے والے لوگ بھی ہر وقت کھانے پر گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ ترکاریاں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ اور اس سے تیار کی ہوئی چیزیں اور پھل عام لوگ خرید کر نہیں کھا سکتے ہیں اور عموماً ان کی روزانہ کی غذا چاہتیاں، چاول، دال اور ترکاری ہوتی ہے۔ چونکہ لڑائی کے حالات کی وجہ سے ملک کی درآمد نا ممکن نہیں تو مشکل ضروری ہو گئی ہے اس لئے ملک کی چاہنی دال اور چاول کی عام طور سے کمی ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے لڑائی پھلانی میں کمی کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جن کو میں یہاں بیان نہیں چاہتا ہوں۔ اس کمی کو دور کرنے اور نقصان پہنچنے کیلئے صرف صورتوں کی باقی ہے کہ زیادہ ترکاریاں پیدا کی جائیں۔ ترکاریاں غذا کی تعداد میں جو بڑھ کر رہی کر کے کیلئے ضروری ہے اضافہ کرنے کے علاوہ اس کو بہت زیادہ صحت بخش بھی بناتی ہیں اور ان سے ایسے دوائیں تیار ہوتے ہیں جن سے تندرستی تیز ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ ہماری غذا کا توازن ترکاریوں کے ہی بحال سے قائم رہ سکتا ہے۔ اور مناسب مقدار پر کوئی قوم زندہ رہ کر ترقی کر سکتی ہے۔ ہمارے گھروں کے آس پاس بہت سی ایسی زمین بڑی رہی ہے جس پر کوئی کاشت نہیں کی جاتی یا جہاں وقتاً فوقتاً محض سجادے لگے پودے لگائے جاتے ہیں۔ سجادے کے لئے پودے لگائے جاتے ہیں۔ لیکن جنگ کے زمانہ میں تقریبی حاصل کے بجائے قوم کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری چیزیں جیسے ترکاریاں پیدا کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ باغیچہ میں خاندان کے لوگ ایسے کاموں میں اپنا وقت صرف کرنے لگیں گے جن سے ان کی روزانہ کی ترکاری پیدا ہو جائے گی۔ ان کاموں سے ان کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے گا اور نہ ان کو کوئی کوٹھ ہوگی۔ جنہوں نے دن بھر دفتر میں کام کرنے کے بعد اور لڑائی کے لئے اسکول کے بعد اس سے بہتر کوئی اور تفریحی مشغلہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ شام کو گھر کے باغیچہ میں تھوڑی سی کوڑائی یا کھیتی باڑی کا کام کریں۔ ایسا کرنے سے ہر شخص کی کافی ورزش ہو جائے گی تندرستی کے لئے ضروری ہے۔ اس صورت سے ان کو ترکاری پیدا کرنے کے کر سیکھنے کا موقع بھی ملے گا جو ایک اچھا پیشہ ہونے کے

خفیت ہوتی ہیں اس وجہ سے سیرے لئے یہ مناسب نہ ہوگا کہ میں ہر شخص کے لئے ترکاریوں کی پیداوار کے بابت کوئی ایک خاص پروگرام مقرر کر دوں۔ تاہم میری کوشش یہ ہے کہ میں آپ سب کو ایک ایسی صورت بتاؤں جس میں تھوڑا سا رد و بدل کر کے ہر شخص اس کو اپنے کام میں لاسکے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی زمین کو پانچ مربع یا مستطیل ناقطعات کی صورت میں تقسیم کریں اور پانی کی نالیوں کے قریب کوٹوں پر زاویہ نکالیں اور کو پودینہ۔ دھنیا۔ سلاد۔ پیٹھی اور سویا وغیرہ بونے کے لئے چھوڑ دیں، ان چیزوں کی باورچی خانہ میں تھوڑی بہت روزانہ ضرورت رہتی ہے۔ آپ کے احاطہ میں اس کے بعد جو زمین بڑی رہ جائے اس میں آپ باورچی خانہ کی بچی بچی ترکاریاں اور گودا کرکٹ اور کیاریوں میں سے نکالی ہوئی گھاس پھوس گھاٹنے کی غرض سے گڈے گھوڑوں۔ یہ بیکان چیزیں ادھر ادھر پڑی رہ کر آپ کے احاطہ کو سیلا گندہ اور آب و ہوا کو خراب کرنے کی بجائے اس طرح پرگڑے رہنے کی وجہ سے کچھ دن بعد اچھے قسم کی کھاد بن جائیں گی جس سے آپ اپنی زمین کو زرخیز بنا سکیں گے۔ اس بات کو آپ پوری طرح سمجھ لیں کہ بہت کافی مقدار میں کھاد سے بغیر آپ کی پیداوار اچھی نہ ہوگی اور ترکاریوں کی پیداوار کے لئے زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے کی غرض سے یہ بہت ضروری ہے کہ اچھی سڑی ہوئی کھاد کبھی کبھی کافی مقدار میں بونی جاتی رہے زرخیزی پیدا کرنے کے لئے کیمیائی کھادوں کے استعمال پر بہت غور ہوتا ہے اور اگر ان کھادوں کو سڑی ہوئی کھادوں کے بغیر ڈالا جائے گا تو وہ زمین کو خراب کر دیں گی اور ان سے زمین پر بہت زیادہ خشکی پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے کبھی بارہ سیٹھانی کرتے کی ضرورت ہوگی۔ سڑی ہوئی کھاد سب سے اچھی اور سستی ہوئی ہے کیونکہ اس سے مٹی اچھی ہو جاتی ہے اور اس کا اثر بھی کم از کم سال تک قائم رہتا ہے۔ لہذا اس کا انتظام کرنا ضروری ہے خواہ آپ خود اپنے دو درہار جانوروں کا گوبر اور پیشاب جمع کریں یا ادھر کہیں سے جمع کیجئے۔

اس زمین کو جس کو اوپر بتائے ہوئے طریقوں کے بموجب کیاریوں میں تقسیم کر لیا گیا ہو یا تو ایک پھاوڑے سے کھود دینا چاہئے یا اس پر وہ ہل چلانا چاہئے جس سے زمین الٹ پلٹ جاتی ہے۔ یہ کارروائی کرنے کے بعد اس کو تقریباً ایک مہینہ تک اس حالت میں چھوڑ دینا چاہئے اگر یہ کارروائی گرمی کے موسم میں کرنا ممکن ہو سکے تو اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ فصلوں کے لئے وہ غذا جو پودوں کے لئے ضروری ہوتی ہے بہت کافی مقدار میں مل سکے گی اور نمی بھی کافی مقدار میں باقی رہے گی۔

غالبہً بھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ گھر کے سب لوگوں کی معاشی و روزی بھی ہو جاتی ہے۔ کسی شخص کے لئے بھی چاہے وہ زمین کے بارے میں کچھ سمجھنا نہ آئے کیوں نہ ہو۔ اپنے احاطہ میں جو سب ترکاریوں کی کاشت کرنا بالکل مشکل نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کام کو سیکھنے اور کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ یہ سچ ہے کہ شوقیہ باغبانی کرنے والا شخص پہلے سال لگاتار اور محنت کا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا لیکن اس کی محنت کا پتہ چھوڑنا کہ اسے ہلکے سال اس کام کو جاری رکھنے کی ہمت ہو جائے گی۔ تاہم ترکاریوں کو جو سب سے زیادہ دشاوریوں ہوتی ہیں وہ یہ ہیں انکو یہ مشورہ دینے والا کوئی نہیں ملتا کہ ترکاریاں بونے کا عام طریقہ کیا ہے اور وہ کس صورت سے ٹھیک طور پر بونی جاتی ہیں۔ آج رات کو انھیں پانچوں کے تعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اپنے سامعین کے آسانی سے سمجھنے کے لئے اور اپنی تقریر کو باقاعدہ بنانے کے لئے میں یہ مناسب سمجھا کہ ترکاری کا باغیچہ لگانے کے تعلق تفصیلات کو سب دیل سرجمیوں کے زیر عنوان بیان کروں۔

(۱) زمین کو ٹھیک اور تیار کرنا۔

(۲) فصلوں کی ایریا پھیری۔

(۳) بونے اور لگانے کے لئے بیجوں اور پودوں کا انتخاب۔

(۴) کیاریوں میں دوسری ترکاریاں بونا۔

(۵) آئندہ فصل میں بونے کے لئے بیج پیدا کرنا۔

زمین کی تقسیم کر کے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کیاریوں کو اس طرح بتایا جائے کہ سارا پانی خواہ وہ غسل خانوں یا دوسرے ذریعوں سے آئے ان کے گودہ گودہ میں بلا کسی شواہد کے پہنچ سکے۔ ترکاریوں کے لئے اکثر سیٹھانی کی ضرورت ہوتی ہے آپ کو کامیابی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ آپ ٹھیک وقت پر سیٹھانی کا خیال اور انتظام کیے رہیں۔ لیکن اتنا پانی بھی دینا کہ کیاریوں میں پانی جمع رہے اس قدر نقصان دہ ہوگا جتنا کہ بالکل نہ دینا کیونکہ اس صورت میں مٹی کے خراب ہونے کا خطرہ رہتا ہے اور وہ اس قابل نہیں رہتی کہ اس میں پودے پوری طرح پر بڑھ سکیں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ کیاریوں کی سطح ایسی ہموار رہنی چاہئے کہ زیادہ پانی اور خصوصاً بارش کا پانی آسانی سے نکل جائے۔ پھر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ آپ اپنی زمین کو اس طرح پر تقسیم کر کے کیاریاں قائم کریں کہ آپ کو اپنے باورچی خانہ کی ضرورت کے لئے سال بھر ہر قسم کی ترکاریاں ملتی رہیں۔ اس کے علاوہ کیاریوں کے بیج میں اتنا چوڑا راستہ چھوڑنا چاہئے کہ آپ گودائی وغیرہ اور گودا کے استعمال کے لئے ترکاری اٹھا ڈالنے کی غرض سے ان میں آسانی سے آجاسکیں۔ چونکہ ہر شخص کے باورچی خانہ کی ضرورت

## تیسری تقریر

میں نے اپنی پہلی تقریر میں آپ کو بتایا تھا کہ آپ کو اپنے رہاؤں کے باغیچہ کی زمین کیسے تیار کرنی چاہئے اور اب کو کس صورت سے تقسیم کرنا چاہئے۔ آپ نے اپنی زمین کو پانچ خاص قطعوں میں تقسیم کر لیا ہوگا۔ اس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو ان میں کون کون سی ترکاریاں کس ترتیب سے بونا یا لگانا چاہئیں۔ یعنی آپ کو کس طرح ان میں اولیٰ بدل کر ترکاریاں پیدا کرنا چاہئیں۔ آج رات کو میں اس کے متعلق کچھ بتاؤں گا۔

ہر اس شخص کی جو اپنے گھر میں ترکاری کا باغیچہ لگاتا ہے یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی زمین میں سال بھر آسانی سے اور کم خرچہ میں زیادہ سے زیادہ قسم کی ترکاریاں پیدا کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ مہارت ضروری ہے کہ زمین کی جو تائی خوب کی جائے اور باقاعدہ طریقہ برکھاریوں میں ترکاریاں بدل بدل کر بونی جاتی رہیں آپ سب لوگ مختلف کھانے پسند کرتے ہیں۔ بعض لوگ گڑہیت پسند کرتے ہیں۔ اور بعض اس کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور اگر کوئی شخص بہت زیادہ مٹا نہیں فودو سراہت کہ یہی حال ترکاریوں کا بھی ہے۔ ہماری طرح وہ بھی زمین سے مختلف اقسام کی غذا مختلف مقدار میں حاصل کرتا ہے۔ ان کی بڑوں میں بھی بہت فرق ہوتا ہے اور اس وجہ سے مختلف ترکاریاں زمین سے مختلف تھوں سے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں۔ اس لئے اگر اس اصول پر عمل کیا جائے کہ ایک کیاری میں ایک ہی قسم کی ترکاری فوراً دوبارہ نہ بونی جائے تو زمین میں پودوں کی غذا کے اجزاء موجود رہیں گے۔ ان میں دلی کی، بیٹی نہ ہوگی اور ان میں مناسب قوانین قائم رہے گا اور زمین میناؤٹ اور زرخیزی ٹھیک طور پر قائم رہنے کی وجہ سے باغیچہ نہایت خوش نما اور ٹھیک حالت میں رہے گا۔ ایک ہی قسم یا ایک ہی خانہ ان کے دسے ایک ہی قسم کی بیجاریوں کا شکار ہوتے ہیں اور ان کو ایک ہی قسم کے کڑے فصلیں چھوٹ جاتے ہیں۔ گھاس پھوس بھی جو آپ کی فصل کے مانی اور غذا رہا تو صاف ترقی رہتی ہے۔ عام طور پر ہر قسم کی پیداوار کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ اس لئے اگر آپ اس طریقہ پر چلے بنایا جا چکا ہے۔ ترکاریوں کو اول بدل کر بوسے رہیں گے تو آپ کی زمین کو حسب ذیل فائدہ سے ہو نہیں گے۔

(۱) زمین کے اندر پودے کی غذا کا توازن ٹھیک رہتا ہے اور اس طرح زمین کی ہر قسم سے غذا برابر مقدار میں پودوں کو ملتی رہتی ہے۔  
(۲) کڑوں اور پھوسندری سے نقصان کم ہوتا ہے۔  
(۳) فصل کے لئے کھاد کی کم ضرورت پڑتی ہے۔

(۴) زمین میں گھاس پھوس کم آگتی ہے اور اس لئے اس میں جو لجنہ اور پودوں کی غذا ہوتی ہے وہ صرف فصل کے کام میں آتی ہے۔

(۵) مزدوری پر کم خرچ ہوتا ہے۔

ترکاریوں کو بدل بدل کر بوسے کے ان فوائد کو مد نظر رکھ کر میں آج غیب کو ان کیاریوں کی بابت جو باورچی خانہ کی ضرورت کے لئے ترکاریاں پیدا کرنے کی غرض سے تیار کی گئی ہوں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور مجھ کو امید ہے کہ اپنی اپنی ضروریات کے مطابق معمولی تبدیلیاں کرنے کے بعد میری یہ تجویز اکثر لوگوں کے مناسب حال ہوگی۔ فرض کیجئے کہ آپ نے تیسری ان تقریروں سے متاثر ہو کر آپ نے اپنے باغیچہ کی زمین کو تیار کرنا شروع کر دیا ہے تو آپ کی کیاریاں بوائی کے لئے فوری کے شروع تک تیار ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ پانچویں کیاریوں میں حسب ذیل ترکاریاں بوسکتے ہیں۔

کیاری نمبر ۱۔ کدو یا پیاز بوسے کے لئے یہ ضروری ہے کہ یا تو خود بیڑہ تیار کی جائے جس کے لئے فوراً بیج بوسینا چاہئے یا پھر گھیس سے بیڑہ خرید کر لگانا چاہئے۔

کیاری نمبر ۲۔ لوگی (گریوں میں ہونے والی قسم)  
نمبر ۳۔ کرم کھ (باہر سے لگائے ہوئے بیج کی بیڑہ)

نمبر ۴۔ ٹماٹر (بھنڈی گریوں میں ہونے والی)  
نمبر ۵۔ کرلی یا بھنڈی گریوں میں ہونے والی۔ اگر دونوں آسانی سے کیاری میں آسکتی ہوں تو دونوں بونا چاہئے۔

ان زائد ترکاریوں کے بعد برسات میں ہونے والی بھنڈی پہلی کیاری میں بونا چاہئے اور گھیا ترٹی تیسری کیاری میں اور پتے دار ترکاریاں جیسے لال ساگ۔ مرسا۔ چولائی وغیرہ یا کھیرا۔ چوتھی کیاری میں باقی دونوں کیاریوں کی زمین پھاڑنے سے خوب الٹ پلٹ کر نہیں چھوڑ دینا چاہئے۔ رسیج کی فصل یا جاڑوں میں ان کیاریوں میں ساٹھا آلو۔ پھول گو بھی۔ کرم کھ ٹماٹر اور سفنم اور پالک ترتیب وار بونا چاہئے۔ روزمرہ کے استعمال کے لئے مولیٰ آلوؤں کی کیاری کی مینڈھ پر لگا دینا چاہئے۔ اس طرح پر قریب قریب تمام سال ترکاری ملتی رہے گی اور یہی اچھا ہوگا اگر دوسرے سال ان کیاریوں میں پیدا ہونے والی ترکاریوں کو اہل بدل کر دیا جائے اور اگر یہ کیاریاں کافی بڑی ہوں تو ان میں بیج بوسے یا بیڑہ لگائے گا کام تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد کرنا چاہئے تاکہ برابر ترکاریاں کھانے کے لئے ملتی رہیں۔



# کوآپریٹو سوسائٹیاں کیا کر رہی ہیں ؟

(از جناب ایس۔ ایس۔ حسن۔ آئی۔ سی۔ ایس رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی۔ گلشن)

میں نے اپنے ممبروں کو غلہ تقسیم کرنے کا کام بھی اپنے ذمے لیا ہے۔ بہت سی جگہوں میں ایک جانب تو مارکیٹ یونیوں اور کنزیومرس اسٹور کے درمیان اور دوسری جانب علاقوں کی سوسائٹیوں کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو گیا ہے۔

## کوآپریٹو سوسائٹیاں گورنمنٹ کی مدد کرتی ہیں

۱۹۳۱-۳۲ء میں کوآپریٹو مارکیٹنگ یونیوں نے... من اناج جس میں سے زیادہ حصہ گھنوں تھا گورنمنٹ کو سپلا کیا۔ ۱۹۳۲-۳۳ء میں بہت سے ضلع کے افسروں نے ان غلہ خریدا۔ جہاں تک چیزوں کی تقسیم کا سوال ہے اکیلے کوآپریٹو مارکیٹنگ فیڈریشن نے اکیلے ہی میرٹھ۔ مظفر آباد۔ شہر۔ بنارس اور اعظم گڑھ میں تقریباً ۵۰ پچاس کروڑ روپے کی دوکانوں کے ذریعہ ۵۳ لاکھ روپے سے زائد قیمت کی ایسی ضروری چیزیں جیسے گیسوں۔ شکر اور اسٹین کلا تھ اپ تک تقسیم کیا ہے۔ اور یہ کام ضلع کے افسر اور مدد سے ہی ہوا ہے جنھوں نے اس کام کو ان ضلعوں کی گواہ سوپراٹیشیوں کے سپرد کر دیا ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ سوپراٹیشیوں نے یونیوں اور اسٹورس نے ۱۹۳۲-۳۳ء میں ۱۲ کروڑ روپے کی قیمت کا غلہ تقسیم کیا۔

## جذبہ خدمت

تجربہ سے پتہ چلا ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹیاں دوسرے ایجنسیوں کے مقابلہ میں لوگوں کی خدمت زیادہ اچھے طور پر کرتی ہیں۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ان کا مشا پیسہ کم نہیں ہے۔ بلکہ خدمت کرتا ہے۔ جو لوگ اسٹورس کے قائم میں دلچسپی رکھتے ہوں ان کو چاہئے کہ ہر ضلع کے صدر مقام پر اس محکمہ کے انسپکٹر کے ساتھ اس بارے میں مفصل صلاح مشورہ کریں۔

حال ہی میں حکومت ہند کے نوڈ ممبر نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اناج کا سوال ایک بہت ہی اہم سوال ہے اور غذائی مورچہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جنگی مورچہ۔ لہذا ہر شخص اور جماعت کا یہ فرض ہے کہ غذا کے بارے میں لوگوں کی مشکلات دور کرنے میں وہ جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ جب سے صوبہ متحدہ میں خورد و نوش کی اشیاء کی کمی محسوس ہوئی اور اسی کے ساتھ ہی ان کی قیمتیں غیر معمولی طور پر بڑھ گئیں ہیں۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں نے چلک کو مختلف طریقوں سے مدد پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

## سپلائی کے لئے جماعتیں

غلہ کی سپلائی اور خرید کے لئے ہر طریقہ کی بڑی بڑی سندھوں میں ۵۰ کوآپریٹو مارکیٹنگ یونین ہیں۔ حال ہی میں ایک صوبہ کی کوآپریٹو ڈولپمنٹ اینڈ مارکیٹنگ فیڈریشن کی رپورٹ ہوئی ہے جس کا مقصد ان یونیوں کے کام میں اتفاق پیدا کرنا اور ان کو بازار کا بھارت بنانا ہے۔ غذائی مشکلات کے شروع ہونے سے ان یونیوں نے سپلائی اور خرید کرنے کے علاوہ تقسیم کا کام بھی کیا۔ ۱۹۳۲-۳۳ء میں ان یونیوں نے ۶۵ لاکھ روپے کا غلہ خریدا اور تقسیم کیا۔

## کوآپریٹو اسٹور

عام لوگوں میں ضروری اشیاء کی تقسیم کے لئے زیادہ تر بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ۳۸ سے زیادہ کنزیومرس کوآپریٹو اسٹورس قائم کئے گئے ہیں۔ کچھ ضلعوں کے کلکٹر نے ان سے ایسے لوگوں میں بھی تقسیم کرنے کا کام لیا ہے جو کہ ممبر نہیں ہیں۔ جیسے ریلوے۔ ڈاکخانہ اور تار گھر۔ بجلی گھروں اور واٹر ورکس وغیرہ کے کارکنوں کے لئے تقریباً ۶۰ کوآپریٹو اسٹورس کھولے گئے ہیں۔ تقریباً ۲۰ علاقوں کی کوآپریٹو ٹھرنٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹیاں ہیں اور ان میں سے زیادہ تر سوسائٹیوں

# جوگیوں کے گاؤں میں

(از جناب پنڈت امیش چندر مشر)

دن ایک دوست کے گھر جا رہا تھا کہ بیچ میں جوگیوں کی ایک چھوٹی سی بستی ملی۔ خواہش ہوئی کہ اپنے بچپن کی معلومات کو کچھ دیکھ کر لوں۔ دوپہر بھی ہو رہی تھی۔ بستی کی طرف تھوڑے سے گئے۔ بستی کیا تھی؟ ۲۰ پچیس چھوٹے گھر لڑکوں کا ایک گاؤں جیسے تھے جس کے باہر کے میدان میں کمزور گھوڑے اور گھوڑے سوئے اور سے دانت و گڑ رہے تھے۔ ابھی کھانسیں کے پاس پہنچا ہی تھا کہ سامنے والی کئی کے آگے بندھے ہوئے کتے بھونک پڑے۔ انکی تائید ان کی بیویوں نے بھی کی جو میری نظر سے اوجھل تھیں۔ کوئی



ایک پیرا

کے ڈھیر روانہ ہوئے کی تلاش میں مصروف مرے آچک کر جھنجھڑوں کی چھت پر جا بیٹھے۔ خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ یہ تھا وہاں کا خطرہ کا بھونپو۔ بستی میں انہی انسان کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے۔ کتوں کے رخ کی تقلید کرتے ہوئے ایک ستر جوگی۔ راج نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ وہ سامنے والی کئی کے آگے صاف زمین پر ہرن کی کھال بکھاتے ہوئے تبا کو نوشی کر رہا تھا مجھے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور دانت نکالتے ہوئے بولا۔ سلام سارا

بچپن سے پیرے جوگیوں کو دیکھتا آ رہا ہوں۔ اڑھیلا ڈھالا گیا لبادہ، جو گیا پگڑی، تہبند کی سی دھوتی، لمبی دلاھی اور بیلے دن واسے نہ جانے کتنے جوگی ہر سال اپنی سانپوں کی پٹاری لے کر ہمارے گاؤں میں آتے ہیں، بجائی اور بھیک مانگ لے گئے بن میں ان کے کیس بہت دل کش معلوم ہوتے تھے۔ ان دنوں جوگیوں کو گورکھپور کا باشندہ سمجھنا تھا۔ اس خیال کی سوجھ بوجھ تھی۔ جوگی اپنے آپ کو گورکھپور کا رہنے والا کہتے تھے اور گورکھپور میں اپنی طفلانہ عقل کے مطابق بکھ پور ہی کا رہنے والا سمجھتا تھا۔

بڑے ہوئے پر بھی یہ خیال اپنی جگہ بدستور قائم رہتا اگر ایک دوسری قسم کے افغاناں نہ پیش آ جاتے۔ میرے پرانے میں ناگ ناگن کا ایک جوڑا نہ جانے کہاں سے آ گیا تھا۔ وقت آتا ان میں سے کوئی ایک ادھر ادھر دھڑلے پڑتا اور چوہوں کا اگر ناظر آ جاتا تھا۔ گھر والے سب حیران تھے۔ بزرگ تھے کہ جس گھر میں سانپ آ گئے اس گھر میں موت کے آنے کوئی شبہ ہی نہیں۔ دادی کتیں ستر ہیں۔ پتر کچھ میں نہ پوجا نہ پا کر آئے ہیں۔ وہ کسی کا کچھ بگاڑیں گے نہیں۔ رات کو خنٹیں مانتی ہوئی دودھ کے دو کٹورے اندر کوٹھری رکھا دیتی تھیں۔ جو بیج کو صاف ملتے۔ کئی ہفتوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ مگر اس خدمت اور پوجا کے ہوتے بھی گھر کے لوگ بے فکر تھے۔ رات رات بھر چراغ جلتے۔ کھاؤں کے بستر آ لٹے پلٹے کیچے جاتے۔ دالائوں میں خصوصاً سونے کی جگہوں میں پڑھی لکھی صربوں بکھیر جاتی۔ کئی طرح کے دھونیاں دی جاتیں۔ جان نواز خی سے خشتاق پتر لوگ گھر چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ کسی نہ کسی بہانے سے اپنی موجودگی کی اطلاع دیتے رہتے تھے۔

اتفاق ہے انہیں دنوں ایک جوگی بیک مانجے آیا۔ اس سے بات نہ کی گئی۔ وہ صرف آٹھ آنے لے کر ہمارے گھر سے پتروں کے لاج کے بلے و اضی ہو گیا۔ روکھنے کے اندر اس سانپ کی بی بی نے ہمارے گھر کے بلوں سے محل کر جوگی کے پیارے میں ہ جا یا ہم بے فکر ہو گئے۔ جوگی سے پہلی بار میری تقریبی تعداد ہوا۔ قدرتی طور پر اسی دن سے میں پیرے جوگیوں کو انسانیت دینے ایک ضروری جزو سمجھنے لگا۔ اس کے بہت برسوں بعد ایک



جہاں ٹھاکروں کی رعایا ہونے کے باعث اُس بستی کے جوگ  
صاف گردے پہنے والوں کو ٹھاکر ہی سمجھتے ہیں۔ پھر میری طرف  
ایک ٹکڑی کا تختہ بڑھاتے ہوئے اپنی صفائی دیتے تھے۔ ٹھاکر  
صاحب اس وقت اکیٹھ روپے لاکھ کا ربرکے ہیں۔ چھوٹے  
موجود چارہے ہیں اور عورتیں سوچ کاڑھتے اور پانی پینے  
میں۔ میرے بیٹے پر وہ بھی دست بستہ زمین پر ایک طرف  
بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا۔ ”تمہارا کیا نام ہے بوڑھے؟“

”یہاں کب سے آباد ہو؟“

”اپنے باپ کے ساتھ آیا تھا ٹھاکر؟ تب میں بچہ ہی تھا۔ اتنا بڑا اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنا بچپن کاہ بتایا۔  
”کتنے بال بیچے ہیں؟

”کتنے بال بچے میں؟“



کتوں کے ساتھ شکار کو

”دولہ کے ہیں تین لڑکیاں سرکار۔ سب سیانے ہیں۔“

”تو تم جھڑی ہوا رہن شکمہ؟“

”اے سرکار۔ ہم بہت پرانے خاندان کے ہیں۔ راجپوتیلاک کے زمانہ کے راجپوتیلاک نے ہمارے بڑوں کو بھگا دیا تھا۔ اس وقت سے ہم لوگوں میں ہی مارک مارک پھرتے ہیں۔“

میں سوچنے کا۔ راہ پیٹنگ سے بوڑھے کی مداخلت غالباً  
تیمورنگ سے ہے۔ اس کے حملہ کے باعث متعدد چھتری قویو  
بے گھر پار ہو کر ماری ماری پھرنے لگی تھیں۔ موزخوں نے ہم  
ہماری کچھ خانہ بدوش قوموں کی ابتدا اسی زمانہ سے مانی ہے  
تیمور کا حملہ ایشیا کے کئی حصوں پر ہوا تھا اس لئے یہ کہنا دشوار  
ہے کہ ہمارے ارجن سنگھ کس ملک کے بزرگوں کی اولاد ہیں۔  
مگر تاریخ کے مذکورہ فیصلہ میں شبہ کی بہت گنجائش ہے جو کہ  
ذات اپنے مذہب کے مطابق گورکھ پنتھی بنیو ہے۔ اس قوم  
جو گیوں کا ہمیشہ سانپ پالنا اور ان کا کہیں دکھانا ہے۔  
بودھوں کے جہانک میں بھی ایک قصہ میں ان کا ذکر آیا ہے  
بھگوان بودھی سدا اپنے ایک جنم میں "ناگراج" تھے۔ ان کے  
حربین بھوریات نے اس ناگ کو پکڑ لیا۔ زہریلے رانست  
تورڈا لے اور اسے بچا کر عوام کو تانہ دکھاتے لگا اعلیٰ تو تار  
نے اسے بدامادی کہ تیری نسل کے لوگ سانپ پالنے والے  
ہوں گے۔ اگر جو کہ قوم کا کوئی شخص بڑھ لکھ جائے تو وہ یقیناً  
اس جہانک کی کہانی کی بنا پر کو نیشہ مکمل کا چھتری کہنے لگے  
مگر اس صدی میں تو ایسا ہونے کا کوئی امکان نہیں نظر آتا۔  
مجھے کچھ سوچتے پھرتے دیکھتے ارجن سنگھ نے پوچھا  
"ساگنی ستاؤں ٹھا کر؟"

”ابھی کچھ بات چیت کریں گے، رائی وائی پھر سنا تا تم لوگ کہا جتے ہو؟ میں نے پوچھا۔

”بیتے ہم لوگ کہیں نہیں، اور پھر سب جگہ سب ملکوں میں  
بیتے ہیں۔ ہمیں ہمارے کچھ لوگ اگر گھر بسا بیٹھے ہیں۔ اٹھانے صاحب کا  
مہربانی اور دیا کی وجہ سے نہیں تو ہماری جاتی کو تو گھونٹنے میں ہم  
سکھ لٹا ہے۔ پھر بھی ہم جب موقع پاتے ہیں، پھیری پر چلے جاتے ہیں  
”کہاں کہاں کی پھیری لگاتے ہیں؟“

”دوچار کا ادب کچھ عجبات تک کی پھیری لگتی ہے سرکار!“  
 ”کیا ادھر بھی تمہاری ذات برادری کے لوگ ہیں؟“  
 ”سیکڑوں ہزاروں سرکار! انکا ملالو تک کے جوگی ہمارے  
 شادی راتوں میں آتے ہیں۔“

ان کے بعد سب نے ار حزن و غم سے رسم و رواج، گھر بار اور

اس کے بعد ہم نے اربوں سیکھ کر م کو روایں سے جو اب تو

قومی معاملات کے متعلق صدر ہاؤس کے جن کے جوابدہ ہیں ان کے

بے یا اہم لوگ آغا ز عالم سے اسی طرح چپے اے ہیں۔ سبکدوش

ہمیں مسلمان بنانا چاہا اور عیسائیوں نے عیسائی طرح جوں جوں کی ہمارے

گر دگر رکھنا تو کی دعا ہے کہ ہمارے دھرم کا بچہ دوسرے دھرم میں

گھر کے صاف اور پرسکون کونے میں ان کی پیٹیاں بچھے ہیں۔ اُدھر بلاوجہ کوئی نہیں جاتا کہ سانپوں کے آرام اور نیند میں خلل نہ پڑے۔

”اپنے سانچ کے قاعدوں کی ہم بڑی احتیاط کے ساتھ پابندی کرتے ہیں۔ چودھری کا حکم سب کو ماننا پڑتا ہے جو کوئی برادری کے قاعدوں کے خلاف جاتا ہے اُس پر چودھری جرمانہ کرتا ہے۔ جو مانے کی رقم سے شراب منگائی جاتی ہے جسے سب بل بجل کر پیتے جشن مناتے اور اس کے بعد مجرم کو دل سے معاف کر دیتے ہیں۔ جوگی کبھی عدالت میں نہیں جاتے۔“

اس کے بعد میں جوگی رام سے رخصت ہوا اور دل میں اس نیم وحشی قوم کے اوصاف کی تعریف کرتا ہوا چلا آیا۔ میں اب بھی کبھی کبھی سوچا کرتا ہوں کہ ان نیم مذہب قوموں کو مذہب بنانا گناہ ہو گا یا ثواب۔ ان کے مضبوط عقیدت اور جفاکش جسم جدید مذہب کے سامنے میں بھی کیا ایسے ہی رہ سکیں گے؟ کیا ان کی عورتیں ساری بلاؤں کریم، پولوڈ اور گلابوں کے سامنے میں فریسی ہی اٹھیں؟ مست مضبوط اور بے خوف رہیں گی؟ انگریزی کے شہرہ اختہ روپو لوچسٹ مسٹر بیربر ایلون نے عیسائی مشنری کو غائب کرنے ہوئے شاید اسی خیال سے کہا تھا۔ سنہ انھیں ویسا ہی رہنے دو جیسے کہ یہ ہیں۔ خدا کے لئے انھیں مذہب کی کراوی دوانہ پلاؤیسی سب سے بڑا بھلائی ہے۔“

اس کے بعد لڑکی برائے س کی ماں کا کوئی حق نہیں رہ جاتا۔ شادی کے روز دور دور کے جوگی جمع ہوتے ہیں۔ خوب

دھوم دھام اور ناچ رنگ ہوتا ہے۔ دعوتیں رات بھر چلتی رہتی ہیں جن میں شراب ضرور ہوتی ہے مگر گوشت نہیں رہتا۔ شادی کے دنوں میں آٹھ روز تک گوشت کھانا ہمارے یہاں منع ہے مگر ہاتھ دھنے کا کام چودھری کرتا ہے۔ وہی دلہن کو کالی گڑیا پھانتا ہے تب شادی مکمل بھی جاتی ہے۔ جہیز میں ایک کالا سانپ ایک بین اور کچھ نقد رقم دی جاتی ہے۔ جو زیادہ حیثیت کے لوگ ہوتے ہیں وہ کچھ مویشی بھی دیتے ہیں۔

شکار کے بارے میں پوچھنے پر اُس نے بتلایا۔ ”ہم لوگ فطری شکاری ہوتے ہیں مگر جنگلی جانوروں کو فضول سمجھنا یا تنگ کرنا ہمارا شیوہ نہیں۔ ہم جھلی سورا، مگر، لومڑی، خرگوشا ساہی اور بھیرن کا شکار کرتے ہیں۔ کھانا ہمارا ہتھیار ہے۔ ہمارے کتے بہت دور سے ہی سونگھ کر جان لیتے ہیں کہ ماند میں شکار ہے یا نہیں۔ چھوٹے کتے کبھی کبھی ماند میں گھس بھی جاتے ہیں۔ اگر شکار چھوٹا ہوا تو وہ کتے سے ڈر کر باہر کھینچا ہے جہاں دوسرے کتے جو ماند کو گھیرے کھڑے رہتے ہیں اسے مار لیتے ہیں ورنہ بھونگ کر اپنی معذوری اور شکار کی موجودگی کی خبر دیتا ہے۔ اس حالت میں ہم لوگ دھواں کر کے، پانی بھر کر یا کھود کر شکار کو باہر لاتے ہیں۔ سانپ پکڑنے کا جملہ چار اپشنیشن ہے۔ کوئی جوگی سانپ کے کانٹے سے کبھی نہیں مرتا۔ یہ گرد گرد رکھنا تھ جی کا برادران ہے۔ ہمیں سانپ کے زہر کی بہت سی دوائیں بھی معلوم رہتی ہیں۔ ہم اپنے پابندو سانپوں کی بڑی خدمت کرتے ہیں۔ انھیں جنگلی چوہے میڈلک وغیرہ کھلاتے ہیں۔ کبھی کبھی دودھ بھی دیتے ہیں۔

## سبز رنگ کے آلو

ہے اور اُس کے ساتھ ہی ایک قسم کی انگلی پیدا ہو جاتی ہے جو سبز ریشوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ انگلی کیونکر نکڑ ہوتی ہے۔ اس لئے سبز آلوؤں کو خوراک میں ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ ایسے آلو بیج کے لئے بالکل موزوں ہیں۔ انھیں بونے کے لئے استعمال کر لینا چاہئے۔

(ماخوذ از پنجاب)

بعض اوقات ایسے آلو بھی دیکھنے میں آتے ہیں جو پورے یا جن کا ایک حصہ سبزی مائل ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ سبز رنگت کسی بیماری کی وجہ سے ہے اور انھیں اپنی خوراک میں استعمال کرنا چاہئے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آلوؤں کا رنگ کسی بیماری کی وجہ سے سبز نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ دیر تک روشنی میں پڑے رہتے ہیں۔ جب وہ دیر تک روشنی میں پڑے رہیں۔ تو بالائی پھلنے کا رنگ سبز ہو جاتا

# کھیتی باڑی

(ماخوذ از کرینٹ افیرس)

اور پنے کی فصلیں۔

صوبیدار۔ صاحب سیدھ میں بونے کے فائدے اور وہیں تو آپ نے واقعی بہت سی باتیں مگر اس طرح بونے سے پہلے تو ہمیں زمین کو زیادہ خیال سے تیار کرنا پڑے گا نا؟  
سقراط۔ بیشک۔ آپ کو زمین تو تیار کرنی پڑیگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محنت ذرا زیادہ ہو جائیگی مگر اس کے بدلے میں فصلیں اچھی ہوں گی اور آمدنی زیادہ ہوگی۔ آپ کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ زیادہ کام اور محنت کے بغیر کوئی اچھی چیز نہیں مل سکتی اور ترقی نہیں ہو سکتی۔

جمعہ دار۔ ہاں صاحب اب تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ اب اگر ہم زیادہ ہل چلائیں، زیادہ ملاں کریں، زیادہ بچ دتا پھیریں تو ہمیں پہلے سے زیادہ مویشی رکھنے چاہئیں۔  
سقراط۔ پہلے سے زیادہ نہیں۔ بلکہ پہلے سے اچھے مویشی رکھنے چاہئیں۔ اس کے بارے میں مویشی نام کے کتابچے میں تفصیل سے بتا چکا ہوں۔

صوبیدار۔ ہاں۔ بیشک، اس کے بارے میں تو ہم خوب سمجھ گئے اور ہم سب اچھے مویشی رکھنے کے فائدوں پر رضامند ہو چکے ہیں اور آپ نے جو باتیں ان کتابچوں میں بتائی ہیں، جنگل کے بعد ان پر پورا پورا عمل کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

مویشی رکھنے والوں کے لئے دو مفید باتیں

سقراط۔ جب ہم نے مویشی نام کے کتابچے جاری کئے تھے۔ تو دو چھوٹی چھوٹی باتیں رہ گئی تھیں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو مویشیوں کے چارہ ٹو کے کی نشین سے کاٹنا چاہئے۔

سپاہی۔ جھلا اس کی کیا ضرورت ہے جی۔  
سقراط۔ دیکھو جانی، جو لوگ ہاتھ کے ٹوٹے سے کاٹتے تھے،

ان کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ لیکن، سب سے بڑی ضروری بات یہ ہے کہ بہت سے آدمی اپنے مویشیوں کو بغیر کاٹے ہی چارہ رکھلاتے ہیں۔ مویشی اس میں سے اچھا تو کھا جاتے ہیں باقی مٹا۔ چھوڑ دیتے ہیں اور وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اب اگر آپ چارے کی بنیاد ٹھیک سے کرتے کریں گے اور خاص کر نیب اس میں خشک اور سبز چارہ ملا کر کاٹینگے تو مویشی سب کھا جائیں گے۔

سپاہی۔ یہ تو ہم نے بھی دیکھا ہے، سقراط جی، جھلا اور کیا بات ہے۔ جو آپ بھول گئے۔

بہن

سقراط۔ اچھا اگر آپ اپنی فصلیں سیدھ میں بومیں تو آپ انہیں فصلوں کے لئے جیسے گنا، کپاس اور سبزیاں ہیں۔ ایک خاص قسم کی فصل کا ہل تھاموں کے بیج میں چلا سکتے ہیں۔ اس سے مٹی اور ہوا دھڑ پودوں کی طرف بڑھ جایا کر گی اور بہن بن جایا کر گی اور مٹی پودوں کی طرف ہونے کی وجہ سے پودوں کو پانی سے بچائے رکھے گی۔

صوبیدار۔ پھر پانی؟

سقراط۔ پانی تو نالیوں میں بہنوں کے بیج میں ہو کر بگاڑ دے فصلیں بہنوں کے اوپر آگئیں گی۔ یہ بہن ہمیشہ اتنے اونچے تو نہیں ہوں گے کہ پانی پودوں کو بالکل نہ چھوئے۔ لیکن یہ پانی پودوں کو پہلے سے بہت تھوڑے عرصہ کے لئے چھوئے گا اور اس طرح فصلوں کو بغیر نقصان آٹھائے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں مدد دے گا۔

سپاہی۔ جھلا صاحب ہم سیدھ میں کس طرح بوسکتے ہیں۔ اس طرح تو کھیرنے سے بہت زیادہ ڈر لگا کر بگاڑ۔

سقراط۔ سیدھ میں فصلیں بونے کے لئے محکمہ زراعت کے افسر سے بات چیت کر کے ڈرل کے بارے میں پوچھو۔ وہ تم کو ایسے ڈرل دکھا دیں گے جس سے تم ایک دفعہ میں کئی ٹنٹی قطاریں بوسکو گے۔

سپاہی۔ پھر کپاس کیسے بومیں؟

سقراط۔ بھائی، محکمہ زراعت کے افسروں کے پاس ایک اور چیز ہے جو تم کپاس بونے کے لئے اپنی نالی سے باندھ لو تو وہ دوسری قطار بونے کے لئے نشان لگا دیگی۔ ایسی فصلیں جیسے گیہوں، جو، پے، کپاس، مکئی، اجرو، ابرو اور گئے ضرور سیدھ میں اور ایک دوسرے سے ذرا فاصلے پر بولی جانی چاہئیں۔

سپاہی۔ جھلا کتنے کتنے فاصلے پر بولی جانی چاہئیں؟  
سقراط۔ فاصلے کے بارے میں بھی محکمہ زراعت کے افسر تحقیق بتا دیں گے کہ کون سی فصل کے لئے کتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔ بیج بونے وقت کبھی کبھی زمین میں کافی نمی نہیں ہوتی اور ہر ایک بیج نہیں پھوٹتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فصلیں پھدری ہوتی ہیں اور ان سے بیج میں جو جگہ خالی ہوتی ہے اس میں مٹی خنول گھا س پھوس اگر آتی ہے۔ اب اگر فصلیں گھنی نہ ہوں، پھدری ہوں تو ان سے پیدا بہت کم ہوتی ہے اگر بیج سیدھ میں بویا جائے اور زمین میں مٹی اتنی نہ ہو جتنی ہونی چاہئے تو فصلیں خوب گھنی ہوں گی اور پھل پھول سکیں گی اور پھر اگر سیدھ میں بھی بولی جائیں تو کھیر کر بونے سے کم بیج سے بھی فصلیں بہت گھنی مل سکتی ہیں۔ خاص کر گیہوں جو

کچھ بیاریاں موسم سے کچھ ذرا پہلے اور کچھ ذرا بعد میں بونے سے ٹوڑ ہو جاتی ہیں اور کچھ کیرے کھڑے پکڑ کر مارنے سے دور ہو جاتی ہیں۔  
خولدار - سقراط جی، بھلا ہیں ایک دو بیاریوں اور دباؤں کا حال اور ان کا علاج تو ذرا بتائیے۔  
سقراط - ہاں، ہاں، ضرور سمجھیں۔ ایک کا حال سنئے۔ ایک سوڑی ہوئی ہے جسے کترہ کہتے ہیں۔ یہ ظالم سوڑی فصلوں کو زمین سے اُگتے ہیں، عام طور پر اب کی گرمی کے موسم کی سب فصلوں کو کھا جاتی ہے۔

سیاہی - صاحب یہ کترہ کہاں سے آتا ہے۔  
سقراط - میاں بتاتا ہوں۔ یہ کترہ لال رنگ کی سوڑی ہوتی ہے اور سفید پتنگے کا بچہ ہوتا ہے۔ اور پتنگے کی دم پیلی ہوتی ہے برسات کے موسم میں پہلے پہل جب ذرا سی برسات سے زمین تسلی ہو جاتی ہے تو یہ پتنگے پھٹتے ہیں۔ ادھر ادھر کاڑتے اور انڈے دیتے پھرتے رہتے ہیں۔ یہی سوڑی جب بڑی ہو جاتی ہے تو زمین میں جاتی ہے۔ پتنگا بن جاتا ہے۔ اور اگلے موسم برسات تک پھل رہتا ہے۔

سیاہی - بھلا، سقراط جی، یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔  
سقراط - جب میں روکا تھا تو کئی قسم کی سوڑیاں رکھا کرتا تھا اور انھیں پتنگا بننے اپنی آنکھوں سے لکھا کرتا تھا۔ اگر تمہیں میری باتوں پر شک ہو تو خود کے دیکھ لو۔

سیاہی - تو پھر اس کا علاج کیا ہے جی؟  
سقراط - کترے کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ پہلے پہل جب برسات کی بارش ہو، تو تمہیں چاہئے کہ روشنی کا پتھر لگا دو۔

سیاہی - یہ روشنی کا پتھر کہا ہے جی۔  
سقراط - دیکھو، ہر سوڑے کے قریب کے فاصلے پر ایک مٹی کا ڈھیر بنا لو۔ جو زمین سے ذرا اونٹ اور بچا ہو۔ اس ڈھیر پر ایک چٹکی یا گہرا سا خال پانی کا بھر کر رکھ دو اور بیج میں ایک اینٹ رکھ دو، اور اس اینٹ پر ایک لالٹین رکھ دو اور جب دیکھو کہ کوئی سفید پتنگا پھرتا ہے تو سرورڈ شام کو لالٹین جلادو۔ ایک چمچہ مٹی کے تیل کا پانی میں ڈال دو۔

محمد ار - ہاں، سمجھ گئے۔ پتنگا لالٹین کے ارد گرد چکر لگا کر تیل والے پانی میں گر جائیگا۔

سقراط - بالکل ٹھیک ہے۔ جب تک یہ پتنگے ختم نہ ہو جائیں آپ ہر رات لالٹین جلا کر کھیت میں رکھ دیا کریں۔ آئیے۔ اب دیکھو دبا کا حال بتائیں۔ پہلے کالے رنگ، یعنی کو اٹھے ہوئے گیہوں کو

سقراط - بہت لوگ اپنے پھلے اور پھڑیوں کو اچھی طرح نہیں کھاتے پلاتے۔ اگر تم لوگ اپنی پھڑیوں کو اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ گے تو وہ ایک سال یا اس سے بھی زیادہ جلدی کا جن ہو جائیں گے۔

محمد ار - اسکا مطلب یہ ہے ڈاکٹر ہم ایسا کریں تو اس سے ہم ایک سال تک انھیں ہلے کا حربہ ضرور بچ جائیگا اور یہی پھڑیاں جو ان کو کچھ ایک سال پہلے پھلے اور دھو دیئے گئیں اور اس طرح روپیہ کا سکین سقراط - ہاں، اور اس سے اب کے جانور بھی پہلے سے اور اچھے ہو جائیں گے۔ اچھا تو پھر فصلوں کی بات کے بارے میں ایک بات اور

ہے وہ یہ کہ ایک ہی زمین میں سے خاص خاص چیزیں جو سستی رہتی ہیں اور کچھ فصلیں ایسی ہیں جو زمین میں کچھ نہ کچھ داخل کرتی رہتی ہیں جس سے زمین کی زرخیزی قائم رہتی ہے یہ کسی اور قسم کی فصلوں کے مگنے میں مدد دیتی ہیں۔ مثلاً سب پھولدار پودے پنے، گوارا، مٹر، وغیرہ زمین میں ناشر دین داخل کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے قریب قریب ہر دوسرے سال خریف میں یا بیج میں آپ کو پھولدار پودے بونا چاہئے۔ عام طور پر آپ کو اپنی فصلیں بدل بدل کر بونی چاہئے۔ محکمہ زراعت کے افسر آپ کو بتا دیں گے کہ آپ کی زمین اور آپ دھوا کی حالت کے مطابق فصلوں کو اول بدل کرنے سے احتیاط بقہ کون سا ہے۔

## دباؤں اور کیرے کوڑے

سقراط - سب سے آخر میں جن چیزوں سے خبردار رہنا چاہئے وہ دباؤں اور کیرے کوڑے ہیں، جو آپ کی فصلوں کو کھاتے رہتے ہیں۔ اس پر ہم پھر کبھی بات چیت کریں گے لیکن یاد رکھئے جیسا میں پہلے بتا چکا ہوں کہ جن فصلوں کی دیکھ بھال اچھی طرح ہوگی اور انکو خوراک ٹھیک ملے گی تو وہ فصلیں پائے گا بیماری کا کیرے کوڑوں مقابلہ ان فصلوں سے زیادہ کر سکیں گی۔ جن کو کافی خوراک نہ ملتی ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے اچھی طرح پائے ہوئے بچے غریب اور بھوکے مارے ہوئے بچوں سے زیادہ بیماری کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور فصلوں کی خوراک ہے روشنی، ہوا، پانی، اور کھاد اور یہ بھی یاد رکھئے کہ سرکار نے انکی فصلوں کے بارے میں مشورہ دینے کے لئے زراعت کا کام سکھے ہوئے افسر اور تجربہ کار لوگ نوکر رکھے ہیں اگر آپ کبھی دیکھیں کہ آپ کی فصلیں کچھ بیماری سے معلوم ہوتی ہیں، یا کوڑے کھا رہے ہیں تو اس میں سے بہت سے پودے اکھاڑ کر نزدیک کے تجربہ کار یعنی محکمہ زراعت کے افسر لے جائیں۔ وہ انھیں دیکھ کر بتائے۔ آپ اس پر عمل کریں کچھ بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جو صرف بونے سے پہلے بیج کو دھو دینے سے دور ہو جاتی ہیں۔ کچھ ایسی ہوتی ہیں جو اسی قسم کے بیج بونے سے دور ہو جاتی ہیں، جو بیماری کا مقابلہ کر سکیں۔

ہے جو تیلی زمین میں جہاں بارش کافی ہو پیدائی جاسکتی  
پھاڑی علاقوں میں ادرک، گرم مارپود، برش واسے پودے  
بوسے جاسکتے ہیں۔

معدار۔ یہ کیا ہیں سقراط جی۔

سقراط۔ اس وقت تو ان پر بحث کر لے کا وقت نہیں۔  
لیکن یاد رکھئے آپ کہیں بھی ہوں اپنے علاقے کے تجربہ کار  
یا زراعت کے افسروں سے پوچھیں کہ سب سے اچھی فصلیں کون  
ہیں۔ دیکھئے میں آپ کو معمولی سی مثال سمجھاتا ہوں جس سے  
کو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ آپ کو کیا کیا عجیب باتیں بتا سکتے ہیں  
اپنی آنکھیں اور کان کھول کر کیا کیا فائدہ حاصل کر سکتے  
ہیں۔ ہاں صاحب بتائیے تو وہ کیا مثال ہے؟  
سقراط۔ آپ اپنے گنے کے بیج، یعنی اگول سونکے پودے  
لیکن اگر آپ لسنے سے پہلے ایک رات پانی میں بھگو دیا کرے  
اچھی طرح چھوٹ نکلیں گے۔

معدار۔ یہ صاف ظاہر ہے اسلئے کہ ان میں کچھ پانی جمع ہو جاتا  
لیکن میں اس سے پہلے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔  
سقراط۔ بیشک نہیں آیا اور کیوں آئے؟ تجربے کا  
کہ افسر آپ کو سب کچھ بائیں بتا دیں گے۔ اسی لئے یہ زراعت  
کے افسر دیکھ گئے ہیں کہ آپ کو ایسی ایسی باتیں بتائیں۔

### مسر جوڑ کر ترقی کرو

سقراط۔ آخر میں، جب آپ کی فصلیں بک چکا کر تیار ہو  
تو آپ انھیں منڈی میں بھیجیں۔ اب اگر آپ کا حساب کسی بند  
بنک میں، یا امداد باہمی بنک کھلا ہوا ہے تو آپ دیکھیں زراعت  
میں بھاؤ کیسا ہے۔ اگر مدہ ہو تو آپ اس وقت تک ٹھہر سکتے  
جب تک بھاؤ اچھا نہ ہو جائے اگر آپ کے یہاں کوئی امداد  
بنیاد ہو تو آپ سب کے سب مل کر اپنی جنس فروخت کر سکتے ہیں  
اس طرح کرنے سے ممکن ہے آپ کو اچھی قیمت مل جائے۔  
سیاہی۔ سقراط جی آپ تو ہمیشہ امداد باہمی بنکوں پر زور  
دیتے ہیں۔

سقراط۔ ہاں کھیتی باڑی، ہر کام میں امداد باہمی بنک  
سے مدد ملتی ہے۔ اس لئے جہاں بھی ہو سکے امداد باہمی بنک  
اور ان کے ذریعہ سے بیج یا کیمیاوی کھاد وغیرہ جو خریدنا ہو چکا  
اور اسی کے ذریعہ سے اپنی پیداوار بچا کر وہ کبھی ملے کارسار  
نکال کر گرہ بنانا ہو تو اس کے لئے کو لھو، بیلن لینا ہو، تو وہ سارے  
اسی بنک کے ذریعہ سے خریدو۔ یا کوئی ایسا ادارہ یا مشین جو  
تم سب لوگ استعمال کرنا پسند کرتے ہو لیکن وہ ہنگامی ہو، جسے

لیجئے یہ بیماری گیہوں کے فصلوں کو خراب کر دیتی۔ یہ بیماری گیہوں کو چوہا  
بیج کے لئے رکھیں پانی میں بھگونے سے دور کی جاسکتی ہے گرمی کے  
موسم میں جب گرمی فزا زوروں پر ہو۔ اس وقت ایک دن یہ واسے  
یعنی گیہوں چار گھنٹے تک پانی میں بھگوئیں اور پھر خوب اچھی طرح دھو بیج  
میں چھوٹے ٹکڑے تک خشک کر لیں اور پھر اندر رکھیں۔ ہمیشہ یاد رکھئے گیہوں  
یا کوئی اور اناج جمع کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح خشک لیں اور پھر  
میں بھرنے سے پہلے کھیتوں میں خوب بھوسا جلائیں تاکہ اس میں بھوسا  
یا اور کیڑے مکوڑے ہوں وہ مرجائیں باقی دوسری بیماری کا ذکر  
پھر کریں گے۔ ہر فصل کی اپنی کوئی نہ کوئی بیماری ہوتی ہے جیسے  
ہر جانور کو ہوتی ہے۔ سرکار کے تجربہ کار افسر لوگ ہر وقت دیکھتے  
کرتے ہیں کہ کس طرح ان بیماریوں کی روک تھام کی جائے۔  
اور کیا علاج کیا جائے۔ ان میں سے بہت سی بیماریوں کو ہم جان  
گئے ہیں۔ اور بہت سی ایسی ہیں جنہیں انبک نہیں سمجھ سکتے آپ  
کے مکتوب کا کچھ روپیہ تو اس کام پر خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے ضرور  
پڑے پڑے ان افسروں سے مشورہ اور مدد نہ لیکر اپنے مکتوبوں  
روپیہ نہ ضائع ہونے دیں بلکہ جہاں تک ہو سکے۔ اپنے روپے نہ فائدہ  
اٹھایا کریں۔ علم سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

### اپنے دماغ سے کھیتی باڑی کا کام کرنا

جب ایک دفعہ اپنی کھیتی باڑی کا کام دماغ سے اور ہاتھوں  
سے کرنا شروع کر دیا تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ پُرانی فصلیں جو کہ آپ  
کے باپ دادا بویا کرتے تھے ہر صورت میں ہمیشہ اتنی اچھی نہیں ہوتیں  
اور نہ ان سے اتنا فائدہ ہوتا ہے ان کو بولنے کے لئے چاہے آپ فارم  
کے بیج ہی کیوں نہ استعمال کریں۔

نئی نئی، اور فائرس منڈ فصلیں تو ہمیشہ دریافت ہوتی رہتی  
ہیں اور آپ کو بھی ان کی تلاش رکھنی چاہئے۔ ان کی بابت تجربہ کار  
یعنی زراعت کے افسروں سے پوچھتے اور آزماتے رہنا چاہئے جب  
آپ کبھی شہروں کو جائیں تو دیکھا کریں کہ وہاں کون کون سا پھل  
جیزیاں فصلیں یا دوسری چیزیں بکتی ہیں۔ اور بھاؤ کیا ہے۔ جب  
کوئی چیز فائدہ مند اور کھف والی معلوم ہو تو اس کے بارے میں  
پوچھیں کہ میان اگلے سال یہ چیز اپنے کھیت میں بوسکتے ہیں یا  
نہیں۔ اپنی آنکھیں اور کان دیکھیں اور اسے طے  
معلوم کرتے رہیں جن سے آپ اپنی زمینوں سے زیادہ فائدہ اٹھائیں  
اور اپنی کھیتی باڑی سے کام لے کر دیکھیں بھی بنا سکیں۔

صوبیدار۔ مثلاً

سقراط۔ پھل اور سبزیاں تو ایک بات ہے، جو بالکل صاف  
ہے۔ اس کے علاوہ پھر برائی گنے کی کاشت ہے۔ برسم، مونگ پھلی



کہ تھوڑی سی برسات کے بعد کھیتوں پر جا کر میٹھیں ہی مرمت کیوں نہ ہو۔ ملائی کرنا، ڈھیلنا ڈھیلنا، یا کھاد کے گھوروں کی دیکھ بھال کرنا یا دیہاتی ماسٹریا کی مرمت ہی کرنا جو یا پھر کوئی صنعت ہی کیوں نہ ہو جیسے اون کا کام کرنا۔ شہد کی مکھیاں پالنا۔ پھلوں کو کھین کے ڈبوں میں بند کرنا۔ یا درگھو اچھا کسان ایک بہت مصروف خوش اور امن پسند آدمی ہوتا ہے۔

سقراط۔ جوانو! اب کھیتی باڑی کا بیان تو ختم ہو چکا ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا کہ بس جی اب تو ہم گھر جا کر دولت کما سکتے ہیں۔

ساتی۔ تو سقراط جی، تو پھر اس بات چیت اور بحث و مباحثہ کر کے وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔

سقراط۔ فائدہ؟ فائدہ تو بہت ہوا۔ دیکھو، اگر تم نے کان لگا کر یہ باتیں سنی ہیں اور بحث و مباحثہ میں حصہ لیا ہے، تو تم نے بہت سی باتیں سیکھ لی جو ابھی پہلی بات تو یہ ہے کہ کھیتی باڑی اناڑی اور رست آدمی کا کام نہیں۔ کھیتی باڑی کے لئے فضل علم اور لگاؤ کی ضرورت ہے۔

ساتی۔ ابھی خلیں حاصل کرنے کے لئے تم کو کتنے سیکھنا پڑنا چاہئے۔ مئی

نی باؤں کی تلاش میں رہنا چاہئے۔ چاہے وہ کتا ہیں پڑھنے سے حاصل ہو چاہے ریڈیو سننے سے، سیلون، ٹائیشوں میں جانے سے حاصل ہو یا پھر

سرکار کی اور غیر سرکاری فارموں میں جانے سے۔ تمہیں ہر وقت کھیتی باڑی کی کھوپڑی میں لگا رہنا چاہئے۔ زمینوں اور کھیتوں میں ہمیشہ کھنڈ

کچھ کام کرنے کو ہوتا ہے۔ اور اچھے کسان کو تو کبھی دم لینے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ یہ تو تم سیکھ چکے ہو کہ اکیلے اکیلے کام کرنے کے بجائے آپس میں مل جل کر کام کرنے سے، خاص کر امدادی انجینس بنانے سے بہت اچھی اچھی

فصلیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

دو دم یہ بھی سیکھ چکے ہو کہ اپنی زمینوں پر روپیہ لگانے سے بھی بہت اچھی

فصلیں حاصل کر سکتے ہو اور روپیہ حاصل کرنے کے لئے تمہیں چاہئے کہ کتنا

ہوسکے، خود بھی بچا بچا کر جمع کرو، اور اپنے گھر والوں سے بھی کہہ دو کہ اول

تو خرچ نہ کریں۔ اگر کریں بھی تو اچھے سویشیوں اور اچھے بیج اور اچھے اوزاروں

پر کریں، پھر اس چیز پر خرچ کریں جس کی سخت ضرورت ہے۔

منہ دوستان میں کھیتی باڑی کے دو بڑے ٹیڑھے سوال ہیں اور وہ ہیں

زمین اور پانی۔ تمہیں جتنا پانی مل سکتا ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ

فائدہ اٹھانے کے لئے بہت سی تاریخوں پر پوری طرح بحث و مباحثہ ہو چکا

ہے۔ اب رہی زمین، سواسکی بات یہ بات ہے کہ تمہیں اپنے کھیتوں کا استعمال

آرمی کرنا چاہئے تاکہ تمہارے سارے کھیت ایک جگہ ہوں۔ اور وہ ہزار

ہوں ان کے ارد گرد میدانیں بنی ہوئی ہوں جس سے پانی اور سطحی زرخیز

مٹی دونوں کی حفاظت ہو سکے۔

تمہیں چاہئے کہ محکمہ زراعت کے افسر سے بات چیت اور مشورہ کیا

کر دو۔ کہ اپنی زمین سے پانی روپیہ اور محنت سے زیادہ سے زیادہ

کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایک ایکو زمین، جس میں اچھی طرح کھیتی باڑی کی جائے، اس کوئی

ایکو زمین سے اچھی ہوتی ہے۔ جس میں کھیتی باڑی ٹھیک طریقے سے نہ

کی گئی ہو۔

میں اکیلا نہ خرید سکتا ہو، یا ایسی چیز ہو، جو ایک چھوٹے کھیت یا کھیتوں کے لئے خریدنے کے لئے لائق نہ ہو، اس سے بھی سارے مل کر اسی امداد یا پھر کے ذریعہ سے خریدو۔ امداد یا پھر ایک آپ کی زمینوں کی استعمال یعنی بڑے مفید ہوتے۔ بند باکر سیلاب وغیرہ کا پانی روکنے اور زمینوں حلوں کے بارے میں، جو باتیں بھی ہو گئی اس میں یہ ایک بڑے رہنمائی۔ غرض ہر کام میں امداد یا پھر ایک سے آپ آسانی سے بڑے فائدے مند کام کر سکتے ہیں۔

ساتی۔ اچھا صاحب کھیتیں باؤں پر تو اب بات چیت ختم ہو گئی نا،

سقراط۔ آخر میں، ایک بات اور ہے، اور وہ تم لوگوں میں سے

کے لئے ہے جس کے پاس تھوڑی تھوڑی زمینیں ہیں وہ یہ کہ

نبوں اور فصلوں کے بارے میں بہت سے ایسے کام ہیں جو کھیتی باڑی

تیں ہیں جن سے تمہاری آمدنی دگنی یا دگنی سے زیادہ ہو سکتی

ساتی۔ آپ کا مطلب کن چیزوں سے ہے سقراط جی۔

سقراط۔ بات یہ ہے کہ میں تم سبھیوں سے ان باتوں کا ذکر

تے ہوئے شرم کرتا ہوں۔ تم سبھی ہی کھدو کے جی نہیں یہ کام تو

ی حیثیت سے کرنا ہوا ہے۔ اس سے ہماری عزت جاتی نیکی

ہو ان نئی چیزوں کو اچھا بھی نہیں لگاتے۔

حوالہ دار۔ ہاں، ہاں، صاحب، عزت ہمارے لئے سب کچھ ہے

ن پھر بھی اس میں سے تھوڑی بہت باتیں تو بتائیں۔

سقراط۔ دیکھو بھائی مرغیاں بال کرانڈے بیچنا، شہد کی مکھیا

کر شہد بیچنا۔ ریشم کے کیڑے پالنا، لاکھ کا کام، ایسی جڑی بوٹی

نا، جو دو اونٹن میں کام آتی ہو۔ برش والے پودے لگانا، سبز پیل

بھل لگانا وغیرہ۔ تم لوگ پھل اور سبز پلوں کو بوتلوں اور ڈبوں میں

جی کر سکتے ہو۔ کئی قسم کے پودوں اور درختوں سے ریشم لے سکتے

اور ان میں سب سے بڑا کام شاید اون کا ہے۔ اس کے بنانے

تو یہ اون آپ ایک سیر چند اون میں بچا کرتے تھے۔ وہ میلی کھلی

بغیر چھٹی ہوئی ہوتی تھی۔ اگر تم اسے درجہ وار چھانٹ لو، صاف کر کے

لو، ایک ٹو۔ تو پھر تم اسی چیزوں کے کام میں لا سکتے ہو، کپڑے، پٹو،

وغیرہ، بنا سکتے ہو۔ جو لوگ اپنے علاقوں میں رہتے ہیں، جن کا کڑوا

ن بارش پر ہے۔ اور جب بارش نہ ہو تو وہ زمینوں تک بیکار رہتے

یہ لوگوں کے لئے اون کا کام بہت اچھی صنعت ہے۔ جس سے وہ

بڑے اٹھا سکتے ہیں۔

ساتی۔ صاحب، میرے خیال میں تو اب ہم میں سے بہت سے آدمی

یہ میں، جو یہ سب کام کرنے کو تیار ہیں کیونکہ ہم بہت ساری نئی چیزیں

یہ بنا چاہتے ہیں جو اس نئی آمدنی سے خرید سکیں گے۔

سقراط۔ ہم ان صنعتوں اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر پھر کبھی بات

ن کر سکیں گے۔ اب کھیتی باڑی کے کام کے بارے میں آخری اور سب سے بڑی

وری بات جو ہے یہ ہے محنت۔ جیسے کوئی نہ کوئی بنا کام موجود ہوتا ہے

سے آپ اپنے گھر اپنی زمین اپنا گاؤں بہتر بنا سکتے ہیں۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی

شہد مند کام ضرور ہوتا ہے چاہے وہ کتنا معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں تک

## سبز کھاد

کہ قدرت نے زمین کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے کیا ایک پیدا کی تھیں جن کو اب ہم نہیں چاہتے ہیں۔ زمین کی قوت رکھنے کے لئے قدرت نے یہ طریقہ رکھا تھا کہ جو پودہ جس جگہ پیدا ہو وہیں اس کی پتیاں گریں اور اس زمین کے مختلف اجزاء پھر شامل ہو جائیں جن سے وہ بنا تھا۔ ممکن ہوا یا کسی دوسرے باعث سے بعض اجزاء متفرق ہو جائیں ایک تو اس کا زیادہ افر نہیں پڑتا ہے دوسرے جس قدر اس کا جوڑک یوں ہو جاتا ہے کہ اگر کسی خاص پودے پر جو کسی طرح سے کچھ دوسرے گئے ہیں تو وہیں وسیلوں سے ملے بدلے میں دوسرے پودوں کے بعض اجزاء اس آجائیں تو توڑ زمینوں کی زرخیزی کا ایک باعث یہ بھی ہوتا ہے۔ اس میں انسانی بنائے ہوئے گرتے ہیں اور زمین سے پودوں کو کھینچ کر اپنے کام میں لاتی ہے۔ لیکن پھر بھی اسی مقام زمین پر مل جاتی ہے اور پھر دوسری فصل میں نے یا اسے اس کا جلوہ دکھلائی دیتا ہے اسی طرح زمین کے تہوں میں جو قدرت نے پودوں کی خورد آس کا خزانہ رکھا وہ رفتہ رفتہ ادا پر آتا جاتا ہے۔ اس طرح کے جگہ سبز کھیت بہت ہوں گے۔ جن پر مدت سے انسان کا سامنا پڑا ہے۔ لیکن اب اگر دلوں کا شت کی جائے تو نہایت فصلیں ہوں۔

یہ کھاد دینے کا مقصد عموماً یہ ہوتا ہے کہ زمین پودوں کی غذا الا اس کے جس قدر اجزاء نکالے گئے ہوں ان کا نقصان بہت تلافی کر دی جائے۔ اس کام کے لئے ذریعہ جو چیزیں جس مقدار میں زمین سے علیحدہ ہوں وہی کے ساتھ واپس کر دی جاویں اس سے نہ صرف یہ ہوگا پوری ہو جائے گی بلکہ سطح کے ذریعہ حصہ کی حالت پسندو جانگی۔ سبز کھاد میں یہ سب باتیں اعلیٰ درجہ پر پائی جاتی ہیں اس کے چند فوائد ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

- (۱) بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ قدرتی کھاد ہے۔ رو
  - (۲) اس میں خرچ بہت کم ہوتا ہے۔
  - (۳) بار برداری کی زمیوں سے نجات مل جاتی ہے۔
  - (۴) زمین کی طبعی حالت پر بہت کچھ اصلاح ہو جاتی اور نکلی ہوئی باتوں کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔
- کھاد کے استعمال سے ان زمینوں کی حالت بہت کچھ بہتر ہوتی ہے جو بہت بھاری یا بہت ہلکی ہوں۔ یا مدت سے کاشت نہ

جس صحاب کو کھیتی کے پیش سے تعلق ہے وہ اس بات کو ابھی صحت سے سمجھتے ہیں کہ زمین کے اندر قدرت نے قریب قریب ایک غیر محدود ذخیرہ پودوں کی خوراک کا رکھا ہے جو برابر ان کے کام آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی چارے ملک کا جاہل سے جاہل کسان یہ بھی سمجھتا ہے کہ کھاد کے استعمال سے زمین کی قوت پیداوار زیادہ ہو جاتی ہے اور ہم کو زیادہ ملنے لگتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کے مختلف اسباب اس کی سمجھ میں نہ آتے ہوں لیکن نتیجہ میں کسی کو شبہ نہیں رہتا۔

اب ہم اگر طور کے ساتھ دیکھیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ کھاد دینے سے عموماً یہ غرض ہوتی ہے کہ اس قدر پودوں کو غذا پہلی فصلوں کے کام آجائے اس کا کچھ حصہ زمین کو واپس کر دیا جائے۔ تاکہ زمین کی وہ حالت جو پہلے تھی پھر ہو جائے۔

اس بات کو ابھی طرح سے سمجھنے کیلئے فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پاس قریب قریب لا محدود دولت ہے جو برابر خرچ ہوتی رہتی ہے اس پر شک نہیں کہ اگر اس میں تھوڑی سی رقم نکلی گئی تو دیکھتے ہیں کہ کبھی معلوم ہوسکتی لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ واقعی کی ہوگی ہے اسی طرح مقوڑا مقوڑا اگر کے ہمیشہ خرچ ہوتا رہے گا تو کبھی نہ کبھی وہ دولت ختم ہو جاتی جو اس وقت بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے ختم ہو جائے گی ہم نے مانا کہ اگر بڑی دولت ہے تو اس کے ختم ہونے میں زیادہ عرصہ لگے گا لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کبھی ختم ہی نہ ہو۔ بالکل یہی حالت زمین کے اس غیر محدود ذخیرہ کی ہے۔ اس کو ہریانہ نجرانظرت نے پودوں کے کھانے کے لئے زمین میں دفن کر دیا ہے۔ پودوں کی خوراک اس قدر زیادہ ہے کہ ان کی احوال اس کے ختم ہونے کا بالکل اندیشہ نہیں ہے کیونکہ جہاں اس میں برابر خرچ ہوتا رہتا ہے وہاں کچھ نہ کچھ کسی شکل میں جمع ہوتا جاتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جن زمینوں پر عرصہ سے لگا تا کھیتی ہوتی چلی آتی ہے اور ان کو کھاد نہیں ملتی۔ ان کی شکل اس مزدور کے برابر کی طرح ہو جاتی ہے جو کام تو پورا کرتا ہو اور مزدوری صرف اس قدر پاتا ہو کہ اس کے پٹ تک ایک کوٹا ہی بھر سکے۔ ایسی زمینوں سے پیداوار اس وقت تک کم ہی ہوتی جائے گی جب تک کہ ان میں پھر پودوں کی خوراک پہنچانے کا معقول انتظام نہ کیا جائے۔

یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ قدرت کے طریقے ہم لوگوں کے معنوی قاعدوں سے ہمیشہ بہتر ہوتے ہیں مثلاً سورج میں جس قدر جھٹکا روشنی ہے اور جس کام میں آتی ہے اتنی کسی طرح کے قبل میں بہت دیکھیں میں نہ جگہ میں۔ اسی طرح سے ہمیں دیکھنا چاہیے

ملائی جائے۔ کیونکہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ فصل کی وہ حالت ان پھوٹے پھوٹے ٹیڑھوں کے لئے موافق ہو ورنہ کمپانڈ نائٹروجن یا تو ہار ہو یا شال ہو جائے گا یا پانی کے ساتھ بہا ہوا چلا جائیگا۔ غرضیکہ دونوں حالتوں میں کاشتکار اس سے نفع سے محروم ہے۔

سبز کھاد کے متعلق جس قدر تجربے ملے شہرتی میں ہونے ان میں سنٹی یا ڈھینچے کی فصل جو ت کر زمین میں مائی مائی چنانچہ وہاں کے جس کھیت میں پتہ ڈھینچہ بویا گیا تھا اس کی پیداوار میں کوئی کمی نہیں معلوم ہوئی لیکن ایک بات یہ بھی حق کہ ڈھینچے کا تخم بہت دیر میں بڑا گیا تھا اس لئے کھاد کی فصل کو جو ت کر زمین کے ساتھ ملائے میں بھی دیر ہوئی۔ گیہوں کے لئے بھی پر تاب گلدہ کے نام پر سبز کھاد کے پتے ہوتے اور ان کے تانچے عمدہ رہے مقابلہ کے لئے یہ کھیت میا بھی کھائی تھا جس میں کوئی کھاد نہیں دی تھی لیکن جو خیریت میں نہ تھی۔ ایک کھیت میں فی ایکڑ دوسو سو گوبر کی کھاد دی گئی۔ پیداوار کے تانچے ذیل میں دے جاتے ہیں۔

پیداوار	سنٹی کی سبز کھاد دینے سے	ڈھینچہ کی سبز کھاد دینے سے	سنٹی کی کھاد دینے سے
قرب ۳ من	قرب ۱۰ من	قرب ۹ من	قرب ۱۱ من

ان اعداد کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی گیہوں کی سبز کھاد سے بہت فائدہ ہوا اس لئے یہودیہ کھیت کی بہ نسبت کھیت کی پیداوار بہت زیادہ ہوئی۔ سنٹی کی سبز کھاد دینے سے اب ہم اگر اس کھیت کی پیداوار کو دیکھیں۔ میں دوسو سو گوبر کی کھاد دینی کی تھی تو ہر کو معلوم ہوگا کہ سنٹی پیداوار سب سے زیادہ ہے لیکن سبز کھاد کے مقابلہ میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی اثرات دونوں قسم کی کھاد کی قیمت اور ان کے استعمال کی دقت یا آسانی کا خیال کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اس خاص حالت میں سنٹی کی سبز کھاد زیادہ مفید ثابت ہوئی۔ لیکن یہ کچھ فرض نہیں ہے کہ جہاں سبز کھاد دیکھوں کے لئے دی جائے وہاں خود بخود اسی قدر پیداوار ہو۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قسم برائی اور کیفیت موسم کا اس معاملہ میں بڑا اثر پڑتا ہے اور خود از مفید المزارعین

سے کمرہ ہو گئی ہوں۔ بلوی زمینوں میں اور قسم کی کھاد بہت مشکل سے برہ کرتی ہے کیونکہ وہ اس قدر سہل ہوتی ہے کہ پانی میں کھل کھل کھانکے ملیدہ اجڑتے پیچھے چلے جاتے ہیں جہاں وہ پودوں کے کام کے نہیں آسکتے۔ اسی زمینوں کے لئے سبز کھاد جناس طور سے مفید ہے۔ دوسرے یہ ایک فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے نباتات کی وجہ سے جس میں بیشی اور قبوعلی آبادی ہے جس کی وجہ سے اس میں پانی ٹکر رہتا ہے جو پودوں کے لئے اس قدر ضروری چیز ہے۔ سب اس قسم کی سب میں جہاں کہ عمدہ کاشت ہوتی ہو یہ ضروری ہے کہ کھاد بہت ہی سوس کا پودوں کے لئے ضروری کوئی عام تخم نہ لگائیں ہے۔ سنٹی یہ اس سب سے دوسرے نباتاتی مادہ کو کھتے ہیں جو فلووڈا بہت ہر جہاں میں پایا جاتا ہے اور جس کی زیادہ ہونے کی وجہ سے کھاد کی تیریب کی زمین (گرینڈ) اس قدر قیمتی ہو جاتی ہیں۔ سبز کھاد سبز موسم بن جاتی ہے اس لئے کھاد ہر ہے کہ اس کی موجودگی سے تھو کو کس قدر نفع پہونچا سکتا ہے۔ خاصکر ان زمینوں کو جہاں اس قدر ضرورت ہے۔ بہت بھاری مٹی میں بھی سبز کھاد کے دینے سے حکم ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذرات نہایت قریب قریب ہوتے ہیں لہذا اسے اپنی کھاس میں دقت ہوتی ہے لیکن سبز کھاد کے ذریعے سے اس کے مساوات میں کھل جاتے ہیں اور زمین کا جس مزاج درجہ ناپ پر جاتا ہے۔

ہر جہاں پر یہ بات بھی لکھ دیئے گئے قابل ہے کہ سبز کھاد کا اثر ناہ کی زمین پر کیسا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ موسم کا بھی بہت بھلا پڑتا ہے۔ اب ہر مختصر طور پر ان فعلوں میں سے خیرند کا ذکر بھی کر رہیں جو سبز کھاد کے طور پر استعمال ہو سکتی ہیں اور اس سے ہے کہ کمپانڈ نائٹروجن اور جوا کا ایک تھوئیں مرکب (پودوں کے نمو کے لئے خاص طور سے ضروری ہے) یعنی ان قسم کے ٹیڑھوں سے حاصل ہوتا ہے جو پھلی دار جناس وغیرہ میں رہتے ہیں مثلاً چنا۔ ستر۔ سنٹی وغیرہ۔ اسی لئے اس سے ناہ اس خاص طرح سے سبز کھاد کے لئے ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان میں سے زیادہ ہوتی ہے جو پودوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ عمدہ آ سبز کھاد کے لئے عمدہ اپنی قسم کی اجناس منتخب کی جاتی ہیں قیمت کم ہو۔ اسی لئے غالباً سنٹی سب سے زیادہ اس کام کے لئے ہوتی ہے کہیں کہیں نیل کی فصل بھی سنا جاتا ہے کہ جو ت کر کھیت میں دینا گادینے کا رواج تھا۔ سبز کھاد دینے میں نہایت جو شکاری اور تکرر ضرورت ہے کہ کس دقت کھاد کی فصل جو ت کر کھیت میں

بادو

شمال اٹلی میں سینکڑوں یوگاکا قلعہ واقع ہے میدان جنگ میں کوڑے لگے بونے اٹلی نے اس قلعہ کو جنگل قیدیوں کا کیس بنا دیا۔ اس میں بہت سے بڑا پونہ والیسی، اترکین اور روسی افسر قید ہیں۔ بہت سے تو جنگ شروع ہونے کے وقت سے ہی یہاں قید ہیں۔ قلعہ کو باروں طرف بجلی کے گارڈوں سے گھیرا ہے جس سے قیدی اس گھیرے کے اندر گھوم پھر تو سکتے ہیں لیکن باہر نہیں نکل سکتے۔ جنگل قیدیوں کو کیس کی برکاری کی زندگی اتنی ذلیل اور پریشان کر دیا ہے کہ ان میں بہت سے تو اپنی بان پر کھیل کر کیس سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سینکڑوں یوگاکا کیس میں بھی اتحادی فوجوں کے چھ افسر رہے ہیں جنہوں نے کیس میں بھائی لیکن ان کی ایکم کی کامیابی کا سہارا روسی ہوا اور ان کے سب اس سے اس چالاک سے اطلاع دی افسروں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر اٹھا دیا۔ افسروں کو سامنے پر ہنپا دیا۔ اس کے افسانے کے واقعات سرکاری کاغذات سے انڈیکس کئے گئے ہیں اسے بڑھ کر تاریخین کو معلوم ہوگا کہ دشمن کے ملک طبر بھی اتحادی فوجی افسر کس حیرت انگیز بہادری کے مظاہرے کرتے ہیں۔

پھر دار اودھر سے گزر رہا تھا۔ دکان نے کہا کوئی کڑہ بڑی نہیں ہوگا  
 اٹھارہ مہینے سے میں اس اسکیم پر غور کرتا رہا ہوں۔ اس کے ایک  
 ایک پہلو پر میں نے خوب غور و خوض کر لیا۔ ہر ایک دشواری کا حل سوچ  
 لیا ہے۔ صرف آخری مح کے خوف سے ہی ہمارا کھیل بگڑ سکتا ہے۔  
 جب تم بھی ایسی جگہ میں ہماری طرح اتنے دلچسپ نہ ہو گئے تو تغییر  
 بھی ایسے اور کئی دنوں رکھنا معلوم ہو جائے گا۔

جیمنگ نے سر ہلادیا قید خانہ کو توڑنے والے ان فوجیوں میں سب یہ تسلیم کرتے تھے کہ وہ فرج زبانی اور جنوبی فرانس سے قطعی واقف ہیں۔ اس کے لئے اس کا دل جذبہ تفکر سے پُر تھا۔ اس نے کہا: اس کا سب انتظام معلوم نہیں تم میں اتنا صبر کمال سے آگیا۔ اپنے پائسلوں میں تم نے یہ سب سامان اتنے دنوں میں جمع کر لیا ہے ان کو چھپانے کا بھی انتظام کیا ہے؟

میں یہ دعوت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ جنگ کے بعد جو اس  
تعمیر کا ایک ہوگا اسے مصنوعی فریضوں اور بھانسنے والے رد و  
کاتہ کی مہموں کے بعد معلوم ہو سکے گا۔

تاہی ہوئی فوج کا ایک ہوا باز اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اس نے مکان سے کہا تم تک ایک نہایت ضروری بات کہنی ہے۔

جلی نے تار کے گھیرے کے قریب ایک برطانوی ہوا باز کھڑا تھا اس کی فوجی وردہ سی میل ہو گئی تھی۔ گوہ آپس کی جلی جو ٹیوں کی طرف اس کی نظر جمی ہوئی تھی۔ اس کے سچے جنگی قیدیوں کا ٹیپ تھا۔ شمالی اعلیٰ بہ ندرت پہاڑی قلعہ جنگی قیدیوں کا قید خانہ بنا ہوا تھا۔

قلمو کے اندر برطانوی، امریکن، فرانسیسی، پول اور روسی جنگی قیدی تھے۔ ان میں سے کچھ تو تین سال سے اس قلمو کے اندر زندگی گزار رہے تھے۔ ایک امریکن اسٹنٹ غروب آفتاب کے منظر سے بہ لطف اندوز ہوتا ہوا اتھاٹھل رہا تھا۔ یکایک وہ زک گیا۔

اس نے کہا : میں بھی آپ کے پاس تار کے قریب آسکتا ہوں  
 اس کی وردی ابھی زیادہ مینی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے  
 پر تازگی کے آثار نمایاں تھے۔ اس قید خانہ میں آئے ہوئے  
 اسی اٹھ تین ہی ماہ ہوئے تھے۔

برطانی ہوا باز نے فوراً گھوم کر اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا یہ تم جانتے ہو کہ بہت سے لوگوں سے بات چیت کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔

اس سے مایوس ہوتا پڑتا ہے۔ " امریکن افسر ہنگ نے کہا  
 بڑھاپا ہوا باز و اعوان نے فوراً اس سے خاموش کر دیا (طاہر)

اس فطری روی کو نہ جانتے ہی ہو۔ جیڑی ہوا باز جیڑی دنگ میں  
 انہوں کے ساتھ رہتا ہے۔ ہوشیہ ہوشوں کے ساتھ رہتا جھگڑا ہوا شور و  
 مچاتا رہتا ہے۔ ان کے اپنی کراڑ دھنکی لڑنے ہونے لگتا۔ وہ جیڑی  
 میں آگیا تھا۔ کہتا تھا کہ وہ بھی آج رات کو ہمارے ساتھ چلے گا۔  
 اگر یہ افسر کی نہیں تن نہیں۔ اس نے کہا: "یا خدا! تو اتنی  
 بات میں یہ نیا کل نکلا کر اسے اس کا علم کیونکر ہوا؟ تم جانتے ہو اسے  
 اتنا خفیہ رکھتے آ رہے ہیں اس نے اس سلسلے میں کیا کیسے؟  
 معلوم ہوتا ہے بات نہیں سے بیٹھ کئی بہت بجا رہا اس سے  
 یہ معلوم نہیں وہ کیا کیا کام پھر رہا ہو۔

برہان ہوا باز واکان اس کیپ کا سب سے پرانا قیدی تھا۔  
 سال سے وہ بھاگنے کی اسکیم میں بنا رہا تھا۔ اب اسے اپنی اس  
 اسکیم کی کامیابی کی توقع ہونے لگی تھی جس کے ایک ایک حصہ کو  
 اس نے اسی طرح نیا نیا احتیاط سے بنایا تھا جس طرح اس اپنی  
 لاد کے لئے کرتی ہے۔

اس کام کرنے کی خواہش۔ کھنے والے افراد کے نزدیک، جن نے  
 اس کی کام کرنے کو نہ ہوا اس اسکیم کی اسکیم انہیں پاگل پن سے بچنے  
 ایک ذریعہ ہوتی ہے۔ روسی افسر درونکو اسے اتنا ہونے لگی میں  
 پہلی نظر پڑے ہی، ان کو جیسے کاظم مار گیا ہو۔

روسی ہوا باز پستہ قد انسان تھا اس کے کال کی بیٹیاں اٹھی  
 لی تھیں۔ اس کے دانت سفید اور چمکدار تھے۔ اس کے بال  
 بے تھے اور اس کے سرور چہرہ سے مسکراہٹ شاید ہی کبھی دور  
 لی ہو۔ لیکن اگر یہ افسر کی مایوسی کا سبب وہ نہیں بلکہ اس کا  
 رہ تھا۔

دورینکو ایک کمرہ میں تنہا رہتا تھا۔ دروازہ پر پردہ پڑا  
 ہوا اور فرش پر ایک قیمتی دری بھی تھی۔ کمرہ میں چار پاؤں کی ایک  
 ہی سی چار پائی بھی ہوتی تھی جس پر سفید چادر پڑی تھی ایک مالکی  
 پر اٹاؤں کی شراب کی بوتلوں سے بھرا ایک کس رکھا تھا۔ کھڑکی کے  
 ایک تپائی رکھی تھی جس پر بڑھی کے اوزاروں کا ڈھیر لگا ہوا  
 تھا۔

یہ سب اوزار تھیں کہاں مل گئے۔

روسی افسر کے ہوں پر مسکراہٹ کھیل گئی۔ اس نے کہا۔  
 ناکام کرنے کے لئے مجھے ان اوزاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔  
 فوں نے پہلے مجھ سے بہت بحث کی، میں نے بھی ان کو خوب  
 بھائی آخر کار انہیں مجھے یہ اوزار دینے ہی پڑے لڑائی پر  
 کھدائی دیکھتے ہوتا۔ کتنی خوبصورت ہے؟  
 "آری، رتی، کیا کہیں تمہارے کمرے کی تلاش نہیں ہوتی؟"

مردہ کیوں نہیں۔ اور وہ سب دیکھتے بھی ہیں۔ مگر میں نہیں  
 چھپاؤں کیوں۔ جب انہوں نے ہی مجھے کام کرنے کے لئے سب  
 کچھ دیا ہے۔ کچھ دیر وہ مجھ سے بکواس کرتے ہیں میری انہیں  
 سمجھا رہا ہوں اور پھر وہ واپس سے جاتے ہیں۔ جیڑی۔ سب  
 باتیں چھوڑو۔ آج رات کو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اچھا؟  
 تم ہمارے ساتھ؟ کہاں؟

تو پھر وہی بہانہ بازی! میں پوچھتا ہوں اس سے  
 فائدہ؟ میں دورینکو ہوں مجھے سب معلوم ہے۔ جیڑی۔ میں  
 ان کے نام بتاتا ہوں۔

واکان نے اسے روکنے ہوئے کہا: "خدا کے لئے بہت  
 بولو۔ سو ہم نے یہ اسکیم بنانے میں بہت دن لگا دیے ہیں۔ اس کے  
 ایک ایک پہلو پر خوب اچھی طرح غور کر لیا ہے۔ ہم تمہیں اپنے  
 ساتھ لے سکتے ہیں لیکن آخر وقت میں رہا ہی اسکیم پڑنے جائے  
 مگر تمہیں اس کا علم کیوں کر ہوا؟"

روسی افسر نے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا: "آج دوپہر ہی کو نہ پوچھ  
 اس کا پتہ لگا اور کوئی نہیں جانتا لیکن دوست میں دیکھا۔  
 ساتھ آج جاؤں گا۔ ان بہادر داروں کو میں جانتا ہوں۔ جیڑی  
 میں میں نو سال تک لیپز کر رہا تھا۔ میں جرموں سے مضبوط  
 ان سے بھی اچھی جرم زبان بول سکتا ہوں سنو۔"

جب واکان کمرے سے باہر نکلا تو دورینکو بھی جھانکنے والے  
 کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ خود واکان  
 کی سمجھ میں نہیں آیا۔ ایسا حیرت انگیز انسان واکان نے بھی میں  
 دیکھا تھا۔ گویا وہ خود جادو جانتا ہو۔ دورینکو ایسے شخص کے ساتھ  
 آپکو ہمیشہ اپنے دماغ کو کریدنے رہتا پڑتا ہے کہ جو کچھ آپ دیکھتے  
 ہیں وہ سب صحیح ہے یا نہیں۔ اس نے اگر سب باتیں آسٹریٹ  
 افسر پر دوس سے کہیں۔

پروٹس نے کہا: "وہ سب گڑبگڑ کر دیے۔ دن پاگل ہے پاگل  
 پرے دار اس کے سامنے اٹھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں اور  
 اس کے پاس روپیہ ہے ایسا کبھی نہیں معلوم ہوتا۔ وہ اپنی باتوں  
 سے کسی کو کچھ بھی کرنے کو راضی کر سکتا ہے۔ اس نے اپنی باتوں  
 میں پھنسا لیا ہے اور دشواری یہ ہے کہ اس کا احساس  
 کر سکتے۔

واکان بڑی پریشانی محسوس کر رہا تھا۔ اس نے کہا: "میں  
 نہیں۔ اس نے جواب دیا۔ ہم خوار ہیں۔ اس نے کہا: "میں  
 اس رات کو رشتی بیٹے کے جانے کے لئے جاؤں گا۔  
 پر عمل ہونے لگا۔ اس نے کہا: "میں نہیں۔ اس نے کہا: "میں  
 نہیں۔ اس نے کہا: "میں نہیں۔ اس نے کہا: "میں نہیں۔"

روس چل جائے۔ ڈانک آدمی ہے۔  
انگریز افسر کا سر ہکا گیا۔ تم اپنے ساتھ ایک کبس اور  
لے چلنے کے لئے ایک سنٹری گولائے ہو؟ کون سی لڑکی ہے  
بڑی اچھی لڑکی ہے۔ سنٹری سے وہ میرے کپڑے صادر  
کرتی رہی ہے۔ بڑی ٹیف اور مہرور ہے۔ اب وہ میرے ساتھ  
جائے گی۔ سمجھے؟

اسی وقت انگریز افسر نے یہ تسلیم کر لیا کہ دورینکو ہی  
ہنگوڑی جماعت کا لیڈر ہے۔  
کیمپ کے باہر آئے پر وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے  
واگان پارٹی کے ساتھ رہا اور پہلے ہی موقع پر اس نے  
ہوشیاری دکھائی۔ درہ شائد ساری اسکیم پر اسی وقت پانی  
گیا ہونا۔ جب پہلی جماعت تاروں کو پار کر کے جھل میں چل  
تو ایک پہرہ دار کو شائد کچھ شبہ ہوا۔ واگان کی پارٹی اندھ  
میرنگھی تھی۔ سنٹری نے جیلنج دیا۔ دورینکو نے فوراً ہی ا  
بڑھک اس کا جواب دیا۔ ایک دھیمی سچچ اور پھر فو  
ہی کسی کے گرجے کی آواز سنائی دی۔ کسی نے اٹاٹوئی دیا  
میں پکارا۔

”کون ہے؟“ واگان نے پوچھا۔  
”آرٹسٹو ہے، بڑا اچھا آدمی ہے۔ اب ہم چلیں؟ دور  
جے جواب دیا۔

”ہم گاؤں کو تو نہیں چل رہے ہیں؟“  
”کیوں نہیں ضرور؟“  
”ہم نے اپنا راستہ طے کر رکھا ہے اور“  
”لے تم کچھ فکر نہ کرو۔ ہم پہلے گاؤں کو چلیں گے وہاں  
اپنی محبوبہ کو ساتھ لیں گے۔ موٹر بھی لوں گا اور پھر چل پڑیں  
یہ سب تم میرے اوپر چھوڑ دو۔“  
”تو تمھارے پاس موٹر بھی ہے؟“

میرے پاس سب کچھ ہے۔ میرے دوست، تم فکر نہ کرو  
اٹاٹوئی پہرہ دار کے ساتھ اتحادی افسروں کی جم  
روانہ ہوئی۔

شرک پر کھڑے ہوئے ایک پہرہ دار نے انھیں رو  
دورینکو نے فوراً ہی آگے بڑھ کر اسے ایک جرمن افسر کو  
کے لئے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اس نے آرٹسٹو  
کہا: ”لے چلو ان سو روٹی کو“ اور آرٹسٹو اتحادی فوجی  
کو لے کر آئے بڑھا۔ دورینکو دیا اس پہرہ دار کو گالی  
کے لئے ہی پیچھے رہ گیا ہو وہ لوگ آرٹسٹو کے ساتھ گاؤں پہ  
اس وقت تک دورینکو بھی انکے ساتھ آگیا۔ آرٹسٹو نے ا

لگے  
راہن کا رڈ وغیرہ بھی ضروری چیزوں کے ساتھ ان کا سامان بندھا  
ہو تیار تھا۔

ہفتوں پہلے جے ہوئے پٹا کو انھوں نے اپنی اپنی پارٹی پر اٹھا  
رہا۔ وہاں کے پاس تین کنبیاں تھیں جو تانے انھیں کھولتے تھے۔ ان  
نے اس نے کنبیوں کی آواز سن کر آئی تھی۔ ہاتھ میں ایک بیٹولی  
تاریج لئے ہوئے وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر دروازہ کی طرف چلا  
میرکسم، دروازہ کے اس نے اپنے تانے کو کھول لیا۔ دوسرا دروازہ  
پس کے اس حصہ کو دوسرے حصہ سے ملاتا تھا جس میں تین انھیں  
آگے دوسری پارٹی تھی۔ اس دروازے کے تانے کو بھی واگان نے  
آسانی سے کھول لیا۔ اندھیرے میں تین استھان کی وہ سری بائیں  
کا لیڈر آرٹسٹو اس افسر پر اس تھا واگان کی پارٹی سے لگا۔  
تیسرا اتالا قید خانہ کے باہر نکلے گا تھا۔ اس کے قریب ہی یہ وہاں  
کے رہنے کی جگہ تھی دوپہر، اس میں رات کو سو یا کرتے تھے اور  
ایک بیچ بیچ میں دروازہ پر گھوم گھوم کر پہرہ دیا کرتا تھا۔

”کام ختم ہے۔ وقت پر اور بدل کرنا تھا۔ کسی طرح نہ دیا ہونا  
محظراب تھا۔ واگان اپنے تھوڑی سی کام صد با بار کر چکا تھا۔  
اس وقت ہی اس کے ہاتھ جھوٹے نہیں پڑے۔

دو دروازہ ملا کسی آواز کے کھل گیا اور تین آدمی اتر کر اسے  
پہنچ گئے۔ کبھی یہ راستہ قلعہ کو گھیرنے والی نہ رہا ہو گا۔

تھوڑی دور پہ ایک اندھیرے مقام پر دیوار میں ایک  
”خبر رسالہ“ جیسے پھر اینٹوں سے اسی طرح ڈھک دیا گیا  
۔ اس میں وہ سب کچھ افسر اپنی آزادی حاصل کرتے گئے  
اس خبر پر جمع ہو گئے لیکن دورینکو ابھی نہیں آیا تھا۔

تین منٹ تک واگان اس کا انتظار کرتا رہا پھر اس نے  
ان افسر مینگ کو اینٹیں اکھاڑنے کے لئے کہا۔ سوراخ کر لیا  
دور دو آدمی دیوار پار بھی کر چکے تھے جبکہ نیچے سڑنگ میں کچھ آواز  
سنائی دی۔ انھیں اپنا کام روکنا پڑا۔ پیروں کی آہٹ سے  
خبر ہوا کہ ایک سے زیادہ آدمی آ رہے ہیں۔

اگر کی فوجی افسر نے ”ما“ یا خدا! یہ تو وہی دورینکو ہے۔  
”جے اپنے ایک پہرہ دار کے ساتھ آ رہا ہے“

واگان نے فوراً ہی حکم دیا۔ تم میں سے جتنے نکل سکیں فوراً  
۔ یحییٰ“ واگان کو پہلے یہ خیال ہوا کہ دورینکو نے سارا راز  
دیا ہے۔ وہ وہ لڑنے کو تیار ہو گیا لیکن دورینکو نے اسے  
رہنما کا اشارہ کیا۔

اس نے کہا: ”میرے آرٹسٹو میری محبوبہ کا بھائی ہم اسے اپنے  
باہر کو چلیں گے۔ آرٹسٹو میرے ساتھ میرا کبس لے چلے  
ن۔ یہ تمہارے لئے چل رہا ہے کہ وہ میرے ساتھ

ایک ہوٹل کا دروازہ بنا دیا تو وہ اس کے کیوارڈوں کو پیٹ کر گاؤں کو جانے لگا۔

امریکی افسر نے کہا: ”دوریکو خدا کے لئے ایسا نہ کرو۔ اس نے اسے قابو کر کے ہونے لگا۔ میری محبوبہ یہیں قائم ہو گئی ہے۔ وہ ارستو کی بہن ہے۔ ہوٹل کا مالک ارستو کا باپ ہے۔ ہوٹل کی مالکہ ارستو کی بہن۔“

ایک گھر کی کھلی۔ ان کے بات کرنے کے انداز سے ظاہر تھا کہ بہن اس رہائی کو اور اس کی ماں کو قطعی علم نہ تھا کہ آج رات میں دوریکو اپنی محبوبہ کو روس لے جائیگا۔ دوریکو نے کہا: ”ٹھیک ہے۔ اسے سوچنے دو کہ وہ آگے غرور جلو اب ایک کار تلافی کریں۔“

”اور ارستو؟ وہ کہاں ہے؟“ وہ کہیں کو لوٹ گیا۔ بڑا جھلا آدمی ہے۔ میں اسے کسی آفت میں گیس نہیں پڑنے دینا چاہتا۔ میں نے آفت واپس کر دیا۔ سب خفید ہوا ہے۔ جلو کا رخ لاؤ کریں۔

دوریکو گاؤں کے گھروں کی کھڑکیوں پر آواز لگاتا اور سہیلیاں دیتا کسی طرح گاؤں کے موڑ خانے کے دروازہ پر پہنچا۔ دوریکو نے اس کے مالک کو کچھ کہہ دیا جسے سن کر وہ گڑبگڑا اور یہ دیکھ کر کہ یہ کھڑے موڑ خانے کے مالک اور نیچے سڑک پر کھڑے دوریکو کے درمیان جھگڑا ہونے لگا۔

یہ سب کیا ہے؟ ہیننگ نے واگن سے پوچھا۔ آسٹریلین افسر پروس نے کہا: ”میں نے کہا تھا کہ یہ پاگل ہے۔“

واگن جیسے بہت ہی بوڑھا ہو گیا ہو۔ اُس نے کہا: ”اپنا ٹھکانہ امید ہے۔ اس جھگڑے کا تعلق ہمارے فراہ سے نہیں ہے۔“

ایک موڑ خانے کا دروازہ کھلتے دیکھ کر سب کی حیرت کی انتہا کی رہی دوریکو اور اٹھارویں دونوں باہم لگے۔ یا تو دونوں اس کے گالی گلوچ کر رہے تھے یا ایک پرانی ٹیکسی لاکر باہر کھڑی کر دی تھی۔ یہ سب لوگ اس پر ہنسنے لگے۔ بوڑھا موڑ کو ہوٹل کے دروازے لایا۔ اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ دوریکو نے اپنی محبت کا قصہ ان کے سارا معاملے کر لیا ہے۔

دوریکو ہوٹل کے دروازے پر پہنچ کر ٹھکڑی چلانے والے ہمارے اپنا بھونبھونایا دوریکو ہوٹل کے دروازے کو پھینکا اور امیرا فوراً پکار رہا تھا۔

ہیننگ نے کہا: ”آج رات ہی کو اس نے یہ محبت شروع کی ہے۔ جھلا اس لڑکی کے آنے کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔“

پروس نے جواب دیا: ”میں جی وہ دیکھو وہ اپنا سامان لئے

آ رہی ہے۔“

دوریکو نے اس کو پیاد کیا اور اسے موڑ پر بٹھا دیا۔ اس کا سامان اس نے ٹیکسی کی چھت پر پھینک دیا اور ڈرائیور سے ہوا اسے موڑے اٹالین سورنومیا دیکھ رہا ہے۔

پھر انی شروع ہو گئی۔ ڈرائیور موڑ سے اتر پڑا۔ دوریکو بھی اس کو بڑا بھلا کہتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔

امریکن نے کہا: ”بھئی میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہاں کے لوگوں کی نیند غضب کی ہے۔“

کسی طرح جھگڑا ختم ہوا تو دونوں آکریسی پر بیٹھ گئے۔ دوریکو نے کہا: ”ٹھیک اب چلو۔“

ڈرائیور نے موڑ اشارت کی۔ ہینڈ فٹ موڑ آگے بڑھی ہو گئی کہ اس نے پوچھا: ”کہاں چلنا ہو گا جناب؟“

دوریکو گائے لگا تھا۔ گانا بند کر کے بولا: ”کہاں؟ اسے کہیں بھی چلوات سہانی ہے ہاڑوں کی طرف چلو اسمنہ کی طرف چلو یا جنگل کی طرف چلو۔“

واگن نے آگے جھک کر آہستہ سے اس سے کہا: ”وینٹالا۔“ دوریکو نے ڈرائیور سے کہہ دیا: ”وینٹالا۔“

سڑک کی خاموشی کو چیرتی ہوئی ٹیکسی آگے بڑھی کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ میل کے ایک پتھر کے بعد دورا اٹا اور چلا گیا۔ واگن دل میں سوچ رہا تھا کہ اتنے ہنگامے بچا کر شاید ہی کبھی کوئی قیدی بھاگا ہو۔

دوریکو اپنی محبوبہ کے کچلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے بلند آواز میں گارہا تھا۔ اس کے اور ڈرائیور کے درمیان ایک بوتل رڑا کر رہی تھی۔

واگن نے اسے پکار کر کہا: ”دوریکو، اس سے پوچھو اگر اس کے پاس کافی تیل ہو تو ہمیں یوگیا نو سے ساحل منہ ٹھک پہنچا دے۔“

یہ ایک زبردست غلطی ہوئی تھی۔ واگن نے فوراً ہی اپنی غلطی محسوس کی۔ دوریکو نے ڈرائیور سے اس طرح سوال کیا کہ اسے غصہ آ گیا۔ فوراً ہی پرسکون فضا جھگڑے میں بدل گئی جب جھگڑا ختم ہو گیا تو واگن نے پوچھا: ”کیا کہہ رہا ہے؟“

”سب ٹھیک ہے۔“ وہ ہمیں یہ ساحل پر پہنچا دے گا۔“ یہ کہتا ہے کہ یہ ہمیں پولیس اسٹیشن سے جانے گا کہتا ہے کہ یہ ہمارا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ یہی طے رہا۔

ٹیکسی بہت تیزی سے چلی جا رہی تھی۔ اس پر سے کود پڑنا بھی ناممکن تھا۔ ٹیکسی آکر پولیس بیرک کے سامنے کھڑی ہو گئی۔



اٹھائی نورانی ہی ہرک کے اندر چلا۔ فتنہ میں ابلتا ہوا دورنگی بھی نیچے اتر  
گرا اس کی طرف چوٹا۔ پہرہ پر کھڑا ہوا سپاہی چونک اٹھا اس نے اپنی  
بندوق کی ٹٹی ان دونوں کی طرف کر دی۔

امریکن نے کہا: "اب مشکل ہوئی۔" جھلا پوچھو: اس کو اس پورے  
کو اس طرح بے عزت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟  
"اس سے کیا ہوتا ہے؟ پروہ س نے کہا۔

وہ ٹیکسی میں بیٹھے رہے ایک ایک لکھ ان کا ایک ایک زمانہ  
کی طرح گزر رہا تھا۔ یکا یک دروازہ کھلا اور دورنگی کو باہر نکلا۔  
اس کے پیچھے ایک اٹھائی افسر تھا۔ دورنگی اگر ٹیکسی پر بیٹھ گیا۔  
افسر نے اس کو سلام کیا اور دورنگی نے ٹیکسی اشارت کر دی۔  
"یا خدا" دکان کے منہ سے حیرت کے ساتھ نکلا۔

"تم نے ان گمے ساتھ کیا لیا؟" امریکن نے پوچھا۔  
"میں نے آرمے میں نے اس سوز کو حالات میں بند کر دیا۔"  
دورنگی نے جواب دیا۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا ایک ہاتھ اٹھائی رک کی  
میں کھانسی کئے ہوئے موٹر چلا رہا تھا۔

طلوع آفتاب کے قبل ٹیکسی کا تیل ختم ہو گیا اسے ڈھکیلا  
ایک ادبچی پہاڑی پر سے جایا گیا۔ دورنگی کا ارادہ اس سے  
کوئی فائدہ اٹھانے کا تھا۔ ڈھال کے نیچے بھر۔ دم نظر آ رہا  
سب لوگ ٹیکسی پر سے اتر پڑے۔ دورنگی اور اس کی

سب سے رخصت ہو کر موٹر پر بیٹھ گئے اور موٹر پہاڑی ڈھا  
سڑک پر ٹیکسی کی طرف پھسل چلی۔ اس کے ساتھی دہاں کھڑے۔  
ہوئے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ جب موٹر سڑک کے موڑ پر پہنچ  
تو دورنگی نے ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا  
دکان اور اس کے دو ساتھی جلد ہی انگلیں ہینچ  
لیکن روسی جادوگر دورنگی کو کیا ہوا اس کا ابھی تک کو  
پتہ نہ لگ سکا۔

## دیرا کاروان

ازبکستان فیو انڈ جھا۔ بی ایس۔ ای۔ اے۔ جی (پروفیسر)

ملائیٹیوں کو بغیر کسی نگرانی کے کھلا چھوڑ دینا۔ ایراکھلاتا ہے۔ اس سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان کا اس مضمون میں فاضل مضمون لکھ  
نے بہت سوغرا انداز میں ذکر کیا ہے؟

ہندوستان ایک ذراعت پیشہ ملک ہے۔ تقریباً ۹۰ فیصدی  
باشندگان ملک کا ذریعہ معاش کھیتی ہے ذراعت پیشہ ملک ہوتے  
ہوئے بھی یہاں کھیتی کے ذرائع کی بہت کمی ہے جس کے باعث  
ذراعت کی ترقی نہیں ہونے پاتی۔ آبپاشی کے ذرائع بہت کم ہیں  
اس لیے قدرت کی مہربانی پر ہی کھیتی کا انحصار رہتا ہے۔ اس لیے  
کسانوں کو قدرت کے متعلق معلومات رکھنا ضروری ہے متواتر  
کئی سال سے بارش کی کمی کی شکایت ہے جس کے نتیجے کے طور پر غد کی  
کمی سی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے کوسنے کوٹنے میں پنج بچا۔ بچ  
رہی ہے۔ لوگ عموماً قدرت پر الزام لگاتے ہیں لیکن میرا ذاتی  
تجربہ ہے کہ اس ملک میں سماجی برائیوں کا بھی فہرہ دست ہاتھ ہے  
اور جس کی وجہ سے لوگ بریلیان ہو رہے ہیں ان برائیوں میں  
سے ایک بڑائی کا میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب سمجھتا  
ہوں۔ امید کہ ہندوستان کے خصوصاً ان حصوں کے زمیندار  
اور کاشتکار جہاں ان برائیوں کا زور ہے اس پر غور کریں گے  
اور اگر نقصان دہ ثابت ہو تو اسے روکنے کی کوششیں کریں گے۔

ہندوستان میں لوگ عموماً زیادہ زمین دیکھتے ہیں اور  
برائیوں کو دیکھنے کا ابھی کافی رواج ہے۔ فصل بیج جب کست جاتی  
ہے یا کبھی کبھی جب کچھ باقی بھی رہ جاتی ہے تو عام طور پر اس سڑک  
کے سبھی لوگ اپنے اپنے مویشی چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ مویشی خواہ کبھی  
جائیں خواہ کچھ بھی نقصان پہنچائیں اس کا خیال نہیں رکھا جاتا بہ  
سے مویشی غائب ہو جاتے ہیں بہتوں کو چورچا لیتے ہیں، بیشتر  
دفعہ کے نہ ملنے سے مرجاتے ہیں۔ کتنی قابل رحم حالت ان غریب  
مویشیوں کی ہو جاتی ہے؟ اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے  
جن کو یہ دیکھنے کا موقع ملا ہو۔

اس طرح مویشیوں کو آزاد چھوڑنے کو ایراکھلاتے ہیں نفا  
ایر اسیر خیال کیا کوئی ادبی لفظ نہیں ہے بلکہ مقامی مذہبی لفظ ہے اسکا مطلب  
سمجھا جاتا ہے مویشیوں کو بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دینا۔ ماریج باز  
کے چھوٹے ہوئے مویشی اگست یا ستمبر میں جمع کئے جاتے ہیں۔ ان  
دقت مالکوں کو معلوم ہوتا ہے کہ کتنے مویشی مرے یا چور کی جلا  
سے بچے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلی فصلیں مثلاً سانواں کا کسو  
جوار باجرا، اور سنہری ترکاریاں نہیں بولی جاسکتیں کیونکہ  
مویشی انہیں کھا لیتے ہیں۔ خصوصاً برہمن اور پھریوں کا اس پر  
زیادہ ہاتھ رہتا ہے۔ کھیتی کے کام پر ہی دنیا کی زندگی کا دارومدار

پھر بھی یہ کام معمول سمجھا جاتا ہے کہ جو مندرجہ میں برہمنوں کے ذریعہ  
معاشرے کے بارے میں لکھا ہے کہ دس ذریعوں سے روزی کمائی  
جاتی ہے اس میں ملازمت اور مزدوری تجارت کے ساتھ کھیتی اور  
بھیک وغیرہ سب آگئے ہیں۔

دھرم شاستروں میں روزی کے سوال کو لے کر برہمنوں کے  
لئے لکھا ہے کہ گنیمہ کرانا، پڑھانا اور اچھے آدمیوں سے دان یا  
خیرات لینا یہ تینوں باتیں آج کل جھوٹ دی گئی ہیں۔ موجودہ زمانہ  
میں تو ماننا پڑے گا کہ زراعت ہی ہندوستانیوں کے لئے سب سے  
بڑا ذریعہ معاش ہے۔ لوگ وہ یہ میں بھی کھیتی کرنے کا ایشور کی طرف  
سے حکم موجود ہے۔ پھر وید میں تو بھی جو سننے کا حکم مل گیا ان اور کھیتی  
باری کے متعلق سچی باتوں کا بیان درج ہے۔ دیگر ہندو شاستروں  
میں بھی برہمنوں کے لئے کھیتی کرنے کا حکم آیا ہے۔ ہمارے جو برہمن  
بھائی کھیتی سے گریز کرتے ہیں وہ برائے کرم وید منتروں کا مطالعہ  
کریں۔ وید جس کام کے لئے حکم دیتا ہے اس کی مخالفت کرنا برہمنوں  
کے لئے زیبا نہیں۔ ایسا ہوتے ہوئے بھی آجکل برہمن جیتے ہی اسے  
برعکس چلنے کو تیار ہیں جو لوگ اپنے کو سماج میں زیادہ ترقی یافتہ  
سمجھتے ہیں وہ ان کو چھوٹا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ ملازموں پر ہی ان کا  
دار و مدار رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جن کے پاس  
لوگر نہیں ہیں۔ اس کا سبب غریبی ہے وہ لوگ کافی مزدوری نہیں  
دے سکتے اس لئے سبب بارش ہو جاتی ہے تو آدمیوں کو تلاش  
کرتے ہیں اور اگر کچھ عرصہ کے لئے ملازم مل گیا تب تو غنیمت ہی  
ہے ورنہ سماج کے ترقی شدہ کا بلا لئے ہوئے اپنی قسمت پر بیٹھے  
روئے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ دوسرے کی ترقی کہاں دیکھ سکتے  
ہیں ایسے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت زمیندار  
کا شغف کاری کو ہاتھ میں لے کر وید کے احکام پر عمل کریں۔

اتنا ہی نہیں جب دوچار بار پانی برس جاتا ہے تو لوگ  
اپنے اپنے گھروں کی مرمت شروع کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا  
کہ وہ وقت کا بیچھا نہیں کرنا چاہتے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ وقت  
ان کا بیچھا کرے۔

اٹھ سال میں خود دیہات میں تھا اور میں نے دیکھا کہ  
۵۰ روز متواتر بارش ہونے پر بھی ہل چلنا شروع نہیں کیا

میں۔ مگر یہ کہانی کی کچھ بھی اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ کسی بھی وقت  
میں کھیت بنے یا نہ بنے اس میں جو تائی کر کے بیج جھوڑ دیئے تھے  
ہی کھیتی کا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں جو فائدہ ہے اگر وقت  
کا خود بیچھا کریں تو میرے خیال میں ایسا موقع نہیں آسکتا کہ

کچھ بھی پیدا نہ ہو۔

جو پورے پورے زمیندار ہیں ان کو تو گویا کھیتی سے کچھ مطلب  
ہی نہیں ہے۔ صرف لگان وصول کر لینا ہی زمیندار کی نشان  
سمجھی جاتی ہے اگر ایسے پاک کام کو زمیندار لوگ انہیں تو یہ  
ناممکن نہیں کہ ملک کی اصلاح ہو جائے۔ میرے پرگنہ بارہویں  
جہاں مذکورہ رواج کا بہت زور ہے کبھی بڑے بڑے زمیندار  
میں لیکن انہوں نے کھیتی کی ترقی پر کچھ بھی توجہ نہیں دیتے  
ایشور کی کہانے ذرائع موجود ہیں لیکن ان کا استعمال نہیں  
کرتے۔ کیا ہم امید کریں کہ برہمنوں کے ایسے لوگ کھیتی کی اصلاح  
کرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ خود اور پرگنہ کے لوگوں کی بھلائی  
ہوگی۔ اگر بڑے بڑے لوگ فارمنگ کرنا شروع کر دیں تو وہ ایک  
نمونہ ہوں گے اور عوام میں ان کی کافی اشاعت ہوتی ہے۔  
مثلاً میں نے بڑے لوگ جو کرتے ہیں اس کی تقلید کی جاتی  
ہے زراعت کو ترقی دینے میں سماجی برائیوں کو دور کرنا بھی  
اتنا ہی ضروری ہے جتنا ترقی شدہ کھیتی کرنے کی عادت ڈالنا  
اس قسم کی بہت سی برائیاں بھری پڑی ہیں جن کا سبب دیہات  
ہی کو سمجھا جاسکتا ہے۔

امر کہ وغیرہ تاکہ علم الزراعة میں اتنی ترقی کر سکے ہیں کہ انہوں  
نے قدرت بھی کچھ مدد تک پائی ہے مثلاً نقل بادل بنا کر پانی برسا لینا  
وغیرہ۔ چنانچہ ہر ایک ہندوستانی کا یہ فرض ہے کہ سماجی خرابیوں کو  
جلد اوجھڑ دو کر دے اور اس طرح ملک کو خوشحال بنائے  
حکومت نے بھی کھیتی کی ترقی کے لئے ایک الگ محکمہ کھول رکھا ہے  
جس کی معرفت کھیتی کے کاموں میں مدد ملتی ہے موجودہ  
زمانہ میں زیادہ غلہ پیدا کرو، نامی ایک تحریک جاری ہوئی ہے جس  
کے لئے باندھ جانے والے انسانوں کو کھودنے وغیرہ میں مدد ملتی ہے  
امید ہے کہ کسان طبقہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے گا اور انہوں  
کے رواج کو ختم کر دے گا۔

## دیہاتی صنعت و حرفت

(مشاکر راج نرائن سنگھ)

ہیں۔ ہم ان باتوں کو جاننے ہوئے بھی اس طرف سے غافل رہتے ہیں۔ تیل کے کام کو عموماً تیل ہی کرتے ہیں۔ کہیں کہیں تو آج بھی مشین کے ذریعے نکالے ہوئے تیل کو دستی قیمت میں خرید کر کوھو سے نکالے ہوئے تیل کے ساتھ ملا کر ان لوگوں نے خریداروں کو بڑھن کر کے اپنی تجارت کو نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے یہاں تجارت میں سچائی کی کمی کے باعث ہی یہ حالت ہوئی ہے۔ لیکن تجارت میں صداقت اور ایمانداری ہی اس کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔

ہمارے بھولے بھالے کسان بھی اب سچائی کا راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کر کے خود تکلیفوں کو دعوت دیتے ہیں۔ آج جنگ کے باعث مٹی کے تیل کی کمی ہو جانے پر سرسوں وغیرہ کے تیلوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور مذکورہ نیم مردہ تجارت کی کاڈ ترقی ہوئی ہے۔ اگر سچائی کے ساتھ اس تجارت کو ترقی دی جائے تو ہمارے دیہاتی بھائی اپنی آمدنی میں قابل قدر اضافہ کر سکتے!

### گرہ اور شکر بنانا

اس صنعت کو کامیاب بنانے کے لئے متوازن کسانوں کا تعاون ضروری ہے۔ آج بھی کہیں کہیں ہاتھ سے شکر بنا کر فروخت کی جا رہا ہے مگر مشینوں کی کثرت نے اس تجارت کو بھی قریب قریب بند کر دیا ہے۔ لیکن کسانوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہاتھ کی بنی ہوئی کی مانگ آج بھی ملک میں کم نہیں ہے۔ ہاتھ کی بنی شکر مشینوں کی بنی ہوئی شکر کی نسبت اچھی ہوتی ہے موجودہ مشکل حالات پر ایک پادھنی کے لئے محتاج ہندوستانی عوام کو اس طرح روشنائی یا کنٹرول کی دوکانوں پر خواب میں بھی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اگر یہ دیہاتی صنعتیں مر نہ گئی ہوتیں۔

عمرہ کی صنعت تو بغیر کسی مددگار کے بھی شروع کی جاسکتی ہے۔ اسلئے اہل دیہات کو نئے کی کاشت زیادہ بڑھانی چاہئے۔ لیکن کوھو میں ابھی مزید اصلاح کی گنجائش ہے کیونکہ ابھی ج کوھو کام میں لائے جاتے ہیں ان سے نئے (ایکھ) کا پودا نہ نہیں نکل پاتا اور بہت سارے مفت صنایع ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو حکومت کا امداد ششک طریقہ پر بتانے کے لئے ضروری ہے لیکن کسانوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔

### کڑوی کی صنعت

چھوٹا ناگپور کے جگلوں میں اچھے اچھے اور کانی موٹے دھتورا

ہندوستان میں مویشیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ غالباً اس لئے گوشت اور چربی کے لئے بہت سے مویشی مارے بھی جاتے ہیں۔ یہاں سے کر دھروں روپے کا کچا مال مالک غیر چھوٹا جاتا ہے۔ کھال کسانے میں چھل اور دھنوں کی چھالیں کام میں آتی ہیں وہ بھی اس ملک میں اذات سے ملتی ہیں لیکن آئی کا گاڈوں کا رہنے والا چار اس صنعت کو بھول سا گیا ہے۔ وہ پروہ کسانے کا کام زیادہ تر آب کارخانوں میں ہوتا ہے۔ اگر اس صنعت کو فروغ دیا جائے تو بہت سے دیہاتیوں کو باخصوص چاروں کو کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس صنعت کے ساتھ ہی ساتھ بڑیوں کو جمع کر کے فصلوں کو بھی فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے۔ بڑیوں سے اچھی کھاد بنائی جاسکتی ہے۔ نئے عدا وہ غیر مالک کی طرح بڑیوں سے بہت سی چیزیں مثلاً چاقو کے دستے، ڈنڈی وغیرہ بھی تیار کی جاسکتی ہیں۔ ڈھوروں (مویشیوں) کی بڑیوں کو چھ دیہات میں ادھر ادھر کا پیڑی پڑی ہیں اگر جمع کیا جائے تو تو کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔ رسی کی بٹائی تو عموماً سبھی دیہاتی جانتے ہی ہیں اسلئے مذکورہ کاموں کو متعدد کے ساتھ خاص طور سے کرنے سے آمدنی کا اچھا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

یہاں کے جنگلوں میں سائے گھاس، کئی قسموں کے درختوں کی چھال اور مرادہ کو کام میں لایا جاسکتا ہے۔ کسان اپنے کھیت کی منڈیر مرادہ کو ناکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں ایک تو مرادہ کے نکالنے سے مویشیوں سے کھیت کی حفاظت ہو جائیگی دوسرے اس کے ریشوں سے اچھی اور مضبوط رسیاں تیار کی جاسکتی ہیں۔ اس صنعت کو ہر ایک قوم کا کسان آسانی سے کر سکتا ہے۔

کھجور اور تار کے پتوں سے اچھی چٹائیاں تیار کی جاسکتی ہیں۔ دیہاتی عورتیں ان کاموں کو آسانی کے ساتھ کر سکتی ہیں۔ چھوٹا ناگپور کے جنگلوں میں بانس کی افزاد کا سب کو علم ہے اسلئے اس کے ذریعے ٹوکریاں اور چٹائیاں بھی آسانی سے تیار کر کے آمدنی کا خاص ذریعہ بڑھایا جاسکتا ہے۔

### تیل پیرنا

ملہن کو پیر کر تیل نکالنے کا کام زیادہ قدیم سے دیہات میں ہوتا آیا ہے لیکن کارخانوں کے ذریعے کم لاگت اور محنت میں تیل نکالنے کے موجودہ طریقہ نے مذکورہ صنعت کو نیم مردہ کر دیا ہے۔ یہ تو اپنی بات ہے کہ شہر والے اور قبیلوں کے باشندے آج بھی کوھو سے نکالے ہوئے تیل کو نظر انداز کرتے ہیں۔ مذکورہ تیل کے لئے وہ ترستے ہی رہتے

اگر ان لکڑیوں سے کھیل کے سامان، کرسی، الماری وغیرہ چیزیں پیش کی جائیں تو اچھی آمدنی ہو سکتی ہے۔

ان صنعتوں کے علاوہ جنگلوں سے جڑی بوٹیوں کی تجارت، کھانا تیار کرنے کی صنعت، بڑی کے پتوں (ہندو) کی تجارت، لکھ کی کاشت اور جنگل جانوروں کی کھال اور سینگ وغیرہ کی تجارت بھی آسانی کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔

رہنما

مکی تو ہے ہی نہیں۔ لیکن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر صوبہ کے انہوں کے علاوہ ہمارے دیہاتی بھائی اس صنعت کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ ان کا تعلق ان لکڑیوں سے اندھن اور گھر گھر ہستی دیگر کاموں کے علاوہ تجارتی نقطہ نظر سے بالکل ہی نہیں ہے۔

سبب ہے کہ اس صوبہ میں صنعت کے ساتھ پنجابی لوگ کفایت، ساتھ جنگلوں کو خرید کر تجارت کے ذریعے سرمایہ دار بننے چلے جاتے ہیں۔

گاؤں کے بڑھئی بھی ان لکڑیوں کا استعمال نہیں کرنا چاہتے۔

## کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے دھان کی کاشت بڑھانے کی اسکیم

(ازپنڈت منی شنکر مشر، ریسرچر فیض آباد)

زیادہ تر سی نمبر ۶۴ کا بیج خریدایا گیا ہے۔ حالانکہ تھوڑی مقدار میں دوسری قسم کے بیج بھی خریدے گئے ہیں۔

(مرزا پور میں سوسائٹیوں کی معرفت تقریباً ساڑھے پچیس ہزار من دھان (دیر میں تیار ہونے والا) خریدا گیا۔ گذشتہ سال جو بیج بڑھا تھا اس کی سوائی ملا کر اس ضلع میں تقریباً ۴۰ ہزار من کا اشاک موجود ہے۔

اس بیج کو تقسیم کرنے میں بھی کوآپریٹو سوسائٹیوں کا کافی حصہ رہے گا۔ جن رقبوں میں سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں وہاں محکمہ زراعت کے قلمداد میں ان سوسائٹیوں یا یونینوں کو بیج دیئے گئے اور سوسائٹیاں اس بیج کو اگلی فصل پر ۱۰ فیصد سود کے ساتھ واپس کر دیں گی۔ سوسائٹیاں اپنے ممبروں کو سوائی (۱۵ فیصدی) پر بیج دیں گی اور ۵ فیصدی کے فرق سے اپنا خرچہ کرینگیں۔

فی الحال ان موانعات پر زیادہ توجہ دیکھائی گئی جہاں آبپاشی کی کافی سہولتیں ہوں۔ بیج تقسیم کرتے وقت نہری علاقوں یا تھیں سطح والے دیہات اور جھیل کے کنارے کے موانعات کو زیادہ ترجیح دیکھائی گئی۔

صرف بیج تقسیم کر دینے سے ہی کسان کی کل مشکلات رفع نہیں ہو جائیں گی۔ اس کی پیداوار کو مناسب قیمت پر خریدنے اور دھان کی کھیتی کے متعلق اخراجات کو پورا کرنے کے لئے قرض جتیا کرنے کا کام بھی سوسائٹیاں کرینگیں۔ علاوہ اس کے بیج کی نسل کو قائم رکھنے اور دھان کی بیاری کی روک تھام کا کام بھی کیا جا رہا ہے۔

بنگال اور بہار کے بعد مشرقی یوپی دھان کی پیداوار کا سب سے ارقبہ ہے۔ اس کے محکمہ زراعت نے کنوار اور انگن میں تیار ہونے والے دھان کے کئی عمدہ قسم کے بیج تیار کر کے تجربے کئے ہیں۔ فی الحال مرزا پور، پر تاپ گڑھ اور فیض آباد کے اضلاع میں ان بیجوں کو تقسیم کرنے اور دھان کی کھیتی کو ترقی دینے کی پوری کوشش جاری ہے۔

کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے سے دھان کی خرید و بیج تقسیم کرنے کا کام بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جن مان پیدا کرنے والے دیہات میں سوسائٹیاں نہیں تھیں وہاں سوسائٹیاں (دیہاتی بنگ) بنائی گئیں اور بنائی جا رہی ہیں۔ اس سال گورنمنٹ نے کافی بڑے قعدا میں دھان کا بیج بے ادے اور تقسیم کرنے کا ارادہ کیا۔ محکمہ زراعت کے ملازمین کی رفت و آتی بیج نہیں خریدا جاسکتا تھا لہذا کوآپریٹو سوسائٹیوں کو آپریٹو مارکیٹنگ یونینوں کی معرفت بیج خریدنا طے ہوا۔

داموں کا کرایہ، منیوں والے داروں کی تنخواہ وغیرہ اخراجات سے کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے گورنمنٹ کی منظوری سے سوسائٹیوں کو ۲ پیسے فی روپے کمیشن (آدھت خرچ) دیا۔ کمیشن سے سوسائٹیوں نے اپنا خرچ پورا کر لیا۔ (پر تاپ گڑھ) طان پور، فیض آباد اضلاع میں تقریباً ساڑھے ستر ہزار من کنواری مان سوسائٹیوں کی معرفت خریدا گیا اور تقریباً ۵ ہزار من گذشتہ ل کے تقسیم کئے ہوئے بیجوں کی سوائی وصول ہوئی۔ ان اضلاع، تقریباً ۲۲ ہزار من کا اشاک بیج تقسیم کرنے کے لئے تیار ہے، اضلاع میں زیادہ تر کنواری دھان ہوتا ہے۔ جڑھن کم ہوتا ہے۔

# کاشتکاری کی گردش

اول قسم کے پودوں کی جڑیں مسا کر اور بیان کیا گیا ہے زمین میں زیادہ گہری نہیں جاتیں بلکہ اوپر ہی پھول کی شکل کی ہوتی ہیں اسلئے یہ اپنی خوراک زمین کی اوپر کی ہی سطح سے حاصل کرتی ہیں۔ اس قسم کے پودے زمین سے ناشر و جن کا زیادہ حصہ جو کہ پودوں کی خوراک کا جزو اظہر بے ہے ہیں اور زمین کو کمزور بنا دیتے ہیں۔ اسلئے اس قسم کے پودوں کو انگریزی میں *Residuals* (چونے والے پودے) کہتے ہیں۔ برفلا اس کے دوسری قسم کے پودوں کی جڑیں زمین میں زیادہ گہری جاتی ہیں لہذا وہ زمین کے نیچے والی سطح سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک پودے کی جڑ کو اکھاڑ کر پانی سے خوب دھو کر دیکھیں تو ان پر چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں یا پانچا ٹھیس نظر آئیں گی یہ گھنٹیاں بہت چھوٹے چھوٹے کیڑوں (*Bacteria*) کے گھر ہوتے ہیں جو اپنی خوراک تو پودے سے حاصل کرتے ہیں اور ہوا سے ناشر و جن حاصل کر کے اپنے گھروں میں جمع کرتے رہتے ہیں۔ یہ کیڑے اکثر ہر وقت زمین میں موجود رہتے ہیں۔ پودے کے بیج سے جم آنے کے بعد جب جڑیں زمین میں چلی جاتی ہیں تو یہ کیڑے جڑ کے باہری چھلکے میں سوراخ کر کے اپنا گھر بناتے ہیں اور پودے کا جو خوراک زمین سے حاصل کرتا ہے اس میں سے تھوڑا سا حصہ لے لیتے ہیں اور ہوا سے ناشر و جن لے لے کر اپنے گھروں میں اکٹھا کرتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ عمل جب تک کہ پودہ پک نہ جائے جاری رہتا ہے۔ پودے کے پک جانے پر یہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر زمین میں چلے جاتے ہیں اور زراعت اکٹھا کیا ہوا اکل ناشر و جن جڑوں میں بکھوڑا جاتا ہے۔ فصل کے کٹ جانے پر یہ کیڑے زمین میں رہ جاتے ہیں۔ چونکہ ان کیڑوں کے ذریعہ سے اکٹھا کیا ہوا بہت سا ناشر و جن پودوں کی جڑوں کے ساتھ کھیت میں ہی رہ جاتا ہے۔ اسلئے ان پودوں کو انگریزی میں (*Residuals*) طاقت دینے والے پودے کہتے ہیں۔

تجربوں سے یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ پودوں کی خواہش بھی خوراک کے مختلف اجزاء پر ہوتی ہے یعنی فیکٹر و گندم کے لئے زیادہ مقدار ناشر و جن کی درکار ہوتی ہے اور چناؤ مٹر یا ماش زیادہ چاہتے ہیں۔ لہذا ایسی فصلوں کے بعد جو ناشر و جن زیادہ چاہتی ہوں اگر ایسی فصلیں کاشت کی جائیں جو پودا ماش زیادہ چاہتی ہوں تو زمین میں پودے کی خوراک کے ایک جز کے زیادہ کم ہو جائیگا اندیشہ نہیں رہتا۔ کسی نے کہا ہے کہ منوا میں منوا بوسے۔ بوسے ایکہ میں ایکہ تینوں ہی گھر جائینگے۔ جو اسے پوائی سیکہ

ناظرین اس مضمون کے عنوان کو پڑھ کر تعجب میں ضرور ہوں گے اور خیال کرتے ہوں گے کہ دیا گم گردش و زمین کی گردش وغیرہ تو اکثر سننے میں آئی ہیں یہ کاشتکاری کی گردش کیا چیز ہے ناظرین یہ کاشتکاری کی گردش ہے کہ جس پر عمل نہ کر کے کاشتکار صاحبان کو بہت سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ناظرین رسالہ ہذا کے فائدے کے لئے اس کے پورے حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اس بات کو تمام کاشتکاران و زمینداران بخوبی جانتے ہیں کہ ایک ہی کھیت میں متواتر کاشت کرتے رہنے کی وجہ سے وہ کھیت کمزور ہو جاتا ہے اور اسکی طاقت پیداوار بالکل ہی ضائع ہو جاتی ہے۔ خاص کر یہ بات تجربوں سے ثابت ہو چکی ہے کہ ایک کھیت سے بار بار ایک ہی فصل لینے سے وہ کھیت نہایت ہی کمزور ہو جاتا ہے اور زمین پی پیداوار کم ہوتے ہوئے اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ بونے پودے ٹھوڑے دیگر اخراجات کاشتکاری کا مصلوب ہونا بھی مشکل ہو جاتا ہے لہذا ایک کھیت میں بار بار ایک ہی فصل نہیں لونا چاہئے۔ بلکہ ہمیشہ فصلوں کو بدل بدل کر لانا مناسب ہے۔ ایسا کرنے سے جو نقصانات بار بار ایک ہی فصل کو ایک کھیت میں کاشت کرنے سے ہوتے ہیں نہیں ہونے پاتے۔ کئی فصلوں کو ایک خاص ڈھنگ سے یکے بعد دیگر کاشت کرنے و شروع والی فصل پیرا جانے کو ہی فصلوں کا ردوبدل (*Rotation*) یا کاشتکاری کی گردش کہتے ہیں مثلاً ایک کھیت میں پہلے گندم کاشت کی اس کے بعد کپاس کاشت کی بعد ازاں خوب کھاد وغیرہ دیکر گنے کی کاشت کی اور ان کے بعد پھر گیہوں کی کاشت کی۔ یعنی پہلے گندم کی کاشت سے شروع کیا اور گنے کی کاشت پر ختم کر کے پھر گیہوں سے شروع کیا ایسے مقامات کے لئے جہاں پر کھاد کم جیسا ہوتا ہے یا باغ میں نہ مل سکتا ہو یہ فصلوں کا ردوبدل بہت ہی مفید ہے۔ عام طور پر پودے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ کہ جن میں شروع میں ایک ہی جتنی نکلتی ہے اور جن کے واسطے دو جتنوں میں مال کی مانند نہیں ہو سکتے۔ اس قسم کے پودوں کو انگریزی میں *Seriales* (سریاٹلس) کہتے ہیں۔ ان پودوں کی جڑیں زمین میں زیادہ گہری نہیں جاتیں۔ بلکہ اوپر ہی سطح زمین پر ہی پھول کی شکل کی ہوتی ہیں۔ جیسے گیہوں۔ دھان۔ مکا وغیرہ۔ دوسری قسم کے پودے وہ ہوتے ہیں جن میں دو پتیاں نکلتی ہیں اور جن کے دانوں کو دال کی مانند دو جتنوں میں اگ کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے پودوں کو انگریزی میں *Pauses* (پاؤسز) کہتے ہیں اور ان کی جڑیں زمین میں زیادہ گہری جاتی ہیں اور گچے۔ انہیں ہوتیں۔ جیسے چنا۔ مٹر۔ ارہر۔ دھنچہ۔ و سنٹی وغیرہ۔

کے جن جن اجزاء کی کمی ہو گئی ہے وہ پوری ہو جائے کھاد کی رو سے  
کو دور کرنے و زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے کے علاوہ رویشین  
سے اور بھی دیگر کاٹھن ہیں جو بیجے کھے جاتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ زمین کے اوپر ویسے کی دونوں سطح پودے کو خوراک  
کے اجزاء پہنچانے کے قابل ہو جاتی ہیں۔

۲۔ یہ کہ کسی خاص قسم کے پودے کی خوراک کے اجزاء میں  
کمی و بیشی نہیں ہونے پاتی اور نہ کوئی خاص جز جو دوسرے پودوں  
کے لئے مفید ثابت ہو پیدا ہونے پاتا ہو۔

۳۔ یہ کہ کیرے کوڑے و دیگر بیاریاں جو کہ فصلوں میں  
اکثر ہو جایا کرتی ہیں بڑھنے و دوبارہ پیدا ہونے نہیں پاتی ہیں  
کیونکہ ان کو اس قسم کے پودے جو ان کی خاص خوراک ہوتے  
ہیں و جن سے ان کو اپنی پرورش میں مدد ملتی ہے دوبارہ نہیں  
ملتی۔

۴۔ یہ کہ زمین کو ایک خاص قسم کا پودے کی خوراک کا جز  
جو کہ اس کے لئے ضروری ہوتا ہے اس کو بڑھانے و پیدا  
کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

یعنی جس کمیت میں کھاس کی فصل لی گئی ہو۔ اس میں کھاس  
نہیں ہونا چاہئے اور جس میں ایکہ بولی گئی ہو اس میں ایکہ نہیں ہونا  
چاہئے اور کبھی کسی کی سیکہ پر کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی اپنی  
جھلائی چاہے تو ان تینوں باتوں پر کبھی بھی عمل نہ کرے۔

لہذا یہ ضروری امر ہے کہ اول قسم کی فصلیں مثلاً گہوں مثلاً  
وغیرہ کی فصلیں لینے کے بعد دوسری قسم کی فصلیں مثلاً چنا۔  
آمٹر۔ اور اربہ وغیرہ فصلیں ہونا مناسب ہیں۔ کیونکہ آخر الذکر  
فصلیں زمین کو طاقتور بنا دیتی ہیں۔ اور اول قسم کی فصلوں کے  
ذریعہ ضائع کی ہوئی نائٹروجن کی کمی کو بھی پورا کر دیتی ہیں۔

جن پودوں کی جڑوں میں جتن ہی زیادہ گھنڈیاں ہوں گی  
اتنا ہی زیادہ نائٹروجن وہ ہوا سے لیکر نائٹریٹ کی شکل میں  
زمین میں چھوڑ جائیں گے ایسے پودے خاص کر ڈھینچہ اور سنٹی ہیں  
دوسری قسم کی فصلوں کے ذریعہ زمین میں چھوڑے ہوئے  
نائٹریٹس کی وجہ سے زمین کی زرخیزی کم نہیں ہونے پاتی اور  
کھاد کا سوال بھی حل ہو جاتا ہے۔ رویشین یا فصلوں کو روک دینا  
پونے کا اصلی مطلب بھی یہی ہے۔

کمیت کو پرانی چھوڑنا یعنی ایک فصل کے لئے خالی چھوڑنا  
بھی رویشین کے اصولوں سے خالی نہیں ہے اور وہ اسی غرض  
سے چھوڑا جاتا ہے کہ پہلی فصل لینے کی وجہ سے پودوں کی خوراک

## غزل

فروں اتنا تو ذوق جستجوے یار ہو جائے  
نگاہیں ڈھونڈتی رہ جائیں اور دیدار ہو جائے  
وہ تجدید محبت کے لئے بیتاب ہیں اے دل  
مزا جب ہے میری جانب سے اب انکار ہو جائے  
منا ہے آرہے ہیں اب وہ پیغام سکوں لیکر  
زمانہ رُخ بدلنے کے لئے تیار ہو جائے  
ذرا کچھ اور دیجئے وسعتیں حسن تصور کو  
انہیں خوابوں سے شاید زندگی بیدار ہو جائے  
محبت کی وہ منزل کس قدر نازک سی منزل ہے  
جہاں اندازہ لطف کرم دشوار ہو جائے

تنگیں اس کے سوا کیا مدعا تخلیق ہستی کا

محبت زندگی سے برسرِ پیکار ہو جائے

# ساگ پات

یہ وہ تقریب ہے جس کو سید عابد حسین صاحب و جلیل کشن آفیسر کھنہ نے مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء کو کھنہ ریڈیویشن سے براؤ کا سٹ کیا تھا۔

وٹامن اے گاجر اور تمام پتے والی سبزیوں میں ملتا ہے وٹامن بی خاص طور سے ٹماٹر۔ مٹر اور پالک میں موجود رہتا ہے وٹامن سی ٹماٹر۔ بند گوبھی۔ پیاز۔ آلو۔ وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ غرض تمام فاسن کم یا زیادہ سب ترکاریوں میں موجود ہیں۔

سبزیاں پیدا کرنے کے لئے کھاد اور پانی کی ضرورت پڑتی ہے کھاد کے لئے آپ آسانی سے اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ استعمال کر سکتے ہیں۔ مکان سے دوری پر کسی ایک جگہ آپ ایسا گڈھا بنوا دیجئے جو لمبا زیادہ ہو اور چوڑا کم۔ تمام گھر کا کوڑا۔ بڑی ترکاری اور پھلوں کے چھلکے۔ پیڑوں کی پیتاں۔ غرض گھاس پھوس جو کمباؤنڈ کی صفائی کے بعد نکلے اس گڈھے میں ادھی دور ڈلواد دیجئے اور اوپر سے مٹی کی ایک تلی تہ چھڑ کو کر اس کو کم کر دو دیجئے۔ یہ عمل روزانہ جاری رکھنے سے چند دنوں میں اس گڈھے کا آدھا حصہ بھر جائے گا۔ اس پر ایک موٹی تہ مٹی کی ڈلو کر اس کو بند کر دو دیجئے اور پانی سے تر کر دو دیجئے چند ہیس روز کے بعد کسی ملازم سے کہئے کہ اس کو ایک بھاڑے سے الٹ پٹ کر کے ایک طرف سے دوسری طرف اسی گڈھے میں اسی طرح سے ڈھیر لگا دے۔ اس پر برابر پانی چھڑکتے رہئے تاکہ یہ سوکھنے نہ پائے اور جلد کھاد تیار ہو جائے۔ پانچ چھ ماہ میں یہ سڑکل کر طیار ہو جائے گی اور سبزی کی کیا بیوں میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ ہمارے دیہاتی بھائی حسب ضرورت دیہاتوں میں بڑے گڈھے کسی اونچی جگہ کھود کر اپنے کوڑے کرکٹ سے کھاد کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ان گڈھوں میں علاوہ گبرے کوڑا کرکٹ اور مویشی غانہ کی فرش کی مٹی اگر فرش کچا ہے در نہ پکے فرش کی دھوون سب کچھ ڈل دینا چاہئے جن کی کہ بہتر بن کھاد بن جائے گی اور باغوں اور کھیتوں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔

جہاں کھاد کی کمی ہے اور بڑے رقبہ پر ترکاریاں ہونا ہیں وہاں ابھی سے تباریاں ضروری ہیں۔ تمام فانی زمینوں کو ابھی سے کھدوا کر یا بل سے جوت کر چھوڑ دینا چاہئے۔ مٹی کے چھنے میں ان میں سنٹی بو دینا چاہئے اور اگست میں سنٹی کی کھڑی فصل کو کھیت میں جوت دینا چاہئے جو برسات میں سڑکل کر کھاد بن جائے گی۔ ان زمینوں میں آسانی سے ترکاریاں

اجکل اس طرزی کے زمانے میں ہم سب کا فرض ہے کہ اس بات کی کوشش کریں کہ اپنی ضروریات زندگی خود پوری کر سکیں۔ اور کیا سرج ہے اگر چند پیسوں میں مٹی۔ فوسل کا کام نکل جائے تو اس کی کوشش کیوں نہ کی جائے۔ ساگ بجائی ایک ایسی چیز ہے جو امیر و غریب سب کیساں استعمال کرتے ہیں۔ ان کا پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بعض سبزیاں تو ایسی ہیں جو آپ آسانی سے اپنے گھروں میں بچلوں کے کمباؤنڈ میں اور چھوٹی چھوٹی فانی مٹیوں میں بوکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ دیہاتوں میں گاؤں کے آس پاس کھیتوں کی مینڈوں کے سہارے اور مکانوں کے چاروں طرف سبزیاں بونی جاسکتی ہیں۔ شہر والے اپنے ٹوٹے مٹی کے برتن پرانے مین کے پیپے اور لکڑی کے کبس۔ پرانے جھلے اور ڈلیاں نہ صرف ترکاریاں بوسنے ہی کے لئے کام میں لاسکتے ہیں۔ بلکہ ان میں ترکاریاں بوکر گھر کی آرائش میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔ ان میں لوکی۔ کشمی بھل۔ منڈے۔ کرلیے وغیرہ کی بلیس بوکر دیوار کے سہارے لٹکایوں۔ پریا کیلیں گاڑ کر ستلی وغیرہ کے ذریعہ اوپر چھل جاسکتی ہیں۔

سبزیوں کا استعمال نہ صرف اس لئے ضروری ہے کہ وہ آسانی سے مل سکتی ہیں اور پیدا کی جاسکتی ہیں بلکہ اس لئے اور زیادہ ضروری ہے کہ ان میں تندرستی بخشنے والے اجزا اکثر پائے جاتے ہیں جو چھوٹے اور بڑوں کے لئے کیساں فائدہ مند ہیں تندرستی قائم رکھنے کے لئے جو اجزا ان میں آسانی سے مل سکتے ہیں وہ پیٹل ادریہ کے استعمال سے بھی مشکل سے ہاتھ آسکتے ہیں۔ بچوں کے لئے پھلوں کے علاوہ ترکاریاں بہت ضروری ہیں ہمارے دیہاتی بچے شہر والے بچوں سے جو مزے مزے کی چیزیں مثلاً کیک۔ میسرینی۔ ٹافی۔ مین ڈراپ وغیرہ ہر وقت کھاتے رہتے ہیں کہیں زیادہ تندرست نظر آتے ہیں۔ اس کی مرمت یہاں وجہ ہے کہ وہ سبزی ترکاری پر پلے ہیں اور گاجر مولی ضروری ہیں ان کے جسم کو بنانے اور ان کو مضبوط کرنے میں ہم بچپانے میں لہذا بچوں کو کچی ترکاریاں۔ ٹماٹر۔ ولاتی شلغم کی سینڈویچ اور کم سے کم مصالحہ کی مٹی ہوئی ترکاریوں کا شوق دلا دینا چاہئے کھانے کے ساتھ سلاخ مٹی چٹنی جس میں گاجر مولی وغیرہ بھی ملا کر کھا سکتی ہے دیجئے اور ان کو تندرست اور مضبوط بنائیے



! ہوتی جاسکتی ہیں۔ ایسی فصلیں جیسے آلو جن میں کھاد کی بہت ضرورت ہوتی ہے کھلی کے استعمال سے یہ کی پوری ہو سکتی ہے۔ انڈی۔ مونگ پھلی وغیرہ کی کھلی اس کام کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

اگر ابھی فصل لینا ہے اور اپنی کوشش اور محنت سے پورافائدہ اٹھانا ہے تو تلاش کر کے اچھا بیج دستیاب کرنا چاہئے۔ بیج غلط ہو جائے اسے ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ لہذا بیج کسی اچھی دکان سے خریدئے اور اگر آپ کو بیج ملتے ہیں کوئی دقت نظر آتی ہے تو محکمہ زراعت مالک متحدہ کے جمیل سیکشن سے بذریعہ خط و کتابت منگوا لیجئے جو نہ صرف آپ کو بیج ہم بچانے میں امداد کرے گا بلکہ بیج پر مشورہ بھی دے گا۔ اچھے بیج سے اچھے پھل نکلیں گے جن کو ادیکھ کر آپ کے احباب خوش ہوں گے اور آپ کا اور آپ کے بچوں کا شوق دو بالا ہوگا۔ آپ کی اطلاع کے لئے ہم چند ایسی جگہ دیں جو کھجور کا وزن آپ کو بتلائے ہیں جو عام طور سے آسانی سے ملتی جاسکتی ہیں۔

۱۔ کاش پھل و لوکی	۲ سیر ۲ ۱/۲ سیر فی ایکڑ
۲۔ انڈا اور کرلا	۴ " " "
۳۔ جندی	۴ سے ۵ سیر
۴۔ بینگن	۶ اوٹس
۵۔ مرنج	ایک سیر
۶۔ گوبھی	۶ اوٹس
۷۔ نول کھول یا گانٹھ کو بھی	۱ سیر
۸۔ مولی	۳ یا ۴ سیر فی ایکڑ
۹۔ گاجر	۴ سیر فی ایکڑ
۱۰۔ مشر	۱۵ سیر فی ایکڑ
۱۱۔ ٹماٹر	۴ سے ۶ اوٹس فی ایکڑ
۱۲۔ آلو	۸ سے ۱۰ من فی ایکڑ
۱۳۔ پالک	۱ ۱/۲ سیر فی ایکڑ
۱۴۔ پیاز	۳ سیر فی ایکڑ
۱۵۔ شلغم	۱ ۱/۲ " " "

بینگن۔ مرنج۔ گوبھی۔ نول کھول۔ ٹماٹر وغیرہ کی پہلے پود لگا دینا چاہئے۔

چند ضروری باتیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ایک ہی زمین میں بار بار ایک فصل نہیں بونا چاہئے۔

۲۔ فصلوں کو ادل بدل کر بونے سے کھاد کی ضرورت کم ہوجاتی ہے۔

۳۔ گہری جڑوں والی فصل کے بعد اُٹھلی جڑوں والی فصلیں

بونا چاہئے۔

۴۔ فصلوں کی ادل بدل سے اُن میں کیرسے اور بیماریاں کم لگتی ہیں۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ پھلوں اور ترکاریوں کی پود سوکھنا شروع ہوجاتی ہے۔ اس کی وجہ ایک بیماری ہے جو ایک قسم کی پھموندی ہے۔ مگر پودے کی جڑ کے قریب دیکھا جائے تو وہ جگہ خرابی مانس سیاہ اور نرم نظر آئے گی۔ یہ بیماری زیادہ پانی یا پودوں کے گھنے لگ جانے سے پیدا ہوجاتی ہے یا اگر اس جگہ دھوپ کم آتی ہے تب بھی اس بیماری کے پیدا ہونے کا ڈر ہے پودوں کو کم پانی دینے سے یہ بیماری روکی جاسکتی ہے اکثر بالو اور بچی کی کھاد کو ملا کر کھیت میں چھرنے سے بھی یہ بیماری جاتی رہتی ہے کیونکہ یہ جلد پانی خشک کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اکثر دو فیصدی فارمیلین کا محلول بھی استعمال کیا جاتا ہے جو کھیت یا پودوں کی جگہ چھڑک دیا جاتا ہے

اگر زہری یا پودوں میں کسی قسم کے کیرسے سے نقصان ہو رہا ہے تو دو سہل نسخے یاد رکھئے۔

(۱) چوٹھے یا گنڈے کی راکھ صبح کے وقت جب پودوں کے پتے نم ہوں ہلکی ہلکی چھڑک دیجئے۔

(۲) تंबا کو کے بیکار۔ ڈنٹھل اور پیچے دو سیر۔ معمولی صاحبان

۸ جھانک اور پانی ۲۰ سیر۔ تंबا کو کے ڈنٹھل اور پتوں کو ۲۴ گھنٹہ تک پانی میں بھگو دیجئے۔ اس کے بعد اس کو اُبال کر جان لیجئے۔

صاحب کو کاٹ کر ٹکڑے بنا لیجئے اور چھپے ہوئے تंबا کو کے پانی میں اس کو گھول دیجئے۔ استعمال کرتے سے پہلے

ایک حصہ اور ۸ حصہ پانی ملائے اور پودوں پر بیکاری سے چھڑک دیجئے پھلدار درختوں پر بھی یہ استعمال کیا جاسکتا ہے

محکمہ زراعت کے جمیل سیکشن کا کام سبزیوں کو ترقی دینا ہے۔ جو کئی حلقوں میں تقیم ہے اور ان کے بڑے سنٹر لکھنؤ

ہا پور۔ میرٹھ۔ غازی آباد۔ شکوہ آباد۔ فرح آباد کان پور۔ دہرادون۔ بھولی وغیرہ ہیں۔ ہر سنٹر کے ساتھ آٹھ۔ نو یونٹ

ہیں جو ایک بڑے رقبے پر کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ ان میں سے کسی کے قریب رہتے ہیں تو وہاں کے انسپکٹر صاحب سے

ضرور ملیجئے جو آپ کو ترکاری بونے میں ہر طرح کی سہولتیں ہم پہنچائیں گے۔ ان سے آپ کو بہترین بیج۔ کھاد اور مشورہ ملے گا

اور اگر آپ بڑے رقبے پر ترکاریاں پیدا کر سیتے ہیں تو آپ کو ان کی بہترین قیمت دوانے میں مدد کریں گے۔ عام کاشتکار روٹی سہولت کیلئے ان کو

محکمہ سے ادھار بیج۔ کھاد آلات کاشتکاری دئے جاتے ہیں۔ آبپاشی کی سہولتیں مہیا کرنے کیلئے اور پیل وغیرہ خریدنے کیلئے بھی پمپنگ روپیہ بلا سوسل سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر کاشتکار کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

# دش بدش کی بات

PM 38

## دنیا کے اہم واقعات

(انراے ہمارے پڑھنے کے لیے مقرر)

آبدوز کشتیاں اور جنگی جہاز رابرک شش کرتے آئے ہیں پہلے تو انھوں نے ہیست کامیابی بھی ہوئی تھی اور یہاں تک سمجھا جاتا تھا کہ اگر بھیجا ہوا آدھا مال جنگ تک منزل مقصود تک پہنچتا رہے فوج کی پوری امید ہو سکتی ہے۔ دراصل سامان جنگ نقصان سے زیادہ پہنچتا رہا ہے۔ ان دنوں کی سمینوں سے یہ نقصان بہت کم ہو گیا ہے اور دشمن کی آبدوز کشتیوں کو پورا نقصان پہنچنے لگا ہے۔ امریکہ سے جنگی طیارے بمبار وغیرہ کثرت سے تیار ہو کر میدان جنگ میں پہنچ رہے ہیں جس کے باعث جرمنی کے سامنے سامان جنگ تیار کرنے والے کارخانوں کو نقصان پہنچا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جرمنی کے سامان جنگ تیار کرنے والے کارخانوں کی پیداوار بہت کم ہو گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ جرمنی کی شکست کا ایک سبب یہ ہو جائے کہ بھی ہوگی آج کل برطانیہ سے اس ہوائی حملے کے علاوہ بحر کی طرف سے بھی زور دار حملے ہونے لگے ہیں۔ اٹلی میں کیسنوا شہر کی طرف بہت عرصہ سے جنگ ہو رہی تھی لیکن ادھر سے سستی آگئی ہے۔ شہر کیسنوا اٹلی میں جرمنوں کا ایک زبردست قلعہ سا ہے۔ اسے ہوائی حملوں کے ذریعے زبردست نقصان پہنچا گیا اور دشمنوں حصہ چھوڑ کر تقریباً سارے شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔ لیکن اس چھوٹے ہوئے حصہ میں یہ خانوں وغیرہ دشمن نے اتنا ایسا انتظام کیا ہے کہ وہاں سے کر لیا تھا کہ وہ لیا جاسکا اور قبضہ علاقوں میں کچھ حصہ چھوڑ کر اتحادی فوجیں جنگ کر رہی ہیں۔ انیزو میں بھی جنگ ہو رہی ہے لیکن دونوں جگہ رفتار سست ہے۔ اب روم پر قبضہ ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ دشمن اس شہر کو غیر جنگی یا کھلا ہوا شہر بنا کی بھی باتیں کرتا ہے۔ یہ آخری بات ابھی طے نہیں ہوئی۔ اٹلی کے قریب ہی کچھ آگے بڑھ کر یوگوسلاویہ کے تہرل

امریکہ میں صدر کا انتخاب آئندہ نومبر میں ہوگا۔ اسی وقت تمام نمائندوں اور ایک ہائی سینٹ کے ممبروں کا بھی انتخاب ہوگا۔ وال کی انجمن آئین ساز کام کا گریس ہے جس کے پی پی دو حصے ہیں۔ دو ری سیاسی جماعتیں ہیں جینی ڈیموکریٹک اور رپبلکن پارٹی۔ اولیٰ لڈر پارٹی کے لیڈر مسٹر روز ویلٹ ہیں جو تین بار صدر منتخب ہو چکے ہیں۔ اگرچہ قاعدہ یہ ہے کہ کوئی شخص دوبار سے زیادہ نہ منتخب ہو سکتا کی مدت چار سال ہوتی ہے اس طرح وہ تیسری میعاد کے پوری ہوئے پر ۱۲ سال صدر رہ چکیں گے اور اگر ایک بار اور منتخب ہونے لگے تو ان کی صدارت کا کل زمانہ ۱۶ سال ہو جائے گا۔ ان کے مخالفین کہتے ہیں کہ اگر وہ ایک بار اور صدر ہوئے تو گویا بادشاہ ہی ہو جائیں گے۔ ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے ابھی تک وہ نہیں کھڑے کئے گئے ہیں لیکن کوئی دوسرا امیدوار بھی نامزد نہیں ہوا جس سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خاندان وہی پھر کھڑے ہوں اور رپبلکن پارٹی کی طرف سے تین امیدوار بھجوتے جاتے ہیں یعنی مسٹر ڈیوی، جنرل میک آرٹھر اور ونڈل ولکی۔ موزر لڈر انتخاب میں رپبلکن پارٹی کی طرف سے روز ویلٹ کے مقابلے میں ہارے گئے۔ اس بار انھیں بالکل مدد نہ ملی اور انھیں ہٹا جانا پڑا۔ جنرل میک آرٹھر امریکہ کی طرف سے بحر الکاہل میں جاپان سے کامیابی کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ وہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ انھیں کھڑا ہونا نہیں ہے تاہم اس مقابلہ میں کوئی مکمل فیصلہ نہیں ہوا۔ مسٹر ڈیوی کو بہت بڑی مدد مل رہی ہے اور امید ہے کہ جیتی ہے کہ وہی کھڑے کئے جائیں گے۔ اس سال کی بڑی سیاسی انتخابات وغیرہ سے لوگوں میں یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ شاہ رپبلکن پارٹی ہی کی فوج ہوگی۔ معاملات میں عموماً کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ امریکہ سے یورپ کو مخصوصاً برطانیہ کو جو مال جانا رہتا ہے اسے نقصان پہنچانے کی جرمنی کے ہوائی جہاز



بچے دوں ایران سے ۲۰ کھول میں بدوستان آیا تھا اس کے بعدوں نے اسپہیل اور بکول  
اشی ثروت کا بھی ساتھ لیا تھا۔ یہ تصویر ای موقع کی ہے برفانی نام کا ساتھ کر کے

تھادیوں کی مدد سے جرموں سے لڑ رہے  
ہا۔ دیا تھانے بھان میں بھی اتحادیوں  
طرف سے بہاری ہوئی رہتی ہے لیکن  
ای خاص جنگ نہیں ہو رہی ہے۔ اور  
مئی کے اپنے رفیق ہنگری اور رومانیہ  
می مالکس پر اپنا قبضہ سا کر لیا ہے  
کام جنگی ضرورت کے تحت زبردستی کیا  
ہے۔ اسپہ کجالت ہے کہ ہنگری رومانیہ  
مار یہ اور فن لینڈ جرمنی کی فٹکشتیں دھک  
کا ساتھ چھو دیں گے لیکن اب  
ما ہوا نہیں۔ جرمنی کے باشندے بھی  
فٹکشتیں دیکھتے ہوئے بھی جنگ کی  
لغات کا اظہار نہیں کر رہے ہیں۔  
۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء سے اب تک کچھ طرفہ دم تھا  
اسے پہلے سال ویرہ سال آہستہ تو مانتے تھے

میں ہیں لیکن اب انکی رفتار تیزی  
پامری ہے روس کے قریب  
قریب اپنا وہ سب علاقہ  
واپس لے لیا جو جرموں نے  
چھین لیا تھا۔ لیکر اب روس  
پولینڈ اور رومانیہ میں بھی  
داخل ہو چکا ہے فن لینڈ  
پر بھی اس کی پوری طاقت  
لگ رہی ہے۔ کچھ عرصہ  
سے فن لینڈ روس سے  
صلح کی بات چیت کر رہا  
ہے لیکن ابھی تک کچھ  
ٹے نہیں ہوا ہے۔ شرائط  
صالحہ روس کے علاوہ دوسری  
طاقتیں بہت نرم سمجھتی ہیں  
لیکن وہ نہیں مان رہا ہے  
اس بات کے مختلف سبب  
بتلائے جاتے ہیں جن کی  
تفصیل کی یہاں ضرورت  
نہیں کیونکہ وہ شرائط  
معمولی بتلائے جاتے  
ہیں۔ پولینڈ کے بارے



برطانیہ کے آس پاس کے چھوٹے جزیروں میں جو لوگ امانت سے رہتے تھے ان میں اب نہروں  
سے کھیتی شروع ہوئی ہے۔ یہ تصویر ویس کے مغرب میں ایک جزیرہ کی ہے جس میں برٹ  
عرضہ نالی ایک صاحب نے کھیتی شروع کی ہے۔ اس تصویر میں ایک دیگر جزیرہ کی  
برطانیہ کے لئے زمین تیار کر رہا ہے۔



میں روس اور دیگر اتحادی  
ملک میں پہلے تو اختلاف رہے  
تھا لیکن اب معاملہ تقریباً  
حل ہو گیا ہے جب روس  
فوج فوج ماضی کرتی ہوئی  
کرزن لائن پر پہنچے گی  
تو ان شہر اقطاع کا اعلان کیا  
جائے گا۔ ایسی امید کی  
جاتی ہے۔ شہر اوڈیسہ کے  
زوال سے آرمی جرمنی کا  
تربیت کم ہو گیا ہے۔ اب  
روسی فوج ایک طرف جزیرہ  
ٹنا کر یمن میں داخل ہو گئی  
ہے اور دوسری طرف روڈ  
میں کریمیا تو روسیوں نے  
تقریباً کل فتح کر لیا ہے صرف

مشرقت کونسل کے نام میں بیرونی کی مدد ملی ہو رہی ہے مشرق کونسل خود دشمن چلا رہے ہیں

سبستوپول بندرگاہ پر جنگ ہو رہی ہے  
ہاں جرمن فوج زیادہ سے زیادہ  
لگایا جا رہی ہے تاکہ رومانیہ پر روسیوں  
میں تاخیر ہو۔ رومانیہ میں پلاسٹیٹ نامی  
پٹرول کے بہت بڑے پتے کو روسیوں  
چاہتا ہے اور جرمنی اسے بچانا چاہتا  
ہے۔ اس کے لئے بہت سخت لڑائی  
روسی رومانیہ کو فتح کر کے یوگوسلا  
کو بھی بچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔  
۱۱ اپریل سے اس طرف برٹش  
گلن سے کچھ بہت ہو جاتی ہے جس  
باعث جنگ کی تیزی کم ہو جاتی ہے  
کہتے ہیں کہ روس اب انشائیہ  
کی طرف زیادہ طاقت لگائے گا۔ رومانیہ  
آج کل جرمنوں کو کدوم کافی دے رہا  
ہے اس سے سامان جنگ تیار ہو  
جائے گا۔ اگر یہ معاہدہ کی روسے یہ بات  
اعراض نہیں تاہم قدرتی طور پر یہ  
بات اتحادیوں کو بری لگ رہی ہے  
اور جب تک روس کی طرف سے  
خوبہ اطمینان نہ ہو جائے اس وقت



مشرقت کونسل اپنے جرم کے ذمہ دار ہیں۔ یہ جنگ کی خبریں سن رہے ہیں اس کے  
ظاہر ہے کہ اسے پاس کوئی اور تدبیر نہیں ہے۔

نہ تڑکی برسنی سے جنگ نہ چھیڑے گا۔  
جبر اٹھال میں جاپانی بحری بیڑہ امریکی  
بیڑے کا مقابلہ کر رہا ہے اب ایسا سمجھا جاتا  
ہے کہ امریکی بحری بیڑہ چین کی طرف دباؤ  
ڈالے گا جس کی وجہ سے جاپان کو اپنی  
ساری قوت صرف کر کے اس سے  
روٹا ہی پڑے گا۔ امریکہ کی وقتاً فوقتاً  
تفویضات کا سلسلہ جاری ہے۔ چین میں  
ادھر کوئی خاص جنگ نہیں ہو رہی  
ہے۔ ادھر برما میں تین مقامات پر  
جنگ ہو رہی ہے ایک تو شمالی برما  
کے وسط میں۔ دوسری اراکان میں  
تیسری ریاست منی پور (آسام) میں  
اول الذکر دو مقامات پر برطانیہ فوجیں  
نیت رہی ہیں۔ منی پور اور ارمچال و  
لوہیما کی طرف زوروں کی جنگ ہو  
ہو رہی ہے اس کا کوئی خاص نتیجہ  
ابھی نہیں ظاہر ہوا۔ لیکن ارمچال کے  
سیدان میں اتحادیوں کا دباؤ بڑھ  
چکا ہے۔ ادھر ہندوستان میں ان  
فوجوں کا پائے شینز کا نفرین ۲۰ مارچ  
کو ہوئی جس میں کئی اہم تجاویز منظور  
ہوئیں۔ ولایت میں ہندوستان کے  
سلسلہ پر غور تو کیا جا رہا ہے لیکن کوئی  
مصلحہ ہوتا نہیں معلوم ہوتا۔



زراعتی اوقار - انجیل کے وزیر و اقامت مشن نے زراعتی اوقار منسلک  
کی ایک نئی اسکیم تیار کی ہے۔ اس دن تمام ملک میں بٹے کے باشندگان شہر سے یہ درخواست کی گئی  
کہ وہ اپنے جمنوں کے دن کھیتوں پر کام کر کے گزاریں۔ یہ تصویر ایک ایسے ہی دن کے جلوس کی ہے

## صوبہ جات متحدہ کے گڑ کی برآمد کے لئے آسانیاں

صوبہ جات متحدہ کے گڑ کی برآمد میں آسانیاں پیدا کر کے  
حکومت ہند نے صوبہ جات متحدہ کی حکومت کے مشورہ سے فیصلہ کیا ہے کہ  
شکر یا دیریا کے راستے بغیر کسی روک ٹوک کے یوپی سے باہر گڑ جا سکیں گی  
سے دی جائے گی۔ جہاں تک ریل کے ذریعہ برآمد کا تعلق ہے ان پر  
اپنی باقی رہیلی تاکہ وگینز کی محدود تعداد سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا  
سکے۔ یوپی حکومت کے خریداری کے انتظامات میں بھی آسانیاں پیدا کر  
نی ہیں۔ اور اب درآمدی علاقوں کی حکومت کے انجمنوں کو اس بات  
کا اجازت دینا چاہیے کہ وہ یوپی کے بازاروں میں آزادی کے

جسٹ گڑ خریدیں اور اسکو ریل کے ذریعے ان اجازت ناموں کے  
تحت برآمد کریں جو خوراک کے صوبائی علاقہ وار کنٹرولر (پروڈیسیل ریجنل  
فوڈ کنٹرولر) دیں گے۔  
یوپی میں شکر یا دیریا کے ذریعہ گڑ کی بار روک ٹوک نقل و حمل کی بات  
محکمہ خوراک کے اعلان پر ۱۱۔ ایس۔ سی (۹) کے ہمدول "پی" موڈ  
۲۵ مارچ ۱۹۴۳ء میں حکم جاری کر دیا گیا ہے۔  
اسی اعلان کے ہمدول "اے" میں ان علاقوں کے متعلق ترسیم و شیڈ کر دی گئی ہے  
جسکے درمیان ریل۔ شکر اور دیریا کے ذریعہ گڑ کے نقل و حمل کی کس آزادی ہے۔

# دھان اور چاول

(اندر جناب کرشن موہن سر دیواستو، بی۔ ایس۔ سی)

## چاول

عام طور سے دھان کی کاشت صرف چاول کے لئے ہوا کرتی ہے جو انسان کی خوراک میں کئی صورت سے استعمال میں آتا ہے۔ جن ملکوں میں دھان زیادہ ہوتا ہے وہاں عموماً چاول ہی کھایا جاتا ہے۔ یہ بہت جلد ہضم ہوتا ہے۔ اگر ہوشیاری کے ساتھ تیار کیا جائے تو اس سے بنی ہوئی چیزیں بہت لذیذ ہوتی ہیں ہندوستان میں ۳۰ لاکھ ٹن چاول میں سے (جس میں سے کچھ غیر ممالک سے بھی آتا ہے) تقریباً ۲۰ لاکھ ٹن چاول مختلف شکلوں میں لوگوں کے کھانے کے کام میں آتا ہے۔

چاول عموماً اُبال کر ہی کھایا جاتا ہے جس کو بھات کہتے ہیں۔ یہ گوشت، دال، کرہی، دودھ اور شکر یا چینی کے ساتھ ملا کر کھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کھجور، کھیر، پلاؤ، زردہ، اور مختلف مٹھائیوں میں بھی چاول کا استعمال ہوتا ہے۔ جنوبی ہند میں چاول سے کچھ اور بھی چیزیں تیار کی جاتی ہیں جن کو پتو، دوستی، ایدی، پاپا، سوچی اور آپیم کہتے ہیں۔ ہندوستان میں چاول کا خرچ فی انسان ۱۸۰ پونڈ سالانہ ہے جس کی صوبہ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

بنگلہ	۳۴۴ پونڈ
آسام	۳۲۲
بہار، اڑیسہ	۲۵۹
مدراس	۲۳۰
صوبہ متوسط	۲۳۰
سندھ	۱۵۸
مبئی	۱۰۷
پونہ	۹۴
پنجاب	۲۸

## چاول کی بنی ہوئی دیگر کھانے کی چیزیں

دھان یا چاول سے تین خاص چیزیں کھانے کے لئے اور تیار ہوتی ہیں۔ لائی یا مٹھا، چوڑا اور لاوا یا کھل پیلے دھان اُبال کر پھر اس کے چاول سے لائی تیار کی جاتی ہے۔ تقریباً ۱۵ لاکھ ٹن دھان ۱۰ لاکھ ٹن چاول اور ۳۵ لاکھ ٹن بھجیا چاول یعنی کل ۱۳۵ لاکھ ٹن چاول ان تینوں چیزوں کے بنانے میں کام میں لایا جاتا ہے جو چاول کی کل پیداوار

دھان اس ملک میں دیگر اناجوں کی بہ نسبت زیادہ بویا جاتا ہے۔ اس کی بوائی کے دس سال (۱۹۲۷ء) کے اوسط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فصل کا سالانہ رقبہ ۶۲ لاکھ ایکڑ تھا۔ یہ رقبہ ہندوستان کے سارے بوائی کے رقبہ کا ۱۸ اور اشیاء خوردنی کی کاشت کا ۳۶ فیصدی تھا۔

۱۹۲۷ء اور ۱۹۳۷ء میں بالترتیب ۹۱، ۹۷ اور ۳۵۷ لاکھ ایکڑ زمین پر دھان بویا گیا تھا۔ ذیل کے اعداد سے معلوم ہوگا کہ ۱۹۳۷ء میں دھان کے مقابلے میں دیگر قسم کے کچھ اناجوں کا رقبہ کتنا تھا؟

دھان	۸۰۶ لاکھ ایکڑ
گیہن	۲۵۱
جوار	۲۱۵
دال	۹۵۰
باجرا	۱۳۱
مکھن	۶۲
جو	۶۲

دھان کی پیداوار بنگال، بہار، اڑیسہ، مدراس اور آسام میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ یوپی کے لئے بھی اس کی کاشت بہت ہی ضروری اور قیمتی ہے۔ اس صوبہ میں گیہن سب سے زیادہ بویا جاتا ہے۔ اس کے بعد دھان کا نمبر ہے۔

سندھ میں دھان اور گیہن دونوں کا درجہ بالکل برابر ہے اور دیگر اناجوں کے مقابلے میں یہ دونوں زیادہ بونے جاتے ہیں۔ ٹرانکوور اور کوچن میں بھی دھان بہت زیادہ بویا جاتا ہے۔ مغربی مبئی میں دھان کی کاشت ۲۰ لاکھ ایکڑ زمین پر ہوتی ہے۔ ۱۹۳۷ء میں مختلف صوبوں کے دھان کا رقبہ حسب ذیل تھا۔

بنگلہ	۲۲۲ لاکھ ایکڑ
بہار، اڑیسہ	۱۴۴
مدراس	۱۰۱
پونہ	۷۱
سی پی دیوار	۵۸
آسام	۵۱
مبئی	۲۰

## خرچ چاول

بیج	۱۶,۱۲,۰۰۰ ٹن
چارہ	۲,۰۰۰
تیار کیا ہوا سامان	۱۳,۵۰,۰۰۰
تجارتی سامان	۵,۰۰۰
باہر کو جانا	۲,۳۵,۰۰۰
کھانے میں خرچ	۱,۵۱,۵۲,۰۰۰

کل ۵۰,۴,۵۶,۰۰۰

## پوال

موشیوں کو کھلانے اور کیوسٹ تیار کرنے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ چٹائی، جھاڑو، ٹوپ، کھلونے، ڈولیا، بان اور رسیاں وغیرہ بھی اس سے بنائی جاتی ہیں۔

## بھوسی

اندازہ کیا گیا ہے کہ دھان کی پیداوار سے ہر سال ۱۰۰ لاکھ ٹن بھوسی نکلتی ہے۔

یہ زیادہ تر علاقے کے کام آتی ہے اس کو چاول کی کنی کے ساتھ جھگو کر موشیوں کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ دیہات میں یہ کیوسٹ اور گارا بنانے کے کام میں آتا ہے اس سے گڑ کی صفائی میں بھی کام دیا جاتا ہے۔ بھوسی کی راکھ سے متعدد مزدوری چیزیں بننے لگی ہیں۔ ایک نیا طریقہ معلوم ہوا ہے جس کے ذریعے دو چیزیں ایک ساتھ ہی تیار ہو جاتی ہیں۔ ایک تو سوڈیم سلیکیٹ (Sodium Silicate) دوسرے ڈیگر انڈکس

کاربن (Decolourising Carbon) اس طرح بنایا ہوا سوڈیم سلیکیٹ صابن سازی کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

چاول کی کنی یا کنکی اس ملک میں تقریباً ۱۶ لاکھ ٹن نکلتی ہے مگر تجارتی نقطہ نظر سے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس میں غذائی مادہ کافی مقدار میں موجود ہونے سے کہیں کہیں اسے موشیوں کو کھلاتے ہیں۔

چاول کی کنکی سے وٹامن بی (Vitamin B<sub>1</sub>) تیار کیا جاتا ہے جو تھکان اور کمزوری دور کرنے کے لئے بہت ہی اچھی چیز ہے۔

۴ فیصدی ہوتا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ حصہ کم معلوم ہوتا ہے مگر اس سے بھر بھونچوں کو کافی روزی مل جاتی ہے۔

۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں بھر بھونچوں کی تعداد ۹۸,۵۵,۰۰۰ تھی جس میں ۸۷,۰۰۰ مرد اور ۱۱,۵۵,۰۰۰ عورتیں تھیں۔ یہ صبح ہے کہ یہ لوگ دھان کے علاوہ دوسرے اناج بھی بھوستے ہیں مگر جن علاقوں میں دھان زیادہ ہوتا ہے وہاں زیادہ تر یہی بھونا جاتا ہے مثلاً بنگال میں ۶,۰۴,۲۰,۰۰۰ ٹن چاول جو دھان کی پیداوار کا ۱۱ فیصدی ہے، کسی نہ کسی شکل میں بھونا جاتا ہے۔

بنگال کے بعد یوپی کا نمبر ہے۔ یہاں بھی ۲,۴۶,۰۰۰ ٹن چاول چینی پیداوار ۱۲,۵ فیصدی اسی کاربار میں صرف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چاولوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے، چکی میں مسائے جاتے ہیں اور لوگ اسے سنو کی شکل میں گرمیوں میں استعمال کرتے ہیں۔

## موشیوں کا چارہ

موشیوں کو دھان یا چاول بہت کم کھلایا جاتا ہے صرف بھر اس، سندھ اور آسام میں ۲,۰۰۰ ٹن چاول اس کام میں صرف ہوتا ہے۔

## تجارتی چیزیں بنانا

اشارتج۔ صنعت و حرفت میں چاول کو پکا کر اس کی بیج کا کاکل ذل تو دھوئی اور جولا ہے کپڑے کو کلفت دینے کے کام میں لائے ہیں۔ اس طرح ۵,۰۰۰ ٹن چاول ہر سال اس کام میں آتا ہے۔ پوڈر۔ چاول کا بہت ہی باریک پسا ہوا آٹا بھی کبھی کبھی پوڈر بنانے کے کام میں آتا ہے۔ یہ تیار ہوگا رہے۔ ابھی پتہ نہیں لگا کہ کتنا چاول اس کام میں خرچ ہوتا ہے۔

شراب۔ جاپان میں تو زیادہ تر شراب چاول ہی سے بنائی جاتی ہے۔ لیکن اس ملک میں اسکا کم رواج ہے۔ معلوم نہیں ہاں کتنا چاول اس کام میں صرف ہوتا ہے۔ چاول کے کل خرچ کا حساب حسب ذیل ہے:-

## کل چاول

پیداوار	۲,۸۳,۰۰۰ ٹن
باہر سے آیا	۲,۰۴,۹۰,۰۰۰

کل ۳,۰۴,۵۶,۰۰۰ ٹن



# ہماری کوآپریٹو سوسائٹیاں

## موضع نگہری (حیر پور) میں کوآپریٹو گروپ کا نفرنس

۲۸ جنوری ۱۹۵۴ء کو ہوبہ سرکل کی کوآپریٹو گروپ کا نفرنس موضع نگہری میں ہوئی۔ اس گراؤں میں کل فروری ۱۹۵۴ء کو ہونے والے نو ذریعہ صاحب آئے والے تھے۔ گراؤں کو مکمل گراؤں بنانے کی لہجہ کوشش کی گئی تھی۔ کانفرنس کرنے کے لئے یہ ایک اچھا موقع تھا تاکہ دوسرے ممبران اپنی آگہیوں سے اصلاحی کاموں کو دیکھ سکیں اور اسی طرح کام کرنے کی کوشش کریں۔ کانفرنس کھلی جگہ میں شروع ہوئی۔ دوکان ڈپٹی کلرک کی صدارت میں کی گئی تقریباً ۵ افراد نے اس میں شرکت کی۔ ۲۰۰ سوسائٹیوں کے نمائندے کانفرنس میں موجود تھے۔ پراختیا کے بعد ایک ممبر نے تحریک امداد باہمی سے ممبروں کو ہونے والے فائدوں کے متعلق ایک نظر سناٹا محکمہ روائت کے ڈیویژنل سپرنٹنڈنٹ محکمہ حفظان صحت کے سسٹ سپرنٹنڈنٹ ایفسر اور محکمہ گراؤں سدھار و محکمہ امداد باہمی کے دیگر افسران نے بھی تقریریں کیں اور عوام کو یہ بتایا کہ انجن امداد باہمی کے ممبر ہونے سے گراؤں کی حالت کیونکر سدھار سکتی ہے۔

موضع سہری سے سبق لے کر انھیں اپنے اپنے دیہات کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ اخیر میں صاحب صدر نے محکمہ گراؤں سدھار کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ حاضرین کے لئے مقامی شگیت سنڈلی نے کلاسی سامان تفریح ہیا کیا۔ گراؤں سدھار اسکالٹوں کی ایک ریلی بھی ہوئی۔ ممبران نے نمائش بھی دیکھی جو ان کے فائدے کے لئے کی گئی تھی۔

## آلو کی فروخت اور ترقی کے لئے پہاڑی اضلاع میں کوآپریٹو سوسائٹیاں

پہاڑی اضلاع میں آلو کی فروخت کا انتظام کرنے کی طرف ۱۹۵۴ء میں توجہ کی گئی تھی اس کام کو جی طرح انجام دینے کے لئے یہ سوچا گیا کہ امداد باہمی طریقہ ہی زیادہ مناسب ہے اس لئے کوآپریٹو سوسائٹیاں قائم کی گئیں۔ دس دیہات میں سوسائٹیاں اور ہبوالی و گرم پانی دو دیہات میں مارکیٹنگ یونین قائم کئے گئے۔ ان سوسائٹیوں اور یونینوں کا مقصد ممبروں کو آلو کے

اچھے نرخ دیکر اور پیداوار کو فروخت کے لئے ہلد والی پہنچانے انتظام کر کے مدد پہنچانا تھا جہاں وہ معقول قیمت پر فروخت ہو سکیں۔

۱۹۵۳ء میں یونینوں اور سوسائٹیوں نے سواری پر تقریباً ۱۳۴۰ ٹن آلو کے بیج کسانوں کو دیئے۔ اس میں سے کچھ تو خیر زراعت سے قرض کے طور پر لیا گیا تھا اور کچھ خیر بنایا تھا۔ فصل کو فروخت کرنے کے لئے ہلد والی میں آجہت کو ایک آزاد دوکان کھولی گئی۔ یہ دوکان جون کے آخری ہفتے سے اکتوبر کے آخری ہفتے تک کام کرتی رہی۔ اس دوکان کا ایک تعلیم یافتہ سپر دائر کرتا تھا۔ یونین اور سوسائٹیوں کے بیج اور محکمہ امداد باہمی کے افسران دھنا فوٹا دوکان کا معائنہ کرنے کے لئے آتے تھے۔ اس دوکان نے ۶۷۱ ٹن آلو کی فروخت کی۔ اپنی فصل ذہنت کرنے کے لئے جو ممبران اس دوکان پر آتے تھے ان کے ٹھہرنے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس انتظام سبھی ممبروں نے بہت پسند کیا۔

اس کے علاوہ یونینوں نے بڑے بڑے آلو کو پختہ دینا فیکری فرخ آباد اور ڈیہاڈریشن فیکری آجہنی کو سلائی کیا ان دونوں کارخانوں کو سلائی کئے جانے والے آلوں کا وزن ۳۳۰۱ ٹن تھا۔ یہ کارخانے فوٹ کے لئے سامان تیار کرنے پر اس طرح کل ملا کر ان یونینوں اور سوسائٹیوں نے ۱۰۶۶۳ ٹن آلو کی فروخت کا انتظام کیا جس کی قیمت تقریباً ۵۸۱۳۵ روپے ہوئی اس طرح یونینوں کو کمیشن اور آرٹہٹ چارج کی شکل میں ۲۲۰۴ روپے کی آمدنی ہوئی۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یونین کی آرٹہٹ کی دوکان نے آرٹہٹ کا جتنا چارج کیا وہ آرٹہٹوں کے چارج سے بہت کم تھا۔

## کرولی سرکل ضلع مین پوری میں امداد باہمی کے کام

کرولی سرکل کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی ایک کانفرنس ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء کو ریاست شجرا رائے کے منیجر باوٹری نیوآر آجاریہ کی صدارت میں ہوئی۔ سوسائٹیوں کے ممبران کے علاوہ کرولی کے تقریباً ۵۰ باشندے شریک ہوئے۔ جناب لی۔ ایو۔ چتر ویدی ڈیویژنل ایفسر مین پوری۔ ایل این چتر ویدی اے آر آر ڈیویژن۔ آر بی۔ لال چتر ویدی۔ سی۔ او۔ شکوہ آباد

سید پور تحصیل ایٹھ میں گروپ کانفرنس

موضع مید پور تحصیل ایڈ میں ایک گروپ کانفرنس ہوئی جس میں ۳۰ سوسائٹیوں نے حصہ لیا۔ ۲۲ دسمبر کو سوسائٹیوں کی طرف سے بھیجے جانے والی خطوں میں فٹ بال اور وال بال کا بیج ہوا۔ ۲۳ دسمبر کو بچوں کا فائنل کھیل ہوا اور سوسائٹیوں میں رشتہ کشی کا مقابلہ ہوا۔ دنگل میں لوگوں نے بہت دلچسپی لیں۔ کسانوں کے فائدے کے لئے چھوٹے ٹیلے پر ایک عام نمائش اور مویشیوں کی نمائش بھی کی گئی شام کو ایک بڑے شامیانے کے نیچے مقامی رئیس پنڈت راجہ رام مشر کی صدارت میں کانفرنس کا اجلاس ہوا جس میں تقریباً ۱۰۰ افراد شریک ہوئے۔ شروع میں راکوں نے پتھان کاکیت گایا۔ اسکے بعد سوسائٹی سے کسان کو ہونے والے فائدہ پر ایک ڈرامہ کھیلا گیا سیر وائزر کے اپنی رپورٹ سنائیے کے بعد گاؤں سدھار کے دیگر شعبوں سے نمائندوں نے اپنی اپنی شعبہ کے فائدے کسانوں کو سمجھائے اس کے بعد تحریک امداد باہمی کی طاقت اور اس سے ہونے والے فائدوں پر روشنی ڈالی گئی۔ پیداوار اور تقسیم کے متعلق امداد ہا کی متعدد اسکیمیں کسانوں کو سمجھائی گئیں۔ فرد خشکی کی اسکیم کے فوائد ظاہر کرنے کے لئے یونین کی معرفت اپنی پیداوار فروخت کرنے والے ممبروں کو بوس دیا گیا اسکے بعد حسب ذیل تجاویز اتفاق رائے سے منظور ہوئیں:

- ۱۔ محکمہ گاؤں سدھار سے درخواست کی جائے کہ وہ حکومت سے سفارہ کرے کہ مقامی بورڈوں کو ٹیکس دینے سے کوآپریٹو سوسائٹیاں بری کر دی جائیں
- ۲۔ محکمہ گاؤں سدھار سے درخواست کی جائے کہ وہ حکومت سے کہے کہ کھانے کے غلے خریدنے کے لئے حکومت کو آپریٹو ملنگنگ یونین کی بنیاد

ایجنٹ بنائے۔

۳۔ سوسائٹیوں کے ممبران سے حکومت کی ہر قسم کی امداد کو نیکی و خوشحالی کی گئی۔

۴۔ کسانوں کو داموں کے بڑھنے سے فائدہ اٹھا کر مستقبل میں کچھ بچا رکھنا چاہیے۔

اس کے بعد انعام تقسیم کئے گئے اور صدر کی تقریر کے بعد کانفرنس ختم ہو گئی۔

شیخو پور میں گروپ کا نفرنس۔

گذشتہ ۱۲ جنوری ۱۹۴۲ء کو ہزارچ تحصیل کے موضع شیخ پور میں ایک گروپ کانفرنس ہوئی۔ جمرونگ کے علاوہ سات دیہات کے باشندوں نے اس میں حصہ لیا مضافہ کو تعداد تقریباً ۱۰۰۰ سے گیسٹ ہوسٹ کے ایس۔ ڈی۔ اے۔ احمد کے انتظام میں تھے اسلئے وہ کانفرنس میں حصہ نہ لے سکے کانفرنس کو گورنر کا میاں بی بی ہولی ڈسٹرکٹ جیرو ہزارچ کو آکر شیخ پور محلہ کے ممبران نے کانفرنس میں حصہ لیا امداد باہمی اور حرید و فروخت پر تقریریں ہوئیں ممبران اور ان کے زوجان دونوں نے کشتی وغیرہ کا مظاہرہ کیا۔ سب سے اچھے دوسرے بچوں اور ایک خزانچی کو انعام دیا گیا۔

پہلے سکول کے طلباء پر برا بھلا کہتے گئے۔ اس کے بعد سرکل  
کے سربراہ نے اسے سرکل کی حفاظت کا راز سیکھنے کی پوری پوری  
س کے بعد سرگھنٹیاں سنگھ آئری میٹنگ ڈائریکٹر سنگھ کو آپرٹو  
مارکنگ یونین لڈیہ، کولی، سی او میں پوری اور شکوہ آباد سے  
مقررہ قیمتوں پر ڈھنگلی مارکنگ یونین کے خزانہ دار لکھی سوسائٹیوں  
کے کام اور خزانہ پر روشنی ڈالی بعد ازاں بی۔ ڈی۔ کپور ریٹائرڈ  
اسٹیکسٹسٹرنگش زائن چتر ویدی اسٹنٹ رجسٹرار کو آپرٹو  
سوسائٹیز کے بلدیہ، تیارڈھوئے کے بارے میں تجویز پیش کرتے  
ہوئے ان کی خوبوں کی تعریف کی۔ اخیر میں اسٹنٹ رجسٹرار  
صاحب نے اپنی تقریر میں سرکل میں کو آپرٹو سوسائٹیوں کے کام پر  
اظہار اطمینان کیا اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ سرچوں اور  
مختلف سوسائٹیوں کے ملازمین کو انعام دیئے گئے۔  
شام کو مسٹر ایل این چتر ویدی کو کردلی سرکل کے معائنہ  
کی طرف سے ایک پارٹی دی گئی۔ اس کے بعد ایک چائے پارتی  
کا اور ایک گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔ رات میں ریٹائرڈھوئے والے اسٹنٹ  
رجسٹرار کو کردلی کے رئیس وزیریندار شری گھنٹیاں سنگھ نے پارٹی دی  
جس میں کردلی کے تقریباً سبھی خاص لوگ اور مین پوری سے آئے ہوئے  
وہاں شرمک تھے۔

دوسرے دن علی الصباح مسٹر ایل۔ این جیتر ویدی نے لکھنؤ میں بیچ گودام کا سنگ بنیاد رکھا، یہ تقریب مسٹر ایم۔ بی۔ سنگھ رئیس و ڈائریکٹر ڈسٹرکٹ کوآپریٹو بینک کی صدارت میں ہوئی۔ لکھنؤ سوسائٹی کے سربراہ مسٹر اچھے لال نے بیچ گودام بنانے کے لیے زمین کے علاوہ ۵۰۰ روپیہ عمارت بنانے کے لئے دیا۔ پاس پڑوس والی سوسائٹیوں کا کل چندہ ۱۸۰۰ ہوا تھا۔ آخر میں مسٹر اچھے لال نے سب کو چائے پاری دی۔

## تجويز تعزيت

دیور یا کسیا سنٹرل کو آپریٹو بینک لیمیٹڈ کے سبھی حصہ داروں کے سالانہ جلسے عام میں انجمن رام داس پتتو لوجھوں نے اپنی تمام زندگی اس اہم تحریک کی خدمت میں صرف کر دی تھی۔ ان کی موت پر تعزیت کی تجویز پاس کی گئی۔ ایک دوسری تجویز کے ذریعے تعزیت کی تجویز کو ان کے اعزاء و سپانندگان کے پاس بھیجے گا فیصلہ کیا گیا اور انجمن رام داس جی کے اعزاء میں بینک ایک دن بند رہا۔



## حیوان کس طرح سدھائے جاتے ہیں

عقل حیوان کی طرح ذہانت بھی ایک ایسا لفظ ہے جسے ایک سے زیادہ معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بیابو بی کے ایک امیر کی تحریر میں یہ لفظ بہت کم دکھائی دیتا ہے کیونکہ اس کے گول مول ہونے کے سبب وہ عموماً اسے استعمال کرنے سے ڈرتا ہے۔ عقل حیوانی ایک پیدائشی ہند ہے کیڑے کوڑوں کو اپنی زندگی کی ضروریات کا علم ہوتا ہے لیکن اس کے مخالفت میں اس میں اگر عقل حیوانی کی مدد سے کام کرنے کے علاوہ زندگی بسر کرنے کے لئے اس کے آداب سیکھنا پڑتے ہیں۔ گنتوں ہی کو بیچے انھیں اپنی زندگی کی بعض ضروریات کا بعد ایش سے علم ہوتا ہے لیکن انھیں بھی بہت کچھ سیکھنا پڑتا ہے۔ ایک کتے کا مالک اپنے کتے کی ان ضروریات کو سیکھنے کی قابلیت کی مناسب سے اسے ذہین یا کند سمجھتا ہے۔ گنتوں میں سب سے زیادہ ذہین نسل بھیدوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں ہی عقل نامی مٹی بڑے ذہین ہوتے ہیں وہ اپنے حادث کی کوشش سے بہت کچھ کھیلتے ہیں برامیں بکوسکا بھجھا کر لکڑی کے بڑے بڑے کندے اٹھانے کا کام دیتا ہے۔ تمام حیوانات کو اپنی زندگی میں کچھ نہ کچھ ضرور سیکھنا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ انھیں بھی جن کی زندگی صرف عقل حیوانی کی محتاج نہیں ہوتی سیکھنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں اور پھر ان طریقوں کے مختلف درجے ہیں سب سے آسان اور قابل فہم بچوں کا جلتا پھڑا ہے وہ آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہیں۔ بعض جانوروں کے بچے جب پہلی بار گھونٹے سے باہر نکلتے ہیں تو آہستہ آہستہ اڑتے ہیں لیکن وقت گزرتے کے ساتھ ساتھ پرروں کی مضبوطی کی وجہ سے اڑنے کی قوت بڑھتی جاتی ہے اس کے برعکس کیڑوں میں یہ بات نہیں۔ تیز پاں یا گھیاں شروع ہی سے اچھی طرح اڑنے لگتی ہیں۔ سیکھنے کا درمیان طریقہ نقالی ہے۔ یہ خاص کر ان حیوانات

میں پایا جاتا ہے۔ جو اپنے بڑوں کی نقالی کرتے ہیں۔ چھوڑے اپنی ماں کو دانہ دینا چلتے دیکھ کر اس کی نقالی کرتے لگتے ہیں۔ سفید کاغذ پر اگر سیاہ پنسل سے بے شمار نشان بنا دیے جائیں تو چوڑے بعض اوقات ان سیاہ نشانوں کو دانہ دینا سمجھ کر چلتے کوشش کرتے ہیں۔ ایسے حیوانات جو اپنی خوراک کے لئے جان سے اپنا شکار حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً شیر وغیرہ وہ بھی اپنے کو اس قسم کی ٹریننگ دیتے ہیں۔ وہ اپنے زخمی شکار کو کھاتے ہیں اور پھر ان سے بچے اس پر پیچے مارتے اور گوشت کے کو دانوں سے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب شیر کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ شکار پر اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور باپ کو شکار کرتے دیکھ کر وہ بھی اس کی نقالی کرنے لگتے ہیں۔ نوجوانوں کا بھی یہی حال ہے اور وہ بھی اسی طرح اپنے پچھلے ٹریننگ دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا سطور میں نقالی کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے کے متعلق یہ کہنا ضروری ہے کہ یہی بچے بڑے ہو کر نقالی چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی شاید کمین خاص نام میں انھیں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہو مثلاً بھیدوں کے لئے دیکھا گیا ہے کہ چلتے وقت جس طرف ایک بھید کا رخ ہوتا ہے سب کی سب ان کی نقالی کرتی ہیں۔ علمی تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر کسی بچے کو دروازے کی چٹنی کھولنے کا اشارہ دیا جائے تو وہ ایک دوسرے کتے کو دیکھ کر جو اسے کھولنے کی ٹرے حاصل کر چکا ہے اس کی نقالی نہیں کر سکتا۔ بندر انسانوں کے بڑے نقال ہیں۔ اس کے جسمانی اعضاء کی بناوٹ بھی ہمارے ساتھ ملتی جلتی ہے۔

حیوانات میں سیکھنے کا ایک اور طریقہ بھی تجربہ سے کیا گیا ہے ایک حیوان کا غصہ کرنا اور آئندہ اس غصے

جب انڈے سے چوزہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے قریب دانہ دیکھنے کی کوشش میں ادھر ادھر زمین پر چوبچ مارتا ہے۔ فطری امر ہے لیکن اپنا بیت بھرنے کے لئے دانہ دیکھنے کی شاعت کرنا وہ آہستہ آہستہ سیکھتا ہے وہ کبھی دانوں پر کبھی چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں پر چوبچ مارتا ہے اور تجربہ سے اسے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے لئے دانوں کی ضرورت ہے سنگ ریزوں کا نہیں یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ ایک چوزہ بعض اوقات دانے کی تلاش میں دوسرے چوزوں کی آنکھوں پر بھی چوبچ مارتا ہے۔ اور پر کی سطوح میں سیکھنے کی عین مختلف طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) چلنے پھرنے کی کوشش

(۲) لٹائی۔

(۳) تجربہ کی بنا پر غلطی اور پھر اس کے آئندہ ارتکاب سے بچنے کی کوشش کرنا۔ جو حیوانات تیسرے طریقے پر عمل کرتے ہیں دوسروں کی نسبت زیادہ ذہین مانتے گئے ہیں۔ ان طریقوں کے سوا کچھ کا ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ سوچنے سمجھنے اور حالات پر غور کرنے اور عمل کرنے کا ہے۔ ایسے حیوانات بھی موجود ہیں جو خاص حالات میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتے ہیں۔ بندر اور لنگر اس کی مثال ہیں اور اس کی وضاحت کے لئے یہ تجربہ کافی ہوگا۔ ایک کمرے میں جھت کے ساتھ تانکا بانڈ کر ایک کیلا لٹکا دیا گیا اس کمرے میں دو تین صندوقے بھی بڑے تھے کمرے میں ایک بندر کو لایا گیا وہ کیلا کھانا چاہتا تھا لیکن یہ اسکی پہنچ سے باہر تھا اس نے کیلا اور پھر ان صندوقوں کی طرف اور وقعتاً اٹھ کر ان کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر آپ اور چڑھ گیا اور کیلا حاصل کر لیا۔ بندر کے لئے یہ کیلا حاصل کرنے کا عمل بالکل نیا تھا اس نے پہلے کبھی ایسا نہ کیا تھا ہر بے کر پہلے اس نے اس کے متعلق سوچا اور پھر اس پر عمل کیا۔ (از پنجایت)

لی کوشش۔ یہ ہے وہ طریقہ بسا اوقات کتوں کو بیچ پیش کرتا ہے۔ وہ مختلف قسم کے چیل دکھاتے ہیں۔ یہ کھیل انھوں نے دفعہ دہری نہیں سیکھے بلکہ بد اخویں سیکھتے وقت تنہا غلطی کر اور اس سے بچنے کی کوشش میں لگے رہے تھے کہ وہ بوسہ کی طرح اسے کھائے بکڑے کھڑے نہیں بھی سیکھنے کی قابلیت موند ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ بات پیچیدہ عجیب سی معلوم ہوتی ہے لیکن سچ ہے اس کی وضاحت کے لئے اس تجربہ پر غور کیجئے ایک کبوتر کو بے شیشے کی ٹوب میں رہنے بل داخل کر دیا گیا جس کی شکل لکیری کی طرف والی کی سی تھی یہ کیلا ایک ٹنگ کر کے بے شک پہنچا جہاں سے ٹوب کی دو شاخیں ج اور کی طرف جاتی ہیں کبوتر کبھی دوطرف اور کبھی ج کی طرف ٹنگے لگا اس تجربہ میں اس قسم کا انتظام کیا گیا کہ جب یہ کیلا بے شک سے ٹنگ کر دکی طرف جاتا



ذات سے بچنے کے کرٹ کا نہایت ہی بلکا سا جھٹکا محسوس ہوتا ہے اس کبوترے کو بار بار نکال کر کے راستے ٹوب میں داخل کیا گیا تو اس لئے آہستہ آہستہ بے شک کی طرف ریگنا بند کر دیا یہاں اسے کرٹ کا جھٹکا محسوس ہوتا تھا اور آخر کار سیدھا سے ب اور پھر ج کی طرف ریگنے لگا گیا کبوترے نے بھی اپنا طریق سیکھ لیا۔

پرندے گھونسلے بنانا جانتے ہیں۔ انڈے دیتے ہیں اور انہیں پھٹنے سے بچنے نکالتے ہیں لیکن ان کے سوا انھیں زندگی میں ہر دوری باتیں بھی سیکھنا پڑتی ہیں۔ ان پرندوں کا گھونسلے بنانا اور بچے پیدا کرنا ایک فطری امر ہے بعض پرندوں کو تو اپنے بچے صحیح قوم کی طور اک حاصل کرنے کے متعلق بھی سیکھنا پڑتا ہے۔

## کون بھوکوں مرتے ہیں؟

جو دن کو سوتے ہیں۔ جو منمت سے گھبراتے ہیں۔ جن کو اپنا گھر اور اپنا شہر پیارا ہے جن کو ترک دنیا کے غلط معنی بتائے ہیں جن کو باپ دادا کی عزت کا بھوٹا گھنڈ ہے جن کے گھر میں کچھ زیور اور نقدی ہے جن کے باپ دادا کچھ جائیداد چھوڑ گئے ہیں۔ جو اپنی ان کو بہت بڑا سمجھتے ہیں جن کو اپنی عقل اور اپنے علم کا غور ہے۔ جو چھوٹی ٹوکریاں اور چھوٹے پٹینے نہیں کرنا چاہتے۔

# روس میں مشترکہ کھیتی

۱۱ جناب ہے۔ بی۔ ستر۔ ایم۔ اسے، جسلی افسر محکمہ امداد باہمی (بی) سوویت زراعتی اقتصادیات کا خاص ذریعہ مشترکہ فارم سے اور ان سے جو اقتصادتی ترقی ممکن ہوئی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا تعمیر کے ذریعے جس میں عوام اور حکومت دونوں ایک ہی مقصد کے لئے کام کرتے ہیں، کیا کیا جاسکتا ہے۔

یہاں یہ ہم اس بات پر غور کریں گے کہ سوویت مشترکہ فارم کیا ہے کیسے یہ قائم ہوئے اور قومی ترقی کے سلسلے میں انھوں نے کیا کیا۔ ۲۰۰ لاکھ کھیتوں کا مشترکہ فارم کچھ ایک رات میں ہی نہیں ہو گیا۔ غیر ترقی یافتہ زراعتی ملک کو ایک کارپوری ملک میں تبدیل کرنے کے لئے حکومت کا پہلا قدم یہ تھا کہ زمین پر سے شخصی ملکیت کا اختیار ختم کر دیا گیا اور ساری زمین قومی سمجھی جانے لگی اس کے نتیجے میں سبھی کسانوں سے زمین چھین لی گئی جو کہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم تھی اور جدید طریقہ پر کھیتی نہیں کی جاسکتی تھی اور نہ دیہات کو ترقی دیتا تھا۔ یہ کام ۱۹۲۵ء تک ہوتا رہا جبکہ سوویت حکومت نے شخصی زمین کو اجتماعی بنادینے کی حقیقی کوشش کی۔ بہت سے لوگ ایسے تھے جن کی یہ رائے تھی کہ جو کچھ بھی کسانوں کے پاس ہے اسے شخصی ملکیت نہ سمجھ کر تمام اقوام کی ملکیت سمجھا جائے۔ کچھ کی رائے تو یہاں تک تھی کہ کسی بھی کسان کو کسی بھی چیز پر یہاں تک کہ اپنے گھراپی مرغیوں اور اپنی دودھ دینے والی گائے پر شخصی مالکانہ حق نہ ہو پہلے تو یہ نظر کا میاب ہوتا نظر آیا لیکن ملک کے کسانوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کے نافذ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۳۲ء میں روس میں بہت سے جانور مار ڈالے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جائدادوں کا کسانوں کی طرف سے مشترکہ ہونے کی مخالفت کے باعث تمام سوویت اسکیم نامکام ہونا چاہتی ہے۔ ۳۰۰ مشترکہ کھیت بن گئے جس میں تقریباً ۲۰۰۰۰ اجتماعی کام کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیاں ۷۰۰ آرٹیل اور ۲۶۰۰۰ کمپن تھے آخری قسم کی اجتماعی سوسائٹیاں ہی ایسی تھیں جن میں پیداوار کے ذرائع پر شخصی مالکانہ اختیار کسی کا نہ رہ گیا اور سارا کام سماجی بنیاد پر کیا جانے لگا۔

حکام نے ان حالات کے خطرے کا ۱۹۳۳ء میں ہی احساس کیا اور خاص اسٹیلن کی تجویز پر ایک اہم فیصلہ ہوا جس کے مطابق کسانوں کے کھیتوں میں کافی حصہ پر ان کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ کسانوں کو اپنے لئے دودھ دینے والی گائے، مرغیاں اور اسی قسم کے دیگر چھوٹے جانور، اپنا چھوٹا مکان اور اس کے چاروں طرف باغ رکھنے کا حق دیا گیا لیکن ہر اجتماعی سوسائٹی کا کام اجتماعی امداد باہمی کی بنا پر ہوتا رہا۔ اس سے کسان مطمئن ہو گئے اس طرح

سوویت حکومت کے لئے یہ قابل تعریف بات ہے کہ وہ ۱۸ سال تک اس انقلاب کے لئے جو ۱۹۳۲ء میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گیا برابر کام کرتی رہی۔ اس زمانہ میں دیہات میں علی الترتیب از سر نو تعلیم حاصل کرنے والے اور کام کرنے کوئے کرنے والے کسان طبقہ میں اتحاد قائم کر کے امداد باہمی کی سلسلہ ترقی ہوئی روسی کھیتوں کے یکجا کرنے اور فائموں کے ہاتھوں میں جدید قسم کی عمدہ مشینیں دینے کے لئے حکومت کی طرف سے بہت سے مشین ٹریکٹر اسٹیشن بنائے گئے جس میں جدید طرز ک کھیتی کی ہر قسم کی مشینیں اور اوزار کافی تعداد میں رہتے تھے اگرچہ ایم۔ بی۔ ایس بن گیا تھا پھر بھی اجتماعی کھیتوں میں شا ہونے والے کسانوں کو مدد دیتا تھا۔ ایک وقتی مرکز سیٹیکینک شروع کی گئی اور اجتماعی فارموں کی تنظیم میں مدد دیتی اور انھیں تعلیم دینے، وسیع پیمانے پر کھیتی کرنے کے فائدوں سے کسانوں کو آگاہ کرانے میں مدد دیتی گئی۔ ایم۔ بی۔ ایس۔ کے سیاسی شعبہ کے بن جانے پر اس محکمہ کا کام اور بھی زیادہ بڑھ گیا جبکہ ہزاروں ماہرین زراعت اور اہم ذہنات میں کام کرنے اور اجتماعی کھیتی کرنے والوں کی مدد کرنے کے لئے دہ میں بھیجے گئے۔

آرٹیل درجہ کے ۲۵۰۰۰ اجتماعی فارم یہی خاص ہے۔ وقت شخصی زمین بہت کم رہ گئی ہے۔ ۱۹۳۲ء میں اس قسم کی زمین ۱۰،۰۰۰ ہیکڑ تھی۔ یعنی کاشت کی جانے والی سارا زمین کا ۲۰ فیصدی۔ بقیہ ساری زمین اور دباہمی اور مرکا کھیتوں کے ذیل میں ہے۔ بونے، ماندے وغیرہ کا کام زیادہ مرکا ری مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو ملی ہوئی مشینوں سے کیا جا ہے۔ مشینوں کے استعمال کے باعث نہ صرف کاشت کی آراہی میں اضافہ ہوا بلکہ فصل بھی بڑھ گئی ہے۔ دراصل اجتماعی کام کا مقصد پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں ایک ہیکڑ زمین ۷ سنٹر (ایک سنٹر = ایک من ۱۵ سیر) پیداوار ہوتی تھی ۱۹۳۸ء میں ۹ سنٹر اور ۱۹۳۸ء میں ۹ سنٹر ہو کر تیسری پانچ سالہ اسکیم کا مقصد پیداوار کو پڑھا کرنی ہیکڑ۔ ۱۳ سنٹر پر پہنچانا تھا اور جنگ شروع ہونے کے قبل اس

میاں ہونے کی پوری توقع کی جاتی تھی۔ کل پیداوار میں بہت سی سے اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں کل پیداوار ۲۰ لاکھ ٹن تھی ۱۹۳۳ء میں ۸۰ لاکھ ٹن اور ۱۹۳۲ء میں ۱۱۵ لاکھ ٹن اور ۱۹۳۱ء میں ۱۳۳ لاکھ ٹن پیداوار کی توقع کی جاتی تھی۔ پچھلے چند سالوں میں اجتماعی فارموں کی اقتصادی حالت بدتر ہو گئی ہے۔ اجتماعی فارم کی اوسط پونجی ۴۲۰۰ روپے، بڑھ کر ۶۱۵۰ روپے ہو گئی اور ہر ایک ممبر کی پونجی ۵۰۴ روپے تک ہو گئی۔ اجتماعی ٹھنڈی کی ٹیکنیکل ترقی سے بروں کو کافی فائدہ پہنچا ہے۔ ایک ممبر کنبہ کی غلہ کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں یہ ۶۵ ٹن تھی مگر ۱۹۳۳ء میں ۷۰ ٹن ہو گئی۔ اجتماعی فارموں کی دوسری نشانی صارفین، سامان کی مقدار ہے جو کہ مہرے آتے ہیں۔ مختلف سامانوں کا یہ دو سے ۶ گنا تک پہنچ چکا ہے۔

روس میں اجتماعی فارم کا کام مندرجہ ذیل طریقے پر ہوتا ہے۔ اجتماعی فارم اس طرح بنایا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ ٹن کا رقبہ شامل ہو جو کہ ۲۰۰ ایکڑ سے ۲۰۰۰ تک ہو۔ رقبہ جنوبی روس میں عام طور پر کہیں کہیں ۲۰۰۰ سے ۶۰۰۰ ایکڑ تک کے اجتماعی فارم ہیں۔ اس قانون کے مطابق اجتماعی فارم حکومت کی ملکیت ہے جسے اس کے رول کو ہمیشہ کے لئے کام میں لانے کے لئے دیا گیا ہے۔ کسی بھی حالت میں نہ تو کم کیا جاسکتا ہے، نہ تو بڑھا جاسکتا ہے نہ دوسروں کو دیا جاسکتا ہے۔ اجتماعی فارم میں ہر خاندان اپنے لئے باغ لگانے، پھل بونے یا ترکاری بونے کے حق پر ہے اور غیر محدود تعداد میں مرغی خرگوش وغیرہ پال سکتے ہیں، آراضی میں کام کرنے کے لئے وہ ضروری آلات بھی حاصل کئے ہیں۔

فارم کا کام ممبروں کے عام اجلاس کے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے۔ سبھی ضروری سوالات مثلاً سالانہ پیداوار کی اسکیم، خرچہ کا اندازہ، ایم۔ ٹی۔ ایس۔ کے ساتھ سمجھوتے اور دیگرہ کی اسکیم کی باتیں اسی عام جلسے میں طے کی جاتی ہیں۔ نئے آئین نے اس مجلس کے اختیارات بہت بڑھادیے ہیں۔ کیونکہ اس کے مطابق یہ مجلس فارم کی سب سے بڑی اور اس انتظامی مجلس ہے۔ اس مجلس کی جانب سے منتخب ہونیوالا فارم انتظام کرنے والا ہے اور عام جلسے کے سامنے وہ ہی بدہ ہے۔ بغیر پہلے کے مالکانہ حق کا خیال کئے ہوئے زمین پر مت کی جاتی ہے۔ فارم کا اصلی کام بورڈ کی طرف سے مقرر کئے

جانورائے لیڈر کی صدارت میں اجتماعوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اجتماعوں میں عورتیں اور مرد دونوں ہوتے ہیں لیکن جانوروں کی دیکھ بھال کا کام مردوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔ فارم کا کام پہلے سے بنائی ہوئی اسکیم کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر فارم کو حکومت کی طرف سے ایک اسکیم ملتی ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ اسے کون کون سی اور کتنی کتنی چیزیں پیدا کرنی ہوں گی اور سب چیزوں کو پیدا کرنے کی کم سے کم تعداد بھی ہے۔ اس طرح فصل اور مویشی فارم کی پیداوار کے ذریعے سال کے غلوں کو فارم حکومت کے قرض کی شکل میں ادا کرتا ہے اور پیداوار کا ۱/۴ حصہ مقررہ قیمت پر فروخت کر کے قرض ادا کرتا ہے نیز ایم۔ ٹی۔ ایس۔ سے سمجھوتہ کرتا ہے۔ اس کے بعد اگلے سال کے بیج کے لئے غلہ رکھ دیا جاتا ہے اور جانوروں کے کھانے کے لئے بھی چارہ رکھ دیا جاتا ہے۔ خراب فصل کے لئے فارم ایک بیمہ بھی کرتا ہے۔ یہ سب کر چکنے کے بعد فصل کا ایک حصہ اجتماعی شکل میں بازار میں فروخت کر دیا جاتا ہے جس سے سرکاری ٹیکس، پیداوار کی قیمت، ایم۔ ٹی۔ ایس۔ کے علاوہ انتظامی اخراجات ریڈیو وغیرہ تمدنی ضروریات کا خرچہ اور فارم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے تیار کئے ہوئے آلات کو خریدنے کا خرچہ رہتا ہے۔ جو بیچ سکتا ہے وہ ممبروں کا ہوتا ہے اور وہ اسے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

ممبروں میں تقسیم باہمی کا فاضل اصول یہ ہے کہ انکے کام کرنے کے دن جو ملے جاتے ہیں۔ خاص دن کے کام کرنے کے لئے کام کو کوڑھ مقرر کر دیا جاتا ہے اور انکے لئے کسان کو کام کرنے کے لئے ایک دن ادا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی کام مقررہ کام سے زیادہ کام ایک دن میں کرتا ہے تو اسی کے مطابق زیادہ کام کر بوائے مان لئے جاتے ہیں۔ ہر ممبر کا کام کر بوائے دنوں کی تعداد میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ جو ممبر جتنا زیادہ ایسا نڈار اور محنتی ہوتا ہے اتنے ہی زیادہ دن اسے ملتے ہیں اور پیداوار میں اس کا حصہ بھی اسی کے حساب سے ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ یہ چاہیں گے کہ سوشل اجتماعی فارم ہندوستان میں زراعت کی از سر نو تنظیم کے لئے نمونہ کا کام کر سکتے ہیں لیکن روس میں پیش آئیوانی دشواریوں کے علاوہ یہاں کچھ اور دشواریاں بھی ہیں۔

- (۱) زمین کے مالک بننے کا فخر جسکی تاریخ بہت پرانی ہے اور اہل دیہات کے دماغ میں گھر کر گئی ہے۔
  - (۲) روس کی طرح یہاں بھی کسی خاص چیز کے لئے کوئی میدان وسیع نہیں ہے۔
  - (۳) تجارتوں کی کمی اسی حد تک ہے جیسی کہ روس میں تھی۔
  - (۴) زمینداروں کا دیہاتی طبقہ، سوداگروں اور مہاجروں کی موجودگی۔
- ان سب کا روس میں اجتماعی فارم شروع ہونے کے پہلے غائب ہو چکا تھا۔

ذریعے ہندوستان کے دیہاتی باشندوں کے ذریعہ معاش اور زندگی کی سطح میں بہت کچھ اصلاح کی جاسکتی ہے اور گاؤں کو افلاس کے غار سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔

ان دشواریوں پر انقلاب کے زمانہ کے علاوہ اور کسی وقت محاصل کچا کستی ہے یا نہیں حکومت اجتماعی فارم بنانے اور ان سے کام لینے کے لئے خرچ کر سکتی ہے یا نہیں یہ سب باتیں ایسی ہیں جن پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے اگر ان دشواریوں پر قابو پایا جاسکے تو اجتماعی کفایتی کے

## سلیم کو آپریٹو سوسائٹی کا طریق کار

(انجانب لی ایل آر وال اسسٹنٹ جیڈی آر کو آپریٹو سوسائٹیز، بریلی)

ملازمت سے ہلکدوش ہونے پر انھیں اپنی ذاتی دلچسپی کے۔ کسی ذریعہ کی تلاش تھی۔ یہ گاؤں انھیں پسند آیا۔ وہ غور کرتے تھے اور تواریخ وغیرہ کی بھناب کی کتابیں لکھ رہے تھے۔ انھوں نے اس مسئلہ پر بھی غور کیا اور اپنے خیالات کو جو خیالی سمجھے تھے، جامہ عمل پہنایا انھیں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اس۔ ان کی فکر استقلال کا اندازہ ہوتا ہے انھوں نے زراعتی اور تعلیمی اصلاح کی اسکیم تیار کی اور اس کام کو کرنے کے لئے امداد باہمی کو اپنا ذریعہ بنایا اس طرح انھوں نے دیہاتی بینک قائم کیا اور اسی کے ساتھ ایک مکمل گاؤں بن گیا۔

۲۱ اپریل ۱۹۳۹ء کو گاؤں میں آگ لگ گئی جس میں ۸ گاؤں جل گیا۔ یہاں تک کہ ایک گائے اور بھینس بھی جو پنجاب لائی گئی تھیں دھت پر نہ بچائی جاسکیں اور جل کر مر گئیں۔ اس وقت تو یہ آگ قدرت کی طاعت سے ایک مصیبت معلوم ہوئی لیکن بعد میں یہی قدرت کا ایک عطیہ معلوم ہوئی۔ گاؤں کی اس مگرورہ کا پروفیسر ویشن پر بہت اثر پڑا اور انھوں نے پختہ مکانات بنوانے کا عزم کر لیا۔ پچھتے پاس سے خرچ کرنے کے بجائے انھوں نے امداد باہمی کا سہارا لیا اور ان کے کہنے پر گاؤں لوگوں نے ضلع بینک سے قرض لیا۔ بینک کی نظروں میں ممبران حیثیت ضمانت کے لئے کافی نہیں تھے اور اسے خوف تھا کہ جو روپیہ ایک بار دیا جائے گا وہ کبھی وصول نہ ہو سکے گا اس پر پروفیسر ویشن بھی گاؤں کے بینک میں شامل ہو گئے اور قرض کے لئے ذاتی طور پر انھوں نے ذمہ داری لے لی۔ بینک نے بہت قلیل سود پر قرض دے دیا۔ مکان بنادے گئے اور ہر کنٹرول کرنے کے لئے دیدیئے گئے اور قرض گاؤں کے ہر آدمی کے نام گاؤں کے بینک سے لیا گیا دکھا دیا گیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اب تک تقریباً دو تہائی قرض ادا ہو گیا اور اب ان لوگوں کو اچھے مکان میں رہنے اور ان کے مالک ہونے کا فرہ ہے۔ گاؤں میں ۲۵

اس دیہاتی سوسائٹی کا قیام ۱۹۳۹ء میں عمل میں آیا تھا لیکن اتنی کم مدت میں ہی اس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے چند سال قبل اس گاؤں میں چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں تھیں جن میں نہایت غریب لوگ رہتے تھے وہ غیر زرخیز زمین سے نکھاس چھیل کر اور اسے بچ کر اپنا بیٹ پالتے تھے۔ اگرچہ گاؤں کا رقبہ ۲۰۰۰ ہیکٹیر تھا لیکن نصف سے زیادہ زمین جوئے کے قابل نہیں تھی باقی زمین بیکار تھی۔ جو اور باجرہ پیدا ہوتا تھا لیکن فصل نہایت ہی خراب ہوتی تھی۔ لیکن اب یہاں کی ساری زمین اچھی فصل پیدا کرنے کے قابل ہے اور کرتی بھی ہے۔ بہت زیادہ آرمی میں باغ لگائے گئے ہیں جس میں آم، کھنسل، نائباتی، پھلی اور گلاب تک کے درخت ہیں جو اب پھلنے کے قریب آگئے ہیں۔ گیہوں اور گنے کی کاشت ہوتی ہے اور پیداوار بھی اچھی ہے۔ پہلے پانی کی کمی کے باعث زمین بیکار تھی۔ زمین نرم ہونے کے باعث کچے کنوئیں بن سکتے تھے اور پختہ کنوئیں بیش خرچ کیے جاتے تھے یہ کام اتنا مایوس کن سمجھا تھا کہ ہائیڈرو الیکٹرک ٹھکر پانی حاصل کرنے سے مایوس ہو گیا اور ٹیوب کے کنوئوں کے ذریعہ آبپاشی کی اسکیم یہاں کے لئے رد کر دی۔ ان سب باتوں کے باوجود ذاتی خرچ سے ایک ٹیوب ویل بنایا گیا۔ اب اس کنوئیں سے گاؤں کے اندر اور باہر کی زمین کی سیرجانی ہوتی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گاؤں والوں کی آمدنی بڑھ گئی ہے اور آمدنی بڑھنے کے باعث انھیں زندگی سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ جن گھروں میں وہ رہتے تھے وہ کچے مکانوں سے بھی بدتر تھے۔ گاؤں والوں کے پاس نہ اچھے گھر بنانے کے ذرائع ہی تھے اور نہ خواہش تھی۔ دراصل یہاں کی آبادی مستقل نہیں تھی بلکہ ایک طرح سے وہ ہنجاہے تھے۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں اور اس جدیدی کار از اچھی رہنمائی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں پروفیسر رام سرورپ دیس نے گاؤں میں آدھا حصہ حاصل کر لیا پروفیسر صاحب موصوت کھنڈو ٹریننگ کالج میں پروفیسر تھے اور





# سوال جواب

## جانوروں کو ڈینگو بخار

اور وہ مر جاتی ہیں۔ اس کا مجھے دوبارہ تجربہ ہوا ہے۔ براہ کرم اس کا کوئی اچھا علاج بتائیے۔

**جواب۔** پچیس مرغیوں کی کشتی بنا۔ یوں کی علامت ہے جیسے ہیضہ۔ رانی کھیت کی بیماری وغیرہ چونکہ آپ کہتے ہیں کہ آپ کی مرغیاں عموماً جولائی میں بیمار ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں گرین ڈائریا یا ہری پیمیش ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری مان سون شروع ہونے پر ہوتی ہے جبکہ مرغیاں ہری گھاس میں بہت زیادہ کھوتی ہیں۔ بہت زیادہ کھانے سے ہی یہ بیماری ہوتی ہے جن مرغیوں کو یہ بیماری ہوگئی ہو انہیں تندرست مرغیوں سے دور رکھنا چاہئے اور انہیں کچھ دنوں تک صبح شام ایک چوبی پانی میں ۵ دس قطرے انیون کے منگھلانا چاہئے۔ جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائیں انہیں دودھ یا آئس کی سفیدی کھلا کر رکھنا چاہئے۔ جب تک وہ اپنے ہو جائیں انہیں آبت آبت اعلیٰ معمولی خوراک دینی چاہئے برسات شروع ہونے پر مرغیوں کی بہت دیکھ بھال کرنی چاہئے کہ وہ بہت زیادہ نمی کھاس نہ کھا جائیں جس سے باعث انہیں کئی قسم کی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔

**سوال۔** میرے گاؤں کے جانور بہت مری رہے ہیں۔ ان کے پچلے پیروں میں کوئی بڑی بیماری ہو جاتی ہے۔ دونوں پیروں کو وہ ایک دوسرے سے رگڑتے ہیں اور ان کا تمام جسم تھوڑی تھوڑی دیر بعد کانپنے لگتا ہے۔ جانور کئی دن تک اٹھ نہیں پاتے اور پھر بیہوشی میں مر جاتے ہیں۔

**جواب۔** ہو سکتا ہے کہ آپ کے گاؤں کے مویشی ڈینگو بخار میں مبتلا ہوں۔ یہ پھیلنے والی بیماری ہے۔ اسلئے جن جانوروں کو یہ بیماری ہوگئی ہو انہیں دوسرے جانوروں سے دور رکھنا چاہئے۔ انہیں صاف اور گرم جگہ پر رکھنا چاہئے اور انہیں کھانا اور پیوس کا اچھا بھونا دینا چاہئے۔ صبح شام آدھ سیر چرائیے گا جو شائدہ دیکھے۔ صبح شام پیروں کی تھوڑی دیر تک مالش کیجئے۔ جانوروں کے ہسپتال کا پتہ پوچھئے اور وہاں اطلاع دیجئے تو وہ لوگ خود آپ کے گاؤں آئیں گے اور بیماری کا جو کچھ علاج ہوگا اسے بتائیں گے۔

## مرغیوں کو گرین ڈائریا سے کیسے بچائیں؟

**سوال۔** میں مرغی پالنا پسند کرتا ہوں۔ میرے پاس کچھ مرغیاں بھی ہیں۔ جولائی میں انہیں ایک طرح کی پیمیش ہو جاتی ہے

## دھان کے کھیت کی جوتائی

مٹی ہے تو کھیت کا ڈھلا دھوپ میں یک کر سونہا ہو کر رہتا ہے اور کھیت کے تمام کھیتے برباد ہو جاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے فصل کسی قسم کی بیماری لگنے کا بہت کم اندیشہ رہتا ہے۔ بھاکرن اور جیت میں جو گرد اور گردہ کو جاتی ہے اس میں خوراک موجود ہوتا ہے۔ پانی بڑھنے سے وہ کھاد دھل کر پانی سے نیچے آتی ہے۔ مگر اس سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کا کھیت ہوا رہتا ہے۔ کیونکہ پانی کھیت میں جو پانی پڑتا ہے وہ زیادہ باہر چلا جاتا ہے۔

ایسا عموماً دیکھا جاتا ہے کہ شروع میں پانی کم پڑتا ہے مگر میں پوری بارش ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اوپر والے کھیت جن کے جوتائی نہیں کی گئی ہے۔ ٹھیک وقت پر مگر گرد روپے نہیں جاتے کیونکہ ایسے کھیت کو تیار کرنے میں زیادہ پانی کی ضرورت ہے جو بڑے کھیت میں اگر ایک ڈیڑھ اچھ بھی بارش ہو جائے تو اسے آسا روپے لگتے ہیں۔ لیکن پانی کھیت تیار کرنے کے لئے کم از کم ۲ انچ پانی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ اور جوتائی میں کھیت جوتنے سے ایک فائدہ یہ ہم کہ کھیت میں دھان روپنے کے بعد گھاس بہت کم نکلتی ہے۔

**سوال۔** دھان کے کھیتوں کی جوتائی کا سب اچھا اور مناسب

وقت کب ہے؟ **جواب۔** ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسان دھان کاٹنے کے بعد پھر جب تک روپے کا وقت نہیں آ جاتا اس وقت تک زمین کو پوتی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ دھان کاٹنے کے بعد کھیت کو ضرور جوتنا چاہئے۔ اگر پنجاب پلاؤ (Punjab Province) سے جوتا جا اور نو اور بھی اچھا ہے۔ پنجاب پلاؤ کی جوتائی سے نیچے کی مٹی اوپر چلی آتی ہے اور بڑے بڑے ڈھیلے نکل آتے ہیں۔ اگر پنجاب پلاؤ نہ لے تو دوسری بل سے مٹی کم از کم دوبار ضرور جوتائی کرنی چاہئے۔ جوتنے کے بعد پھر دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسے ڈھیلے ہی کی صورت میں جوتنا چاہئے۔ اگر دھان کاٹنے کے بعد کھیت میں بل چلنے کے قابل نہ ہو (Moisture) نہ رہے تو آئندہ جیسے ہی پانی پڑے۔ کھیت کو دوبار جوت دینا چاہئے۔ تاکہ میں اکثر پانی برس ہی جاتا ہے اسلئے اگر کسان چاہیں تو اپنے کھیت کو جوت سکتے ہیں۔ کھاد جوت رہنے سے جوت میں بھی کھیت آسانی سے جوتا جا سکتا ہے۔ دھان کے کھیت کو جوت میں بھی جوتنا ضروری ہے۔ جب زمین تاکہ جیتھ کی جوتائی

# ریڈیو پروگرام

## ہمارا پنجایت گھر

- ۱۔ مئی ۱۹۴۴ء کیرتن - شری کرشن کیرتن منڈلی - زیادہ غلہ  
اگر دو - رام اجاگر دو - بے - بھیسے کا مکالمہ - اس ہفتہ کا پروگرام  
قت کی اطلاع - ۸ بجے - دادرا - تارا بانی - چکبندی - بچوں میں  
چیت - آج - شری کرشن کیرتن منڈلی -  
۲۔ مئی ۱۹۴۴ء - گرام سینگ کا فرض - تیرتھ راج پانڈے -  
رام رتھی حسین - (وقت کی اطلاع ۸ بجے) - خبریں - ٹھہری -  
بانی - چیک سے بچاؤ - ایک ڈاکٹر اور بھیسے میں مکالمہ - برہا -  
ہبار اور پارٹی - گیت - سی - ایم - لہ - سی -  
۳۔ مئی ۱۹۴۴ء - خیال - یورپ کا حال - غزل - نواب علی خاں  
نت کی اطلاع ۸ بجے - خبریں - کورس - پنج منڈلی - بال سبھا -  
کا بچپن - ارجن برجناتھ سنگھ اور پلٹو میں مکالمہ - بچوں کی  
کشت -  
۴۔ مئی ۱۹۴۴ء - اناج سے خرید کر دو - کے دیرینہ دو کم سنگھ  
رئی کا گیت - بلدیو پرساد (وقت کی اطلاع ۸ بجے) - خبریں -  
را - اشد رکھی پائی - نار دموہ - رام اجاگر دو - غزل -  
پر ساد - تاج - دھن - اے - آئی - آر - آرٹسٹ -  
۵۔ مئی ۱۹۴۴ء - ہر ہون کی دیکھ رکھ - پیٹ پھولنا - ایک  
بیوں کا ڈاکٹر - ہرک گیت - پنج منڈلی - (وقت کی اطلاع ۸ بجے)  
۶۔ بھجن - کرشنا بانی - زخیرہ بازی - مکالمہ - مرتضیٰ حسین اور  
جی داس - گیت - آنا (کوٹ) چند بھوشن -  
۷۔ مئی ۱۹۴۴ء - پنکھٹ - آدرش - ارائن سارتری بیتاد پری  
کے گیت - گلاب دیوی اور پارٹی - (وقت کی اطلاع ۸ بجے)  
۸۔ بھنوتمہ را حفظ ملا - مونڈن کے گیت - گلاب دیوی اور  
ن -  
۹۔ مئی ۱۹۴۴ء - دیسیا - رام جی داس - یورپ کا حال غزل  
ن حسین - (وقت کی اطلاع ۸ بجے) - خبریں - قوالی نظام الدین  
پارٹی - بچوں کا جلسہ - بسین - تین گاؤں - منظوم - کہانی -  
اخط ملا - ساز سنگیت -  
۱۰۔ مئی ۱۹۴۴ء - زیادہ غلہ پیدا کرو - بات چیت - ٹھہری -  
ہبار (وقت کی اطلاع ۸ بجے) - خبریں - غزل - نور جہاں  
ہفتہ کا پروگرام - فلمی گیت - پہیلیاں - جگنا تھ پر ساد سنگھ -
- ستار پر دھن - اے - آئی - آر - آرٹسٹ -  
۱۔ مئی ۱۹۴۴ء - تلس کی بانی - بندہ پر ساد ہٹا چاریہ - برہا -  
کنہیا لال شرما (وقت کی اطلاع ۸ بجے) - خبریں - ۱۰۔ ادرا - منا بانی -  
موسی ترکاری - اے - آر - علوی اور بھیسے میں مکالمہ - گیت -  
کنہیا لال شرما - رامائن پانڈے - پنج منڈلی -  
۱۱۔ مئی ۱۹۴۴ء - نینا گروہ کی لڑائی - آ لہا - یورپ کا حال -  
مکالمہ - (۸ بجے کی اطلاع) - خبریں - گیت - عبدالحی - بچوں  
کا جلسہ - سنار کے خاص دھرم - ہندو دھرم - بچوں کی فرمائش  
اب آگے کا سنو حوالہ - آ لہا -  
۱۲۔ مئی ۱۹۴۴ء - قوالی - پنج منڈلی - برکوں کی ضرورت  
سر جو پر ساد - (۸ بجے کی اطلاع) - خبریں - بھجن - کنہیا لال - سبھا  
پندر بھوشن - بھجن - کمل بانی -  
۱۳۔ مئی ۱۹۴۴ء - بھینت کے دشمن - دیکھ - یوگنید - برہا سنگھ  
نعت - مرتضیٰ حسین - (۸ بجے کی اطلاع) -  
۱۴۔ مئی ۱۹۴۴ء - پنکھٹ - اچار اور مرہ بنانا بسنت کمار -  
بھجن - سدا ہما تھر - (۸ بجے کی اطلاع) - فلمی گانے - بھنوتمہ را  
خط ملا - گیت - سدا ہما تھر -  
۱۵۔ مئی ۱۹۴۴ء - قوالی - پنج منڈلی - یورپ کا حال مکالمہ -  
پوری - راجی داس - (۸ بجے کی اطلاع) - خبریں - بھجن - بچوں  
کا جلسہ - پنکھٹ - رامیشور دیال ماتھر - مہتا را خط ملا - گیت -  
مرتضیٰ حسین -  
۱۶۔ مئی ۱۹۴۴ء - زیادہ غلہ پیدا کرو - بات چیت - قوالی  
نصیر قوال اور پارٹی - (۸ بجے کی اطلاع) - خبریں - بھجن - آدر  
کے - جوشی صفائی اور غسل - رمی کا کام اور جو دھری کا مکالمہ -  
دادرا - نصیر قوال مہ پارٹی - اس ہفتہ کا پروگرام - قوالی -  
شاہ جہاں -  
۱۷۔ مئی ۱۹۴۴ء - قوالی - پنج منڈلی - بڑے آدمیوں کی بانی  
گر دھک کنڈ لیا - (بات چیت) - رسول احمد ابودہ - بھجن -  
موہنی بانی - خبریں - ستار پر دھن - رومی شکر -  
۱۸۔ مئی ۱۹۴۴ء - چیتی - رام جی داس - بچوں کا جلسہ -  
ان کا بچپن - اکبر - (مکالمہ) - ولی کمال خاں - بھجن - شانتا بولہ

سفر کم کرو۔ (مکالمہ)۔ بچوں کی فرمائش۔ خبریں۔  
 ۱۸ مئی ۱۹۳۳ء۔ گیت۔ نور محمد۔ کھلیان (خاص) برصغیر  
 ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء۔ غزل۔ نور محمد۔  
 ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء۔ دادرا۔ مرتضیٰ حسین۔ لوست بچاؤ (ابتداء)  
 ایک ڈاکٹر۔ غزل۔ حفیظ احمد خاں۔ زخیرہ بازی (مکالمہ)۔ خبریں۔  
 سوہر۔  
 ۲۰ مئی ۱۹۳۳ء۔ سوہر۔ ارملادوی۔ بھارگو۔ سوم دتی اماں  
 (بات چیت)۔ شانتی دیوی۔ بھجن۔ بہنو تنہا راجھ ملا۔ سوہر۔  
 ارملادوی بھارگو۔  
 ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء۔ بھجن۔ وید ناتھ ڈے۔ بچوں کا جلسہ۔  
 شوا چلا پر دیں۔ (منظوم کہانی)۔ گیتی بھدر۔ دیکشت پورب کا  
 مائل۔ (مکالمہ)۔ ڈھولک کا گیت۔ ستارہ بائی۔ بہتار اخط ملا۔  
 وید ناتھ ڈے۔ خبریں۔  
 ۲۲ مئی ۱۹۳۳ء۔ بھجن۔ پیچ منڈی۔ زیادہ غلہ پیدا کر۔  
 (بات چیت)۔ پی۔ سی۔ شرما۔ دادرا۔ زہرہ نازیں۔ اس  
 بھفتہ کا پردگراں۔ خبریں۔  
 ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء۔ لیجاری۔ فقیر لال اور منڈی بکاڈ  
 کا اسکول (بات چیت)۔ دید پرکاش گیت۔ بھجن۔ بی۔ جے۔ جوش۔  
 خبریں۔ دھوبیا گیت۔ فقیر لال اور منڈی۔  
 ۲۴ مئی ۱۹۳۳ء۔ لیجاری۔ چندو دھوبی اور منڈی۔ بچوں  
 کا جلسہ۔ آکاش سنار۔ ستارے (مکالمہ)۔ بچوں کی فرمائش۔  
 سفر کم کرو۔ (مکالمہ)۔ دھوبیا گیت۔ چندو دھوبی اور منڈی  
 خبریں۔

۲۵ مئی ۱۹۳۳ء۔ قوالی۔ عابد قوال اور پائی۔ بی۔ بھت کا  
 استعمال (مکالمہ)۔ ادیس احمد ادیب اور جیجیٹ۔ پوربی۔ رادھا بائی۔  
 خبریں۔ دادرا۔ عابد قوال اور پائی۔  
 ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء۔ بھجن۔ کالیکا پر ساد دیکشت۔ دودھ کا انشاد  
 (بات چیت)۔ این۔ کے۔ بھارگو۔ جیتی مٹی بائی۔ زخیرہ بازی۔  
 (مکالمہ)۔ گیت۔ کالیکا پر ساد۔ خبریں۔  
 ۲۷ مئی ۱۹۳۳ء۔ بھجن۔ سرج کمار دی۔ مونگ کی چیزیں۔  
 (بات چیت)۔ استوئی۔ پونو، تنہا راجھ ملا۔ گیت۔ سرج کمار دی  
 ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء۔ بھج گیت۔ پیچ منڈی۔ بچوں کا جلسہ۔  
 برادیش (نظم)۔ سی۔ سی۔ سنی پورب کا حال۔ بھجن۔ کرانتی دیوی۔  
 خبریں۔  
 ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء۔ گیت۔ بھونجار۔ جنگ بہادر۔ دینا ناتھ  
 اور ڈی۔ سی۔ دت۔ اگلے بھفتہ کا پردگراں۔ اچودھیا کی بہا۔  
 (کو تیا)۔ لال ناتھ سنگھ۔ خبریں۔  
 ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء۔ گیت۔ مرتضیٰ حسین۔ پبلک اور  
 پولیس۔ بلوہ (بات چیت)۔ غزل۔ غلام غوث۔ خبریں۔ بھجن۔  
 ۳۱ مئی ۱۹۳۳ء۔ بی۔ اے۔ دھو دھوبی اور منڈی۔ بچوں  
 کا جلسہ۔ آکاش سنار۔ آواز کاراستہ (مکالمہ)۔ اچودھیا پر  
 دیکشت اور پیلو۔ دادرا۔ شمیم بائی۔ پورب کا حال۔ دھوبیا گیت۔  
 بدھو دھوبی اور منڈی۔ خبریں۔

## انمول موتی

مذہب کے بعد انسان کو تمام برائیوں سے روکنے والی چیز "عزت نفس" ہے۔  
 خود داری تمام نیکیوں کا سنگ بنیاد ہے۔

ہماری ناکامی کا سبب اکثر یہی ہوا کرتا ہے کہ ہمیں اپنی ذات، اپنے حوصلہ، اور اپنی ہمت پر اعتماد نہیں ہوتا۔ اپنی طاقت  
 پر بھروسہ رکھنا ہی اصل طاقت ہے۔  
 گویا کے بازار میں اگر ہم نے اپنی قیمت خود ہی ایک روپیہ رکھی تو دوسروں کو کیا غرض کہ وہ پانچ روپے کر دیں۔ آپ اپنی  
 عزت کرو۔



# ایسے حبیب الہات

## ایک قابل تقلید کسان

سٹر ڈیوبے جٹپیس آئی اے۔ ایس ڈائرکٹر محکمہ زراعت صوبہ بہار اپنے یہاں کے ایک لائسنس یافتہ کسان شہری مالک چند کشتن داس کی ست ترقی کی ہے۔ یہ صاحب شہری خاندان میں بہت مشہور ہو رہے ہیں ان کے پاس اب وقت کوئی ۶۰۰ ایکڑ زمین ہے اس میں سے ۴۲ ایکڑ زمین میں یہ کھیتی کرتے ہیں اور مختلف فصلیں پیدا کرتے ہیں اور بقیہ ۱۷۸ ایکڑ زمین میں سو سہی درختوں کے باغ لگائے ہوئے ہیں انھیں سب سے بڑی کامیابی میوں کی پیداوار بڑھانے کا وئی ہے اس معاملے میں وہ صوبہ بہار میں سب سے آگے ہیں ان کے باغ میں اس وقت میوں کے ۱۲۰۰۰ درخت ہیں جن میں ۱۰۰۰ پورے درخت پھل سنبھلے ہوئے ہیں۔

گزشتہ سال انھوں نے ۹۰۰ ٹن میوں پیدا کئے اسکا زیادہ تر حصہ کشتن اسٹورس ڈپارٹ کے ہاتھ فروخت کیا۔ ان کا مقصد زراعت کے ذریعے محض حصول دولت ہی نہیں بلکہ خدمت ملک ہے وہ صوبہ بہار کے محکمہ زراعت کی مدد سے عمدہ بیج پیدا کرتے ہیں اور اسے ملک کے کسانوں کو بونے کو دیتے ہیں وہ اپنے کھیتوں کو طرح طرح کے پھلنے کرتے رہتے ہیں جنھیں سرکاری اور غیر سرکاری لوگ عموماً دیکھنے آتے رہتے ہیں۔

میوں ایک فرحت بخش پھل ہے یہ بات ان کے کھیتوں میں بخوبی ثابت ہوئی ہے اس سے انھیں جس درست ہوتا ہے یہی نہیں یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ گزشتہ سال جب خاندان میں ہر شخص پھیلا ہوا تھا۔ ان کے گھیت کا ایک مزدور بھی اس بیماری کا شکار نہیں ہوا۔

ہمارے صوبے میں ایسے دولت مند لوگوں کی کمی نہیں ہے جو سینہ مالک چند کی طرح ہزاروں ایکڑ زمین کے مالک ہیں وہ ماہرین تو وہ بھی سینہ جی کی طرح کھیتی کو ترقی دیکر دولت اور عزت پیدا کرتے ہیں اور اپنے صوبے کی سب سے بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔

فروری ۱۹۴۷ء میں گاؤں سدھار محکمہ گاؤں سدھار کی طرف سے یو پی میں گاؤں سدھار کے کام

کی جو تفصیل شائع ہوئی ہے اسکا خلاصہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔ مکان جانے کے سانپوں کے ٹٹے کی دشواریوں کے باوجود اس مینے میں نالیوں کے علاوہ دس کنوئیں اور ۳۰ بانڈ بنائے گئے اس کے علاوہ ۲۰ بچاٹ گھر اور ۲۴ ٹوٹے کے گھر بنائے گئے موصول رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ گاؤں ولے کالی دلچسپی لے رہے ہیں اور روپے پیسے اور دیگر طریقوں سے امداد کے اپنے فرائض پورے کر رہے ہیں۔

دیہات میں پھیلنے والی بیماریوں کو پھیلنے سے روکنے کیلئے پوری کوششیں کی گئیں ۱۹۱۶ اشخاص کو ٹیکہ لگایا گیا ۲۹۵۶ اشخاص کی مختلف بیماریوں کا علاج کیا گیا ۲۵۹۵ اشخاص کو فرسٹ ایڈ کی تعلیم دی گئی اور ۲۰۸ دایاں ٹرینڈ کی گئیں دیہات کی صفائی کی کوششیں کامیابی کے ساتھ جاری رکھی گئیں ۴۵۲۰ سوختہ گڈے بنائے گئے ۱۷۳۳ گھوڑے صاف کئے گئے اور ۴۱۹ سور باڑے آبادی سے ہٹائے گئے دیہات کے مکانوں کے لئے ۴۰۴ ہوا دینے گئے۔

کھاد کو محفوظ رکھنے کے لئے ۶۸۴۳ کھاد کے گڈے کھودے گئے ساتھ ہی پیشاب جذب کرنے کے گڈے بھی بن رہے ہیں ۸۲۵۴ پیشاب جذب کرنے کے گڈے اور بنائے گئے مچھتی کے ۸۰۴ آلات تقسیم کئے گئے ۳۸۰ مظاہر دیہات میں کئے گئے۔ مویشیوں کی بھلائی کے کام بھی جاری رکھے گئے دیہات میں مویشیوں کی نسلوں کو اچھی طرح بنانے کے لئے ۳۸ اعلیٰ نسل کے سانڈ اور ۵۰ اچھی نسل کے دیگر مویشی دئے گئے۔ ۳۶۰۰ مویشیوں کا علاج کیا گیا اور ۲۱۱۴ بیوں کو آختہ کیا گیا۔

اسکاؤٹ تحریک کی طرف کارکنان گاؤں سدھار سے بہت توجہ دی اور اسکاؤٹوں کی بھرتی اور پوری ٹریننگ حاصل کرنے والوں کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۴۱ء میں دھاکہ ٹرینڈ کئے گئے اور بیشتر کو ابتدائی تعلیم دی گئی اسکاؤٹ زبلی بھی کی گئی کارکنان گاؤں سدھار نے ۴۹۶ بچے اور ۱۰۹ ڈرامے کئے اور ۳۲۱ بلکہ بچن منڈیوں نے گائے سانے پلیٹی گاڑی کا استعمال نشر و اشاعت کے لئے کیا گیا۔ اس

جنگی کھانسیوں نے جنگ اور دیگر موضوعات پر مکالمے براؤ کاسٹ کئے۔  
 ریڈیو اسکیم بہت کامیاب ہوئی ہے اور اس سے گاؤں والوں تک  
 جنگ کی خبریں پہنچیں اور بروقت پہنچتی ہیں جو کہ روزانہ ریڈیو سٹیشن  
 کے لئے جمع ہوتے ہیں گاؤں سدھار سنٹروں میں۔ ریڈیو سٹیشن  
 لگائے جانے کی مانگ برابر بڑھتی جا رہی ہے۔

### فروری ۱۹۷۷ء میں اسکاڈوں کی بھرتی

فروری ۱۹۷۷ء میں اسکاڈوں کی بھرتی کی رفتار اس طرح تھی۔  
 (پرائے مرکز)

ضلع	کل بھرتی	کل تربیت یافتہ	فیصد
۱۔ کانپور	۳۱۱۶	۳۱۱۶	۱۰۰
۲۔ فرخ آباد	۳۷۳۰	۲۹۲۶	۷۸
۳۔ مراد آباد	۳۰۷۱	۱۹۶۸	۶۱
۴۔ الہ آباد	۳۲۵۲	۲۱۰۶	۶۱
۵۔ مین پوری	۳۳۰۲	۲۰۰۲	۶۱
۶۔ نین تال	۱۲۲۷	۶۸۸	۵۶
۷۔ بلیا	۷۰۳۲	۲۱۳۲	۵۶
۸۔ گونڈا	۸۰۸	۲۶۲۷	۵۵
۹۔ بریلی	۳۱۱۶	۱۶۵۹	۵۳
۱۰۔ ہر دوی	۲۳۲۹	۲۳۱۰	۵۳
۱۱۔ مرزا پور	۵۷۹۵	۳۰۷۰	۵۳
۱۲۔ امیتھ	۲۲۱۵	۱۲۸۱	۵۳
۱۳۔ المورہ	۱۱۹۵	۲۸۱	۲۰
۱۴۔ بجنور	۳۲۹۸	۱۳۵۱	۴۰
۱۵۔ دہرادون	۳۵۵۶	۱۳۸۸	۳۹
۱۶۔ اعظم گڑھ	۲۹۲۱	۱۵۲۶	۳۹
۱۷۔ فتحپور	۳۵۱۹	۱۳۷۰	۳۹
۱۸۔ اٹوا	۳۷۷۸	۱۲۳۷	۳۸
۱۹۔ رائے بریلی	۳۱۰۰	۱۱۲۹	۳۶
۲۰۔ جالون	۲۵۰۶	۱۶۲۳	۳۶
۲۱۔ جہین پور	۳۷۳۲	۱۳۲۹	۳۶
۲۲۔ مظفر نگر	۳۳۵۹	۱۱۵۹	۳۵
۲۳۔ بنارس	۵۱۲۸	۱۷۳۲	۳۴
۲۴۔ بلند شہر	۲۵۱۰	۱۴۴۹	۳۲
۲۵۔ بدایوں	۳۶۰۱	۱۱۵۸	۳۲
۲۶۔ آگرہ	۲۰۵۵	۱۲۲۹	۳۱
۲۷۔ گورکھپور	۲۶۶۲	۱۳۵۷	۳۰

۲۹۔ پٹنہ	۲۶۵۰	۷۶۰	۲۹
۳۰۔ جالپائی	۳۵۹۹	۸۸۷	۲۵
۳۱۔ بلی بھیت	۲۹۸۹	۷۷۵	۲۶
۳۲۔ میرٹھ	۳۰۱۰	۷۶۸	۲۶
۳۳۔ ستر	۳۲۷۷	۸۵۲	۲۵
۳۴۔ سہارنپور	۳۹۱۵	۹۸۵	۲۴
۳۵۔ مین پوری	۲۹۷۷	۱۶۳۲	۲۳
۳۶۔ بستی	۶۰۰۲	۱۳۳۷	۲۲
۳۷۔ سیتاپور	۲۲۵۶	۳۸۲	۱۷
۳۸۔ غازیپور	۷۰۵۹	۱۱۱۹	۱۶
۳۹۔ سلطانپور	۹۵۵۳	۱۳۸۱	۱۴
۴۰۔ برہم پور	۳۷۰۲	۶۸۵	۱۸
۴۱۔ بانڈا	۲۷۵۵	۵۱۲	۱۱
۴۲۔ شاہجہانپور	۲۱۰۸	۱۹۲	۹
۴۳۔ کھنڈ	۳۳۷۶	۲۰۶	۶
۴۴۔ اٹوا	۵۰۸۹	۳۰۲	۶
۴۵۔ جھانسی	۱۷۷۵	۷۸	۴
۴۶۔ گڑھوال	۱۱۵۹	X	X

۴۷۔ کھیری  
 ۴۸۔ فیض آباد  
 ۴۹۔ بارہ بکلی  
 اعداد نہیں ملے۔

### فروری ۱۹۷۷ء میں اسکاڈوں کی بھرتی (پرائے مرکز)

ضلع	کل بھرتی	کل تربیت یافتہ	فیصد
۱۔ الہ آباد	۸۲۳	۵۲۳	۵
۲۔ غونڈا	۱۵۲۱	۱۲۲۸	۸
۳۔ سلطانپور	۲۱۰۳	۵۳۱	۵
۴۔ پٹنہ	۱۳۰	۳۰۰	۲
۵۔ بلیا	۱۱۰۰	۲۰	۱
۶۔ جہین پور	۱۹۸۱	۳۳۹	۰
۷۔ رائے بریلی	۱۷۶۸	۲۸۱	۱
۸۔ مرزا پور	۲۶۶۲	۳۹۹	۱
۹۔ غازی پور	۱۷۳۶	۲۵۹	۱
۱۰۔ بانڈا	۲۳۶۲	۳۳۱	۱
۱۱۔ بنارس	۵۳۹۰	۲۷۹	۱
۱۲۔ گورکھپور	۷۵۹۰	۱۲۸	۱
۱۳۔ بستی	۲۱۰۵	۱۲	۱
۱۴۔ کھنڈ	۲۱۲۷	X	۱

۱۵۔ فیض آباد  
 ۱۶۔ بارہ بکلی  
 اعداد نہیں ملے

۲۲۳۲ ۳۱۷۰۰

## فوجیوں کے کنبہ والوں کی دیکھ بھال

فوجیوں کے گھر والوں کی اور زیادہ اچھی طرح دیکھ بھال کرنے کے لئے محکمہ گاؤں سندھار کے آرگنائزروں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے حلقہ میں ہر کنبہ کو دیکھنے کے لئے وہ کم از کم ایک بار ضرور جائے۔ جن دیہات میں فوجیوں کے کنبہ والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ آرگنائزر کے لئے سب کے یہاں ایک دن میں جانا ناممکن ہے۔ وہاں اسے چاہئے کہ وہ جہینے میں کم از کم دو دن اس کام کے لئے رکھے اور ہر کنبہ کے پاس جا کر انکی ضرورتوں اور دشواریوں کا پتہ لگائے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرے فوجیوں کے کنبوں کو دیکھنے جلتے وقت اسے اپنے ساتھ گاؤں کے کسی خاص خاص شخص کو ساتھ میں لے لینا چاہئے جو سرچ کوئی بیٹا یا دیہاتی اسکا ڈوٹوں کا پٹرواں لیڈر ہو۔ اس کا ذکر آرگنائزر کو اپنی ڈائری میں بھی کرنا چاہئے۔ جہینے جو بوجب وہ صدر دفتر میں جائے تو اپنی رپورٹ کی کاپیاں انیکہ کو دیر سے اس میں ایک کاپی تو انیکہ کے دستخط کے بعد آرگنائزر کو بھیج دی جائیگی اور دوسری اطلاع کے لئے۔ اے۔ سی۔ ایل۔ او۔ کے پاس بھیج دی جائیگی۔ جن دیہات میں آرگنائزر ضرور ہے وہاں اسی کو یہ سب کام کرنے ہونگے اور اسکی رپورٹ کے ساتھ سرکل آرگنائزر اپنی رپورٹ شامل کر دینگا۔ اس نظام سے فوجیوں کے خاندان والوں کی مشکلات، بڑی حد سے رفع ہو جائیگی۔ فوجیوں کے کنبہ والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی دشواریوں کو آرگنائزر کے سامنے رکھیں جو انہیں دور کرنے کی کوشش کرے گا۔

## سرکل آرگنائزرز کی ترقی

جنوری ۱۹۳۳ء سے حسب ذیل سرکل آرگنائزرز کو دیگر پڑ سے اول گریڈ کی ترقی دی گئی ہے۔ انہیں اب ۲۵ روپیہ ہوار تنخواہ اور پانچ روپیہ مقرر خرچ ملا کرے گا۔

- ۱۔ سالک رام فصل ہر دوں
- ۲۔ غلام حسین شاہجہانپور
- ۳۔ دین دیال پٹی بھیت
- ۴۔ ہر دھاری لال سہارنپور
- ۵۔ ہری ناتھ درما منٹرا
- ۶۔ میتا رام بارہ بکلی

- ۷۔ رام پرتاپ سنگھ بریلی
- ۸۔ بھجدر ترائن جونیور
- ۹۔ پریم ہنس رائے بلیا
- ۱۰۔ ستیہ دیو بستی
- ۱۱۔ سورج پرتاپ سنگھ الہ آباد
- ۱۲۔ بنارس منظر نگر
- ۱۳۔ رام سروپ لال بستی

## دودھ دینے والے جانوروں کا چارہ

ہمارے یہاں کے دودھ دینے والے جانور اتنا کم دودھ دیتے ہیں کہ تجارتی نقطہ نظر سے ان کا پالنا نا ممکن ہو جاتا ہے دودھ بہت کچھ جانوروں کے چارے پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ یو۔ پی میں جانوروں کے چارے کے بارے میں بہت سے تجربے کیے گئے ہیں۔ سٹریسی۔ مایا داس ڈائریکٹر محکمہ زراعت یو پی نے اپنے ایک مضمون میں ان تجربوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جھانسی کے قریب بھراڑی کے فارم میں اسی کی کھلی، سرمسوں کی کھلی اور مونگ کی چوئی کے تناسبی اوصاف کے بارے میں تجربے کیے گئے۔ ان تجربوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ زیادہ دودھ کے لئے اسی کی کھلی زیادہ مفید ہے۔ اسکے بعد مونگ کی چوئی کا نمبر ہے۔ اسی کی کھلی اور جوار کے دانوں کا دودھ اور جانور کی تندرستی پر کیا اثر پڑتا ہے اس سلسلے میں تجربوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ جوار کے دانے اسی کی کھلی کے مقابلے میں دونوں باتوں کے لئے زیادہ مفید ہیں اگر دودھ دینے والے جانوروں کو اچھا اور معقول مقدار میں چارہ دیا جائے تو ان کی دودھ دینے کی طاقت ایسے بھی زیادہ بڑھ سکتی ہے۔ لیکن اس وقت مندوستانی کسان کے سامنے سب سے بڑا سوال جانوروں کے چارے کے خرچ میں کمی کرنا ہے۔ اس لئے اسے ایسے چارے چاہئیں جو مفید تو اتنے ہی ہوں لیکن جن پر خرچ کم ہو۔



## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضامین
...	جناب سید شمس الدین شمیم	بھیلائے جا (نظم)
...	مسٹر ے - بی - بھائیہ آئی - سی - ایس	پیدا کرو
...	مسٹر - این - سی - داس گھٹ	پیدا کی ہوئی برسم کا چارہ اور اسکے
...	ڈی - این - سنگھ دیویڈنل آفسر	پیدا کرو
...	مسٹر پی - این - ننڈا اور مسٹر گرو بخش سنگھ	سلسلے میں کچھ عملی باتیں
...	...	نہیں کاشت کرنے کے قواعد
...	مسٹر آر - این - مٹو - بی - ایس - سی	مکھی ہالے کے نشے اور پرانے طریقے
...	...	...
...	جناب راہندر ناتھ ٹیگور	س (کہانی)
...	جناب ڈاکٹر بی - ے - مکرچی	باری
...	مسٹر ے - این گپتا	سیتا بھل کی پتی کھانے والا کیتا
...	مسٹر شیوا نند جھا	چارہ
...	...	لئے جنگلوں کی اہمیت
...	جناب جے - پی - مشر	...
...	...	...
...	جناب ایس - ایس حسن صاحب آئی - سی - ایس	سنگ کی پہلی کمزوری ہے اور اناج انسان
...	جناب این - ے - بھارگو	سورت
...	...	نظام
...	...	واہرچو سوسائٹیاں
...	رائے بھادر پنڈت شکدیو بہاری مسٹر	پیش کی بات
...	...	مالو لگنا
...	...	گرام
...	جناب بدری پرساد امریش	س کسادوں کی حالت
...	جناب جاگن سنگھ	سنگ کی ترقی کا ذریعہ - چکندی
...	...	خیالات



# زیادہ غلہ پیدا کرو

(از سرٹکے جی۔ جھائیہ۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ سکریٹری حکومت یو۔ پی۔)

ہندوستان میں ۲۰ کروڑ ایکڑ سے زیادہ کھیتی ہوئی ہے اور دنیا کے سب سے بڑے زراعتی ملکوں میں ایک ملک ہے۔ ہمارا صوبہ ہندوستان میں سب سے بڑا زراعتی صوبہ ہے یہاں سو لاکھ ایکڑ سے زیادہ کھیتی ہے۔ پچھلے چالیس سال میں اس صوبہ کی آبادی اسی صدی بڑھ گئی۔ لیکن کھیتی کا رقبہ صرف ۳ فیصد ہی بڑھا ہے۔ پارساں امریکہ میں سب سے ماحقی ملکوں کے نمائندوں کی کانفرنس ہوٹ اسپرنگس (Hot Springs) میں ہوئی تھی۔ اس میں ہندوستان کے نمائندے بھی شامل تھے۔ اس کانفرنس کی سب سے بڑی تجویز یہ تھی کہ ہر ملک میں ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ وہاں جو کون مرے کے در سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا مل جائے۔

۱۔ اس کے لوگوں کی خوراک ایسی سدھاری جائے کہ وہ تندرستی کے لئے کافی ہو۔ ہندوستان کے لئے صرف یہی ضرورت نہیں ہے کہ اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے کافی اور بہتر خوراک پیدا کرے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے ایسے ملکوں کی بھی دکر کے جو اس لڑائی سے تباہ ہوئے ہیں۔

۲۔ ایک تو آجکل کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے ہر پھر لڑائی کے بعد کی ضرورتوں کے لئے دو سال ہوئے اس سے میں زیادہ اناج پیدا کرنے کی خاص کوشش شروع کی گئی۔

۳۔ اس صوبے میں ۵۹ لاکھ ایکڑ زمین ایسی پڑی ہے کھیتی کے قابل ہے۔ لیکن جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ تر آگاہ کے کام میں لائی جاتی ہے۔ اس کے بہت سے حصے میں کھیتی جا سکتی ہے اور غلہ و چارے کی ٹھیک ٹھیک فصل لینے سے غلہ و مویشیوں کا چارہ دونوں ہی کی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ پرتی زمین کھیتی کے لائق بنانے میں محنت اور پیسہ دونوں کی ضرورت ہے۔ زمین کو بھاری اور جنگل سے صاف کرنا پڑے۔ جہاں تہاں بانڈ نہ بنے یا ہموار کرنے کی ضرورت ہے اور کہیں پانی کے نکاس کا بندوبست ضروری ہے۔ ایسے کاموں کے لئے اس صوبے کی سرکار نے پچھلے سال بلا سو تفادی دینا منظور کیا تھا۔ یہ رعایت اس سال بھی جاری رہی۔ جہاں ربا بڑا رقبہ ہے۔ زمیندار اور بڑے کاشتکار اس رعایت کا فائدہ اٹھا کر ایسی پرتی کھیتی کے قابل بنا سکتے ہیں جو پرتی چھوٹی آراضی کو معمولی کسان ہی اپنی محنت اور اس بلا سودی قرضے کی مدد سے ان میں کھیتی کر سکتا ہے۔ زمیندار ایسی پرتی زمینوں کو ملا لگان یا رعایتی لگان پر اٹھا کر کسانوں کی محنت سے بچا کر کچھ سال کے بعد یہ زمینیں پورا لگان دے سکیں گے۔

۴۔ جس زمین میں کھیتی ہوتی ہے اسکی پیداوار بڑھانا کم ضروری نہیں ہے۔ ان میں اچھے قسم کا بیج بویا جائے۔ ٹھیک قسم کی کھاد صحیح مقدار میں اور ٹھیک وقت پر دی جائے۔ دھنگ کی بیج ہو۔ کھیتی کے نئے اور اچھے اصول برتے جائیں۔ توسیلا کہیں بڑھ سکتی ہے۔ ان کے بارے میں زیادہ حال تو اس سلسلے میں اور براڈ کاسٹس (Broadcasts) میں دیا جائیگا۔ چند باتیں جن پر محکمہ زراعت خاص زور دے رہا ہے اور کچھ رعایتیں جو سرکار نے منظور کی ہیں۔ کہہ دیتا ہوں۔

۵۔ ایکہ کے نئے قسم کے بیج سے پیداوار کتنی بڑھ گئی ہے اور اس میں ہماری دیکھنے سے کتنا کم نقصان ہوتا ہے۔ کس کو نہیں معلوم۔ محکمہ زراعت نے اور فصلوں کے ایسے ہی اچھے بیج پیدا کئے ہیں۔ ایسے بیجوں۔ جیسے پوسہ اور کان پوسہ کے قہیہوں یا گنیکہ کے دھان کی پیداوار معمولی بیجوں کی پیداوار کی سوائی اور ڈوڑھی تک ہوتی ہے محکمہ ان بیجوں کو ۶۰۰ سے زیادہ سرکاری گوداموں سے بانٹتا ہے جو سارے صوبے میں پھیلے ہیں ان میں پارساں خاص طور سے بیج کی تقسیم بڑھانے کے لئے کھوپے کئے ہیں اور پہلے سالوں کے مقابلے پارساں سوا بیج بانٹا گیا۔ بیج کی تقسیم بڑھانے کی کوشش اب بھی جاری ہے اچھے قسم کے دھان کے بیجوں کو جلد سے جلد پھیلانے کی تو خاص تدبیریں کی گئی ہیں۔ دو سال سے مرزا پور۔ پرتاب گڑھ اور فیض آباد میں ایک اسکیم جاری ہے۔ جس سے آئندہ کمال دو سال میں دھان کا زیادہ رقبہ اچھے بیج کی پیداوار کا ہوجائے گا۔ گورکھ پور اور مدھیہ کھنڈ کے علاقوں میں ایسی اسکیم اس سال جلد کی جارہی ہے اور دو تین سال ہی میں اچھا بیج دھان کے زیادہ

اور لاکھ کا پانچواں حصہ سرکار خود برداشت کرے گی۔ اس طرح کسان کو عین روپے من سے بھی کم پر یہ کھلی مل سکے گی۔ باقی آدھی کھلی دام یعنی سو روپے من کے تقریباً ایکہ۔ زرکاری وغیرہ کی کاشت کے لئے مل سکے گی۔ ان داسوں میں بھی پچھلے دنوں کے بازار بھاؤ۔ یہ کہیں سستی پڑے گی۔

۸۔ اس طرح کی کھاد کے ساتھ گاؤں کی کھاد کا استعارہ اور بھی بڑھنا چاہئے سب آگے بڑھے ہوئے ملکوں کے کسان ا بہت استعمال کرتے ہیں۔ گاؤں کے کچرے اور مویشی خائے کے مٹی سے کمپوسٹ بنایا جاسکتا ہے اور پچھلے سال سرکار نے اس اور تالاب کی مٹی کا کسانوں میں رواج بڑھانے کے لئے دس لاکھ کی رقم اخراجات میں دینا تجویز کیا تھا۔ یہ اسکیم کسانوں نے بہت پسند کی اور ۸۰ ہزار روپیہ ان کسانوں کو تقسیم کیا گیا۔ جنہوں نے بتائے ہوئے طریقے سے ایسی کھاد بنائی۔ اس سال اس طرح کی کھاد بنانے کی اور اچھی اسکیم تیار کی گئی ہے۔ جس سے امید ہے کہ اور زیادہ گاؤں میں کھاد تیار ہو سکیگی۔ اس اسکیم کا پورا پورا حال جلد ہی بتایا جائیگا۔

نوٹو اور ایسی زمینوں میں جہاں سینچائی ہو سکے۔ رے کی فصل کے لئے ہری کھاد بہت اچھی ہوتی ہے۔ پچھلے سال سرکار نے بیس ہزار من سنٹی گائیج دام کے دام بلا سردی ایسے علاقوں میں بانٹنے کے لئے منظور دی تھی اور یہ رعایت اس سال بھی دی جا رہی ہے۔ روہیکھنڈ کے ضلعوں میں اس رعایت سے خاص طور سے فائدہ ہوگا۔ کیونکہ یہاں کے زرکاری ٹیوب ویلوں سے اب تک پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ رے کی فصل کو تیزی سے بڑھانے کے لئے ایک خاص اسکیم ان ضلعوں میں پچھلے سال سے جاری ہے ۹۔ آبپاشی بڑھانے کی بہت سی تجویزیں جاری کی گئی ہیں اور بہت سی پر غور کیا جا رہا ہے بہت سی رعایتیں بھی اس سلسلے میں پار سال دی گئی تھیں۔ ان کا اور رعایتوں کو جو اس سال دہت کی تجویز ہو رہی ہے آئندہ براڈ کاسٹ (Broadcasts) میں دی جائے گا۔

۱۰۔ اپنے بچ کے بارے میں دو خاص باتیں مجھے کہنی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ بچ کے لئے ٹھیک ہے وہ ضروری نہیں کہ دوسرے بچ کے لئے بھی ٹھیک ہو۔ اور ایسے بچ سے اگر پوری پوری سہولت ملے تو یہ بھی ضروری ہے کہ زمین میں ٹھیک کھاد پڑے اور ٹھیک بچ کا شہ کی خدمت ہو۔ یہ باتیں بچ کو داسوں کا علم سمجھانا اور دکھانا ہے۔ اور اگر پورا فائدہ اٹھانا ہے تو ان کو برتنا بھی ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسے بچ خالص اور ایک چک میں ہونا چاہئے۔ جہاں اور کسی قسم کا بچ نہ لویا جائے۔ تاکہ اسکی پیداوار میں کوئی ملاوٹ نہ ہو سکے۔ اپنے بچ کو حلقہ جیلانے کے لئے اسکی مقدار بڑھانا ضروری ہے۔ اور یہ کسان اپنے اور کسان کے خا کے فائدے کے لئے ایسے ہی کر سکتا ہے کہ اس بچ کی پیداوار میں ملاوٹ نہ ہوئے پائے۔ ایسی پیداوار کو محکمہ اسی کام کے لئے خرید لیتا ہے اور بازار کے بھاؤ پر منافع بھی دیتا ہے۔ بچ گھاسوں سے یہ بچ سوائے پر قسم کیا جاتا ہے پچھلے سال ہر گز ۱۰ فیصدی زمینوں میں کھیتی کے لئے طرف ۱۰ فیصدی زیادہ کی داپسی کی شرط پر بچ کی تقسیم منظور کی اور جہاں ضرورت ہو سکے یہ ۱۰ فیصدی کی شرط بھی معاف کر سکتا ہے۔ یہ رعایت اس سال بھی جاری رہے گی۔

۱۱۔ بچ کے بعد دوسری چیز کھاد ہے جیسا میں پہلے کہ چکا ہوں محض کھاد دینا ہی کافی نہیں زمین زمین اور فصل فصل کے لئے علیحدہ قسم کی اور علیحدہ مقدار میں کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ٹھیک کھاد دینے کے اصول کا اگر پورا پر چار ہو جائے تو ملک اور کسان دونوں کو بڑا فائدہ ہے۔ آج کل سستی کھاد کی کمی ہے اور اسلئے گورنمنٹ نے اس کو زیادہ مقدار اور سستے داسوں میں حاصل کرنے کی کمی تجویزیں منظور کی ہیں جن سے چند کا ذکر کرتا ہوں۔ رنڈی وغیرہ کی کھلی کھاد کے کام میں لائی جاتی ہے۔ اس صوبے کی ملکوں کی کل پیداوار ۶ لاکھ من کے قریب ہوتی ہے اور وہ سب سرکار کاشتکاروں کو بانٹنے کے لئے لے رہی ہے۔ اسکے دام بانٹنے کے منٹروں پر ساڑھے تین پائے چار روپیہ من پڑے گا۔ لیکن پونے تین لاکھ من کے قریب کھلی گیہوں اور دھان کے ایسے رقبوں کے لئے تقسیم کی جائے گی۔ جہاں سینچائی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں اس کھاد سے پیداوار بہت بڑھتی ہے۔ یہاں یہ کھلی رعایتی دام پر دیکھائے گی۔

# گھر کی پیدا کی ہوئی برسم کا چارہ اور اسکے فائدے

(اثر شراہین - سی۔ داس گپت ۱۰ خسر تحقیقات پریکٹیکل کٹیل فیلڈنگ ریسرچ اسکیم جھانسی - یوپی)

چارہ دیا جاسکتا ہے لیکن ہندوستان میں گائیں کم دودھ دیتی ہیں اسلئے انہیں اس طرح خرید کر چارہ دینا مفید نہیں ہوتا۔ اسلئے برابر جسم کے بڑھتے رہنے کے محدود مقدار میں گاڑھا مرکب جانوروں کو دیا جاسکتا ہے۔ اسی حالت میں پھلی دار چارہ سب سے کم خرچ کا چارہ ہے۔ خرید میں جوار، سویا بین، آرد یا مونگ اور ریح میں سب سے زیادہ اور برسم مقوی پھلی دار چارہ ہے۔

خشک مہینوں کے لئے پروٹین دار چارہ

جولائی سے نومبر تک چارہ دینا آسان ہوتا ہے کیونکہ اس وقت گرمی کافی ہوتی ہے جس میں پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ جاولی میں گھاس کم ہوتی ہے اور مقدار میں چارے کی یہ کمی پروٹین دار چاروں کے ذریعے مثلاً برسم، سیسی وغیرہ پیدا کر کے پوری کی جاسکتی ہے۔ اپریل سے جولائی تک چرائی ناممکن ہوتی ہے کیونکہ انہوں کے پھلے یہ خشک چھنے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان مہینوں میں کوئی ہرا چارہ نہیں ملتا اور جانوروں کو خشک جھوسے پر ہی قناعت کرنی پڑتی ہے اسلئے اگر جانوروں کو اچھی حالت میں رکھنا ہے تو اس موسم میں پروٹین دار چارہ کا انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ کام یا تو گاڑھا مرکب خرید کر کیا جاسکتا ہے یا موسم پر پھلی دار گھاس نکال رکھنے سے وہ کام کیا جاسکتا ہے۔ پھلی دار چارے کو اگر سکھا کر رکھا جائے تو چارے کی کمی کے مہینوں میں انہیں دیا جاسکتا ہے۔

خشک ہونے پر برسم میں ۱۸ فیصدی کچا پروٹین اور ۱۵ فیصدی مہم ہونے کے قابل پروٹین ہوتا ہے۔ اسے جانور بہت پسند کرتے ہیں اور اگر کچھ زیادہ کھلایا جائے تو بھی نقصان دہ نہیں ہے کم خرچ کے لئے اس کا استعمال پروٹین کے لئے کیا جاسکتا ہے۔ ۸۰۰ پونڈ وزن کی گائے کو جو ۱۰ پونڈ دودھ روزانہ دیتی ہے ۱۵ پونڈ مہم ہونے والا پروٹین تندرستی کے لئے اور ۱۱ پونڈ دودھ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ایسی گائے ۱۴ پونڈ سوکھا چارہ کھا سکتی ہے یہ پروٹین کی کل مقدار ۳۸ پونڈ ہری برسم ہے جو کھا سکتی ہے جس میں ۸۶ پونڈ سوکھا چارہ ہو۔ اگرچہ برسم ہاری چارہ ہے پھر بھی پروٹین کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

برسم میں معدنی مادے کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ اس میں ۱۲ فیصدی تخلیلی راکھ ہوتی ہے۔ دوسرے چاروں کے مقابلے میں اس میں چونا بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چونا اس میں ۱۸ فیصدی

نارم کے جانوروں کو ان کی زندگی قائم رکھنے کے علاوہ بڑھنے، بند زیادہ دودھ دینے اور مکینیکل کام کرنے کے لئے بھی خوراک کی ضرورت پڑھتی ہے۔ جانور جتنا چارہ کھاتا ہے اس کا نصف تو اس کی تندرستی اور کو تمام رکھنے میں ہی لگ جاتا ہے۔ اسلئے خوراک کی کمی سے یا تو دودھ کم ہو جائے گی یا جانور کے جسم کی طاقت دودھ میں تبدیل ہوئے ہوئے لگے گی۔ اس لئے صرف اچھی شکل کے مویشی ہونے سے جانوروں کی اس وقت تک اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان کو اچھی طرح کھلایا نہ جائے۔

وہ جانوروں کی ضرورتیں۔

حالت، پروٹین، دھامن اور معدنی مادہ کے لئے خوراک کی ضرورت ہے۔ طاقت کی ضرورت جسم کی حرارت کو برقرار رکھنے اور، اور چند اعضا کے اہم فعل کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ پروٹین پختے جسم میں خون بنتا ہے یا دودھ بنتا ہے۔ معدنی مادوں سے جو کچھ بنی ہوئی ہے، جسم کا معدنی مادہ محفوظ رہتا ہے یا دودھ کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ جسم کے اعصاب اور اعضا کے اچھی طرح کام کرنے کے لئے دھامن کی ضرورت ہوتی ہے۔

کس جانور کو کتنا مقوی مادہ دیا جانا چاہئے یہ جانور کے تقد اور اس سے کتنے دودھ کی توقع کی جائے اس پر منحصر ہوتا ہے۔ کسی بھی حالت میں دودھ کی مقدار حد سے زیادہ نہیں بڑھائی جاسکتی خواہ اس کو کتنا ہی چارہ دیا جائے۔ دودھ کی مقدار ہر جانور کی اپنی خصوصیت ہے۔ معمولی چارے مثلاً گھاس بھرا وغیرہ سے ہی جسم کے لئے تمام ضروری چیزیں نہیں حاصل ہو سکتیں کیونکہ یہ مہم کرنے کی طاقت محدود ہوتی ہے۔ اسلئے گاڑھا مرکب مثلاً غلہ، مکئی وغیرہ دینا چاہئے تاکہ تقویری مقدار کے ذریعے ہی جسم کو یہ ضروری مادہ کافی مقدار میں مل جائے۔

مویشی پالنے والوں کو اپنے مویشیوں کی ضرورتوں کو سمجھ لینا چاہئے۔ ساتھ ہی اسے بازار میں چارے کی قیمت اور اپنے کھیتوں میں کس طرح سے پیدا کئے جانے والے چارے کے بارے میں خوب سمجھنا چاہئے۔ عام طور پر کسانوں کو اپنے جانوروں سے زیادہ دودھ پیدا کرنے کے لئے غلہ اور مکئی کھلانا چاہئے لیکن یہ تقویٰ انتہا سستی نہیں ہوتی۔ ڈیری کے گایوں کے سلسلے میں ان کے دودھ دینے کی مقدار پر کھلائے کا خرچ منحصر ہوتا ہے۔ جب گاڑھے چارے کا دام زیادہ نہ ہو تو زیادہ دودھ دینے والی گایوں کو خریدا ہوا

اس میں فاسفیٹ کافی مقدار میں نہیں ہوتا پھر بھی ۵ فیصدی فاسفیٹ ہوتا ہے اور یہ مقدار دیگر چاروں کے فاسفیٹ کی مقدار سے زیادہ ہے۔

برسیم کھانے کا طریقہ۔

اگر غریبی توجہ کی جائے تو برسیم سے اچھا چارہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ مناسب حالات میں برسیم بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ضرورت سے زیادہ ہری برسیم کو سکھا کر رکھا جاسکتا ہے۔ پتھروں میں تنے کی بنسبت زیادہ معدنی مادہ اور پروٹین ہوتی ہے اس لئے اسے سکھا وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی پتیاں نہ جھڑنے پائیں جہاں سکھا کر رکھنا ہو اسی کے پاس ہری برسیم کو تیل نہ میں دیا جائے اور دوسرے دن اسے آٹھ دیا جائے تاکہ دھوپ لگ جائے۔ اچھی طرح سوکھنے کے پچھلے انھیں اٹھا کر رکھ دیا جائے۔ اٹھانے رکھنے کا کام صبح کرنا چاہئے۔

ہری برسیم سے سوکھنے پر ۱۵ سے ۲۰ فیصدی تک سوکھا جاتا ہے۔ مقدار برسیم کی کمی کی مقدار پر منحصر ہے۔ مارچ ۱۹۳۷ء میں بھاری فارم (جھانسی) میں ۶۵ ٹن ہری برسیم سے ۱۲ من سوکھا چارہ تیار کیا گیا تھا۔ سوکھا چارہ اعلیٰ درجہ کا تھا اور میا بھی کم جھڑتی تھیں۔ پروٹین کی مقدار بھی سوکھنے پر زیادہ نہیں گئی کیونکہ ۵۰ فیصدی کی جگہ ۳۲ فیصدی رہ گئی اسلئے فتویٰ مرکب کی جگہ برسیم کو سکھا کر کام میں لایا جاسکتا ہے اور اس میں غریبی بھی کم پڑتا ہے۔

مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والے پروٹین کے خواص میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ برسیم میں طاقت بٹنے کا وصف کم ہوتا ہے جیسا کہ غلہ یا کھلی وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اسلئے کھلا کر تجربہ کے بعد اسکی مقدار بڑھائی جاسکتی ہے۔ کلور کے لئے ہری برسیم۔

جو اسی کی کھلی اور گیہوں کی بھوس کی مرکب کی جگہ ہری برسیم کا تجربہ کرنے کے لئے کلوروں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک گروہ کو نووہی گاؤں کا مرکب دیا گیا۔ دوسرے مرکب کو پروٹین کی نصف مقدار کے لئے برسیم کی اتنی ہی مقدار دی گئی تیسرے گروہ کو تین چوتھائی برسیم دی گئی۔ خشک چارہ سب کا ایک ہی تھا۔ یہ تجربہ مزار اور حصار نسل کی جھینوں اور گاؤں پر کیا گیا تھا۔ جس گروہ کو گاؤں کا مرکب پوری مقدار میں ملتا تھا انھوں نے زیادہ ترقی کی۔ لیکن جن گروہوں کو ۵ فیصدی اور ۵ فیصدی برسیم دی جا رہی تھی ان میں کوئی فرق نہ دکھائی دیا۔ ہاں وہ گاؤں کا مرکب پانے والے جانوروں کا بہت کم بڑھے تھے۔

۱۰ ہفتے کے تجربہ کے زمانہ میں جن حصار کلوروں کو گاؤں کا

دیا جاتا تھا ان کا وزن ۱۵۵ پونڈ بڑھا تھا۔ دوسرے اور تیسرے گروہ کا وزن ۱۲۲ اور ۱۲۵ پونڈ بڑھا تھا۔ تینوں گروہوں کے جسم میں ۱۵۳، ۱۵۳ اور ۱۵۵ کا اعلیٰ الترتیب اضافہ ہوا۔ کلوروں کا وزن اعلیٰ الترتیب ۱۸۴، ۱۸۱ اور ۱۱۵ پونڈ بڑھا۔ اس طرح حصار کلوروں کے مقابلے میں مزار کلوروں کا وزن زیادہ بڑھا۔ کیونکہ ان کا روزانہ ترقی ۱۲۵۵ پونڈ تھی۔ یہ تجربہ بہت سے جانوروں پر کیا گیا اور نتیجہ یہی رہا۔ جن جانوروں کو پورے طور پر گاؤں کا مرکب ملتا تھا ان کا وزن ان جانوروں سے کم تھا جنھیں گاؤں کے مرکب کی جگہ پر برسیم دی گئی اور یہ طائر اسلئے تھا کہ برسیم میں طاقت بخش جزو کم ہوتا ہے۔ لیکن برسیم کھلانے پر حصار کلور کی اودھ اور مرا کی ۹۰ پونڈ روزانہ کی ترقی قابل اطمینان ہے۔

دودھ کے خیال سے گھر کی پیدا کی ہوئی برسیم گاؤں کے مرکب کا پورا کام کرتی ہے۔ تینوں گروہوں کے لئے ۱۰۰ پونڈ کی ترقی کے لئے بالترتیب ۵۳، ۱۵۵ روپے ۰۰ روپے ۰۰ اور ۱۱ روپے ۰۰ خرچ پڑتا ہے۔

دودھ دینے والی گایوں کے لئے ہری برسیم۔

اسی طرح دودھ دینے والی گایوں پر بھی تجربے کئے گئے گایوں کے ایک گروہ کو پروٹین کے لئے گاؤں کے مرکب کی پوری مقدار دی گئی۔ دوسرے گروہ کو آدھا گاؤں کا مرکب اور آدھی ہری برسیم دی گئی۔ تیسرے کو ایک چوتھائی گاؤں کا مرکب اور تین چوتھائی ہری برسیم دی گئی۔ ۴ ماہ کے تجربہ کے بارے میں برسیم سے چارے سے کوئی نقصان دہ اثر گایوں کی ظاہر صورت پر نہیں پڑا اور نہ دودھ کی مقدار میں کمی ہوئی۔ یہ تجربہ بہت سے جانوروں پر کیا گیا اور نتیجہ واحد نکلا۔

گاؤں کے مرکب کی جگہ پر برسیم دینے سے دودھ کی پیداوار پر خرچ بھی کم آیا۔ حصار اور مزار دونوں قسم کی گایوں کو ۱۱ روپے ۵۵ خرچ ۵۵ روپے ۳۷ روپے ۱۲ اور ۱۲ روپے ۱۲ کا حساب سے پڑا۔ ہر طرح کے چارے کی قیمت تجربہ کے زمانہ میں دیئے جانے والے سوکھے چارے ہری برسیم اور گاؤں کے مرکب کے حساب سے لگائی گئی غلہ اور کھلی کا دام اس زمانہ کے بازار کے نرخ کے مطابق لگایا گیا اور برسیم کا دام پیدا کرنے کے حقیقی خرچ کے مطابق لگایا گیا۔ ترقی کا تجربہ مادھری کنڈ (متھرا) کے خانہ میں کیا گیا۔ ہری برسیم کی قیمت ۱۱ روپے ۱۱ من تھی اور دودھ بڑھانے کے لئے بھاری فارم میں ۱۱ روپے ۱۱ کے حساب سے خرچ ہوا تھا۔ مادھری کنڈ میں برسیم کی کمی کا سبب بڑے پیمانے پر برسیم پیدا کرنا تھا۔ کلوروں کو دینے جانے والے گاؤں کے مرکب کی قیمت ۲۵ روپے ۲۵ من تھی اور گایوں کو

جائے دالے گا ڈھے مرکب کی قیمت ۲۵۷۵ روپیہ فی من مٹی  
رہی کے لئے برسم کا استعمال

۱۸ حصار اور مٹر اکلوروں کو عمر اور وزن کے حساب سے  
بن دجوں میں تقسیم کیا گیا۔ اوسط عمر حصاری کلوروں کی ۱۱ سال  
اور مٹر کی ایک سال مٹی۔ ہر گروہ کے جانور کا اوسط وزن ۳۶۱  
پونڈ تھا۔ ہر گروہ کے جانور کو سو گھنے چارے کے لئے گھیوں کا  
تھوڑا سا اور ہری جوار دی گئی۔ ایک گروہ کو اسی کی کھلی، گھیوں کی  
جھوسی اور جو کا گاڑھا مرکب دیا گیا۔ دوسرے گروہ کو آدھے  
گاڑھے مرکب کی جگہ پر وٹین کے حساب سے برسم دی گئی۔  
بسی طرح تیسرے گروہ کو تین چوتھائی برسم دی گئی۔

تجربے کے ۱۷ ہفتوں میں ہر جانور کے جسم میں ہر ایک گروہ  
میں حصار گائے کے وزن میں بالترتیب ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور  
۲۰ پونڈ کا اضافہ ہوا اور مٹر اکلوروں کے وزن میں ۱۸، ۱۹ اور  
۲۰ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ اس طرح ہر نسل کے وزن میں بالترتیب  
۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ پونڈ کا اضافہ ہوا اور ہر روز ۵۲ گرام  
ہر گروہ اور ۵۰ گرام پونڈ کے حساب سے ہر جانور کا وزن بڑھا۔  
پوری مقدار میں گاڑھا مرکب پائے والے جانوروں کے وزن  
میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا۔ اس کے بعد نصف برسم پانیوالے  
جانوروں کا وزن بڑھا تھا اور تین چوتھائی برسم پائے والے  
جانوروں کا وزن سب سے کم بڑھا تھا۔ پھر بھی گاڑھے مرکب کی  
بد برسم کھلائے جانے پر جانوروں کے وزن میں ۱۰ پونڈ وزن  
اضافہ قابل اطمینان کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ کہنا مناسب نہ ہوگا کہ  
دوہین کے مطابق دوسرے سال گوشت پریش کا وزن ۱۶ پونڈ آٹھ  
تا ۱۹ پونڈ اور جھوسی کا ۷۰ پونڈ روزانہ کے حساب سے  
بڑھا۔

تینوں طرح کے چاروں کے خرچ کا پتہ لگایا گیا۔ گاڑھے مرکب  
کی قیمت ۲۰ روپے اور برسم پیداوار کا ۷۰ روپیہ  
فی من مٹی۔ جھوسے اور ہری جوار جو کہ ہر جانور کو دی گئی  
اتنی ہی قیمت بالترتیب ۸ آنہ اور ۲ آنہ فی من مٹی۔ جانور کے جسم  
۱۱ و ۱۲ پونڈ کا اضافہ ہونے پر بالترتیب ۲۳ اور ۲۴  
۵ روپے ۱۱ و ۱۲ من خرچ پڑا جس کی وجہ سے ۵ فیصدی برسم  
کے چارے کا خرچ سب سے کم تھا۔

### جون

عمر، دودھ دینے کا وقت اور دودھ کی مقدار کے مطابق  
مٹر اکلوروں اور گائے کو تین گروہوں میں تقسیم کرنے کے لئے ان کو  
کنٹرول چارہ دیا گیا۔ تینوں قسم کے چاروں میں کنٹرول چارے میں  
گاڑھا مرکب پوری مقدار میں تھا جیسا کہ ترقی کے تجربے میں تھا۔  
چارے میں آدھا گاڑھا مرکب اور پر وٹین کے حساب سے آدھی برسم  
مٹی۔ تیسرے چارے میں تین چوتھائی برسم اور ایک چوتھائی گاڑھا  
مرکب تھا۔ تجربے کے ۱۱ ہفتوں میں ہر ایک گائے کا اوسط دودھ بالترتیب  
۱۵، ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ لیٹر ۱۲ من تھا۔ پوری مقدار میں گاڑھا مرکب  
دینے جانے پر آدھی برسم دینے پر دودھ میں کمی نہیں آئی۔ لیکن  
جب گاڑھا مرکب اور کم کر دیا گیا تو دودھ میں کمی آگئی۔ مختلف گروہوں  
کے جانوروں کے جسم کا وزن اطمینان بخش صورت میں رہا اور ان  
کی ظاہر اشکل اور حالت میں کوئی فرق نہیں نظر آیا۔  
تجربے کے زمانے میں چارے کا خرچ بالترتیب ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ اور ۱۸  
روپیہ تھا۔ اوسط دودھ پیدا کرنے کا خرچ  
۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ روپیہ فی من پڑا۔ نصف برسم دینے  
پر دودھ بھی کافی ہوا اور خرچ بھی کم پڑا۔

گھری برسم کی کم خرچگی۔

اگر غلہ کے مرکب کی جگہ پر دودھ یا جانور کی تندرستی کے لئے  
ہری برسم کا تجربہ کیا جائے تو خرچ کم پڑتا ہے۔ اگر گاڑھے  
مرکب کی جگہ ۵ فیصدی ہری برسم دی جائے تو دودھ میں کمی  
نہیں ہوتی۔ جسانی ترقی کے لئے غلہ قسم کا متوازن مرکب برسم  
سے زیادہ مفید ہے۔ لیکن اگر ۵ فیصدی ہری برسم دی جائے تو  
بھی اوسط ترقی قابل اطمینان ہوتی ہے۔

برسم کو سکھا کر رکھنے سے خشک دنوں کے لئے ایک اچھا  
اور مقوی چارہ مل سکتا ہے۔ اگر چہ عمدہ گاڑھے مرکب کی طرح  
سوکھی برسم مفید نہیں ہے پھر بھی دودھ اور تندرستی کے  
لئے یہ بہت ہی سستا چارہ ہے۔

جب کہ ملک کا مسئلہ جانوروں کے چارے کے خرچ کو  
کم کرنا ہے اور ساتھ ہی ان سے فائدہ بھی اٹھانا ہے تو اگر  
کسان اب بھی جانوروں کو تھوڑے فٹے کے ساتھ زیادہ  
برسم دیں تو وہ زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔



# زیادہ ترکاریاں پیدا کرو

(اس سلسلہ کی چوتھی تقریر)

ڈی۔ این مکے ڈیوٹرل انسر (ترکاریاں) یو۔ پی

پھر اس پر زور دے رہا ہوں کہ آپ ہمیشہ بلا پس و پیش صوبہ کی حکومت کے ترکاریوں کے محکمہ کے افسر سے ملتے رہئے اور ان کی رائے حاصل کرتے رہئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی ہر ممکن مدد کریں گے۔

ان موسموں کے لحاظ سے جن میں وہ اگنی میں ترکاریوں کو تین مختلف درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ گرم موسم والی (نارنگی) برسات اور جاڑوں والی ترکاریاں۔ گرمی اور برسات کی ترکاریاں عام طور پر انھیں بیجوں سے پیدا ہوتی ہیں جو اسی ملک میں پیدا ہونے والی فصلوں سے جمع کئے جاتے ہیں۔ ان بیجوں کو جس حد تک بھی ممکن ہو اچھے اور بہتر پھلوں سے جو شروع فصل کے ہوں جمع کر لینا چاہئے۔ ایسے پھلوں سے جو دیر میں پکے ہوں جمع کئے ہوئے بیجوں میں نشوونما کی صلاحیت کم ہوتی ہے اور وہ جب بوئے جاتے ہیں تو اگلی فصل میں خراب قسم کی فصل پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ درخت جن سے یہ بیج اچھے کئے جائیں بہ لحاظ سے تندرست اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہونے چاہئیں۔ اچھے قسم کے زیادہ پھل پیدا کرنے والے درختوں کے پھلوں سے بیج لینے چاہئیں۔ ان بیجوں کو جو اس طرح جمع کئے جائیں، یعنی طرح رکھا لینا چاہئے اور اس کے بعد کسی ڈبے یا برتن میں خشک اور ٹھنڈی جگہ پر محفوظ کر دینا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے سگڑ کے ڈبے بہت کارآمد ثابت ہوتے ہیں اور اپنے بیجوں کو کپڑوں یا گھن سے بچانے کے لئے ان ڈبوں میں مقعلین کی ایک آدھ گولی بھی ڈال دینا چاہئے اور اگر یہ نہ مل سکے تو بیجوں کے ساتھ کافی مقدار میں کنڈیے کی راکھ یا بالو ملا کر رکھنا چاہئے اس طرح بیج خشک بھی رہتے ہیں اور ان میں پھپھوندی یا کیروائیں لگنے پاتا۔

جانوروں کی ترکاریوں میں سے کچھ کے بیج اس ملک میں نہیں جمع کئے جاسکتے مثلاً گرم کد اور گاجر کی ایک آدھ قسم۔ ان ترکاریوں کے بیج باہری ملکوں سے منگائے جاتے ہیں اور قابل اعتبار کدوں سے ہر سال تازے مل سکتے ہیں۔ لیکن ان میں سے زیادہ تر ترکاریوں کے بیجوں کو اب مصنوعی طور پر اسی طرح کی آب دھوا ہینچا کر بیج پیدا کر لیا جاتا ہے۔ گو بھی اور سفید مولی وغیرہ کے اس طرح پیدا کئے ہوئے بیج بہت کامیاب ثابت ہوتے ہیں اور چند باتوں میں تو وہ باہر سے آئے ہوئے بیجوں سے زیادہ نفع بخش بلکہ ان سے

میری پہلی تقریروں سے آپ کو اس کا مکمل اندازہ ہو گیا ہوگا مگر کس طرح آپ کو اپنے ترکاری کے باغیچہ کی زمین تیار کرنا چاہئے اسے کہاں بنانا چاہئے اور ترکاری کی کون کون سی فصلیں باقی رہی سے بنانا چاہئے۔ یہ سب کرنے کے بعد آپ کے سامنے صرف یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ آپ بیجوں کو کس طرح فراہم کریں ان کو کیسے ترتیب دیں اور اپنی کیا دلوں کو سلسلہ وار کس طرح پوئیں۔ اچھی فصل پیدا کرنے کے لئے اس سے زیادہ اہم اور سوچ بچار کرنے والی کوئی بات نہیں کہ کس طرح اچھے قسم کے بیج یا پودے حاصل کئے جائیں اور کس طرح پودے سے پہلے اور پودے کے ٹھوسے دلوں بعد تک ان کی نگرانی اور خبر گیری کی جائے نہیں اپنی آج کی تقریر میں اس اہم مسئلہ پر تفصیل سے مدد کرنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ اوپر بتا چکا ہوں مناسب بیجوں کا انتخاب ترکاریوں کی کاشت میں کامیاب ہونے کے لئے سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اسلئے اصولاً آپ کو بہت چھان بین اور ہوشیاری سے کام لینا چاہئے اور یہ دیکھ لینا چاہئے کہ جن ذریعہ سے آپ یہ بیج حاصل کر رہے ہیں وہ کس حد تک قابل اعتبار ہے۔ سستے بیج ممکن ہے کہ کبھی بھارے اچھے ثابت ہوں لیکن عام طور پر وہ سب سے زیادہ گراں ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان سے ترکاریاں اکثر بہت ہی کم پیدا ہوتی ہیں۔ ہمیشہ کسی اچھے اور معتبر کارخانے سے جس کی کافی شہرت ہو زیادہ قیمت پر بیج جو اچھے قسم کے ہوں اور جن میں نشوونما کی صلاحیت زیادہ ہو خریدنا زیادہ بہتر ہے بمقابلہ سستے اور گھٹیا بیج کے جن سے پودے خراب اور غیر اطمینان بخش ہوتے ہیں۔ آپ کا ایسا پودا جس نے یہ کام آپ سے چند سال پہلے شروع کیا ہو آپ کو اس معاملہ میں بہتر اور صحیح رائے دیکھتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا مالی آپ کو کچھ بیج یا چھوٹے پودے دیئے۔ لیکن اگر آپ اپنے پودوں سے مانگتے ہوئے خرماتے ہوں یا اس کا احسان لینا مناسب نہیں سمجھتے تو افسر آن اپنل ڈیوٹی (وزن میل) (۱۱) اسے۔ پی۔ سین روڈ گھنٹوں سے ملے اور وہ یا اس کے علاوہ دے یا تو آپ کے لئے اچھے بیجوں اور پودوں کا انتظام مناسب قیمت پر اپنے اسٹاک سے کر دیں گے یا کوئی ایسی قابل اعتبار دکان بتا دیں گے جہاں سے آپ اپنی ضرورت کے مطابق بیج یا پودے حاصل کر سکیں۔ میں اپنی پہلی تقریر میں بھی کہہ چکا ہوں اور آج

بہتر رہتے ہیں کیونکہ

(۱) وہ سستے پڑتے ہیں۔ (۲) زیادہ اچھی طرح لگتے

ہیں۔

(۳) وہ فصل سے کچھ پہلے ہی پیدا کئے جاسکتے ہیں اور ان کی ترکاری بہت جلد بازار میں آئے گا۔ جس سے زیادہ قیمت پر بکتی ہے۔

ان کو یہاں کی آب و ہوا کا عادی بنانے کے لئے اور ان کی قسم اچھی رکھنے کے لئے بیجوں کے کارخانے والے مناسب وقت کے بعد یعنی ہر دوسرے تیسرے سال باہر سے بیج منگا کر انھیں بوئے ہیں اور ان نئے بیجوں سے مزید بیج حاصل کرتے ہیں۔ مگر یہ کیا جانے تو بیجوں کی خوبی میں اور قوت میں فرق آجاتا ہے اور یہاں سے اچھی فصل نہیں جوتی اور اس بنا پر یہ ضروری ہے کہ بیج ایسی قابل اعتبار کانوں سے خریدے جائیں جن کے لئے یہ یقین ہو کہ انھوں نے مناسب وقت سے انھیں تازہ کر لیا ہوگا اور نہ منگائے ہوئے بیج جانوروں کے شروع موسم میں بوئے جانے چاہئیں کیونکہ اس سے پہلے بوئے ہیں وہ میدان علاقوں کی گرمی کو نہیں برداشت کر سکتے۔ غیر ملکی بیج تین قسموں یا سولہ قسموں کے ہیں یعنی اٹنی (ملینیا) مونیو (اے) درمیان موسم میں تیار

بیجوں سے

ہونے والے اسلئے ترکاریوں کی مستقل فراہمی کے لئے تاکہ وہ سال پھر آپ کو مل سکیں آپ کے پاس یہاں کی آب و ہوا کے مطابق عادی بنائے اور باہر سے منگائے ہوئے دونوں بیجوں کا ذخیرہ ہونا چاہئے تاکہ آپ ان کو باری باری مناسب وقفہ کے بعد بوسکیں۔ ایک ایسے شخص کو جس نے یہ شوق نیا نیا کیا ہو ان سب چیزوں میں بڑی زحمت نظر آئیگی اس لئے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ تجربہ کار ترکاری پیدا کرنے والوں سے بیج نہیں بلکہ پودے حاصل کر کے اپنے باغ میں لگائے۔

اگر ممکن ہو تو بیجوں کو ان کی ضرورت پڑنے کے وقت سے کچھ عرصہ پہلے خرید کر رکھ لے صرف اسلئے نہیں کہ وہ وقت ضرورت موجود ہوں بلکہ اس مقصد سے بھی کہ اس عرصہ میں ان کے اگنے کی صلاحیت کا بھی امتحان ہو سکتا ہے۔ بیجوں کا پارسل وصول کرنے کے بعد فوراً کھولنے میں بے صبری کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو اسی وقت کھولنا چاہئے۔ جب بیجوں کی ضرورت ہو کیونکہ کھولنے سے اگر ان پر مرطوب ہوا کا اثر پڑ گیا تو ان کی قوت ختم ہو جائیگی۔

## محنت سے راحت ہے

تو نے غفلت میں وقت کھویا۔ نہ کھیت جوتا۔ نہ بیج بویا

ایسی ڈوبی ہوئی اسامی سے کوئی حاصل بٹائے گا کیا؟

رہے گا یہ کھیت ہاتھ اُس کے۔ جو ہل سے کشتی لڑے کا دن بھر

جو ہار بیٹھے گا اپنی ہمت۔ تو وہ زمیں کو اٹھائے گا کیا؟

خوراک و پوشاک کے ذخیرے دبے پڑے ہیں زمیں کے اندر

جو کر کے محنت نہ کھودے گا۔ تو خاک پہنے گا۔ کھائے گا کیا؟

(مولانا محمد اسماعیل (بریلوی))

# بھیر پالنے کے سلسلے میں کچھ عملی باتیں

(از مسٹر پی۔ این۔ مندا۔ ایم۔ آر۔ سی۔ وی۔ ایس پیرنٹلنٹ اور مسٹر گرد بخش سنگھ ایل۔ وی۔ پی۔ گورنمنٹ

کیش فارم حصار

گھر ہندوستان میں بھیر پالنے کے موافق حالات موجود ہیں لیکن بھیر پالنے کے بارے میں پڑانے خیالات کے باعث اس طرح کافی ترستی نہیں ہو سکی۔ یہ پیشہ ہمیشہ سے ادنیٰ ذات کے اور جاہل لوگوں کے ہاتھوں میں رہا ہے اور اب بھی ہے اور وہ لگ

(۱) بجلی زمین میں بھیر میں زیادہ نہیں پنپ پاتیں  
(۲) تیزابی زمین میں بھیر میں اون کم ہوتا ہے۔  
(۳) جس مٹی میں چونا اور کھربا کی کثرت ہوتی ہے وہاں کی گھاس اون کو سخت بنا دیتی ہے۔

(۴) بہت زیادہ گرم اور خشک آب و ہوا میں پتلا، ردی اور تار دار اون پیدا ہوتا ہے جس کے ریشے جڑ ہوتے ہیں۔

(۵) خشک زمین میں اون عام طور پر اچھا اور ملائم ہوتا ہے۔  
(۶) بالو، گوبر وغیرہ کو مٹی کی زمین میں اون میں چھ لباٹی اور وزن آتا ہے۔

(۷) سرد آب و ہوا میں اون چمک دار لبا اور مضبوط ہوتا ہے۔

(۸) گرم اور معمولی آب و ہوا میں اون کے ریشے اچھے اور خوب ہوتے ہیں۔

اچھی نسل کی بھیر پالنا اتنا ہی مزدوری ہے جتنا کہ عمدہ نسل کی



حصار کے سرکاری فارم میں بیکانیری بھیروں کا مجھنے

روپے کی اور اچھی چراگا ہوں کی کمی کے باعث زمانہ کے ساتھ چلنے سے منع و در ہے۔ پھر بھی کھیتی کی پیداوار کے موجودہ بازار کو دیکھتے

ہوئے آج کل کسان مشترک کھیتی کے فائدوں کو سمجھنے لگے ہیں اور بھیر پالنے کے پیشہ کو کھیتی کے معاون پیشہ کی حیثیت سے اختیار کر رہے ہیں لیکن اس پیشہ میں فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اسے قاعدہ کے ساتھ اور سائنسی طریقہ پر اپنایا جائے۔ گورنمنٹ کیش فارم حصار میں تجربوں سے جو نتیجہ برآمد ہوا ہے ان کا ذکر یہاں پر بھیر پالنے والے لوگوں کے لئے کیا جا رہا ہے۔

ترقی نسل

بھیر پالنے کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ اسی جگہ کی دیسی بھیر میں پانی جائیں ایک نئی جگہ میں دوسری ذات کی بھیر میں پالنے وقت زیادہ احتیاط رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ مقامی بھیر میں وہاں کی آب و ہوا، چراگاہ وغیرہ

عمدہ نسل کی بھیر

بھیر کا انتخاب کرنا۔ عمدہ نسل کی بھیر پالنے میں اس کا خیال رکھنا  
اہم ہے کہ جہاں تک ہو سکے کم سے کم عمر کی بھیریں پانی جائیں یہ چاہئے  
کہ اس قسم کی بھیروں کو خریدنے میں کچھ زیادہ خرچ ہو جائے گا  
لیکن اس سے فائدہ زیادہ ہوگا۔

بھیروں کی پرورش انسان کے گھر کا انتظام  
سفید بھیروں کی پرورش زیادہ نفع بخش ہے کیونکہ سفید  
ان اور زیادہ داموں میں بکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سفید  
ان رنگا جاسکتا ہے۔ اس طرح اسے درجوں میں تقسیم کرنے میں بھی  
سہولت ہوتی ہے۔

جہاں تک ہو سکے پہلے بھیروں کے ایک معمولی گتے سے تجارت  
شروع کی جائے اور پھر جیسے جیسے سہولت حاصل ہوتی جائے  
وہ بڑھایا جائے۔ بہت بڑا گتہ پالنے سے بھیروں کی طاقت کم  
لا جاتی ہے اسلئے بھی چھوٹا گتہ اچھا ہوگا۔

آپاسخی کے رتبوں میں جہاں مشترکہ کھیتی کی جاتی ہے وہاں  
بھیرنی ایکڑ سے لیکر چار یا پانچ ایکڑ فی بھیر کی اوسط بھیریں  
لی جاسکتی ہیں۔ اسلئے زمین کی پیداوار آپاسخی کا طریقہ  
بعضوں کی گردش وغیرہ باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

قدرتی حالات میں بھیروں کی زیادہ ترقی ہوتی ہے اسلئے  
کے لئے جتنا کم گھر کا انتظام کیا جائیگا اتنا ہی اچھا ہے۔ وہ  
کا اون اچھا نہیں ہوگا۔

۴۔ ۵۔ بھیروں کو رات میں ایک باڑے میں رکھا جاسکتا  
ہے۔ باڑے کے چاروں طرف کافی اونچی دیواریں ہوں تاکہ جنگلی  
نوروں کا اندیشہ نہ رہے۔ باڑے کی دیواریں خاردار جھاڑوں  
بھتوں کی شاخوں سے بنائی جاسکتی ہیں۔ ۵۰ فیٹ لمبا اور اتنا  
۲۰ فیٹ چوڑا یا ۵۰ یا ۵۰ بھیروں کے لئے کافی ہے۔ ۱۸ فیٹ ۱۲  
ٹ کا چھتر ہوا اور بارش سے بچانے کے لئے کافی ہے۔

درکھنے کے قابل بائیں۔  
بھیرا گتے میں خاص حیثیت رکھتا ہے۔ اسلئے اس کا بہت خیال  
رکھنا چاہئے۔ اسے اچھی نسل کا ہونا چاہئے کمزور بھیروں سے  
بچ کر لی جائے اور بھیرے کو ہر تیس سال میں بڑھایا  
جائے۔ ایک بھیر ۱۴ یا ۱۵ بار کے لئے ہوتا ہے اور اس کو ۱/۴  
ال کی عمر میں کام میں لایا جاسکتا ہے۔

عام طور سے دودانت کی بھیریں یعنی ۱۵ سے ۱۸ مہینے  
کی بھیروں سے بچے پیدا کر اسلئے کوشش  
کرنی چاہئے اُن بھیروں سے دور رکھنا چاہئے۔ اس  
۲۰ سال میں ایک ہی بار بھیر سے بچے پیدا کرنے چاہئیں بھیر  
بھیروں کے ساتھ سال بھر نہ رہنے دینا چاہئے کیونکہ اس سے

بھیروں کی پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔ اور بھیریں اپنے بچوں کو  
سال کے بڑے دنوں میں چھوڑ دیتی ہیں۔ بھیر کے بچے بہت زیادہ تر  
میں اور جانوروں کے قدم جگہ کی کمی اور اون کے ریشوں کے پکنا  
نہ ہونے کے باعث اون کے بازار پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

بچہ پیدا کرانے کا وقت ایسا منتخب کرنا چاہئے جبکہ آب و ہوا  
اچھی ہو اور چرائی و بازار کی حالت موافق ہو۔ بچے پیدا کرنے  
کا وقت تین ماہ سے زیادہ نہ ہونا کہ پیدا ہونے والے بچے یکساں  
قد کے ہو جائیں۔ اس سے اُن کو بچنے اور بال کی سہولتی کے  
لئے تقسیم کرنے میں سہولت ہوگی۔

حاملہ ہونے کے زمانہ میں اور اُس کے پہلے بھیر کو موٹی ہونے  
کے لئے خاص طور سے کھانا مفید ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ  
بچے پیدا ہوں گے۔ بھیروں کے ساتھ بھیرا کو دن بھر دوڑنے  
رہنے کے لئے چھوڑنے کی بہ نسبت اُسے رات میں بھیروں کے  
ساتھ بند کرنا زیادہ اچھا ہے۔ بھیروں کے ساتھ دن میں دوڑنے  
رہنے سے بھیرا اُن کو بہت پریشان کرتا ہے اور ان کو چرنے  
نہیں دیتا۔

تین یا ساڑھے تین مہینے کے ہونے پر بچوں کو بھیروں سے  
الگ کر دینا چاہئے تاکہ بھیریں آئندہ موسم کے لئے تندرستی  
حاصل کر لیں۔ تین ماہ کے ہونے پر جو بچے نہ ہوں اُنہیں  
آختہ کر دینا چاہئے۔  
خوراک اور انتظام

بھیروں کی پرورش چرائی پر زیادہ منحصر ہوتی ہے اور  
اگر گھاس کافی ہو تو اُنہیں بارہ گھنٹے تک چرانا چاہئے ورنہ  
اور زیادہ وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھیر پالنے میں اچھی  
طرح چرانا اور اُنہیں اچھی طرح کھانے کا خیال رکھنا ضروری  
ہے۔ اچھی طرح نہ چرائی جائے تو نہ صرف یہ کہ بھیروں کی  
تندرستی ہی خراب ہوتی ہے بلکہ اون بھی کمزور ہوتا ہے۔ اس  
سے اون کے ریشے ایک سے نہیں ہوتے اور اس طرح اُن کا  
دام بھی کم ہو جاتا ہے۔

پیدا ہونے پر بھیر کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ دینے  
کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُنہیں ماں کا دودھ پلانا چاہئے اور  
اُنہیں ماں کے ساتھ چرنے کے لئے نہیں جانے دینا چاہئے  
اُنہیں زیادہ سردی یا گرمی سے بچانا چاہئے۔ دن میں اُنہیں  
باڑے میں یا درخت کے سائے میں رکھا جاسکتا ہے۔

بچے بھیروں سے الگ چرائے جانے چاہئیں کیونکہ اُنہیں  
اچھے چارے کی ضرورت ہوتی ہے اور چھوٹے ہونے کے باعث  
بھیروں کے ساتھ چل بھی نہیں سکتے۔ ساتھ ہی اس سے بھیر

گڈ ریٹ کے لئے ضروری سامان۔

برسات کے دنوں میں گڈ ریٹ کے پاس فٹائیں اور دیگر چیزیں موجود رہنا چاہئے تاکہ وہ کہیں کو دور رکھ سکے اور انہیں کی مرہم کر سکے۔

اس کے پاس بال کاٹنے کی ایک قفنی بھی ہونی چاہئے تاکہ وہ پڑنے پر ڈوم کے پیچے اور جانٹھ کے نیچے بھڑکے اور گڈ ریٹ کو کاٹ سکے۔

اُس کے پاس ایک چاقو بھی ہونا چاہئے جس سے کہ بھیڑوں کے کھروں کو الگ کر دیا کرے خاص کر بھیڑ سنے پر ضروری ہوتا ہے۔  
اون کی دیکھ بھال۔

جہاں تک ممکن ہو اون کو نئے دار بچ کھائے سے رکھنا چاہئے۔ بھیڑوں پر پتے رنگ یا تار کول سے لٹکا لگانا چاہئے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اگر نشان لگانا ضروری ہو تو اسے خاص طور پر تیار کئے ہوئے رنگ سے لگا چاہئے اور صحت سر پر ہی لگانا چاہئے۔

اون کی منڈائی کے ایک ہفتہ پہلے بھیڑوں کو پانی میں اچھی طرح نہلا دینا چاہئے جس سے سب مٹی گرد اور داغ دھل کر صاف ہو جائیں۔ اس سے اون میں ایک چمک آجاتی ہے۔ ہندوستان کی آب و ہوا اور دیگر حالات کو دیکھتے ہوئے یہاں بھیڑوں کو دو بار ہی مونڈنا چاہئے۔ شمالی ہند میں یہ کام عام طور پر مارچ اپریل یا ستمبر اکتوبر میں کیا جاتا ہے۔ جہاں پر بھیڑوں کی منڈائی کی جائے وہ جگہ صاف ستھری اور کافی روشن ہونی چاہئے۔

کھانوں میں بھیڑوں کی بیماری پھیلنے کا اندیشہ بھی کم رہتا ہے۔ بھیڑوں میں آنے سے بچوں کو جو جاتی ہے کیونکہ بچوں کو بیماری ملتی ہو جاتی ہے۔ بھیڑوں کو چھوٹے چھوٹے جھڑ میں لٹکانا چاہئے تاکہ بڑے بڑے جھڑ میں آگے کی بھیڑیں تو اچھی گھاس پانی میں اور پیچے کی بھیڑیں گھاس میں رہتی ہیں۔



بھیڑوں کو نہر کے پانی سے نہلایا جاسکتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں دھوپ سے بچنے کے لئے چراگاہوں میں سے اور درخت ہونے چاہئیں۔ چراگاہوں کو وقتاً فوقتاً بریلے دینا چاہئے۔ اس سے بھیڑ کیڑوں اور دوسری چھوٹ کی چیزوں سے بچتی ہیں۔  
بڑے کے روز ایک پونڈ گاڑھا چارہ دینا چاہئے انہیں خوب بولے بھی دینا چاہئے۔

جاڑے کے مہینوں میں جب چرائی اچھی نہیں رہتی اور بھیڑیں کمزور ہوتے گئیں تو انہیں کچھ دوسرا چارہ بھی دینا چاہئے۔ ایسے وقت سوکھی گھاس دی جاسکتی ہے۔ بارش میں ہری گھاس کو اس موقع کے لئے سکھا کر کھا جاسکتا ہے۔

بھیڑوں کو پینے کے لئے صاف اور اچھا پانی ملنا چاہئے۔ گاؤں کے بعد تالاب کے پانی سے بھیڑوں میں میلہ پھیل جاتی ہیں۔

بھیڑوں کو کھانے کے لئے تنک دیا جانا چاہئے۔ بھیڑ کو روزانہ ایک اونٹ کے قریب تک چاہئے۔ خشک ریشے جتہ میں کبھی کبھی بھیڑوں کو بچتے پانی میں نہلا دینا چاہئے۔ اس سے وہ صاف ہو جائیں گی اور تالاب میں نہلا دیا جائے گا۔

کیڑوں سے بچانے کے لئے بھیڑوں کو دوا دیا جا رہی ہے۔

بھڑوں کے وقت جانور کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے اور منڈائی  
اسنہا پر اور کھال سے ملتی ہوئی چاہئے۔ دو بار نہ کاٹنا چاہئے۔  
اگر کام ٹھیک سے کیا جائے تو اون کے درجے بنالینا مفید ہوتا  
ہے۔ مختلف درجے کے اونوں کو الگ الگ رکھنا چاہئے۔ بوسے اپنے  
مضبوط جوڑ کے ہونے چاہئیں۔ کام میں لاسنے کے پہلے انہیں  
اچھی طرح جھاڑ چھلک لینا چاہئے تاکہ اُس میں گرد و غبار نہ رہ جائے  
ان بھڑوں میں بڑ جائے۔ بوسے کو بھر چکنے کے بعد اُس پر نشان  
نکھال دینا چاہئے تاکہ اون کے درجے کا پتہ لگ سکے۔ جس بوسے  
موا میں کھال کا اون ہو اس پر 'مردم اون' لکھ دینا چاہئے۔

عام بیماریاں -  
بھڑوں کے بھڑ کو کبھی کبھی دیکھتے رہنا چاہئے۔ اگر کوئی  
بھڑ فوراً ٹھیک نہ ہو تو آہستہ فوراً الگ کر دینا چاہئے۔  
بھڑوں کو جراثیم کے ذریعے بیماریاں بہت جلد ہو جایا  
کرتی ہیں۔ بھڑوں کی حالت میں اہوں یا نہ ہوں، ان کو بیماری  
سبب سے بچانے کے لئے دوا دینے دینا چاہئے۔ پیٹ کی بیماریوں کے  
لئے مندرجہ ذیل مرکب کارگر ثابت ہوا ہے۔

کا پر سلفیٹ ۴ اونس  
پسی ہوئی سرسوں ۴  
پانی ۳ گیلن تک



جون ۱۹۳۳ء

پیٹ کے کپڑوں کے لئے کاربن ٹریٹاکلورائیڈ مفید ثابت ہوا  
ہے۔ ایک اونس سیال پیرافین میں قطروں کی مقدار میں اسے  
دینا چاہئے۔ اس کی دو خوراکیں کافی ہوتی ہیں۔  
بھڑ پالنے کے پیشے کے لئے گوشت پر بیٹھے والی کھوپڑیاں  
ہی نقصان دہ ہے۔ بھڑوں کو پیشاب پاخانے کے داغوں سے  
صاف رکھنے سے کھلی گھنے کے واقعات کم پیش آتے ہیں اس  
لئے حسب ذیل دوا کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

آرافوٹینڈا ۵ اونس

مرکہ ۱۲

پانی ۱ گیلن

مرہم پی کے لئے حسب ذیل دوا استعمال کی جاسکتی ہے۔

فناں ۲ چمچے

ٹریٹاٹن ۸

گری کاتیل ۱ پینٹ

بھڑوں کو خون سے مرنے سے بچانے کے لئے انہیں جاذب  
میں اچھی خود آک دی جانی چاہئے۔

اون مونڈ چکنے کے بعد بھڑوں کو فوراً نہلا دینا چاہئے۔ اس  
فارم پر کئی سال سے میڈاگل کا پور اور کرپٹان آرٹینکل ڈپ، کا  
تجربہ کئی سال سے کیا جا رہا ہے اور وہ قابل اطمینان پایا گیا ہے۔  
ان دونوں دواؤں سے نہلا دینے سے بھڑ بہت سے  
بیرونی جراثیم سے بچی رہتی ہے۔

انتخاب

بھڑوں کو سال میں ایک بار درجوں میں تقسیم کرنا  
چاہئے اور جو اس میں اچھی نہ سمجھی جائیں انہیں  
فلیورہ کر دینا چاہئے۔

اگر سفید بھڑوں کا تھو ہو تو ان سے بھی سمونوں کو

الگ کر دینا چاہئے جن کے بال دما بھی رنگین ہوں۔

برانی بھڑوں جن سے زیادہ فائدہ ملتا ہو

انہیں بھی نکال دینا چاہئے۔ اگر سال میں ایک ہی

بار بچے پیدا کرے جائیں تو بھڑوں ۶ ۱/۲ سال تک

آسانی سے رکھی جاسکتی ہیں۔

ایسی بھڑوں سے بچے نہ پیدا کرنا چاہئیں

جو چھوٹی ہوں یا سمونوں کوئی پرانی بیماری ہو، جو کمزور ہوں، جن کے اون

چھوٹے رہنے کے ہوں، پیٹ پر اون نہ ہو، خراب بچے پیدا کرتی ہوں، کم

اون پیدا کرتی ہوں اور جن کے بچے وقت پر نہ ہوتے ہوں۔

خراب قسم کی بھڑیں

خوراک - جانور کی عمر اور قد کو دیکھتے ہوئے ۱۵ سے ۱۸

کھانے کے فائدے کے بعد ۲ یا ۴ اونس مرکب دیا جانا چاہئے

## مخلوط اجناس کاشت کرنے کے قواعد

جس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کافی مقدار میں کھاد ڈالنا پڑے گا۔  
و نیز دوسری قسم کی خوراک جو زمین میں کافی مقدار میں رہ جائیگی  
وہ آئندہ فصلوں کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے چونکہ  
گیہوں کے لئے زیادہ نائٹروجن درکار ہوتا ہے اور چنا پودا ماش  
زیادہ چوستا ہے اور نائٹروجن ہوا سے لیکر زمین میں جمع کرتا  
رہتا ہے اسلئے گیہوں اور چنے کو مخلوط کاشت کرنا زیادہ مفید  
ہے۔ کیونکہ جو نائٹروجن گیہوں زمین سے لیکر۔ یہ اسکی بہت کچھ  
نئی پوری کردیگا اور خود پودا ماش چوسینگا۔ جس کی وجہ سے ذیرو  
کو زور نہ ہونے پائیگی۔

۵۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دانے دار پودے  
جن کو انگریزی میں (Serials) سیریلز اور دالدار  
پودے جن کو انگریزی میں پینسرز (Pulses) کہتے ہیں۔ ان کا  
جوڑیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں یعنی دانہ دار پودوں کی جڑیں زہر  
میں زیادہ گہری نکلیں جاتیں۔ بلکہ ادھری سطح زمین پر ہی پھوڑ  
کی شکل کی ہوتی ہیں۔ لہذا یہ اپنی خوراک زمین کی ادھری سطح  
سے حاصل کرتی ہیں اور دالدار پودوں کی جڑیں زمین  
زیادہ گہری جاتی ہیں اور اپنی خوراک زمین کے پیچھے کی سطح سے  
حاصل کرتی ہیں۔ اسلئے دانہ دار اور دالدار اجناس کو مخلوط  
کاشت کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے زمین کی دونوں سطحیں  
پر اہر طاقت والی رہیں گی اور اگر دانہ دار یا دالدار اجناس  
کی مخلوط کاشت کی جائیگی تو زمین کی اوپر والی یا پیچھے والی سطح  
علیحدہ علیحدہ کمزور ہوں گی جس کی وجہ سے آئندہ فصل کے وقت  
زمین کافی پیداوار نہ دے گی۔ لہذا دو مخلوط دانہ دار یا دالدار  
اجناس کاشت کرنا بالکل مناسب نہیں ہے بلکہ دانے دار  
اور دالدار اجناس کو مخلوط کاشت کرنا چاہئے۔

۶۔ مخلوط اجناس کاشت کرنے سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے  
کہ اگر ایک فصل کسی آفت ناکمانی مثلاً اونے پلے یا زیادہ سردی گری یا  
یا دیگر کسی بیماری و کیرفے وغیرہ لگ جانے سے خراب ہو جائے  
تو دوسری جس سے کاشتکار کی محنت وصول ہو جائیگی۔ لہذا مخلوط  
اجناس کاشت کرنا بھی ایک مفید کام ہے بشرطیکہ حسب قاعدہ کیا جا۔

مخلوط اجناس کاشت کرنے کے قواعد اور ان سے حاصل ہونے والے  
فوائد ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ عالی از دہی  
بھائی نہ ہونگے۔

۱۔ مخلوط اجناس کاشت کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا  
ہو رہی ہے کہ ہر دو اجناس ایک ہی وقت پر پکنے والی نہ ہوں۔ کیونکہ  
اگر ایسا ہوا تو کام کا تمام زور ایک ہی وقت میں آ پڑے گا جس کی  
وجہ سے سخت وقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ان دونوں اجناس  
کو ایک ہی وقت میں سنبھالنا دشوار ہو جائیگا۔ اور دونوں اجناس  
کے کٹ جانے سے یکدم بیکاری ہو جائیگی۔ مٹکا اور کپاس کی اجناس  
مخلوط کاشت کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ مٹکا تو پہلے پک جائیگی اور  
کپاس بعد میں پھیلیگی۔ جس کی وجہ سے کام کا بوجھ یکدم نہ پڑے گا  
اور بعد میں بیکاری بھی نہ ہوگی۔ بلکہ کام کا سلسلہ بدستور جاری  
رہیگا۔

۲۔ پودے دو قسم کے ہوتے ہیں جن کو انگریزی میں (Fertile)  
دینے والے ہوتے ہیں اور (Restorative) طاقت  
دینے والے کہتے ہیں جنکے والوں میں سے جوار اور طاقت  
دینے والوں میں سے مونگ ان ہر دو اجناس کی مخلوط کاشت مفید  
ہے۔ کیونکہ جتنی خوراک جوار زمین سے کھینچے گی اتنی ہی طاقت مونگ  
زمین کو پہنچا دے گی۔ جس کی وجہ سے زمین کمزور نہ ہونے پائیگی۔

۳۔ سیدھی۔ پتلے۔ اور بھاڑ دار پودوں والی اجناس  
کی مخلوط کاشت نہ کرنا بھی مناسب اور مفید ہے۔ کیونکہ اگر  
دونوں ہی اجناس سیدھے اور پتلے پودوں والی ہوں تو کھیت  
کا بہت سا جھد خالی رہ جائیگا۔ جس میں کھر پتوار کو پیدا ہونے کی  
کافی گنجائش مل جائیگی۔ اور بار بار نکائی وغیرہ کرنی پڑے گی۔  
و نیز کھیت کے بیکار رہنے کی وجہ سے پودوں کو زیادہ بڑھنے  
کا موقع نہ ملے گا۔ جس کی وجہ سے پیداوار میں کمی ہو جائیگی۔

۴۔ مخلوط اجناس کاشت کرتے وقت اس بات پر خاص  
پر دھیان رکھنا چاہئے کہ ہر دو اجناس ایک ہی قسم کی  
ان زمین سے حاصل کرنے والی نہ ہوں۔ کیونکہ ایسا ہونے سے  
پہلے ایک ہی جڑ خوراک کافی مقدار میں ضائع ہو جائے گا۔



# شہد کی مکھی پالنے کے نئے اور نئے طریقے

(لازمی طور پر - ابن - مٹو - بی - ایس - سی - ایل - بی - ٹاؤنکٹر جیونی کوٹ ایمپری جیونی کوٹ، ضلع نیستی تال)

کے بعد پھر اسی طرح اُسی جگہ رکھ دیا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد اور بہت سی تحقیقات کی گئیں۔ رفتہ رفتہ چھتے میں اور زیادہ اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد رانی مکھی کو الگ کرنے کی فکر ہوئی۔ اس سے شہد کا خانہ انڈوں بچوں کے خانے سے الگ رہتا اور انڈوں کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر شہد کو علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ذریعے سیدھے اور مضبوط خانے بنائے گئے جس سے کہ گھس بان زیادہ شہد حاصل کر سکتا۔ اس کے بعد شہد نکالنے کا آلہ ایجاد ہوا جس کے ذریعے بنی کیسی مکھی کے اور بغیر ہاتھ لگائے ہوئے نیز دوسرے خانوں کو نقصان پہنچا دیتے شہد نکالنا ممکن ہو گیا۔ اس کے بعد گھس بانی نے یورپ اور امریکہ میں بہت ترقی کی۔

موجودہ چھتے میں چھتے ادھر ادھر رکھے جاتے ہیں۔ ایک چھتے سے شہد نکال لی جاتی ہے اور مکھیوں کو اُس پرست اڑا دیا جاتا ہے۔ مگر شہد کی مکھیوں کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچتا اور وہ اپنے چھتے میں چل جاتی ہیں۔ اس وقت چھتے کو جو کھف کے کمرے میں لپکا کر ایک گرم چھتے سے شہد کے خانوں کے اوپر کے ڈھکنے کو کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چھتے کو شہد نکالنے والے آئے ہیں کہ شہد نکال لیا جاتا ہے اور شہد کے خانوں کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچتا پاتا۔ اب غائی چھتے پھر مکھیوں کو دیا جاتا ہے اور مکھیاں اُس میں پھر شہد بھر دیتی ہیں۔ اس طرح کا ایک چھتے دس سے ۲۰ سال تک چلتا ہے۔ اس طرح مکھیوں کو بہت سی محنت کرنے سے بچ جاتی ہیں۔ شہد نکالنے والے آئے سے شہد بغیر ہاتھ لگائے ہوئے خالص ترین شکل میں نکال لیا جاتا ہے۔

اس نئے طریقے سے ہونے والے فائید ظاہر ہیں۔ یہ طریقہ صاف اور صحت بخش ہے۔ اس میں ایک بھی مکھی نہیں مرنے پاتی۔ اس میں خرچ بھی کم ہے کیونکہ ایسا کرنے سے شہد کی مکھیوں کی ایک ہی نوآبادی ہر سال شہد دیتی رہتی ہے۔ اس طرح جو شہد نقصان ہے وہ خالص ہوتا ہے اور اس میں مکھی کے انڈے بچے نہیں ہوتے۔ کیونکہ شہد نکالنے والے آئے میں چھتے کا صرک وہی جسم ڈالا جاتا ہے جس میں شہد ہوتا ہے۔

شہد کی مکھی کی پرورش کئی طرح سے کی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ شہد کی مکھی صرف شوق کے لئے پالتے ہیں کیونکہ انھیں لگتا

زمانہ قدیم سے انسان شہد کی مکھیوں سے شہد حاصل کرتا آیا ہے۔ زمانہ قدیم کے لئے شہد کی مکھیاں بہت زیادہ قیمتی تھیں کیونکہ اُس وقت سب سے قیمتی چیز جو انھیں معلوم تھی وہ شہد ہی تھی۔ مگر یا پھر دوسرے چینی نکالنے کا پتہ تو ابھی تھوڑے دنوں پہ لگا ہے اس وقت شہد کی مکھیاں مختلف طریقوں سے بھی جاتی تھیں درختوں کے کھوکھلے میں، مٹی کے برتن میں، ڈھنڈے میں، گڑھی کے بکسوں میں یا گھر کی دیواروں کے سوراخوں میں۔ شہد نکالنے کا طریقہ سہی کے لئے ایک ہی تھا۔ کس وقت شہد نکالنا چاہتا ہے۔ ان کو پالنے والوں کو معلوم رہنا تھا۔ اگر چھتے ڈولیا یا بس میں جوتا تو پالنے والا کہیں اُسے اٹھا کر اندر لیتا کہ اس میں کتنا شہد ہے۔ اُس وقت دھنواں دیکر چھتے توڑ دیا جاتا اور شہد کے خانوں کو کپڑے میں بکھر شہد بچھڑایا جاتا۔ عام طور سے قدرتی پھتوں میں خانوں میں مرنے شہد ہی نہیں جوتا بلکہ اس میں انڈے بچے بھی ہوتے ہیں۔ اس سے اس طرح جو شہد حاصل کیا جاتا تھا وہ خالص نہیں جوتا تھا بلکہ اس میں شہد کی مکھی اور ان کے انڈے بچوں کا رس بھی شامل رہتا تھا۔ چھتے اور شہد کی مکھیاں دونوں ہی بریاد ہو جاتی ہیں اس دوسری بار شہد کے لئے دوسرے چھتے کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ شہد نکالنے کے اس طریقے میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوئیں لیکن دراصل طریقہ ہی رائج رہا۔ کچھ دنوں چھتے کا ایک چھتہ چھوڑ کر باقی سبھی کو توڑ لینے تاکہ شہد کی مکھیاں اس سے ہونے نہ چھتے پر چلتی۔ اس طرح شہد کی مکھی پالنے کا پرانا طریقہ پیر جمانہ تھا اور غیر کفایت شعارانہ تھا۔

ہیو برنامی ایک اندھے سوشلس نے شہد کی مکھیوں کے بارے میں سب سے پہلے مطالعہ کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنی ساری زندگی ان کے مطالعہ میں صرف کردی اور شہد کی مکھیوں کی زندگی اور فطرت کے متعلق اُس نے بہت سی باتیں معلوم کیں۔ اس کی محنت نے آج کی گھس بانی کی بنیاد ڈالی۔ ۱۸۸۰ء میں فادر لنگس ٹرائے نے جب سے ایک جگہ سے دوسرے جگہ لپکانے والے شہد کی مکھیوں کے چھتے ایجاد کئے اُس وقت سے گھس بانی میں ایک بڑی تبدیلی ہو گئی اس جدید قسم کے چھتے میں مکھیوں کی جانچ کی جاسکتی تھی اور چھتے کے خانوں کو بھی نقصان نہ پہنچا جاسکتا تھا۔ یہ لگ لگ الگ نکال لیا جاسکتا تھا اور دیکھ لیتے

دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔  
۴۔ اس تجارت کے لئے زمین کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن گھر کے آگن میں یا چھت پر پانی جاسکتی ہیں۔  
۵۔ اس کے لئے کم سرمایہ اور کم محنت کو دیکھتے ہوئے اس تجارت کا فائدہ دوسری تجارتوں سے نہیں زیادہ ہے۔  
۶۔ گس بان کو قطعی بے فکر رہنا چاہئے کہ گس بان کا کام کبھی بھی نہیں کے ذریعے نہیں ہو سکتا کہ اسے مشین کا مقابلہ کرنا پڑے۔

۷۔ یہ تجارت ہی ایسی ہے کہ اسے بھولوں کی رس کی تقسیم کے مطابق مختلف جگہوں پر کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اس تجارت کے لئے تمام ملک میں بھول اور بارے بھرب ہوئے جن سے شہر کی گلیوں کے ذریعے ہی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ یہ تجارت چند آدمیوں کے ہاتھ کی چیز کبھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے گس بان کو وسیع پیمانہ پر پیداوار کے ساتھ مقابلہ کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔  
۸۔ مختصر یہ کہ شہر کی گلی ایک بہترین خانگی تجارت ہے جس میں گس بان ہمیشہ اپنے کو محفوظ سمجھ سکتا ہے۔

۱۔ گس بان تجارت کے طور پر کرنے کے لئے اسے خانگی تجارت کے طور پر کیا جاسکتا ہے یا مستقل تجارت کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ گس بان ایک اچھی اور خانگی تجارت ہے جس کی اشاعت میں وقت بڑی میں کی جا رہی ہے۔ خانگی تجارت کی شکل میں گس بان تجارت سے فائدہ نہیں جن کو مختصر آویں بتایا جاسکتا ہے۔  
۱۔ کم خرچ۔ اس کی ابتدا بہت قلیل سرمایہ سے یعنی صرف ۲۰ روپے سے کی جاسکتی ہے اور پھر منافع کو اسی میں لگا کر رفتہ رفتہ اس کو ترقی دیا جاسکتی ہے۔

۲۔ اس کے علاوہ چھتے وغیرہ سامان خریدنے میں بھی بہت کم خرچ ہوتا ہے۔

۳۔ اس کار بار میں محنت بھی بہت کم پڑتی ہے۔ ہفتے میں چھتے پہ گھٹنے دینے کوئی بھی شخص ایک درجن چھتے رکھ سکتا ہے۔ چھتے کو بے پاس ہی رکھے جاسکتے ہیں تاکہ ان کی دیکھ بھال کے لئے زیادہ دور نہ جانا پڑے۔ دراصل جو وقت گلیوں کے ساتھ صرف ہوتا ہے وہ بہت پر لطف اور دلچسپ ہوتا ہے۔ گس بان کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کی عورتیں یا بڑے بچے گلیوں کی

## چنار کا قلعہ

اب بگڑ کر چنار ہو گیا ہے۔ اس نام کے لئے ایک قلعہ مشہور ہے کہ پورے زمانہ میں ایک اکثر شش لے اپنا پیر اسی جگہ پر رکھا۔ یوں کہ وہ ہالیہ سے اس کا رانی جا رہا تھا اسی کے قدم کے نشان سے یہ چرنا دوری ہوا۔ چنار جس پہاڑی پر آباد ہے اس میں پتھر کی قدیم کانیں ہیں۔ چنار کا پتھر زمانہ قدیم سے اپنے چلے لال رنگ اور سفید رنگ کے لئے مشہور ہے۔ اشوک کی لائیں اسی چنار کے پتھر کی بنی میں اور متعدد دیگر قدیم مندروں اور عمارتوں کے بنانے میں ہیں سے پتھر نکالیا گیا تھا۔

زمانہ قدیم کے حکمران ایسے ہی اہم مقامات پر قلعے بنواتے تھے جیسا کہ چنار کا شہر ہے کسی خاص جگہ کی اہمیت کو دیکھ کر اسی کے مطابق قلعے تعمیر کرائے جاتے تھے۔ کوئٹہ نے اترہ شاستر میں کئی قسم کے قلعوں کا ذکر کیا ہے۔ زمانہ قدیم میں راجہ اگر دریاؤں کے راستے پر قلعے تیار کرتا تھا تو وہ "اودرہ" (پانی کا قلعہ) کے نام سے مشہور ہوتا۔ جو قلعہ پہاڑ پر بنائے جاتے وہ "پاروت درگ" (پہاڑی قلعہ) کہلاتے میدان اور جنگل میں بھی قلعے بنوائے جاتے تھے۔ چنار کا موجودہ قلعہ قدیم دریائی اور پہاڑی قلعہ کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ زمانہ قدیم میں دیانے لنگا بی شمالی ہند کا صدر راستہ تھا۔ مشرق اور مغرب کو

ضلع سر پور یوپی کے ماتحت چنار نامی ایک قدیم مقام ہے یہ شہر جزا پور سے مشرق کو ۲۱ میل اور بنارس سے جنوب کو ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کے قریب ہی دریائے گنگا بہتی ہے اور بندھیاں کا سلسلہ یہاں تک پھیلا ہوا ہے بندھیاں پہاڑ شمال کی طرف چنار کے آگے۔ کوئٹہ کا سلسلہ دریائے گنگا میں داخل ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ مقام ایک نہایت قدیم پہاڑی شہر ہونے کے باعث خاص اہمیت رکھتا ہے۔ دہلی کے بگڑاں کو راستہ اسی شہر سے ہو کر جاتا ہے۔ اسی۔ آئی۔ آر (ایسٹ انڈین ریویں) کا صدر راستہ چنار سے ہو کر جاتا ہے۔ اس جگہ کے قریب ہی بندھیاں اسی دیوئی کا مشہور مندر ہے۔ اسی شہر میں تقریباً سیکڑوں فیٹ کی لمبائی پر چنار کا قدیم قلعہ واقع ہے۔

شہر چنار کے نام کے بارے میں عالموں میں اختلاف رائے ہے۔ غالباً اس کا قدیم نام چرنار دوری تھا۔ واکھا ارا اس بنرجی نے اسی رائے کی تائید کی ہے۔ چرنار دوری نام رکھنے کا خاص سبب معلوم ہوتا ہے۔ بندھیاں کو ہستانی سلسلہ چرن (قدم) کی شکل میں دیا میں داخل ہو گیا ہے۔ پیر کی انگلیوں کا جھٹہ دریا میں داخل ہو گیا ہے اور چھتے شہر (سٹی) کی طرف ہے۔ چرن کی شکل میں کوہستانی سلسلہ چھتے کے باعث ہی اس جگہ کا نام چرنار دوری رکھا گیا ہے۔ دہلی

کی اہمیت دیکھ کر خود اسے دیکھنے آیا اور اس نے اس کی مرصعہ کے لئے حکم دیا۔ شہنشاہ نے چنار کو مثل حکومت کا صدر مقام بنایا و آئین اکبری میں اس کا تذکرہ آتا ہے۔ یہاں کے باختر شاہان فوج میں بھرتی ہو کر فوج کی تعداد میں اضافہ کیا کرتے تھے۔ لہذا بہادروں کی زمین ہونے کے باعث مثل شہنشاہ نے اس مقام کو لگان سے بڑی کر دیا تھا۔ مغلوں کے بعد چنار کا قلعہ والی جوہور کے قبضہ میں رہا۔ وہ بھی لنگاہ پور کے زمیندار مسارام کے اور صفحہ رہتا تھا۔ مسارام کا لڑکا بلونت سنگھ چنار لیکر آزاد ہو گیا۔ لہذا امیر خاں کے ذریعے بلونت سنگھ نے دہلی میں نذر بھیج کر راجہ کا خط حاصل کیا۔ بلونت سنگھ موجودہ راجہ خناس کے مورث تھے۔ ان کے بعد چیت سنگھ سے دارن ہیٹنگز نے قلعہ کو لے لیا اور اس وقت سے اس پر حکومت برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔

چنار کا قلعہ پہاڑ کے اوپر واقع ہے۔ اس کی موٹی دیوار شمال جنوب میں آٹھ سو گز لمبی ہے اور قلعہ ۵۰۰ سے ۶۰۰ فٹ چوڑا ہے۔ جس پہاڑی پر یہ واقع ہے اس کا نیچے کا حصہ لنگاہ کے پانی میں چلا گیا ہے۔ اس وجہ سے وہ ندی کے دھارے کو شمال کی طرف ہٹا دیتا ہے۔ اس مقام پر سطح آب سے قلعہ دو سو فٹ کی بلندی پر ہے اس کا رقبہ تقریباً ڈھائی ہزار مربع گز ہے۔ دیوارے اس کا نظارہ بہت دلکش اور حیرت انگیز ہے۔ قلعہ کی سب سے سچی کی دیوار پانی میں بنائی گئی ہے۔ قلعہ کے نیچے لنگاہ کے دھار چٹان سے ٹکراتی ہے اور یہاں دھا کی تیزی بہت بڑھ گئی ہے۔ دراصل قلعہ کی چٹان لنگاہ میں ٹکلی ہوئی ہے جس سے اس کے دو طرف لنگاہ جڑی ہے۔ اس کے تیسری طرف ایک گہری کھائی ہے۔ قلعہ میں چڑھنے کے لئے اوپر چڑھنا ہوتا ہے۔ اس چڑھاؤ پر سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں سیڑھیوں کے بعد قلعہ کا صدر دروازہ ملتا ہے۔ یہ پھاٹک لال تھڑ کا بنا ہے اور اس پر سے شہر چنار اور قریب و جوار کا منظر ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے۔ یہ پھاٹک بہت بڑا ہے اور اس پر قدیم طرز کی قلعہ کی گئی ہے۔ اس کے پاس ہی ایک پتھر پر قلعہ کی تاریخ کے خاص خاص واقعات کندہ ہیں جس دیوار میں یہ پھاٹک بنا ہے وہ قلعہ کے چاروں طرف چلی گئی ہے اور تقریباً دو گز چوڑی ہے۔

پھاٹک میں ہو کر قلعہ کے اندر جانے پر دو طرف کیس ملتی ہیں داہنی طرف کی سڑک پر انصران کے جنگلے ہیں اور بائیں طرف کی سڑک پر جانے سے قلعہ کے قابل دید مقامات ملتے ہیں۔ اس سڑک پر تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ عاریس ملتی ہیں جن میں ابھی کچھ ہی عرصہ پیشتر حکومت یوپی کا اصلاحی اسکول تھا۔ اس اسکول میں نابالغ مجرموں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ اب یہ اسکول یہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جہاں عاریس نہیں ہیں وہاں باغیچے لگا دئے گئے ہیں۔ ان

جاگیرداروں کو لنگاہ کے راستے سے سفر ہی سہل ہوتا تھا۔ لنگاہ کے کنارے بہار کے بعد پہلی پہاڑی چنار میں ہی ملتی ہے۔ اسلئے دریائی راستہ چنار کے باعث چنار وادی میں یہ قلعہ بنایا گیا ہے۔ قدیم تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جس نے چنار کے قلعہ پر قبضہ کیا اس کے قبضہ میں بنگال اور بہار کے صوبے رہتے تھے۔ تشرقی صوبوں پر حکومت کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ تاریخ سب سے پہلے چنار کے قلعہ کو اپنے قبضہ میں کر کے اور دشمنوں کو دباؤ سے نکال کر آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ بنگال اور بہار کا درمیانی حصہ میدان ہونے کے باعث دشمنوں کو چنار میں روکنے میں سہولت ہوتی تھی۔ بندھیا والا جنوب اگر دیہات لنگاہ میں داخل ہو گئی ہے لہذا مشرق و مغرب کا راستہ رک گیا ہے۔ میدان کی کمی ہے۔ دشمن کو روکنے کا یہ بہت ہی اچھا مقام ہے۔ اس کی ضرورت چنار کے قلعہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں تجارت کا راستہ پاملی پتر چین اور وہاں سے سیدھا جھڑیج کو جایا کرتا تھا۔ پاملی پتر اور کاشی سے راستہ مل کر اس جگہ سے ہوتا ہوا اور وسط ہند کے درمیان سے نکلتا تھا اور چین جاتا تھا۔ ان باتوں کو مد نظر رکھتے قلعہ تعمیر کرایا گیا ہے۔

چنار کے قلعہ کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے راجہ راجہ کے راجہ وکر مادیتھ کے بھائی بھرتھری چنار ہی میں جوگی بن کر رہتے تھے۔ وکر مادیتھ انھیں کو ڈھونڈتا ہوا یہاں آیا اور بھائی کے رہنے کے لئے قلعہ تعمیر کرایا۔ قلعہ کا ایک حصہ آج بھی چنار کے نام سے مشہور ہے چونکہ راجہ راجہ قلعہ میں گیت شہنشاہوں کی فوج رکھ کر رہے تھے۔ اس کے بعد یہ قلعہ چندیل اور گہوارہ راجپوتوں کے قبضہ میں رہا۔ گہواروں کے بعد تعلقہ بھدوہی کے اچوت حکمرانوں نے قلعہ پر اپنا قبضہ قائم کر لیا۔ قلعہ کے دروازہ پر لگے ہوئے ایک سنگی کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوامی راج نامی کسی شخص نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے شہاب الدین نے چنار کو فتح کر کے ایک پہلے کو چنار کا گورنر مقرر کیا اور اسے کافی جاگیر دی۔ چودھویں صدی عیسوی میں جوہور کے سلطان نے اسے فتح کر لیا اور پچاس سال تک اس پر قابض رہا۔ سکندر لودی نے جوہور کے تشرقی سلطان حسین کو شکست دیکر اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ بارہوی چنار کے قلعہ میں کچھ عرصہ کے لئے ٹھہرا تھا اسی قلعہ کے لئے مثل شہنشاہ ہمایوں اور تیر شاہ میں مہینوں تک لڑائی ہوئی رہی۔ ہمایوں نے بنگال و بہار پر پھر قبضہ کرنے کے لئے چنار کے قلعہ کو فتح کرنا نہایت ضروری خیال کیا کیونکہ اسی قلعہ سے دونوں صوبوں پر حکومت اور ان کی حفاظت کی جاتی تھی اسی قلعہ کے ہاتھ سے نکل جانے پر افغان کو در پڑ گئے۔ اگر چنار

لیکن یہ سب اب بند ہیں۔

اسی کے قریب ہی بھر تہری کی یاد گاہ ہے۔ آج کل یہ ایک سیاہ رنگ کا چھر کا کھڑا دکھائی دیتا ہے۔ ہدایت ہے کہ بھر تہری نظروں سے پوشیدہ ہو کر ہمیں ملے تھے۔ قلعہ کے مشرقی حصہ میں ایک عظیم الشان دروازہ ہے جس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ کے پہلے دار کی جگہ دکھائی دیتی ہے۔ قلعہ کے اندر مسلم فراؤں کے بنوائی ہوئی عمارتیں بھی موجود ہیں۔ مالگیری مسجد اور گورنر کی قیام گاہ سب سے بارہ دری کہتے ہیں، قابل ذکر ہیں۔ شیر شاہ کا بنوایا ہوا اسلحہ خانہ بھی موجود ہے جس کو انگریزی فوج نے تو بچانہ اور بارود خانہ بنا لیا تھا۔ یہ عمارت بہت عرصہ تک فوجیوں کا ہسپتال رہی۔

تاریخ میں اس قلعہ کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے لیکن اس کے لئے کوئی بہت بڑی تاریخی جنگ نہیں ہوئی اور نہ اس کے لئے کوئی بڑا بہادرانہ مظاہرہ ہوا۔ یہ قلعہ دراصل گنگا کے دریائی راستے اور پاس سے جاتے ہوئے صدر راستہ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور وقت پڑنے پر راجاؤں اور لڑائیوں کو چھپا کر رخصتے کا کام دیتا تھا۔ راجہ جیت سنگھ والی بنارس سے جب دارن سسٹنگز کا جھگڑا ہوا اور بنارس کی رعایا نے دارن سسٹنگز کو گھیر لیا تو اس نے بنارس سے بھاگ کر اسی قلعہ میں پناہ لی تھی۔

چنار شہر بہت چھوٹا ہے اور گنگا کے کنارے آباد ہے۔ یہاں پتھر کا کام ہوتا ہے اور پتھر کے عام برتن اور دیگر سامان بنائے جاتے ہیں۔ کچھ دلوں سے یہاں مٹی کے برتنوں پر ایک خاص تہ کی چمکتی ہی کٹھنی رنگ کی پائش دیے کا کام ہونے لگا ہے۔ اس طرح کے پائش کئے ہوئے مٹی کے برتن چنار کے مٹی کے برتن کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں۔

شہر کے قریب ہی، پہاڑیوں میں کچھ قابل دید مقامات ہیں جن میں کامو کچھا دیوی کا مندر اور درگا گھوہ مشہور ہیں۔ ان میں دوسری سے لیکر پانچویں صدی تک کے کچھ اہم سنگی کتبے ملتے ہیں۔

مردوں سے دہائی طرز کے ڈھال بڑی ہے اور پھر پٹھانوں پر چڑھ کر ایک چھوٹا سا پھاٹک بار کر کے ایک بارہ دڑی میں پہنچے ہیں۔ اس کے پاس ہی ماڈو نام کی جگہ ہے، جہاں کہا جاتا ہے کہ آٹھائی شاہی چوٹی تھی۔ ماڈو، قلعہ، منڈپ کی بگڑی ہوئی صورت ہے جس کے پاس ہی ایک محل ہے جسے سنواراج کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس محل میں آٹھائی بیوی جس کا نام سنوارا تھا باکرتی تھی یہاں پتھر پر جو کارگیری کی ہوئی ہے وہ قابل دید ہے۔ اس سے تھوڑی ہی دور پر راجہ بھر تہری کا مندر ہے۔ دیوار میں جگہ جگہ پر گرج بنائے گئے تھے جن پر توپیں لگی رہتی تھیں اور جہاں سے دشمن کا مقابلہ کیا جاتا تھا گردہ جگہ اس وقت اپنی قدیم شکل میں نہیں ہے۔ غالباً ہندوؤں کے قدیم مقامات کو بر باد کر کے درجہ قلعہ مسلمانوں نے بنایا ہے قلعہ کی وسیع دیوار کے اندر لمبی چوڑی جگہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ راجہ بھر تہری سمرٹ ڈکریادیتہ کے چھوٹے بھائی تھے اور کسی وجہ سے وہ دنیا سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ انھوں نے گھر چھوڑ کر یہیں آکر تپسپاتی تھی۔ ان کے بنائے تین شنگ مشہور ہیں۔ پہلے شنگ کا نام شرنگ رشتک، دوسرے کانیتی شنگ اور تیسرے کا ویرا گیت شنگ ہے۔ ہر شنگ میں سواشلوک ہیں۔ سنسکرت ادب میں ان تینوں شنگوں کو بہت اونچا درجہ ملا ہے اور جس سے تھوڑی بہت بھی سنسکرت پڑھی ہے اسے ان شنگوں کے دو چار اشلوک تو یقیناً یاد ہوں گے۔ راجہ بھر تہری کے پیراں کا قصہ عوام میں بہت مشہور ہے اور سارنگی یا اکتاؤ پر گیت گانے والے آج بھی دیہاتوں اور شہروں میں راجہ بھر تہری کی دردناک کتھا گا کر مٹایا کرتے ہیں۔ اس مندر کے اندر پتھر میں ایک سوراخ ہے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ کر کہ میں اس سوراخ کو بھر دوں گا اس میں تیل بھرنا شروع کرے تو یہ سوراخ کبھی نہ بھرے گا۔ یوں یہ تھوڑے ہی تیل سے بھر جاتا ہے لیکن یہ روایت ہی ہے اس مندر کے پاس ہی باؤلی ہے جس میں تقریباً ۵۰ میٹر حیاں ہیں۔ یہ باؤلی بہت خوبصورت ہے لیکن آج کل کام میں نہیں آتی

اس قلعہ میں بہت سے گہرے تہ خانہ بھی ہیں۔ ان تہ خانوں میں عمارتیں بنی ہیں اور ادھر ادھر جانے کے لئے سڑکیں بھی ہیں۔

## سوجھباشی

(راہنما ناٹیکور)

کوئی زبان نہیں جو پیدا نشی گوئے میں۔ ان کی آنکھوں کی زبان نہایت عات اور سمندر کی گہرائی کی طرح تین ہوتی ہے۔ وہ شفاں آسان کی طرح طلوع و غروب، سایہ اور روشنی کا سین پر دہ ہوتی ہے۔ پورے۔ یہ محروم انسانوں میں خاموش فطرت کے مانند ایک عکس اور عکس ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عام بچے اور بچیاں سوجھباشی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے ساتھ کھیلنے نہ تھے۔ وہ انسان دوسرے کے مانند خاموش اور سادہوں سے محروم تھی۔

(۲)

سوجھباشی کے گاؤں کا نام چند ہی پور تھا۔ گاؤں کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی ندی تھی۔ اس کا پھیلاؤ زیادہ نہ تھا۔ سست رفتار نہ تھی۔ ندی اپنے کناروں کی حفاظت کرتی ہوئی بہتی چلی جاتی تھی۔ دونوں کناروں پر آباد دیہات کے ساتھ جیسے اس کا ایک نہ ایک تعلق ضرور ہے۔ دونوں کناروں پر آبادی تھی۔ کنارے اونچے تھے اور ان پر گھنے درخت سایہ کئے ہوئے تھے۔ بچے گاؤں کی کشمی کے مانند وہ ندی خود خاموشی کے انداز میں، مسرت بھرے دل سے دُنیا کے سینکڑوں کام کرتی رہ رہی تھی۔

وہی کشتی کا مکان بالکل ندی کے کنارے پر تھا۔ ان کا مکان، احاطہ کو شالہ، بھوس کا ڈھیر، اعلیٰ کا بیڑ اور کیلے کا باغ ہر کشتی پر آئے جانے والے کی نگاہ اپنی طرف کھینچے بغیر نہ رہتا تھا۔ اس گھر کی ٹیپ ٹاپ کے اندر وہ گونگی لڑکی بھی کسی کو دکھائی دیتی تھی یا نہیں۔ یہ تو معلوم نہیں۔ لیکن وہ جب کام کاج سے چھٹی پانی نہیں تو اسی ندی کے کنارے آکر بیٹھتی تھی۔

فطرت جیسے اس کی کہ پورا کر دیتی تھی۔ وہ گویا سوجھباشی کی طرف سے باتیں کرتی تھی۔ ندی کی آواز، لوگوں، کا شور، ملاوٹ کا گانا، یہ سب سب بچے اور بچوں کے بچوں کی کھڑکھڑاہٹ کی طرح چاروں طرف سے مل جاتی تھی۔ سوجھباشی کے ساتھ ایک ہو کر سمندر کی لہروں کے مانند، سوجھباشی کے خاموشی کے ساحل کے نزدیک آکر بیٹھے اور اسے لگتا تھا۔ فطرت کے یہ مختلف اور ناقابل فہم الفاظ جیسے گونگی کی زبان ہوں۔ بڑی بڑی آنکھوں والی سوجھباشی کی زبان کی گویا عالمی تفسیر ہوں۔

دوسرے کو جب ملاں اور باہی گہر کھانا کھاتے چلے جاتے تھے، گاؤں والے سوجھباشی کے پورے خاموش ہو رہتے تھے۔ کشتیاں رک جاتی تھیں آبادیاں کام کرتے کرتے ٹھک کر چائیکہ ایک خوفناک خاموشی اختیار کر لیتی تھیں اس وقت تیز دھوپ ہے

لڑکی کا نام جب سوجھباشی رکھا گیا تھا تو کون جانتا تھا کہ وہ گونگی ہوگی۔ اس کی دوسری پہنوں کا نام سوجھباشی اور سوجھباشی رکھا گیا تھا اور اسی لحاظ سے باپ سے چھوٹی لڑکی کا نام سوجھباشی رکھا مگر سب اسے مختصر طور پر سوجھباشی کہتے تھے۔

بچکانیوں کے دستور کے مطابق بڑی تلاش اور بہت سے راز فزج کر کے وہ لڑکی بڑی لڑکیوں کا بیاہ ہو گیا۔ لیکن چھوٹی لڑکی سوجھباشی باپ کے خاموش دلی جذبات کی طرح گھر میں موجود تھی۔ وہ بچکانی نہیں لیکن کچھ محسوس کرتی ہے۔ یہ بھی کسی کو معلوم نہ تھا۔ اس لئے اس کے سامنے ہی اس کے مستقبل کے بارے میں سب راز اظہار تشویش کیا کرتے تھے۔ یہ بات وہ بچکانی ہی سے سمجھتی تھی کہ تقدیر نے اسے والدین کے لئے ایک بار بنا کر بھیجا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا کر رہنا چاہتی تھی وہ سمجھتی تھی کہ سب لوگ مجھے بھول جائیں گے۔ لیکن دردِ عم کو کوئی بھول سکتا ہے۔ ماں باپ کے دل میں وہ ہر وقت کھٹکتی رہتی تھی۔

سوجھباشی کی ماں تو خاص طور سے اسے اپنا ہی ایک نقص ایک بُرائی سمجھتی تھی۔ کیونکہ بچے کی جگہ بیٹی ہی کو ماں اپنا حصہ سمجھتی ہے۔ بیٹی میں کوئی کمی، کوئی نقص ہوتا ہے تو ماں اسے غلامی اور اسے اپنی مشرم و دامت کا باعث سمجھتی ہے۔ سوجھباشی باپ سے اپنی دوسری لڑکیوں سے زیادہ پیار کرتا تھا لیکن ماں اسے اپنے لئے ایک کلنگ سمجھ کر اس کے سخت خلاف تھی۔ سوجھباشی بے شک نہ کر سکتی تھی، لیکن اس کے عوض اسے بڑی بڑی ہلکیوں سے گھری ہوئی دو بڑی بڑی کیلی آنکھیں ملی تھیں۔ اس کے دونوں بیلے ہونٹ کسی مہوئی سے احساس سے بھرے تھے، چپے کی بلیوں کے مانند لرز اٹھتے تھے۔

الفاظ میں ہم جس خیال یا جذبہ کی ترجمانی کرتے ہیں وہ ہمیں اکثر اپنی کوشش سے گھڑ لینا ہوتا ہے۔ وہ کچھ کچھ تجربے سے مشابہ ہے۔ وہ تجربہ اکثر ٹھیک نہیں ہوتا ہم غلطی کرتے ہیں۔ لیکن شفاں، سایہ، بڑی بڑی آنکھوں کا تجربہ ہمیں کرنا چاہیے۔ ان خود ہی ان پر عکس ڈالتا ہے اور خیالات و جذبات کی جھلک ان میں خود بخود نمودار اور غائب ہوتی رہتی ہے۔ یہ جذبہ تبدیل ہوتا ہے یا نہیں کبھی تو غروب ہوتے ہوئے چاند کی طرح کھلے پاندھے بیکھتا رہتا ہے۔ اور کبھی بے قرار بجلی کی طرح ہر طرف فکرات لگاتار ان کے پاس پیدا نشی ہی کے دن سے چہرے کے جذبات کے سوا

آسمان سے نیچے مرنے لگی فطرت اور گوشتی لڑکی  
سوسہا کے دل آئے سانسے چپ چاپ پیچھے پیچھے ایک دوسرے کو کھینچ  
لے گی تھیں۔ فطرت پھیل چلی وہ چوپ میں اور سوسہا درختوں کی  
سختی میں جھاڑوں میں!

سوسہا کے کچھ بے زبان دوست بھی تھے۔ اُس کی سہیلیاں  
دو چھوٹی تھیں۔ ایک کا نام سیاما اور دوسری کا کلیانی تھا۔ سوسہا  
کے منہ سے ان کا یوں نے اپنے یہ نام کبھی سنے نہ تھے۔ لیکن وہ  
اُس کے پیروں کی آہٹ کو پہچانتی تھیں۔ سوسہا کے پاؤں کی آہٹ  
میں بھی ایک بے الفاظ فطرت آمیز آواز تھی۔ گائیں اُس کی  
مردی اور محبت کو زبان کی بجائے آسانی سے سمجھ لیتی تھیں۔  
سوسہا کبھی ان کو چھپکتی کبھی جھڑکتی اور کبھی لاڈ پناہ دکھاتی  
تھی۔ دونوں گائیں ان باتوں کو انسانوں کی نسبت بہت اچھی  
طرح سمجھتی تھیں۔

ان کے علاوہ سوسہا کی سکھیوں میں ایک بکری اور ایک بلی  
بھی تھی۔ لیکن ان سے سوسہا کی ایسی گہری اور برابر کی دوستی نہ  
تھی۔ تاہم وہ سوسہا سے بہت ہی مالوس تھیں بلی جب دن یا  
رات کو کبھی کبھی سوسہا کی گود میں بیٹھ کر سکے کی زیند کی تیاری کرتی  
تھی پورے سوسہا اُس کی گردن اور پیٹھ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرتی  
تھی تو بلی بھی یوں ظاہر کرتی تھی جیسے اُس سے اُس کی سکھ کی  
خیند میں خاص مدد ملتی ہے۔

(۳)

انسانوں میں بھی سوسہا کو ایک ساتھی مل گیا تھا لیکن یہ ٹھیک  
ٹھیک نہیں کہا جاسکتا کہ سوسہا کے ساتھ اس کا تعلق کیسا تھا۔ کیونکہ  
وہ زبان رکھتا تھا۔ بایں رکھتا تھا اور اسی نے دونوں کی زبان ایک نہ تھی۔  
وہ سخت گوسائیں جی کا جھوٹا لڑکا پرتاپ چندر۔ پرتاپ  
کوئی کام نہ کرتا تھا۔ بہت کوشش کرنے کے بعد ماں باپ نے یہ  
اُمید چھوڑ دی تھی کہ پرتاپ کچھ کام کر کے اپنی پاکھ کی بہتری میں  
مدد دے گا۔ بیکار آدمیوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ رشتے دار کو ان  
سے ناما حق ہوتے ہیں۔ لیکن غیر لوگوں میں ہر دلعزیز ہو جاتے ہیں۔  
چونکہ کوئی کام نہ کرنے کے باعث وہ بیکار آدمی ہو جاتے ہیں۔  
میں میں طرح دو ایک بار کول اور باغوں کی ضرورت ہوتی ہے۔  
جہاں حوام سیر و تفریح کر سکیں۔ اُسی طرح دیہات میں دو چار بیکار  
لوگوں کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ باکار آدمیوں کا کام کاج سے  
بیکار وقت شب میں گزار سکیں۔ اور جس وقت کسی کو ان  
کی ضرورت پھر فوراً اُموجد ہوں۔

پرتاپ چندر کو سب سے زیادہ شوق کانچے سے پھل پکڑنے  
کا تھا۔ اُس کام میں اس کا بہت سا وقت غیر محسوس طور پر گزرتا

تھا۔ تیسرے پہر۔ ندی کے کنارے وہ ہمیشہ اسی کام میں مصروف  
نظر آتا تھا۔ اپنے اسی شخص کے طفیل سوسہا سے اُس کی اکثر  
ملاقات ہو جا کرتی تھی۔ پرتاپ کی عادت تھی کہ خواہ وہ کوئی کام  
کرے ایک ساتھی کی ضرورت رہتی تھی۔ ساتھی کے بغیر وہ کوئی بھی  
کام نہیں کر سکتا تھا۔ پھلیاں پکڑتے وقت بے زبان ساتھی ہی ب  
سے اچھا ہوتا ہے اسی نے پرتاپ سوسہا کی اہمیت کو جانتا تھا۔  
اور اس کو زیادہ عزت کے طور پر پورے نام کی بجائے سوسہا کو کہتا  
”سو“ کہا کرتا تھا۔

سوسہا اعلیٰ کے درخت کے نیچے بیٹھی رہتی تھی۔ اور پرتاپ  
قریب ہی کا نٹا پانی میں ڈال کر ادھر ہی دیکھا کرتا تھا۔ سوسہا  
روزانہ پرتاپ کو گھر سے پان کا ایک بیڑہ لا کر دیا کرتی تھی۔ معلوم  
ہوتا ہے۔ بہت دیر تک بیٹھے بیٹھے۔ تاک تاک کر۔ سوسہا اپنے  
دل میں چاہا کرتی کہ وہ پرتاپ کی کوئی خاص مدد کر سکتی۔ ہر  
کے کسی کام میں مصروف ہو سکتی۔ یا کسی طرح یہ جتا سکتی کہ ہر  
زمین پر وہ بھی کچھ کم کام کی چیز ہے تو بہت اچھا ہوتا۔ لیکن  
میں سے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ دل ہی دل میں قسمت  
سے سحرانہ لیاقت کی پرار تھا کرتی تھی۔ منتر کے زور سے اچانک  
ایک ایسا عجیب کام کر دکھانا چاہتی تھی کہ اُسے دیکھ کر پرتاپ  
کی حیرت کا ٹھکانہ نہ رہے اور وہ کہہ اُٹھے۔ واہ۔ ”سو“ میں آ  
لیاقت بھری ہے۔ یہ تو مجھے معلوم ہی نہ تھا۔

فرض کرو اگر سوسہا جل پری ہوتی، آہستہ آہستہ پانی سے  
نخل کر سانپ کا من گھاٹ پر رکھ جاتی۔ پرتاپ معمولی پھلیاں  
پکڑنے کا کام چھوڑ کر اُس من کو نیکر پانی میں غوطہ کھاتا اور یہ  
جا کر دیکھتا۔ چاندی کے محل میں سونے کے تخت پر۔ کون بیٹھی  
ہے۔ دیوی دینی کنتھ کی گونگی لڑکی سوسہا اُس سوسہا جو اہرات  
سے منور عالیشان پاتال پوری کے جہار ارجی اکھوتی لڑکی ہے  
کیا یہ ناممکن تھا۔ ہونہ سکتا تھا۔ دراصل کچھ بھی ناممکن نہیں۔  
تاہم سوسہا پاتال پوری کے شاہی خاندان میں پیدا ہونے  
کے بجائے دیوی کنتھ کے گھر پیدا ہوئی ہے۔ اور گوسائیں کے  
لڑکے پرتاپ کو کسی طرح حیرت میں نہیں ڈال سکتی!

(۴)

سوسہا کی عمر آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی تھی اور رفتہ رفتہ  
گویا اپنی عمر اور حالت کے تغیر کو محسوس کرنے لگی تھی گویا چاند  
رات میں سمندر سے جوار کی لہر اگر سوسہا کے دل و روح کو کھ  
نئی ناقابل بیان طاقت سے لبریز کر رہی تھی۔ وہ اپنے آپ  
دیکھتی۔ سوچتی اور سوال کرتی تھی لیکن اُس کی سمجھ میں کچھ نہ  
آتا۔



رہی۔ دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے وہ فکس کچش کی دودھنی کی (چاندنی دسویں) رات تھی۔ سو بھاگھر سے باہر نکلا اسی دل پسند مہی کے کنارے جا کر گھاس پر لیٹ گئی۔ گویا دھاتی ماتا کو دونوں ہاتھوں سے لپٹا کر وہ یہ کہنا چاہتی تھی۔ ماں! تم مجھے نہ جاسنے دو۔ میری طرح دونوں ہاتھ پھیلا کر تم بھی مجھے لپٹا لو۔ کلکتہ پہنچ کر ایک دن سو بھاگ کی ماں نے اس کا خوب بناؤ سنگا کیا۔ بالوں میں شل ڈال کر چون بانڈھی۔ نئے کپڑے اور زیور پہنائے۔ اس کے فطری حسن کو خواہ مخواہ جیسے چھپا سادبا۔ سو بھاگ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس خیال سے کہ رو روئے روتے آنکھیں سوچ نہ جائیں۔ اس کی ماں نے اُسے جھڑکا بھی لیکن آنسوؤں نے جھڑکیوں کی بھی پرواہ نہ کی۔

بڑا اپنے ایک دوست کے ہمراہ لڑکی کو دیکھنے آیا لڑکی کے چتا خون اور شک و شبہات سے بے قرار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسے دیوتا خود اپنی قربانی کے جانور کو پسند کرنے آیا ہو۔ ماں نے اندر رہتے ڈانٹ ڈپٹ کر بھی اسے آنسوؤں کے سیلاب کو اور بھی بڑھا کر اُسے سختی کے سامنے بھیج دیا۔

ممتحن نے بہت دیر تک دیکھ کر کہا ”بڑی نہیں ہے“ خصوصاً لڑکی کو روتے دیکھ کر اس نے سمجھا کہ یہ نرم دل بھی ہے۔ اور ماں باپ سے پھر مرنے کے خیال سے اس کا نرم دل بچپن اور طول ہے۔ وہ دل بیاہ کے بعد میرا ہی ہو گا۔ سب سے موتی کے مانند لڑکی کے آنسوؤں نے اُس کی قدر و قیمت بڑھا دی۔

جنم پتر وغیرہ دیکھ کر شادی کے لئے ایک سارک دن تجویز ہوا اور اُس دن اُسی بڑے ساتھ سو بھاگ بیاہ ہو گیا۔ گوئی لڑکی دھڑکے کو سو نہ کر ماں باپ مطمئن ہو کر اپنے گاؤں چلے آئے۔ ان کی ذات برادری بھی قائم رہی اور دھرم بھی بچ گیا۔

سو بھاگ کا شوہر بوجہ بی میں ملازم تھا۔ بیاہ کے بعد وہ سو بھاگ کو اپنے ساتھ ورس لے گیا۔ ایک ہفتے کے اندر ہی اُسے معلوم ہو گیا کہ اس کی بیوی گوئی ہے۔ لیکن بیاہ سے پہلے اس بات کے نہ سمجھنے کا قصہ اُس کا تھا۔ سو بھاگ نے اُسے کوئی دھوکا نہ دیا تھا۔ اُس کی دونوں آنکھوں نے سب غلام کر کے کہہ دیا تھا۔ لیکن بڑا اُسے سمجھ نہ سکا۔ وہ چاروں طرف دیکھتی تھی۔ لیکن دلی جذبات کے اظہار کے لئے زبان اُس کا پاس نہ تھی۔ وہ کیا کرتی!

جگاری دھن کے خاموش دبے زبان دلی میں ماں باپ اور گھر کی جدائی کا غم کس دیکھا کے درد بھرے نالہ و شہین کی طرح گونجنے لگا۔ خدا! سو اُس کے درد و غم کو کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

اب کی بار گھر بھاگ کا شوہر۔ آنکھوں اور کانوں سے اچھی طرح جانتا پر تال کے دوسری عورت بیاہ لایا!

پورے رات دو سوئیں کی ایک رات کو آہستہ آہستہ خواب گھا کا درد اذہ کھول کر دُرنے دُرنے منہ نکال کر سو بھاگے باہر جھانکا دیکھا جو ان کے راز میں۔ سرت و غم میں انتہائی خاموشی و برانی کی آخری حد تک یہاں تک کہ اُسے بھی پار کے پورے ناک فطرت بھی غرق ہو گئی ہے۔ لیکن منہ سے ایک بات بھی نہیں کہہ سکتی۔ خاموش مضطرب فطرت کے ایک جتنے میں ایک مضطرب لڑکی خاموش کھڑی تھی۔

ادھر لڑکی کی عمر کو دیکھ کر ماں باپ کی فکر بھی روز بروز بڑھنے لگی۔ لوگوں نے بھی انگلیاں اٹھانا اور باتیں بنانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ دینی کٹھ کو ذات برادری سے خارج کر دینے کا ذکر بھی پھرنے لگا۔ دینی کٹھ کی حالت اچھی تھی۔ کھانے پینے اور پیتے کی بھی کمی نہ تھی۔ اسلئے اُن کے مخالفت بھی کمی تھی۔ ایک دن میاں بیوی میں اس بارے میں بات چیت ہوئی کچھ دنوں کے لئے بڑی تلاش میں دینی کٹھ کو گھر سے باہر جانا پڑا۔ آخر بار سے واپس آ کر دینی کٹھ نے بیوی سے کہا ”چلو“

سفر کی تیاری ہونے لگی۔ کپڑے ڈھکی ہوئی صبح کی طرح سو بھاگ کا دل ایک دم آنسوؤں میں گدوب گیا ایک نامعلوم شک و شبہ کے مارے وہ کچھ روز سے بے زبان جانور کی طرح ماں باپ کے پاس ہی رہا کرتی تھی۔ دونوں بڑی بڑی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھ کر جیسے وہ کچھ سمجھنے کی کوشش کرتی تھی لیکن وہ کچھ سمجھا کر نہ کہتے تھے۔

اسی دور ان میں ایک دن تیسرے پہر پانی میں کاٹا ڈال کر پرتاب نے جتنے ہوئے کہا۔ ”کیوں رہی سو بھاگ، تیرا دل ہلا مل گیا ہے۔ تو بیاہ کر کے جاتی ہے وہ دیکھ ہم لوگوں کو نہ بھولنا۔“ یہ کہہ کر وہ پھر پھلی پکڑنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

زخمی ہرنی جس طرح شکار کی طرف دیکھتی ہے چپ چاپ کہتی ہے کہ میں نے تیرا کیا تصور کیا تھا۔ ویسے ہی سو بھاگ نے بھی پرتاب کی طرف دیکھا۔ اُس دن وہ اہلی کے پیر کے نیچے نہیں بیٹھی۔ دینی کٹھ تنہا کوئی رہے تھے۔ سو بھاگ اُن کے پیروں کے پاس بیٹھ کر اُن کے منہ کی طرف دیکھ کر روتے لگی اُسے تسلی دیتے دینے دینی کٹھ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے۔

اگلے روز کلکتہ کو روانہ ہوئی۔ سو بھاگ کو شالہ میں اپنی بچپن کی دوست گائیوں سے رخصت ہونے کے لئے گئی۔ انھیں اپنے ہاتھ سے کھلا کر۔ اُن کے گلے میں ہاتھ ڈال کر۔ سو بھاگ حق الامکان آنکھوں کے آنکھوں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتی ہوئی اُن کی طرف دیکھتی



# کیستی باری

محکمہ زراعت حلقہ شمالی و مشرقی گورکھ پور کے فارموں پر کئے ہوئے تجربوں

کا مختصر نتیجہ ۱۹۴۲-۴۳ء

(انڈیا کٹرٹی کے - کمر جی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت شمال مشرقی گورکھ پور)

جس میں سے صرف ۱۹۱۵ء - ایکڑ زیر کاشت ہے۔ یہاں کی زمین بلوی دومٹ قسم کی نہایت درجہ نرم و زرخیز ہے اور بیج میں اور زمین کے ٹکڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ اس فارم کی یہ بھی ایک ٹیوب ویل سے کی جاتی ہے جو ایک ٹھنڈے میں ۶۰۰ گیلون پانی دے سکتا ہے۔

اس سال یہاں کل ۱۵ ر ۴۸ ۱ بیج بارش ہوئی۔ یہاں زیادہ تر گیہوں اور گنے کی کاشت کی جاتی ہے اور سنٹی کی کھاد کا زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے۔

فصلوں پر کئے ہوئے تجربوں کا نتیجہ :-  
گنے :- بونے کے قبل کچھ گنے کو چرنے کے پانی میں بھگا کر مسمولی پانی میں اور کچھ کو بلا بھگوئے ہی الگ الگ کھیتوں میں بویا گیا اور آخر میں یہ دیکھا گیا کہ جس کھیت میں گنے بھوا پانی میں بھگو کر بونے گئے تھے۔ ان کی پیداوار سب سے زیادہ اور اس کے بعد اس کھیت کی پیداوار ہوئی جس میں بلا بھگوئے بونے گئے تھے۔

اس سال گنے کی نو قسمیں مقابلہ کے لئے بونی گئی تھیں جس میں سے پانچ اچھی قسموں کی پیداوار حسب ذیل ہے

کوٹھنور کرناں	۸۴۲	من فی ایکڑ
کوٹھنور شاہاں پور	۸۳۰	-
کوٹھنور	۸۳۰	-
کوٹھنور	۴۵۲	-
کوٹھنور	۳۱۳	-

دھان :- دھان کی بہت سی قسمیں پیداوار کے مقابلہ کے لئے بونی گئی تھیں اور یہ دیکھا گیا کہ کوٹھنور دھان کی قسموں میں نمبر ۱۳۶ کی سب سے زیادہ پیداوار فی ایکڑ ۱۲ ۱/۲ من ہو دوسرا نمبر ۲۲ کا تھا جس کی پیداوار ۱۱ ۱/۲ من فی ایکڑ ہوئی اور تیسرا نمبر ہریشور دھان کا رہا جس کی پیداوار ۹ ۱/۲ من فی ایکڑ ہوئی اور چوتھی دھان کی پانچ اچھی قسمیں اور ان کی پیداوار ابرا

گورکھ پور فارم :- یہ فارم گورکھ پور شہر سے ۲ ۱/۲ میل پورب کوڑا کھاٹ ریلوے اسٹیشن کے نزدیک ہے۔ اس کا کل رقبہ ۱۱۰۰ ایکڑ ہے جس میں ۴۱۴ ایکڑ زیر کاشت ہے اس فارم کی آبپاشی ایک ٹیوب ویل اور پختہ تالیوں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ اس سال یہاں کل ۳۴ ۵ ۸ بیج بارش ہوئی۔

یہاں کی زمین ہلکی دومٹ ہے۔ اس سال ایکہ دھان۔ جو اور گیہوں پر نہایت مفید تجربے کئے گئے جو اکا نامک بوٹینسٹ کے مختلف پورٹوں سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

باقی فصلوں پر جو تجربے کئے گئے۔ ان کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔  
ارجر :- ارجر کے چھ قسموں کے پیداوار کا مقابلہ کیا گیا جن میں نمبر ۲۲ کے نمبر ۲۲ و ۱۶ ۱/۲ اور ۵۴ ۱/۲ اور اگلی پیداوار ایک ایکڑ میں - ۲۳ ۱/۲ و ۳۳ ۱/۲ اور ۲۸ ۱/۲ من ہوئی۔

جوٹ :- ڈی ۱۵ چنبرا ہرا اور دیسی کا مقابلہ کیا گیا۔ اور ان کی پیداوار ۱۴ من - ۱۲ ۱/۲ من اور ۱۲ ۱/۲ من فی ایکڑ ہوئی۔

السی تیس :- پیداوار کے مقابلہ کے لئے السی کی آٹھ قسمیں بونی گئی تھیں۔ جس میں کہ پانچ قسموں کی اچھی پیداوار ہوئی۔ پوسہ ۵۰ - ۲۰۸۳ - ۳۰۴۴ - ۳۰۴۴ - ۱۱۵۰ اور ۲۰۶ - ۱۲۰۶ اور ان کی پیداوار فی ایکڑ ۸ من - ۳۸ ۱/۲ من - ۸ ۱/۲ من اور ۸ ۱/۲ من ہوئی۔

آلو :- اس سال مقابلہ کے لئے صرف تین قسمیں بونی گئی تھیں۔ جن میں سب سے اچھی پیداوار میٹک آلو کی - ۲۱ ۱/۲ من فی ایکڑ ہوئی۔ دوسرا نمبر ڈیو بیو لیبر کار رہا جس کی پیداوار ایک ایکڑ میں ۱۸۲ من ہوئی اور دیسی آلو کی پیداوار ۱۲ ۱/۲ من فی ایکڑ ہوئی۔

بھرا بیج فارم :- اس فارم کا کل رقبہ ۱۰۱۵۲ ایکڑ ہے۔

ایک میں جوئی مندرجہ ذیل ہے۔

نائب الف	۲۲	۳۲	۳۳
نائب	۲۶	۲۲	۲۲
نائب	۳۶	۲۲	۲۲
نائب	۱۰۰	۲۰	۲۰
نائب	۲۰	۲۰	۲۰

۱. علاقہ میں ان دو بڑے فاریوں کے علاوہ تین اور چھوٹے چھوٹے فارم ہیں جن پر کاشتکاروں کو ترقی دلدہ بیج اور آلات

زرعت کے استعمال پر اسے دیسی بیج اور آلات کے مقابلہ میں دیہات میں کاشتکاروں کے گھر بسنے والی آسانیوں اور آلات کے مطابق کر کے دکھایا جاتا ہے۔ اس سال جو ان چھوٹے فارموں پر منافع ہوا وہ حسب ذیل ہے۔

بیلی پار پلاٹ (ضلع گورکھپور)	۱۰۳۹ روپیہ
بنتھار روڈ پلاٹ (ضلع بلیا)	۵۲۰
بلیا پلاٹ (ضلع بلیا)	۱۱۲۲

## لوکی اور سیتا پھل کی پتی کھانے والا لال کیڑا

(از اشرفیہ ایم۔ گنیتہ۔ بی۔ ایس۔ سی۔ اے۔ جی) انٹرمولجسٹ اسٹنٹ (پیشہ)

ہیں۔ اس وقت سردی کی وجہ سے کیڑا اتنا شست ہوتا ہے کہ سامانی سے کھاتے سے پکڑا جاسکتا ہے۔ کاشتکاروں کو خاص طور سے دیہات کے کنارے خرپوزہ بگڑی اور لوکی پیدا کرنے والوں کو چاہئے کہ صبح کو روزانہ جب تک پودے بڑے نہ ہو جائیں۔ لال کیڑے کو نزدیکی پودوں پر تلاش کر کے انھیں جھج کریں اور مار ڈالیں تاکہ ان کی بھڑکی کی فضیلت اس کیڑے کے حمل سے بچ جائیں۔

نوٹ :- اس کیڑے کے بارے میں رسالہ بل اکتوبر ۱۹۳۳ء کے نمبر میں چند اور باتیں بھی لکھی گئی ہیں۔ انھیں پڑھئے۔

دیہات کے کنارے ریتیلی زمین میں لوکی۔ سیتا پھل۔ گڑی خرپوزہ وغیرہ بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ عام طور پر سردی کے دوسرے ہفتے میں پودے اگل آتے ہیں۔ یہی وقت پتی کھانے والا لال کیڑا کے نکلنے کا ہے۔ دن میں یہ کیڑا پتوں کو کاٹتا ہے اور پودوں پر رہتا ہے۔ مگر رات میں نزدیک کے کسی بھلی اوپے پودے پر آرام کرتا ہے اور صبح کو جب تک کافی دھوپ نہیں نکل آتی وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ صبح کا وقت اس کیڑے پر قابو پانے کے لئے نہایت ہی اچھا ہے۔ کانپو میں گنگا کے کنارے عموماً کانس۔ جھاؤ۔ اور نزدیک کے جواہر گیہوں کے پودوں پر یہ کیڑا صبح کے وقت بڑی تعداد میں بیٹھا ہوا ملتا ہے۔ ایک ایک پودے پر پچیس کیڑے تک بیٹھے ہوئے ملتے

## عمل کی عظمت

(ایک سنسکرت اشوک کا مفہوم)

(از حضرت منور لکھنوی)

ادنیٰ ترین ہے، اسفل ترین ہے  
ہے کچھ فہمیت، پھر بھی نہیں ہے  
یہ بات اعلیٰ تر بالیقین ہے

قسمت کے ڈر سے، کچھ بھی نہ کرنا  
کچھ کام کرنا، پھر چھوڑ دینا  
ہر حال میں تو محو عمل رہ

# کھتے کا چارہ

(از مسٹر شوانند مجاوی۔ ایس سی۔ زراعت (پروفیسر))

نگال دیکھئے کیونکہ ہوا نہ جاتے سے چارہ مضر جانا ہے۔ لکڑی بھرنے کے بعد یہ بھی کو شش کرنی چاہئے کہ باہر کی ہوا اندر نہ داخل ہو سکے ورنہ ہوا کے ساتھ ایک گیس ملی جوتی ہے جسے آکسیجن کہتے ہیں۔ یہ چارے کو مڑا دینا اسلئے چارہ بھرتے وقت اچھی طرح چاہئے ثابت پروں سے دبائے جانا چاہئے۔ کوئی کونہ خالی نہ رہے برابر برابر دبا کر بھرنا چاہئے۔ دبانے سے چارہ بھی زیادہ بھر جائیگا۔ ہر چھوٹا نعل جانیگی۔ چارہ کاٹ کر بھرنے چاہئے جیسا لوگ چوا وغیرہ کا چوٹا چھوٹا ٹکڑا کاٹ کر کھلاتے ہیں۔ سطح زمین سے ۵ فٹ بلندی تک سائیلو کے اندر چارہ بھرنا چاہئے سائیلو بھر جانے سے اوپر سے مٹی سے قوپ دینا چاہئے تاکہ ہوا اندر نہ جاسکے۔ کچھ دنوں کے بعد چارہ دبا کر بیٹھے لگتا ہے اور مٹی میں ننگا پڑنے لگتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں دراروں کو بند کرتے رہنا چاہئے

کوئی چیز سائیلو کے لئے مناسب ہے ؟

ہر ایک چیز کا سائیلو تیار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اتنی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو چیزیں زہریلی ہوں یا جن میں پرہیز کا جزو زیادہ مقدار میں موجود ہو مثلاً ٹومرن وغیرہ ایسی چیزوں کا سائیلو نہ بنایا جانا چاہئے۔ عام طور سے جوار، باجرا، دھان وغیرہ سائیلو مفید ہیں۔ جوار چھوٹے ٹکڑے کے بعد اور دانہ پکنے کے پچھلے لمحے کے لئے بہت اچھی ثابت ہوتی ہے۔

کتنے دنوں میں سائیلو تیار ہوتا ہے ؟

چارہ بھرنے کے تقریباً دو یا ڈھائی ماہ بعد چارے کا سائیلو تیار ہو جاتا ہے۔ یہ اس طرح بنتا ہے کہ چارے کے اندر رہنے والے کاربوہائیڈریٹس اور اسٹارج پہلے شکر کی صورت اختیار کرتے ہیں اس کے بعد شکر سے ترشٹی پیدا ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کو میں نے ایسا کہتے ہوئے سنا ہے کہ سائیلو ۱۱ ماہ ہوا چارہ ہوتا ہے اور مویشی اسے نہیں کھاتے لیکن یہ بات غلط ہے۔ وہ مڑنا ضرور ہے لیکن اسی طرح مڑتا ہے جیسے سرکہ مڑا کر بنایا جاتا ہے۔ اگر سرکہ یا سرسہ نہ کھائے تو قاتل نہ ہے۔

کھیت کا کام شروع سے آخر تک مویشیوں کی امداد کا محتاج ہے اور مویشی دسدار اور کھیت بخش چارے کے استعمال سے ہی زندہ رہ سکتے ہیں۔ عموماً سبھی جانور دسدار چارہ ہی کھانا پسند کرتے ہیں لیکن سال کے ہر موسم میں خصوصاً گرمی کے دنوں میں ہر چارہ ملنا ناممکن ہو جاتا ہے اسلئے مالک پیدا ہونے پر ماہرین زراعت سے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا کہ سال کے ہر موسم میں مویشیوں کو ہر دسدار چارہ ملنا ناممکن ہو گیا۔ وہ طریقہ ہے سائیلو کا لفظ سائیلو انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ایسے خاص چارے کے ہیں جو ایک گڈھے میں زمین کے اندر رکھا جاتا ہے۔ یہ چارہ ہمیشہ دسدار رہتا ہے۔

چارہ جب سوکھ جاتا ہے تو اس میں سے بہت سے اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں جس کے باعث اس کی طاقت جاتی رہتی ہے اور اسے کھا کر مویشی تندرست نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ سائیلو سے نہ صرف مویشی دسدار چارہ ہی پاتے ہیں بلکہ یہ وہ جزو بھی عطا کرتا ہے جو چارہ سوکھنے پر ضائع ہوتے ہیں۔ اسلئے یہ دسدار اور مٹی خوراک ہے۔ جن گڈھوں میں سائیلو رکھا جاتا ہے انھیں ساملو کہتے ہیں۔

## ساملو کی تیاری

ساملو ایسی جگہ بنانا چاہئے جو اونچی ہوتا کہ وہاں پر برسات میں کسی طرح پانی نہ پہنچ سکے۔ سائیلو بنانے وقت یہ بھی سوچ لینا چاہئے کہ کتنے چارے کی کھیت ہے۔ اسی کے مطابق سائیلو چھوٹا یا بڑا بنانا چاہئے۔ اگر مزید چارے کی ضرورت ہو تو ایک سے زیادہ سائیلو بنانا چاہئے۔ نہ صرف ایک ہی لمبا چوڑا گڈھا بنایا جائے۔ اگر پانی سطح سے کم گہرائی میں ہوگا تو سائیلو کم گہرے ہوں گے اور اگر زیادہ گہرائی میں پانی ہوگا تو زیادہ گہرے ہوں گے۔ عموماً گول گڈھے اچھے ہوتے ہیں۔ سائیلو بنانے وقت اس کی مٹی دور رکھنی چاہئے۔ اگر گڈھے میں گر کر چارے کو بر باد نہ کر دے۔ سائیلو کو دسے کے بعد چینی مٹی سے پوت دینا چاہئے۔ پختہ گڈھے زیادہ اچھے ہوتے ہیں کیونکہ ان میں کسی طرف سے مٹی نہیں گھسنے پاتی۔ مٹی آنے سے اس میں مڑا نہ اور ترش پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلئے کچے گڈھے سے کچے گڈھے میں کچھ زیادہ کنارس کا چارہ خراب ہوگا لیکن کوئی خاص فرق نہ ہوگا۔ اسلئے مٹی سے پچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سائیلو کے اوپر ایک سایہ ڈال دینا چاہئے تاکہ ہینہ کا پانی اس میں نہ جا سکے۔

سائیلو میں چارہ بھرنا

چارہ بھرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ سائیلو کے اندر کی ہوا

# دیہات کے لئے جنگلوں کی اہمیت

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے سر جوگندہ سنگھ نے کہا کہ جنگ ختم ہوتے ہی بہت سے مسائل کے حل سوچنے ہیں۔ ان میں سے بعض ہمیں اس وقت بھی درپیش ہیں۔ میں اگرچہ ایک انارڈی ہو مگر میرا خیال ہے کہ اس وقت تین مسائل سب سے زیادہ اہم ہیں۔ اول یہ کہ موجودہ محفوظ جنگلوں کو ان کی قبل جنگ حالت پر پہنچانا اور ان سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا۔ دوسرے زمین بہہ جانے سلاہوں اور زمین کٹنے اور اس کے نتائج اوسان علاقوں کا مسئلہ جو خشک اور بخر ہوتے جاتے ہیں۔ ملک کے بہت بڑے علاقے کو جنگلوں کی ضرورت ہے۔ تیسرے یہ اشد ضروری مسئلہ کہ جنگلوں کو زراعت کے لئے کارآمد بنایا جائے۔

زراعت کی بہترین عملی مثال ہمارے جنگلات میں ملے گی۔ خست زمین کو سویرے کے براہ راست کھیا دی عمل سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ان سے میوں کا ایک ایسا شامیانہ ساتن جاتا ہے کہ بارش پھوار کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے جو جانوروں کے گوبر اور ٹوٹی ہوئی پتیوں کو زمین کی غذا رکھا دیں میں تبدیل کر دیتی ہے۔ درخت نہ مرنے ایندھن اور چوٹی سامان مہیا کرتے ہیں بلکہ آئندہ میوں کو ہوا کے نرم جھونکوں میں تبدیل کر دیتے ہیں اور رطوبت کو متوازن بناتے اور اسے قائم رکھتے ہیں۔

زمین کی حفاظت کا عام مسئلہ جنگلات اور آب پاشی دونوں کے افسردوں کے لئے نہایت اہم ہے۔ دریاؤں کے منبع پر چوٹانی داخل ہوتا ہے اگر اس پر قابو پایا جائے تو بعد میں جو نقصان ہوتا ہے اسکو بہت کچھ دھکا جاسکتا ہے۔ ہمالیہ اور وسطی ہند کے شالی علاقوں کے جنگلوں کے کٹنے کی وجہ سے جنگا میں طغیانی آتی ہے اور جنگل کے عوام کی صحت اور سرت پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ ضوابط یا ریاست کی سرحدوں کے حد سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ جنگلوں کی حفاظت اور نئے علاقوں میں جنگلات لگانا زراعت کے لئے بے حد اہم ہے۔

ہمارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ ہم دیہاتیوں کو علاقے کے لئے اپنا کے بجائے لکڑی مہیا کریں۔ مجلس قانون ساز کے میرے دوست نے زور دیتے ہیں کہ کھیا دی کھا دی پیداوار حاصل کی جائیں میں ان لوگوں کی خواہش کی تکمیل کے لئے جو کر سکتا ہوں کر رہا ہوں لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارا اولین فرض زمین کے لئے گوبر حاصل کرنا ہے۔ جس سے حساب لگایا گیا ہے کہ ۲۵ کروڑ ٹن سالانہ کھاوا حاصل ہوگی اور جس سے ۷ کروڑ ۲۰ لاکھ ایکڑ زمین کو زمین

سر جوگندہ سنگھ سر آراضی تعلیم و صحت نے گذشتہ اپریل میں انڈین فاریسٹ کالج اور انڈین فاریسٹری بک کالج کے مشترکہ کنوولکشن میں جو تقریر کی تھی اس کا خلاصہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔

”ہماری ترقی کے منصوبوں کے پختہ ہونے کے بعد ہم کو افسر کی ایسی جمانوں کی ضرورت ہوگی جو سائنسی معلومات سے پوری طرح واقف ہوں تاکہ ..... دیہاتوں میں جن پر ہندوستان مشتمل ہے۔ اپنی سرگرمیاں بڑھائیں۔ اگر اپنا منصوبہ چلانے کے لئے ہمیں دی فراہم کرے ہیں تو ہم کو ابھی سے مزید عمل کو تربیت دینے کی ضرورت لگتی چاہئیں اور تربیت کی آسانوں کو کافی وسیع کرنا چاہئے۔“

یہ تھے وہ الفاظ جو سر جوگندہ سنگھ ممبر تعلیم و صحت و آراضی حکومت ہند نے یکم اپریل ۱۹۴۷ء کو دہرہ دون میں انڈین فارسٹ کالج اور انڈین فارسٹری بک کالج کے متحدہ کنوولکشن میں اپنا خطبہ ارشاد کرتے ہوئے استعمال کئے۔

سر جوگندہ سنگھ نے اعلان کیا کہ وہ محکمہ جنگلات کے انسپکٹر جنرل سے مستقبل کی ضروریات کی ایسی تجویز بنانے کی درخواست کر رہے ہیں جو دونوں کالجوں میں طلباء کی اضافہ شدہ تعداد کو تربیت دینے کے لئے کافی ہو۔

آپ نے کہا ”ہمارے منصوبوں میں برطانوی ہند میں مزید ۱۰۰۰۰۰ ہیکٹر جنگل لگانے کی تجویز ہے تاکہ موجودہ جنگلاتی علاقہ دوگنا ہو جائے اور ہندوستان جیسے ملک کے لئے جس تناسب سے جنگلات کی ضرورت ہے یہ علاقہ تقریباً اتنا ہو جائے گا۔“ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ جنگل کا ٹوٹوں کے بالکل قریب لگائے جائیں گے اور جنگل لگانے کے پانچ سال کے اندر ہی ان کی کٹائی سے ایندھن حاصل ہونے لگے گا۔ اسی طرح گوبر جو اس وقت ایندھن کے طور پر استعمال ہوتا ہے کھاوا بنانے کے لئے بیج جائے گا اور اس سے ۷ کروڑ بیس لاکھ ایکڑ یا ہمارے زیر کاشت علاقہ ۳۰ فی صدی حصہ میں کھاوا ڈالی جاسکے گی۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ اس سے ہندوستان کی پیداوار میں اندازاً ۵۰ فی صدی اضافہ ہو جائے گا۔

جنگلاتی تحقیقاتی ادارہ کے سامعی جنگ میں حصہ لینے کے متعلق سر جوگندہ سنگھ نے کہا کہ ادارہ کو اپنی کامیابیوں پر بجا طور پر فخر ہو سکتا ہے۔ اس نے بہت سے ضلے کئے ہیں جن کی وجہ سے بہت سی فیکٹریاں قائم ہو گئی ہیں اور اس طرح مزدوروں کو مفید کام دل سکے ہیں۔

جون ۱۹۳۷ء

ہم یہ چھوٹے زراعتی جنگل اگاسکیں۔ برطانی ہند میں ۵ لاکھ مربع میل زمین ایسی ہے جو زیر کاشت ہے اور جس پر جنگل لگے ہوئے ہیں اور ۳ لاکھ مربع میل زمین ضرور تیار ہو سکتی ہے جس پر باری باری سے زراعتی جنگل اگائے جاسکتے ہیں۔

اس وقت محکمہ جنگلات اس کام کو انجام دینے کی کوشش میں مشغول ہے کہ ان علاقوں میں جنگل لگائے جہاں بارش ۱۲ انچ سے بھی کم ہوتی ہے۔ ہم اسکے تجربہ کا بغور مطالعہ کریں گے اور اچھے نتائج کی توقع کریں گے۔ لیکن ان علاقوں میں جہاں ۱۲ انچ سے زیادہ بارش ہوتی ہے یہ وہ علاقہ شامل ہے جو اس خطے کے شہان اور مشرق میں واقع ہے جو زاب سے بنو تک لائل پور سے ہو کر گزرتا ہے اور پھر جنوب میں بیکانیر سے ہو کر جودھ پور کی سرحدوں تک جاتا ہے اور جنوب مغرب میں ران آن پہنچتا ہے۔

شروع میں انیسکڑ جنرل آف فار ایسٹس سربر برٹ ہو دور رہے۔ کونو کیشن میں سر جگندو سنگھ کا خیر مقدم کیا۔ موصوف نے سر جگندو کی زراعت میں بچپن کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہندوستان جیسے ملک میں زراعت کی منصوبہ بندی کو جنگل بانی کی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ چلنا چاہئے۔ کیونکہ آج گزشتہ میں اس حقیقت کا فی طریقہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اسی وجہ سے اس وقت ہندوستان کے لاکھوں باشندے مفلسی اور خوراک کی قلت کی وجہ سے مصیبت کا جھیل رہے ہیں۔

حکومت علاقہ کے ۳۰ فیصدی حصہ کو کھاد دیکھا سکتی ہے۔ زمین کی خوراک (کھاد) اور مویشیوں کی خوراک کی مزید مقدار زمین کے پلوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

جنگلات کی پیداوار پر کھاد کے جو اثرات پڑتے ہیں ان میں بہت سی اختلافات موجود ہیں لیکن یہ فرض کرنے کے بعد کہ کھاد پائے والے علاقہ میں غذا کی پیداوار کمنی ہو جائیگی۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اگر یہ گوبر اپنے مناسب مصروف میں مٹی کھاد کی حیثیت سے استعمال کیا جاسے اور جلا یا نہ جائے تو اس سے ہندوستان کی مجموعی پیداوار میں تقریباً ۵ فی صدی کا اضافہ ہوگا۔ لیکن کسان بچہ قدامت پسند ہوتا ہے اور بچہ غریب۔ اسے کیمیاوی کھاد کی بہتری کا یقین دلاتا ہمیشہ آسان کام نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اس کا یقین کر بھی لے تو وہ اس قدر غریب ہوتا ہے کہ انھیں خرید نہیں سکتا۔ لیکن اسے یہ یقین دلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ گوبر ایسی اچھی کھاد کا کام دیتا ہے۔

اب اگر آپ کسی نقشہ پر نظر ڈالیں جس میں ہندوستان کے جنگلوں کی تقسیم دکھائی گئی ہو تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ گاؤں والے اس واسطے گوبر کو جلاتے ہیں کہ ان کے لئے ایندھن ملنے کا کوئی اور ذریعہ ہی نہیں ہے۔ ان کے گاؤں کے لئے جنگل ہی نہیں ہوتے جن سے وہ لکڑی اور ایندھن حاصل کر سکیں۔ یہ حالت بالخصوص ہندوستان کے شمالی نصف حصہ کی ہے یعنی کراچی سے کلکتہ تک۔ میں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم دیہاتیوں کے قریب جنگل اگائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ رستہ پاس اتنی کافی زمین حیات ہے کہ

## نوائے درد

(از جناب نغش قلندر)

رسوم عشق و محبت سے آشنا ہوں میں  
غرض نہ دیر و حرم سے نہ باغ و راغ سے کچھ  
ہزار بار ملی مجھ کو چاہنے کی سزا  
تو ہمت خیالی سجد کیا کہنے

جو اپنا جلوہ دکھاتا نہیں ہے مجھ کو غلش  
اسی کو آئینہ دل میں دیکھتا ہوں میں

(غلام)

## کفایت

جناب ہے۔ پی۔ مشرا ایم۔ اے۔ پی۔ افسر کو آپریٹو سائنسز پولی ٹیکنک۔

یہی حال مقدمہ بازی کا ہے کفایت جرمائے فصل کٹ جانے  
مینڈ ٹوٹ جانے، ہڈی کا پانی چرا لینے، لکڑی کاٹ لینے اور گھر چھوڑ  
آگے بڑھا کر بنالینے وغیرہ میں لائیاں چل جاتی ہیں اور کبھی بھی  
خون بھی ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر میں دونوں فریق تباہ  
و برباد ہو جاتے ہیں۔

ہمارے کسان بھائی کہیں گے کہ فضول خرچی۔ دکن اور  
مقدمہ بازی سے بچنا ایک آدمی کے بس کی بات نہیں ہے اور  
اگر کسی نے کیا تو وہ ٹوٹے گا۔ اس لئے دیہات میں زندگی سدا  
سوسائتیاں اور بچائیاں قائم کی گئی ہیں ان کا مقصد یہ ہے  
کہ کسانوں کو فضول خرچی سے بچا کر کفایت شعار بنایا جائے اور  
ان کے رہن سہن کے معیار کو بڑھایا جائے۔ ان سوسائٹیوں کے  
قاعدوں میں یہ شرط خاص طور سے ہوتی ہے کہ ممبروں کو سماجی  
رسموں میں حیثیت کے مطابق یا مقررہ شدہ رقم کے اندر ہی خرچ  
کرنا اور گھاؤں کے چھوٹے موٹے معجزات بچایت میں ملے کرنا ہے۔  
قاعدہ تو سبھی کے لئے ہوتا ہے اور ٹوٹنے کا کسی کو اندیشہ نہیں  
رہتا۔ اگر کوئی ممبر قواعد کے خلاف کام کرے تو اس کے اوپر جمانہ  
ہوتا ہے اور سب سے آخری سزا اس کا بچایت سے اخراج  
ہوتی ہے۔

روپیہ بچانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ فصل تیار ہونے کے  
بعد ایک یا دو من غلہ علیحدہ کر کے اسے بچکر اس کی قیمت لے کر  
یا لڑکی کے نام پر جمع کیا جاسکتی ہے۔ اگر دس بارہ سال تک ایسا  
کیا جائے تو ایک لڑکی کی شادی ہو سکتی ہے۔ بغیر کسی پریشانی یا  
قرض لئے ہوئے خود بخود حقوڑا حقوڑا پیسہ پس انداز ہو کر ایک  
ایک بڑی رقم بن جاتی ہے اسی طرح کھانا بچانے وقت  
روزانہ مٹھی بھر آٹا نکال کر مٹی کے گھڑے میں جمع کرنے سے سینے  
میں کم از کم ۴ سیر آٹا جمع ہو جائیگا جو آجکل آٹھ آنے کا ہوتا ہے  
مٹھی بھر آنے کی بات سنکر آپ کو ہنس مزدور آنے لگے گی لیکن یہ  
کچھ کے مٹھی بھر آٹا بچانے سے آپ کو سال میں ساٹھ آٹھ روپے  
بچ جاتے ہیں اور ۶ سال میں چالیس پچاس روپے اور ۱۲ سال  
میں سو روپے ہو سکتے ہیں اس لئے حقوڑا حقوڑا پس انداز کرنے  
یا بچانے کی عادت ڈالنی چاہئے اور بچانے کے لئے ایک روز جو  
حصہ جمع کیا جائے اسے حیرت بھنا چاہئے کیونکہ قطرہ قطرہ ہانی  
سے گھڑا بھر جاتا ہے۔

کفایت شعاری یعنی کم خرچ کر کے چسپ بچانا انسان کی ایک  
نی خوبی ہے کفایت شعاری کرنے سے انسان بہت خوش رہتا ہے  
زبردستی ترقی کرتا ہے اور باعزت رہتا ہے۔ اسکا اثر بچوں اور  
کوس پر بھی کافی پڑتا ہے سمجھدار اور دور اندیش والدین تو  
اپنے بچوں کو باقاعدہ کفایت شعاری سکھاتے ہیں۔ آپ لوگوں  
کو شاید اپنے بزرگوں سے سنا ہوگا یا خود ہی دیکھا ہوگا کہ فلاں  
فصل جزاروں روپیہ اور جائیداد چھوڑ کر مر گیا لیکن لڑکوں  
پر سب لکھا ہی کر برابر کر دیا اور پھر روٹیوں تک کو محتاج ہو گئے  
نس کی وجہ کیا تھی؟ اس پر آپ نے غور کیا؟ اس کی یہی وجہ  
ہی کہ کفایت شعاری یا چسپ بچانا سیکھنے کے بجائے وہ فضول  
خرچ ہو گئے اور جب ایک بار عادت بڑھ گئی تو اس کا سنبھالنا  
بھی مشکل ہو گیا۔

کفایت شعاری کے یہ معنی نہیں کہ ہم پٹ کاٹ کر پیسہ بچائیں  
اور اگر ایسا کیا گیا تو اسے کنپوسی یا بھیل کہیں گے۔ اپنی حیثیت  
تو بڑھاتی تو دیکھتے ہوئے ان فضول خرچیوں کو بند کرنا یا کم کرنا  
و محض نام نمود اور تفریح طبع کے لئے ہوتی ہو بھیل نہیں بلکہ عین  
الش مندی ہے۔

اس باب سے ہمارے شہری بھائیوں کے لئے روزمرہ کے  
اخراجات میں کفایت کرنے کی کافی گنجائش ہے لیکن ہمیں دیکھنا ہے  
ہمارے دیہاتی بھائی جن کی آمدنی کافی نہیں ہے جو غریب اور  
مزدور ہیں کیسے کفایت کر سکتے ہیں۔ یہ خیال عام ہے کہ کسان بھائی  
بھینس کچھ بچت ہی نہیں ہوتی وہ کیا بچا سکتے ہیں یہ کسی حد تک  
مجموع میں بتایا کسی نے کہا ہے کہ جہاں چاہ ہے وہاں وہ ہے  
یا یہ بات سچ نہیں ہے کہ شادی غمی اور دوسری رسموں میں  
ہمارے کسان بھائی اکثر اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کر جاتے  
ہیں یہ بھی سچ ہے کہ ان کاموں کے لئے عموماً مہاجن سے قرض  
لینا پڑتا ہے حقوڑی دیر کے لئے لوگ خوب واہ واہ اور تعزیریں  
لگاتے ہیں لیکن کچھ دنوں بعد جب گھر تباہ ہو گیا تو وہی لوگ  
جو قوت بناتے اور بچتے ہیں کہ فلاں شخص نے جھوٹی شان کے  
لئے اپنا گھر برباد کر دیا۔ کسانوں کو تو ایسے موقعوں پر سوچنا چاہئے  
کہ اگر وہی حیثیت کیا ہے اور ہم کتنا خرچ کر سکتے ہیں۔ جتنا خرچ  
کر سکتے ہوں اتنے ہی میں کام چلانا چاہئے اور قسم کھا لینی چاہئے  
کہ جس نیکر ان رسموں میں خرچ نہ کریں گے۔

جائے کہ ابھی سونا چاندی جو مٹی قیمت میں خریدیں اور کچھ ہی دنوں  
جنگ جب ختم ہو جائے تو اس کی جو مقامی قیمت بھی بھٹکے۔ چ  
ہوئے، دینے کو تو اور زیادہ فائدہ رکھاری یا بھیل بھول پیدا کر  
میں لگانا چاہئے تاکہ گرائی سے فائدہ اٹھایا جاسکے خوب متا  
اگر کسی وجہ سے یہ نہ ہو سکے تو اپنے روپے کو براہ راست  
کو آریو سوسائٹی میں جمع کیجئے۔ سوسائٹی نہ ہو تو اپنے گا  
کے ڈاکخانہ کے سونگ بیگ میں جمع کیجئے یا جنگ کے کیٹس مائیک  
میں لگا دیجئے۔ آپ کے روپے محفوظ بھی رہیں گے اور سود جو  
لکھن یا در سے کہ اسے زمین گاڑ کر نہ رکھتے۔ کیونکہ ایسا کرنا  
سود کا بہت نقصان ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ کس انداز رقم کو ہم کس معارف میں لائیں  
آج کل کی گرائی کے باعث کسان کی آمدنی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ  
گئی ہے۔ جہاں کسانوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور اچھا موقع کب  
مل سکتا ہے کہ وہ روپیہ بچائیں۔ کسانوں کو چاہئے کہ جہاں تک  
ہو سکے وہ پہلے اس روپے سے اپنا قرض ادا کریں بھیتی کے لئے  
اور بیج بیل اور بل خریدیں بچوں کی تعلیم پر خرچ کریں اور جو کچھ  
بچے اسے سونے چاندی کے زیورات پر یا خدادی میاہ یا مقدمہ باری  
میں نہ خرچ کریں۔ جہاں تک زیوروں کا سوال ہے یہ یاد رکھنا  
چاہئے کہ ان میں کچھ بھی روپیہ خرچ کرنا بڑی غلطی ہوگی کیونکہ جنگ کے  
بعد ان زیوروں کی قیمت جو مقامی بھی نہ رہے گی۔ ایسا کام کیوں کیا

## تندرستی

خوب مشق کریں، اور لوگوں کو سکھائیں اپنے اپنے بال بچوں کو  
قائم رکھنے والے کام خود کریں، اور لوگوں کو بھی سمجھائیں۔  
صحت اور تندرستی کی ضروری باتیں

- ۱۔ روشنی اور ہوا۔
  - ۲۔ پینے کا صاف پانی
  - ۳۔ صفائی۔
  - ۴۔ ٹھیک ٹھیک قسم کی خوراک اور اس کا کم یا زیاد  
کھانا۔
  - ۵۔ چمپک اور وبا کی مرض کے ٹیکے۔
  - ۶۔ چھروں کی روک تھام۔
  - ۷۔ ڈاکٹری علاج۔
- اچھا آئیے۔ اب ان باتوں کو ایک ایک کر کے سمجھا  
روشنی اور ہوا

یہ دونوں چیزیں خوراک ہی ہیں، اور صحت اور تندر  
کے لئے، کھانے پینے کی اور چیزوں کی طرح یہ بھی اتنی ہی  
ضروری ہیں اس لئے ہر گھر کے ہر ایک کو اسے میں روشنی  
ہو خوب آنی چاہئے۔ آپ لوگ سب۔ دیکھو۔ ان کے  
تو جانتے ہی ہیں اب یہ جانا ہے کہ۔ دشنہ من کتنے بڑے  
اور کس شکل کے ہونا چاہئے اور ان کو۔ عمر بھر  
لیجئے ہم آپ کو یہ سب بتاتے ہیں۔ دیکھئے۔ برنگ کے ہر ایک  
میں اتنی روشنی آنی چاہئے کہ ہر ایک کو کسے کس جگہ  
ملکہ بہتو بھی ہوں، تو خوب اچھی طرح دیکھائی دے جائے  
وہ کتنی دور سے کوئوں میں کیوں نہ ہوں۔  
روشن دان کا ایک نمونہ تیار کیا گیا ہے جو منہ ہو

ایک دن کچھ جوان کھانا کھانے کے بعد ایک جگہ بیٹھے ہیں  
میں باتیں کر رہے تھے کہ سقراط بھی ادھر آ نکلا۔ ان سب جوانوں  
نے سقراط کو سلام کیا، جوانوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے  
سقراط کچھ دیر دم لینے کے لئے ان کے پاس ہی بیٹھ گئے تھوڑی  
دیر بعد ان جوانوں میں سے ایک نے سقراط سے پوچھا کہ سقراط  
بھلا یہ تو بتائیے کہ گاؤں میں صحت اور تندرستی کن کن باتوں سے  
اچھی ہو سکتی ہے تو سقراط نے اس طرح بیان کیا۔

سقراط۔ گاؤں تو خود ہی ایسی جگہ ہونا چاہئے، جہاں  
صحت اور تندرستی اچھی رہے۔ اگر یہ بات نہیں ہو تو پھر سارا  
قصور ان لوگوں کا ہے، جو اس میں رہتے ہیں۔

تندرستی کوئی جادو کا کھیل نہیں ہے اگر آپ چند قاعدوں  
کی پابندی کریں اور چند باتوں پر عمل کریں تو آپ تندرست  
رہیں گے۔ لیکن اگر آپ تندرستی کے قاعدوں پر نہ چلیں اور  
تندرستی قائم رکھنے والے کام نہ کریں تو آپ کی صحت خراب رہے گی  
یاد رکھئے جب تک آپ صحت قائم رکھئے اسے قاعدوں پر نہ  
چلیں گے اور ایسے کام نہ کریں گے جن سے تندرستی قائم رہے  
امن وقت تک آپ چاہئے کتنے ہی جادو ٹوٹے کریں کتنے ہی لوگوں  
گندے رہیں کتنی ہی بوجا پاٹ کریں کتنی ہی دوا میں کھائیں  
اور ڈاکٹر بھی چاہئے جتنا زور لگائیں آپ ہرگز ہرگز تندرست  
نہیں رہ سکتے۔

ان قاعدوں میں سے بہت سارے تو آپ نے فوج  
میں سیکھ ہی لئے ہیں اور تندرستی قائم رکھنے والی بہت سی باتیں  
آپ فوج میں کر ہی رہے ہیں۔ لیکن ہم ان تمام قاعدوں کو  
جلدی جلدی دہرا دیتے ہیں تاکہ گھر جا کر آپ ان قاعدوں کی



جس میں نگرانی یا سینٹ جری کے چوکھٹے میں دو فٹ لمبی اور ایک فٹ چوڑی تاری جالی، جیسی مرغی خانے میں لگی ہوتی ہے یا آٹا چھلنے کی چٹنی میں لگی ہوتی ہے، وہیں تو ایسی جالی کو اچھا سمجھتا ہوں، جسکے سوراخ آدھ آدھ اچھے کھٹے ہوئے ہوں، کیونکہ اس میں سے چڑیاں مکان کے اندر نہیں آسکیں گی، بلکہ کیرے کوڑے جو دروازے سے مکان کے اندر آجاتے ہیں، وہ باہر نکل سکیں گی جو کھٹے کے سرے کناروں سے باہر نکلے رہتے ہیں، تاکہ روشندان دیوار میں اچھی طرح مضبوطی سے پھنسایا جاسکے۔ جالی کے باہر کی طرف لوہے کی پٹیں لگی ہوتی ہیں۔

چوکھٹا دیوار کے آثار میں ذرا باہر کی طرف سرکار لگا جاتا ہے اور اندر کی طرف سے دیوار کو روشندان کے دائیں بائیں دونوں طرف اور پینے کی طرف بہت ترچھا کاٹ دیا جاتا ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ روشنی مکان میں آئے روشندان کے چاروں طرف اندر کی دیواروں پر یا تو کھریا مٹی کا پوچھا پھیر دینا چاہئے نہیں ہو کو سفیدی کر دینا چاہئے تاکہ مکان میں زیادہ اجالا رہے۔ روشندان کو بہت اونچی چھت کے پاس لگانا چاہئے تاکہ راستہ چلنے والے لوگ مکان میں نہ جھانک سکیں۔ اگر آپ جاہیں تو پوچھا رہتے ہیں تو روشندان کے اوپر ایک پوچھا لگا دیں۔ لیکن یہ خیال ہے کہ وہ پوچھا نہ تو اتنا بڑا ہو نہ ہی اتنا زیادہ جھکا ہوا ہو، جو روکی و لور رک دے۔

کھٹے اور بند ہونے والے روشن دان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اگر ایسے روشن دان ہوں گے تو وہ ہمیشہ بند ہی رہیں گے، سو آپ ایسے ہی روشن دان لگائیں، جیسے میں نے بتائے ہیں۔ جو بند ہی نہ ہو سکیں اور ہر وقت کھلے رہیں دیکھئے مکان میں روشنی کا آنا بلکہ بارش کے پانی کی پوچھا رکھنا اس مصیبت سے زیادہ اچھا ہے کہ گھر میں خراب صحت اور بیماری گھسٹے پھرتے پھر ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

ہر ایک کمرے کی دیواروں میں دونوں طرف بارہ فٹ کے فاصلے پر روشن دان ہونا چاہئے، تاکہ ہوا کے پھوٹ ہر ایک کمرے میں آ بار آئے جاتے رہیں۔ اگر آپ کے کمرے کی پینہ پر کوئی ایسا کمرہ ہے جس کی دھڑ سے دونوں طرف روشن دان نہیں بنائے جاسکتے تو آپ کمرے کی ایک دیوار میں ایک یا دونوں کناروں پر روشن دان لگائیں۔

آئندہ ایسے مکان نہیں بنانا چاہئے، جن کی پینہ آپس میں جلی ہوئی ہو۔ ایسے پرانے مکان جن میں پرانے زمانے میں غلطی ہو چکی ہے مینی پینہ جوڑ بدلنے گئے ہوں، ان کی دیواروں میں اگر

آر بارہ روشندان لگانے کی کوئی بھی جگہ نہ ملے تو ان کی جگہ میں روشندان لگا دینا چاہئے۔ چھت کے واسطے پتھر اور روشندان کوڑے کی چادر کا کمر سے کم ایک فٹ چوڑا لٹکا ہوتا ہے جس کے منہ پر ایک ٹوٹی لٹی ہو اور نکلے اور ٹوٹی دونوں کے اندر سفید روشن ہو جاتا ہو تاکہ مکان میں روشنی زیادہ آئے۔ روشن دان میں معمولی موکھے یعنی چھید، اور مٹی کے نکلے جو اکثر لگائے جاتے ہیں اچھے نہیں ہوتے، کیونکہ وہ بہت آسانی سے بند ہو جاتے ہیں۔ کئی منزل کے مکانوں میں شاید چھت والے روشن دان بھی نہ لگ سکیں۔ لیکن یہ یاد رکھیے کہ مکانوں کو گڑبگڑ سے ٹھیک طرح کا بنانا تو آسان ہے، مگر بیماری سے جان چھڑانا مشکل ہے۔

اور ہاں جس مکان میں آپ خود رہتے سیتے، سو سوتے بیٹھتے ہوں اس میں مویشی ہرگز نہ باندھیں ہو نہ آپ اور مویشی دونوں تکلیف اٹھائیں گے کیونکہ مویشیوں کو آپ سے جی زیادہ ہوا کی ضرورت ہے اور جیسا کہ ہم یورپ میں سارے مکانوں کو گرم پانی کے نلوں سے گرم رکھتے ہیں اس طرح مویشیوں سے اپنے گھروں کو گرم رکھنا ٹھیک نہیں ہے مٹیوں میں روشندانوں کے علاوہ زمین سے دو تین فٹ اونچے جانوروں کے سر کے پاس دیوار میں چھید بھی ہونا چاہئے۔

سپاہی۔ کیوں صاحب مکانوں میں روشندان اتنے اونچے کیوں لگائے جائیں اور گھروں میں اور طویلوں میں کھڑکیوں کے علاوہ روشن دان بھی کیوں رکھے جائیں۔

سقراط۔ اس لئے جو تازہ ہوا سانس لے لے کر آپ لوگ استعمال کر لیتے ہیں، وہ دوبارہ سانس لینے کے قابل ہی نہیں رہتی بیکار ہوا ہمیشہ چھت کی طرف اٹھ کر جاتی ہے اس کو مکان کے باہر نکال دینا چاہئے۔

صوبیدار۔ اں ہاں کھڑکیوں میں سے تازہ ہوا اس بیکار ہوا کی جگہ آ جاتی ہے۔

سقراط۔ ایک اور بات یہ ہے کہ چوبے چوبیاں، پسو، کیرے، مکوڑے اور سب قسم کی بیماریوں کے چراغ فاکریت دی اور گردن توڑ بھار کے چراغ روشنی سے جھلکتے ہیں اور ایسے مکانوں میں جہاں اچھی اور کافی روشنی ہو مشکل سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ان کو تو اندھیرا پسند ہے، اور اگر ہر ایک کمرے میں روشنی اور ہوا نہ ہو تو وہ آپ کے رہنے کے مکان اور اندھیرے گودام میں بھی جہاں آپ غلہ اور اور چیزیں رکھتے ہیں بڑے مٹھاٹ سے رہیں گے۔

مجمعدار۔ صاحب، چوبے چوبیاں تو اناج بھی کھا جاتی ہیں

کرتے ہیں تو جی ہیں۔ اور پلنگ بھی انھیں سے پھینکتے ہیں۔

صوبیدار۔ اور سپا اور دوسرے کپڑے کو ڈھونڈنے کی تو جی نہیں  
ان سے بھی تو طرح طرح کی بیماریاں پھیلی ہیں۔

سقراط۔ بس پھر کچھ نیچے کہ جب تک آپ کے مکان کے کسی کمرے میں  
خیر ہوگا اور تازہ ہوا نہ آئے گی اس وقت تک یہ تمام جانوروں کا وجود  
یہاں اور اسی وقت تک وہاں تمام بیماریوں کے برائیم بھی آپ پر حملہ کر سکتے  
کیونکہ مکان میں بیٹھے رہیں گے۔

جمعدار۔ او جی میں تب چاہے دماغ اور بدن کی حالت ایسی اچھی  
نہیں رہے جیسی ہونی چاہئے۔

صوبیدار۔ اور جب ہی تک چاہے اور چاہے بال بالوں کے ہمارے  
پڑنا ڈر رہیگا۔ اور ہمارا سکھ اور ہماری زندگی بے چین سی رہے گی۔  
سقراط۔ یاد رکھئے مکانوں میں کافی ہوا اور روشنی آنے کے لئے  
جو تہہ میاں ضروری ہیں ان پر اتنا روپیہ نہیں لگتا جتنا کہ بیماری اور  
خراب صحت پر خرچ ہوتا ہے۔

سپاہی۔ سقراط جی پھر تو اندھیرے کمروں سے ہمیں دینا نقصان  
پہنچتا ہے۔ ایک تو ہوا اور روشنی کی کمی کی وجہ سے ہمارے جسم کی حالت  
دن بدن کشتی رزتی ہے اور اندھیرے گھروں میں برقعہ کی بیماریوں  
کے برائیم بھی بہت آسانی سے ہم پر حملہ کر سکتے ہیں۔

سقراط۔ ہاں میرا مطلب تو یہی ہے، اور یہ بھی یاد رکھئے کہ دنیا  
نور و روشنی کے کام نہیں دے سکتی کیونکہ اول تو کھڑکیاں  
دیوار میں بھی لگی ہوتی ہیں، اس لئے وہ اکثر بند ہی رہتی ہیں۔ اسکے  
علاوہ میسرانہ میں پہلے بھی تاجکا ہوں کہ کھڑکیوں میں سے تو تازہ  
ہوا مکان کے اندر آتی ہے، اور روشنی ان میں سے بیکار ہو باہر  
جاتی ہے۔

اچھا اب ہم وہ غلطیاں جانتے ہیں، جو روشنی کے لگانے  
میں عام طور پر ہوتی ہیں، یعنی پہلے تو روشنی کے لگانے کو بہت چھوٹا سا  
بنا نا، یعنی پورے ساڑ کاٹ بنانا۔ دوسرے ان کو کھولنے اور بند ہونے  
والے نہ رکھنا۔ روشنی دان کے پاس اندر کی دیوار کو تر چھا رکھنے  
کے بجائے سیدھا رکھنا، کیونکہ سیدھی دیوار سے بہت کم روشنی مکان  
میں آتی ہے۔ چوتھے کمرے کی تختیں روشنی دان کے باہر کے بجائے  
اندر کی طرف لگانا۔ یاد رکھئے اگر تختیں اندر کی طرف ہوں گی تو  
نیکٹ بیوی جاڑے کے موسم میں ان میں کپڑا ٹھونس کر ان کو بند  
کر دیا کرے گی۔

جمعدار۔ لیکن سقراط جی، نیکٹ بیوی تو یہ فکارت کرتی رہتی  
ہے کہ روشنی ان کے کھلے رہنے سے رات کو بچوں کو ٹھنڈ لگتی ہے۔  
سقراط۔ ارے بھائی، ٹھنڈ کا علاج چاہو تو اون کو کتا کر  
ڈکھیل دو اور چھوٹا اور چھوٹا بنو، لیکن خدا کے لئے روشنی

کو بند کر کے اپنی صحت نہ خراب کرو۔

سپاہی۔ ابی پھر جو۔ دل کا کیا بندوبست ہوگا۔ ان کو روشنی  
میں سے اچھا راستہ مل جائیگا نا۔

سقراط۔ ہاں اگر تم اتنے جاہل اور نادان ہو کہ چار۔ چار  
سیونگ بینک میں کھنے کے بجائے اسکے سوتے چاندی کے زور بڑا  
بنو اگر گھر میں رکھو تو چاہے مکان میں روشنی دن میں آئے ہو  
پھر تو جو جی کر کے ہی رہیں گے۔

ایک بات اور یاد رکھنا چاہئے کہ جب مکان میں روشنی  
لگ جائیں تو اناج کے کھتے اور بیس وغیرہ سب مکان کے فرش  
سے چھ اچھ اوٹنے رکھے جائیں تاکہ چڑھنے چڑھنے کے نیچے پاگ  
اپنے بل نہ بنائیں۔

اچھا میں اب آپ لوگوں کو یہ سمجھانے کے لئے کہ آپ کے گھر  
میں کافی روشنی اور تازہ ہوا کاربنا کتنا ضروری ہے۔ ان چار  
مضوں کے نام بتا دوں جن سے آپ شاید دوسرے مضوں سے  
زیادہ ڈرتے ہیں۔

جمعدار۔ وہ کیا ہیں جی؟

سقراط۔ نمونیہ، تپ دق، گردن توڑ زخا، اور پیس  
جمعدار۔ ہاں صاحب، آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔  
صوبیدار۔ بیضہ کو چھوڑ کر، باقی اور کسی بیماری سے ہم  
نہیں ڈرتے، جتنا کہ چاروں مضوں سے ڈرتے ہیں۔

سقراط۔ بیضہ تو گندگی، مکھیاں، کھانے اور پینے کی خرابی  
سے ہوتا ہے۔ اگر مکانوں میں کافی روشنی اور تازہ ہوا خوب آئے تو  
مرض تو پھٹنے بھی نہیں پاتے۔

سپاہی۔ اور نمونیہ بھی؟

سقراط۔ ہاں ایسے اندھیرے گھروں میں رہنے سے جہاں  
کے موسم میں تازہ ہوا نہ آتی ہو، آپ لوگوں کو نمونیہ ہو جائے گا تازہ  
خطرہ ہے اور یہ بات بھی یاد رکھئے، کہ پلنگ چوبیسوں سے پھیلتا ہے  
لیکن جو بے روشنی سے بھاگتے ہیں اور اندھیرے مکان اناج  
اور گندگی پر جان دیتے ہیں۔ سو اگر گھروں میں خوب روشنی ملے  
اناج کو چوبیسوں سے بچانے والی کھیتوں میں رکھا جائے، اور آپ  
نے گھر کے احاطے اور گاؤں صاف ستھرے ہوں۔ تو وہاں جو بے  
ڈھونڈے بھی نہ لینگے اور آپ پلنگ کا شکار نہ ہونگے۔ پھر بھی

ایک بلی اور کچھ چوہے دان اچھے گھر میں ضرور رکھیں  
آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ چاہے کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑے  
اور مکان میں توڑ پھوڑ کچھ بھی پیش کرنا پڑے مگر اس میں روشنی  
اور ہوا کافی آتی چاہئے۔ یہ سرکاری نہیں بلکہ فدائی حکم ہے جسکے  
خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔

# بھوک انسان کی پہلی کمزوری ہے اور تاج انسان کی پہلی ضرورت

از جناب ایس۔ ایس۔ جین صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ جسٹس کو آف یو سو سائٹیز یو۔ بی۔ لکھنؤ۔  
اس رقبہ میں جتنا زیادہ رقبہ مزرعہ کیا جاسکے پیداوار اس  
نسبت سے بڑھ سکتی ہے۔ ناقابلِ زراعت آراضی کو چھوڑنے  
کے بعد بھی ایسی آراضی کافی بھل آئے گی جو کاشت کی جاسکتی  
ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسی آراضی کو زیر کاشت  
لانے میں خرچ بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے اور محنت بھی زیادہ  
پھر بھی اجناس کی قیمت اگر اونچی رہے تو ایسی آراضی سے  
آمدنی کافی ہو سکتی ہے اور مثلاً زیر کاشت رقبہ میں اضافہ بھی  
ہو سکتا ہے۔

صوبہ سرکار نے زیر کاشت رقبہ کی مقدار بڑھانے کی  
غرض سے مختلف سہولتیں کاشتکاروں کے لئے منظور کی  
ہیں بجائے سوائے کے بیج صرف دس فی صدی پر مل سکتا  
تقادی کی شرح میں بھی رعایت کی گئی ہے خاص خاص  
صورتوں میں بلا سودی تقادی بھی دی جاسکتی ہے۔ کام  
کی فراہمی کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔

اس بات کی سب سے زیادہ کوشش کی جا رہی ہے کہ  
ان سب سہولتوں کا علم کاشتکاروں کو جلد سے جلد ہو جائے  
سہیوک کی جتنی جماعتیں ہیں ان کے سالانہ اور ماہوار  
جلسوں میں برابر ان باتوں کا پرچار کیا جاتا ہے۔ اس  
کے علاوہ جو جیسے گروپ کانفرنس کھلاتے ہیں اور جو ایک  
مرکزی جلسہ کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں محکمہ کے افسران  
اور دوسرے لوگ برابر ان مسئلوں پر روشنی ڈالتے رہتے  
ہیں۔ اضافہ کاشت کے لئے اگر قرضہ کی ضرورت پیش آئے  
تو مقامی جماعتوں سے قرضہ کے فراہمی کی کوشش کی جاتی  
ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ پہلے کی بہ نسبت پچھلے قین سالوں  
میں بیج اور بیل کی خریداری کی مدتیں اوسطاً دس سے  
پندرہ فی صدی تک زیادہ قرضہ دیا گیا۔ حالانکہ اجناس  
کے دام بڑھ جانے کی باعث قرضہ کی مقدار میں کمی کے  
رجحانات پائے جاتے ہیں۔

اضافہ پیداوار کے سلسلہ میں ایک مقابلہ کی اسکیم  
بھی جاری ہے۔ پہلے جماعت کے ممبروں میں پھر سرکل  
جماعتوں میں اور پھر ضلع اور ڈویژن میں اور پھر  
کے مقابلے ہوتے ہیں اور کامیاب ممبران کو اعزاز  
دئے جاتے ہیں۔  
بہت سے ضلعوں میں جماعتوں نے سالانہ مقابلے

جنگ کے زمانہ میں غذا کا سلسلہ بہت اہم ہوتا ہے اور ہندوستان  
میں تو چند در چند وجوہ کی بنا پر اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔  
ہر ملک اپنے اپنی ضرورت بھرانا چاہتا ہے کہ اس کے لئے مجبور ہے  
اگر کسی جگہ مقامی پیداوار وہاں کی ضرورتوں کے لئے کافی نہیں تو  
کمی کو پورا کرنے کے لئے باہر سے غلہ لانا پڑتا ہے۔ ایسا نہ ہو تو  
شہروں کی ضرورت، مہیات کی پیداوار سے پوری کرنے نہ پڑے۔  
اناج کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا رسل و رسال  
کی ہولت پر منحصر ہے۔ جنگ کا بار رسل و رسال پر کافی پڑتا ہے  
اسی لئے ضرورت پڑتی ہے کہ مقامی ضرورت کو جہاں تک ممکن ہو سکے  
قریب سے قریب جگہ کی پیداوار سے پورا کیا جائے۔

ہمارے ملک میں پچھلے تین سالوں سے خام پیداوار بڑھانے  
کی مختلف اسکیمیں جاری کی جا چکی ہیں۔ پارسال حکومت ہند نے  
کوئی ڈھائی کروڑ روپے انانج اور ترکاری والی اسکیموں پر خرچ  
کیا۔ اس سال کے خرچ کا اندازہ سو کروڑ تک پہنچتا ہے۔ خام  
پیداوار میں اضافہ دو طرح ممکن ہے

اولاً جو آراضی زیر کاشت ہے اس میں پیداوار کی مقدار  
اچھے بیج اور ترقی شدہ آلات کے استعمال اور زمین کے صحیح تین  
صرف سے پیداوار کی شرح دی ہوئی آراضی کی بڑھانی جاسکتی ہے۔  
دوسرا طریقہ خود زیر کاشت آراضی کی مقدار بڑھا دینے  
کلیت یعنی جو آراضی قابلِ زراعت ہے اور اس وقت تک کاشت  
نہیں ہوئی اس میں کاشت کرنے کا ہے۔

پہلی پیداوار میں اضافہ کی کوشش کچھ ہندوستان ہی کے  
ساتھ غنموں ہند اس کوشش میں انگلستان جیسے صنعتی ملک  
بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔ وہاں ایک طرف تو (Helf)

the farmer club کے ماتحت اسکول کے طالب علم اور  
دوسرے شہری اپنے فانی اوقات میں کسانوں کا ہاتھ بٹاتے  
کی کوشش کر رہے ہیں اور دوسری Women's and Army  
عورتوں کی جانب سے اس محفوض کام میں لگی ہوتی ہے اندازہ  
کیا گیا ہے کہ ہر سال انگلستان میں جتنی پیداوار ہوتی ہے اتنی  
تھوڑی سی سال میں نہ ہوتی تھی روس جہاں لڑائی کی شدت  
بھی ہے وہاں سلسلہ میں چالیس لاکھ ایکڑ اور تین  
ایکڑ زمین پر اضافہ زیر کاشت رقبہ میں ہوا۔

ایک لاکھ ایکڑ کا اضافہ زیر کاشت رقبہ میں ہوا۔  
ایک لاکھ ایکڑ کے اعداد شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں  
اور دوسری زمینیں بڑھتی رہتی ہیں اور یہی ہے غرض کہ

ضرورتوں کے لئے زیادہ تر سرمایہ اس ۳۰ کروڑ من غلہ سے آتا ہے جو ہمارے صوبہ میں پیدا ہوتا ہے۔ غلہ کی فروخت کا سوال اس لئے کسان کے نقدِ غلہ سے کافی اہم ہے۔ کام نہ تو بالکل آسان ہے اور نہ اس بات سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ اس کام میں کاربازی جماعت کی ضرورت نہیں۔ مگر کسان کو جو معاوضہ اس خدمت کا ادا کرنا پڑتا ہے۔ وہ یقینی طور پر بہت زیادہ ہے۔ غلہ کے داموں میں اتنے کافی حصہ دلالوں آڑھتیوں اور بازار میں حقوں کے نذر ہو جاتا ہے۔ بنیاد ہندوستان کے کسان کو اپنے غلہ کی بکری کا سب سے زیادہ معاوضہ دینا پڑتا ہے اس معاوضہ کی مقدار کم کرے اور کسان کو ناجائز اخراجات سے بچانے کی خاطر صوبہ کے مختلف منڈیوں میں بربار کی جماعتیں قائم کی گئی ہیں جو غلہ کی خرید و فروخت کا کام کرتی ہیں۔ ایسی ۱۸ بربار جماعتیں اس وقت تک قائم ہو چکی ہیں جسکے ذریعہ کوئی ۶۵ لاکھ روپے کا غلہ پائریال فروخت کیا گیا۔ فروخت پر کمیشن کی شرح ۸ سے ۱۲ فیصد تک رہی۔

پھر غلہ بکھڑی ہے جس میں سے صرف ۶ فی صدی خود پرانہ کاشت کے لئے خرچہ دیا جاتا ہے۔ ششقی ضلعوں میں دھان کی کاشت کافی اہمیت رکھتی ہے چنانچہ اس سال خاص طور پر گنوا میں تیار ہو جانوالے دھان کی بنیاد کی پرزور دیا گیا۔ حناپور۔ رتاپ گڑھ۔ فیض آباد اور سلطان پور میں جماعتوں کے ذریعہ گنوا سی دھان بیج کی خاطر بڑے پیمانہ پر خرید گیا۔ مرزاپور میں تقریباً ۲۵ لاکھ ہزار من اور بقیہ تین ضلعوں میں کوئی سترہ ہزار من دھان اس طرح خرید لیا گیا ہے اور اب محکمہ زراعت کے پاس کوئی ۶۵ ہزار من ایسا دھان موجود ہے اگلی فصل میں بھی دھان کاشتکاروں کو دیا جائے گا اس نتیجہ کے کام میں بھی جماعتوں کا حصہ بیش بہا رہنے کی امید ہے۔ کسان کی خوش حالی پیداوار کے اضافہ کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی غور ہے کہ غلہ کی بکری کا انتظام معقول ہو۔ لگان۔ ادائیگی خرچہ۔ شادی بیاہ اور کسان کی دوزخ

## دودھ کا انتظام

(انجناب امین کے بھانگو۔ ڈیری انیسر لوہی)

بیماری کے جراثیم دودھ میں پھیل جاتے ہیں اس وقت یہ دودھ بیماری پھیلاتا ہے۔ شروع میں گائے اپنے مالک کے کنبے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پانی پاتی تھی۔ اگر کچھ زیادہ دودھ ہو گیا تو اپنے بڑی کو حضور اسادے دیا۔ آہستہ آہستہ گائیں جیسے جیسے شہروں کی شغل اختیار کرنے لگے ویسے ہی دیئے آبادی بھی بڑھتی گئی۔ ان آدمیوں کی آبادی زیادہ ہوتی گئی جو گھر پر گائے نہیں رکھ سکتے تھے لیکن دودھ کی انھیں بھی ضرورت تھی ان کو دودھ دینے کا بار ان کاشتکاروں پر پڑا جو گائے رکھتے تھے اور چارہ پوتے تھے۔ جیسے جیسے شہر بڑھتا گیا اور آبادی پھیلتی گئی دودھ کی تجارت قدر سے دور ہوتی گئی یعنی شہر سے دور جانور پلنے لگے اور دودھ آئے لگا۔ اب دودھ کی قلت محسوس ہوئی۔ اس وقت اس بات کی ضرورت کا احساس ہوا کہ دودھ دور سے کس طرح لایا جائے اور خریداروں تک تکلیف سے پہنچ سکے۔

آج شہروں میں دودھ کی فروخت کی جارہی ہے۔ اول تو کچھ لوگ خود ہی گائے پالتے ہیں جس سے وہی لوگ

منہ وستان کی تاریخ بتاتی ہے کہ زمانہ قدیم میں گائے کی بہت عزت بلکہ پوجا ہوتی تھی وہ اب بھی گنوماتا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خطاب ایک حد تک صحیح بھی ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس وقت وہ اپنی ماں کے دودھ پر پلتا ہے۔ پھر ماں کے بعد گائے کا دودھ ہی ایسا ہے جو اس کو پال پوس کر بڑا کرتا ہے اسی لئے اس کو گنوماتا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ دودھ دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو پینے کے کام میں آتا ہے اور دوسرا وہ جو سٹانی یا دیگر کھانے کی چیزیں تیار کرنے کے کام آتا ہے جیسے کھویا، مکھن، ملائی، ربڑی وغیرہ۔ پینے کے دودھ کا انتظام کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ پینے کا دودھ پیدا کرنے میں کم سے کم دودھ خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی دودھ گائے کے تھلن سے نکلنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں خریداروں کے پاس پہنچ جانا چاہئے اور اس بات کے دیکھنے کی ضرورت بھی ہے کہ اس درمیان میں دودھ کا کام بڑی صفائی سے ہو بخاری کے ساتھ کیا جاتا ہے یا نہیں کیونکہ دودھ بکری کے جراثیم کا بہت خطرہ بن جاتا ہے اور پھر جب

میں جا کر دودھ جمع کر کے شہروں میں لائے ہیں اور اس کو  
خریداروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ انہیں اس بات کی  
تعمیل ترقی نہیں ہوتی کہ کتنی کدیا ہے، جانور بیمار ہے یا اچھا دودھ  
صفائی کے ساتھ لکھا لگایا ہے یا نہیں۔ یہ لوگ دودھ بہت  
سستا دیتے ہیں لیکن ان کے دودھ سے بیماریاں بھی پھیلتی ہیں

کچھ لوگ شہر کے باہر زمین لے کر ڈیری فارم کھولتے  
ہیں اور جہاں زیادہ تعداد میں جانور رکھ سکتے ہیں وہاں  
ان کے لئے جاہ بھی بولتے ہیں یہاں صفائی کے ساتھ  
کھانا ہوتا ہے لیکن دودھ اتنا جھکا پڑتا ہے کہ خرید  
نہیں وہ ان باتوں کا خیال نہیں کرتے کہ اس میں ایک  
پیسہ زیادہ دینے سے آئندہ کے لئے بچہ رہتا ہے۔  
دیگر مالک میں دودھ کے لئے خاص انتظام ہوتا ہے  
کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس سے ستن بیماریاں پھیلتی ہیں کوئی  
بھلا انسان بغیر ناخنوں کے دودھ نہیں اچھالتا۔ ان  
نے جانوروں کی دوسری دن ڈاکڑی ہوتی ہے۔ دودھ  
والوں کو یہ بتانا پڑتا ہے کہ دودھ کیسیا ہے۔ گرم کیا ہوا  
ہے یا نہیں۔ بغیر گرمی کے ہوئے دودھ کو بچنے کی سخت  
ممانعت ہے۔ اگر کسی وجہ سے جینے میں بچوں کے مرنے کی  
تعداد بڑھ گئی یا کوئی بیماری پھیلی اس وقت سب  
سے پہلے دودھ کی دیکھ بھال شروع ہو جاتی ہے۔ دیکھ  
ان مالک کی ہیں جہاں ہمیشہ سردی رہتی ہے اور سردی  
میں دودھ کم خراب ہوتا ہے لیکن ہمارے ملک میں جہاں  
اتنی گرمی پڑتی ہے۔ دودھ زیادہ خراب ہونے کا امکان  
رہتا ہے اور بیماری پھیلنے کا بھی بہت اندیشہ رہتا ہے  
ہم لوگ ان باتوں کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔  
ہم لوگوں کا ذہن ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس دودھ  
کو استعمال میں لائیں جو خالص ہو صفائی کے ساتھ  
لکھا لگایا ہو اور اپنے برتنوں میں لاکر فروخت کیا گیا ہو۔

جن کی یا تو شہر کے قریب زمینداری ہو یا ان کے رہنے کے مکان  
میں کافی بڑا باغیچہ ہو۔ ایسے لوگ کم تعداد میں دودھ سے  
وہ لوگ ہیں جو شہر میں جانور پالتے ہیں۔ دودھ کو تجارت  
کرتے ہیں وہ گھوٹی کھلاتے ہیں۔ ایک گھوٹی کے پاس  
چھاس چھاس تک پانچ سو تیس دیکھ لے ہیں یا تو وہ سواپول  
کے یہاں باندھ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان سے دودھ پر یہ قرض لیتے  
ہیں۔ اس کے عوض میں ان کے ہاتھ سستا دودھ فروخت  
کرتے ہیں۔ علوانی اپنی دوکان سے سستا دودھ خرید آتی ہے  
یا کم کر کے۔ کھتے ہیں اور دن بھر اس کو فروخت کرتے رہتے  
ہیں ایسے علوانی شہر کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے  
بندوستان کی تقریباً تمام دودھ کی تجارت اپنے ہاتھ میں لے  
لی ہے۔

یہ طریقہ بھی کافی رائج ہو چکا ہے کہ گھوس لوگ شہر و  
پر اپنے جانور لے جاتے ہیں اور خریداروں کے سامنے ان کا  
دودھ دیتے ہیں۔ اس کو چلتی پھرتی ڈیری کہتے ہیں۔ اس طرح  
خود بار بھتا ہے کہ مجھے بالکل خالص اور تازہ دودھ ملتا ہے  
لیکن گھوس لوگ اس کام میں اتنی جالاک کر کے ہیں کہ آپ  
انہیں تو عیش و عشرت کر جائیں۔ یعنی گائے کو دہنے سے پہلے اسے  
تھنوں میں باریکٹ علی سے پانی چڑھا دیتے ہیں اور خیر باد  
کے گھر جا کر رہتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گرمی پانی کا  
مخوب باندھ رہے ہیں اور دوسرے وقت پانی ملا دیتے ہیں  
ایسے ہی اور بھی کسی طریقے ہیں جن کے ذریعے خریداروں کو  
جو قوت بنایا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کا ذرا بھی پتہ  
نہیں کہ ان چند چیزوں کے فائدے کے لئے کتنے بچوں اور  
انسانیوں کی جانیں تلف ہوتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ دودھ کی  
قیمت اتنی گر کر ہوئی ہے کہ ایک آدمی اتنے میں شہر میں  
جانور نہیں پال سکتا اور اس کے ذریعے اپنی اور اپنے  
لئے کی پردرخص نہیں کر سکتا اسی لئے دودھ کی تجارت  
بڑھ جاتی ہے۔

چھ لوگ سانگیلوں پر چڑھ کر اور شہر کے قریبی دیہات

## لطیفہ

مغزور باپ یہ نہیں نہیں میں یہ بات برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی ایکڑ میں بیماری ہو رہی ہے  
ماشق بیٹا یہ مگر آبا جان وہ ایکڑ میں ہی کب ہے۔ یہ تو محض اسکا خیال ہے کہ وہ ایکڑ میں ہے!

# ہماری کوآپریٹو سوسائٹیاں

## متونہ گروپ کانفرنس

میں کس طرح کام میں لایا جاسکتا ہے۔ صاحب صدر نے کسانوں کے فائدہ کے لئے متعدد تجاویز بتائیں۔ محکمہ آبپاشی و محکمہ مالی اور محکمہ زراعت کی طرف سے زیادہ غلہ پیدا کروانے کے لئے کام ہونے والی سہولتوں کا ذکر کیا۔ عوام نے ان کی تقریر بڑی دیکھ سے سنی۔ اخیر میں صاحب صدر نے شکریہ کی تجویز منظور کرینگے بعد کانفرنس ختم ہو گئی۔

## کچھ وراہ بھروں سرکل کی گروپ کانفرنس

گھرور اور بھروں سرکل کی کئی سوسائٹی کی ایک کانفرنس ۲۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو گھرور میں ہوئی جس میں بھروں اور عام حاضرین کی تعداد تقریباً ۵۰۰ تھی۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں کے انکیز نے کانفرنس میں حصہ لیا۔ مخصوص حضرات میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کے انکیز شکوہ آباد، گھرور کے انکیز، ذراعت، آبپاشی، دال رئیس، گھرور، چودھری سہو، سنگھ رئیس، بھروں کئی محکمہ گھرور اور شکوہ آباد اور جسراں کی کئی سوسائٹیوں کے سربراہ تھے۔ کانفرنس میں مونیٹیوں کی نمائش، اکبڑی، مہرشی محل دور، ججن منڈلی اور اسکاڈوں کے کھیل دکھائے گئے۔ محکمہ سوسائٹیوں کے بہت سے مونیٹی فائش میں لائے گئے تھے بھروں نے کوڈی اور دیہاتی اقتصادیات میں بہت دلچسپی لی۔ پراگری اور مڈل اسکولوں کے طلباء نے اپنے استادوں کے ساتھ کانفرنس میں حصہ لیا اور غریب کسان اور اس کا زمیندار نامی ایک ڈرامہ اسٹیج کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت چودھری سہو سنگھ نے فرمائی تھی۔ سپروائزرزوں نے اپنے اپنے علاقہ کی رپورٹ پڑھی۔ کئی کی تجارت میں ۹۰۰۰ روپے کس طرح خرچ ہوئے یہ بھروں کو بتایا گیا جب ذیل تجاویز منظور ہوئیں ۱۔ گھرور میں ایک کوآپریٹو مڈل اسکول کھولا جائے۔ ۲۔ حکومت دودھ دینے والے مونیٹیوں کو ذبح ہونے سے روکے۔

۳۔ بنا چینی گلی میں کوئی رنگ ملائے کے لئے حکومت سے درخواست کی جائے۔

۴۔ دیہات میں سیوا دل بنائے جائیں۔

کوآپریٹو سوسائٹیوں کے انکیزوں نے امداد باہمی اور

موضع متونہ ضلع بانڈہ میں پنڈت ہیرالال کی صدارت میں ایک گروپ کانفرنس ہوئی۔ پنڈال امداد باہمی کے پوسٹروں سے خوب سجایا تھا اور حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ سرکل انفرسٹری۔ بی۔ وی۔ پی۔ نے اپنی تقریر میں تحریک امداد باہمی کی طرف سے ہونے والی جنگی مساعی اور اس کے فوائد عوام کو بتائے سرسرموبن لال نیچر نے پچانوگے فرائض پر روشنی ڈالی اور سرکل رپورٹ سنائی۔ گاؤں سدھار ڈپسری کے ڈاکٹر نے بہت سی بیماریوں سے بچنے کی آسان تدابیر بتائیں۔ ڈاکٹر حیوانات نے بالوروں کی بہت سی بیماریوں کو روکنے کی تدابیر بتائیں۔ کٹائی۔ بنائی اور دیگر بنیادی اصولوں کا مظاہرہ اور علاقہ میں ہر جگہ اسکول کے لڑکے اور لڑکیوں اور کوآپریٹو سوسائٹیوں کے بھروں نے حصہ لیا۔ بچوں کے مکالمے اور گانے لوگوں نے بہت پسند کئے۔ پروگرام کو موسیقی، گانوں اور نظم خوانی نے اور بھی دلچسپ بنا دیا تھا۔ کانفرنس میں کئی تجاویز منظور ہوئیں جن میں خاص تجاویز یہ تھیں۔ جنگی مساعی کو مزید کامیاب بنانا۔ کوآپریٹو یونیوں کی مسرت چیزیں فروخت کرنا اور کوآپریٹو سوسائٹیوں کے لئے سٹی کے میل اور چینی کے فروخت کرنے کے لئے لائسنس دینا۔ کئی انعام دیئے گئے جو تقریباً ۵۰ روپے کی مالیت کے تھے۔

## جھوپہ، تمیر پور میں گروپ کانفرنس

مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۴ء کو جھوپہ ضلع جھیر پور میں ایک گروپ کانفرنس ہوئی جس میں جنگل خبروں کی اشاعت کیلئے ایک سیکشن کیا گیا۔ اس کانفرنس کا خاص مقصد یہی تھا۔ کانفرنس ایک آراستہ پیراستہ پنڈال میں ہوئی جس میں حاضرین کی تعداد تقریباً ۵۰۰ تھی۔ اس پاس کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کے بھروں نے زیادہ تعداد میں حصہ لیا صاحب ڈسٹرکٹ جھیر پور نے سید فرمال۔ پراستھنا کے بعد ایک مکالمہ ہوا جس میں دیہات کی ازفرو تمیر میں تحریک امداد باہمی کے حق پر روشنی ڈالی گئی ضلع کے راجو دھک انسرخان بہادر بشیر علی خاں نے فوجوں۔ روڈوں مستقبل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ انھیں کئی کمزور جھوپہ رہا جاسکتا ہے۔ انھوں نے اپنی طرف سے بھرتی کئے ہوئے سہاہوں کو بھی پیش کیا اور بتایا کہ دیہات کی ازسرنو تعمیر

س کے فوائد بتاتے ہوئے جا کر جو فائدہ درمیانی لوگوں کے  
باقی میں چلا جاتا ہے اسے وہ خود کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ اسکے بعد  
تھکر زراعت کے انٹیکٹروں نے زراعت کے جدید طریقوں سے  
ہونے والے فائدوں کا ذکر کیا اور جدید قسم کے آلات زراعت  
اور بیڑوں کا استعمال کرنے کی رائے دی۔ انھوں نے کہا کہ اپنے  
دیہات میں کوآپریٹو سوسائٹیاں قائم کر کے ہم کھیتی سے پیدا  
فائدہ اٹھ سکتے ہیں۔ تقسیم انعام کے بعد صاحب صدر نے تقریر  
ذاتی اور کانفرنس ختم ہو گئی۔

### دیور: سٹرکٹ کوآپریٹو بینک مین پوری

گنہشتہ ۲ مارچ ۱۹۵۷ء کو برہم دیو کے میلے کے موقعہ  
پر ایک کوآپریٹو کانفرنس بھی کی گئی کانفرنس کے ساتھ مونیٹریوں  
اور بیچوں کی نمائش بھی ہوئی۔ گھوڑ دوڑ، تیزروں کی لڑائی، کھیل  
تھافت، ٹانگ اور گاؤں وغیرہ سے کانفرنس کے پروگرام کو خوب  
جلنے کی پوری کوشش کی گئی۔ ڈیوٹرئل اسکاؤٹ ماسٹر کی طرف  
سے بھی مختلف قسم کے کھیل ہوئے۔ کانفرنس میں تینوں روز مافوق  
الطبی تعداد ۸ ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ شری جگدیش سرودب،  
پیشو شری سورسین پریسڈنٹ، میلہ کمیٹی۔ شری کرشن گپت خزانچی  
اور شری بابو رام سے کانفرنس کو ہر قسم کی مدد ملتی رہی کانفرنس  
کی کل روائی ۲۲ مارچ کو حاکم پرگنہ کھیل ہو گاؤں کی صدارت میں  
افتتاح ہوئی۔ حاضرین میں جن اصحاب کے نام خاص طور سے  
قابل ذکر ہیں ان میں جناب ہیلتھ انسپر صاحب مین پوری  
سرکل انسپر محمد ایداد باہمی، رائے صاحب جو دھری سا دھو سنگھ  
گمنو، مشیر بہادر سنگھ، شری گوری سنگھ کنور کھلک سنگھ آڈیٹر

کوآپریٹو سوسائٹیز مین پوری کراولی کشتی اور بھوگاؤں کے پیر واکر  
اور اسکولوں کے استاد بھی تھے۔ حاضرین میں تقریباً ۸۰۰ غورشی  
بھی تھیں حمد کے بعد شری رام سنگھ سکسینہ سپرد تیز۔ نے سرکل کی  
مختصر رپورٹ سنائی۔ مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

- ۱۔ موجودہ جنگ میں برطانیہ کی ہر قسم کی مدد کی جائے۔
- ۲۔ تھکر زراعت سے بیج کے لئے مہر دل کی کھیتی ن کھیتی  
علقہ سپروائزر کے ذریعے ہونے پر ہی بیج مل جایا کرے اس منظور کی  
ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب تھکر زراعت سے حاصل کی جائے۔
- ۳۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں کے کام کے لئے ہر ۵۰ ایک یا  
دو تین مٹی کے تیل کا برٹ دلا یا جائے اور علقہ سپروائزر اسے  
اپنے پاس رکھے اور حسب ضرورت اسے تقسیم کرے۔ ہر برٹ  
کے لئے صاحب کلکٹر سے درخواست کی جائے۔
- ۴۔ ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے سوسائٹیوں کی نچا توں کے  
ذریعے تعلیم یافتہ لوگ بھیجے جائیں۔
- ۵۔ دیور میں ایک انگریزی اسکول کھولا جائے۔
- ۶۔ شادی اور غمی کے موقعہ پر کام آنے کے لئے سوامیوں  
کے چندے سے مفید برتن خریدے جائیں جو علقہ سپروائزر  
کے پاس رکھے جائیں۔
- کئی اشخاص کو انعام دئے گئے۔ اخیر میں صاحب  
صدر نے منظور شدہ تجاویز پر پھر روشنی ڈالی اور انگریزی  
اسکول کھولے جانے پر زیادہ زور دیا۔ کانفرنس کا کل  
خروج ۲۱۳ روپے چھ آنے اور آمدنی ۱۵۸ روپے  
ہوئی۔

### طبی

قابل باب: "افضل تمیں اس طرح کتاب نہیں بھاڑنا چاہئے"  
لائق بیٹا بر تو اباجان اور کس طرح بھاڑوں؟

بیوی پیاسے، تھرا خیال درست ہے، میں ہی غلطی پر تھی!  
خوبہر! آچھا، تو مجھے معاف کر دو!

مگر وہ دانش میں تھادی غلاں تنہو دیکھ کر کہہ رہا ہو گیا تھی سخت جبرت ہوئی کہ تم نے یہ تصویر.....  
میں نے وہاں کاش کہہ دیا تھا، ہاں ہوں!  
میں نے یہاں کہہ کر جان!



**P.M.3**

(انوراسے بھلاور پنڈت جگدیو بہاری مشرا)

ادھر مٹی - اور یکہ کی موجودہ دیہ بلیکن پارٹی کی طرف سے صدارت کے  
مخالف کچھ مسٹر ڈیوی کھڑے کئے جا رہے ہیں۔ ادھر ڈیوی کو ٹیک پارٹی

کی طرف سے غالباً مسٹر  
 روز ویٹ کھرے ہوں  
 ان کا نام یقین کے  
 ساتھ تو یہ نہیں گیا  
 لیکن کسی دوسرے کا  
 نام بھی نہیں لیا جا رہا  
 ہے۔ یورپ کی جنگ میں  
 کچھ ہفتے سے اٹلی کی  
 لڑائی کچھ روکی ہوئی  
 تھی لیکن ادھر تقریباً  
 ایک ہفتہ سے نوروں  
 سے خردہ ہو گئی ہے  
 فرانسیسی اور برطانی  
 فوجیں آگے بڑھ رہی  
 ہیں شہر کیسٹو کو جرمنوں  
 نے ایک مشہور قلعہ  
 ساجنا رکھا تھا جس  
 پر چار پانچ ماہ سے  
 اتحادیوں کے حملے  
 ناکام ثابت ہو رہے  
 تھے۔ اس بار یقین  
 لیا گیا ہے اور جرمنوں  
 کی کشتافٹ کا نیا ٹوڑ  
 لگا رہی ہے۔ اس بار

جون است بر زمین کا مشعر، چاک سراسر جیست و مشعر و گور و درو کو در جنگلی



بڑے ریلوے اسٹیشنوں وغیرہ پر  
بیاری کر رہے ہیں تقریباً  
ایک ہفتہ سے ہوائی گگن کچھ  
نہم ہو گئے ہیں جس سے یہ نیکل  
بیا جاتا ہے کہ شاید وہ اور  
ایسا وہ بڑے حملوں کی تیاری  
دیں گے ہیں۔ جرمنوں کا بھی  
یہ خیال ہے کہ حملہ جلد ہو جائیگا  
نہ کھتا یہ ہے کہ یہ حملہ کہاں  
ہوتا ہے۔ شاید دو تین ملکوں  
پر ایک ساتھ ہی حملہ ہو جائے  
وہ شمالی فرانس پر حملہ ہونے  
کا امکان ہے لیکن اب کوئی  
تجربہ نہیں ہے جہاں جرمنوں  
کا انتظام کمزور ہوگا وہیں  
یہ حملہ ہوگا۔ سب طرف سے  
پارتیاں ہو رہی ہیں۔ شمالی  
فرنی یا جنوبی فرانس میں

برطانیہ میں گھوڑوں کو ڈینک دی جا رہی ہے

حملہ ہو سکتا ہے بلقانی ریاستوں  
یا بحر ایدریا تک ہر کچھ بھی ڈھکلاؤ  
پر حملہ ممکن ہے لندن میں مارمر  
سلطنت کے وزیر نے اعظم کی  
ایک کانفرنس ہوئی تھی جو منقسم  
ہو چکی۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا  
کہ شاید آسٹریلیا اور کناڈا  
کچھ کچھ امریکہ کی طرف متوجہ ہوں  
اس کانفرنس سے ایسا نظر  
آتا ہے کہ ابھی تک آسٹریلیا  
برطانیہ کا پورا رفیق ہے لیکن  
کناڈا کی طرف سے ایک آواز  
مشتبہ سوال ہی سامنے آچکے  
ہیں۔ اس کے تعلقات امریکہ  
سے بہت کچھ بڑھ چکے ہیں نہیں  
وہ شاید قلع نہیں کر سکتا۔  
بہر حال کوئی بات ظاہر نہیں  
ہوئی ہے صرف ایک آواز  
تقریریں ایسی ہوتی ہیں جتنی



برطانیہ میں کھیتی کے پودے لگائے جا رہے ہیں۔ پودے لگائے گا سارا کام یہ لڑکیاں ایٹھن کمزور یہ کئی پودے

مطلوع درخیش ہیں۔

سندھ میں وزارت بح خطرہ آگیا تھا لیکن اب معاملہ ختم ہے اب پھر کہیں کہیں حروں کا فتنہ جاگ اٹھا ہے۔ حکومت اس کو ختم کرنے کا نام مسلح لیگ رکھنا چاہا۔ اس کے لئے انھوں نے پنجاب کا سفوف کیا مگر وہاں کے سکھ اور ہندو ویروں نے اس کی مخالفت کی اور ملک غرضیات خاں نے لیگ کے ممبر ہوتے ہوئے بھی انکار کر دیا۔ اب لیگ ان سے ملاؤں ہے اور دونوں میں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ ملک وزیر اعظم کے جتنے کا زیادہ ہے لیکن ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ بنگال میں ایٹلی وزارت ایک قلعہ بل پاس کر کے محکمہ تعلیم میں بھی ہند

ہندوستان کے کالعدم ہندو فوجی ختم ہو گئی۔ یورپ میں آج کل بھی ہم مصلحتاً پیش ہیں جن کے جتنے دو بارہ میں دنیا کے سامنے پیش ہیں جنہی مغربی برائیاں میں امریکہ کو کئی فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ امریکہ پر کمر بستہ قریب پر قبضہ ہو چکا ہے۔ جاپان بھری بیڑے کو بروڈ ٹینک بھج چکا ہے اور اس کا جو بیڑہ بچا ہے وہ نہ جانے کہاں منہ چھپائے پڑا ہے۔ خاص جاپان پر حملہ کرنے کے متعلق خود ہورہا ہے چین میں جاپانیوں نے نوپاک لینے کی کوشش کی ہے اور ملک کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا ہے۔ چینی فوج نوپاک کی حفاظت کر رہی ہے اور جاپانیوں کے مقبوضہ ملک کو بھی واپس لینے کی فکر میں ہے۔ براہ میں وسط شمالی حصہ میں اتحادیوں کو کامیابی ہو رہی



ایک برطانوی زمیندار جو زمین کو جوت کر اسے قابل کاشت بنا رہا ہے

مسلم سال پیدا کرنا چاہتی ہے۔ دونوں طرف سے کشمکش جاری ہے۔ لیڈ کی وزارت ہندوستانیوں کو وہاں اختیار نہیں دینا چاہتی۔ وہاں ملک آئین کا سوال بھی درپیش ہے۔ مسٹر راج گوبال آچاریہ کہتے ہیں کہ وہاں کے ہندوستانی آئین حکومت میں کوئی جھجکاؤ اٹھا نہیں تو شائد وہاں ہندوستانی مسئلہ آسانی سے طے ہو جائے۔ جب آئین منظور ہو چکے گا تو میں بھی وہ لوگ معاملہ طے نہیں کر سکتے تو آگے کیا ہے کر چکے؟ راجہ جی کی صلاح غلط معلوم ہوتی ہے۔ کسی کی بناء میں جا کر رسم حاصل کر کے دن جاچکے اب تو جدوجہد کے دن ہیں۔

ہے۔ ہندیوں میں اچھال اور کوہیا میں خوفناک جنگ ہو رہی ہے۔ اور اچھالوں نے کوہیا پر قبضہ کر لیا ہے اور ناگاپور پر حملہ ہو رہا ہے اچھال بھی بچا یا جا رہا ہے۔ بھن پور اور دھاپور میں بھی جنگ ہو رہی ہے۔ جاپانیوں کو اسیدھتی کو کوہیا اور دھاپور پر کر آسام اور بنگال کا راستہ صاف کر لیں گے۔ یہ اسیدھت ہی گئی۔ اب یہی چار ہستوں میں جب بارش زوروں کی ہوگی تو جاپان کی فوج اور ہندوستان کی فوج کا ٹکراؤ ہوگا۔

ہندوستان میں آج کل سندھ، پنجاب، بنگال اور سیلون میں کچھ

# گرمی یا لو لگنا

گرمی کے موسم میں جب لو جلتی ہے تو گرمی کے اثر سے اکثر لوگوں میں ایک بیماری پیدا ہوتی ہے جس کو عام طور سے گرمی یا لو لگنا جانا جاتا ہے۔ لو کا اثر عام طور سے اُس لوگوں پر جلد ہوتا ہے جن کی پرستی بوجہ جاڑا بخار، بچیس، دست، یا دیگر امراض سے خراب ہوئی ہو یا جو دوپہر میں گرمی کے وقت شراب پیئیں یا قبض میں ٹکاوں۔ سب سے پہلے ہنپنا اور زیادہ نموت کرنا اور تھکاوں یا بیماری کے پیدا ہونے میں مدد کرتے ہیں۔

## علامات

لو لگنے کی شکایت ایک بیک شروع ہوتی ہے مریض بے چینی معلوم ہوتی ہے۔ چکر آتے ہیں۔ چہرہ لال پڑتا ہے۔ کمر متلی دبتے ہوئے ہے۔ بخار تیز ہوتا ہے اور کبھی کبھی بخار ۱۰۱۔۱۰۲ درجہ تک پہنچ جاتا ہے یا اس شدت سے لگتی ہے۔ اور قبض آتا ہے۔ بخار تیز ہو جاتا ہے۔ کھانا روکھی سوکھی معلوم پڑتی ہے۔ اس میں ٹوک ٹوک کر جاتی ہے اور کھانے کی آواز نکلتی ہے۔ زیادہ اتر حالت ہونے پر بیہوشی ہو جاتی ہے اور مملکت ثابت ہوتی ہے۔ مرض شدید ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر کو دکھانا ضروری ہے لیکن جب تک علاج کے لئے ڈاکٹر آئے تو مریض کی دیکھ بھال لینے مندروں میں باقوں کو عمل میں لانا چاہئے۔

(۱) مریض کو ایک ٹھنڈے کمرے میں رکھنا چاہئے اور ٹھنڈے پانی سے دھونا چاہئے۔

(۲) مریض کے اوپر خوب پنکھا چھلنا چاہئے۔

(۳) بدن کو ٹھنڈے پانی سے برابر پوچھتے رہنا چاہئے۔

جو برف کی قبیلہ سرد اور گدی (گردن کے نیچے) پر رکھنا چاہئے۔ جب تک بیماری کی حالت سنبھل نہ جائے۔

(۴) مریض کو ٹھنڈا پانی خوب پلاتے رہنا چاہئے۔

## ٹو لگنے سے بچنے کی ترکیبیں

گرمی کے زمانے میں باہر دھوپ میں سخت محنت کا کام کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور گرمی اور لو کے زمانے میں حسب ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔

(۱) جو لوگ دوپہر کے وقت کمروں کو خس کی ٹیڈوں سے لٹاتے ہیں ان کو ایک ایک باہر تو میں نہ آنا چاہئے ورنہ لو

لگ جائے گا اندیشہ ہے۔ انکو ایسی جگہوں سے خفا کو دھوپ اور گرمی کم ہونے پر ٹھکانا چاہئے۔ جب گرمی بہت خشکی کے ساتھ ہوتی کمروں کے دروازوں کو علی الصبح بند کر دینا چاہئے لیکن جب گرمی میں تیزی ہو تو ہوا کی آمد و رفت کا انتظام اچھی طرح سے ہونا چاہئے۔ پنکھوں کا استعمال ٹو لگنے سے بچنے کے واسطے مفید ہے۔ (۲) جب دھوپ میں باہر جانا پڑے تو اپنے سر اور گردن کے پچھلے حصہ کو دھوپ سے بچانا چاہئے چھتری یا انگریزی ٹوپی (Sun Helmet) استعمال کرنا چاہئے۔

(۳) ٹھنڈا پانی دن میں کئی بار اور خوب پینا چاہئے تاکہ کسی محنت کا کام شروع کرنے کے یا باہر جانے کے پیشتر۔

(۴) کالے رنگ کی پوشاک گرمی جذب کرتی ہے اور اسلئے گرم ہوتی ہے۔ موسم گرما میں اس رنگ کے کپڑے پہننا مناسب نہیں۔ ہلکے رنگ یا سفید رنگ کی پوشاک گرمی نہ جذب کرنے کی وجہ سے ٹھنڈی رہتی ہے اور گرم موسم کے لئے مفید ہے۔

(۵) یہ پیشتر کہا جا چکا ہے کہ عام طور سے اُن لوگوں کو لگتی ہے جنکی تندرستی بہت اچھی حالت میں نہیں ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل وجوہات سے لو لگنے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔

تھکان، پریشانی، تنگ و بخاری کپڑے پہننا۔ ایک ہی کمرہ میں بہت سے آدمیوں کے ساتھ رہنا اور سونا کمروں کی ہوا کی آمد و رفت میں رکاوٹ، پانی کی کمی، قبض رہنے کی شکایت اور شراب کا غیر معمولی استعمال اسلئے موسم گرما میں ہر بات میں بہت اعتدال رکھنا چاہئے۔ جلد سونا و صبح کو جلد اٹھنا، شراب سے پرہیز، قبض سے بڑی رہنا، ہلکے اور ڈھیلے کپڑے پہنا اور دھوپ میں ٹوپی یا صاف اور بخاری چشمہ کا استعمال کرنا اس مرض سے محفوظ رہنے کے لئے بہت مفید ہیں۔

(۶) جب گرمی کی شدت بہت ہی پریشان کن ہو تو ایک ٹکڑا بواڑا تولیہ بدن اور ماتہ پیروں پر رکھنے سے بہت آرام ملتا ہے۔ خصوصاً جب اس کے اوپر چھکے کی ہوا لگتی ہو۔ گرمی خیال رہے کہ ٹیلا تولیہ پیٹ اور سینہ کے اوپر نہ رہنے پائے۔ ورنہ سردی لگ جائے گا اندیشہ ہے۔ ریل کے سفر میں کیلے تولیہ کا سرد پیروں پر استعمال بہت آرام دہ ہوتا ہے۔ اسی یا بھلی ہوئی اٹیچی کے پٹے کا استعمال مفید ہے۔

(۷) آئینہ پلیٹی بورڈ یا ایک بلیٹہ ڈیاگنٹ فلک ٹھنڈے سے شاپا ہوا

# دیہات میں کسانوں کی حالت

(انجناب بدی برساو امیش - سپردانز کندی ڈیٹ ، پرتاب گڈھ )

ہمارا ملک ایک زراعت پیشہ ملک ہے جسکے باعث اس ملک میں کسانوں کی تعداد زیادہ ہے انھیں کسانوں کی محنت کے صلے میں ملتا

اپنی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت پوری کرتا ہے۔ آئے آج انکی حالت کا جائزہ لیکر دیکھیں کہ ان کا کیا حال ہے۔

زمین کے کھلی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گئے جنہیں نہ تو اچھی طرح کھیتی ہو سکتی ہے اور نہ ترقی کے دیگر ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

اوہ ایہ دنیا اسوقت عجیب منظر پیش کر رہی ہے جسکو دیکھنے حصول میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ وہی کسان ہیں جو دنیا کے ان داتا کھلاتے ہیں۔ زمین کی ناقابل بیان محنت کا ذکر دنیا بڑے فخر سے کرتی ہے، جنگی اہلیت جفاکشی اور قوت برداشت کی خاتمیں پیش کی جاتی ہیں۔ کیا یہ وہی لائق فرزند ہیں جنکی محنت اور جفاکشی کے باعث ہندوستان سوئے کی چڑیا کھلاتا ہے۔ ہاں یہ وہی بے غرض خادم ہیں جنہوں نے دنیا کے سامنے خدمت خلق کی ایک ایسی نظیر پیش کی ہے جسکا جواب نہیں ہو سکتا۔ مگر آج تو یہ طریقہ کی نگریں کھارہے ہیں۔ دنیا کی زندگی کا بار اٹھانے والے خود اپنی زندگی کے بار سے دبے جا رہے ہیں۔ تندرستی علم دہن ہر شے کے ہر چیز میں دنیا کے ہر طبقہ سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ اب آئیے دیکھیں کہ ان کی یہ حالت کیوں اور کیسے ہوئی۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟

جس ملک میں ۱۰ فیصدی آبادی ناخواندہ ہو اس ملک میں کسان طبقہ کو ۱۰ فیصدی جاہل کدنا غلط نہ ہوگا۔ اس کا بھی ایک اہم سبب ہے اور وہ ہے موجودہ طریقہ تعلیم عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ کسان طبقہ کو حقیر سمجھتے اور زراعت کو ذلیل کام سمجھتے ہیں تعلیم یافتہ نوجوان اپنی قیمتی زندگی کو ملازمت کی تلاش میں برباد کرتے ہیں اور تعلیم کے ذریعے حاصل ہونے والی قابلیت و پورے کی خدمت میں صرف کرتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خواہش ملازمت میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل کرنے کی ہوتی ہے اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسانوں کے بچے جہالت کی فضا میں پیدا ہوتے ہیں، بڑھتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ اُسے صرف اتنا علم ہوتا ہے کہ میری زندگی صرف محنت کرنے کے لئے ہے اور دوسرے بڑھے لکھے مالدار لوگوں کی زندگی عیش و عشرت کے لئے ہے۔ یہ بھولے بھالے کسان دھوکہ، فریب اور دغا بازی کا خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے۔ ترقی کس چیز کا نام ہے یہ وہ کبھی سوچ ہی نہیں سکتے۔ انھیں معلوم پڑھا لکھا یا چالاک آدمی بھی آسانی سے بہو قوت بنا سکتا ہے اور وہ بن جاتے ہیں۔

## ۱۔ دستکاریوں کا زوال

یہ وہ ملک ہے جہاں کے دستکار اپنے کمال فن پر فخر کرتے تھے۔ ڈھاکہ کی مٹل اپنے ہی ملک کی چیز تھی اور اس کا دنیا میں کوئی جواب نہ تھا۔ بڑے بڑے ترقی یافتہ ملکوں کے لوگ اس کے پینے کی آرزو کرتے تھے اور چونکہ فخر کرتے تھے۔ کچھ کپڑوں کی محنت ہی نہیں بلکہ فریب قریب بھی صنعتیں اپنے عروج پر تھیں۔ مگر زمانے میں انقلاب آیا۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں نے شہروں میں کل کارخانے کھول دیئے۔ مشینوں کے ذریعے کبھی چیزیں آسانی سے بنکر تیار ہونے لگیں اور باتا ریں سستے سے سستے داموں فرو ہونے لگیں۔ دستکاروں کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزوں کی قدر کم ہونے لگی اور رفتہ رفتہ وہ دنیا کی تمام دستکاروں نے اپنے پیش چھوڑ دیئے اور زندگی گزارنے کے لئے کھیتی پر ہی ٹوٹ پڑے جسکے باعث کسانوں کی تعداد بڑھ گئی اور کھیتوں کی کمی پڑنے لگی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی کم ہو گئی لیکن خرچ بڑھا اور کسان طبقہ مقروض ہونے لگا اور قرض کے چھوٹے اتنا دب گیا کہ اسے اپنی کھیتی ہی پر مر جانا ہوا۔

موجودہ زمانہ میں زراعت کی ترقی کے لئے جو آلات ایجاد ہوئے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا بھی ان کے لئے مشکل ہوتا ہے کیونکہ ان چیزوں میں اتنی سمجھ ہی کہاں ہو وہ اس کے فائدوں کو سمجھ سکیں اگر انھیں لمبی چوڑی بحث کے بعد سمجھا یا بھی جائے تو قدامت پرستی انھیں اس پر عمل کرنے سے روکتی ہے اور وہ لکیر کے فقیر بن رہتے ہیں۔

۳۔ باہمی افراق۔ ایک زمانہ تھا جب ہمارے گاؤں والے اپنے سارے کام بل بل کر کرتے تھے۔ ہر طبقہ کے لوگ اپنے فرائض انجام دیتے تھے اور ایک دوسرے سے پوری سہمدی رہتے تھے باہمی امداد ایک قدرتی وصف تھا۔ اپنی ضروریات اتحاد و اتفاق کے باعث بہت آسانی سے پوری کر جاتے تھے۔ سچا کہ بکاری ہوتے تھے۔ جھگڑے (دل تو ہوتے نہیں) تھے اور لڑتے تھے توہ انہما

ہون

تھے۔ مثلاً دھرم ہل جو ۱۶ ہیلوں سے چلایا جاتا تھا اور اسی سے زیادہ پیداوار دیتی تھی۔

نئے نئے ترقی دادہ سامان غریبی کی وجہ سے استعمال میں نہیں آسکتے اور اگر کسی نہ کسی طرح ان کا استعمال کریں بھی تو بیلوں کی کمزوری کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

چراگا ہوں کی کمی نے بھی بیلوں کو بہت نقصان پہنچایا اور نہ صرف موجودہ جانوروں بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی بڑی حد تک بیکار بنا دیا۔

آبیاری کے ذرائع ذخیر اور تمام کھیتوں کے لئے کم ہیں کھان کی کمی سے بھی کھیتی کو نقصان پہنچ رہا ہے اور جاہل کسان کھادوں کو مندرجہ ذیل صورتوں میں اب بھی برباد کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ گوبر کی کھاد۔ گوبر ملا کر۔

۲۔ پیشاب کی کھاد۔ جمالت اور سستی کے باعث۔

۳۔ پیتوں کی کھاد۔ جمالت کے باعث۔

بیجوں کی خرابیاں بھی پیداوار کو کم کرتی جاتی ہیں۔

ان تمام برائیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے جبکہ واحد

ماستہ اعداد باہمی جس کے ذریعے ہمارے کسان ہائی اپنی مشکلات

کو آسان بنا سکتے ہیں اور اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں۔ خدا

ان کسانوں کے دنوں میں امداد باہمی کو جگہ دے۔

دہائی بنیاد میں طے کر لیتے تھے۔ آج کی بنیادیں بھی بیل گئی ہیں۔ بل جگہ کام کرنے والے طریقے میں دھماکہ اور فریب نے اپنا گھر کر لیا۔ لوگ اپنے فرائض بھول گئے اور اپنی ضروریات کی تکمیل ہی کو اپنا پہلا فرض سمجھ گئے اور اس فرض کی ادائیگی جائز یا ناجائز کے فرض کو قبول دیکھنے اسکایہ نتیجہ ہوا کہ دنوں میں اتحاد، محبت کی جگہ نفرت و کدورت نے گھر کر لیا۔ نوک عدالتوں میں جہانے لگے اور اپنی موت کی کمانی دیکھیں نیشوں و دھوکہ باز انسانوں کی جیبوں میں ڈالنے لگے اور دھوکہ دہا علیہ دونوں برادر ہوئے۔

اب بہت سے وہ کام جو سب کے ملکر کرنے کے ہیں، انہیں ہو سکتے اور آہستہ آہستہ اجتماعی طور پر کام کرنے کا طریقہ بالکل ہی قائم ہوا جا رہا ہے۔

۴۔ ذرائع کی کمی۔ کسانوں کی غریبی کا ایک سبب ان کے یا اس ذرائع کی قلت بھی ہے جس میں سب سے پہلا سبب بیلوں کی نسل کی خرابی ہے۔ ذرائع کے لئے بیلوں کا طاقت ور ہونا ضروری ہے اور طاقت ور بیل گایوں کی نسل کی ترقی ہی سے پیدا ہو سکتے ہیں ایک زمانہ تھا جب ہندوستان گاؤں سے محبت کرتا تھا اور عقیدت کا یہ حال تھا کہ لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس کا دودھ لی کر نہ صرف اس کے بچے طاقتور ہوتے تھے بلکہ خود اللہ ان ہی طاقتور ہوتے تھے۔ انھیں بیلوں کے ذریعے بڑے بڑے بل جوئے جاتے

## کسانوں کی ترقی کا ذریعہ۔ چکبندی

(از جناب جاگن سنگھ پراثر کنڈیٹ پرتاب گٹھ)

یہی وجہ ہے کہ وہ ان آلات زراعت کو جو حکومت نے خاص طور پر کے فائدے کے لئے بنوائے ہیں استعمال میں نہیں لاتے بلکہ ان کے استعمال کو اچھا بھی نہیں سمجھتے۔

زمانہ حال میں جبکہ دیگر پیشوں کے لوگ روز بروز اپنی کوششوں سے ترقی کے ذریعہ پر چڑھتے جا رہے ہیں، غریب کسان جنہیں سب سے پہلے شاہ راہ ترقی پر گامزن ہونا چاہئے تھا اور جن کے اوپر دیگر کبھی صنعتوں کا انحصار ہے انہیں اس کے سب سے پیچھے ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ کسانوں نے مسلسل

پر دیکھنے والوں کے اثر سے کچھ نئے ترقی دادہ بیج بونا شروع کر دیے ہیں۔ گو ٹیور گنا اس کی ایک اچھی مثال ہے لیکن اس سے بھی اتنا فائدہ نہیں اٹھایا گیا جتنا اٹھانا چاہئے اس کا خاص

یہ ہے کہ ان کے کھیت ادھر ادھر بکھرے ہوئے ہیں اور کھیت کی اصلاح کے لئے ان کو یکجا کرنے کا خیال سب سے پہلے ہونا چاہئے تھا۔

ہندوستان کی بیشتر آبادی زراعت پیشہ ہے کیونکہ کسانوں کا شمار مردم شمار میں کے لحاظ سے ۸۰ فیصد ہی ہے کسانوں کی حالت بے حد افسوس ناک ہوئی جا رہی ہے جس سے ہر شخص واقف ہے۔ کسانوں کی متواتر محنت اور جفاکشی سے تو کبھی لوگ واقف ہیں اور بہت سے مصنفوں نے ان کے متعلق مضامین اور کتابیں لکھی ہیں عوام کی توجہ اس طرف مبذول کی ہے۔ کسانوں کی دردناک حالت دیکھ کر دل لرز جاتا ہے یوں ہی کے کسانوں کی حالت کا صحیح اندازہ اسی بات سے ہو سکتا ہے کہ دیہات میں جا کر دیکھئے تو بہت سے کسان آپ کو ایسے ملیں گے جن کے تن پر پورا کپڑا تو دور رہا اور دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں ملتا۔ افسوس کہ محنت پیشہ ہونے پر امداد اتنی محنت کرنے پر بھی بیشتر کسانوں کو بیچ تک کے لئے دوسروں کا مقروض ہونا پڑتا ہے۔ اس کا خاص سبب ان کی حالت اور معلومات کی کمی ہے۔ کسان پر ان رسموں کو لیکر بے فیر کی طرح مانتے آ رہے ہیں

۱۔ چکندی ہو جانے سے چکوں میں ہی مویشیوں کے رہنے کے بارے بنائے جاسکتے ہیں تاکہ جانور اور انسان الگ الگ رہیں اور ساتھ ہی مویشیوں کے پیشاب اور شیشے سے زمین بھی زرخیز ہو سکے۔

۱۱۔ چکندی ہو جانے اور چکوں میں بارے بنانے سے دیہات میں بیکاریک سندی بیماریوں کے پھیلنے اور جانوروں کے برباد ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ چکندی ہونے سے پیداوار کو کاٹنے اور حج کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہوتا کیونکہ کھیتوں کے الگ الگ بکھرے ہوئے سے ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ چکندی ہو جانے سے کسان حسب خواہش جلد یا دیر میں پکنے والی فصل بوند کر کاٹ سکتا ہے۔ جو کہ بکھرے کھیتوں میں کبھی نہیں کر سکتا۔

۱۴۔ چکندی ہونے سے وہ مینڈیں جو مختلف کھیتوں کی زمینیں بیکار گھیرے رہتی ہیں۔ اکٹھا کر کے چراگاہ وغیرہ میں استعمال کر سکتے ہیں۔

۱۵۔ چکندی ہو جانے سے دیہات کی سرحدوں پر بیشتر خست شلخا جواد وغیرہ ایک بار بکر ہر دسویں سال متواتر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جنھیں پھر بونے کی ضرورت نہیں کیونکہ پھر وہ خود ہی پیدا ہوتے ہیں زمیندار اور کسان دونوں باہمی سمجھوتے سے ان درختوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کسان اپنے چکوں میں جو دیہات کی سرحدوں پر ہوں، بغیر کسی خرچ کے خود کر سکتے ہیں۔ گوبر کی بکروہ لکڑی کو جلا سکتے ہیں اور گوبر کو کھاد کے کام میں استعمال کر سکتے ہیں جو کھیتی کے لئے بہت ہی مفید ہے جسے آج کل چولیس کی راکھ بنا دیتے ہیں۔

چکندی میں نہ کوئی پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے نہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ چکندی کی اسکیم سے حق و حقوق اور قسم لگان وغیرہ میں ذرا بھی فرق نہیں ہوتا۔ اور یہ کام باہمی سیل جول سے جو جاتا ہے۔ یہ کسانوں کی زندگی کو خوش گوار بنانے کا خاص ذریعہ ہے اس لئے زمینداروں اور کسانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف پوری توجہ دے کر جلد از جلد فائدہ اٹھائیں۔

چکندی کی اصلاح بکھرے ہوئے کھیتوں کو یکجا کرنے پر ہی منحصر ہے اس کو یکجا کرنے کا یہ طریقہ چکندی کہلاتا ہے۔

۱۔ اس میں اپنے کام میں مکمل طور پر اصلاح کرنا چاہئے جس کو بکھرے ہوئے کھیتوں کی چکندی ہی اسکا پہلا اور ضروری ذریعہ ہے چکندی کے لئے درج ذیل فائدے ہوتے۔

۱۔ چکندی کی ہونے سے ادھر ادھر پرے ہوئے بیکار کھیتوں کو معیشت منت اور کھاد سے زرخیز بنا سکتے ہیں۔

۲۔ چکندی ہو جانے سے ادنیٰ مٹی زمین میں مینڈیں ڈالکر جن سے برسات میں اونچائی کا پانی اپنے ساتھ مٹی وغیرہ لاکر نشیب میں بھر دے اس طرح زمین بھرا ہو جاسکتی۔

۳۔ چکندی ہو جانے سے بیکار کھیتوں کے لگان وغیرہ کا جو مال زرخیز کھیتوں پر ہی پڑتا ہے، ان کھیتوں کے زرخیز ہو جانے سے انھیں بکھرے اور آجاتا ہے اور اس طرح کسان کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔

۴۔ چکندی ہو جانے سے زمین حقوڑی محنت اور حقوڑے زور سے اجنبی پیداوار دیئے کو تیار کی جاسکتی ہے۔

۵۔ چکندی ہو جانے سے کھاد کو گڈے کھود کر اچھی طرح بنا بھی سکتے ہیں اور اس کا استعمال بھی اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ادھر ادھر بکھرتے نہیں پاتی جیسا کہ کھیتوں کے مختلف چکوں پر ہوتے ہیں۔

۶۔ چکندی ہونے سے چکوں پر سینچائی کے لئے کنوئیں بنائے جاسکتے ہیں جن کے ذریعے بارش نہ ہونے پر آبپاشی ہو سکے اور پیداوار اچھی ہو۔

۷۔ چکندی ہو جانے سے کسان خود ہی اپنی پیداوار کی دیکھ بھال کر سکتا ہے اور کسی اور آدمی کو دیکھ بھال کے لئے رکھ کر اس کو مزدوری نہیں دینی پڑتی۔

۸۔ چکندی ہو جانے سے چاروں طرف کاٹے دار جھاڑیاں یا لکڑیاں اگر جنگلی جانوروں سے چکوں کی فصلوں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

۹۔ چکندی ہو جانے سے دیہاتوں کی فصل کی چوری کی بڑی حادثہ جاتی رہتی ہے اور مینڈوں وغیرہ کے بھگڑے جو دراصل فساد اور مہمربازی تک کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، بند ہو جاتے ہیں۔

## لطیفہ

رحمل ناؤں یہ آدم تم اندھے ہو گئے۔ غریب آدمی! اور اندھا ہونے سے قبل تم کیا تھے؟  
ماہر جواب فقیر! اندھا ہونے سے پہلے میں لنگڑا تھا۔



# اپنے حبالات

## ایک مثالی زراعتی کالج

ڈاکٹر کیلش نائٹ کا تجویز سابق وزیر زراعت حکومت یوپی نے ایک مثالی زراعتی کالج کی اسکیم بنائی ہے اسکا تجربہ وہ ہندی ویا پیٹھ آباد میں کر چکے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے حسب ذیل بیان شائع کیا ہے:-

ہمارے صوبہ میں جتنے بھی زراعتی کالج یا اسکول ہیں ان سبھی میں انگریزی زبان ذریعہ تعلیم ہے اور ان سے نکلنے والے طلباء زیادہ تر سرکاری ملازمتوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ ان ارادوں سے زراعت کی ذرا بھی ترقی نہیں ہوئی اور زراعتی ٹریننگ کے سنٹروں کو چلانے میں بھی حکومت بالکل ناکام رہی ہے۔

مستقل اصلاح کے لئے عام کسان کی معلومات میں اضافہ کرنا ہوگا۔ یہ کام مادری زبان میں یا جس زبان میں طلباء سمجھ سکیں اس پر تعلیم دینے والے ادارے کھول کر ہی کیا جاسکتا ہے ان اداروں کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ تعلیم پانے والے طلباء فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے کھیتوں کو واپس چلے جائیں اور سرکاری ملازمتوں کے لئے ماسے ماسے نہ پھریں۔

ہندی و دیا پیٹھ میں ایک مثالی زراعتی کالج کھولنے کی تجویز کی گئی ہے۔ دیا پیٹھ میں اسکول کی عمارت کے علاوہ تقریباً ۱۲ ایکڑ اچھی زمین بھی ہے جس میں کھیتی ہو سکتی ہے و دیا پیٹھ میں اعلیٰ استقامت کی سہولت بھی رہے گی اسے کھولنے اور زراعت کے نئے نئے طریقوں کی بیجوں کی اصلاح، اصلاح، اصلاح شدہ کھیتی بوائی کٹائی وغیرہ کی تعلیم دینے کے حق میں کافی لوگوں نے رائے دی تو آئندہ اکتوبر سے یہ تعلیمی ادارہ قائم ہو جائیگا۔ نصاب تعلیم دو یا تین سال کا ہوگا کچھ عرصہ بعد سرکاری کھیتی کے آلات کی مرمت و ترمیم کی تعلیم دی جائے گی اور پھول وغیرہ پیدا کرنے کی بھی تعلیم دی جائے گی۔ اس کے علاوہ عام معلومات ابتدائی سائنس

علم مادہ اور کھیتی سے تعلق رکھنے والی برقی طاقت کی بھی تعلیم دی جائے گی۔ ہندی ادب، تاریخ اور جغرافیہ پر روزانہ لکچر ہوں گے۔

اس ادارہ کا مقصد تعلیم یافتہ اور عملی کسان پیدا کرنا ہے اپنے آس پاس کی چیزوں کے بارے میں عام معلومات حاصل ہوں۔ اسے کچھ ادبی و ثقافتی بھی ہوتا کہ وہ غیر زراعتی ادب میں دلچسپی لے سکے۔

ہمارا پروگرام ۵۰ طلباء ایک دن اور ۵۰ دوسرے دن کے حساب سے شروع کرنے کا ہے یہاں پر طلباء کے رہنے کا انتظام رہنے کا نصاب تعلیم کے ہر ایک شعبہ کی عملی تعلیم دینے کے لئے قابل استادوں کا تقرر عمل میں آئے گا۔ برصغیر کی اور لوہری کا کام سکھانے والا ایک خاص استاد ہوگا۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ عمارت اور ہوٹل کے لئے دو سال میں ۵۰۰۰۰ روپے کی ضرورت ہوگی اور دس ہزار روپے عام اخراجات کے لئے ہونے چاہئیں۔ اپنی قسم کا یہ پہلا ادارہ ہوگا اور اگر اس تجربہ میں کامیابی ہوئی تو میری رائے میں ہے کہ ہر ضلع میں ایسے ادارے قائم ہو جائیں۔ شہر کے طلباء کو لینے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن یہ ادارہ پہلے کسانوں کے لڑکوں کے لئے ہے۔ غریب طلباء کو ولفیغہ دیا جائے گا۔

میں جلد ہی اس کام کو شروع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میری رائے میں جب تک عام کسانوں کی معلومات میں کافی اضافہ نہ کیا جائے گا اس وقت تک زیادہ غلہ پیدا کرو یا زیادہ ترکاری پیدا کرو وغیرہ تحریکیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ اخیر میں ڈاکٹر صاحب نے اس ادارہ کی امداد کرنے کے لئے عوام سے اپیل کی ہے۔ چندے کی رقم ہندی و دیا پیٹھ آباد کے خزانچی کے نام سے بھیجی جاسکتی ہے۔

مارچ ۱۹۴۴ء میں گاؤں سدھار

اس سال رنجی کی فصل کافی اچھی تھی لیکن کچھ فصل

کئی گھنٹوں میں لاکر ڈالی گئی تھی اور ابھی کھٹے کو پانی مل کر کھا  
اور کھانے کے شراب ہوئے۔ تقریباً ۱۵ دن تک یہ سلسلہ جاری رہا  
جس سے فصل کو نقصان پہنچا اس سے بہت فوت و ہراس پیدا ہو گیا  
لیکن۔ یونیورسٹیاں اور محکمہ زراعت کے اس سلسلہ میں تحقیقات  
کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جتنے نقصان کا اندیشہ تھا اتنا نہیں ہوا۔

دیہات میں بیابان کو پھیلنے سے روکنے کے لئے تدابیر کی گئیں  
۱۹۴۸ء اشخاص کو ٹیکا لگایا گیا۔ دیہات کی صفائی کیلئے کوششیں  
جاری رہیں اس ماہ ۸۳۰۲ کوڑے ڈھیر صاف کئے گئے اور ۳۸۳

سور باڑے آبادی سے بنائے گئے۔ ۳۰۳ پانی مہذب کرنے والے  
گڑھے بنائے گئے اور ۹۸۸ گڑھے پائے گئے۔ گاؤں کے گھروں کے  
لے ۳۴۱۳ روشندان تقسیم کئے گئے اور پانی پینے کے کام میں لائے گئے

والے ۳۸۴ کنوؤں کی صفائی کی گئی۔ گاؤں سدھار کے دھانوں میں  
۴۰۹۴ مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ۱۰۰۸ اشخاص کو ابتدائی علاج  
کی اور ۱۶۶ عورتوں کو دائمی گیریگری ٹریننگ دی گئی۔

۴۴۴۵ گاؤں کے گڑھے کھودے گئے اور ۶۶۸۶ سوختہ گڑھے  
خارج کئے۔ ۴۹۰۰ جدید قسم کے آلات زراعت دیہات میں تقسیم  
کئے۔ کھیتی کے جدید طریقوں کے ۳۴۷ مظاہرے کئے گئے۔ کھیتی

کی اصلاح کے کام میں جاری رہے ۶۰۲۰ بیابانوں کا علاج کیا  
گیا ۴۲ عہدہ نسل کے ساتھ اور ۲۵۵ عہدہ نسل کے دیگر مویشی  
تقسیم کئے گئے۔

دیہاتی مضامینوں کی ٹریننگ کا کام بدستور جاری رہا اور ۵۹۹  
رضا کار ٹرینڈ کئے گئے۔ یہ تحریک بہت کامیاب ہو رہی ہے اور  
گاؤں والے اس میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں جیسا کہ دیہاتی مضامین

کاروں کی بھرتی کی تعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔  
اس ماہ ۱۵ اپنیات گھر، ۲۰ کنوئے کے گھر، ۱۴۱۸۱ کنوئیں بنائے  
گئے اور ۳۰ کنوؤں کی مرمت کی گئی۔ نشر و اشاعت کا کام بھی باقاعدہ جاری

رہا۔ ۱۰۱۱ بچن منڈلیاں اور ۳۹۰ چلتے ہوئے کارکنان گرام سدھار  
نے ۹۵ خائیشیں کیں جنہیں دیہاتی مصنوعات اور زراعت سے تعلق  
رکھنے والی چیزوں کی نمائش ہوئی پبلشنگ کارڈوں کا بھی استعمال کیا

گیا اور ریڈیو کا دیہاتی پروگرام زیادہ سے زیادہ مقبول ہو رہا  
ہے۔ محنت ڈرانے، مقامی اور دیگر دلچسپ چیزیں نشر ہوا کرتی ہیں

### گاؤں سدھار آرگنائزروں کی ٹریننگ

ستمبر ۱۹۴۸ء میں گاؤں سدھار ٹریننگ کمیٹی ہوا تھا جس  
جو آرگنائزروں کے کل آرگنائزروں کا کوارٹر ماسٹر اور آرگنائزروں  
جس میں جو اسکے اسکے لیے مختلف ڈیویژنوں میں چھ مہینے کے

جون ۱۹۴۳ء

ٹریننگ کمیٹی کا اختتام کیا گیا۔ جو آرگنائزروں کو کھلی ٹریننگ میں  
ہوئے تھے ان کے نام یہاں دیتے جاتے ہیں جو آرگنائزروں کی وجہ  
شریک نہیں ہو سکے تھے یا امتحان میں شامل نہیں ہوئے ان کو بھی  
اپنے ڈیویژن میں ٹریننگ میں شامل ہونا پڑا۔ کامیاب امیدوار

کی فہرست الگ شاخ کی جاسکتی ہے  
ستمبر ۱۹۴۳ء میں ہونے والے ڈیپارٹمنٹل امتحان میں فیل ہونے  
والے گاؤں سدھار آرگنائزروں کی فہرست

نمبر شمار	ضلع	نام
۱	الہ آباد	میوالال سنگھ
۲	"	غازی دین
۳	فرخ آباد	اچھے کمار
۴	بلیا	محمد اسرار
۵	میر پور	برج جوشن لال
۶	جاولن	جگدیشور دھرم
۷	آگرہ	پرتاپ سنگھ جٹ
۸	"	پرتاپ سنگھ رانا
۹	"	بھودیوالال
۱۰	"	افضل حسین
۱۱	"	ہما دیو پادھیائے
۱۲	"	کشوری ال
۱۳	اٹواہ	گوری سنگھ
۱۴	"	ہدایت اللہ خاں
۱۵	متھرا	لیکھراج
۱۶	"	پران سنگھ
۱۷	میں پوری	منور بہادر سنگھ
۱۸	"	راجہ رام
۱۹	علی گڑھ	محسن علی
۲۰	"	گچا دھر سنگھ
۲۱	ہردوئی	بھگوان دین
۲۲	"	فدا علی
۲۳	"	عبد الحمید خاں
۲۴	"	آئند سنگھ
۲۵	"	جے پال سنگھ
۲۶	"	بابو بخش
۲۷	"	سلامت اللہ
۲۸	بجنور	رسال سنگھ
۲۹	"	بال سرور

بستی	سیتا رام دہلے	رام ناتھ پانڈے	بجنور
اعظم گڑھ	فغیز راناٹھ	رام نرائن سنگھ	کھیری
ریاست بنارس	رام اگرہ سنگھ	یادوینہ سنگھ	"
"	راجہ رام رائے	عبدالحق	"
"	اودھ داسی شکل	نہارام	"
"	عبدالقہودس	سات بخش سنگھ	"
"	سریش رائے	راجہ رام	"
"	جین سنگھ	جھوٹے لال دریا	"
"	کھنیا سنگھ	جسکون سنگھ	"
"	فغولا سنگھ	برہم دیو سنگھ	"
"	منادپوت	عاشق حسین	بدایاں
باندہ	ادیا بر ساد	دیش چندر	مراد آباد
جھانسی	موتی لال	رام رکشال	"
جمیر پور	رام جھون سنگھ	چمیدی سنگھ	سیتاپور
"	رادھیا پر ساد	سورج ناتھ رائے	آٹا
"	بھگواند اس	دھرم دت	بریلی
"	پرناپ زائن	بشیر احمد	"
"	لکھو رائے		
"	رام شرن لال		
جالون	جلدیش مسہرائے		
"	رام ادھار		
"	اجو دھیا پر ساد		
"	بابو رام خریو استو		
آگرہ	ہولی لال		
مین پوری	مرادی لال		
الہ آباد	رام بر ساد		
آٹا	سنگھ نر ساد		
"	رام ناتھ ترپاٹھی		
فتح پور	غضیف اللہ		
بلند شہر	کرشن دت مشر		
منظر نگہ	منشی رام		
"	کلاش چندر		
"	ننگ رام چندر		
"	بھووت شرما		
"	سبھا چند		
سیرکھ	برہم نند گوٹ		
"	صدیق علی خاں		
"	حسراج سنگھ		
"	جلناٹہ تیاگی		
بلند شہر	اجبی سنگھ		
"	فتح سنگھ		
"	گردستہ شرما		
"	ادوے سنگھ		
نینی تال	بھون چندر		
لکھنؤ	ہریش چندر جوشی		
الموڑہ	ہریش چندر جوشی		
گرھوال	نامو دت کیرولا		

درجہ ب  
پرائیویٹ اسید واردوں کی فہرست جنہوں نے اپنے خرچ  
ریٹنگ کی اور گزشتہ ستمبر ۱۹۴۳ء کے امتحان میں پاس ہوئے  
پتو سنگھ بنارس

اسکا پر ساد	دودھ ناتھ پانڈے	مرزا پور
نند لال	جوالادت	"
گنگا پر ساد سنگھ	مہادیر سنگھ	"
سورج ناتھ سنگھ	رام ہارسی سنگھ	غازی پور
سالک رام	سورج ناتھ سنگھ	"
جان محمد	رام چندر رائے	جوینور
جلدیش سنگھ	کاشی ناتھ	بلیا
رام نریش سنگھ	دکر مادیتہ	"
رام چندر رائے	مصطفیٰ حسین	گورکھپور
کاشی ناتھ		"
دکر مادیتہ		"
مصطفیٰ حسین		"

۱۰۲۶	۱۵۰۰	سہارنپور	۲۴
۲۰۲۳	۳۰۰۰	جونا پور	۲۴
۲۱۵۸	۳۲۵۰	بارہ بنگل	۲۵
۹۳۷	۱۵۰۰	میرٹھ	۲۶
۱۷۱۷	۲۲۰۰	رائے بریلی	۲۷
۸۶۴	۱۵۰۰	مونترا	۲۸
۲۲۲۰	۷۰۵۰	بنارس	۲۹
۱۷۰۸	۳۷۰۰	غازی پور	۳۰
۱۳۷۱	۲۷۰۰	بیتھی	۳۱

درجہ سی ۵۰ فیصدی سے کم

۶۹۱	۱۵۰۰	بیتھی	۳۲
۶۷۹	۱۵۰۰	کشی	۳۳
۶۶۷	۱۵۰۰	بہرائنج	۳۴
۶۵۷	۱۵۰۰	بریلی	۳۵
۱۰۶۸	۲۵۵۰	برتاب گڑھ	۳۶
۱۷۸۷	۲۶۰۰	شورکھپور	۳۷
۵۸۶	۱۵۰۰	الموڑہ	۳۸
۸۴۳	۲۸۵۰	بانہ	۳۹
۳۴۲	۱۵۰۰	سیتاپور	۴۰
۳۳۶	۱۵۰۰	ناؤ	۴۱
۲۲۰	۱۵۰۰	علی گڑھ	۴۲
۱۵۳	۱۵۰۰	شہر جونا پور	۴۳
۲۰۶	۲۵۰۰	لکھنؤ	۴۴
۷۸	۲۵۰۰	جھانسی	۴۵
۳۱	۱۵۰۰	بیلی بھیت	۴۶
۱۰۰	۷۰۰	غزوہ وال	۴۷
۱۰۰	۱۵۰۰	اعظم گڑھ	۴۸

نئے گاؤں سدھار سنٹر

اس سال حکومت نے فوج سے تعلق رکھنے والے دیہات میں نئے گاؤں سدھار سرکل کھولنا منظور کیا ہے۔ ان کے لئے ۲۸۱ سرکل آگیا۔ تقررہ کر کے جائینگے۔ ان کو ۲۰ روپے تنخواہ اور ۵ روپے سفر خرچ ملے گا۔ جس ضلع میں جتنے سرکل مقرر کئے جائینگے انکی تعداد ذیل میں درج کی گئی ہے۔ یہ نئے سنٹر دیہات میں خاص ہو۔ تمام کئے جائینگے جہاں سے بہت سے لوگ فوج بھرتی ہوئے ہیں۔ ان سنٹروں کی وجہ سے پرانے سنٹروں پر اثر نہ پڑے گا۔ جہاں سابق سپاہی مل سکیں اور جن کے پاس زمین مل جائے ہوئے سلائیٹک ہوں انھیں اس عہدے پر مقرر جائیگا۔ جہاں ایسے لوگ نہ مل سکیں گے وہاں پڑھے لکھے اور یافتہ اشخاص تعینات کئے جائینگے۔ ان نئے امیدواروں کو تربیت دینے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ کامیاب پر تربیت یافتہ امیدوار ہوئے پر لئے جائینگے۔

سرکل آرگنائزروں کے ساتھ ہی ساتھ دیہات میں

فیض آباد

رام پور تاج پور

فیض آباد	۱۵۰۰	رام پور تاج پور	۱۵۰۰
"	۳۶۰۰	پٹنہ	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	منوکانچ	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	محمد طیل احمد ناں	۱۵۰۰
سلطان پور	۱۵۰۰	دیانتگر ادھیہا	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	بیتھی برساوہیت	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	کلا رسا دھکھ	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	سالک رام شکیل	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	پرکار لال شریو استو	۱۵۰۰
بارہ بنگل	۱۵۰۰	گرو شرن پانڈے	۱۵۰۰
مکوڑہ	۱۵۰۰	گوبند رسا دھکھ	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	پانودیت سنگھ	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	شش الدین	۱۵۰۰
پہلی بھیت	۱۵۰۰	محمد اسحاق	۱۵۰۰
بہایوں	۱۵۰۰	عزیز اللہ انصاری	۱۵۰۰
"	۱۵۰۰	مایا دیال	۱۵۰۰

مارچ ۱۹۴۷ء میں اسکاؤٹوں کی بھرتی

درجہ الف ۱۰۰ فیصدی اور اس سے زیادہ  
درجہ ب ۵۰ فیصدی سے زیادہ اور ۱۰۰ فیصدی سے کم

درجہ الف	درجہ ب	درجہ ج	درجہ د
۳۱۱۷	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۷۱۷۸	۳۶۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۲۹۲۸	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۲۳۱۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۳۶۷۵	۲۷۰۸	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۲۰۳۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۳۰۳۸	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۲۳۷۲	۱۹۵۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۱۶۲۲	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۱۵۶۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰
۳۰۵۱	۳۰۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰

درجہ ب ۵۰ فیصدی سے زیادہ اور ۱۰۰ فیصدی سے کم

۱۶۹۳	۱۵۰۰	نچ پور	۱۲
۱۷۸۱	۱۵۰۰	ایٹھ	۱۳
۱۶۲۹	۱۵۰۰	بانہ شہر	۱۴
۱۳۸۸	۱۵۰۰	دھرم دھن	۱۵
۲۸۲۹	۳۱۵۰	الہ آباد	۱۶
۱۳۵۱	۱۵۰۰	مجنور	۱۷
۱۳۲۹	۱۵۰۰	تین پوری	۱۸
۱۳۵۲	۱۵۰۰	غفر	۱۹
۱۱۶۸	۱۵۰۰	"	۲۰
۱۱۳۹	۱۵۰۰	"	۲۱
۱۶۵۱	۲۲۵۰	مکھن پور	۲۲

رنگے جائیگے انھیں ۱۲ روپے ماہوار سخاوت اور ہنگامی کاجتہ دیا  
یگا دیہاتی آرگنائزر کم از کم درنا کور فاش پاس ہونا چاہئے ان  
ہوں کے پیشتر فوجیوں کو خاص ترجیح دی جائے گی۔

سرکل آرگنائزر اور دیہاتی آرگنائزر کی فہرست

نمبر	ضلع	سرکل آرگنائزر منظور	دیہاتی آرگنائزر منظور
۱	دہرہ دون	۲	۲
۲	سہارنپور	۵	۵
۳	منظف نگر	۸	۸
۴	میرٹھ	۱۸	۱۸
۵	بلند شہر	۱۴	۱۴
۶	علی گڑھ	۵	۵
۷	متھرا	۶	۶
۸	آگرہ	۴	۴
۹	میں پوری	۹	۹
۱۰	ایتھ	۴	۴
۱۱	بریلی	۸	۸
۱۲	بجنور	۱	۱
۱۳	بدایوں	۴	۴
۱۴	بدایوں	۳	۳
۱۵	مراد آباد	۵	۵
۱۶	پہلی بھیت	۱	۱
۱۷	فرخ آباد	۶	۶
۱۸	امادہ	۶	۶
۱۹	کاپور	۶	۶
۲۰	فتح پور	۳	۳
۲۱	الہ آباد	۴	۴
۲۲	بنارس	۴	۴
۲۳	مرزا پور	۲	۲
۲۴	جونپور	۲	۲
۲۵	غازی پور	۸	۸
۲۶	بلیا	۱۰	۱۰
۲۷	جھانسی	۱	۱
۲۸	چاون	۲	۲
۲۹	جمیر پور	۱	۱

### زیادہ غلہ پیدا کرو کے متعلق رعایتیں

ہزار کیلنسی گورنریوں نے زیادہ غلہ پیدا کر دے تحریک کے  
سلسلے میں کسانوں کے لئے جو رعایتیں ۱۹۴۲-۱۹۴۳ء میں دیا گیا تھا  
انھیں اس سال کے لئے بھی قائم رکھا ہے۔ وہ رعایتیں حسب ذیل ہیں  
۱۔ ۲۵ فیصدی کی جگہ بیج ۱۰ فیصدی سود پر دیا جائیگا۔  
۲۔ تقاضی دی جائے گی۔  
۳۔ زر خیز بنانے کے لئے زمین کو برابر کر کے باندھ بنانے  
جنگل کی صفائی سینڈ یا کھائیں بنانے، نالی نکالنے وغیرہ کے  
لئے ایسے کسانوں کو بغیر سود کے روپیہ قرض دیا جائیگا جو کم از  
کم ۱۰ ایکڑ زمین کھیتی کے قابل بنائیں۔  
۴۔ ہری کھاد کے لئے سوائی کے بجائے ۲۰۰۰۰ من  
سنٹی لاکٹ دام پردی جائے گی۔  
۵۔ گاؤں سدھار کے دیہات میں سب سے اچھی فصل  
پیدا کرنے کے لئے انعام دیئے جائیں گے۔

# سب سے پہلے اس کے بہانے میں کھڑے ہو جائیں گے

## شکر ہے کہ یہ میل اور مٹی کے خط کے محفوظ

ابھی دیکھو مٹی کی جتنی سے سو سے بنا رہی ہے۔ مٹواری دیر بعد زمین پر دکان لگانے کا کیل شروع ہو گا۔ کیا معلوم کیسی میل مٹواری پر لگ جائے گی اور کتنی  
میل مٹواری پر لگ جائے گی۔ اگر اس مٹی کو لائیف بوائے صاحبوں کے استعمال کی عادت۔ سکھائی گئی ہو تو کتنا خطرہ ہوتا ہے۔ ان تمام مٹواری کو وہ بہت  
بوائے کے ساتھ نہایا دھویا کرتی ہے اس نے وہ محفوظ رہتی ہے۔ اس کے ماں باپ آپ کو بتائیں گے کہ لائیف بوائے کا ہر وقت تمام  
تندرست اور چٹا کھتا رہتا ہے وہ جانتے ہیں کہ مٹی اور مٹی میں جراثیم ہوتے ہیں۔ وہ بھی بڑے خطرناک جراثیم۔ اور انہیں ۳۰ سال تک محفوظ رکھنے  
کا طریقہ پتہ چلے گا اور انہیں چھپا بھی سکتے ہیں۔ لیکن بابا اور ائمہ طور پر لائیف بوائے صاحبوں کے ساتھ نہانے سے بچنے کے لیے  
میں محفوظ رہتے ہیں لائیف بوائے میں ایک ایسا سبز دھبہ جو خاص طور پر سخت کی حفاظت کرتا ہے۔ ہندوستان میں لائیف بوائے کے انور کے لیے

## لائیف بوائے ایک

بہت سی چیزیں



## فہرست مضامین

مضامین	مضمون نگار
اہر تہار (نظم) ...	جناب حامد اللہ افسر ...
حقی آراضی قانوں سنہ ۱۹۳۹ء کے ذریعہ گاؤں سدھار	ڈاکٹر کبلاش ناتھ کاتجو ...
متحدہ میں غانا پیدا کرنے کی تحریک ...	ڈاکٹر ایس۔ بی۔ سنگھ۔ ایم۔ ایس۔ سی ...
کی (خیز زمین) ...	مسٹر جی۔ رائس۔ پیٹرک ...
کی کھیتی ...	جناب سید ابن علی صاحب بی۔ ایس۔ سی ...
کاروبار پیدا کرو ...	ڈاکٹر ڈی۔ این۔ سنگھ ڈیویژنل افسر ...
کا استعمال ...	پنڈت شبرا نند جھا۔ بی۔ ایس۔ سی ...
گناہ (کہانی) ...	جناب رام آجاگر دوپے ...
میں سے پیداوار بڑھانے کی ریت ...	جناب سید امام احمد صاحب ڈپٹی ڈاکٹر ...
سوتلن میں جسمانی ورزش ...	جناب پی۔ این۔ مانھر ...
سوتلستی ...	...
کیسے دھونا چاہئے ...	جناب بھیرو پرساد سکسینہ ...
پدیش کی بات ...	رائے بہادر پنڈت شکدیو بہاری مشہ ...
ہری گیوب ویلوں کو ترقی کیسے ہو؟ ...	مسٹر ٹی۔ آر۔ لو ...
غلط پیدا کرو ...	جناب رنبیر ورما ٹیکنکل افسر ...
ہوگرام ...	...
بیماریوں کی کمی سے ہونے والی بیماریاں ...	ڈاکٹر ستیہ پرکاش ...
زیادہ اور اچھا غلہ پیدا کرنے کی کوششیں ...	...
وٹامن اور کوئلور انسٹیٹیوٹ ...	ڈاکٹر رام داس تیواری ...
اپنے خیالات ...	...





صوبہ متحدہ کی سرکار کے محکمہ گاؤں سدھار کا خاص رسالہ

شری ناتھ سنگھ  
رسالہ

چیت اینڈ  
گاؤں سدھار افسر یو پی  
بالتصویر



جولائی ۱۹۴۴ء

## ابو بہار

(عابد اللہ افسر بی. اے پرنٹری)

فلک پر قدم جھوم کر دھرتے والے وہ اکٹھ کر سیہ ستیاں کہنے والے  
عجب شوخیاں اپنی دکھلا رہے ہیں  
ہیں برسات کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جو کچھ بھورے تو کچھ کالے کالے  
دلوں کو بھاتے چلے آ رہے ہیں  
ادھر سے ادھر دوڑتے ہیں وہ پیہم پہنچتے ہیں دم بھر میں پورب سے بچم  
ہر اک سمت فوج اپنی پھیلا رہے ہیں  
ہمیشہ برابر ہیں ان کے لئے سب سحر ہو کر ہوشام دن ہو کر ہو شب  
اٹھتی موج اور یہ چلے آ رہے ہیں  
جو آیا کبھی سامنے ماہ نور تو پہلو میں بیٹھے ہیں اُس کو دبا کر  
وہ یوں دل اداؤں سے بھلا رہے ہیں  
ترشح سے گلزار کو بہلا رہے ہیں نسیم مسرت سے کلیاں کھلا رہے  
دکھاتے ہوئے شوخیاں آ رہے ہیں  
ہوئے آج میخانے والوں کے گھر ہے ہیں واعظ جو گوئے تو قاضی ہیں بہرے  
یہ بادل عجب لطف دکھلا رہے ہیں  
ہے آج ان میں سے شاید پرستی ہوا سے جو چلنے میں ظاہر ہے مستی  
کہ بھوسے بہت جھومتے آ رہے ہیں

۱۰

# حق آراضی قانون ۱۹۳۹ء کے ذریعے گاؤں سدھار

انڈیا کنٹرول لاش ٹاؤن کا جو سابق وزیر زراعت و اصلاحات یو پی

دیہات کی سب سے پہلی بات جسکی طرف توجہ کر کے ہمیں انتہائی افسوس ہوتا ہے وہ ہے وہاں کی گند کی اور بھنی آبادی۔ دیہات میں گھر ایک دوسرے کے بہت قریب قریب بنے ہوئے ہیں۔ انھیں دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں ان گھروں کو بغیر کسی نقشے کے اور پہلے سے سوچے سمجھے بنایا گیا ہے گھروں کی قطاروں کے درمیان کی گلیاں تنگ، گندی اور بچی ہوئی ہیں۔ دیہات میں گندہ پانی بننے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ اس لئے گھوٹا سال بھر یہ گلیاں گندی رہتی ہیں اور ان میں گندہ پانی جمع رہتا ہے۔ برسات میں تو ان کا پانی نہایت ہی ناگوار ہو جاتا ہے آبادی کے اضافہ اور کھیتی پر اسکے اثر کے باعث آبادی کی توسیع پیلے ہی کوئی موقع نہیں ہے۔ روپی کے بیشتر دیہات میں میں بنے دیکھا ہے کہ آبادی کے گنا سے تنگ کی زمین میں کھیتی ہے اور آبادی کے قریب کی زمین زیادہ قیمتی بھی جاتی ہے اور اس سے مکان بھی زیادہ وصول ہوتا ہے لیکن ایسی زمین کا ملہ جواہر گناہیں زیادہ ہو لیکن آبادی کے اتنے قریب کھیتی کا باعث گندہ پانی کی سخت پڑاؤ اور بڑا سا ہے اور گاؤں بھی گنواں ہوتا جاتا ہے۔ اکثر دیہات میں گلیاں کوئی گھنی ہوئی جگہ نہیں رہتی جہاں تفریح کے لئے کوئی تھیل کود ہو سکے یا سماجی تفریب سنا لی جاسکے۔ جیسے جیسے تہذیب بڑھتا ہے پچارہ کسان، پناہ مکان بھی بڑھانے کو مجبور ہوتا ہے اور اکثر زمیندار اس کے آرمی اس کے دروازے پر چوڑے ہوائے کے لئے اچھا فاصلہ نہ راند مانتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر ایسے چھوٹے موٹے چوڑے کے سلیٹے زمیندار اور ان کے آدمیوں کی طرف سے اتر گئے جانے والے مقدمے بھی غریب کسان کو رٹنے پڑتے ہیں اگرچہ یہ مقدمے چھوٹے موٹے ہی ہوتے ہیں لیکن پچارہ کسان آپ ہی میں تباہ ہو جاتا ہے۔

دیہات میں آبادی کے اندر پھل کے درخت لگانے یا پھول پودے لگانے کے لئے نہ تو کوئی جگہ ہی ہوتی ہے اور نہ زمیندار کو یہ لگانے دیتا ہے۔ جگہ کی کمی کے باعث ایسا کرنا قصی ناممکن ہے دیہات میں آبادی کے اس مسئلہ کا سماجی کارکنوں پر اتنا اثر پڑا ہے کہ بیشتر لوگوں کا تو یہاں تک بیان۔ بے تحاشہ تک اچھی طرح غور غوض کے بعد اسکیم بنا کر اس کے مطابق دیہات کی از سر نو تعمیر نہ ہوگی اسوقت تک کسی طرح کا دیہات سدھار ناممکن ہے بعض بعض ضلعوں میں بے ہمتی میں عمدہ قسم کے بنے ہوئے گھر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان کے پادروں طرف کافی بڑی زمین رہتی ہے۔ گھر کو مکمل کیا جاسکتا ہے۔

ہوتا ہے اور چاروں طرف صاف دھاتہ ہوا رہتی ہے جگہ جیسے کھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے بے قاعدہ بنے ہوئے مکانوں سے ہمیں نہ صرف جسمانی تکلیف پہنچتی ہے نہ صرف جاری تندرستی ہی خراب ہوتی ہے بلکہ ایسے مکانوں میں رہنے والوں پر نفسیاتی طور سے غریبی کا اثر پڑتا ہے۔ ایسے مکانوں کے سبب والے عورت اور مرد سبھی ذلیل اور کمتر ذہنیت کے ہو جاتے ہیں۔ اس کیلئے محض روپے کی ضرورت نہیں ہے یہ ضروری نہیں کہ گھر بچتے ہو، کئی سڑک ہو جس میں بہت سے کمرے ہوں بچتے فرش اور دیگر آسائشیں ہوں اگر ایسا ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔ وہ نہ سب سے ضروری بات اچھے موقع پر کھلا ہوا کافی بڑا گھر بنانا ہے جس میں چھوٹے پودے لگے ہوں اور گرد و غبار و کوڑا کرکٹ نہ ہو۔ ہمارے گھر میں کی عورتیں گھنٹی ہوتی ہیں انھیں صفائی پسند ہے۔ ہر ہندو عورت اپنے گھر کو اچھی طرح صاف رکھنا چاہتی ہے لیکن اس میں شہرت کا جذبہ نہیں ہوتا اس لئے وہ گاؤں میں اپنے پاس بڑے بڑے کو عادت رکھنے یا گلیوں اور نالیوں کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ ہر جگہ، جگہ کی قلت کے باعث جانوروں کو اندر باندھنے سے بھی نقصان ہوتا ہے۔

انگلینڈ اور یورپ کے دیگر ممالک کے دیہات واقعی بہت دلکش اور مرغوب ہوتے ہیں۔ انگلینڈ کا ہرہرم کچی ایکڑ کا ہوتا ہے خوش قسمتی سے انگریز کسان کو چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی وجہ سے دشواری نہیں اٹھانی پڑتی جو ہنر و مہارت کے لئے ایک لعنت ہے اپنے فارم کے ایک کونے میں یا بیچ میں وہ اپنے رہنے کے لئے گھر بنا لیتے گھر کے آس پاس پھلوں کے درخت ہوتے ہیں۔ پھول پودوں اور ترکاری کی چھوٹا سا باغ اور قریب ہی جانوروں اور گھوڑوں کے رہنے کی جگہ ہوتی ہے۔ گھوڑوں کو وہ کھیتی کے کام میں استعمال کرتا ہے۔ مثلاً ہمارے یہاں بیلوں کو کام میں لایا جاتا ہے۔ دیہات میں بہت کسان رہتے ہیں۔ گاؤں و ماحول ایک باغ کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں ایک گرجا گھر، دوکانیں اسکول، تفریح گاہ گھر کرکٹ کا میدان ڈاکخانہ وغیرہ ہوتا ہے اس میں تاجر رہتے ہیں جو کھیتی جی کر رہتے ہیں لیکن زیادہ تر کسان گاؤں کے آس پاس اپنے فارموں میں رہتے ہیں اس لئے وہاں صفائی کی دشواری نہیں ہوتی۔ ہر کسان اپنے گھر کے بیکار پانی کو مفید طریقے سے کام میں لاتا ہے اس طرح کے پودے پلانے کی کوئی اسکیم یو پی میں جاری کرنا اب تک ممکن نہیں تھا۔ سبھی زمین کھیتی کے لئے دی ہوئی گئی جاتی تھی۔ یعنی کھیتی کے علاوہ مکان بنانا یا اس پر پھل کے درخت

کے لئے خوراک حاصل کرنے کے لئے اپنی زمین کا ایک ایک انچ چھٹا پڑتا ہے لیکن یہ دلیل دور اندیشی پر مبنی نہیں ہے گھر اور سد کے لئے بہت زیادہ زمین نہ چاہئے لیکن گھر بسوا زمین کا نقصان بقیہ زمین پر اچھی طرح کھیتی کرنے اور کنبے کی تدرستی پر پورا توجہ دی جاسکتی ہے۔

خوش قسمتی سے اپنے فارمور میں اس طرح الگ الگ بنائے

کے راستے میں کسانوں کو اپنی حفاظت کا خیال رکھا دے گا وہ نہیں پیدا کر سکتا۔ ہمارے دیہاتی بھائی بڑے بہادر ہوتے ہیں اور انھیں کسی بات کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ ہمدی طرح دیکھا سدھار کا مقصد ہی سماجی جذبہ کو پیدا کرنا ہے اسی لئے ہم نے کنبے کی بنیاد پر زندگی سدھار سوسائٹیاں قائم کی ہیں تاکہ کنبوں کا ہر آدمی یہ سمجھے کہ وہ ایک بڑے کنبے کا ممبر ہے۔ دیہاتی بچائیت بنانے پر ہم میں ہر مانع برسر ہو گا جیسا کہ چھوٹے چھوٹے دیہات میں ہوتا ہے ہلہ یہ مقصد اور بھی اچھی طرح پورا ہو سکے گا۔ سماجی جذبہ کے ذریعے دیہات میں نہ صرف امن و سکون کا دور دورہ ہو گا بلکہ اس سے قانون کی حفاظت اور بیرونی خطروں سے محفوظ رہنے کی ذمہ داری بھی حفاظت ہو سکے گی۔ دیہاتی بچائیت اور زندگی سدھار سوسائٹی دیہات کی دیکھ بھال اور سچو کھدائی کرنے کے لئے سکاوٹوں اور رضا کاروں کی جماعت بنائے گی۔ دراصل میں نے دیکھا ہے کہ جن اضلاع میں زندگی سدھار سوسائٹیاں اچھی طرح چم گئی ہیں وہاں یہ سب باتیں کی جارہی ہیں۔ میں نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ یہاں صرف اس لئے کیا کہ کسی کسان کو بھی گاؤں کی آبادی سے دور رہنے میں ایک ملکیت یا جان کے خطرے سے نہ ڈرنا چاہیے۔

میں یہ جانتا ہوں کہ بھیلوں کے باغ لگنے کی عزت گاؤں والوں کی توجہ زیادہ مبذول ہو رہی ہے۔ ہندو شاستروں میں ان کا ایک رشتہ لگائے سے بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے اسوقت گاؤں کے فائدہ کے لئے کتنا کھدوانا تالاب بنوانا اور بھیلوں کے رشتہ لگوانا لوگ دھرم کا کام سمجھتے تھے۔ الدار دیہاتوں کے لئے بڑے پیلے پر پھیل کے رشتہ لگوانا ممکن ہے۔ جس نے بہت سے ضلعوں میں دیکھا ہے کہ دودھانیش زمینداروں سے زمین پر رشتہ لگانے کا اختیار دے دیا۔ ایسے حکم سے فوراً فائدہ اٹھا لیا گیا۔ میں بڑے پیمانہ پر ایسے ہی فائدہ میں گھر دوں گی ازمر نو تعمیر کنوئیں کھدوانے اور سوئی فائے بنوانے بھیلوں کے رشتہ لگائے، بھیل پودے اور ترکاری لگانے کی اپیل کرتا ہوں جس سے کہ ہمارے دیہات کا معیار زندگی بلند ہو سکے اور اس سے اسکا کنبہ اور اس کے بال بچے ترقی کو سکیں۔

لگتا اس مقصد کے خلاف تھا جس کے لئے زمین دی گئی تھی اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اسے زمین سے بے دخل کیا جاسکتا تھا۔ زمانہ قدیم میں دیہات واپس ایک ہی جگہ میں آباد ہونا شائد اپنی حفاظت کے لئے ضروری سمجھتے تھے اس زمانہ میں گاؤں محفوظ نہیں تھے اور اس لئے گاؤں والے اپنے ساتھیوں سے دور رہنے میں اپنے کو غیر محفوظ سمجھتے تھے لیکن خوش قسمتی سے اب زمانہ بدل گیا ہے۔

میں حق آزمای قانون نے کس لوں کی دشواری کو دور کر دیا ہے یہاں پر میں سیر بھائی لگان کے لئے عید ظلی یا لگان لگانے سے تعلق رکھنے والی تہواروں کا ذکر نہیں کروں گا۔ میں یہاں کسانوں کے صرف اس حق کا ذکر کروں گا جو انھیں اپنی زمین پر درخت لگانے کے سلسلے میں حاصل ہوئے ہیں۔ یہی نظر میں یہ بہت بڑا فائدہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے لیکن قومی نقطہ نظر سے میں اس کو بہت اہم سمجھتا ہوں اگر کسان اپنے ان حقوق کا پورا پورا استعمال کریں تو کچھ ہی برسوں میں ہمارے دیہات کی شکل بدل سکتی ہے اور جہاں ابھی اندھیرت گھر ہیں وہاں صوبہ بھر میں ہمارے کھیتوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے خوبصورت گھر بن سکتے ہیں لیکن دیہات کی ازمر نو تعمیر شروع کرنے کے لئے چکبندی کے لئے قانون کا پورا پورا استعمال کرنا ضروری ہے اس وقت کسان کے ملکیت گاؤں بھر میں چھوٹے چھوٹے قطعوں میں پھیلے ہوئے ہیں اس سے اچھی طرح کھیتی نہیں ہو سکتی اور ہدی دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث فصل کو بھی نقصان پہنچتا ہے کچھ ضلعوں میں نہیں دیکھا ہے کہ کھدوا دیا جا رہی کے ذریعہ چکبندی کا ریت اچھ طریقہ کام کیا گیا ہے لیکن ابھی تک چکبندی کا کام شکل تھا کیونکہ گاؤں کے ایک دو کسانوں کی مدد سے باعث یہ روکا جاسکتا تھا۔ اب قانون زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے اور اگر کچھ کسان بھی درخواست دیں تو کھدوا گاؤں کی چکبندی کا حکم دے سکتے ہیں اس لئے میں اپنے دیہاتی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ بلا تاخیر اپنی زمین کی چکبندی کریں ایک بار اپنی زمین کی چکبندی کرا لینے کے بعد کسان اس کے کونے میں اپنا گھر بنا سکتا ہے اور بھول پودے اور بھلوں کے درخت اس کے اور اسکے بال بچوں کے لئے خدا کی دین ہو جائیں گے بھلوں سے جو فائدہ ہوتے ہیں ان سے ہر شخص واقف ہے۔ دیہات میں ہمارے بچوں کی تدرستی کی خرابی کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ انھیں اپنی روزمرہ کی خوراک میں پھل اور دودھ نہیں ملتا۔ ملکیت میں گھر بن جانے سے کسان اپنے جانوروں کے لئے حقوڑی دور پر سارنا کر سکتا ہے۔ اس طرح سار کی بدبو سے بھی وہ بچ سکتا ہے۔ بچوں کے گھر سے پھرنے کے لئے کافی کھل جگہ اور تازہ ہوا بھی ملے گی۔ اس طرح ان کی صحت بھی درست ہو سکے گی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے یہاں کے کسانوں کی ضروریات اتنی زیادہ ہیں کہ اسے اپنے اور اپنے کنبے

# صوبہ متحدہ میں غذا زیادہ پیدا کرنے کی تحریک

(از ڈاکٹر ایس۔ بی۔ سکھ۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اکیٹب) ڈائریکٹر شوگر کمیشن ریسرچ شاخ لاہور

میں غذائی چیزیں بہت جلد تیار رہتا ہے۔ تیزی سے بڑھنے والے گائے کی بڑھوار بہت قیمت پر ملنے والے گائے کے گائے کے بہت تیز ہوتے ہیں بہترین قسموں کو چھانٹتے اور تیزی سے پیدا ہونے والے قسموں کو بونے کا کام ہندوستان میں عرصہ سے ہو رہا ہے۔ زراعت کا محکمہ بجا طور پر اس بات پر اذراں ہے کہ اس نے تقریباً تمام فصلوں کی تیز بڑھنے والی قسمیں معلوم کر لی ہیں۔ فصلوں کی بہترین قسموں کا انتخاب اور مانگے نشوونما اور ان کے بیج جمع کرنے اور تقسیم پر محکمہ زراعت کافی توجہ دیتا رہا ہے۔ اس مسئلہ میں بہت کامیابی ہوئی ہے اور گائے، گھیسوں اور دھان کی بہتر قسموں کی بوائی بہت تیزی سے بڑھ گئی ہے۔ صرف صوبہ متحدہ میں اس سال محکمہ زراعت نے تقریباً ۱۰ لاکھ من یعنی پہلے سال سے ۲ لاکھ من زیادہ بیج تقسیم کیا ہے۔ پودے کی بڑھوار پر حسب ذیل خارجی حالات کا سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔

(۱) درجہ حرارت (۲) ہوا اور زمین میں تری (۳) زمین کی جتنائی اور (۴) زمین کی زرخیزی لگان یا سسکس چیز میں بھی کوئی کمی ہوگی یا وہ حالات کے موافق نہ ہوگی تو فصل کی بڑھوار اور پیداوار محدود ہو جائیگی۔

ترقی یافتہ بیجوں کے بونے اور ہندوں، سرکاری ٹیوب ویلن کے بن جانے سے اور نل گائے کی وجہ سے معمولی کنوؤں سے زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتا ہے اور اس سے کاشتکاروں کو بہت زیادہ فائدہ پہونچتا ہے سپر شپن دھیس (ایک قسم کے ریسٹ) کے استعمال شروع ہو جانے اور نجی ٹیوب ویلن پر بجلی سے چلنے والے انجنوں کے لگ جانے سے آبپاشی کا مسئلہ بہت بڑی حد تک حل ہو گیا ہے ہندوستان کاشتکار بہت کافی غذائی غذائی ہوتا ہے اور اس کے کھیتوں کی جتنائی اکثر بہت اچھی ہوتی ہے۔ بہتر قسم کے سائیلوین اور دوسرے مویشیوں سے کام لینے اور بہتر ہلوں کو استعمال کرنے سے جتنائی کا معیار بھی بہت ترقی کر گیا ہے۔ کھیتوں کی جلد جتنائی کرنے والے مختلف قسم کے اذراں اور ایسے ٹل جو قطاروں کے بیج میں دوسری فصل بونے کے لئے مناسب سمجھے جاتے ہیں اب عام طور پر استعمال ہونے لگے ہیں کھیتوں کی مناسب جتنائی نہ ہونے سے ہی ہمیشہ غذا کی پیداوار محدود ہو جاتی ہے۔

انیدھن کافی نہ ملنے کی وجہ سے بہت سا گوبر جلا دیا جاتا ہے مویشیوں کا پیشاب بھی اکثر ضائع ہو جاتا ہے اور اس صوبہ کے کاشتکاروں میں ملی جلی کھاد اور ہری کھاد استعمال کرنے کا رواج ابھی تک عام نہیں ہوا ہے۔ اس مسئلہ میں چین بہت اچھے

غذا کا مسئلہ بہت پرانے زمانے سے صرف انسان کے لئے بلکہ تمام جانداروں کے لئے ہمیشہ سب سے اہم مسئلہ ہے۔ غذائی ہی تلاش میں بڑی بڑی قومیں ایک دوسرے سے دھڑک جاتی ہیں۔ اور اس غذا کی کشمکش کے ہی باعث ایسے کامیابات اور ناکامیات کا نشوونما ہوا ہے اور ان میں ایسے تغیرات رونما ہوئے ہیں جو اب پیمان میں بھی نہیں آتے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کی زراعت و زراعتی کا بڑا حصہ ہر روز اپنی غذا حاصل کرنے میں سب سے زیادہ مشغول رہتا ہے۔ اس ملک میں غذا کی موجودہ قلت پر میرا تصور دینا نہیں چاہتا رہتا ہوں۔ ہندوستان کے جنوبی اور مشرقی علاقوں اور خاص کر بنگال میں غذائی کمی بارہا مسطور امور میں ملے کہ اسکی وسعت کو انفاظ میں بیان کرنا میرے لئے باوجود دشوار ہے۔ اس وقت غذا کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے جو کچھ بھی کوئی میرے سامنے رکھے اس کی بہترین خدمت اور اس دھول پر عملدرآمد کرنا ہے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں۔ ہم سب کے سامنے یہ مسئلہ روپیش ہے کہ غذا کی پیداوار کس صورت سے بڑھائی جاسکتی ہے یہ دراصل وہ کیا غامی ہے جو ہائی پیداوار کی پیداوار کو محدود کرنے کے لئے ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے جو میں کیا کرنا چاہتا ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ انسان کو کسی غذا کے پیدا کرنے کی حد تک نہیں ہے نہ صرف انسان بلکہ جنگلی اور پالتو جانور بھی غذا کا ایک پیمانہ بھی پیدا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ تمام جانور خواہ وہ گوشت خور ہوں یا گھاس پات کھاتے ہوں براہ راست یا دوسرے ذریعہ سے پودوں کی غذائی پیداوار کی ہوئی غذا کھاتے ہیں۔ اگر سبز چٹائی نہ ہوں یا پتوں کے اندر جو سبز رنگ پیدا کرنے والی چیز جسکو کلوروفائل (پتوں کو سبز کرنے والا مادہ) کہتے ہیں نہ ہو اس دنیا میں زندگی کا نام و نشان بھی نہ رہے گا۔ انسان اگر قدرت نے غذا پیدا کرنے کے لئے سورج کی زبردست قوت کا استعمال ہی نہ کیا تو دوسرا کامیاب طریقہ نہیں معلوم کیا ہے۔

غذا کی پیداوار بڑھانے کے تمام طریقوں کا مقصد اصل میں پودوں کے نشوونما بڑھانا ہے اور نباتاتی غذا کے تیار کرنے کو سکھانا چاہئے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ بہترین قسم کے پودے جس سے بڑے بہت سے قبیلے بونے تاکہ غذا پیدا کرنے کے لئے سورج کی زیادہ سے زیادہ طاقت کو حاصل کیا جاسکے۔

پودوں کی بڑھوار کی رفتار اور غذا کی پیداوار پر بہت سے داخلی اور خارجی امور کا اثر پڑتا ہے۔ داخلی امور میں سب سے اہم پودے کی یا اس کی نسل کی قدرتی بناوٹ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر گائے کی فصل کو بے جو کا رہن (کولم کے اجزا) کو جذب کرنا اور اس قسم کی زمین میں پیدا ہونے والی دھان کی فصل کے مقابلہ

کھا پڑی زمین میں بیج بونے سے اسکو کتنا مالی نقصان ہوتا ہے۔ ہم ان سب لوگوں کو جو زمین سے غذا حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں یہ یقین دلاؤں کہ ہر سوکھی جی ایک ہری بھری جی پیدا ہونے سے اور ایک گاڑی کا آٹھ دس روپیہ کی قیمت کی کھانے کی چیز بننے کی قوت رکھتی ہے تو انکی خیالات ضرور بدل جائیں گے۔ اگر ان بالوں کی اہمیت کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے تو ہم دیہات اور شہروں میں سوکھی جیتوں کے ڈھیر کے ڈھیر ملتے جلتے نہ پائیں گے یہ قیمتی کھاد صرف اس لئے جلا دی جاتی ہے کہ کھیت اور سڑک پر ان گندی چیزوں سے صاف رہیں۔ ان لوگوں کا جو اس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں "زندگی کے لئے کھاد" کی تحریک کو جاری رکھ کر ایک متبرک فرض ہے۔

غذا زیادہ پیدا کرنے کے سلسلہ میں جو مزید مفید کوششیں کی جاسکتی ہیں وہ یہ ہیں کہ پرائی نجراو۔ قابل کاشت پرتی زمینوں کو توڑا جائے اور اس طرح سال میں دو مرتبہ پیدا ہونے والی فصلوں کے لئے رقبہ بڑھایا جائے۔ اس طریقہ میں قریب ۹ یا ۱۰ لاکھ ایکڑ زمین پرتی پڑی ہے جس میں کسی نہ کسی وجہ سے کاشت نہیں کی جاتی۔ کچھ جگہوں پر جنگلی جانور۔ اتنی کثرت سے ہیں کہ کٹا اپنے پھوٹے سے سرمایہ کی مدد سے انکا غارتہ نہیں کر سکتے اور بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں کاشتکار اور کھیتوں پر کام کرنے والے مزدور اس وقت تک نہیں آباد ہو سکتے جب تک ان کی آبادی کو یہی نہ بہت بنایا جائے۔

بہر حال یہ سب کوششیں کی جا رہی ہیں اور زیر کاشت رقبہ میں کافی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے "زیادہ غذا پیدا کرنا" کی تحریک اور موجودہ بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے خریفہ کی نقصان کے رقبہ میں ۱۰،۰۰،۰۰۰ ایکڑ یا ۹۹ فیصدی کا اضافہ ہو گیا ہے یہ سچے ہوئے رقبہ میں بھی ۶۵ فیصدی کا اضافہ ہو گیا ہے بڑے بڑے سرمایہ دار۔ نئی زمینوں کو توڑ کر فصلیں بوسکتے ہیں۔ اس میں نقصان کا بالکل اندیشہ نہیں ہے۔ بہت سی ایسی زمینوں سے جو دو فصلیں پیدا کرنے کے قابل ہیں صرف ایک فصل لی جاتی ہے غذا زیادہ پیدا کرنے کی تحریک یہ اس بات سے بہت زیادہ مدد ملے گی کہ ان تمام زمینوں کے جو دو فصلیں پیدا کرنے کی قوت رکھتی ہیں بہتر طریقہ سے جتنا کر کے اور کھاد ڈال کر دو فصلیں حاصل کی جائیں۔

خاص کر جنرل کھنڈ اور دھان کے مشرقی۔ جنوبی میں بننے والے جاسے میں اور سیکڑوں ہزاروں ہیکٹارہ زمینیں زیر کاشت میں لائی جا رہی ہیں جس میں بغیر ان بندھنوں کے کوئی فصل پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔

دہلی ہری کھاد اور ملی ملی کھاد تیار کرنے کے لئے چھوٹی پلانٹوں جگہ بڑے بڑے پلانٹوں پر بھی چھلدار فصلوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ دہلی پر انسان کے میلے امد جانوروں کے گوشت کی ہر قسم کی کھاد کو ذہباً محفوظ رکھا جاتا ہے اور کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اس صوبہ میں کاشتکاری کرنے والے سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ فصل کی اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے کھاد دینی ضروری ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ ابھی تک اس بات کو اچھی طرح نہیں سمجھتے کہ دراصل ہمیشہ زمین میں زرخیزی کم ہونے کی وجہ سے فصلوں کی برصواری اور پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔

یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ ہندوستانی کاشتکار جتنے قبہ کی کاشت کرتا ہے اسکے پانچویں حصہ کے لئے بھی اسکو کھاد نہیں ملتی۔ ان حالات میں سب سے زیادہ نتیجہ خیز طریقہ جس سے غذا کی پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے یہی ہے کہ جتنی کھاد اس وقت ملتی ہے اس کو محفوظ رکھنے اور زمین کی زرخیزی کو کسی نہ کسی ضرورت سے قائم رکھنے پر زور دیا جائے۔ کچھ سالوں سے حکمرانوں کے برعکس اور تحقیقی کے شعبوں نے زیادہ کھاد کی ہم دسان کے مسئلہ کی طرف بہت کافی توجہ کر دی ہے تاہم ابھی اس سلسلہ میں بہت کچھ کرنا باقی ہے تاکہ کھاد کے جتنے ذرائع اس وقت ضائع ہوتے ہیں۔ ان سب سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ جتنی کھاد اس وقت ملتی ہے جتنی استعمال کی جاتی ہے اور جتنی بیکار جاتی ہے ان سب کا اگر سرسری طور پر بھی حساب لگایا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ صرف اس صوبہ میں ۱۰ لاکھ ٹن ملی جلی تاثیر و جن کا تین چوتھائی حصہ جوہ لاکھ ٹن غذا پیدا کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ ضائع ہو جاتا ہے۔

کھاد کو محفوظ رکھنے اور رکھلیوں کو بطور کھاد استعمال کرنے کے لئے نئے طریقوں کو رائج کرنے کی غرض سے مالی امداد دینے کے لئے سرکار نے بہت کافی رقم پہلے ہی سے طرہ منظور کر دی ہے۔ کھاد کو محفوظ رکھنے کے لئے نئے نئے طریقے دیہات میں بہت تیزی سے رائج کئے جا رہے ہیں۔ مختلف کھادوں کی صحیح قدر و قیمت سمجھانے کے لئے جس کو اس صوبہ کے کاشتکار ابھی تک اچھی طرح نہیں جانتے کھیتوں پر ان کا استعمال کر کے دکھایا جا رہا ہے۔ جس طرح ہر شخص یہ جانتا ہے کہ سورج کی روشنی جانے کی روشنی سے زیادہ تیز ہوتی ہے مگر بہت کم لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس روشنی میں ٹھیک ٹھیک کتنا فرق ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح کاشتکار بھی یہ جانتا ہے کہ کھاد نہ ڈالنے سے کھاد ڈالنا بہت اچھا ہوتا ہے مگر وہ وری طرح یہ نہیں سمجھتا کہ کھاد سے اس کو صحیح صحیح کتنی قیمت حاصل ہوتی ہے اور بغیر







اندرونی برقرار رہتی ہے۔

زکوان کے اتری حصہ میں جو چٹکڑا یا ان ملا تا ہے، من اور ڈا  
ریاؤں سے سینچائی جاتی ہے جو بالیسی دیا میں ڈاکر مل جاتے ہیں سینچائی  
ہا یہ طریقہ دھندوں سے راج ہے۔ پناہ دس ہیں پیدا ہونے والی فصلوں  
الی سینچائی مختلف پہاڑی پتھروں سے کی جاتی ہے۔ سینچائی کرنے اور پانی کو  
لے کر تھوڑے پھلنے کے وقت سے طریقہ راج ہیں۔ نیز بہتے واسے پتھروں میں  
اڑب بڑے پتھر لگا رکھے جاتے ہیں جو پانی کے زور سے ٹھونکنے بہتے  
اتیں۔ اندھیلوں پر بالٹیاں رکھی انک دی جاتی ہیں جو پانی کو اوپر لجا کر  
دانتوں میں پونچھا دیتی ہیں پتھر دسے پانی سینچائی کے پانیوں میں پونچھا  
پائے ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں پانی پونچھائے اور پانی زمینوں سے  
مادوبھی زمینوں میں پانی لے جاتے کے لئے اس قسم کے پھولے پائے استعمال  
کئے جاتے ہیں مگر اس صورت میں کاشتکار خود اپنے پیر سے اس پھلے کو  
لے آتا ہے۔ اگر کوئی شخص پھلے جو کون کی بنی ہوئی ان پگڈنڈیوں پر  
بٹ جوتی کی سرسبز دیہاتی علاقوں میں ہزاروں میل تک پھیلی ہوئی  
ہیں وہ ان کو ہر جگہ عام طور پر ان پھیلاؤ سے ہونے کسان اور  
تلیوں کے لاشٹا ہی پھیلے نظر آتے ہیں کبھی کبھی چٹوں سے کھیلے  
دانتوں کے ذریعے جو مل کا کام کرتے ہیں پانی سینچائی کے لئے بچایا  
جاتا ہے۔

### مختصی مزدور

زکوان کے کاشتکار کا یہ خیال ہے کہ اسکے چھوٹے کھیت اس  
بالی نہیں ہیں کہ ان پر بڑے موٹی پائے جائیں دو دوھ دینے والے  
بالیسی نہیں پالتا اور اس وجہ سے اس کے کھاتے میں دو دوھ نہیں  
شامل ہوتا۔ البتہ وہ کبھی کبھی بکری مزدور پال لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ  
بزغیاں اور سور پالتا ہے۔ چٹکڑا وہ سیلا کھلا سکتا ہے یہی بہت ہے کہ  
اچھے اور سور کا گوشت اس کی ذراک سے اہم تہہ ہیں اس کا  
یہ خیال ہے کہ وہ مویشیوں کے کھاتے کے پارہ کا انتظام نہیں  
کر سکتا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں سے وہ کام کرنے کے لئے تیار ہے  
دوسرے لوگ بیلوں سے لیتے ہیں۔ ہر حال اپنے چا دل کے  
ھیتوں کو تیار کرنے میں وہ بھینسوں کو مزدور استعمال کرتا ہے۔  
ان کے دسے پانی کے اندر جوتائی اور جوانی کرتا ہے۔ جو بل  
وہ استعمال کرتا ہے وہ بہت سادہ ہوتا ہے۔ اور اس کی شکل  
فصل اس کدالی یا کاس جیسی ہوتی ہے جو ہندوستان میں ہاتھ سے  
جوتائی کر کے کام میں آتی ہے مگر اس میں ایک ڈا ہواڑا تختہ اور معمولی  
سادہ لگا ہوا ہے۔ بغیر کھاتے ہونے یہ بل اپنی جگہ پر قائم نہیں  
ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں نہ تو ہر دھکا دیا جاتا ہے اور نہ چال لگنے  
والی چاڈھہ جیسی چیز لگی ہوتی ہے اور زمین کو پھٹنے کے لئے بل چلا

دائے کو بار بار اسے ہکا جھکا دینا پڑتا ہے۔ اسکے علاوہ وہ زیادہ تر  
کدال کھرتی اور چاڈھے کی مدد سے اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ طریقہ  
طریقے سے وہ چاڈھہ ایسے ہی آسانی سے استعمال کر سکتا ہے جیسے وہ  
جوتا پن سکتا ہے۔ چونکہ اس کو ہاتھوں سے بہت سخت محنت کرنی پڑتی  
ہے اس لئے بہت کسان غیر مزدوری جتائی کرنے سے بچتا ہے زیادہ تر  
فصلوں کے لئے زمین ایک مرتبہ کھودیا جاتی ہے اور پھر ایک مرتبہ کھودیا  
یاد اسے دار سروان سے گڑ کر تیار کی جاتی ہے۔ مگر جب فصل بکری ہوتی ہے  
تو زمین کی جتائی اور بھائی کرنا رہتا ہے۔ دنیا بھر میں زکوان کے  
خٹے میں سب سے زیادہ گڑائی اور بھائی ہوتی ہے۔

ہندوستانی کاشتکار کے برخلاف چین کاشتکار اپنی فصلیں  
چھیت کر ہونے کا قائل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فصلوں کو غلطاً  
کر ہونا چاہتا ہے جو وہ صرف اسی صورت میں کر سکتا ہے جبکہ وہ بیلوں کو  
قطاروں میں ہونے۔ البتہ وہ کبھی کبھی چلی دار فصل کے پیچ کیوں اور  
جوتی فصلوں کے ساتھ چھیت دیتا ہے تاکہ وہ چاول کی اگلی فصل کیلئے  
بری ہو سکی کھاد کا کام دے۔ لوں کے ساتھ دوسرے اناج چھیت کر  
یونیکو عام سواج شمال ہندوستان میں راج ہے اس کو زکوان کے  
وگ بالکل نہیں جانتے۔

### زیادہ دیکھ بھال کر نیکی حیرت انگیز نتائج

دنیائیں چاول کی بیڑہ لگنے کا طریقہ عام طور پر راج ہے اور یہ  
طریقہ آباد دوسری فصلوں یعنی میٹھے آلو۔ مکا اور گھاس میں بھی برتا جاتا  
ہے۔ ابتدا میں بیڑہ کے لئے بہت چھوٹی کھیاریوں کی ضرورت ہوتی ہے  
اور بیڑہ اس وقت دوسری جگہ لگانے کے قابل ہو جاتی ہے جب گیوں  
یا جوتی فصل کاٹی جا چکی ہوتی ہے اور زمین تیار کی جا چکی ہوتی ہے۔ اس  
صورت سے کسان اس زمین سے جو اس موسم میں بیکار پڑی رہتی  
ہے ایک دوسری فصل حاصل کر لیتا ہے۔

یہاں کے کھیت توجہ اور دیکھ بھال کے حیرت انگیز نمونے  
ہیں یہاں گیوں جو اور پھیلوں کی فصلوں کو قطاروں میں ہاتھ  
سے بویا جاتا ہے ان قطاروں کو گھاس پتھر وغیرہ سے صاف رکھا  
جاتا ہے۔ ہر ایک پودے میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد کسان اپنے  
ہاتھ سے کھاد کھلیاں، گوبر کی کھاد، ملی مٹی کھاد اور سٹرا واپش اب  
دیتا رہتا ہے۔ ہر وہ چیز جو سڑ جاتی ہے زمین میں کھاد کی شکل میں بیچ  
جاتی ہے۔ عام طور سے یہ کھادیں گڑھوں میں سٹرا کر اور کھوسٹ جگا  
تیار کی جاتی ہیں۔ تمام کوڑے، گوبر کی کھاد اور ہر قسم کی بیکار چیز  
جو سڑوں کے کھاتے سے بیچ جاتی ہیں زمین میں بیچ جاتی ہیں سڑھیں  
جو بیڑے ہاتھ دئے جاتے ہیں کائی کھاد بناتے رہتے ہیں۔

## اعلیٰ کا شکار

فصلوں پر اس قدر ہوشیاری سے توجہ دیے گاہے نتیجہ ہوتا ہے کہ چاروں کی پیداوار ہندوستان سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ ہندوستان میں فی ایکڑ ۸۲۰ پونڈ چاول کی پیداوار کے مقابلہ میں دھان فی ایکڑ ۲۳۰۰ پونڈ یا وہی پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں گھیوں فی ایکڑ ۶۴۰ پونڈ پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ۹۴۶ پونڈ۔ ہندوستان میں ۲۰ پونڈ فی ایکڑ دلتا ہے تو دھان ۲۰ پونڈ اور ہندوستان میں چوار ۲۳۰ پونڈ ہوتی ہے۔ تو دھان ۸۰۰ پونڈ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میں کتنی کاشتکاروں کو اعلیٰ کموں کہتا ہوں۔ ان کو ان کا کام سالانہ فی فصل کے ایک ایک پودے کی جو دیگر بھال کرنا ہے وہ واقعی غیر معمولی ہے۔ غیر لکھوں کے باشندے یہ سمجھتے ہیں کہ اس وجہ سے ممکن ہے کہ زمین کے اعلیٰ بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے چاول دلتے علاقے میں جو بہت ہی گھنا آباد ہے کھیت اوسطاً ۱۳ ایکڑ کا ہوتا ہے اور ہنگال ہمارا اور آسام کے ادرہ کھیتوں سے بڑا ہوتا ہے۔ بلکہ موہن پورہ کے عام کھیتوں سے زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ انہی فصلوں پر مبنی کاشتکار کے اس طرح توجہ دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ بھائی سے کام کرتا ہے۔ محنت سے ٹھکتا نہیں اور اپنے کام میں بہت لگتی دیتا ہے۔ ہر پودے کی نگاہداشت۔ پانی کو احتیاط سے جمع رکھتا اور سب سے بڑا کھار کے استعمال میں مذہبی اعتقاد رکھتا ہے۔ جینی زراعت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ انہیں باتوں نے مبنی کاشتکار کو ایک سادہ اور اعلیٰ کاشتکار بنا دیا ہے۔ اس کا کھیتی کرنے کا طریقہ بہت مضبوط بنیاد پر قائم ہے۔ جہاں تک کھیتی کرنے کے طریقے کا تعلق ہے ہم اس کو زیادہ نہیں لکھا سکتے البتہ اوزار اور فنی مشورہ ہم اس کو ضرور دے سکتے ہیں۔ اور اس کی کھیتی کا طریقہ اس وقت سے آج تک جیسے جیسے کی تہذیب ترقی ہوئی مٹی مگر اب نئی فصلیں ان کی نئی نہیں۔ نئی نئی کھادیں اور کھیتی کر کے پرانے کام سے ڈھنگ معلوم ہو گئے ہیں اور ان کی چیزوں کو ران کر کے لئے کسانوں کی تنظیم ضرورت ہے۔

چینی کاشتکار اس جنگ کے زمانہ میں کھائی کی چیزیں پیدا کر کے کیلئے

دوئی کو کشش کر رہا ہے۔ غیر ضروری فصلیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اب شاز و نادر ہمارے ہوتے ہیں کیونکہ جہل چیلنگ کا ٹھیک کا طریقہ نئی زندگی کے باعث چین میں افیون نوشی کا دواج بہت کم ہو گیا ہے۔ سدا چاول کی کاشت کو روکا جا رہا ہے۔ لیکن ان کے باشندوں کی یہ توجہ زیادہ تر اک بہت اور اس سے کئی قسم کی مینی شراب تیار ہوتی مٹی۔ چنا چاول کے قبضے ۲۰۱ حصہ میں ہی چاول بویا جاتا تھا۔ لیکن اب اس حصہ سے زیادہ میں اس کی کاشت نہیں ہوتی۔ اب ایک ایک زمین سے سال میں کئی فصلیں لی جاتی ہیں۔ اسی سے پہلے ہتے۔ تہہ میں چاول بویا جاتا تھا۔ ایک حصہ ۲۰ فیصدی حصہ میں چاول کی کوئی فصلیں ہوتی جاتی تھیں لیکن اب ۳۰ فیصدی میں ہوتی جاتی ہے۔ گوشت میں لائے گئے۔ اب زیادہ نئی زمینیں موجود نہیں ہیں تاہم کہیں نہ کہیں چلتی ہیں۔ تہہ کو پرانے قبرستانوں میں بھی کاشت کی جاتی تھی ہے۔ محکمہ زراعت اپنے قسم کے بیجوں کے تعلیم کرنے۔ سینیائی کے ذریعوں کو ترقی دینے۔ کیڑوں اور بیماریوں سے فصلوں کو بچانے کے انتظام اور نئی نئی کھادوں کے استعمال کو بڑھانے پر اپنی پوری توجہ دے رہا ہے۔ اگر ان اصولوں کے بموجب بڑے پیمانہ پر ترقی کرے گا انتظام کیا جائے تو لیکن ان کی پرورشائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ لیکن ان کا کاشتکار اعلیٰ قسم کا تجربہ کار اور ہوشیار و کسان ہے جو کہ جدید معلومات کے باوجود کاشتکاری کے طریقہ کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں سمجھا سکتے ساس کسان کو کیا تمام دینے کسان کو سائنس۔ زمین کی جاتی کے طریقوں کو بہتر بنانے کے متعلق کچھ نہیں جاسکتا البتہ یہ ان کے لئے اچھے قسم کے نئے نئے ہر قسم کی بی بی اور قدرتی کھادیں سینیائی اور پودوں اور جانوروں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں اور بیماریوں کی روک تھام کرنے کا انتظام کر سکتا ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں کتنی ہی تحقیق کیوں نہ کی جائے مگر جب تک ان کو استعمال کر کے لئے کوئی انتظام نہ ہو ان کو ہیا نہیں کیا جاسکتا صرف باقاعدہ تنظیم سے ہی چین اور دنیا کے تمام دوسرے ملک اپنی قوم کو کویت بھر کر کھائے کھلائے۔ کہ مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں۔

## تہذیب کی کھیتی

(از مہتاب سیہ ابن علی صاحب ابی۔ ایس۔ سی۔ ایگرکچر پبلشنگ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ)

مردم ہوجائیں تو بس داہ ہی داہ کرتے رہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میری رکارڈی بنائیں۔ چاہیں گوشت کے ساتھ پکائیں اور چاہیں تو بس میرا اجارہ بنا کر قبول کھیں۔ اجارہ ہی نکال لیں۔ یہ تو بے زبان کے حرفے بہرہ طعن سے لٹے کئے کہیں لیکن اسے میرا طوطا بھی بنا دیا۔ اب میری میری طاقت اگر کسی طبیب سے پوچھیں تو کہہ دیں میں شائد نر بالوں کے لئے مجھ ہی کو چنا جاتا ہوں۔ میرے کھانے سے ایسا خون صاف ہوتا ہے کہ کوئی

میری داستان میں اور داستانوں میں جیسی ہے۔ اچھا تو سونچو چاہیں ہوں تو تہذیب۔ مگر لکھتے والے لفظ میں تہذیب ہی پکاؤ آئے ہیں۔ بھلا سوچتے تو کہتے تھے ناہوں سے پکارنا اور نام ہی کا بدل دینا یہ بھی کوئی بات ہے۔ کچھ لوگ تو میری قدر کھاس جھوس سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ میری خاصیتیں ایسی ہیں کہ میں کھاس جھوس نہیں بلکہ نباتات کی دنیا میں آدمیوں کی خوراک کا ایک خاص حصہ ہوں۔ اگر میری خاصیتیں آپ کو لگو

کافی پھل نہ آؤں پانی دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر آپ کو میری زمین میں خشکی کا احساس ہو تو بس میری زمین کو فوراً ہی پانی سے سیراب کر دیجئے۔ پھر تو اکثر نکالی۔ گودائی یا ہفتہ وار پانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر آپ خوش ذائقہ اور ملائم طعم کا پانی چاہتے ہیں تو بیج خدا جلدی بویئے نالہ میری بار بار دیکھئے۔ ہندوستان میں جیسے اودھب گرمی کا شکار ہوتے ہیں میں بھی انھیں جیسا ہوں یعنی گرمی کے دفوں میں اگر پانی ٹھیک وقت اور ٹھیک مقدار میں نہ دیا گیا تو بیج میں دھت جاتا ہے گا۔ اور پھر بیجے کی میری جڑیں جنھیں دیکھ کر آپ کے منہ میں پانی بھرا آتا ہو۔ دیکھئے دار اور سخت ہو جائیگی۔

میرے اگاتے میں کچھ بہت دن نہیں گتے۔ ہینڈو اشتہار نہیں کرنا پڑتا۔ ادھر بویا، ادھر ۸، ۷، ۶ ہفتوں بعد طیارہ جاتا ہوں بس جہاں طیارہ ہوا۔ اپنی ضرورت کے موافق اکھاڑ اکھاڑ کر سرے ساتھ افسانے لے رہے ہوتے۔ اگر آپ دیکھیں کہ میری پوری فصل آپ کے ختم کیے ختم نہیں ہوتی تو اپنے پاس پڑوس واؤں کے ساتھ ہمدردی فرمائیے دوستوں کو میری ڈانیاں بھیجئے۔ اور اگر اس طرف آپ کی طبیعت بدود نہیں ہوتی تو اکھاڑ کر دیت میں گاڑ دیجئے۔ اس طرح میرے سہنے تو شاید بیکار ہو جائیں۔ مگر میری جڑیں آپ کے کار آمد رہیں گی۔ پھر چاہے ترکاری بنائیے۔ چاہے گوشت میں پکائیے اور چاہے اپنا نکالئے یہ رہی میری داستان یعنی میں ہوں وہی ظلم جسے لکھنؤ والے ظلم بھارتے ہیں۔

(باجانت آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ)

نئی دواؤں کو بھول جائیں۔ اب دیکھئے کہ لوگ مجھے کیسے اگاتے ہیں تو کاروبار میں میری موجودگی ایسی ضروری سمجھی جاتی ہے کہ ترکاری اگاتے دنے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اگر میری صورت ترکاری کے کپاری میں ماضی آئیے تو آپ خوش ہو جائیں گے۔ میرے بے بی خودی صورت نہیں ہوتے۔ پھر میں بھی کسی جڑ میں اگر سفید رنگ ہوتا ہے تو دوسرے میں لگا لگا لی ہنسی میں سرخ اور کبھی کبھی کاسنی رنگ بھی لے آتا ہوں۔

میری بہت سی نہیں ہیں۔ مگر سرخ اور سفید خاص طور پر بولی جاتی ہیں۔ میری سفید قسم درمیں طیارہ ہوتی ہے۔ مگر سرخ ذرا پیٹے میں خوب پختہ اور کھلی ہوئی زمین میں اگت ہوں۔ چنانچہ میرے کھیت کو خوب بھی پختہ چاہئے اور بالکل سرمہ جیسا باریک کو دینا چاہئے اگر دھبہ دھبہ ہے تو ذرا میرے جیسے نلک کے لئے اگنا مشکل ہوتا ہے۔ میرا دسی بیج اگائی سے تقریباً یک زمری یا ذہیرے میں بویا جاتا ہے مگر جب میرا دلائی جاتا ہے تو میری زمری اکثر بیس میں لگانا چاہئے۔ اور اگر آپ پختہ ہاڑوں میں دیکھنا چاہتے ہوں۔ تو غروسی سے درمیان میں اگاتے اور اگر پھر میری فصل لینا چاہتے ہوں تو بارش کے بعد ہی لیتے۔ اور اگر آپ مجھے پستہ کریں اور میری ترکاری رابر استعمال کرنا چاہیں تو بیج کو بیس میں دن کے وقفے سے بویں۔ میرا بیج بھی بہت تیز ہے۔ بیس میں چھٹانک دو چھٹانک۔ میری کھنی بولی نہ کرنی پڑے۔ نلک میری جڑیں جن بر میری زندگی کا انحصار ہے کم زور ہو جاتی ہیں اور بن لگتے۔ کہ اگر جڑیں کم زور ہو گئی تو پھر میری زندگی ہی کیا ہوگی۔ اگر اسے کھیت کی زمین بولتے وقت کافی غم ہے تو جب تک میں زمین سے

## زیادہ ترکاریاں پیدا کرو

اس سلسلہ کی پانچویں تقریر

ادڈا لڑی۔ این سنگھ۔ ڈیڑل انسر (ترکاریاں) صوبہ متحدہ

ضروری ہے کہ کپاری کی زمین زرخیز ہو اور آسانی سے توڑی جاسکے۔ اس کے علاوہ اس بات کی بھی احتیاط لازم ہے کہ زیادہ ترعی کی وجہ سے بیڑہ زیادہ نہ ہو جائے۔ اس سے احتیاط برتنے کے لئے کپاریاں پانی کی سطح سے ذرا اونچی بنائی جائیں اور ایسی ہونی چاہئیں کہ ان پر پانی بہہ جایا کرے۔ کیا کیا ایک فٹ گہری کھود کر بنانا چاہئیں اور ان میں سے گھاس چھوس جڑیں وغیرہ نکال ڈالنا چاہئے۔ بیڑوں کی کھاد یا اچھی طرح سڑی ہوئی گوبر کی کھاد ان کی مٹی میں ملا جائے۔ اگر زمین جاری قسم کی ہو تو اس میں تھوڑی سی مٹی بھی ملا دینا چاہئے تاکہ کھیت ریل میں آسانی سے پانی جذب ہو سکے اور کیا دیاں آسانی سے توڑی جاسکیں کیا دیاں ہفت میں اور فٹ

بعض ترکاریاں ایسی ہیں جن کے بیج براہ راست زمین میں پڑتے ہیں اور وہیں انھیں مستعد نشوونما پانے کے لئے رہتے دیا جاتا ہے لیکن بہت کچھ ایسی کھیتیں بھی ہیں۔ پھول کو بھی اور سلاخ وغیرہ ایسی ترکاریاں ہیں جنکی پہلے بیڑہ تیار کرنی ہوتی ہے اور اسے بعد اس کو کھیت میں لایا جاتا ہے۔ آج رات کی اپنی اس تقریر میں میں آپ کے سامنے بتا رہا ہوں کہ اس پہلو پر روشنی ڈالوں گا اور یہ بتاؤں گا کہ کیا دیاں کو کس طرح بیکار کرنا چاہئے اور بیڑہ کس طرح اگنا چاہئے۔

سب لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ بیجوں کے اگنے کیلئے زمین کی ضرورت ہوتی ہے یعنی ہوا۔ گرمی اور نمی۔ اس مقصد کو اچھوتے ہوئے کچھ اچھی طرح انکس اور بیڑہ بھی ٹھیک ہو یہ بات

میں بہت گھٹی ہو تو تھوڑی سی اکھاڑ دینا چاہئے تاکہ بھلی کی وجہ سے وہ سہلے نہ پائے۔

جب بیڑہ ڈر رہے سے دو اینچ تک اونچی ہو جائے اور اس میں تین یا چار پتیاں نکل آئیں تو اسکو کھیت میں لے جا کر لگا دینا چاہئے۔ اس کھیت کی زمین میں جس میں یہ لگائی جائے اچھی بھر بھری ہو چاہئے اور اس میں اچھی طرح کھاد پڑی ہوئی چاہئے۔ بیڑہ لگا کر قبل کیاری میں اتنا پانی دینا چاہئے کہ اسکو اکھاڑتے وقت اس کی حر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس کام کے لئے بہترین وقت شام کا ہوتا ہے یا پھر یہ کام آٹن دن کرنا چاہئے جس دن بدلی ہو یہ احتیاط اس لئے لازم ہے کہ تیز دھوپ کی وجہ سے بیڑہ مر نہ جائے۔ اس کے علاوہ شام کے وقت بیڑہ کو اکھاڑ کر کھیت میں لگائے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ رات کے وقت بیڑہ کو اتنا مل جاتا ہے کہ وہ جڑ پکڑ سکے۔ اور یہ عمدہ مرداشت کر سکے۔ محلہ ترکاریوں کی کاشت کے لئے کیاریوں اور پودوں کے درمیان فاصلے کا نصف فاصلہ رکھئے گئے ہیں مثلاً بیوں کو بھی کی کاشت کے سبب درمیانی فاصلہ ۲ فٹ سے ۲ ۱/۲ فٹ تک ہونا چاہئے اور بیاز کاشت کے لئے ۶ اینچ سے ۹ اینچ تک آبپاشی اور دیگر کارروائی کرنے کی سہولتوں کا خیال رکھتے ہوئے کھیت میں مناسب فاصلہ میں کیاریاں بنانا چاہئیں۔ کھیت میں بیڑہ لگا دینے کے بعد کھیت میں خوب پانی دیدینا چاہئے اگر زیادہ تعداد میں پانی دیدے تاہم بیڑہ کھیت میں کم سے کم تین چار دن تک ہزارہ سے پانی دیتا چاہئے اور جب بیڑہ جم جائے تو غسل کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہو۔ ہر ہفتہ یا دوسرے دن فصل کی آبپاشی کرنا چاہئے۔

پڑوسی ہونا چاہئے تاکہ ان میں آسانی سے گھڑائی وغیرہ کھیسکے۔ اونچی بھلی تقریروں میں میں نے اس پر غور دیا تھا کہ باغیوں میں ترکاریاں بوسے کا انتظام ایسا ہونا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ہفتہ تک ترکاریاں فراہم ہوتی رہیں اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر دو ہفتے کے کیاریاں میں بیج تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بوسے جاتیں تاکہ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد بیڑہ کھیتوں میں لگائے کے لئے ملتی رہے بیج بوسے وقت آپ کو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیاریاں نہ تو بہت زیادہ غم ہو اور نہ بہت زیادہ خشک ہوں بیجوں کے بوسے یا جھوٹے بوسے پر یہ بات مضمون ہے کہ انھیں کتنی گرائی پر پویا جائے۔ اگر بیج بہت چھوٹے ہوں تو ان میں ذرا سی راکھ ملا کر کیاری میں اس طرح بھجوا دینا چاہئے کہ بیج ہر جگہ برابر برابر تعداد میں پڑیں اور اس کے بعد پتوں کی کھاد کی ایک پتلی سی تہ لگا دینا چاہئے یا بھر بھری مٹی بھرا دینا چاہئے اور اسے لکے سے دبا دینا چاہئے۔

اس خیال سے کہ بیج میں کڑواہٹ لگنے پائے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ بیج بوسے وقت تھوڑا سا نیم کا پلاؤ ڈر یا مٹی کے تیل کو جس میں تھوڑی سی راکھ ملی ہوئی ہو بھول برابر سے چھڑک دینا چاہئے۔ شام کا وقت بیج بوسے کے لئے بہترین ہوتا ہے بیجوں کو دھوپ اور تیز ہوا سے بچانے کے خیال سے ان پودوں کے وقت چٹائی بچھا دینا چاہئے۔ کیاریوں میں صبح شام تھوڑا سا پانی دیتے رہنا چاہئے۔ بیڑہ کو چٹائی کے تلے زیادہ عرصہ تک نہیں رہنے دینا چاہئے بلکہ کبھی بیڑہ کو دھوپ بھی لگنا چاہئے۔ اس کے لئے بہترین وقت صبح اور شام ہے۔ جب بیڑہ کچھ بڑھ جائے تو اس پر سے چٹائی ہٹا دینا چاہئے۔ اگر چٹائی نہ ہٹائی جائے گی تو بیڑہ کمزور پڑ جائے گی اس میں بیماریاں لگنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اگر بیڑہ کیاری

## گوبر کا استعمال

( اینڈنٹ شیوانند جھا - بی۔ ایس۔ سی ایچ (برہمپور) )

مقدس دیوبند کی طرح پوجتے آتے ہیں۔

ہندوستان میں مویشی کا فی تعداد میں پائے جاتے ہیں گوبر سے ان کا خاص تعلق ہے۔ مویشی کے بغیر کھیتی کا ہونا ہندوستان میں ناممکن ہے ان سے متعدد فائدے ہوتے ہیں۔

(۱) ان کے بچے بیل بل کھینچتے ہیں (۲) ان کا گوبر کھاد کا کام دیتا ہے جس کے بغیر کھیتی ہو ہی نہیں سکتی۔ (۳) فصل کی دوزائی بیل ہی کرتے ہیں۔ (۴) آبپاشی بیلوں ہی کے ذریعے ہوتی ہے اور کھیتی کے بیشتر کام انھیں کے ذریعے انجام دیتے ہیں۔

ہندوستان زراعت پیشہ ملک ہے جس طرح سامان کے ذریعہ دیگر ممالک میں کھیتی کی جاتی ہے اس طرح ہندوستان میں کھیتی نہیں ہوتی۔ یہاں اس بیسویں صدی میں کھیتی کا بیشتر کام قدرت کے ہی سہارے ہوتا ہے ان میں سے دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں اور لگنے اور کھیتی کا سارا دار مدار ہے۔

۱۔ ہمالیہ پہاڑ - ۲۔ گائے

میں پہلی چیز کو جھوڑ کہہ سکتا ہوں کہ چیز پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں گائے ایک ایسی حیوان ہے جس پر ہم نے ہزار ہا سالوں کی زندگی کا انحصار ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہندو مذہب میں سے ہندو گائے کو ایک

لیکن بارش اور گرمی کا اثر اس پر بھی ہوتا ہے۔ صرف بارش کے اثر سے نکل ہوئی چیز کھیت میں ہی رہ جاتی ہے۔

یہ جو طریقہ ایک اور ہے جس پر لوگ عام طور پر عمل کرتے ہیں۔ یعنی جب فصل اُگی رہتی ہے ایسے دھان وغیرہ زیادہ زرخیز ہی کے لئے کرتے ہیں (تازہ گوبر لا کر کھیت میں جب پانی بھرا رہتا ہے گھول دیتے ہیں۔ یہ بیجہ واسیات طریقہ ہے تازہ گوبر سے اتنی زیادہ گرمی پیدا ہوتی ہے جو پودوں کے لئے مفید ہے۔

گوبر کسانوں کے لئے بیجہ قیمتی چیز ہے اس کو برباد کرنا بہت بڑی دولت کو برباد کرنا ہے۔ یہی سبب ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی ہندو گوبر کو پاک مانتے تھے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ آج بھی ہندوستان میں گوبر دھن کی پوجا ہوتی ہے۔ یعنی کاریگ جیسے میں دیوانی کے دوسرے دن اور کاریگ شکل ایکادش سے بودھان ایکادش بھی کہتے ہیں اس کے دوسرے دن گھر گھر میں لوگ گوبر جمع کیا کرتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں۔

جیسے جیسے تہذیب نے ترقی کی، لوگ کھیتی کی اہمیت سے واقف ہونے لگے ویسے ویسے زراعت سے متعلق چیزوں کا استعمال ہونے لگا۔ یہ گوبر کا اٹھا کیا جانا اور پوجا کیا جانا یہ یاد دلاتا ہے کہ گوبر زراعت کے سلسلے میں بے مثل چیز ہے اس کو برباد نہ کرو۔ اسکو جمع کر دو گاؤں کی تعداد پر مٹھاؤ تاکہ بیل اور گوبر کا لی مقدار میں بل سکے۔

گوبر میں یوں تو اور چیزیں بھی موجود ہیں جو پودوں کے لئے مفید ہیں۔ مگر تین چیزیں خاص مقدار میں پالی جاتی ہیں یعنی (۱) نائٹروجن (۲) پوٹاش اور (۳) فاسفورس۔ گوبر جتنا ہی سڑا یا جائیگا اتنی ہی کیلوری چیزیں پیدا ہوں گی اور نہایت عمدہ کھاد تیار ہوگی۔

آج کل کھاد سڑانے میں مندرجہ ذیل تین طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے۔

(۱) باکس سسٹم (Box system) ہونیوں کے اندھے کی جگہ ایک گرس گڈھے کی سی ہوتی ہے ہونیوں کا جو پیشاب پامانہ کرتا ہے اسے اسی گڈھے میں پڑا رہنے دیتے ہیں اور اس کے اوپر سوکھی گھاس بچا ہوا چارہ بھوسا وغیرہ ڈالکر اس کو خشک رکھتے ہیں۔ جب گڈھا بالکل بھر جاتا ہے تو گوبر وغیرہ سب کو کھود کر نکال لیتے ہیں اور کھاد کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت اچھی پالٹن ہوتی ہے لیکن یہ بالکل سڑی گلی نہیں ہوتی اس کو کھیت میں ڈالنے کے بعد تیار ہونے میں کچھ عرصہ لگتا ہے۔

(۲) پٹ سسٹم (Pit system) زمین میں ایک گڈھا بناتے ہیں اور گوبر، کودا، پھان وغیرہ اس میں ڈالتے

لیکن افسوس ہے کہ لوگ ان سب کا کسی نہ کسی صورت میں فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن گوبر کا فائدہ قطعی نہیں اٹھاتے۔

گوبر جو ایک عمدہ کھاد ہے، بطور کھاد کے استعمال ہونے کے بجائے اس سے دوسرے کام لئے جاتے ہیں۔ پیسٹر لوگ گوبر کے آئس پیسٹ بناتے ہیں، ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح گوبر جانا بھی ایک طرح سے غلطی جاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جہاں کہیں گوبر کا استعمال کھاد کی صورت میں ہوتا ہے وہ بھی اچھی طرح نہیں ہوتا۔

لوگ مویشیوں کے باندھنے کی جگہ سے گوبر شاکر ٹھوڑی دور پر پھینک دیتے ہیں اور سوکھنے پر اسے اور کوڑا کرکٹ کے ساتھ ملا کر چھتیتوں میں چھوڑ دیتے ہیں کھیت میں کوڑا چھوڑنے کے بعد اس کوڑا نہیں اُگ لگا دیتے ہیں اس طرح کے تمام اجزا برباد ہو جاتے ہیں۔ بعض راکھ بیچ دیتی ہے۔ یہ عمل عموماً گرمی کے دنوں میں کیا جاتا ہے لیکن دنوں میں لوگ زرخیز رہتا ہے کھاد ڈالنے والے یہ سمجھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ اس سال زیادہ کھاد ڈالی گئی ہے چنانچہ اب جو کھن

پیداوار بڑھ جائے گی۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ انھوں نے کھیت میں کیا ڈالا، اسکو زمین میں کچھ ایسا فائدہ ہوتا ہے جس جو پودوں کے لئے بیجہ مفید نہیں بلکہ مختلف شکل اور مقدار میں رہتے ہیں۔ گوبر جالانے سے سب گڈھے جل جاتے ہیں صرف ایک آدھ جھکا نام پوٹاش بے بیج رہتا ہے جب پکا ہوا مادہ کھیتوں میں کھلا ہوا پڑا رہتا ہے گرمی کی تیز ہوا کے اثر سے اس کے ساتھ اس کی بھی کافی مقدار آؤ کر برباد ہو جاتی ہے وہ کچھ بیج رہتی ہے وہ پہلی بارش میں بہ کر نکل جاتی ہے۔ اس طرح کھاد کا کچھ حصہ بھی کھیت میں نہیں بچ رہتا اور پڑا کھاد دینے والوں کی امیدیں دل ہی دل میں مغل حباب برباد ہو جاتی ہیں۔

دوسرا طریقہ جس پر لوگ عمل کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ گوبر کے پیچھے لوگ کھلی جگہ میں رکھ چھوڑتے ہیں وہ سال بھر تک برباد ہو جاتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں تو وہ سوکھ کر کڑی ہو جاتا ہے جب ایک دو بار پانی برس چکتا ہے تو لوگ اسے کھیت میں ڈالنا شروع کرتے ہیں۔ پہلے وہ اجزا جو گوبر میں موجود رہتے ہیں وہ بھی سوکھ کر نکل جاتے ہیں۔ جو کچھ بچتے ہیں وہ پہلی بارش میں نکل کر اودھ بہ کر نکل جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ گوبر کھیت میں نہ پاتا ہے وہ بھی اگر طبعاً ہی موت کر کھیت میں نہ ملا دیا گیا تو

بہت اچھی پالٹن ہوتی ہے لیکن یہ بالکل سڑی گلی نہیں ہوتی اس کو کھیت میں ڈالنے کے بعد تیار ہونے میں کچھ عرصہ لگتا ہے۔

کھا دے۔ اسکی تیاری میں خاص صرفہ نہیں ہوتا ہندوستان میں اور  
عکوں کی بہ نسبت تقریباً سب سے زیادہ مویشیوں کی تعداد ہے۔ اگر  
دودھ اتنا ہی نہیں ملتا جتنا کہ ملنا چاہئے تاہم کھاد کا کام اچھی طرح ہو سکتا  
ہے۔ ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کے پاس بھینسوں مویشی  
ہیں اور ان کے پاس چراگاہ ایک جگہ بھی نہیں ہے۔ سندھ و  
تین طریقوں میں پٹ سسٹم یعنی گڈھا کھو دکر کھاد تیار کرنے کا  
طریقہ نہایت اچھا ہے اور باگرام بینک سوسائٹی پوسٹ شکر گڑھ  
ضلع دکانو میں بھی خود تجربہ کرنے کا موقع ملا ہے اور اس طرح جتیا  
کی ہوتی کھاد تفصیل کے لئے بہترین ثابت ہوئی ہے۔  
کھاد کے متعلق مختصر ماکوہر کے بارے میں حسب ذیل کما  
مشہور ہیں۔

- (۱) گوبر اکھی پانی سڑے  
تب کھیتے میں دانا پڑے
- (۲) گوبر میلا نیم کی کھلی  
یہ سے کھیتی دوتا پھلی
- (۳) جیکر کھیت پڑا نہ گوبر

- (۴) اچھی کسان کا جائے دوہر
- (۵) کھاد پڑے تو کھیت نہیں تو کوڑا ریت
- (۶) کھاد پڑے تو ہو دے کھیتی
- (۷) تاجیں تو رہے ندی کی بیتی
- (۸) اسادھ میں کھاد کھیت میں جا دے
- (۹) تب پھر موڑی دانا پاوے
- (۱۰) کھادی کوڑا نہ پڑے اکرم لکھاڑ جائے
- (۱۱) رحمن کہے پھائے کے کھیت پانس پڑ جائے
- (۱۲) کھیتی کرے کھاد سے بھرے
- (۱۳) بسوئی کو ٹھلا میں لے دھرے

جانتے ہیں۔ جب گڈھا بالکل بھر جاتا ہے تو اسے بند کر کے کچھ دنوں کے  
لئے چھڑ دیتے ہیں۔ جب وہ بالکل سڑا جاتی ہے تو اس میں سے  
کھاد نکال کر کام میں لاتے ہیں۔ اسے گڈھے کو ہمیشہ چھتر سے ڈھکا  
رکھنا چاہئے گڈھے کی چنیدی اور چاروں طرف کی دیوڑولی پر خوب کھاد  
مٹی کی طرح لپیٹ دینا چاہئے۔ اسے ایک سال بعد کام میں لانا چاہئے  
یہ کھاد بہت اچھی ہوتی ہے اور فوراً اپنا اثر دکھائی دیتے ہیں۔

(۲) ہل سسٹم (Hill system) باہر میہ ان میں گوبر  
کوڑا، کھاس بھوس وغیرہ کا ڈھیر لگا دیتے ہیں اور اس ڈھیر پر دنا  
گھوڑ ڈالتے چلے جاتے ہیں جب یہ ڈھیر بڑا ہو جاتا ہے تو اسے کھیت  
میں ڈال دیتے ہیں۔ کھاد بنانے کا یہ طریقہ اچھا نہیں ہے اس طریقہ  
سے کھاد بنانے میں کھاد کے عمدہ اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔

عام حالات میں ہم کو صرف تین کھادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔  
ناشر و جن پونا ش اور فاسفورس بکسان ان کو بڑی آسانی سے  
استعمال میں لاسکتے ہیں۔ کسی دوسرے ملک کی کوئی چیز استعمال کرتے  
کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۰۰ پونڈ ناشر و جن ایک ایکڑ میں دینے سے  
تقریباً سب جنسیں آسودہ رہ سکتی ہیں حسب ذیل کھادوں کو حسب ذیل  
مقدار میں دینے سے ۱۰۰ پونڈ ناشر و جن کھیت میں پڑ جاتا ہے ان میں  
سے کوئی ایک دیدہ و۔

نام کھاد	مقدار ایک ایکڑ میں
گوبر	۲۰ من
پیشاب	۲۰۰
انڈی کی کھلی	۲۰
موہے کی کھلی	۵۰
کرخی کی کھلی	۳۴
سوڈا ناشریت	۸
آسوفاس	۵
بنوے کی کھلی	۵۰
نیم کی کھلی	۲۵
بھوڑ کا پاخانہ	۲۰۰
پائس	۲۰۰
کنڈے اچھے	۱۰۰
پونا ش ناشریت	۹
امونیا سلفیٹ	

سندھ رجسٹرڈ ایلا سٹانوں سے ظاہر ہے کہ گوبر کھیتی اور اچھی

# کہانی



## پہلا گناہ

(ایجناب رام اُجاگر دو بے)

سامان لے چلے

قلی نے جواب دیا: نہیں بابو جی، مردانی ہے۔ زنانی تو آگے  
ہے سرکار، آپ جیتھیں تو۔

(۲)

میں اسی الجھن میں تھا کہ خوش قسمتی سے بیٹھی ہوئی مورت ہلکی  
سی اٹھ اٹی لیتے ہوئے جھجک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بیکار فورٹ  
کر اس نے میری طرف ڈرا سا رخ کیا ہی تھا کہ میں نے نگاہیں نیچی  
کر لیں۔ دل میں ڈرتا بھی تھا کہ کہیں دو چار باتیں نہ سننی پڑیں۔  
میں نے انھیں دیکھا اور حیران رہ گیا۔ میرا اندازہ غلط تھا، قطعی غلط  
گویا میں خواب دیکھ رہا تھا۔ بیکار ساری باتیں میرے موافق نظیر  
مشتہ ہستی محترمہ نہیں بلکہ محرم نکلیں۔ یہ تبدیلی اس وقت کیوں مجھے  
پہنہ آئی اس کا فیصلہ میں خود نہ کر سکا۔

اب میں نے ذرا غور سے ان کے چہرے کو دیکھا ہی تھا کہ وہ  
بول اٹھے: ”آئیے بیٹھے۔ آپ کہاں جائیں گے؟“ لیکن جواب میں  
بغیر ہی پلیٹ نارم کی طرف گھبراتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ بار  
بار ٹکٹ سنبھالتے، کبھی آپ دروازہ بند کرتے کبھی باغیچے کی طرف  
بھاگتے اور کبھی گاڑی میں لگے ہوئے نوشوں کو پرہے کھڑک  
سے ادھر ادھر جھانکنے کی دیکھی گویا عادت سی ہو گئی تھی، عجیب کیفیت  
تھی۔ بات کچھ میں نہیں آتی۔ میں نے ابکی بار نظر جھانک دیکھا تو آگے  
ہست و فوف ہو گئی اور انھیں ایسا معلوم ہوا گویا میں اگلے روز  
واقعہ تھا۔ حالانکہ میں ابھی تک صحیح طور پر بھانپ نہ سکا تھا۔  
میرے پاس آکر بیٹھ گئے اور سوال پر سوال کرنے شروع کئے۔ ہلا  
تو آپ فیض آباد جائیں گے۔

(۱)

دو تین سال ہوئے ہو گئے کہ مجھے الہ آباد سے فیض آباد آنے کا موقع  
ملا۔ میں اسٹیشن کے پہلے پیٹ فارم پر گاڑی کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ دوسرے  
پر آ پہنچی۔ کسی طرح چل پانیا۔ آگے دیکھتا کیا ہوں کہ سامنے کے ڈبے سے  
مسافر زیادہ تعداد میں اتر رہے ہیں۔ امید ہوئی کہ جلد مل جائے گی۔ ایک  
کھڑکی کھلی تھی۔ میں نے قلی کو اشارہ کیا۔ اس نے سامان رکھنا شروع  
کیا ہی تھا کہ سیر کی نگاہ پورے ڈبے میں دوڑ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کوسوں  
ایک مورت کے سب اتر رہے ہیں، ذرا غور سے دیکھا تو شبہ ہوا کہیں یہ  
زنا نہ ڈب تو نہیں ہے۔ جلد ہی سے دروازے تک گیا لیکن کوئی آثار  
نظر نہ آئے۔ دروازے پر نہ کوئی تصویر تھی نہ تحریر۔ قالو نامیں ٹکٹ  
راستے پر تھا پھر بھی یہ پس پیش کیوں۔ اس کا فیصلہ میں خود نہ کر سکا  
اتنی دیر میں پورا ڈبہ خالی ہو چکا تھا۔ خیر! سامان تھا اور اگلی گیب  
ہستی۔

بینگنی رنگ کی ادنی مثال، جھللاتے تاروں سے کڑھی ہوئی  
مورت کبھی کناری ایسا عجیب رنگ دکھا رہی تھی اسے اسکا سر سے  
پیر تک اوڑھ کر بیٹھتا، کبھی دابے بانیں گھوم کر سمیٹے ہوئے نظر پھرتا  
اور اپنے کو تنہا پاکر کچھ جھکنا وغیرہ مختلف جذبات اور حرکات  
مجھے متحیر کر چکے تھے۔ میں الجھن میں تھا کہ ان کے ساتھ تنہا کون  
سفر کرے؟ ایسا کرنا کچھ آسان کام تو ہے نہیں۔ کئی وکیل اور  
تیر ستر آفت میں بڑھ چکے ہیں اور اب بھی یہ تیر ستر کیر میں اسی  
ادھر بن میں تھا کہ قلی نے اپنا کاد پورا کر لیا اور بولا۔ بابو جی ہر دو  
لے۔ لکھنؤ والی گاڑی کے مسافر دیکھیں۔ میں نے ذرا تیزی سے  
کہا۔ ارے پاگل ہوئے ہو۔ یہ تو زنانی گاڑی ہے کسی اور میں



امیشن پر رکتی تھی ویران کے چہرے پر دھواں چھایا رہتا اور ہزاروں بار بغلیں جھانکتے۔ دل تیزی سے دھڑکتا رہتا۔ ایک زمانہ سماں تھا۔ (۳)

کچھ دیر تک انکی مصنوعی ہمت ساتھ دیتی رہی لیکن آہستہ آہستہ اس نے پھر خاصا جواب دیا۔ اب آپ لگے ایک دیہاتی مسافر سے ٹھیکہ کرنے۔ اسے بھائی میری عزت بچ جائے گی تو آپ کا کیا کر دیا آپ کے پاس ٹکٹ ہے نا۔ چاند کو باہر کھڑے رہنا میں ٹھلکتا ہوا اونٹنا اور ٹکٹ آپ سے لے لوں گا۔ لیکن مجھ خوشامد کرنے پر بھی وہ وہی شس سے مس نہ ہوا اور ذرا بھی نہیں پسچا۔ وہ سب باتیں چھ سے چھپا رہے تھے لیکن میری نگاہیں اور کان میرا خوب ساتھ دے رہے تھے۔ ان کی خوشامدی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ مگر اگر وہ میری پرستی تھی۔ آخر کار یوں ہو کر میرے پاس پھر آئے اور ان کی کھانا مار کر دی۔ ایسے سوالات سے معلوم ہوتا تھا کہ انھیں کچھ سکون ملا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گاڑیوں کا سیل بھی یہیں رہتا ہے۔ اس حضرت بہت گھبرائے اب کاٹنے تو بدن میں خون نہیں رہتا تھا۔ یہ بیٹھنا ان کے لئے بھانسی کے کتنے پرچہ دھنا تھا گاڑی سے اتر کر پیٹاب کے بہانے ایک مجمع میں بیٹھے لیکن کب تک بیٹھے۔ ان کے کی دھوپ بڑھ رہی تھی۔ اٹھنا ہی پڑا۔

کبھی کبھی جب ڈبے کے نیچے سے پلیٹ فارم کی حرکت کا ٹھکانہ ٹھکانہ آتے جاتے دیکھتے تو ان کی حالت قابلِ رحم ہو جاتی۔ کبھی گاڑی بھی چلی اور روٹھی رہی۔ آدھ گھنٹہ تک کسی کے نام نہ آیا۔ دوسری گاڑی آئی چلی بھی گئی۔ اس نے بھی سیٹ دی لیکن بائوسا۔ یہ بھی باہر ہی بیٹھے تھے۔ انکو دشمن سیاہ دھڑکی پہنے ہوئے ڈبے سے ہٹنے کھڑا تھا۔ اسے دیکھتے دیکھتے ان کا چہرہ سیاہ پڑ گیا، انھیں دیکھ کر مجھ کو جو رحم آتا تھا۔ ایسی حالت میں ہوتے ہوئے آپ کی نگاہ کے ساتھ ڈبے میں داخل ہوئے بیٹھے اب تو معاملہ اور بھی بڑا ہی آئی ڈبے میں داخل ہوا۔ درجہ ٹکٹ جب کر کے میرے پاس ہی بیٹھ گیا۔ میری آٹھ ان کے لئے بھاڑ کی آٹھ تھی واہ مگر وہ میری تو بھی عجیب شے ہے لیٹی آئی صاحب کچھ اور ٹکٹوں کی جانچ کر کے اگلے امیشن پر اتر گئے اب کیا کہنا تھا۔ جناب بالکل خیر ہو گئے۔ فرمانے لگے۔ دیکھا آپ نے ہمت نہیں پڑی کہ ٹکٹ اگلتا ہوں تو میں پڑھتا ہوں کہ مذاق ہے۔

میں خاموشی سے سنتا رہا۔ کیونکہ یہ تو مجھے معلوم ہی تھا کہ آگے چل کر کیا ہوگا۔ ٹکٹ کلک اس ڈبے کو چپک کر گیا تھا اسے خیال تھا کہ اب پھر نہ آئیگا آپ بلکہ بیٹھے تھے اور پھرے پر قدم نہ کھینچا۔

لیٹی آئی فوراً میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا

میں نے جواب دیا۔ جی ہاں میں وہیں جاؤں گا۔ آپ نے پھر سوال کیا۔ کیا آپ ٹکٹ... کو جانتے ہیں۔ میں نے فوراً جواب دیا۔ جی ہاں جانتا ہوں۔ وہ تو فیض آباد کے چہرے پر دھندل میں سے ہیں۔ آپ کہنے لگے۔ میں انھیں کا بھتیجہ ہوں۔ ضرور تاملات پور جا رہا ہوں۔

میں نے پوچھا۔ آپ کیسے ملازم ہیں؟ آپ نے تیزی سے جواب دیا۔ نہ ملازم ہوں نہ ملازمت کروں گا۔ اور آبادیونیورسٹی کا طالب علم ہوں۔ آئندہ کیا کر دوں یہ کسے معلوم۔ جلد پوچھا بھی نہ کر سکے تھے کہ کیا ایک چوک پر ہے اور دگے امیشن کی طرف جھٹک کر دیکھیے۔ بھان گاڑی ایک منزل ختم کر چکی تھی لیکن پھر ایک نوجوان کے غیل کی پرواز سی کو نہ بھانپ سکا۔ مجھے اس کی سیما پائی پر افسوس تو نہیں ہوا لیکن ہنسی آگئی۔ میں نے پوچھا۔ ٹکٹ صاحب آپ اتنے بیچین کیوں ہیں۔ کیا پریشانی ہے؟ جی۔ میں ڈیپوٹی (بلا ٹکٹ) سفر کر رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں آپ کے ہاتھ میں شروع ہی سے ٹکٹ دیکھ رہا ہوں۔

انھوں نے ٹکٹ دکھلاتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں یہ صرف اور آباد ایک کا ہے۔ اس راز کو وہ صرف مجھ پر ظاہر کر کے دوسروں کو دھوکے میں ڈال رہے تھے۔ ہر وقت وہ اپنے انداز سے یہ ظاہر کر رہے تھے کہ انھیں کوئی فکر نہیں ہے۔ مجھے یہ بات سنکر ان پر بہت قہر آیا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ آپ بے ٹکٹ کیوں سفر کر رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا۔ اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ہم لوگ یوں ہی پلنگ اور فور پر جا یا کرتے ہیں۔ اگر ٹکٹ بیٹھے پھر تو اسی کے ہور ہیں پھر یونیورسٹی میں پڑھنے سے کیا فائدہ؟ جواب سنکر میں خاموش ہو گیا۔

کچھ دن چڑھا اور گرمی بڑھی۔ انھوں نے چادر اُتار ڈالی۔ ٹکٹ کا کرتا، اوئی جواہر جیکٹ، ہارنیک کینا بے کی نفیس سودیشی دھوئی، مٹی جیل، سیٹ پر فنیسی کپیل، کلائی پر سنہری گھڑی، جب میں غلامن بن اور آٹھ پر بلور کی چشمہ ان کی صحبت میں بھی چیزیں اپنی عزت کھو بیٹھی تھیں۔ سبھی ادا اس تھے ان حضرت کی صورت میں بہت کوئی مطابقت نہیں تھی۔ آپ بیٹھے اور حکمرانانہ زیادہ کوشش کرتے لیکن ان کی خفگی نہیں اونبے کی جگہ کھاتی تھیں پر ہنس رہی تھی۔

دین کارکن گویا ان کے دل کا بیٹھنا تھا جتنی دیر گاڑی

تین آپ دوست جو بلا ٹکٹ سفر کر رہے ہیں۔ بیچے انھیں میں صحیح سلا  
 باہر نکال دوں گا۔  
 "آپ ہی ہیں۔"

سیرانی ہی سمجھنا تھا۔ آئیے، بند کر دیجئے یہ ٹکڑے آگے بڑھے۔  
 باہری رستم غلبہ نظروں سے مجھے دیکھتا ہوا بیٹھ فہم پر اتارے  
 اور مجھے سلام کر کے ٹی ٹی آئی کے پیچھے چلے گئے۔ آن صاحب نے انھیں  
 عزت کے ساتھ اسٹیشن۔ سڑک پر سوار کیا۔ سڈن کے باہر کر دیا اور  
 انھیں ادب کے ساتھ سلام کیا۔ ان سے واپس آکر مجھے ایک رسید دیا  
 اس بات کو باہمی بخور دیکھ رہے تھے ان سے رہا نہ کیا میرے پاس

آئے اور کہنے لگے۔ میں آپ کا بھد ممنون ہوں یہ میری پہلی کوشش  
 باحاطت تھی۔ اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا  
 میں نے انھیں یہ کہہ کر رخصت کیا یہ تھا کہ صاحب یہ آپ کی پہلی  
 کوشش نہیں۔ اسے آپ اپنا پہلا گناہ سمجھئے اب ایسا نہیں کروں گا  
 زندگی ایسے ہی معمولی واقعات سے گزرتی اور جیتی ہے۔ وہ کہہ کر ہنسنے لگے  
 تھے کہ گاڑی چھوڑ دیں چلی گئی۔

تاریخ یہ بانگ خوش ہونے کے سبب پاس دوسرے ہفتہ میں ایک۔ وہ  
 آئے کا سنی کر ڈر پہنچا جس کے کو بن پر اس پیرا سے بے غریبی معافی مانگی تھی

## زمین سے پیداوار بڑھانے کی ریت

سید امام احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت ہیدکوارٹس کھنوی بونی  
 سی اچھی اور زیادہ سے زیادہ پیداوار دیتی ہے۔ یہ دھیان میں رکھنے  
 کہ پر پانچو زمین میں پیدا کرنے کی فکرتی تو اپنے آپ ہی دی ہے  
 لیکن فکرتی جانی تو اس فکرتی کے گھنٹے بڑھانے کا پورے پورا اعتبار  
 دیدیا ہے۔ کسان اگر لا پرواہی سے کھیتی کرتا ہے تو دھیس پیداوار بھی  
 پانچو اچھی کھاد حاصل کرنے کیلئے اچھے پشوو اور اچھے پشوو رکھنے  
 کے لئے اچھی زمین اور اچھی زمین کو رکھنے کیلئے مضبوط ہاتھ پیر  
 کسان بہت ضروری ہے کسان سب اچھائیاں حاصل کر سکتے  
 اگر اپنے کھیت اپنے پشوو اور اپنی کھیتی کو اپنی آنکھ سے دیکھے۔  
 انگریز کسان اپنے پشوو کی نگرانی میں بڑی توجہ دیتے ہیں  
 عرصہ ہوا جب میں ایک انگریز کسان کے یہاں اس کے فارم پر کام  
 کرتا تھا۔ کھیتی باری کی دیکھ بھال تو اس سے میرے سپرد کی  
 لیکن اپنے گوشائے کا انتظام اس فارم پر کام کرنے والے باوجود میرے  
 سپرد بھی نہیں کیا۔ ایک دن اچانک کہ ان دنوں ہاتھ پیر کے  
 گاؤں سے شہر جاتا رہا۔ بلایا اور اس دن اس نے اپنے گوشائے  
 کا انتظام کیا چلتے چلتے انھیں نے مجھ سے پوچھا کہ زمین کی صفائی  
 تو اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے گوشائے کی صفائی اور پشوو کے ہاتھ  
 پیر کے گوشائے کا انتظام کرنا۔ کسان زمین کے پیداوار سے زیادہ  
 میں نے چونکہ ہر ایک کام محنت سے کیا تھا۔ مجھے زمین کی صفائی  
 دیکھ کر خوش ہو گا کسان کے ساتھ میں فارم پر گیا۔ اس دن  
 کسان نے میرا بیان خوش خوشی سے اب کسان نے کوئی ایسا کام  
 رخ کیا اور گوشائے کا ہر ایک حصہ اور تمام بالوں کو دیکھا تھا  
 دودھ گھر میں میری صفائی کی تقریب کی۔ کسان کے گوشائے  
 پر کچھ شکن چڑھ گئی۔ گھر واپس آئے کھانے پر گیا۔ اس دن  
 کہا کہ بھائی تم بہت دستاویز تھے اور مجھے بڑی خوشی کہ تم گوشائے

امریکہ کے کسان کی فکرتی ایک تازہ چھپی ہوئی کتاب جسر فردری  
 ۱۹۲۳ء کی تاریخ پڑی تھی میری نگاہ سے گزری۔ اس کتاب میں زمین  
 سے اچھی پیداوار حاصل کرنے کے سلسلے میں ایک نہایت ہی اچھی سیکھ دلی  
 ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جتنی اچھی اپنا سے زمین یا کھیت کا بچاؤ  
 کر دے اتنی ہی اچھی پیداوار ہوگی۔ مثال کے طور پر اس کتاب  
 میں بتایا گیا ہے کہ ایک اچھے مینڈ بندے ہوئے کھیت سے مکانی  
 کی پیداوار ایک اچھے کھاد دے ہوئے کھیت کے مقابلے میں ۱۵  
 فیصدی زیادہ محض اس وجہ سے ہوئی کہ کھاد دے ہوئے کھیت  
 کی مٹی بارش میں بہہ جاتی تھی۔  
 جن دیشوں میں بارش تین چار مہینے کے اندر ہی ہوتی ہے  
 اور جہاں اکثر دنوں میں موسلا دھار بارش ہوتی ہے وہاں تو کھیت  
 کی حفاظت کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ ورنہ پیداوار بڑھانا ناممکن  
 ہوگا۔

اگر آپ تھوڑی زمین میں زیادہ پیداوار حاصل کرنا چاہتے  
 ہیں تو یہ بہت ضروری ہے کہ آپ کے پشوو یا جانور چاہئے دودھ  
 دینے والے گائے ہوں یا بیل جو تنے والے بیل نہایت ہی اچھی  
 طرح دیکھے جائیں اور ان کے کھانے پینے کا انتظام اچھا ہو۔  
 بچاؤ کے ہوئے کھیتوں میں مضبوط جانوروں سے جوانی  
 بچاؤ کرنا زیادہ پیداوار کی گارنٹی کرتا ہے۔ کھیتوں میں کام  
 کرنے والے جانوروں کے لئے دانے اور چارے کی افراد ادا کھانا  
 دینے پیدا کرنا کسان کا پہلا دھرم ہے اچھے بچاؤ کے ہوئے کھیت  
 اچھی شیار کی ہوئی زمین اگر اچھی کھاد یا جائیں تو سونے  
 نہیں سہانے کام ہوتا ہے۔ ایسی زمینوں کی فصلیں کیزوں  
 دیکھو اور باریاں سب کا مقابلہ کر کے کسان کو اچھی



پہلے آپکے صوبے کے آدمیوں کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ ان پھلوں سے لاکھوں غریبوں کا پیٹ ہی نہیں بھرتا بلکہ محنت کرنے والے آدمیوں میں وہ الش پختہ ہیں کہ جس سے ان کے سموں میں بھرنی چڑا اور تھک پیدا ہوتی ہے اور زیادہ محنت کے باوجود ٹھنک نہیں چلا پاتی۔ صوبے میں ان پھلوں کے کم ہوجانے کی وجہ سے دیہات کے لوگوں کی تندرستی پر خراب اثر پڑ رہا ہے۔ اگر آپ کو انسانوں سے محبت ہے تو دیہاتی پھلوں کی پیداوار کثرت سے بڑھائیے۔

بیر آپکے دیہات کا سبب ہے۔ امرود اور آم کے شوقین تو آپ بھی ہیں۔ جامن دیہات کا انگور ہے۔ جود دیہات کا کشمش اور شقی ہے کھل تو آپ ہی کھاتے۔ پتے ہیں۔ برہل اور سیل دیہاتیوں کے پیٹ کے لئے بہت مفید پھل ہیں۔ غلہ جات ترکاریوں اور پھلوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے محکمہ زراعت سے مشورہ لیجئے۔

ایک زمین میں دو تین سو سوں آلو ڈیڑھ سوں گاجر۔ تین سو ٹماٹر۔ ساڑھے سو سوں کی پھل۔ سوں کو جلی۔ ڈھالی سوں کم کھا اور تین سوں باہر نکالنے کی پھل تک آسانی سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ جھوٹے جھوٹے زمین کے باہر لکڑیوں میں پیٹتے۔ سوں بھرنی۔ اور اسی قسم کے زیادہ افراد سے پیدا ہونے والے معمولی پھل پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ عرض نہ ہر ایک چیز سیکڑوں سوں کی مقدار میں پیدا کر کے معنی نہ ہونے کہ ہزاروں انسان جھکا پوری اور جھوٹ سے اب تک پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ آسانی سے پیٹ بھر کھانا کھا کر غرت لگیں گے اور غریب اور امیر افراد سے ترکا۔ ہی اور پھل طور پر کھانا کھا کر ان کی نسل کی اچھی تندرستی بنائیں گے۔

بیکار اور کم حیثیت زمینوں میں کثرت سے بیر، امرود، آم، جامن، جود، کشمش، برہل، اور سیل وغیرہ کے باغ لگائیے۔ یہ دیہاتی پھل ایک ایک دخت میں منوں پھلتے ہیں اور بغیر کسی زحمت کے عیار ہو کر بازاروں میں کوڑیوں کے موٹے بکتے ہیں۔ یہ دیہاتی

## سوئڈن میں جسمانی ورزش

از جناب لی۔ این۔ مائیکر۔ لی۔ ای۔ ایس۔ افسر آن پشیل ڈیوٹی ٹھیکر کاؤں سسٹما۔ یو۔ پی۔

یہ ٹیکلے لٹاؤ۔ اسٹاک ہام میں اس کے اسکول کھولے گئے۔ ٹنگ کا خیال تھا کہ تعلیم اور علاج قومی دماغ میں ورزش کو اہم درجہ حاصل ہے اور شروع سے ہی ان تینوں ٹھیکر میں اسکی تعلیم دینا چاہئے لگی اسکی اسکول ورزش میں اعضا پر حرکت معمولی تناؤ پڑنا تھا سوئڈش تعلیم کے سلسلے میں ورزش کی اشاعت تو اچھی تھی پورے دنوں سے شروع ہوئی ہے۔

ٹنگ کی ورزش اس زمانہ کے علم الاحیاء کے مطابق تھی ماسک خبیالی تھا کہ ورزش کا فائدہ یہی نہیں کہ اس سے عضلات پڑھیں گا اثر پڑتا ہے بلکہ لوگوں اور دماغی تعلیم پر بھی زور پڑتا ہے آہستہ آہستہ سوئڈن کی اس ورزش کی دیگر ممالک میں بھی اشاعت ہوئی جہاں غلہ، جرمی، ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک کے افسروں نے اسٹاک ہام کے اسکول کا معائنہ کیا اور وہاں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۸۱ء میں لندن میں بھی اسی قسم کا ایک اسکول فینٹک اور اسکول ورزش سکھانے کے لئے کھولا گیا۔ ۱۸۸۲ء میں اسکول کی ضرورت کے مطابق ایک نیا کلب ایجاد کیا گیا۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ورزش کر سکیں۔ رودمرہ کی ورزش کے لئے ورزشوں کی سوئڈش تقسیم بھی پہلی بار استعمال میں لائی گئی۔

۱۸۸۱ء کے بعد جسمانی ورزش کے متعلقہ ادارے تیزی سے بڑھنے لگے اور فینٹک، تیرنے، ورزش وغیرہ کے مطابق ہونے لگے۔ بعد میں لوگوں نے ٹنگ کی ورزش کو آہستہ آہستہ اور زیادہ

جسمانی ورزش میں سوئڈن آج کل بہت آگے سمجھا جاتا ہے سوئڈن جسم میں جسم کے ساتھ ساتھ روحانی ورزش پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ میرا کہ سوئڈش ورزش کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ سوئڈش کی میں اس نے کس طرح ترقی کی۔ ورزش شروع کرنے والا۔ سی۔ ایچ۔ ٹنگ تالی ایک سوئڈن تھا۔ اپنے خیالات کو پختہ کرنے کے بعد ٹنگ نے جرمنی کی سیاحت کی۔ وہاں جدید ترقی کے تعلیم اور خصوصاً جسمانی کی تعلیم کے نظریے کو بالکل ہی بدل دیا۔ جرمنی کا ورزش کا طریقہ خام پوچھ اور میں کھیل دیکھا تھا۔ ٹنگ نے ورزش کے معلموں سے ملاقات کی، ورزش کو دیکھا اور اس موضوع پر غور و اہستہ مطالعہ کر کے سوئڈن واپس آیا۔

اس نے سوچا کہ اس سلسلے میں تعلیم سے کام کرنے کے لئے انسانی جسم کی ساخت کا مطالعہ حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اسلئے سوئڈن میں ایک میڈیکل کالج میں بھرتی ہو کر اس نے انسانی جسم کے متعلق بات چیت حاصل کیں۔ ٹنگ کا خیال تھا کہ ورزش اور جسمانی جسم کے قواعد میں یکسانیت ہونا ضروری ہے اس نے ورزش پر کئی محنتوں میں تعلیم کیا ہے (۱) قفر صبح کے لئے اور اسکول ورزش (۲) فوجی ورزش (۳) میڈیکل ورزش (۴) لطیف ورزش۔ ۱۸۸۲ء میں اس نے فینٹک ورزش اور گھوڑ سواری کی اشاعت کی اور گرمی میں اس کی تعلیم دینے لگے۔ لے ایک کورس کی تعلیم کی۔ ۱۸۸۳ء کے بعد اسکول اور فوج کے استادوں کو تعلیم

سوئڈش ورزشوں کے لئے دیوار کی چھڑ، متوازن شہتیر،  
محراب دار گھوڑے، رسی وغیرہ چیزیں ایجاد کی گئیں۔ جرمن آ  
متوازن سی چھڑ، پارچنٹیل بار، ترمیز وغیرہ میں گرمان کا اب استعمال  
کیا جاتا ہے کیونکہ سوئڈش آلات زیادہ مفید اور آسانی سے کام  
میں لانے کے لائق ہیں۔ سوئڈش طریقے میں جس حصہ پر اثر ہے  
اس کی زیادہ اہمیت سمجھی جاتی ہے اب لوجم کے حصوں پر اثر پڑنے  
کے مطابق تقسیم کیا گیا ہے ذکر جرم طریقہ طرح آلات کے مطابق  
لنگ کا مقصد یہ تھا کہ اسکا طریقہ کامل جسمانی ورزش بن سکے جس  
کے ہر حصے کی ترقی ہو سکے ان کے ذریعے اسکول میں ڈیکس پر بیٹھ  
کے چلے اور کو دور کیا جاسکتا ہے۔

پانچ سال سے نیکر ہر عمر کے عورتوں و مردوں کے لئے یہ  
ورزشیں ہوتی ہیں بچوں کے لئے خاص تعلیم دی جاتی ہے ان کا  
کام تکمیل پر منحصر رہتا ہے۔ بچوں کو جسمانی ورزش کی تعلیم قصوں  
ذریعے دی جاتی ہے۔ بچے ورزش کلاس میں آتے ہیں اور ایک  
معلمہ اس طرح شروع کرتی ہے۔

ایک دلچسپ قصہ سنا کہ وہ بچوں سے کہتی ہے کہ وہ جلد  
ہی اپنی دادی کو دیکھنے کے لئے گاؤں جائیں گے بچے معلمہ کو گھ  
کر اسکی نقل کرتے ہیں۔ پل بھر بعد وہ دوڑنے لگتی ہے اور زیادہ  
بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہیں جب لڑکے بیٹھ جاتے ہیں تو وہ  
برگھری دیکھنے کو کہتی ہے اور لڑکے اپنی گردن کو چاروں طرف  
گھمائے لگتے ہیں۔ جلد ہی خیالی ہوا چلنے لگتی ہے اور لڑکے درختوں  
کی طرح اپنی ٹہریں داہنے بائیں جھلانے لگتے ہیں اور اس طرح کا  
کی ورزش ہو جاتی ہے پھر ان سے ایک ایک ورزش کیلئے دیکھتی  
ایک شاخ پر چلنے کو کہا جاتا ہے اور انھیں بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک  
پل کو پار کر رہے ہیں جس کے دوسرے کنارے پر انکی دادی رہ  
ہے۔ معلمہ دادی بنتی ہے لڑکے اسکو سلام کرتے ہیں اور وہ سلام  
کا جواب دیتی ہے اس طرح انھیں تہذیب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے  
اسکے بعد لڑکے معلمہ کے ساتھ واپس آتے ہیں۔ اب سائنس  
کی ورزش شروع ہوتی ہے۔ معلمہ کہتی ہے کہ رخصت ہوئے  
سے پہلے ہم باغ میں جا کر پھولوں کی خوشبو سونگھیں لڑکے درختوں  
کو سونگھکر معلمہ کو سلام کرتے ہیں اور ہاتھ ملا کر رخصت ہوئے  
ہیں۔ اسی طرح لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اسکولوں اور کالجوں  
میں بھی ورزش کا انتظام ہوتا ہے ہر اسکول میں ورزش کے  
جدید ترین آلات ہوتے ہیں تاکہ ان کے جسم اور دماغ کی نشوون  
میں ترقی ہو سکے۔ باغ لوگ بھی ہفتے میں ایک یا دو اسکول ورزش  
کی مشق کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ورزش کلب، کھیل کے میدان وغیرہ ہوتے

بنایا۔ سوئڈش ورزش میں تین خاص باتیں ہیں۔

- ۱۔ ورزش کا روزانہ پروگرام
  - ۲۔ ورزش کی ترقی۔
  - ۳۔ اعضا کی حرکت کے لئے حکم الفا کا استعمال۔
- ورزش کا روزانہ پروگرام حسب ذیل طریقے پر تیار کیا جاسکتا  
ہے۔ شاگردوں کی ترقی کو دیکھتے ہوئے انھیں اور بھی زیادہ مشکل  
اور پیچیدہ بنایا جاسکتا ہے وہ طریقے یہ ہیں۔

- ۱۔ ابتدائی ورزش۔ مثلاً فول بنانا۔ آٹے سامنے کھڑے ہونا  
گھومتا، قدم چلنا وغیرہ۔
- ۲۔ بازو کا جھکا۔ اس میں پیچھے کی طرف بغیر کسی سہارے کے  
یا سہارے کے ساتھ جھکنا بھی شامل ہے انکا استعمال خصوصیت کے ساتھ  
بہتر کی جتنی کے لئے کیا جاتا ہے اور ان میں صرف ایک ہی اک کا استعمال  
کیا جاتا ہے اور وہ وال بار یعنی دیوار کے چھڑے کھلتا ہے۔
- ۳۔ سانس لینے کی ورزش۔ ان سے سینہ بڑھتا ہے اور  
سانس روکنے کی طاقت بڑھتی ہے یہ عموماً بازوؤں کی ورزش ہوتی  
ہے یہ رسی شہتیر وغیرہ پر کسی جائے والی سب سے مشکل ورزشیں  
ہیں۔ ان میں رسی پر چڑھنا سب سے مشکل ہے۔
- ۴۔ متوازن ورزش۔ ان میں زیادہ کیساں ورزش کی ضرورت ہوتی ہے  
ان سے جسم کی ساخت میں اصلاح ہوتی ہے۔

۵۔ کندھوں کی تحریک کی ورزش۔ ان میں بازوؤں کی  
ورزش بھی شامل ہے عام طور سے ان میں سینہ اور سر علیحدہ  
رہیں اسکا مقصد جسمانی چوڑی کرنا اور کندھوں کی خرابی کو دور  
کرنا ہے۔

۶۔ پیٹ کی ورزش۔ اس سے پیٹ کے عضلات کام کرتے  
ہیں۔ ورتوت باضمہ ابھی ہوتی ہے اور جسم کے اندرونی اعضا کے  
قدرتی سہارے ترقی کرتے ہیں۔

۷۔ پڑھ کو داہنے۔ بائیں جھکائے کی ورزش اس میں  
دونوں طرف گھومتا، پڑھ کو کھانا اور اسی طرح کی دیگر ورزشیں  
بھی شامل ہیں۔

۸۔ پیر کی ورزش۔ پیر کی ٹھکی ہوئی نشوں کو آرام دینے کے  
لئے ہوتے ہیں اس کے لئے عام مارچنگ اور دوڑنے کی ورزش کے  
کام میں لائے جاتے ہیں۔

۹۔ کودنے کی ورزش۔ ان میں کودنا سوئڈش محراب دار  
گھوڑے پر کرنا اور لڑھکے وغیرہ کی ورزشیں شامل ہیں۔

۱۰۔ سانس لینے کی ورزش۔ ان میں ایسی ورزشیں شامل  
ہیں جن میں سانسوں کی ورزش ہو۔ ان کا مقصد زیادہ مشکل  
کام کے بعد سانس کے فعل کو عام حالت میں لانا ہے۔

جن میں شہری نوجوانوں کو تعلیم دینے کے لئے ماہرین ملازم رکھے جاتے ہیں۔ اسکا نتیجہ ہوا ہے کہ سوئڈن کے باشندے تحصیل کے میدان ہر نہیں بہت مشہور ہیں سوئڈن میں برائیت اور جہوگ جیسے تیز دوڑنے والے ہوتے ہیں۔ بیگ نے ۱۵۰۰، ۲۰۰۰ اور ۵۰۰۰ میٹر کی دوڑ میں دنیا میں ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ سن ۱۹۷۰ء کے عالمگیر اولمپک میں اسکا نمبر ساتواں ہے۔

ورم کسانوں کے لئے بھی جہانی ورزش کی تعلیم دینے کی طرف پوری استعدادی توجہ دی جاتی ہے۔ ہر گاؤں میں ورزش کا انتظام ہے وقتاً فوقتاً ٹھیکر سکینٹ نیوین جیٹن ورزش منایا جاتا ہے اس میں اور دیگر مقابلوں اس میں گاؤں والے حصہ لیتے ہیں محکمہ جہانی تعلیم ورزش اور تفریح کا سر ملک میں خاص خیال رکھتا ہے۔ تفریح کے سلسلے میں دیہاتی اچھیل اور موسیقی پر زور دیا جاتا ہے تاکہ دن بھر کی محنت نے بعد کسان اپنا دل بہلا سکیں اس میں ارد کے لڑکیاں بوڑھے مدعو تیں بھی حصہ لیتے ہیں۔ گرمیوں میں میلے ہوتے ہیں جن میں ۱۰ سال سب کا مظاہرہ کرتے ہیں سوئڈن میں بیگ کی یاد میں بیگ تقریب منائی گئی۔ اسکے لئے اشاک ہام ہی موزوں مقام ہے۔ اس میں ہندوستان بھی مدعو تھا اور میں نے بھی ناچے کہ وہ ایک ہندوستانیوں نے اس میں شرکت بھی کی تھی۔ اس جشن کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

(۱) ۲۱ سے ۲۳ جولائی تک عالمگیر جشن ورزش۔

## غزل

(از جناب افکار نشان (دوی) جیم آبادی)

درد و اہم قسمت ہے پھر دل کو پریشاں کون کرے  
دل کے نہایت نازک وہ اور قصہ غم پر درد مرا  
خوش و اقرار مضطرب ہیں یہ ایک مطہیت کیا کم ہے  
نزدک جاں نشتر ہے اک شکوہ کس سے کس کا کون  
جوش بہاڑاں جوش جنوں کا خاص ہے اے ضبط مگر  
چمکے لئے تھی جینے کی حسرت آہ اسی نے منہ مٹا  
وہ نہیں آتے خیر نہ آئیں میوہ ہیں گے چپ ہو کر  
آہ و فغاں اور نالہ سوزاں کچھ بھی نہیں ہیں سب بے سود  
ساتی رحمتا ساغر دینا ر و فن محفل کچھ بھی نہیں

جان اسکی ہے دل اسکا ہے نغمہ و نالہ سب اس کا  
وہ ہی نہیں جب پیش نظر افکار کو غزل خواں کون کرے

جولائی ۱۹۷۳ء

(۲) ۲۳ سے ۲۷ جولائی تک فزیکل تعلیم کا آخرتس

(۳) ۲۹ جولائی سے ۱۷ اگست تک بین الاقوامی ورزش

کمپ۔

ہر ملک کی تیوں کے لئے انتظام کیا جاتا ہے۔ اس میں تیوں کے لئے تھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ بہت سے وقت اشاک ہام میں کھوتے اور لوگوں سے بہت چاہا جاتا ہے۔ سماجی اداروں کو دیکھنے یا ایک اداروں کی سیاحت کرنے اور ہائی جاز کے ذریعے ٹھوتے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس جشن میں سوئڈن برطانیہ ڈنمارک، بیلجیم، رومانیہ، ہنگری، یوگینڈا، پرتگال، ناروے، فن لینڈ، آئس لینڈ، جرمنی اور فرانسیس کی تیوں نے حصہ لیا۔ مختلف ممالک کی تیوں کیلئے علیحدہ علیحدہ اور اجتماعی مظاہرہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ سوئڈن شرم نے اپنے خاص مظاہرہ کے ذریعے عمر اور مدعویت کے حساب سے جہنا شک کی خاص کامیابی کو کھلایا۔ صحت کو قائم رکھنے کے لئے لنگ جہنا شک چھوٹے بچے سے لیکر بوڑھے تک کر سکتے ہیں۔

آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اپنے بین الاقوامی گرمی کے گرمی کورس، عورت و مرد کے لئے فزیکل کلچر کے کلچر اور جشنوں کے ذریعے سوئڈن اپنے ملک کے لئے فزیکل کلچر کے علم کو اب تک لہرا رہا ہے۔



## آپ کی خوراک

رنگروٹ۔ کیوں سقراط صاحب، کیا تندہستی کے بارے میں ابھی اور کچھ بتائیں گے؟

سقراط۔ ہاں کیوں نہیں۔ دیکھو تندہستی کا دوسرا سہرا اصول خوراک ہے جو کہ آپ کو اور آپ کے بال بچوں کو پوری یعنی نہ بہت زیادہ اور نہ کم اور ٹھیک قسم کی اچھی لمبی چاہئے۔ بہت سے امیر لوگ بھی یہ نہیں جانتے کہ ان کے لئے ٹھیک خوراک کون سی ہے اور اسی وجہ سے ان کو اکثر بدہضمی رہتی ہے اور جو کچھ وہ کھاتے ہیں وہ انہیں لگتا بعض لوگ شہائیاں کھا کر بھول کر گپا تو ہو جاتے ہیں لیکن ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ایسی خوراک نہیں کھاتے جس کو حفاظتی خوراک کہتے ہیں اور جو کہ آپ کو بیماریوں سے بچاتی ہے۔ آپ کی آنکھوں اور فالتوں کو سلامت رکھتی ہے، آپ کی ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے اور آپ کے بچوں کے جسم کو کھڑا نہیں ہونے دیتی بلکہ تندرست و توانا رکھتی ہے دیکھئے روشنی اور ہوا بھی خوراک ہی ہے جو کہ آپ کے جوڑ جوڑ کو مضبوط کرے اور آپ کو بیماریوں سے بچانے میں بڑی مدد کرتی ہے۔ یاد رکھئے ٹھیک خوراک نہ کھانے سے بہت سے لوگوں کی نظر کمزور ہو جاتی ہے، دانت خراب ہو جاتے ہیں اور ہڈیاں نرم ہو کر تھری ہو جاتی ہیں۔

حوالدار صاحب۔ واہ صاحب، یہ تو خوب سنائی۔ ذرا بتائیے تو یہ حفاظتی خوراک ہے کیا؟

سقراط۔ اچھا سنئے۔ میں آپ کو اس طرح سمجھتا ہوں کہ ہمارا جسم ایک بہت ٹھیک یعنی مشکل سے سمجھ میں آتیوالی شین کی طرح ہے اس میں بہت سے پیرزے ہیں اور وہ بھی شینوں کی طرح گھٹے پتے رہتے ہیں۔ دیکھئے جب کسی آئین کا کوئی چھوٹا پیسہ گھس کر بیکار ہو جاتا ہے تو آپ جھٹ اس کی جگہ دوسرا پیسہ لگا جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا بدن بھی اپنے روزانہ کے گھٹے کو خوراک سے پورا کرتا ہے لیکن اگر آپ ہر طرح کے گھٹے کو پورا کرنے کے لئے ٹھیک قسم کی خوراک نہ کھائیں تو آپ کے بدن کے کلی پرزوں کے گھساؤ کا بدل نہیں ہوگا۔

مطلب یہ کہ ہڈی یا پٹھے، دانت اور تلو خون سب کی خوراک الگ الگ ہے۔ اعلیٰ ہم اچھی اور مناسب خوراک نہ کھائیں تو ہمارے جسم مضبوط نہیں رہ سکتے اور صحت بھی نہیں کہ وہ ہر طرح کمزور ہوتے جائیں گے بلکہ بیماریوں کے ان جراثیم کا مقابلہ نہیں کر سکیں جو کہ ہمارے ارد گرد ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور جہاں سے موقع ملے وہیں سے ہمارے جسم میں اُل ہو کر حملہ کرنے کے لئے کسی کمزور جگہ کی ناک میں گئے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ خوراک جو ہمارے بدن کو مضبوط اور تندرست کرتی ہے اور ہم کو بیماریوں سے بچاتی ہے، حفاظتی خوراک کہلاتی ہے۔

حوالدار۔ اچھی صاحب پھر بچوں کو تو حفاظتی خوراک کی بہت ضرورت ہے کیونکہ بچوں کے بدن گھٹنے لینے کے ساتھ بڑھتے بھی تو رہتے ہیں۔

جعدار۔ ہاں، بالکل یہی بات ہے۔

سقراط۔ دیکھئے جب بچے پر دان چڑھ رہے ہوں اور اسکول میں پڑھ بھی رہے ہوں تو ان کی خوراک کی بہت دیکھ بھال رکھنی چاہئے ورنہ ان کو ایسا نقصان ہو پونے گا جو عمر بھر پورا نہ ہو سکے گا۔ اگر ان کے جسم کی پرورش کے لئے ٹھیک خوراک نہ دی جائیگی تو ان کی پوپا سیدھی پورے قد کی اور اچھی طرح نہیں بڑھیں گی۔ اگر ان کو آنکھوں کے لئے ٹھیک خوراک نہ ملے گی تو ان کی آنکھوں میں عمر بھر کے لئے کچھ کچھ خرابی آجائے گی۔

اگر ان کے دماغ کی طاقت کو سلامت رکھنے اور بڑھنے کے لئے اچھی اور معمول خوراک نہ ملے گی تو اپنے سبق یاد کرنے کرتے عمر بھر کے لئے ان کے دماغ میں کمزوری پیدا ہو جائیگی۔ اعلیٰ اور جو کچھ چاہئے کیجئے لیکن اپنے بچوں کی خوراک صحت اور تندرستی کا ہر وقت خیال رکھئے۔

سپاہی۔ لیکن سقراط جی، یہ کوئی ہمارا کام ہے۔ یہ تو بچوں کی ماؤں کا کام ہے۔

سقراط۔ بیشک ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن بھائی عورت کو پہلے یہ تمام باتیں بھی تو معلوم ہونی چاہئیں جو میں آپ کو بتانے والا ہوں۔ اس لئے کہ جب تک عورت کو ان باتوں کا علم نہ ہو اس وقت تک آپ لوگوں کو



کام کرنا ہوگا اور اگر آپ لوگ اس بیکار سے بچنا چاہتے ہیں۔  
حوالہ دار۔ تو ہم کو اپنی لڑکیوں کو اسکول میں بھیجنا چاہئے اور  
بڑی عمر کی عورتوں کو بھی ان باتوں کے سکھانے کا کچھ نہ کچھ انتظام ضرور  
کرنا چاہئے۔

سقراط۔ ہاں ضرور! اچھا تو ساری خوراکوں میں دودھ سب سے  
اچھی اور پوری خوراک ہے۔ لیکن جس طرح دودھ کا معاملہ ہے اسی طرح اور  
چیزوں کا بھی ہے۔ دیکھئے خوراک جننی سادہ ہوگی، جننی کم دیر تک چلے  
پھر نکالی جائیگی جتنے کم مصالحے ڈال کر اس کو کم بھونا جائیگا اور اس کے  
ساتھ انتہام کم کیا جائیگا اتنی ہی اس میں زیادہ طاقت ہوگی۔ یعنی خدا  
نے جو چیزیں ہمیں کھانے کو دی ہیں ان کی اصلی حالت کو جتنا کم بگاڑا  
جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

زنگر وٹ۔ کیوں صاحب! انتہام سے آپ کا کیا مطلب ہے؟  
سقراط۔ ارے بھائی یہ تو بالکل صاف بات ہے، دیکھو، کچھ  
چیزوں کا پینا پانا اور مزہ مصالحے ڈال کر چولہے پر چڑھا کر بھرتے  
بھجائے، اچھٹے چھٹے چھانکے کو ہی انتہام کہتے ہیں۔

سیاہی۔ لیکن دودھ کے ساتھ کون سا انتہام کرنا پڑتا ہے صاحب؟  
سقراط۔ واہ بھائی واہ! اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔ دیکھو  
کندہ رست گائے کے تھنوں سے نکلے ہوئے سادہ پکے دودھ میں  
سے زیادہ طاقت ہوتی ہے لیکن اس میں گڑ بڑی بھی بڑی  
مذاقانی سے ہو جاتی ہے اور بیاریوں کے جراثیم بھی سب سے زیادہ  
اچھی طرح دودھ میں ہی پھنپتے ہیں۔ سو بہت سے لوگ جن کو دودھ اور  
پرتوں کی صفائے شہرائی کا یقین نہیں ہوتا وہ دودھ گرم کر کے پیتے  
لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ دودھ کو پانچ منٹ سے زیادہ  
گدھا بالا جائے یہ بھی یاد رکھنے کے قائل ہی کسی بھی دودھ ہی جیسی مفید ہوتی ہے  
انہی سے بیشک خالص دودھ اور سی سے کم طاقت ہوتی ہے چاہے یا سٹھا  
سے بھی بدن میں خوب جان آتی ہے۔ کیونکہ اس میں سے صرف دودھ کا  
پانی نکال کر باقی تمام چیزیں جو ان کی توں سلامت رہتی ہیں جن کو  
خدا کی خوبی ہوتی ہیں۔

حوالہ دار۔ صاحب دودھ کی قدر تو ہم پہلے ہی اچھی طرح جانتے ہیں  
لیکن آپ کے اس بحث کا مطلب اب سمجھ میں آیا اور ہم اسے خوب اچھی  
سمجھ یاد رکھیں گے آئندہ ہم دودھ جتنا ہو سکے گا کم ایا لائیں گے اچھا  
اب اور چیزیں بھی تو بتائیں۔

سقراط۔ میں وہاں آگے نہ پوچھوں نہیں تو تم بگڑ جاؤ گے اور میں  
تعمیر ناراض نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس دوسری ضروری چیز کے کرنے  
میں ہمتاری ذات میں فرق آجائے گا۔

حوالہ دار۔ اسی صاحب بتلائیے تو ہمیں پتہ تو لگے وہ ہے کیا۔

سقراط۔ پھل نامہ سبزیاں بونا۔

جوانی

سیاہی۔ خدا سقراط جی لگے۔ وہی پہانی دلی کی باتیں کرتے۔ شاید  
آپ کو پتہ نہیں کہ اب ہم میں سے کوئی بھی پھل اور سبزیاں ہلے میں نہیں  
نہیں کرتا۔

سقراط۔ اچھا تو بڑی خوشی کی بات ہے پھر تو جتنا ہو سکے خوب  
سبزی اور پھل لگاؤ۔

سیاہی۔ کیوں صاحب کیا پھل اور سبزیاں بھی ایک دو مہرے سے  
گھٹیا بڑھیا ہوتی ہیں۔

سقراط۔ ہاں، کیوں نہیں پھل تو اپنے اپنے موسم میں ہوتے  
ہیں۔ پیچھے، تاریکی، مالتا، نیبو، کھٹے انار، پٹو اور خیر سے جو ہو سکے  
لگائیں سیتہ تو بہت جلد پھلتا ہے اور اس کی شاخیں بھی نہیں پھیلتی  
سو جن علاقوں میں یہ ہو سکتا ہو وہاں چھوٹے احاطے والے مکانوں

کے لئے تو یہ بہت ہی مفید ہے۔ اب سبزیوں کو لو عام طور پر سبزیوں والی  
سبزیاں سب سے اچھی ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچا جراب  
ٹما کر پھران کے بعد مٹھنویا یا سیم کھیرے گلدوزی، گھنیا، کدو، سینگ  
بھنڈی، لہسن، گندہ پاز، پھول گو بھی اور اسی قسم کی دوسری

چیزیں سب کے بعد سلجم مولی آلو اور اور اسی قسم کی سبزیاں لیکن  
خدا کے لئے آپ خاص خاص حفاظتی خوراک اور دودھ سے بنی ہوئی  
چیزیں حاصل کر کے ان کے ساتھ ایسا جتن ہیں کہ کیا کر کے ان سے  
طاقت ہی جاتی رہے دیکھئے سادہ آٹے اور ہاتھوں سے نکالے ہوئے

چلوان میں اور شبنوں کے نکلے ہوئے چلوان سے بہت زیادہ طاقت  
ہوتی ہے اور ساتھ ہی وہ سستے بھی ہوتے ہیں۔ عام طور پر کھانے  
کی چیزوں کو جتنا کم بکایا جائے اتنی ہی زیادہ ان میں طاقت رہتی ہے۔

جتنا ہو سکے آپ چیزوں کو کم بکایا کریں اور جب پکائیں تو حرارت سے  
زیادہ نہ لگائیں۔ کھانے پینے کی چیزوں اور دودھ کو گرم رکھنے کے لئے  
سوسائیکس سے زیادہ کام لیا کریں اور جن چیزوں کو زیادہ دیر تک بکاتا  
ہو اس کے ان کو بھی بھوسا کس سے بچا لیں۔ جب ہم خوش حال

گھر یعنی گھر سدھار کے بارے میں بات چیت کر لیں گے اس وقت  
ہم لوگوں کو بھوسا کس کے بارے میں سب کچھ بتلا دیں گے ہاں تو بہت  
سی سبزیاں مثلاً جراب اور ٹماڑ تو پکا کر کھانے سے کچھ ہی کھانا زیادہ طاقت

دیتے ہیں تو آپ ان چیزوں کو پکائی کھالیں، دالوں کے چھلکے، سبزیوں  
کے اوپر داسے پتے، آلوٹوں کے چھلکے اور سبزیوں کا شور با پانی  
جس میں سبزیاں جتنی میں بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ ان کو کھالینا چاہئے  
پھینکنا نہیں چاہئے۔ خدا کی بات ہوئی کھانے کی چیزوں کی اصل حالت  
کو جتنا ہی کم بدلا جائے اتنا ہی اچھا ہے سو آپ اصلی چیزیں کھالیں

پھوٹا ہوا اناج بھی سب بڑھیا اور اچھی خوراک ہے۔

سیاہی۔ سقراط جی بھلا یہ بھوٹا ہوا اناج کیسے ملے؟

سقراط۔ ارے بھائی یہ تو بالکل آسان ہے اس میں تو پوری  
لگنے نہ پھرنی۔ اناج کو جو میں کھٹے پانی میں بھگو رکھوں اس کی  
پانی میں سے نکال کر آپ کپڑے میں چھپکھپکھ

لیا کریں کہ آپ کو اور آپ کے بیوی بچوں کو اس کا ٹیکہ کتنی دفعہ اور کب کب کرانا چاہئے۔

حصہ، آنتوں کا بخار، اور پیش کی بیماریاں گندگی سے ہوتی ہیں وہ گندے پانی اور پیلے برتنوں اور برقی ٹیپی گندمی خوراک اور ہاں نکھو، اسے بھی بھینتی ہیں اس لئے آپ اپنے باورچی خانے میں نمکان اور مٹوں میں ہر جگہ صفائی ستھرائی رکھیں۔ گھادے گڑھے اور پائخانے باقاعدہ بنائیں اپنے کنوئیں کو ٹھیک ٹھاک کر لیں اور کنوئیں اور نل کے فالٹو نکال پانی کے لئے نالیاں بنالیں۔ آپ نے کتنی دفعہ دیکھا ہوگا کہ نل کے ارد گرد بہت سا گندہ پانی پڑا رہتا ہے جو رے رے کر رہتا ہے۔ پینچنا جاتا ہے اور پھر پمپ میں سے آپ کے پینے کے لئے پانی نکلتا ہے۔

اگر اس پاس کہیں یہ بیماریاں پھیل رہی ہوں تو آپ اپنے کنوئیں کو پمپنگ پاؤڈر سے ایک دم صاف کر لیں اور اس بات کی پوری پوری روک تھام کر دیں کہ ہر شخص اپنا اپنا گھڑا پاؤڈل کنوئیں میں ڈالے یعنی صرف ایک ہی ڈول رسی سے سب لوگ پانی کھینچا کریں۔

جب کوئی آدمی ان بیماریوں سے بیمار ہو جائے تو اس کی خبر اپنے پاس کے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب یا ہیلتھ انسپکٹر کو ایک دم کر دیا کریں پھر جو کچھ وہ بتائیں اس پر پوری طرح عمل کریں اور جتنی بن پڑے ان کی مدد کیا کریں۔ اگر کسی کو ہیضہ یا آنتوں کا بخار ہو تو آپ خود بھی اور گاؤں کے ہر چھوٹے بڑے سب کو ٹیکہ لگوائیں۔

پلیگ کی بیماری تو جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے جو ہوں کے پسوؤں سے پھلتی ہے جب کوئی چوہا پلیگ سے مر جائے تو اس کے جسم سے ڈر کر آپ کے بستر وں اور کپڑوں میں نیگا بھڑکلائی اپنے آجاتے ہیں یہ بھی آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو بے روشنی سے بھاگتے ہیں اور میل پھیل پر جان دیتے ہیں سو آپ کے مکانوں میں اگر روشنی اور ہوا خوب آئے اور صفائی ستھرائی اچھی ہے تب ہم بکس کھینچا منڈا لینی کھڑیاں وغیرہ فرش سے کٹی اٹھ اپنے اور دیواروں سے کٹی اٹھ جٹا کر رکھے جائیں تو آپ جو ہوں کی بھرمار سے بچ جائیں گے اور آپ کے گاؤں میں پلیگ پھیلنے کا خطرہ بھی بہت کم ہو جائے گا اگر ان باتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ کے مکان اصطلیل اور گودام میں چوہے ہوں تو آپ بلیاں پالیں اور چوہوں کے پتھر سے بھی لٹائیں۔

جون ہی جو بے مرضے لگیں یا کسی کو پلیگ ہو جائے تو آپ اپنے پاس کے ڈاکٹر صاحب یا ہیلتھ انسپکٹر کو خبر کر دیں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو جس طرح وہ کہیں اسی طرح آپ کریں اور جتنی آپ سے ہو سکے ان کی مدد کریں آپ ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ وہ آپ سب لوگوں کو پلیگ کا ٹیکہ لگا دیں اور جب وہ اس کام کے لئے تیار ہو جائیں تو آپ میر

اس کو تر کھو یعنی اس پر پتھور پتھور یا پانی پھرتے رہو اور جب وہ چھوٹنے لگے یعنی جب اس میں سے نئے نئے کپس نکلتے لگیں تو اس کو کچا ہی گڑیا ٹیک کے ساتھ کھا دیتے اور اور اناج اور دالوں کو اسی طرح آٹا کر دیکھو پھر جو سب اچھا لگے وہ کھایا کرو دیکھنا چھوٹے ہوئے اناج کو بچا کر مت کھانا نہیں تو اس کی بہت سی طاقت ہی جاتی رہے گی۔ یہ چند باتیں ہم نے آپ کو ان کام کی باتوں میں سے بتا دی ہیں جن سے آپ کو اچھی سے اچھی اور سستی سے سستی خوراک مل سکتی ہے۔ اگر آپ ساری باتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں تو جبرار صاحب کو آپرٹو سوسائٹیز کو منس روڈ لاہور کو خط لکھ کر ایک کتابچہ اس کا نام ”پرورش آپ نوڈو ویشیج“ ہے (یعنی خوراک کی اصل طاقت کیسے کیسے قائم رہ سکتی ہے) اور جو مفت ملتا ہے منگا کر پڑھ لیں۔ ہاں خوراک کے بارے میں یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ خوراک صاف ستھری رکھی جائے آپ لوگوں میں سے تو بہت سے اپنے کھانے پینے کی چیزیں جالی والی کڑی کی ڈولی میں رکھتے ہیں جو لوگ ایسی ڈولیاں نہ خرید سکتے ہوں نہ خود بنا سکتے ہوں ان کو چاہئے کہ کھانے پینے کی چیزوں کو پھر دانیوں کی حالی یا ٹنل سے ڈھک کر رکھا کریں ایک اور بات یہ بھی ہے کہ کھانے کو جتنا ہو سکے ٹھنڈے میں رکھا جائے تاکہ ٹرے سے نہیں۔

## ۱۱. چیچک اور وبائی بیماریوں سے بچنے کے ٹیکے

رنگر ڈٹ۔ کیوں صاحب ابھی کچھ اور بتلانا باقی ہے۔ سقراط۔ ہاں بس اب ایک اور قارئین بتلانا چاہتا ہوں چیچک اور وبائی بیماریوں کے ٹیکوں کے بارے میں ہے۔ ان کو آپ خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور میرے بتلانے سے بھی زیادہ باتیں ان ٹیکوں کے بارے میں آپ لوگ فوج میں سیکھ لیتے ہیں۔

دیکھئے ہر ایک بچے کو دو تین مہینہ کا ہوتے ہی چیچک کا ٹیکہ لگانا چاہئے اس کے بعد ہر ایک بچے کو پچیس یا تیس سال کی عمر ہونے تک ہر پانچویں یا چھ سال برابر ٹیکہ لگتا رہنا چاہئے اور اچھی بات تو یہ ہے کہ اس عمر کے بعد بھی چند سال چھوڑ کر ٹیکہ لگواتے ہی رہنا چاہئے۔

جب کبھی آپ کے یا اس پاس کے گاؤں میں وبائی بیماریاں۔ مثلاً پلیگ، ہیضہ اور آنتوں کے مرض پھیل جائیں یا پھیل رہی ہوں اس وقت آپ کو اگر کبھی کہیں سفر کرنا پڑ جائے تو آپ کو ان بیماریوں سے بچنے کا ٹیکہ ضرور کراینا چاہئے اور ہاں جب کبھی بھی آپ کسی بڑے سیٹھ فیملی میں جایا کریں تو پہلے ہی سے کاٹیکہ ضرور کرایا کریں اور آنتوں کے بخار کے بارے میں آپ اپنے پاس کے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب سے پوچھ



کچھ ایک انجمن امداد باہمی برائے علاج بنالیں اور سرکار اور ڈاکٹر  
جوڑ کی سر سے ایک نیا ہسپتال اپنے گاؤں میں کھلوائیں۔

سپاہی۔ ہاں صاحب ہم نے اس بات کی بھی گرہ باندھ لی اور  
اس کو بھی نہ بھولیں گے۔

حولدار۔ اور اپنے بچا بچا کر بھی کئے ہوئے روپیوں میں سے  
کچھ روپیہ اس کام میں خرچ کر دینا بھی بہت اچھی بات ہے۔  
سقراط۔ ہاں، سنئے، دیکھ تحفیت میں جیسے آپ ہسپتال جاتے  
ہیں ویسی ہی لپڑی چوڑی کو بھی لے جایا کریں۔

سپاہی۔ صاحب پیروی کو کیت لے جائیں وہاں کوئی لینڈی  
ڈاکٹر تو ہے ہی نہیں۔

سقراط۔ اس پاس۔ سی گاؤں یا شہر میں لینڈی ڈاکٹر نہیں  
تو اس کے لئے بھی ایک انجمن امداد باہمی بنالیں اور اپنے گاؤں  
میں لینڈی ڈاکٹر کے آئے کا بندوبست کر لیں اور ہاں آپ اس کا

بیورو بندوبست کریں کہ آپ کے یہاں کی ساری دوائیاں بھی باندھ  
کام سہجی ہوئی سند یافتہ ہوں ہم ان کے بارے میں پھر بھی بات  
نہیں کر سکتے یاد رکھئے ڈاکٹروں اور سند یافتہ دائیوں پر یہ  
فرض کرنا بہت اچھا ہے۔

پس اگر سرکار آپ پر کچھ ڈاکٹری فیس بھی لگا دے اور دوا  
کی بات بیا کرے تو آپ خوشی خوشی دیدیا کریں۔ کیونکہ اس کام  
پر یہ سب سے بڑا شادی عمی کی رسموں اور مقدمہ بازوں پر  
توجہ کرنے سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔ یوں سمجھئے کہ جتنا زیادہ روپیہ  
آپ اس کام میں صرف کر سکتے اتنا ہی زیادہ ڈاکٹر آپ کے دیہات میں  
آیا کریں گے۔

تندرستی کا بیان ختم کرنے سے پہلے میں آنکھوں کے بارے  
میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ خدا نے ہم میں سے ہر ایک کو دو آنکھیں  
دی ہیں۔ اگر ہم ان کو کھودیں تو ہمیں اور آنکھیں نہیں مل سکتیں  
اس لئے ہمیں ان کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے اور بچوں کی آنکھوں  
کی تو خاص طور پر بہت دیکھ بھال کرنی چاہئے۔ آنکھیں گندگی کی گھیر  
اور دھوئیں سے خراب ہوتی ہیں۔

گندگی اور گھیروں سے آسانی سے بچایا جاسکتا ہے اور مکان  
میں چڑھوں پر بھی بنانا بھی کچھ مشکل نہیں پس اگر آپ اپنے گھروں  
اور دیہات کی دیکھ بھال اسی طرح رکھیں جس طرح میں نے بتایا ہے  
تو آپ کے بچوں کی آنکھیں ان سے بہت اچھی ہوں گی جو گندے  
مکانوں اور دھوئیں والے مکانوں اور اطراف میں رہتے ہوں۔  
آنکھوں کا پورا بیان کتاب ”بہترین دیہات“ کے صفحہ ۱۱۵  
پر لکھا ہوا ہے آپ پڑھیں لیکن سوئی ہوئی باتیں

(۱) صفائی (۲) ٹھیک خوراک (۳) ٹھیک  
آنکھوں کی بیماری اکثر ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ کچھ  
یہ بیماری بچیلانے میں خاص جتن دیتی ہیں سب سے پہلی ایک ہی  
کپڑے کے ٹکڑے سے ایک سے زیادہ آنکھ صاف کرنے سے بھی  
بہی نصیبت پیش آتی ہے اس لئے جب آپ کسی بچے کی آنکھ صاف  
کیا کریں اور دیکھنا بھی ہر روز چاہئے، بلکہ ضرورت پڑے تو دن میں  
کئی بار صاف کرنا چاہئے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے بچوں کی آنکھیں  
ان کے کپڑوں، کرتے، دھوئی، کپڑی، ساڑی یا معمولی تولیوں سے  
نہ صاف کیا کریں بلکہ خاص روئی کے پٹا ہوں یا کپڑے کی دھجی سے صاف  
کیا کریں اور اس پٹا یا دھجی سے ایک سے زیادہ آنکھ نہ صاف  
کیا کریں۔ ہر ایک آنکھ کے لئے الگ الگ پٹا یا وغیرہ استعمال  
کیا کریں۔ آنکھوں کے دھونے کے لئے ٹھنڈی چائے یا آٹھا  
اور پانی بہت اچھی چیزیں ہیں۔

سب سے پہلی آنکھوں میں کچھ تحفیت ہو جائے یا آپ ہی  
کو اس کی آنکھوں میں کچھ خرابی نظر آئے تو بچے کو فوراً ڈاکٹر کو  
کہا دیجئے۔ کسی اتار ڈی یا ایم حکیم کے پاس سرگز نہ لیجائے۔  
ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ لوگوں کو ان دو باتوں کا  
ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔

ایک تو یہ کہ تمام بھائیوں سے بچانے والی سب بڑی چیزیں  
صاف تازہ ہوں اور دھوئی اور ٹھیک خوراک ہیں۔ دوسری یہ کہ بڑی عمر کے  
لوگوں کے غلبے میں بچے زیادہ بیمار پڑتے ہیں پس یاد رکھئے آپ کو  
لا پرواہی و گندگی اور جہالت کی سزا آپ کے بیگناہ اور معصوم بچوں کو  
نہ پہنچتی پڑے۔

صحت اور سہولت سی کے بارے میں بہت سی باتیں ہیں لیکن ابھی  
اتنا ہی بتا دینا کافی ہے۔ باقی پھر کبھی دیکھا جائیگا۔ صحت اور تندرستی  
کی بہت سی باتیں تو آپ کو کتاب ”بہترین دیہات“ کے کچھ حصوں میں پہلے  
رنگ کے کرٹ افرس میں اور بہت سی کتابوں میں مل سکتی ہیں جو آپ  
کے سول کے حکیم کے پاس مل سکتے ہیں۔

جب آپ لوگ فوج سے اپنے گھروں پر جائیں تو آپ اپنے پاس  
کے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب اور ہیلتھ افسر صاحب سے ضرور ملتے  
رہیں اور ان سے کہتے رہیں کہ اچھی اچھی دوائیں اور منید بایں آپ  
کو زبانی بتاتے رہیں یا ڈاک کے لئے کہہ کر بھیجے رہیں جن سے آپ اور  
آپ کے بال بچوں کے تندرست رہنے میں مدد ملے۔

یہ کچھ ہوئے سقراط نے اپنا بیان ختم کیا کہ زندگی میں تندرستی  
سب سے بڑی چیز ہے۔ صحیح تو یہ ہے کہ تندرستی ہی زندگی ہے۔ پہلے  
جتنا بھی وقت اور روپیہ تندرستی کی بات کیجئے اور اس کی مشق کیا  
پر پہنچے ہو وہ بیکار بھی نہیں بننا۔

(کرٹ افرس میں)

## گائے کیسے دودھ پاتا ہے

(از جناب بھگد پر ساد سکسینڈ)

جب گائے کو بغیر بچہ کے دودھ پاتا ہے تو دودھ کی پہلی کچھ دھاریں زمین پر پھوٹ دینی چاہئیں تاکہ جو ہر اٹھ مہینوں کی نئی میں حج ہو سکے ہوں وہ نکل جائیں اور دودھ میں نہ ملے پائیں۔

ڈنارک کے ایک معالج حیوانات مشہور گل ڈنارک سے دودھ دھونے کا ایک نیا طریقہ ایسا دیا ہے اس پر عمل کر کے دودھ نکالنے کے پہلے کئی بار آئین کی مالش کرتے ہیں۔ اس سے دودھ بھی زیادہ نکلتا ہے اور جو بیاریاں آئین سے پوری مقدار میں دودھ نہ مل سکنے کے باعث ہو جاتی ہیں وہ نہیں ہونے پاتیں یہ ضرور ہے کہ اس عمل میں زیادہ وقت اور زیادہ محنت لگتی ہے۔

دوبائی ہمیشہ ایک مقررہ وقت پر کرنی چاہئے۔ پہلی دوبائی سے دوسری دوبائی میں بارہ گھنٹے کا وقفہ ضرور ہونا چاہئے۔ دودھ دہنے سے مویشی کو خوشی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ صحبت سے پیش آئے پر وہ خاموش کھڑے کھڑے سب دودھ نکال دیتا ہے۔ مویشی اپنے دودھ کی تبدیلی فوراً تاڑ جاتے ہیں۔ اگر دودھ والا ناٹھی ہوتا تو دودھ کی بہت نقصان ہوتا ہے۔ جہاں ملک میں بائیں جانب بیٹھ کر دودھ کا طریقہ ولایت کے طریقہ سے اچھا ہے۔ ایک تو مویشی کے قریب بائیں طرف سے جانا آسان ہوتا ہے دوسرے دایہ سے دودھ پاتا ہے اور دودھ نکالنے میں ہوتا ہے۔

دودھ بغیر جوڑ یا کوٹ کے صاف تھرا ہونا چاہئے۔ ایسے برتن جلد صاف ہو جائے ہیں اور ان میں دودھ نہیں رہنے پانا چاہئے یا پستل کے قلعی دار برتن اچھے ہوتے ہیں۔ تانبے کے برتن کا بھول کر بھی استعمال نہ کرنا چاہئے۔ برتن گزل شہ کا ہوا اور اس پر صاف کپڑا بانٹ کر دودھ دینا چاہئے۔ کھلے ہوئے مند واسے برتن میں جہاں میں آؤتے ہوئے ہر اٹھ آسانی سے پلے جاتے ہیں۔ جو آگے چل کر دودھ کو خراب کر دیتے ہیں۔ ان برتنوں کو ہمیشہ کھولتے ہوئے سوڈا بنے پانی سے دھونا چاہئے اس سے جراثیم کا خطرہ جاتا رہتا ہے دودھ میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے گائے کا دودھ دیکھ بڑھایا جائے۔ اس مسئلے پر کئی لحاظ سے غور کرنا چاہئے۔ دراصل گائے ہمیشہ کا دودھ قدرت نے انسان کے لئے نہیں دیا بلکہ ان کے بچوں کے لئے دیا ہے۔ انسان اپنی خود غرض کی وجہ سے گائیوں اور بھینسوں کا دودھ لیتا ہے اور اس نے اپنی عقل سے ہی گائیوں اور بھینسوں کا دودھ بڑھایا ہے تاکہ مویشی کے بچہ کو بھی دودھ مل جائے اور وہ خود اپنے بال بچوں کے لئے بھی نہ سنا میری یا جنگلی بھینس آج بھی دودھ دیتی ہے بچے کے لئے۔

گائے کا دودھ پاتا بھی ایک فن ہے۔ اس کے ماہر نہایت آسانی اور تیزی سے گائے دودھ دیتے ہیں اور گائے کو شروع سے آخر تک کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ دودھ دہنے سے پہلے بچہ کے دودھ پلانے سے گائے خود ہی دودھ اتار لیتی ہے اور اس لئے بچہ کے کہ جتنا دودھ پلاتا ہو پلے ہی پلا دینا چاہئے۔ بعد میں نہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ بغیر بچے کے گائے دودھ پائے اور زائے یا چارہ دیکر اسے تیار کیا جائے۔ اس میں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کے مر جائے پر گائے کو دودھ دہنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور نہ دودھ ہی کا نقصان ہوتا ہے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جہاں گائے نہ تو خود صاف رہتے ہیں اور نہ جانور کو صاف رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے دودھ میں صفائی نہیں رہتی۔ دودھ ایک ایسی نازک چیز ہے کہ اس پر بہت جلد خوشبو، بدبو، سردی اور گرمی کا اثر پڑتا ہے۔ اس میں گائے کے ساتھ بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے تاکہ اس میں کسی قسم کی غلٹی نہ پیدا ہو۔ دودھ دہنے وقت ہتھیلی میں بار بار دودھ یا تھوک لگانے کا رواج بہت گندہ ہے۔ گائے کے گندے ہاتھوں میں موموتا کو کب زبردی ہوتی ہے وہ سب دودھ میں نقل ل جاتی ہے اور صحت کے لئے ہمیشہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ دودھ کا عام رائج طریقہ بھی مویشی کے لئے بوجہ خطرناک ہے۔ دودھ دہنے والے ہتھوں کو زیادہ انگلیوں سے پکڑ کر انگوٹھے کو دوسرے ہتھوں اور تھوڑے سے بیچ میں رکھتے ہیں اور ہتھوں کو پکڑ کر زور سے کھینچتے ہیں۔ اس سے ہتھوں میں ناخن گر جانے کے باعث زخم ہو جاتے ہیں اور ہتھ بڑھ جاتے ہیں نیز ان میں گندھیاں پڑ جاتی ہیں۔ اکثر منہ بند ہو جاتا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے گالا اپنے ہاتھ دھو کر صاف کرے۔ اس کے بعد بچہ کے کہ جتنا دودھ پلاتا ہو پلا دیا جائے۔ پھر ہتھوں کو دھو کر صاف کرے۔ اس سے پوچھ کر دودھ پاتا شروع کیا جائے۔ دودھ دہنے وقت ہتھوں کو ہاتھ سے پکڑ کر اسے انگلیوں اور ہتھیلی کے بیچ میں دبانا چاہئے۔ ہتھ نہیں چاہئے۔ بار بار جلدی جلدی دبانے سے دودھ نکلتا ہے۔ اس پر رادو ہنا (Radouhna) کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ (چونکہ چونا) کہلاتا ہے۔ اس میں پہلی دو انگلیوں اور انگوٹھے سے ہتھ پکڑ کر انھیں پوری لیائی تک کھینچتے ہیں۔ اس طریقہ پر خاص طور سے اس وقت عمل کیا جاتا ہے جب جانور کے ہتھ چھوٹے ہوتے ہیں یا دوبائی ختم ہوتے پر آخری دھاریں نکالنی ہوتی ہیں۔

بیٹ بھر جائے۔ اگر ان میں ضرورت سے زیادہ دودھ ہو تو ان کا تھن  
 بھی بڑا ہوتا اور ان میں جھانکے میں وقت ہوتا اور وہ اپنے ذہن  
 کے ساتھ میں جھانکے جلد آجاتی اور اپنے قدوتی لحاظ سے بڑی بات تو یہ  
 کہ گائے کا دودھ اس کے بچے کی ضرورت کے لحاظ سے کم یا زیادہ ہوتا  
 ہے۔ یعنی اگر کسی گائے کا بچہ کسی طرح نسل کے حساب سے بچے چھوٹا  
 ہو جائے تو گائے کا دودھ بھی ضرور کم ہوگا۔ اس لیے اس بات  
 کی ضرورت ہے کہ گالوں کے بچے اچھے ہوں اور یہ اس وقت تک  
 ہے جب گائے کے مقابلے میں نشانہ آچھ نسل کا ہو۔ اگر گائے بڑی  
 ہوئی اور سانڈ معمولی اور خراب نسل کا تو ان کے اختلاط سے ان  
 کے بچے چھوٹے کمزور اور خراب ہوں گے اور گائے دودھ کم دیگی۔  
 عمدہ نسل کی گائے اور سانڈ کے اختلاط سے بچے بھی اچھے ہوں گے  
 اور گائے کا دودھ بھی زیادہ ہوگا۔

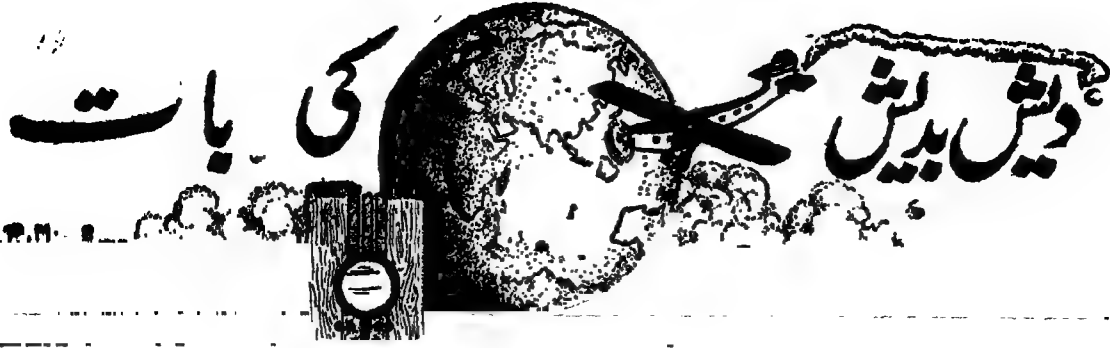
دودھ کم دینے کا ایک سبب خراب بچہ ہونے اور دانے و چارے  
 کی کمی بھی ہے۔ دودھ دینے والے مویشیوں کی صحت کی ترقی کے لئے  
 عمدہ قسم کا دانہ اور چارہ ملنا ہی چاہئے۔  
 تیسری بات یہ ہے کہ گائے کو دودھ زیادہ دینے والی بنانے کے  
 لئے اس کی دیکھ بھال بھیجیں ہی ہو کرنی چاہئے۔ بکین میں بھوک سے  
 ٹوٹا ہوا گائے ہونے پر دودھ نہیں دیتا۔  
 دودھ کھانا کم دودھ بڑھانا ٹھیک نہیں ہے عام طور پر چارہ  
 دینے سے دودھ خود بخود بڑھ جاتا ہے۔  
 دیہات میں عورتیں بال سنوار کر کھنسی سے بچے ہوئے بالوں کی  
 گونی سی بناتی ہیں اور انھیں کسی دیوار کے سوراخ میں یا کسی بل میں  
 کھوس دیتی ہیں۔ یہ بہت غلط طریقہ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی گائے یا بھینس  
 دوتیں نزلہ بال نکل لے تو اس کا بچہ ناکل ہو جاتا ہے۔ اس سے بچھڑے ہوئے  
 بالوں کو سنبھال کر رکھنے یا پھینکنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ انھیں  
 جانور نہ کھا سکیں۔

## ہوائی جہاز

(انورزا ہادی صاحب)

اے پرندہ خوبی ہو جاتا ہے جب تو پر نشان  
 دیکھتے ہیں ٹکٹکی باندھے تھے اہل جہان  
 اب ہوا میں اڑتے والے اے پری پیکر جہاز  
 ہاں دکھا دے آج چل کر مجھ کو سیر آسمان  
 یوں اڑیں گے وہم بھی ہوتا تھا اس باب میں  
 آج دکھلایا ہے بیداری میں تو نے یہ سماں  
 کوئی قوت روک لے تجھ کو بہت دشوار ہے  
 دل ہوا کا تو نے برمایا ہے وہ رفتار ہے  
 اُس کی قدرت ہے یہ نظارے کہاں اور ہم کہاں  
 چڑھ رہا ہے موسم گرما میں پارے کی طرح  
 قابلِ تظارہ ہے تیری ترقی کا سماں





## دنیا کے اہم واقعات

(انڈیانا ہمارے ہمارے ہمارے)

سے بڑھ کر جنوبی فرانس اور بلقانی دیا صحتوں میں داخل ہوئے کامر قہ  
لے گا اسی لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حرمین فوجیں یورپ پر زبردست  
مقابلہ کریں گی کیونکہ وہ بچاؤ کا قدرتی محاذ بھی ہے اس وقت تک  
نصف سے زیادہ اٹلی پر اتحادیوں کا قبضہ ہو گیا ہے جو بڑھتا ہی  
چلا جاتا ہے۔

نومبر میں صدر امیکہ کا جو انتخاب ہوئے والا ہے اس کا معاملہ ادھر  
آگے نہیں بڑھا۔ روس کی جنگ ادھر کچھ سست تھی صرف رومانیہ میں  
یہی نامی مقام پر جرمنی نے روسیوں پر حملہ کیا تھا۔ جس کا معقول جواب  
یا گیا تھا۔ جب سے برطانیہ اور امیکہ نے نارمنڈی (شمالی فرانس)  
پس جرمنی پر دوسرا محاذ قائم کرتے ہوئے حملہ کیا ہے اس وقت سے  
روس بھی زوردار حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اس نے جرمنی کے

لیفٹ فٹ لینڈ پر لینن گراؤ کے۔

نمال سے ایک حملہ کیا ہے اور

روس کے قریب بیتسایو کی طرف

ہو رہا۔ اگر فن لینڈ بڑھ جائے تو

اس طرح ناروے کی حفاظت

ا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے روس

اب بہت چھوٹا سا حصہ جرمنی

بے قبضہ میں ہے اور خود روسی

ٹوڑ رومانیہ اور پولینڈ کے بڑے

پہلے رہے۔ قیاس ہے کہ اسی

سرکٹ اب اسکا نورد وار کا

ہوئے والا ہے۔ ادھر اٹلی میں

با اتحادی فوجیں روم کے آگے

قریباً ۱۰۰ میل تک بڑھ چکی

ہیں اور جنرل کیسیر لنگ کی

فوجیں فوجیں ابھی پیچھے ہٹ

چاہتی ہیں۔ خیال ہے کہ شائد

وہ دریا سے رومانیہ پر نظر کر

نکھر رہے۔ اگر پورے بھی نہ دکا۔

جو اتحادی فوجوں کو اسی طرف



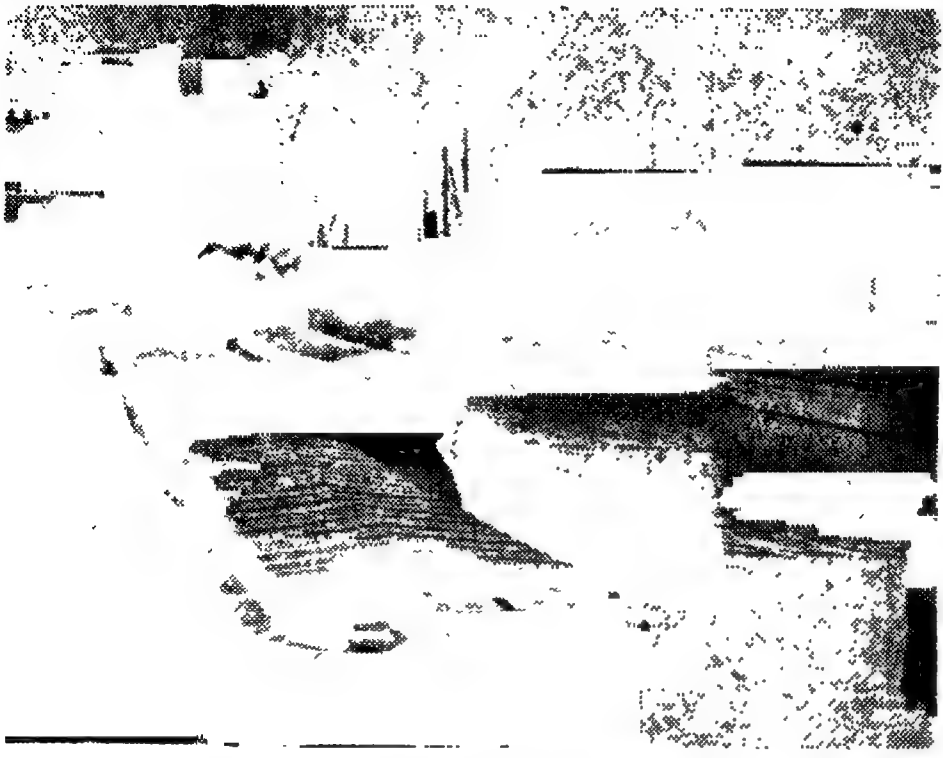
ڈیڑ سو سال پہلے برطانیہ میں نوروں کے ذریعہ مال لے جانے کا رواج تھا

نارنگ جنگ میں ان نوروں کی اہمیت پھر بڑھ گئی ہے۔



اور فوج اتار دی جائیگی۔ اسی خوف سے جنرل رومیل اپنی ویر  
فوج نارمنڈی کے محاذ پر لگا نہیں سکتے۔ ایسا خوف قدرتی تھا  
کہ فوج فرانسیس میں اتارنے کے وقت کافی نقصان ہو گا جہاں  
جرمن دگ فوج کا اتارا جانا سمجھتے تھے اس سے تقریباً ۱۰۰ میل مغرب

شمالی فرانسیس میں اتحادیوں نے دوسرا محاذ جو قائم کیا ہے اسے  
اتحادیوں کے نامہ طلیف بعد اہم واقعہ سمجھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ یہاں  
میں بھی اس کی بہت تعریف کی ہے۔ یہ مضمون ۲۰ جون کو لکھا  
جا رہا ہے ۲۰ جون تک نارمنڈی میں ۹۰۰ سے ۱۰۰۰ میل تک اتحادیوں



کا قبضہ ہو چکا ہے یہ مفتوحہ  
علاقہ ۸۵ میل لمبا اور ۸۰ میل  
تک کہیں کہیں چوڑا ہے شوربرگ  
پر قبضہ کرنے کی کوشش ہو  
رہی ہے اس میں اچھے اچھے  
بندہ لگا ہوں جن پر بڑے  
جنگی جہاز بھی آجائیں گے۔  
جنوب سے شوربرگ کا راستہ  
بقیہ ملک سے امریکی فوجوں کے  
ذریعہ کاٹ دیا گیا ہے اور  
وہاں اب جتنی جرمن فوج  
ہے وہ گھری ہوئی ہے نارمنڈی  
سے آگے بڑھ کر پیرس پر حملہ  
ہو سکتا ہے۔ جرمن کسانڈر  
جنرل ۱۰ میل یہاں پر دروازہ  
مقابلہ کرے گا۔ ابھی اتحادیوں  
کا یہ بھی خیال ہے کہ جس طرح  
جرمنی کے مدافعتی انتظامات  
کمزور دیکھیں گے اس طرف

برطانیہ کے بہت سے لاکھڑے ان خبروں کے ساتھ ہیں انہیں ایک کاغذ

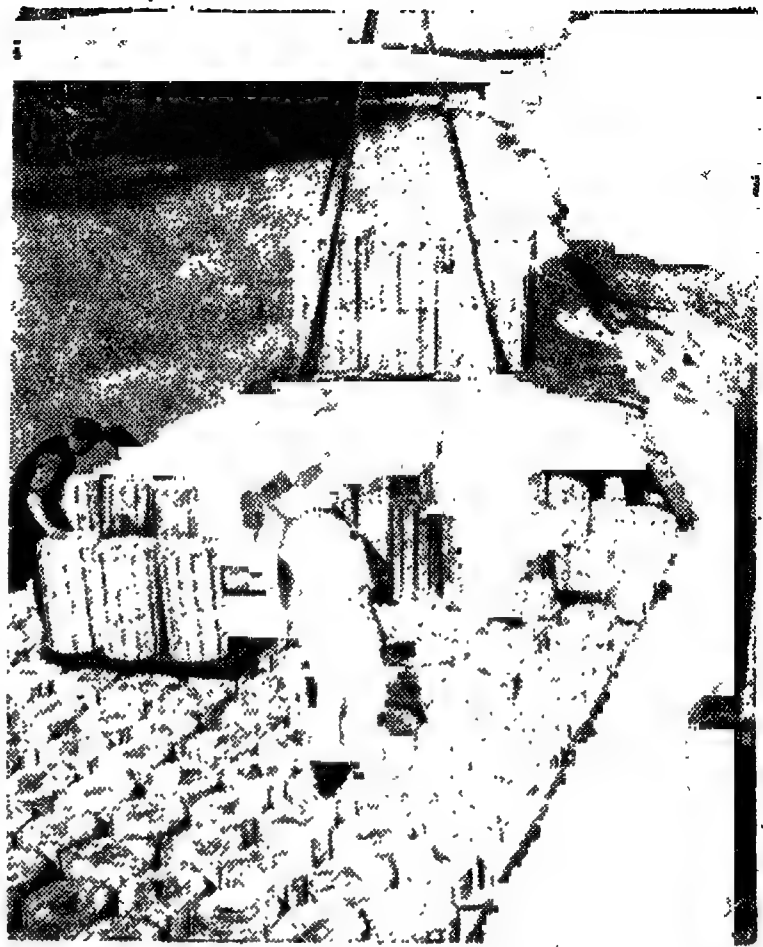
میں سبٹ کر دیئے اور ان کے دہانے  
وہ اتار دی گئی۔ اس سے اچھی کامیابی ہوئی  
اب جرمن فوج بھی جیلے کا انتظام کر رہی ہے۔  
اسد ہے کہ چار پانچ ہفتوں کے بعد اس کا  
توجہ ظاہر ہو گا کہ اس محاذ پر کسے کتنی کامیا  
ہوئی۔ ابھی اتحادی فوجیں مغربی اور جنوبی  
فرانسیس اور بلقانی ریاستوں کی طرف اتر  
کی ہیں، پہلی سے لگتی ہیں انہیں میں اتحاد  
فوجیں جیسے جیسے آگے بڑھتی جاتی ہیں ویسے  
ویسے اس طرف سے بھی جرمنی پر ہوائی حملے ہوتے  
کہ زیادہ سے زیادہ سہولت حاصل  
ہوتی جاتی ہے۔ نارمنڈی والا دوسرا محاذ  
ہونے سے جرمنی کی شکست کے امکانات یقیناً  
ہوتے جاتے ہیں۔ اگر ادھر سے برطانیہ اور



انہی میں پانچویں اور آٹھویں امریکی فوج کی سرگرمی

۱۹۴۲ء

رائے ہے اور ادھر اٹلی کی بیشتر رمایا وہاں کے بادشاہ کے خلاف تھی چنانچہ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ جب روم پر قبضہ ہو جائے گا تو وہ اسے ولی عہد کو تخت دیدیگیے۔ ایسا انھوں نے کیا بھی لیکن ایسا کرنے پر بڑو گلیو کی وزارت سے استعفیٰ دے دیا جسے منظور کر کے انھوں نے وعدہ کے مطابق بڑو گلیو کی کوئی وزارت بنانے کے لئے حکم دیا پہلے تو بڑو گلیو نے منظور کر لیا لیکن بعد کو وہ وزارت جاسے میں ناکام رہے اور مسٹر پونی کے سپرد یہ کام کیا گیا وہ کہتے ہیں کہ میں حکومت پرست نہیں بلکہ رعایا پرور ہوں وہ نئی وزارت بنا بھی چکے ہیں اور ان کا قبضہ بھی ہو گیا ہے۔ جنوبی مغربی بحر الکاہل میں نہایت جنگ ہو رہی ہے اور امریکیوں کو کئی جگہ فتح حاصل ہوئی ہے۔ اتحادیوں نے خاص جاپان پر بھی زور دار ہوا ہے۔ جملے کے میں۔ امریکیں جزوں کا خیال ہے کہ ادھر جرمنی سے نہروست جنگ ہوتی رہے گی لیکن اس کے باعث جاپان کی طرف کوئی کمی نہ ہوگی بلکہ اور تیز جنگ ہوگی امید کی جاتی ہے کہ بمبوں کی مار سے جاپان کو کافی نقصان ہوگا۔ عام خیال یہ ہے کہ جاپان کو ہارنے میں اتنی دیر نہیں لگے گی جتنی کہیں



برطانیہ کی تھرے مال بیچنے کا ایک اور منظر

ریکے اور ادھر سے روس پورا زور لگا رہے تو ہی سال جرمنی کی شکست یا اس کے یقینی امکان کے غر آسکتے ہیں جو کہ سلاویہ میں اتحادیوں کے سامنے نزل ٹیٹو جنگ کر رہے ہیں۔

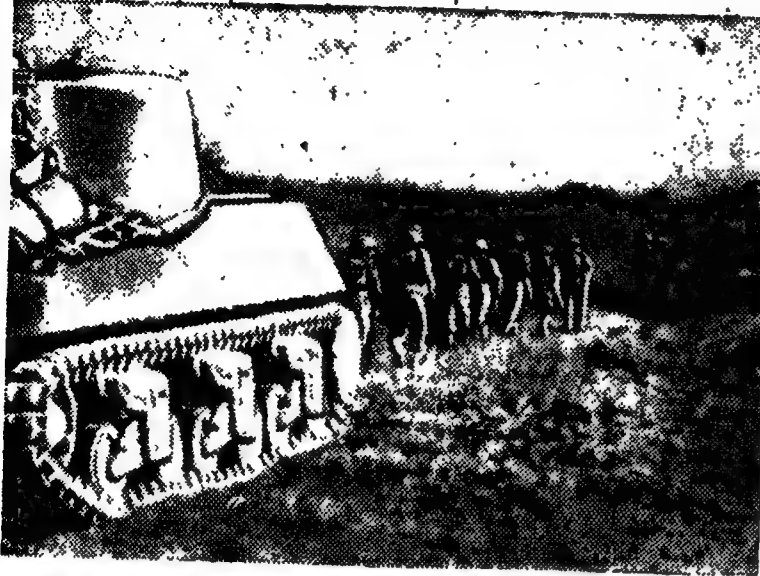
یورپ کی سیاسی حالت ایسی ہے کہ آزاد رائس کے لیڈر جنرل ڈی گال کو برطانیہ سے بھایا تو ہے لیکن شاید امریکہ کو ان کے وپر پورا اعتبار نہیں ہے۔ ڈی گال کی یہ اہمیت ہے کہ فرانس کا جو حصہ جرمن اقتدار سے آزاد ہونا چاہئے اس پر ان کی بنانی ہوئی ریخ حکومت کا قبضہ ہوتا جائے بظاہر یہ بات امریکہ اور برطانیہ دونوں نہیں مانتے لیکن حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ امریکیوں کے تہ کے باعث برطانیہ کو بھی یہ نامنظور ہے بات ابھی طے نہیں ہوئی بلکہ یہ راقم کی ذاتی



والتر نوئے شمال میں اٹلی

جاتے تھے۔ لیکن خضر حیات خاں نے مسٹر جناح کی تجویز نہ مان لیگ سے استعفیٰ دے دیا۔ ان کے بعد بقیہ مسلم دنیا اور سبھی اسمبلی کے ۲۰ ممبروں نے بھی مسلم لیگ سے استعفیٰ دے دیا اور ۲۰ ممبر مسلم لیگ رہ گئے ہیں۔ مسلم لیگ کی طرف سے ۲۰ ممبر

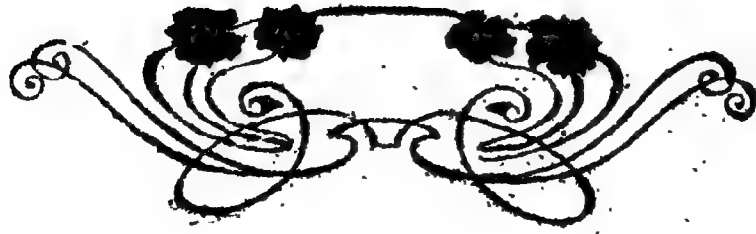
جاتی ہے اور ممبرین میں مولانا یونگ کو فوج کرنے کی جاپان کو بروٹ خواہش ہے اور اس سلسلے میں اسے بہت کچھ کامیابی بھی حاصل ہو چکی ہے۔ آج کل جاپانی یونگ کے دار الحکومت جاکٹا کو کھیرے ہوئے ہیں جس کو بچانے کی بیٹی بچہ کو ششیں کر رہے ہیں۔ اس



مولانا میں چاروں بہت پیدا ہونے کی وجہ سے یہ چیزوں کے برے کام کا تھا۔ برما میں جاپانی کو ہٹا دے گئے۔ ان کی تہہ دست شکست بھی جاتی ہے۔ کیونکہ میں سے ہر وہ آسام اور نکال پر کامیاب حملہ کرنے کی کوشش میں گئے اب ان کی فوج اچھا اور بشن بور میں بھی ہوئی ہے۔ ہماں جنگ ہو رہی ہے۔ اب ادھر شدید بارش ہونے کی وجہ سے ان کا آگے بڑھنا مشکل ہے بلکہ امید کی جاتی ہے کہ وہیں سکے سے بھی آگے کا کافی نقصان ہوگا اتحادی اور ہندی نو میں دو جنگ سے ایک میل تک پہنچ چکی ہیں ٹیکنائٹ پر بھی جنگ ہو رہی ہے۔ آج کل آسام متی پور اور برما کی جنگ میں جاپان کی حالت بہت نظر آتی ہے۔ ہندوستان میں اور ہندو پور پنجاب اور کشمیر میں مسلم لیگ اور ہما سبھا

ہم کی بات برطانوی فوج کی سرزمینوں کا ایک منظر کے استعفیٰ کی تردید کی جا رہی ہے ممکن ہے کہ لگ بھگ ان کے اپنے نہ پہنچے ہوں۔ پنجاب میں مسٹر جناح کی یہ سب سے بڑی شکست نکال میں سکندریہ غلیبی بل لیگ کی طرف سے چڑھ کر کیا گیا ہے۔ جت غیر مسلم نہیں قومیت کے ہندوؤں سے مولانا کی غلیبی ترقی کے علامات سمجھا جاتا ہے۔ اسمبلی میں کہ کشمیر کی ہے لگتا ہے بھی ہندوستانیوں کے حقوق کا درمیان ہے۔

و غیر کے تصادم ہو رہے ہیں جے پور میں سر مرزا اسماعیل وزیر اعظم ہیں وہاں آپ کے اس جدید فرماں سے کہ ریاست جے پور کے تمام ملازم اردو بھی سیکھیں ہندو تاراض میں کیونکہ وہاں کی آبادی میں سو فیصد ہی ہندو ہیں۔ اس سلسلے میں جے پور کے باہر کے ہندو و ہندی ملازم ہیں۔ ہندو ہما سبھا تو اس سلسلے میں جے پور میں سول ناخرمانیاں کرنے تک کی تیاریاں کر رہی ہے۔ پنجاب میں مسٹر جناح وہاں کے وزیر اعظم ملک خضر حیات خاں کو ان کو عبور کر کے یونیسٹ پارٹی کو توڑ کر لیگ و زبوت قائم کرانا



# سرکاری ٹیوب دلوں کو ترقی کیسے ہو؟

از سر نو - آر۔ و۔ م۔ سی۔ ای۔ ایس۔ ڈائریکٹر محکمہ زراعت دار پور وکشن۔ یو۔ پی۔

بہت مشکل ہے سینچائی کے علاوہ اس قسم کی ہلکی بھوڑ زمین میں اچھی فصل پیدا کرنے کے لئے زیادہ مقدار میں پانی کی کھاد ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرکاری کو پیلے ہی سے ان حالات کا اندازہ تھا اور پچھلے اگست میں ان خراب قسم کے کنوؤں کے ذریعہ پہنچے جانے والے رقبوں میں کاشت کو ترقی دینے کی غرض سے ایک مکمل اسکیم تیار کی گئی تھی اس کا فوری مقصد یہ تھا کہ تین برس کے عرصے میں پانچ سو ہزار ایکڑ زمین میں زائد گیہوں پیدا کیا جائے ایسا کرنے سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی تحریک میں بھی مدد ملے گی کیونکہ ۵۰ ہزار ایکڑ پہنچے ہوئے رقبہ میں گیہوں پیدا کرنے سے اتنا کافی آٹا مل جائے گا کہ اس کو چھ مہینے تک مکھنوں کی آہلی کھا سکتی ہے اس کے علاوہ اس اسکیم کا ایک دوسرا اہم مقصد بھی ہے۔ وہ یہ کہ کاشتکاروں کو ایسی تعلیم دی جائے اور ان کے لئے ایسے ذرائع پیدا کئے جائیں جن سے کاشتکاری کے تمام موجودہ طریقوں پر مکمل طور پر ترقی ہو سکے۔ یہ مقصد کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ اس کے لئے جو طریقے کام میں لائے جائیں ان کو میں مختصر طور پر جاتا ہوں۔

(۱) اچھے بیج کا انتظام کرنا۔

(۲) کھاد کا انتظام کرنا۔

(۳) جو پالی مل سکے اسے ہوشیاری کے ساتھ استعمال کرنا۔

## سب سے پہلے بیجوں کا انتظام

اس رقبہ میں پہلے ہی سے ۳۵ بیج کے گودام ہیں جن کا انتظام مختلف ذریعوں سے کیا جاتا ہے۔ پچھلے ۶ مہینے میں بیس گودام اور گھوڑے گئے اور اب کل ۵۵ گودام ہیں۔ ان گوداموں سے پچھلے بوائے کے موسم میں ۸۰ ہزار من بیج کے بیج تقسیم کئے گئے تھے اور امید کی جاتی ہے کہ اس سال ایک لاکھ من سے زیادہ رجب کے بیج تقسیم کئے جائیں گے ایک لاکھ وچہرے خریف کے بیج خریدے جاسکتے ہیں جو آئندہ خریف کے بوائے کے موسم تقسیم کئے جائیں گے۔

## دوسرے کھاد کا انتظام

جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں اس رقبہ میں "ہلکی بھوڑ" زمین بہت زیادہ ہے اور اس زمین کا زرخیزی بڑھانے کے لئے پانی کی کھاد مہیا کرنا ضروری ہے۔ گوٹھ پٹیلی کی گاؤں سب سے اچھی کھاد ہے مگر یہ باری ضروریات کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس لئے اس کی موجودہ مقدار کو بھی پانی کی کھادوں سے بڑھا کر ضروری ہے

میں آج شام کو ایک ایسی اسکیم نے معقول آپ کے سامنے تقریر کرنا چاہتا ہوں جسے خراب قسم کے (پھوڑ) سرکاری ٹیوب دلوں کو ترقی دینے کی اسکیم کہتے ہیں۔ اس صوبہ میں بہت سے لوگ بامیدوار لکڑی لکڑی (پانی کے زور سے پھیل پیدا کرنے کے طریقے) کے خلق جانتے ہوں گے جس سے بجلی پیدا کی جاتی ہے اور پھر ٹیوب دلوں سے پانی اٹھاتے اور گھریلو اور صنعتی کاموں کے لئے بجلی کے تاروں کی لائنوں پر تقسیم کر دی جاتی ہے۔

یہ ٹیوب دل آٹھ ضلعوں میں ہیں اور ان میں سے بھونور اور بدایوں اور بریلی کے ضلع گنگا کے پورب طرف واقع ہیں ان ضلعوں میں قریب ایک ہزار ٹیوب دل ہیں اور انہیں ٹیوب دلوں کے بارے میں خاص طور پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ان کنوؤں سے آبپاشی کرنے کے طریقے کی جیسے جیسے ترقی ہوتی رہی دیتے ہی اس بات کا بھی اندازہ ہوتا رہتا ہے کہ ان میں سے کچھ کنوؤں سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ ان کنوؤں سے بہت کافی پانی اٹھتا ہے مگر ان سے جتنے رقبہ کی سینچائی ہونی چاہئے اس سے بہت کم رقبہ کی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت جبکہ ہر ایکڑ زمین میں کھانے کی چیزوں کی پیداوار زیادہ سے زیادہ ہونی چاہئے یہاں قریب ۲۵۰ کنوئیں ایسے ہیں جن سے ڈھائی لاکھ ایکڑ زمین کی سینچائی ہو سکتی ہے مگر اس سے بہت کم ہوتی ہے اگر غلہ کی پیداوار کے لحاظ سے اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کم سے کم چھ لاکھ من اور زیادہ غلہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ان کنوؤں سے پورا پورا فائدہ کیوں نہیں اٹھایا جاتا آخر اس کی کیا وجہ ہے جبکہ کچھ ضلعوں میں کاشتکار اس تمام پانی کو کام میں لاتے ہیں جو ان کنوؤں سے حاصل ہوتا ہے بلکہ ان کو اور زیادہ پانی کی ضرورت رہی ہے؟ کیا ان خراب قسم کے کنوؤں کے پانی کی زیادہ مانگ نہیں ہوتی؟ اس کی بہت سی دہلیا ہیں۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے رقبہ کے زیادہ تر حصے میراٹی جوڑی بیلوں کے لحاظ سے زور کاشت آراضی زیادہ ہوتی ہے چھوٹے سے رقبہ میں زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کے بجائے کاشتکار بہت بڑے رقبہ میں بغیر اچھی طرح سینچائی کئے اور کھاد ڈالے خراب طریقے سے کھیتی کرتے کے عادی ہوئے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان ضلعوں کی زمینوں میں ہلکی بھوڑ کی سطح کا جز زیادہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بغیر پانی کے اچھے گول پائے ہوئے تاکہ جذب ہو جائے گا وہ پانی بیکار ہو جائے گا۔

کاسدھار اسی صورت سے ہو سکتا ہے کہ کاشتکاروں کو یہ سمجھا جائے جو کچھ پانی اس وقت ملتا ہے اگر وہ مناسب اور ٹھیک طور سے تقسیم تو انھیں کو فائدہ پہنچے گا۔

گویا اسکیم سرکار نے چلائی ہے اور اس نے اس پر روپے بھی خرچ کیا ہے مگر اس کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ مقامی کاشتکاروں کو کس حد تک اس بات پر راضی کیا جاسکتا ہے کہ وہ کھیتی باڑی کے اپنے موجودہ طریقوں کو بدل دے اس سے اس کی اہمیت زیادہ قائم کرنے کے لئے نہیں کہا جا رہا ہے اور نہ اپنی فصلوں کے لئے کھاد اور پانی کے علاوہ کسی اور چیز پر۔ دوسرے خرچ کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ کسی ملک کی کھیتی باڑی کے طریقوں اور روایوں میں سدھار یا تبدیلی بہت ہی آہستہ آہستہ ہوا کرتی ہے۔ اسکا خاص سبب یہ ہے کہ موجودہ طریقے جیسا کہ ان تجربوں کی پر اختیار رکھے گئے ہیں جو فصلوں کی کوششوں اور غلطیوں کا حاصل ہوئے ہیں ہر ملک کا کسان پر اسے خیال کا ہوتا ہے اور وہ برتدلی کو چاہتا ہے کہ اس کی بھڑکی کے لئے کیوں نہ ہو شک شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہندوستان کا کسان بھی ایسا ہی ہے کیونکہ اگر ایک مرتبہ اسکو یہ یقین آجائے کہ جن تبدیلیوں کی مدد دی جا رہی ہے وہ اس کے فائدہ کے لئے ہیں تو وہ بہت جلد ان کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

ہندوستان کے بلکہ صوبہ متحدہ کے زیر کاشت رقبہ کے لحاظ سے یہ بہت ہی چھوٹی اسکیم ہے مگر اس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ بڑے سے بڑے پیمانہ پر اس کو چالو کرنے میں کیا کیا کرنا پڑے گا۔ اس ملک میں کھانے کی چیزیں زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت کے مسئلہ کی اہمیت صرف اڑان کے زمانہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہمیں اس مسئلہ کا مقابلہ لڑائی کے بعد بھی کرنا ہوگا۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ یہ مسئلہ ہمارے ساتھ ہمیشہ ہی لگا رہے گا۔ اس ملک کی آبادی بڑھ رہی ہے اور اس آبادی کے کھلانے کے لئے نہ صرف نئی زمینوں کو کاشت میں لانا پڑے گا بلکہ اس سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ موجودہ زیر کاشت رقبوں کی پیداوار بڑھائی جائے۔ یہ اس صورت سے ہو سکتا ہے جب کھیتی باڑی میں سدھار کے نئے طریقہ پر بہت سستی اور تیزی سے عمل کیا جائے۔

(باجاڑ آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ)

ہر کھاد استعمال کر کے اپنی پہلی دار فصلوں کی پوائی اور چٹائی کر کے یا کھل ڈال کر یا ملی جلی کھاد (کمپوسٹ) بنا کر اس مقدار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

ان تمام طریقوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔ سستی کا بیج خریدنا اجارہ دہ ہے اور امید ہے کہ اس کا چھ ہزار من بیج اصلی قیمت پر تقسیم کر دیا جائیگا اسکے لئے اور تقسیم کر لیا خرچہ سرکار دے گی۔ اس کے علاوہ ہر کھاد کے استعمال کے طریقہ کو عام کرنے کے لئے سستی کا سات سو من بیج مفت دیا جا رہا ہے۔ تین ہزار من انڈی کی کھل خریدی جا رہی ہے جو اصل قیمت پر تقسیم کی جائے گی۔ کھانے کی چیزیں زیادہ پیدا کرنے کی عام تحریک کے سلسلے میں ان کاشتکاروں کو جو ملی جلی (کمپوسٹ) کھاد بناتے ہیں ہر تین سو کھب فٹ پر دو روپیہ انعام دیا جاتا ہے۔ ان کامیابوں سے یہ معلوم ہوگا کہ کاشتکار کھاد استعمال کرنے کی ترغیب دینے کے سلسلے میں ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ گاؤں و انوں کو یہ دکھائے گئے کہ کھاد ڈالنے سے زمین کی حالت میں کیا سدھار ہو سکتا ہے اور خراب رقبہ میں تین چھوٹے ناشی فارم کھول دئے گئے ہیں۔ ان فارموں پر بہت کم خرچ کیا جاتا ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے ان پر اس ڈھنگ سے کام کیا جاتا ہے جس ڈھنگ سے کاشتکار اپنے کھیتوں میں کرتے ہیں۔ یہ فارم اتنے کامیاب ثابت ہوئے ہیں کہ اس قسم کے اور زیادہ فارم کھولنے کے مسئلہ پر غور کیا جا رہا ہے۔

اس وقت جتنا پانی ملتا ہے اسکو ہوشیاری سے

## استعمال کرنا

اس بارے میں کہ کب اور کیسے فصلوں کو پانی دینا چاہئے کاشتکار کو بہت کم ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے اس رقبہ میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مستقل گولین نہ ہونے کی وجہ سے پانی غلط طریقہ سے تقسیم ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ ان کنوؤں میں سے ہر ایک پر قریب ایک میل لمبی ایسی مستقل نالیاں بنادی گئی ہیں جن کے ذریعہ پانی تقسیم ہوتا ہے۔

سرے کی وہ چھوٹی نالیاں جن کے ذریعہ پانی کھیتوں میں جاتا ہے خود کاشتکاروں کو بنانی پڑتی ہیں اور ان کی دیکھ بھال بھی انھیں کو کرنی پڑتی ہے اور انھیں نالیوں میں دراصل پانی ضائع جاتا ہے۔ پانی کا اس طرح ضائع جانا ہی رقبہ کا سب سے مشکل مسئلہ ہے۔ ہر کھیت تک پانی پہنچانے کے لئے سرکار مستقل محول نہیں بنا سکتی کیونکہ اسکا خرچ بہت زیادہ ہوگا۔ اس حالت

# زیادہ غلہ پیدا کرو

(از جناب وزیر درما ٹیکٹل انسر محکمہ گاؤں سدھار۔ یو پی)

اپنے آپ کو اس سوال سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ غلہ سبھی کو چاہئے۔ اس ہمارے صوبہ کے ہر ایک باشندے کو اس تحریک کے کامیاب بنانے کے لئے اپنا اپنا حصہ ادا کرنا چاہئے۔

ہمارے کسان بھائیوں پر اس زیادہ غلہ پیدا کرو، کی تحریک کی زبردست ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہی اس تحریک کے واحد اخصا ہیں۔ کسانوں کو چاہئے کہ اپنے پرانے کھیتوں کو جدید آلات، عمدہ کھاد اور عمدہ بیج کی مدد سے ترقی کریں اور ایک ساتھ کئی فصلیں کے استعمال کو اپنائیں۔

پرانی اور نو توڑ زمینوں کو زرخیز بنانے کے لئے حکومت کی امداد اور سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ سبزی اور پھل وغیرہ کے بیج بھی کافی تعداد میں بونے چاہئیں۔

زمیندار اور تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی اس تحریک کو کامیاب بنانے میں پوری امداد کرنی چاہئے سیر اور پرانی کے نام پر کافی زمین بغیر کاشت کے پڑی رہتی ہے۔ ایسی زمینوں کو زرخیز بنانے میں مدد دیں اور عمدہ فصلیں پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہوں پڑے سکے لوگوں کو چاہئے کہ کسانوں کو نئی نئی باتیں خوراک اور ترقی کے لئے مفید ثابت ہوں بتلائیں اور تاجر لوگ بازاروں میں منڈیاں میں عمدہ برتاؤ دکھا کر کسانوں کی حوصلہ افزائی کریں۔

جہاں زیادہ غلہ پیدا کرو، کی تحریک کو زوروں سے چلا کر ہمارے ہموطن اپنے ملک سے قحط کے خطرہ کو دور بھگائیں گے اور شنائے جانے والے اتحادی ممالک کے مددگار بنیں گے وہاں اپنے ملک کو خوراک کی طرف سے آسودہ اور بے فکر بنانا خود بھی خوشحال اور بے فکری حاصل کریں گے۔ اس وقت حکومت بھی اس تحریک کو کامیاب بنانے میں مدد دے رہی ہے۔ یہ ایک سنہرا موقع ہے۔ کسانوں کو زیادہ غلہ پیدا کرو تحریک کو کامیاب بنانا چاہئے اور دیگر اہل ملک کو بھی اس میں حسب حیثیت امداد کرنی چاہئے۔

جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے تربیت یافتہ فوج اور جدید ترین آلات حرب کی ضرورت کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی چیزوں کا دلورہ اسٹاک ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ فوج پیٹے کے بل چلتی ہے تو وہاں زمانہ جنگ میں قوم کی اخلاقی قوت اشیاء خوردنی پر ہی منحصر رہتی ہے۔ موجودہ جنگ میں اشیاء خوردنی کی کمی ہمارے ملک میں ایک اہم سوال بن گئی ہے۔ غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھجانا آسان کام نہیں رہا۔ ریلیں سامان جنگ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھجانی میں مصروف ہیں۔ اس سے ہماری دشواریاں بڑھ گئی ہیں۔ غیر مالک سے ہندوستان میں غلہ لانا بھی آسان کام نہیں ہے۔ انھیں سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دو سال قبل امریکہ میں اتحادی ممالک کی ایک کانفرنس ہوئی تھی، جس میں قحط اور بھوک کے اندیشہ کو ہمیشہ کے لئے اپنے ملک سے دور کرنے کے لئے اور شنائے ہوئے ممالک کو غلہ پہنچانے کی سہولت پر اہم فیصلہ ہوئے تھے۔ اسی کانفرنس سے متاثر ہو کر ہمارے ملک میں بھی زیادہ غلہ پیدا کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔

ہمارے صوبہ میں ۵۹ لاکھ ایکڑ زمین ایسی ہے جو عموماً چرواہوں یا پرانی کی کھل میں پڑی ہے جس میں کھیتی نہیں کی جاتی۔ اس زمانہ میں جیکہ ہمیں بنگال کے قحط سے سبق لیکر موجودہ صورت حالات کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں زیادہ سے زیادہ اشیاء خوردنی پیدا کرنے کے سوال کو بہت اور محنت کے ساتھ حل کرنا ہوگا۔

ہمارے صوبہ کی حکومت نے ابھی زیادہ غلہ پیدا کرو کے مسئلے میں کافی سہولتیں اور امداد منظور کی ہے۔ مثلاً بیج، کھاد، نئی زمینوں کو کھیتی کے قابل بنانے کے لئے قحطی، غیر سودی بیج سالہ قرض آہٹائی کی سہولت اور جدید آلات زراعت کسانوں کو دینا۔ اس کے علاوہ نویشیوں کی ترقی کے لئے بھی قرض اور دیگر سہولتیں عطا کی ہیں۔ اب احساس قرض سے متاثر ہو کر ہمارے صوبے کے باشندوں کو اس تحریک کو کامیاب بنانا چاہئے اس اہم سوال کو حل کرنے کی زبردست ذمہ داری جہاں ہمارے کسانوں پر ہے وہیں زمیندار، تعلیم یافتہ طبقہ اور مزدور طبقہ بھی ہے۔ کوئی بھی ذمہ دار اور عقلمند

# ریڈیو پروگرام

## ہمارا پنجایت گھر

(وقت ۸ بجے سے ۸ ۱/۲ بجے شام)  
۱۱ جولائی ۱۹۴۳ء: منگل گیت - پنج منڈی - پنچ جون - خاص پروگرام  
ہمارے پنجایت گھر کی سالگرہ کی تقریب مصنف سریش چندر جیش کنڈہ  
ایس۔ این۔ یواری - بدھائی - (کوٹنا) چند - جوشن - سنگن گیت  
ایشیا ماہر مہارٹی -  
۱۲ جولائی ۱۹۴۳ء: گیت - بچوں کا جلسہ - گڑا ہڑ - جھالا پٹو  
کی پارٹی - پورب کا حال (مکالمہ) گیت - مجدد نیازی - تمہارا خط ملا -  
خبریں -  
۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء: سادون مرتضیٰ حسین - زیادہ غلہ پیدا کرو -  
سنی کی کھاد (مکالمہ) کے ایس - مشر اور پٹو - کجری - کاشی بانی  
اگلے ہفتے کا پروگرام - گیت - خبریں -  
۱۴ جولائی ۱۹۴۳ء: ہمارے پنج منڈی - کمپوسٹ مینا یا  
(مباحثہ) آگیا - راگھورام - مینڈ پانا (مکالمہ) کھیا اور جھپٹے  
خبریں -  
۱۵ جولائی ۱۹۴۳ء: بدیشیا - رام جی داس - بچوں کا جلسہ  
ہمیں سیکھو - تیرنا (مکالمہ) رام آجا کر دوپٹے اور پٹو - غزل -  
پے نظر بانی - سفر کم کرو - (مکالمہ) محمد رضا انصاری اور جھپٹے -  
بچوں کی فرمائش - خبریں -  
۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء: آگیا - راگھورام - شیبیا سیکر اسفٹ بریش  
(چند - بھن کاشی بانی - خبریں -  
۱۷ جولائی ۱۹۴۳ء: زوہی - پنج منڈی - دوا دار کے پودے  
مدار - شیمکو مشر - پوربی - پنا بانی - زخیرہ بازی (مکالمہ) جی ڈی  
بھٹناگر اور جھپٹے سادون پر دھن ریڈیو آرٹسٹ - خبریں -  
۱۸ جولائی ۱۹۴۳ء: بھن کلا جوشی - فرصت کے وقت  
کتاب پڑھنا - سوشل شریو استو - غلی گیت - ہنو، تمہارا خط ملا -  
۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء: بھن - ہر دے نرا کن بچوں کا جلسہ - ٹکے  
رامیشور دیال ماتھر - پورب کا حال (مکالمہ) گیت - ہر دے نرا کن  
تمہارا خط ملا - خبریں -  
۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء: سادون کا لیکا پر سادو زیادہ غلہ پیدا کرو -  
دال کی کھیتی (مکالمہ) گنگا دلاس اور سریش چندر - دادرا -

ریکھا بانی - اس ہفتے کا پروگرام - کجری کا لیکا پر سادو - خبریں -  
۱۱ جولائی ۱۹۴۳ء: لغت مرتضیٰ حسین بھل نرکادی - قلم لگا  
دلی کمال خاں - گیت - گیت بازی - شانتی چڑھی اور جنگ بھادو -  
چت پتی باتیں - پنج منڈی - خبریں -  
۱۲ جولائی ۱۹۴۳ء: بچوں کی فرمائش - دادرا - عبدالحی بخور  
کا جلسہ - یہ کیا ہے - دن رات - دیا شکر اور جھپٹے کا مکالمہ - خا  
پردھن - الباس خان - سفر کم کرو - (مکالمہ) علی حسین صدیقی  
اور پٹو - خبریں -  
۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء: ہرک گیت - پنج منڈی - کاسی بدریہ  
(خاص پروگرام) چندر جوشن - خبریں -  
۱۴ جولائی ۱۹۴۳ء: مقبول حسین مہارٹی صحت اور  
صفائی - گھاڑہ اور کشتی - اسے - آر - علوی بابے پیچھیا - (بھن  
کرشنا بانی - خبریں - دادرا - مقبول حسین اور منڈی -  
۱۵ جولائی ۱۹۴۳ء: میرا اکبھن - سادتری مضر - گنتی کے رو  
ہو (من رہی ہے) سحر کاسی - سنہا - بنادت - ہنو تمہارا خط ملا - گیت  
سادتری مشر -  
۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء: امر گم وگھن بر سے (کورس) پنج منڈی  
پورب کا حال (مکالمہ) سادون کرشنا بانی - بچوں کا جلسہ اسکول  
(مکالمہ) تمہارا خط ملا - خبریں -  
۱۷ جولائی ۱۹۴۳ء: ڈھولک کے گیت تارا بانی - زیادہ غلہ  
پیدا کرو - باجرے کی کھیتی (مکالمہ) ستار پردھن یوسف علی خاں  
بدھو شہر دیکھ آئیں (مکالمہ) بگد مہا پر ساد استھانہ اور جھپٹے  
ہفتہ کا پروگرام - خبریں -  
۱۸ جولائی ۱۹۴۳ء: چھوٹا رام نرائن سینی اور پاسنی - دعا  
کے پوسے - نیم - ایک ڈاکٹر - پوربی - منی بانی - خبریں - سادون -  
سام نرائن سینی مہارٹی -  
۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء: ہمارے رام جی داس - بچوں کی فرمائش  
انتہا ز احمد - یہ کیا ہے - گرہن (مکالمہ) چند - پرکاش ودیا تو  
اور جھپٹے - خبریں - سفر کم کرو - (مکالمہ) -  
۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء: نیا قدم - (منظوم ڈرامہ) مصنف  
برجیندر ناتھ ٹوٹو - پیش کش کنندہ ایس - این یواری ششمنائی  
پردھن - بسم اللہ مہارٹی -



۲۱ جولائی ۱۹۴۷ء کنرا - پنج منڈی - قانونی واقعیت - وراثت  
لا قانون - فیصلہ نامہ کوں - قوالی محرم علی معہ پارٹی - منوا کی کھیتی (مکالمہ)  
مکنا تھ سنگھ اور پٹو - خبریں -  
۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء سوان سروج کمار سی - جیوند - آلو کی جڑ  
رانا مقرر - بنو مہاراض خط - پارٹی (کمانی) توین دیوی شکل کپڑی  
سروج کمار سی -  
۲۳ جولائی ۱۹۴۷ء ندی جیوا کی روائی - آہا درگاچرن تروپ  
بورکا مال (مکالمہ) - کچری - رسولن بانی - مہاراض خط - بچوں کا عیاد  
بیریل - کچے چٹکے - جھپٹے - خبریں وغیرہ -  
۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء اب آگے کے سنو حال (آہا) درگاچرن  
۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء - گڑیا - گیت - گلاب دیوی معہ پارٹی -  
ناگ بچہ (تقریر) اکھاڑہ (مکالمہ) - ناگ گیت - گلاب دیوی معہ پارٹی  
نہریں -  
۲۶ جولائی ۱۹۴۷ء ندی نا، سونگ - گیت - بازی - پٹو اور جھپٹے  
سرمک کوہ (مکالمہ) - رام - دین شر لوانسو اور جھپٹے سوان رسولن بانی تم  
بھی سیکھ - پیر پرچہ جانا (مکالمہ) - بچوں کی فرمائش - خبریں -  
۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء تلسی لگا سیوا - (گیت) - پنج منڈی تلسی کی  
دین تقریر - جھانکر تھ مشر - پر جھود دشمن (نظم) - چند - بھوشن - خبریں -

## آغاز و انجام

(اداسیانی ٹوکی)

رنگ کیوں بھیکے تیرا شام سے شمع کیا واقف ہے تو انجام سے  
رات تو تھی ہی تڑپنے کے لئے دن بھی اب کتنا نہیں آرام سے  
سوچ لے پہلے جو کرنا ہے تجھے کام کا آغاز کر انجام سے  
اپنی آنکھوں سے پلائے تو پلا ہم نہیں پینے کے ساتی جام سے  
جو محبت میں تری بے چین ہے کیا غرض اس کو بھلا آرام سے  
جو بگاڑے گا بنا دے گا وہی خوف کیوں کرتا ہے تو انجام سے  
سن کے وہ میرا تخلص اے ادا۔

کہتے ہیں اُفت سی ہے اس نام سے

# وٹامن کی کمی سے ہونے والی بیماریاں

(ڈاکٹر سید پرکاش - ڈی۔ ایس۔ سی)

## ۱۔ بیری بیری

یہ مرض ہزاروں سال کا پرانا ہے۔ اس کا ذکر بہت پرانی کتابوں میں ملتا ہے۔ چین کی سب سے قدیم طبی کتاب نایچنگ میں جو ۱۶۵۰ء سے قبل لکھی گئی تھی اس کا ذکر ہے۔ سلسلہ ق م میں روم کی فوج نے جب مشرق پر حملہ کیا تھا تو اسکے بیان میں بھی بیری بیری کا ذکر آتا ہے مشرقی ایشیا میں جس میں جزیرہ پینیشین بھی شامل ہے یہ مرض بہت پھیل گیا ہے۔ برازیل اور آفریقہ کے ساحلی ممالک میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ پہلے سمجھا جاتا تھا کہ گرم موسم سے اس کا تعلق ہے لیکن یہ بات غلط ہے۔ جاڑے میں بھی پائی جاتی ہے۔ بیماری ہوتی تھی۔ ۵۰۰ سالہ کا پادریکا اوسط تھا۔ چین میں کم ہوتا تھا مگر کوریائیں زیادہ علاقہ میں ملایا میں ۱۵۴۰ء افراط بیمار ہوئے اس میں سے ۶۹۵ مر گئے۔ سنگاپور جاوا، بورنیو، نیوگنی وغیرہ جزروں میں آباد چینیوں اور جاپانیوں کو یہ بیماری خاص طور سے ہوتی تھی۔ لنگکا، مالابار اور کچھ کورومندل تک کے لوگوں میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے چاول کھانے والے بنگالیوں میں بھی اکثر اس کا زور دیکھا گیا ہے۔ کچھ دن ہوئے بنارس کے بنگالیوں میں جو مل کا پیرا ہوا کرواٹیل اور چاول زیادہ کھانے لگے تھے ان میں یہ بیماری بڑی تیزی سے پھیلی تھی۔ سلسلہ میں جوڑی جاپانی جنگ ہوئی تھی اس میں صرف جاپانیوں میں یہ بیماری پھیلی۔ ۱۹۰۱ء میں ہزار آدمی بیمار ہوئے یورپ کے بحروم کے ساحل پر رہنے والے باشندوں میں بھی یہ بیماری ہوتی رہتی ہے۔

۱۹۱۷ء میں فیور اور اسٹینٹن نے یہ دیکھا کہ سندرست جاپانی قلی بھی اگر انھیں صرف سفید چاول پر رکھا جائے تو اس بیماری میں مبتلا ہونے لگتے ہیں۔ اسٹینٹن اور کرویل نے فلپائن کے جیل میں جو مجربے کئے تھے ان سے واضح ہو گیا کہ سفید چاول کے ساتھ چاول کی بھوسی بھی ملا دی جائے تو بیری بیری میں مبتلا لوگوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے۔ بغیر پالش کے چاول کھانے والوں میں یہ بیماری نہیں ہوتی۔

بیری بیری کی پہچان۔ مریض پیروں میں بھاری بھاری گرتا ہے۔ کتابے چلنے پر گھٹنے کچھ لرزکھڑکتے ہیں۔ گرمیوں میں یہ بیماری خاص طور سے ہوتی ہے۔ صحت کرنے کے بعد دھڑکن ہونے لگتی ہے پیروں کی کھال میں کچھ پھوٹی آ جاتی ہے انگلی سے دبائے پر پیریں گدھا سا بڑے لگتا ہے خون میں سفید ذرات کی تعداد ۱۰۰ فیصدی بڑھ جاتی ہے دوران خون بھی بدل جاتا ہے۔

بیری بیری چار طرح کی ہوتی ہے، خشک، نم اور ہلکی بیری بیری میں صحت کرنے کے بعد پیر بھاری ہو جاتے ہیں۔ اور دل دھڑکنے لگتا ہے۔ خشک بیری بیری میں نقوہ سامعہ ہوتا ہے پیر من ہو جاتے ہیں ہاتھ ڈھیلے ہو کر ٹنک آتا ہے تھپی آتا بند رہتی ہے۔ نم بیری بیری میں دل کی دھڑکن بڑھتی ہے پاؤں اور پیر کے جوڑے ہڈی کے اوپر پائی بھر جانے سے سو جن آ جاتی ہے کبھی کبھی بیماری کا حملہ بڑھنے پر جانگھ پیٹ اور کندھوں پر بھی سو جن آتا ہے پیشاب کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اگر بیماری کا علاج نہ کیا جلد موت تک ممکن ہے۔ بیری بیری میں یہ علامتیں اور جلدی جلدی ظاہر ہوتی ہیں۔ بغیر کی۔ فشار بڑھ جاتی ہے ۱۳۸ سے ۱۷۰ تک۔ پیشاب کم ہو جاتا ہے کبھی کبھی چند گھنٹوں کے اندر ہی موت ہو جاتی ہے۔

ماں کے بیری بیری میں مبتلا ہو جانے پر اس کا دودھ پینے والا بچہ بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ فلپائن میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچوں کی موت کا سبب ان کی ماؤں کو یہ بیماری کا ہونا تھا۔ بچوں میں بھی اس مرض کی علامتیں ویسے ہی ظاہر ہوتی ہیں جیسے بڑوں میں۔

بیری بیری کا علاج۔ تقاضا اور سمپسن نے ۱۹۳۱ء میں بیری بیری کے علاج کے لئے خمیر کا استعمال کیا گیا۔ خمیر اٹھائے ہوئے کٹے یا خمیر اٹھائی ہوئی دال کا استعمال کرنے سے بیری بیری میں فائدہ ہوتا ہے۔ چاول کے اوپر کی بھوسی سے تیار کئے ہوئے سٹے ملتے ہیں جن کا استعمال دوا کی شکل میں ہوتا ہے مٹیوں، چاول جو وغیرہ کی بھوسی کی مقدار غذا میں بڑھا دینے سے اور تازہ کھجور پینے سے بیری بیری میں فائدہ ہوتا ہے۔ بچے کو تندرست کھانے کا تازہ دودھ دینا چاہئے۔

جہاز والی بیری بیری۔ گذشتہ جنگ عظیم (۱۹۱۴ء-۱۹۱۸ء) میں ایک واقعہ پیش آیا جو بیری بیری کی تاریخ میں مشہور رہے گا۔ جرمنی کا ایک حملہ آور جہاز نیویارک کے بندرگاہ میں قید کر دیا گیا اس جہاز کے خلاصوں کو برٹ میں ٹھنڈے کئے ہوئے گوشت کو کھا رہا تھا مگر افسروں کو گوشت کے علاوہ تازہ ترکاریاں اور پھل بھی ملتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلاصوں کو بیری بیری کی بیماری ہو گئی لیکن افسران بیماری سے محروم رہے۔ بہت سی ترکاریوں میں پٹا بی۔ اور سی دونوں ہوتے ہیں اس لئے افسروں کو یہ بیماری نہیں ہوئی۔ جہاز والی یہ بیری بیری چاول والی بیری بیری سے

جولائی ۱۹۴۴ء

تزویدی - پھدوں کی کاشت (تقریر) گیت گوہر سلطان اس بیلے کا پروگرام  
خبریں -

۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء - گڑیا - گیت - گلاب دیوی معہ پارٹی -  
ناگ پنچ (تقریر) اکھاڑہ (مکالمہ) ناگ گیت گلاب دیوی معہ پارٹی  
خبریں -

۲۶ جولائی ۱۹۴۴ء - ندی ناؤ سونگ - گیت بازی - پٹو اور جھپٹے  
سفر کم کو (مکالمہ) رام موہن ترلو استو اور جھپٹے سادون رسولین پانی تم  
بھی سیکھو - پیر پرچہ دھنا (مکالمہ) پنچوں کی فرمانش - خبریں -

۲۷ جولائی ۱۹۴۴ء - تلسی لکائی پتوار (گیت) پنچ منڈی تلسی کی  
دین تقریر - بھائی کرہ مشہ - برہودوشن (نظم) چندر بھوشن - خبریں -

۱ جولائی ۱۹۴۴ء کنہا - پنچ منڈی - قانونی واقفیت - وراثت  
کا قانون فیصلہ تاتہ کول - قوانی محرم علی معہ پارٹی - منوا کی کھیتی (مکالمہ)  
مکنا تہ سنگم اور پٹو - خبریں -

۲ جولائی ۱۹۴۴ء سادون سروج کماری - جیونار - آلو کی تیر  
سرلا مہتر - ہنو مہتا راجھ - پارٹی (کمانی) توئن دیوی شکل کھری  
سروج کماری -

۳ جولائی ۱۹۴۴ء ندھکھ میو کی لڑائی - آہا دو گاجرن تروپی  
بوریا کانا (مکالمہ) کچھری رسولین پانی - مہتا راجھ - بچوں کا جلسہ  
پیر پرچہ - جھپٹے - خبریں وغیرہ -

۴ جولائی ۱۹۴۴ء آب آگے کے سنو حوال (آہا) دو گاجرن

## آغاز و انجام

(آسیائی نوکل)

رنگ کیوں پھیکا ہے تیرا شام سے  
رات تو تھی ہی ترپے - کہ - لے  
سج لے پہلے جو کرنا ہے تجھے  
اپنی آنکھوں سے پاسے تو پٹا  
جو نجات میں تری بے چین ہے  
جہ بگاڑے گا بنا دے گا وہی  
شمع کیا اقامت ہے تیرا انجام - یہ  
ان بھی اب کتنے افسانے ہیں  
کام کا آغاز کر انجمن  
ہم نہیں پیشہ کے - اتنی جہاد  
کیا غرض اس کی ساری  
خود کو کر کے تار ہے تو تار

سن کے وہ مسیہ رات گھلے لے ہوا  
کہتے ہیں اُفتاب ہے اس نام سے



یہی سب کی راہ جاتی ہے دور

ایسی ہی کی پہچان - مریض پیروں میں بھاری مین محسوس  
کرتا ہے۔ پیچھے لڑکھڑکھاتے ہیں۔ گزروں میں یہ بیماری  
ہوتی ہے۔ سخت کمر کے بعد دھڑکن ہونے لگتی  
کھال میں کچھ بیہوشی آ جاتی ہے انگلی سے دبانے پر  
اسا بڑے لگتا ہے خون میں سفید ذرات کی تعداد  
بڑھ جاتی ہے دوران خون بھی بدل جاتا ہے۔

بہانہ والی بھری بھری گندہ جنگ عظیم (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء)  
 ایک واقعہ پیش آیا جو یہی بھری بھری تاریخ میں مشہور رہے گا  
 جزئیاتی کا ایک حلقہ ہے۔ جہاں جو باغیہ کے جند گاہ میں قید کر لیا گیا  
 وہاں کے خلاف اس کی طرف سے تحریک کے ہوئے گوشت کو کھانا  
 پہنچا۔ انہا ملک افسروں کو گوشت کے علاوہ تازہ ترکاریاں اور پھل  
 بھی ملتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلاصہ دلوں کو بھری بھری کی بیماری ہو گئی  
 لیکن افسران بیماری سے محروم رہے۔ بہت سی ترکاریوں میں تازہ  
 لی ادھی دوٹوں ہوتے ہیں اس لئے افسروں کو یہ بیماری  
 نہیں ہوئی۔ جہاں والی یہ بھری بھری چاول والی بھری بھری سے

جولائی ۱۹۳۳ء

تزویدی - بھلوں کی کاشت (تقریر) گیت گوہر سلطان اس بے گناہ کا بھگتا  
خبریں -

۲۵ جولائی ۱۹۳۳ء - گڑیا - گیت - گلاب دیوی معہ پارٹی -  
ناگ بھی (تقریر) اکھاڑہ (مکالمہ) ناگ گیت - گلاب دیوی معہ پارٹی  
خبریں -

۲۶ جولائی ۱۹۳۳ء - ندی نا، سنجوگ - گیت بازی - پٹوا اور جھپٹے  
سفر کم کو (مکالمہ) رام موہن شرما سونو اور جھپٹے سونو رسون بانی نم  
بھی سیکھ - پیر پرچہ عنا (مکالمہ) بھوں کی فرمائش - خبریں -

۲۷ جولائی ۱۹۳۳ء - تلسی رنگی جوا - (گیت) پنج منڈی تلسی کی  
دین تقریر - جھاکرہ مشر - پرہودوشن (نظم) چند بھوشن - خبریں -

۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء - کنہا - پنج منڈی - قانونی واقفیت - ورثہ  
کانون - شیمو ناہو کول - توالی محرم علی معہ پارٹی - سوا کی کھیتی (مکالمہ)  
مگنا تھ سنگھ اور پٹنہ - خبریں -

۲۲ جولائی ۱۹۳۳ء - سونو سادون سروج کماری - جونا - آلو کی جڑ  
مر لا مقرر - بنو مہاراضہ - پارٹی (کمانی) توین دیوی شکل کھیتی  
سروج کماری -

۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء - اندھا جیوا کی رودانی - آہا درگا چرن زدہ  
یوہ کا ناہ (مکالمہ) کچھ رسون بانی - مہاراضہ لاپچوں کا عیب  
پیر بل - کچھ - خبریں و غیرہ -

۲۴ جولائی ۱۹۳۳ء - آٹے کے سونو وال (آہا) درگا چرن

## آغاز و انجام

(آدا سیما کی ٹونگی)

رنگ کیوں بھیکا ہے تیرا شام سے شمع کیا واقف ہے تو انجام سے  
رات تو تھی ہی ترپے کے لئے دن بھی اب کتنا نہیں آرام سے  
سوچ لے پہلے جو کرنا ہے تجھے کام کا آغاز کر انجام سے  
اپنی آنکھوں سے پلائے تو پلا ہم نہیں پینے کے ساتی جام سے  
جو محبت میں تری بے چین ہے کیا غرض اس کو بھلا آرام سے  
جو بگاڑے گا بنا دے گا وہی خوف کیوں کرتا ہے تو انجام سے

سن کے وہ سیدہ تخلص لے آوا۔

کہتے ہیں افیت سی ہے اس نام سے

# وٹامن کی کمی سے ہونے والی بیماریاں

(ایکٹر سبڈ پرکاش ڈی۔ ایس۔ سی)

## ۱۔ بیری بیری

یہ مرض ہزاروں سال کا پرانا ہے۔ اس کا ذکر بہت پرانی کتابوں میں ملتا ہے چین کی سب سے قدیم طبی کتاب ٹائیچینگ میں، جو ۱۹۰۰ء ق م میں لکھی گئی تھی اس کا ذکر ہے۔ ۱۹۰۰ء ق م میں روم کی فوج نے جب مشرق پر حملہ کیا تھا تو اسکے بیان میں بھی بیری بیری کا ذکر آتا ہے مشرقی ایشیا میں حبس میں جڑ بھینٹیں بھی شامل ہے یہ مرض بہت پھیل گیا ہے۔ برازیل اور افریقہ کے ساحلی ممالک میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ پہلے سمجھا جاتا تھا کہ گرم موسم سے اس کا تعلق ہے لیکن یہ بات غلط ہے جاڑے میں بھی جاپان میں یہ بیماری ہوتی تھی۔ ۵۰۰ سالہ کا بیمار بچا اوسط تھا۔ چین میں کم ہوتا تھا مگر کوریا میں زیادہ ۱۹۰۰ء میں ملایا گیا ۱۹۰۰ء افراط بیمار ہوئے اس میں سے ۶۹۵ مر گئے۔ سنگاپور جاوا، بورنیو، نیوگنی وغیرہ جزروں میں آباد چینیوں اور جاپانیوں کو یہ بیماری خاص طور سے ہوتی تھی لنگکا، مالابار اور کچھ کورومندل تک کے لوگوں میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے چاول کھانے والے بنگالیوں میں بھی اکثر اس کا زور دیکھا گیا ہے۔ کچھ دن ہوئے بنارس کے بنگالیوں میں جو مل کا پیرا ہوا کڑوا تھیل اور چاول زیادہ کھانے لگے تھے ان میں یہ بیماری بڑی تیزی سے پھیلی تھی۔ ۱۹۰۰ء میں جوڑی جاپانی جنگ ہوئی تھی اس میں صرف جاپانیوں میں یہ بیماری پھیلی ۵۰۰ اسی ہزار آدمی بیمار ہوئے یورپ کے بحروم کے ساحل پر رہنے والے باشندوں میں بھی یہ بیماری ہوتی رہتی ہے۔

۱۹۰۰ء میں نیو اور اسٹینٹن نے یہ دیکھا کہ سندھ رست جاپانی قلعے بھی اگر انھیں صرف سفید چاول پر رکھا جائے تو اس بیماری میں مبتلا ہونے لگتے ہیں۔ اسٹینٹن اور کرویل نے فلپائن کے جیل میں جو تجربے کئے تھے ان سے واضح ہو گیا کہ سفید چاول کے ساتھ چاول کی بھوسی بھی ملا دی جائے تو بیری بیری میں مبتلا لوگوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے۔ بغیر پالش کے چاول کھانے والوں میں یہ بیماری نہیں ہوتی۔

بیری بیری کی پہچان۔ مریض پیروں میں بھاری بھاری محسوس کرتا ہے چلنے پر گھٹنے کچھ لڑکھڑاتے سے ہیں۔ گرمیوں میں یہ بیماری خاص طور سے ہوتی ہے۔ محنت کرنے کے بعد دھڑکن ہونے لگتی ہے پیروں کی کھال میں کچھ پہنوش آ جاتی ہے انگلی سے دبائے پر پیر میں گڑھا سا پڑنے لگتا ہے خون میں سفید ذرات کی تعداد ۱۰۰ فیصدی بڑھ جاتی ہے دوران خون بھی بدل جاتا ہے۔

بیری بیری چار طرح کی ہوتی ہے بکلی، خشک، نم اور بکلی بیری بیری میں محنت کرنے کے بعد پیر بھاری ہو جاتے ہیں۔ ۱۰۰۰ دل دھڑکنے لگتا ہے۔ خشک بیری بیری میں نقوہ معلوم ہوتا ہے پیر سن ہو جاتے ہیں ہاتھ ڈھیلا ہو کر ٹٹک آتا ہے تھکی آڈا بند رہتی ہے۔ نم بیری بیری میں دل کی دھڑکن بڑھتی ہے پاؤں اور پیر کے جوڑے کی ہڈی کے اوپر پانی بھر جانے سے سونہن آ جاتی ہے کبھی کبھی بیماری کا حملہ بڑھنے پر جانگھ پیٹ اور کندھوں پر بھی سوجن آ جاتی ہے پیشاب کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اگر بیماری کا علاج نہ کیا جائے تو موت تک ممکن ہے بیری بیری میں یہ علامتیں اور جلدی جلدی ظاہر ہوتی ہیں۔ نبض کی رفتار بڑھ جاتی ہے ۱۳۰ سے ۱۴۰ تک (بکلی) پیشاب کم ہو جاتا ہے کبھی کبھی چند گھنٹوں کے اندر ہی موت ہو جاتی ہے۔

ماں کے بیری بیری میں متلا ہو جانے پر اس کا دودھ پینے والا بچہ بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ فلپائن میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچوں کی موت کا سبب ان کی ماؤں کو یہ بیماری کا ہونا تھا بچوں میں بھی اس مرض کی علامتیں ویسے ہی ظاہر ہوتی ہیں جیسے بڑوں میں۔

بیری بیری کا علاج۔ تھامسن اور سمپسن نے ۱۹۰۰ء میں بیری بیری کے علاج کے لئے خمیر کا استعمال کیا گیا۔ خمیر اٹھائے ہوئے کٹے یا خمیر اٹھائی ہوئی دال کا استعمال کرنے سے بیری بیری میں فائدہ ہوتا ہے۔ چاول کے اوپر کی بھوسی سے تیار کئے ہوئے سٹلے ہیں جن کا استعمال دوا کی شکل میں ہوتا ہے گیہوں، چاول جو وغیرہ کی بھوسی کی مقدار غذا میں بڑھا دینے سے اور تازہ کھانا پینے سے بیری بیری میں فائدہ ہوتا ہے۔ بچے کو تندرست گلے کا تازہ دودھ دینا چاہئے۔

جہاز والی بیری بیری۔ گذشتہ جنگ عظیم (۱۹۱۴-۱۹۱۷ء) میں ایک واقعہ پیش آیا جو بیری بیری کی تاریخ میں مشہور رہے گا جزئی کا ایک حملہ آور جہاز بنو یارک کے بندرگاہ میں قید کر لیا گیا اس جہاز کے خلاصوں کو برٹ میں ٹھنڈے کئے ہوئے گوشت کو کھا رہنا پڑتا تھا مگر افسردہ گوشت کے علاوہ تازہ ترکاریاں اور پھل بھی ملتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلاصوں کو بیری بیری کی بیماری ہو گئی لیکن افسران بیماری سے محروم رہے۔ بہت سی ترکاریوں میں وٹامن بی اور سی دونوں ہوتے ہیں اس لئے افسروں کو یہ بیماری نہیں ہوئی۔ جہاز والی یہ بیری بیری چاول والی بیری بیری سے

بہت مختلف تھی۔ غالباً یہ بیماری کئی ہزاروں کا مرکب ہے جو کئی قسم کے ٹائفوس  
ہی کے باعث ہوتی ہے۔ کبھی کبھی مریض میں ہیری ہیری اور اسکووی فلو  
ن علامتیں پائی جاتی ہیں۔

## ۲۔ سکروی

سکروی نامی بیماری کے بھی سیکڑوں سال کی برائی ہونے کے  
وقت ملتے ہیں۔ طویل بحری سفر کرنے والوں میں اور جنگ کے زمانہ میں  
بچوں میں یہ بیماری خاص طور سے ہوتی ہے۔ قطبین کی تلاش یا پہاڑ  
ن بلند چوٹیوں تک پہنچنے کی کوشش کرنے والوں میں یہ بیماری خاص  
طور سے ہوتی دیکھی گئی ہے۔ ۱۸۵۲ء میں سر گلگرت بلین نے اس  
ماری کے علاج میں لیموں کے عرق کا استعمال کیا تھا۔ ہر جنگ کرکی  
ای بیماری کچھ نہ کچھ ضرور پھیلتی ہے کیونکہ لوگوں کو تازہ سانگ ملنے  
نہ ہوتا ہے۔ ۱۸۳۳ء میں نصیر آباد (راجپوتانہ) میں جو انگریزی  
وج فوجی اس میں یہ بیماری پھیل گئی۔ اس کے متعلق یہ لکھا گیا ہے  
اس وقت یہ مرض اس مقام پر پائے جانے والے ایک کھنے  
دوسے سے دور ہو گیا۔ ممالک متحدہ امریکہ کی خانہ جنگی میں  
۱۹۱۴ء میں افراد اس مرض میں مبتلا ہوئے کیونکہ انھوں سر دیوں میں سوئی  
کار یاں کھا کر رہنا پڑا۔ ۱۹۱۵ء کی روسی جاپانی جنگ میں روسیوں  
و سکرووی بیماری ہوئی۔ ۱۹۱۵ء میں انگلینڈ کے غریب گھروں میں یہ  
بیماری خاص طور سے پھیلی اس بیماری کے پھیلنے کا سبب آلود  
انہ ملتا تھا۔ اگر آدھ سیر آلود دیکھانے کو مل جاسے تو سکرووی بیماری  
میں ہوگی۔ اس قسم کا ایک حکم رائل سوسائٹی کی کمیٹی نے دیا۔  
۱۹۱۵ء کی بات سے کہ ڈیج گائنا کے جزیرہ ایروبا میں ایک  
صل برآمد ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۰۰۰۰ افراد کی آبادی میں ۳۰۰۰ افراد  
و سکرووی کی بیماری ہوئی۔ امیر گھرانے کے وہ لوگ جنھیں تانے  
ماب پھیل مل سکے اس سے بچ رہے۔

۱۹۱۴-۱۵ء کی جنگ عظیم میں شائد ہی کوئی ایسی فوج بھی ہو  
ہے جس میں سکرووی کی بیماری نہ پھیل ہو۔ موسموں نامیا میں جو ہندوستانی  
وچیں تھیں انھیں گوشت کھانیں احرار خان میں سے ۳۰ سے ۵۰ فیصد  
ل لوگوں کو سکرووی ہو گئی۔ حالت اتنی ناگہان ہو گئی تھی کہ انگریزی حکومت  
لیوں اور کاجیوں کا ایک دستہ وہاں بھیجا گیا جو وہاں ماکر قسم  
ترکا۔ لگائے۔

ایل بل نے اسکاٹ لینڈ میں مقیم انگریزی فوجوں کے  
متعلق یہ بیان کیلئے کہ ترکاریوں کی کمی اور ان کو نامناسب حد  
تک پکائے جانے کے باعث سپاہیوں میں سکرووی کی بیماری  
پھیلی۔ یہ بیماری ان لوگوں کو زیادہ ہوتی جو زیادہ محنت کرتے  
تھے۔ ۱۹۱۵ء میں فرانس کی ۸۰۰ فوجوں میں سے ۶۰ فوجوں میں

سکرووی کی بیماری تازہ پھیل اور ترکاریوں کے نہ ملنے کے باعث  
موجودہ جنگ عظیم میں سکرووی کی بیماری کتنی پھیلی ہے اس کے احصاء  
کے بعد ہی مل سکیں گے۔

ہیس نامی ڈاکٹر نے یہ دیکھا کہ جن بچوں کو مصنوعی دودھ مشلا  
کنڈنشد لک وغیرہ پر رکھا جاتا ہے ان میں سکرووی بہت ہوتا ہے۔  
پہلے سرٹامس باروٹ نے ۱۸۹۷ء میں یہ بتایا تھا کہ بچوں کا اور بوجھوں  
کا سکرووی مرض ایک ہی طرح کا ہے جہاں جہاں زیادہ پکایا جلنے  
والا دودھ بچوں نے استعمال کیا وہاں وہاں انھیں اس مرض میں  
مبتلا پایا گیا۔ سٹاکہ بیان ہے کہ اگر دودھ بھاپ میں (واٹر بائسٹرم)  
پانچ منٹ گرم کر لیا جائے تو بچوں کو سکرووی نہ ہوگا لیکن اگر نہشت  
تک ۱۷ فارن ہائٹ تک گرم کیا جائے گا تو ان مرض کی علامتیں  
ظاہر ہونے لگیں گی۔ دودھ کو کئی بار گرم کرنے اور پالنے سے اس کا  
وہ مفید جز ضائع ہو جاتا ہے جس کے نہ ہونے سے سکرووی ہو۔  
لگتا ہے ہاں دودھ کے ساتھ تازہ پھل یا سترہ کھائے اس  
تو پھر یہ بیماری نہ ہوگی۔

سکرووی کی علامتیں۔ جب کھال میں خاص پیلان اراج  
میں سستی اعضا میں ڈھیلا پیلان اور سانس لینے میں دشواری  
تھی سمجھنا چاہئے کہ سکرووی شروع ہو رہا ہے۔ کر کے آس پاس بھی  
درد بھی ہونے لگتا ہے اور پیر میں سوزش اور ٹھنڈا ہونے لگتا  
ہے۔ پیروں کی کھال میں روٹھنوں کے آس پاس ران  
خون کے باعث کچھ سرخی آجاتی ہے جسم کے اوڑھتوں میں بھی ایسی  
علامتیں پائی جاتی ہیں۔ کھال میں ظاہر ہونے والی علامتوں کو  
لایپر کو مائوسس کہتے ہیں۔ گھٹنوں کے اوپر اکثر سوجن بھی دیکھی  
جاتی ہے۔ اکثر مسوڑھے گہرے سرخ رنگ کے اور نرم ہو جاتے  
ہیں اور سوج جاتے ہیں مسوڑھوں کی سوجن سے کبھی کبھی رات  
تک ڈھنک جاتے ہیں۔ کبھی کبھی رگوں کا دوران خون اتنا بڑھ  
جاتا ہے کہ دانت گر بھی جاتے ہیں۔

سکرووی کی آگے کی بیماری میں دل میں خاص و  
سانس لینے میں بہت دشواری ہونے لگتی ہے مریض کبھی کبھی  
بہوش بھی ہو جاتا ہے۔ دل کمزور ہونے لگتا ہے۔ گھٹنے کے پاس  
قسم کا جھکاؤ سا پیدا ہوتے لگتا ہے اور جسم کی اس حالت کو  
(Seitch Zerstellung) کہتے ہیں یہ علامتیں اکثر ہیری  
بیری اور سکرووی کے مرکب سے پیدا ہوتی ہے۔

مریض کی نبض کی رفتار تیز ہو جاتی ہے دست بھی دھڑکنے  
لگتے ہیں۔ پاخانہ کے ساتھ خون بھی آئے لگتا ہے۔ دل کی کمزوری  
کی وجہ سے مریض کی اس بیماری سے موت تک ہو جاتی ہے سکرووی  
کے بیمار کی جسمانی حالت اتنی کمزور ہوتی ہے کہ اسے کھانسی یا



جولائی ۱۹۱۷ء

میں دامن اسے نہیں ملتا، اس کے بچے کو ریکٹس ضرور ہو جاتا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیماری چارچوبہ ہفتہ کی عمر سے لگ کر ۱۰ بارہ سال تک عمر میں کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔

گزشتہ جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں یہ بیماری بہت بڑی گئی تھی۔ دانش کا بیان ہے کہ وائس میں ۱۹۱۵ء کے بعد ہفتہ ہوتے ان میں ۹۰ فیصد کی بچوں کو یہ بیماری پانی گئی۔ بیشتر بچے ایک سے ۴ سال تک کے تھے۔

ہمارے ملک میں نہ صرف غریب گھروں میں بلکہ اچھے اور گھر وں میں مٹھو یا سوکھا روگ سے بے شمار بچے مرتے ہیں۔ ایک ہی گھنٹے میں متواتر کئی بچے اس بیماری کے شکار ہو کر قتل اجل ہو۔ ہیں۔ اس بیماری کا سبب مال اور بچے دونوں کی خوراک میں دامن اسے کی کمی ہے۔

ریکٹس یا مٹھو کی علامتیں۔ یہ بیماری دراصل ہڈیوں کی بیماری ہے۔ اس کے ساتھ ہی سائٹ اور بہت سی خرابیاں شروع ہو جاتی ہیں پیچھے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ بچوں کو پسینہ خاص طور سے آتا ہے خصوصاً کھوپڑی پر۔ بچے پیر پر کھڑے ہونا دیوڑھی پہننے، پسلیوں کی تسوں میں سو جین آجاتی ہے ریکٹس میں مبتلا بچوں آنکھیں کچھ زیادہ گول ہوتی ہیں۔ دانت دیر میں نکلنے میں تاخیر پر انہیں کی عموماً کمی ہوتی ہے۔ دانتوں پر ہوتے رنگہ کی ہتھ جوڑے اگر بچے چلنے لگے تو اس کے پیر خاص طور سے جھکنے لگتے ہیں۔ بچوں کی ہڈیوں اور خون میں کینٹشیم اور فاسفٹ دونوں کی کمی کم ہو جاتی ہیں۔

علاج۔ ۱۹۱۸ء میں ایڈورڈ سینٹی نے ریکٹس کی تازہ آزمائش کی جس کی بنا پر اس نے یہ بتلایا کہ حسب ذیل چیزوں سے استقبال سے یہ بیماری دور ہو سکتی ہے۔ فاسس دودھ دودھ سیر، کاڈلیور آئل (پھلی کا تیل) مکھن ان تون کا تیل (آلو آئل) جوڑے تیل، گوشت اس فہرست کو آج ہم اچھی طرح پڑھا سکتے ہیں کیونکہ جلتے ہیں کہ سب چیزیں جن میں دامن اسے اور ڈکی ہیں، بیماری کے لئے مفید ہوں گی۔

بچوں کے جسم میں تیل ملکر دھوپ میں لٹانے سے اس بیماری میں بہت فائدہ ہوتا ہے بچے اگر تندرست ہوں تو بھی یہ عمل ان کی صحت کے لئے بہت مفید ہو گا۔

آئینہ سلیشیا

بچے گتے میں اور پھر موت سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بچوں کی سکروئی کی علامت ۱۰ ماہ سے لیکر ۱۸ ماہ تک کے بچے کو رہی ہوتی ہے۔ جسم کی کھال کا رنگ ایک خاص طور سے بدلتا ہے بچوں کے اوپر کچھ سو جین آجاتی ہے گھٹنوں میں درد ہوتا ہے جن شہروں میں پاسٹورائزڈ دودھ فروخت ہوتا ہے وہاں کے بچوں میں خفیہ قسم کی سکروئی ہو جاتی ہے جس کی علامتیں کچھ دنوں کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہیں۔ پٹھو کی کمزوری جسم کی زردی، پیر وں میں درد پیر اٹھانے پر کھانسی کا شکیف سے چلا پڑنا جسم کے متعدد مقامات پر سو جین اور اگر بچے کے دانت ہوں تو ان کے مسکودھوں میں خاص سرخی اور کبھی کبھی دانت کا گر پڑنا اس بیماری کی خاص علامتیں ہیں۔

بیماری کا علاج۔ ہرے ساگ تازہ پھل اور تازہ دودھ دلا گرم کیا جوا) اس بیماری کا علاج ہے۔ پکیت نے ۱۹۱۵ء میں شاہ سینڈ میں ۱۳۳ بیماروں کو اونٹنی کے دودھ سے اچھا کیا۔ آدھی کٹوری یا ایک چمچ (۲۴ سی۔ سی) بیوں یا سنگرے کا عرق دینے سے خاص فائدہ ہوتا ہے۔ انکو سے نکلے ہوئے اناج مثلاً چنا، مٹر، انہیوں وغیرہ خاص طور سے مفید ہیں۔ سکروئی کے بیمار مردانے فوجوں کو کھانا میں انکو سے دار غلا سے خاص فائدہ ہوا تھا۔ سنگرے کے چھلکے کا عرق اور شمار کا عرق اس بیماری میں بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔

مٹھو یا ریکٹس

مٹھو، سوکھا روگ یا ریکٹس۔ یہ بچوں کی ایک خاص بیماری ہے جو زیادہ تر ایک دو سال کے بچوں کو ہوتی ہے۔ ۱۹۱۲ء کی جنگ عظیم میں یہ بیماری تقریباً سبھی عمر کے بچوں میں دیکھی گئی ہے۔ عام طور سے معالج لوگ ریکٹس ریکٹس ۱ اور آسٹو میلشیا سان تینوں بیماریوں کو الگ الگ مانتے رہے ہیں اور یہ تینوں بیماریاں بچوں کے ٹینک سے نہ بڑھنے کے باعث ہوتی ہیں مگر اب یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ تینوں بیماریاں عموماً ایک ہی وجہ سے ہوتی ہیں۔ فورک ٹکٹ ہو کر پھر اور کتنی ہی احتیاط برتی جائے، یہ بیماری برعاطی سے منتقل ہوا اور روشنی بھی اس بیماری سے بچا سکتے ہیں بہت سی چیزیں ہیں جن بچوں کو مٹھو یا دودھ دیا جاتا ہے انھیں یہ بیماری ضرور ہو جاتی ہے۔ ریکٹس کی بیماری سرور مالک کی کتاب (پین لینڈ، ناروے) میں خاص طور سے بتائی ہے اور گرم مالک میں جہاں سورج کی روشنی سے پھر فائدہ اٹھایا جاتا ہے بیماری کم ہوتی ہے جو مائیں خود تندرست نہیں ہیں، انکے بچے بھی دودھ پیتے پر اس بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ بیماری کھانے میں چربی پر دشمن، کینٹشیم وغیرہ کی کمی ہونے کے باعث کبھی کبھی ہوتی ہے۔ دامن اسے کی کمی سے ہوتی ہے۔ جب مال کو عالم ہوتے ہیں

بچوں میں جس طرح  
یہ بیماری کی بیماری  
یہ بیماری اکثر پانی پانی سے

کی قوت عمل کم ہو جاتی ہے یہ بیماری شہروں کے مقابلے میں زیادہ پھیلنے دیکھی گئی ہے۔ غریب لوگ اس میں خاص طور سے مبتلا ہوتے رہے ہیں۔ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے یہ بیمار کچھ قسم کی پالی گئی ہے جو دو ہفتے سے تین ماہ تک رہتی ہے اس میں کمزوری رہتی ہے اور دست ہونے لگتے ہیں۔ بخار (۱۰۲ سے ۱۰۴) برابر رہتا ہے، نبض کی رفتار ۱۲۰ سے ۱۴۰ تک رہتی ہے، زبان لال، پیچ میں بھی درد اس میں در بھی۔ کبھی کبھی جی متلانا۔ سوتے میں بکنا وغیرہ اسکی علامتیں ہیں۔ دوسری یہ ذہن الوں کو ہوتی ہے ضعف عمدہ کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ دو سال تک رہتی ہے۔ بخار نہیں آتا۔ یہ اٹلی میں زیادہ ہوتی ہے۔ تیسری شروع میں بخار ۱۰۰ کے قریب نبض کی حرکت ۱۰۰ باض کے فعل میں شدید علامتیں پیدا ہوتی ہیں۔ زبان گہرے سرخ رنگ کی، مسوڑھے سوجے، اتلی اور تے اور دست وغیرہ اس کی علامتیں ہیں۔ چوتھی قسم پرانی بیماری ہے جو ۲۰ سال تک رہتی ہے اس کی علامتیں ہیں۔ نبض کی رفتار ۸۰ سے ۱۰۰ تک اتلی تے اور دست۔ اس بیماری میں جسم پر کبھی کبھی گردن پر، ہاتھ میں، کلاں میں منہ پر ناک پر لال لال لکے ہو جاتے ہیں جن میں درد بھی ہوتا ہے کبھی کبھی ناخنوں میں لکے خاک رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ مریض کی بیٹھ میں شروع سے ہی درد ہوتا ہے۔

پلاگرا کیوں ہوتا ہے اس کے کئی سبب بتائے جاتے ہیں۔ کچھ خاص پروٹینوں کی قلت (مثلاً ڈی پٹوفان اور لائسن) جس کا اس کا خاص سبب ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی طے ہے کہ وٹامن بی اور سی کی کمی سے یہ ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وٹامن بی ۲ اور وٹامن بی ۱۲ اس بیماری سے خاص تعلق ہے۔ دودھ کا استعمال اس بیماری میں خاص فائدہ پہنچاتا ہے۔ ۳۰ سے ۲۰۰ گرام کے قریب خاص ایلٹ (خمیر) بھی مفید ثابت ہو رہے۔

### سپیریویا گراہی

لکا، کوچین، چین جزائر ملا، جاپان اور ہندوستان میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے زبان کی ڈنگ سرخ ہو جاتی ہے اور زبان پر دانے جی نکل آتے ہیں چھانے اور نگلنے میں مریض کو تکلیف ہوتی ہے عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔ مریض کو جھاک دار دست آتا ہے۔ اس بیماری میں دودھ (کچھا) پھل مثلاً ریش جھری، نارنگی، سیب وغیرہ خاص فائدہ کرتے ہیں۔ اس بیماری کا وٹامن بی کی کمی سے خاص تعلق ہے۔

(جیون حسابیتہ)

بڑی تیزی سے پھیلی جاتی ہے۔ اس بیماری میں بڑیاں سوکھنے لگتی ہیں اور اوریا کی باؤنگل علامتیں بھی ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جوڑوں میں درد ہونے لگتا ہے۔ ہڈیاں جھرجھری ہو جاتی ہیں جن کے ٹوٹنے کا زیادہ خطرہ رہتا ہے لکڑی ٹانگہ و دھڑ بھاتا ہے۔ چلنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے گھٹنوں میں اور سبروں کی ہڈیوں میں درد ہوتا ہے پیشاب میں کیلشیم کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اس بیماری کے متعدد سبب ہیں۔ وٹامن اے سے خالی غذا۔ کیلشیم سے خالی غذا، کسی کی شادی پر بادہ عرصہ تک مال کا دودھ پینا، اعضاء ہوا اور دودھ کی کمی۔

### بچکوں کی دیگر بیماریاں

ششیں۔ یہ بیماری عام طور پر غذا میں کیلشیم کی کمی سے ہوتی ہے لیکن اس کیلشیم کی کمی کے استعمال سے اس بیماری کو فائدہ نہیں ہوتا جسم میں وٹامن کی کمی سے کیلشیم ہضم نہیں ہوتا قدرتی الرٹرا و الٹ کونول سے یا مسوڑوں کی روشنی سے خوں کے کیلشیم کی مقدار کو بڑھانے سے پایا گیا ہے۔ وٹامن ڈی دلی غذاؤں کا استعمال اس بیماری میں خاص طور سے مفید ثابت ہوا ہے جن بچوں کو وٹامن ڈی دلی غذا ملتی رہتی ہے ان میں یہ بیماری نہیں ہوتی۔ اس بیماری کی علامتیں مٹھوا سے ملتی پاتی ہیں اور اس میں بڑیاں کا بڑھنا بند ہو جاتا ہے۔

کاربوہائیڈریٹ ڈسٹروفی۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں برسی میں یہ بیماری خاص طور سے بچوں میں پھیلی تھی جو بچے شکر کی کمی ہوتی، مٹھائیاں زیادہ کھاتے ہیں، انھیں اس بیماری کے ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جو بچے غیر فطری غذا پر رکھے جاتے ہیں وہ بھی اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں ان بچوں کے پاجامے میں ترش زیادہ ہو جاتی ہے، پٹھوں میں تڑپ ہوتا ہے۔ یہ بیماری بعض علامتوں میں بیری بیری سے بھی ملتی جاتی ہے اسے (Mehlman'schaden) بھی کہتے ہیں وٹامن اے اور ڈی دلی دالے مادے اس میں فائدہ پہنچاتے ہیں۔

### پلاگرا

پلاگرا نامی ایک بیماری غلے کھائے جانے والے علاقوں میں خاص طور سے دیکھی گئی ہے جسے شمالی اٹلی، شمالی امریکہ، سنکے ع کے قریب اٹلی میں یہ بیماری بہت پھیلی۔ شمالی حصے میں زیادہ لیکن جنوب میں بالکل نہیں ۱۹۰۵ء - ۱۹۸۵ء کے درمیان بہت سے لوگ اس کے شکار ہو گئے۔ رومانیہ، سرڈیا، بلغاریہ وغیرہ ممالک میں یہ بیماری جنگ کے زمانہ میں زوروں پر رہی۔

کچھ لوگ پلاگرا کو متعدی بیماری مانتے ہیں مگر یہ بات ٹھیک نہیں ہے یہ بیماری نامناسب غذا کی وجہ سے ہوتی ہے اور میم

# زیادہ اور اچھا غلہ پیدا کرنے کی کوششیں

ہندوستان میں دواؤں کے پودوں کی کاشت کے متعلق اسکا تا کی جانچ پڑتال سلسلے میں اسیکیمیں منظور کی گئیں۔ ”گاہل“ کی کھیتی کے سلسلے میں بھی جو بڑی پیداوار کے سلسلے میں معاون ہوتا ہے تحقیق و تفتیش شروع ہو گئی۔ پنجاب، سندھ، جوڈھپور اور شاہی زرعی تحقیقات گاہ میں امریکہ اور روس سے منگائے گئے بیج بونے لگے ہیں۔

تجویز پیش کی گئی کہ شہر کے کوڑا کرکٹ اور دیگر قسم کی بیکار چیزوں سے سستی بنیادی کھاد تیار کی جائے۔ ایک نئے طریقے کی طرف، جسے جگلو طریقہ کہا جاتا ہے۔ مرکزی غذائی مشاورتی کونسل کی توجہ مبذول کی گئی۔ اس کونسل نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ ملازموں کو ٹریننگ دینے کے لئے کافی رقم منظور کی جائے اور اس طریقہ کی صوبوں اور ریاستوں کے مرکزوں میں توسیع کی جائے۔

کونسل نے غیر معمولی طریقوں کے ذریعہ سوشلیوں کے کچھ خاص طبقوں کی نسل میں اصلاح کی کوشش کی۔ صوبوں میں کتنے ہی مویشیوں کے تحقیقاتی مرکزوں میں اچھا گوشت اور آون دینے والی بھڑ میں پیدا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ سوشلیوں کو تندرست رکھنے کے سلسلہ کی طرف بھی کونسل نے توجہ دی اور اس نے سوشلیوں کے کچھ خاص طبقوں کی نسل میں اصلاح کی کوشش کی۔ صوبوں میں کتنے ہی مویشیوں کی بیماریوں اور ان کے انسداد کے سلسلے میں تحقیقات کی اسکیمیں جاری ہیں۔ کونسل نے شہروں میں دودھ کا انتظام کرنے پر کافی توجہ دی۔ اس سلسلے میں بنیادی کام شاہی دودھ تحقیقات گاہ اور سلسلہ و سلسلہ رسل در سائل کے خاص مسائل کے سلسلے میں لکھنؤ میں کام ہوا ہے۔ ناسیتی بھی کو دنگے کے لئے خاص قسم کا رنگ نکالنے کی اسکیم منظور کی گئی۔

فوج کے لئے چمڑے کے سامان کی بڑھی ہوئی مانگ کے نتیجہ پر کھالوں کی طرف زیادہ توجہ دی گئی اور صوبہ سرحد کے دیہات میں کھال اتارنے کے مرکز قائم کرنے کی اسکیمیں منظور کی گئیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ہندوستان کی تبا کو مصر اور آسٹریلیا کے بازاروں میں گئی۔ مارکنٹنگ ڈپارٹمنٹ نے فوجی افسران کو خوراک حاصل کرنے میں مدد دی۔

کھیتی میں زیادہ محنت اور سرمایہ لگا کر زیادہ غلہ پیدا کرنے، عمدہ قسم کا غلہ پیدا کرنے اور فصل میں کمی لانگے اور دیگر بیماریوں کو روکنے کی اسکیموں کو شاہی زرعی تحقیقاتی کونسل نے ۱۹۴۴ء میں مالی امداد پر جامع غلہ پینا یا۔ یہ بات کونسل کی سالانہ رپورٹ میں بتائی گئی ہے۔ کونسل نے دس سال قبل چاول کی عمدہ اور زیادہ پیداوار پر قسم نکالنے کی غرض سے مختلف تجربے اور آزمائشیں کرنے کے لئے جو بہت سے چاول کے تحقیقاتی مرکز قائم کئے تھے ان سے اہم نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ یہ تجربے دھان کی کھیتی کرنے والوں کے لئے براہ راست گئے ہیں۔ آنا آپری اور کشمیر ایسے علاقوں میں سے ہیں جہاں اس سلسلے میں عملی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

گزشتہ سال مختلف تحقیقاتی مرکزوں میں اصناف شدہ قسم کے چاول کی کاشت کا رقبہ بڑھانے کے لئے کتنی ہی اصلاحی اسکیمیں جاری کی گئیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ ان اصلاح شدہ قسم کے چاولوں کی فصل ۱۰ سے ۲۰ فیصدی تک زیادہ ہوگی اور اسے کافی بڑھ رقبہ میں جاری کیا جائیگا۔

## گھن سے حفاظت

گھنوں کے سلسلے میں ایسی قسم نکالنے کی کوششیں کی گئیں جن میں گھن نہ لگنے کے سلسلے میں تحقیقات کرنے کے تجربے بھی جاری رکھے گئے۔ امید کی جاتی ہے کہ تجربوں کے نتیجہ کے طور پر گھنوں کی فصل کو جو بڑے دست نقصان ہوتا ہے اس میں کمی ہو جائیگی۔ دالوں اور جوار باجرے کی فصلوں کے سلسلے میں علم نباتات، علم زراعت اور مدد جن کے علاج کے لحاظ سے تجربے کئے گئے اور مدد اس پنجاب، آسام اور کشمیر میں دائر محرم پیدا کرنے کا کام شروع کر دینے کی اسکیم جاری کی گئی۔ اس سال پھلوں اور سبزی کو محفوظ رکھنے، کھانے اور ڈوبوں میں بند کرنے اور پھلوں کا رس تیار کرنے کے سلسلے میں تحقیقاتی کام جاری رہا جو تجارت اور محکمہ رسد کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا۔

غیر مالک سے سبزی کے جو بیج آجاتے ہیں ان کی کمی کو دور کرنے کے لئے کونسل نے کئی بیج تیار کرنے والے اداروں کو مالی امداد دی۔ کونسل نے ہندوستان میں گتے کی کھیتی زیادہ پھیلانے کے خیال سے اس سلسلے میں ہونیوالے تحقیقاتی کام پر مفصل تبصرہ کیا۔

## وٹامن اور کوئنورانسٹی ٹیوٹ

(ڈاکٹر رام داس تیواری، ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ فل۔)  
جنوبی ہند کی کوئنور (یا کو نور) تجربہ گاہ میں خدا کے متعلق متعدد تجربے ہوئے ہیں ان میں سے کچھ کی تفصیل یہاں پیش کی جاتی ہے۔ اس تجربہ گاہ میں صدر ڈاکٹر ایڈرلڈ نے اس سلسلے میں جو بلیٹین شائع کیا ہے اور سیتھ بلیٹن نمبر ۲۲ کے نام سے گورنمنٹ آف انڈیا پر دہلی سے شائع ہوا ہے اس کی بنا پر یہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

وٹامن اے - یہ زیادہ تر موشیوں کی چربی، دودھ، دہی، خالص گھی، مچھلی اور انڈے کے پچھلے حصے میں پایا جاتا ہے۔ یوں تو کچھ مچھلی کے جگر کے تیل میں یہ سب سے زیادہ مقدار میں ہوتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وٹامن اے صرف گوشت خوردوں کو حاصل ہو سکتا ہے اگرچہ ساگ سبزی میں وٹامن اے نہیں ہوتا تاہم ان میں کیروٹین نامی ایک رنگ زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے جو جسم میں انجیس چیزوں کی کمی کو پورا کرتا ہے جن کو کہ وٹامن اے کہتا ہے۔ انجیس وجہ سے کیروٹین کو پورا وٹامن اے کہا گیا ہے۔ اسلئے وٹامن اے کی وہ مقدار جو جسم کے لئے ضروری ہے۔ کچھ ترکاریوں کے ذریعے پوری کی جاسکتی ہے۔ کچھ پتہ دار ترکاریاں مثلاً پالک لال، چولائی، سلاد، دھنیا۔ بند گوبھی اور کچھ پکے پھل مثلاً آم، پیتا، فمط، سفنگتہ وغیرہ کیروٹین کے ذریعے جسم میں وٹامن اے کی ضروری مقدار کو پورا کر سکتے ہیں۔ گاجر میں بھی کیروٹین کافی مقدار میں ہوتا ہے۔

گاجر، پالک، چولائی سب وٹامن اے حاصل کرو۔ اشیاء خوردنی کی وٹامن اے اور کیروٹین کی مقدار میں الاقوامی اعداد میں لکھی جاتی ہے ایک عام انسان کی خوراک میں وٹامن اے کے ۳۰۰۰ بین الاقوامی اعداد روزانہ ہونا ضروری ہے۔ مغربی ممالک میں وٹامن اے کی یہ مقدار گوشت خوری سے ملتی ہے۔ ہندوستان میں بیشتر لوگ سبزی خور ہیں اور وٹامن اے کی یہ مقدار یہ لوگ ہزار پتے دار ترکاریاں کھا کر پوری کر سکتے ہیں مثلاً اچھا چٹا لال چولائی میں ۳۰۰ بین الاقوامی اعداد سے زیادہ کیروٹین ہے۔ اسلئے یہ ایک انسان کی روزمرہ کی وٹامن اے کی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ بچوں کو اس سے زیادہ وٹامن اے کی ضرورت ہے اسلئے ان کی خوراک میں ہر ساگ زیادہ ہونے چاہئیں۔

مچھلی کے تیل میں وٹامن - کاڈ مچھلی کے علاوہ اور لطفہ ہمارا یہ خیال نہیں ہے کہ عمدہ قدرتی غذا میں مچھلی کے تیل کا استعمال کیا جائے نہیں۔ ساگ سبزیوں سے ہی حاصل کرنا چاہئے۔ یہ تفصیل بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر ایڈرلڈ کے چند نتائج سے باخبر کرنا ہے۔ (۱۹۵۱ء)

وٹامن اے کی کاشت بڑھاؤ۔ ریڈ پام کی کاشت بڑھاؤ۔ ریڈ پام نامی درخت کے پھل کے تیل میں وٹامن اے کی مقدار میں ہوتا ہے۔ یہ درخت مغربی افریقہ، برما اور ملایا میں پایا جاتا ہے کاڈ یا دیگر اور مچھلیوں کے تیل کی جگہ پر اس تیل کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہندوستان میں یہ تیل اچھی مقدار میں حاصل ہو سکے تو سبزی خوردوں کا کاڈیور تیل کی جگہ پر یہ اچھا کام دیکھتا ہے۔

ہندوستان میں وٹامن اے کی زیادہ کمی پائی جاتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اسکو پورا کرنے کی کوشش کی جائے سبزی خوردوں کو ہماری پتہ دار ترکاریوں کا کافی استعمال کرنا چاہئے۔ ان کو کچا کھانا تو بہت ہی اچھا ہے لیکن اگر یہ عام طور پر دیال بھی لیجائیں تو کیروٹین زیادہ ضائع نہیں ہوتا۔

جولائی ۱۹۳۱ء

ہاتھ کا کوٹا چاول کھاؤ۔ زیادہ تر یہ دیکھا گیا ہے کہ کمرن بری بری اُنھیں لوگوں کو ہوتا ہے جو بلا آٹے دھان کا (اروا) مغین سے چھلکا نکال دیا کرتے ہیں۔ اگر لوگ اس چاول کے ساتھ تقریباً چھلکا کے دال بھی کھا لیں تو ممکن ہے انھیں بری بری نہ ہو۔ چاول کے دھان میں کی کی کھلے دلی دال پوری کر دیتی ہے سب سے اچھا تو یہی ہے کہ دھان چاول ہاتھ سے کوٹ کر نکالا جائے۔

دالوں کے چھلکے مت پھینکو۔ موگ اور ارد کی دال کے برے چھلکے مت پھینکو چھلکے دار دالوں کا کھانا مفید ہے۔ اگر بغیر چھلکے کی دھلی ہوئی دال کھاؤ بھی تو ان کے چھلکوں کو آٹے میں ملا کر روٹی پکالو۔ یہ روٹی بہت خوش ذائقہ ہوتی ہے اور چھلکوں کے دھان میں اسے کا فائدہ بھی پہنچاتی ہے۔ گزشتہ چند سال کے خوراک کے متعلق کئے جانے والے تجربوں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ دھان میں دغیر بھی انسان کے لئے کافی ضروری ہیں۔ دلیہ اور دالوں میں کافی مقدار میں ہوتے ہیں لیکن باریک پے ہوئے آٹے پھلوں اور ترکاریوں میں یہ نہیں ہوتا۔ پتے دار ساگ و ترکاریوں میں خاص ترکاریوں سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ کھن نکالا دودھ، دہی، خیر گوشت اور انڈوں میں یہ بہت پایا جاتا ہے۔ زیادہ تر یہ دیکھا گیا کہ ہندوستان کے اُن غریب انسانوں کو جنہیں دودھ یا گوشت نہیں نصیب ہے، دھان میں کی کی سے تعلق رکھنے والی بیماریاں ہوا کرتی ہیں۔ یہ بیماریاں روزانہ آدھ چھلکا خیر، آدھ سیر دودھ اور دو تین انڈے کھانے سے دور ہو سکتی ہیں۔ اور یہ چیزیں دھان میں کی کی کو پورا کر دیتی ہیں۔

دھان میں سی۔ یہ تازہ پھل اور ترکاریوں میں پایا جاتا ہے۔ کیمیاوی آزمائش سے معلوم ہوا ہے کہ یہ اسکا روک ایجنٹ ہے اور اسکے نامی مرض سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔ عام ترکاری کی بہ نسبت یہ ہری اور پتے دار ترکاریوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ ترکاریوں کے سوکھنے یا باسی ہو جانے سے زیادہ دھان میں ضائع ہو جاتا ہے۔ عام اناجوں اور دالوں میں یہ نہیں ہوتا لیکن جب ان میں انکوائٹل آتا ہے تو یہ دھان میں پیدا ہو جاتا۔ انکوائٹل کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ غلہ کو ۳۴ گھنٹے یا ۴۸ گھنٹے میں بھگونے کے بعد پھیلا کر گیلے کپڑے سے ڈھک دیا جائے پھر دو وقتاً اس میں پانی چھڑکے رہنا چاہئے۔ اس ترکیب سے دو دن میں اُن میں انکوائٹل آئے گا۔ انکوائٹل چیزیں بھی ہی کھانا زیادہ اچھا ہے۔

کچے آٹے خوب استعمال کرو۔ دھان میں سی کی سب سے زیادہ مقدار ہندوستان کے ایک ایسے پھل میں ہوتی ہے جو

اشیاء خوردنی میں دھان اسے کی مقدار متقل نہیں ہے۔ یہ بدلتی رہتی ہے کھن یا کھی میں مویشیوں کی خوراک پر منحصر رہتی ہے برسات میں ہری گھاس کھانے والے مویشیوں کے کھن یا کھی میں بھوسا کھانے والے جانور کے کھن یا کھی سے زیادہ دھان میں اسے ہوتا ہے۔ کھی کا دھان پوری یا پھوری پکانے میں ضائع ہو جاتا ہے۔ کھن سے کھی بنانے وقت گرم کرنے میں تقریباً ۲ فیصدی دھان اسے ضائع ہو جاتا ہے کھی کو کھلے برتن میں زیادہ دیر تک گرم کرنے سے بھی یہی بات ہوتی ہے۔ اس سے ہم اس پتیے پر پختے ہو کر کھی کی یہ نسبت کھن کھانا زیادہ مفید ہے۔ دونوں میں چربی کی مقدار برابر ہوتی ہے۔ ہوسے بھی کھن میں دھان اسے زیادہ ہوتا ہے۔ کھن سے کھی بنانے وقت کچھ دھان تو ضائع ہوتا ہے باقی دھان کھی میں پوری پھوری وغیرہ تیلے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ بنا سیتی کھی سے بچو۔ کھی یا کھن کے جدا جدا نمونوں میں دھان اسے کی مقدار بھی جدا جدا ہوتی ہے۔ بھینس کے کھی میں دھان اسے گائے کے کھی سے کم ہوتا ہے اور بنا سیتی کھی میں تو یہ ہوتا ہی نہیں۔ اسلئے بنا سیتی کھی بنانے والوں کا یہ کہنا کہ یہ عام کھی سے کم مفید نہیں ہے۔ غلط ہے۔ یہ مانا جاسکتا ہے کہ دونوں کی کیلو ر ایک تعداد برابر ہو سکتی ہے لیکن بنا سیتی کھی میں دھان اسے کا نہ ہوتا بہت بڑی کمی ہے۔ اسلئے بنا سیتی کھی کا استعمال کرنا ہی ہو تو اس کے ساتھ چولائی، پاک، جھو، مرسوں، سلاد، گاجر، پیٹا اور ٹماٹر کا زیادہ مقدار میں بھی حالت میں استعمال کرو۔

دھان میں بی۔ اس میں کمی دھان میں شامل ہیں مثلاً دھان میں بی ۲ بی ۳ وغیرہ کی کو اینٹی بری بری یا تھامن بھی کہتے ہیں۔ بری بری کی بیماری اسی دھان کی کمی سے ہوتی ہے۔ یہ خیر یا کھی اور چاول کے چھلکے میں پایا جاتا ہے۔ گوشت، مچھلی، انڈا، ترکاری پھل اور دودھ میں یہ بہت کم ہوتا ہے۔ دھان سے چاول بنانے وقت مشین سے چھلکا نکالنے میں یہ دھان ضائع ہو جاتا ہے لیکن اگر ہاتھ سے کوٹ کر چھلکا نکالا جائے یا مشین سے چھلکا نکالنے کے پہلے دھان کو کچھ اُبال لیا جائے تو پھر دھان اس میں سے نہیں نکلتا۔ انسان کی دھان میں بی کی ضروری مقدار اس کی خوراک اور دیگر کمی اور باتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر خوراک میں اشاریج یا شکر (کاربوہائیڈریٹ) کی مقدار زیادہ ہوئی تو اس کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اگر انسان چربی زیادہ کھاتا ہے تو دھان میں بی کی کم ضرورت پڑتی ہے۔ جسمانی محنت اور زیادہ کام کرنے والوں کو دھان میں بی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ حاملہ یا بچہ کو اس کی کافی ضرورت ہے۔ عام طور پر اس کی روزمرہ کی ضرورت ۳۰۰۰ بین الاقوامی اعداد ہے۔

دھامن ایفٹ - یہ ریڈی کے تیل میں پایا جاتا ہے اور بالوں کے لئے مفید ہے۔ دھامن کے متعلق مندرجہ بالا بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہیزی خور دھامن سے تعلق رکھنے والی اپنی ساری ضرورتیں ساگ - پالک، چولائی، ملا اور آم، پیٹا، ٹماٹر، گاجرو، آملہ، چاول، گیہوں، دال، دودھ، گھی، مکھن، دلیا، انکوانٹھ پنے اور سورج کی روشنی سے پوری کر سکتا ہے۔ قدرتی علاج میں ہری ترکاریوں اور ساگوں وغسل آفتابی کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایک غریب آدمی بھی پاک، چولائی، ٹماٹر، گاجرو، دودھ، آملہ، چنا اور غسل آفتابی جیسی سستی چیزوں کا استعمال کر کے اپنی دھامن کی سبھی ضرورتیں پوری کر سکتا ہے۔ خدا نے دھامن میں پیش قیمت چیزیں پیدا کر کے وقت اس بات کا خیال رکھا کہ انھیں وہ ایسی چیزوں میں پیدا کرے جو امیر و غریب دونوں یکساں استعمال کر سکیں اور یہ اس کا کتنا بڑا کرم ہے۔

نامنا مناسب خوراک - کوئی نوزائیدہ گاہ نے کچھ مناسب اور نامنا مناسب خوراکوں کے نسخے دیئے جن کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں۔

### نامنا مناسب خوراک

۱۵ اونس	مشین سے کوٹا ہوا چاول
۱	دودھ
۱	اربر کی دال
۱	مکھن
۵۰	بھنڈی
۲۵۰	چولائی
۵۰	تیٹھا تیل

۱۵۰	تعداد کیلوری
۵۰۰ (۱-ی)	دھامن اسے
۱۶۰ (۱-ی)	دھامن بی
۱۵۰ (۱-ی)	دھامن سی

### مناسب خوراک

۱۰ اونس	گھر کا کوٹا ہوا چاول
۵	باجرا
۸	دودھ
۳	دال اربر (ایک اونس) ارد (۲ اونس)
۶	سبے پتوں کی ترکاری
	(مکھن ۲ اونس، بھنڈی، چوڑا گوہر کی پھلی
	سیجن ہر ایک ایک ایک اونس)

سستا ہے۔ وہ ہے آملہ۔ آملہ ہندوستان کے قریب قریب ہر جگہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اسکے رس میں سنگترو کے جس کامیں گشتا دھامن سی ہوتا ہے۔ ایک آملہ کی دھامن سی کی مقدار قریب قریب و سنگتروں کے دھامن سی کے برابر ہوتی ہے۔ کھانے یا گرم کرنے سے عام طور پر دھامن سی ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن آملہ میں ایک ایسا مادہ ہونے کی وجہ سے اس عمل میں دھامن ضائع ہونے سے کافی بچا جاتا ہے۔ آملہ کو محفوظ رکھنے کے دو طریقے ہیں۔ پس کر رکھنے کے لئے سے کاٹ کر جلدی سے دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے اور پھر محفوظ بنا کر رکھ لیتے ہیں۔ زیادہ دن رکھنے پر دھامن کچھ نکل جاتا ہے۔ دوسرے طریقہ ان کو نمک کے محلول میں رکھنے کا ہے۔ پھلوں کو طے گرم پانی میں ڈالتے ہیں۔ پھر اس کے کچھ منٹ بعد نکال کر انھیں نمک کے محلول میں ڈالا جاتا ہے۔ محلول میں نمک کی مقدار کافی ہونی چاہئے۔ مریہ یا اجار بنانے میں دھامن دھامن ضائع ہو جاتا ہے۔ آملہ کے سفوف نمی بنی ہوئی گولیاں جگہ گہرے دھانے سپاہی کو دھامن سی کی کمی پوری کرنے کے لئے بچا رہی ہیں۔ ایک عام آدمی کو قریب ۴۰ ملیگرام دھامن سی روزانہ کی ضرورت ہے جو تقریباً دو آملوں سے پوری ہو سکتی ہے۔

دھامن ڈی - یہ جگر، جگر کے تیل، انڈے، دودھ، مکھن، دھان وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ انھیں جانوروں کے دودھ دھان میں ہوگا جو ہری گھاس کے میدانوں میں جرتے ہیں اور سورج کی روشنی میں باہر پھرتے بھی ہیں۔ جھوسہ کھانے والے اور مندروں میں رکھنے والے مورتیوں کے دودھ یا گھی میں یہ نام کو لایا نہ ہوگا۔

یہ انسان کی جلد کے اور سورج کی روشنی کے اثر سے لایا جاتا ہے۔ ہمارے جسم میں ایروکسٹیرول نامی ایک مادہ ہوتا ہے سورج کی روشنی کے اثر سے دھامن ڈی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ غسل آفتابی کرو۔ اس دھامن کی کمی سے ہونے والی بیماریوں میں ریکٹس نامی بیماری سب سے بڑی ہے۔ یہ زیادہ تر سردیوں میں ہونے والے بچوں کو جن کو سورج کی روشنی بہت کم ملتی ہے، ہو جاتی ہے۔ دوسری کوئی دوا کرنے کے بجائے ان کو ہر روزانہ غسل آفتابی کرایا جائے تو بہت فائدہ ہوگا جسم میں دھان کی زیادتی ہونے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ حاملہ عورت دھان کی کمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے بچہ ہونے پر ماں کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور بچے کی تندرستی بھی ٹھیک رہتی ہے۔

دھامن ای - یہ زیادہ تر ہری ترکاریوں اور پھلے گیہوں میں بھی ہوتا ہے۔ یہ اتنا مفید ہے کہ اس کا تصور واحد بھی ہماری ضرورت کے لئے بہت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ فٹ اور دوسرے پھلوں کا رس بھی دینا چاہئے۔ کھانے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھیم لیکٹ یا آئرن سالٹ کی کچھ خوراکیں بیج بیج میں دیتے رہنے کے ایسے نتیجے دیکھے

تھے ہیں۔ مگر میں اپنے دھاموں کے لئے قدرتی خوراک پر ہی قناعت کرنی چاہئے۔

نومولود بچوں کو دھامن۔ کومنور تحقیقات گاہ کے مشورہ کے مطابق رومہ سے سائریکے کو دھامن سی کی مقدار زیادہ ملتی رہنی چاہئے۔ روزانہ ۵ ملیگرام دھامن ضرور ملنا چاہئے۔ اس کے لئے روزانہ ۱۰۰۰۰ سائریکے یا ۱۰۰۰۰ کلس درینا چاہئے۔ دن میں پانچ دس چھ رس دیا جاسکتا ہے۔ پیتے اور آم کا رس بھی دینے کے ہیں۔

تندرست ماں کا دودھ پینے والے بچے کو بھی ادھر سے دھامن اے اور دھامن ڈی ملنا چاہئے۔ یہ دونوں دھامن پھلی کے تیل میں دیئے جاتے ہیں مگر ہاری رائے میں پھلی کا تیل نہ دینا ہوتا ہے۔ ٹھانڈے رس سے اس کی تلافی کی جاسکتی ہے۔ تیل مل کر دھوپ میں بچے کو لٹا کر کھانے کے نیچے خود دھامن ڈی بنا یا جاسکتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈبے میں بند جو دودھ (کنڈینڈ مکد یا دودھ کا سفوف) بکنا ہے اس کے بنانے میں جس ترکیب پر عمل کیا جاتا ہے اس میں دھامن سی بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر ڈبے کا دودھ دینا ہی ہو تو اس کے ساتھ پھلوں کے رس کا استعمال بچوں کو ضرور کرانا چاہئے۔

اچھا تو یہی ہے جیسا کہ جمعیت الاقوام کی کیٹی کا مشورہ ہے کہ بچوں کو ۱۰ ماہ تک تندرست ماں کا دودھ ہی پینا چاہئے۔ سائریکے سے ماں کے دودھ کے ساتھ ساتھ گائے کا دودھ ملنا چاہئے۔ ۱۰ ماہ کے بعد ماں کا دودھ بالکل چھڑا دینا چاہئے۔ پھلوں کا رس دوسرے ہی پینے سے تھوڑا تھوڑا دیا جاسکتا ہے۔

پتے دار ترکاری  
جولائی ۲ اونس، سبجین کی پتی اور پالک ۱-۱ اونس،

میٹاتیل ۲ اونس

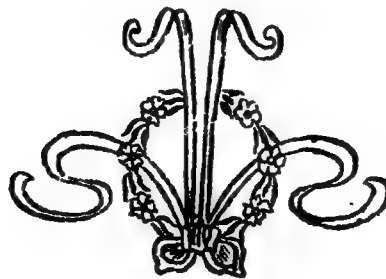
پھل۔ آم یا کیلا ۲ کیلوری کی تعداد

دھامن اے ۴۰۰۰ (۱-۱) سی

دھامن بی ۲۰۰ (۱-۱) سی

دھامن سی ۱۰۰ (۱-۱) سی

چند خاص مشورے۔ متوازن یا مناسب غذا میں دودھ کے زیادہ مقدار میں ہونے کے باعث خراج ضرور زیادہ ہوتا ہے۔ بچوں کو نو ایک پاؤ دودھ سے زیادہ ہی ملنا چاہئے اگر پورا خاص دودھ نہ مل سکے تو مکھن نلے ہوئے دودھ یا مکھن نلے سے ملنے کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آجکل جہاں دودھ روپے کا ڈھائی سیرل رہا ہے وہاں مکھن نلے کا دودھ ایک آنہ ملتا ہے۔ غموں کو اس دودھ سے بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ مہنگا بھی کھانے سے بجائے کبھی مونگ پھلی پانی میں بھل کر اور انکو نکال کر کھلائی جائے یا پیسے تل استعمال کرانے جائیں تو چربی کی کمی کی آسانی سے تلافی ہو سکتی ہے۔ آدھ اونس سے ایک اونس (آدھی چٹانک) تک مونگ پھلی روز استعمال کی جاسکتی ہے۔ چاول کھانے والوں کو کبھی مونگ پھلیاں تھوڑی مقدار میں ضرور استعمال کرنی چاہئیں۔ ایسا کرنے سے دھامن بی کی کمی کی تلافی ہو جائیگی مونگ پھلی زیادہ مقدار میں کھانے سے بد معنی ہو جاتی ہے۔ سبجین، سبجین او جینڈے میں دھامن اے خوب ہوتا ہے اسلئے اس کا استعمال زیادہ کرنا چاہئے۔ لیکن خیال رہے کہ ترکاری گھی میں بھون کر نہ پکائی جائے۔ چیزیں دال کے ساتھ پکا کر کھائی جاسکتی ہیں۔ ایسا کرنے پر دھامن اے زیادہ برباد نہ ہوگا۔ بچوں کو ہوشلوں میں کیلا وغیرہ کھانے کو دیا جاتا ہے۔





## ہندوستان اور چین کے کسان

کسان کی اس اشاعت میں ہم نے چین کی زرخیز زمین کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ اس مضمون کے مطالعہ سے چین اور ہندوستان میں کھیتی کے طریقوں میں بہت فرق نظر آئے گا۔ ہندوستانی کسان کو چین کی مثال سے جن باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے ان کو درج مضمون اس طرح کہہ سکتے ہیں۔

۱۔ چین میں ہندوستان کی بہ نسبت پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ پیداواروں میں دھان، گھم، جوار اور مکا ہی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ پیداوار میں اس فرق کے تین سبب ہیں۔ پالنا، پانی چھ لکھنا اور کھیتوں کی دیکھ بھال خصوصاً نرائی سے بچنے کے لئے پانچ بیج میں دوسری چیزیں ہونا۔

۳۔ ساتھ ہی چین میں ہر چیز ہندوستان سے زیادہ پیدا ہوتی۔ گھم، اور آلو اس سلسلے میں علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں۔ فصلوں کی پیداوار کے اس فرق کو دیکھنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہندوستان میں پیداوار کی کمی کا سبب زمین یا آب ہوا کی خرابی نہیں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہندوستانی کسان ان چیزوں کو زیادہ بوتا ہے جو زیادہ قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔

چین اور ہندوستان دونوں ملکوں کی حالت تقریباً ایک سی ہے اور دونوں کے علاوہ علیحدہ علیحدہ نظروں سے دیکھنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی بھی فصل کی پیداوار کو بڑھایا جاسکتا ہے لیکن یہاں کی زمین عام طور پر زیادہ زرخیز نہیں ہے۔ اس لئے فزلائزروں کے ذریعہ کسی ایک چیز کی پیداوار بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ دوسری چیز کی پیداوار میں اس سے رکاوٹ پڑے گی اس لئے کھاد اور فزلائزروں کی موجودہ حالت کے رہتے ہوئے ہم زیادہ فصل نہیں پیدا کر سکتے۔ حکومت کسانوں کو کھاتے کے غلوں کی قیمت میں زیادہ سے زیادہ کھاد استعمال کرنے کے لئے ترغیب دے سکتی ہے اس طرح اشیاء خورد و خورد کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو سکتا ہے لیکن اس کو بڑے طور پر حل کرنے کے لئے دیسی کھاد کی جگہ پر مصنوعی فزلائزروں کو کام

میں لانا ضروری ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت یہ ناممکن ہے لیکن ناممکن کو ممکن کرنا ہوگا۔

پانی کے سلسلے میں حالت اتنی خراب نہیں ہے چینوں کی طرح چھوٹے چھوٹے تالابوں میں پانی جمع کرنے کے رواج کو یہاں استعمال میں نہیں لاسکتے۔ کیونکہ یہاں چند حصوں کو چھوڑ کر پانی جلد خشک ہو جاتا ہے یہاں بہت سے دھان کے کھیتوں کی آبپاشی نہ ہونے کا سبب پانی کی کمی نہیں ہوتی بلکہ پانی کو کھیتوں تک لے جانے کے لئے لاکھ دو لاکھ اوپر چڑھانے کی دشواری ہوتی ہے اس کے لئے پانی اوپر لے جانے کا چینی طریقہ بہت آسان اور مفید ہے اس میں خرچ بھی کم ہوتا ہے۔

دوسری بات کھیتوں میں مینڈ بنانا چینی کسان اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں ہمارے کسان بھائیوں کو ان کا یہ طریقہ بھی سیکھنا چاہئے۔ کھیتوں کی سنبھالی کا تعلق بھی پانی جمع کرنے سے ہے اگر پانی ہی نہ لائے ساری پستانی بیکار ہو جائے اس کے علاوہ ہمارے یہاں کے کسانوں کو چینی کسانوں سے صاف کھیتی کا طریقہ بھی سیکھنا چاہئے چینی کسان کھیت کی نرائی کو نکالتا رہتا ہے دراصل کھیتی کی پیداوار بڑھانے کے لئے زمین کے زرخیز ہونے کے ساتھ ساتھ فزلائزروں، کھاد اور نئے طریقوں پر عمل کرنے میں کسانوں کا اشتراک ضروری ہے۔

## ٹماٹر کا رس

کناڈا کی وٹامن سی والی غذاؤں میں ٹماٹر کا خاص درجہ حاصل ہے۔ برٹش کولمبیا کی اداکین دھاری کے گھروں میں ٹماٹر کے رس بنائے جاتے والے نمونے کے ٹماٹروں میں کافی اور اعلیٰ درجہ کا وٹامن سی موجود تھا۔ ماہرین کا بیان ہے کہ گھروں کے بنے ہوئے رس میں وٹامن سی کی کمی کا سبب مندرجہ ذیل باتیں ہو سکتی ہیں (۱) پھلنے کے پہلے رس کو ابال آئے تک نہ گرم کرنا (۲) گرم بوتلوں کو کھولنے ایک انچ نیچے تک نہ بھرنا۔ گھروں میں کام میں لانے کا طریقہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اس طرح کے ٹائر تو ڈسے جاتے ہیں پھل کو بند برتن میں رکھ کر  
ایک آٹے تک بچایا جاتا ہے۔ برتن کو ٹائر والے سے اچھی طرح بھر دینا  
چاہئے تاکہ ہوا نہ رہے اور دھامن سے کم ضائع ہو۔ جب ٹائر کی پانچ  
شنت تک کھول جائے تو اس سے اوپر کا جھلکا اور بیج نکالا جاسکتا  
ہے اس وقت جتنی بھی جلدی کی جائے اتنی ہی اچھا ہے کیونکہ کھلے  
رہنے سے اس کا دھامن سے ضائع ہوتا ہے اگر رس کو کھولتا ہوا  
رکھا جائے تو اس سے نکلتی ہوئی بھاپ ہوا کہ رس تک پہنچانے سے  
روک سکے گی اور دھامن سے ضائع نہ ہوگا۔ پھیلنے کے بعد رس کو  
اسی برتن میں ڈال کر آٹا لینا چاہئے پہلے سے گرم کی ہوئی بوتلوں میں  
کھولتے ہوئے رس کو بھر کر کھولتے ہوئے پانی میں رکھ دیں۔  
دس شنت تک بوتلوں کو گرم پانی میں پڑا رہنے دو۔ یہ رس نارنگی  
کے رس کی جگہ پر پھول کو کھلانے کے لئے بہت مفید ہے۔

### نمائش مولیشیان

۱۹۴۲ء میں جنگ کے ہندوستان سے فریب آ جانے کے  
بہتکان کے باعث یہ اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ آل انڈیا نمائش  
نولیشیان سوسائٹی کو اس سال ریلوں پر کام کی زیادتی کے  
باعث دشواری ہوگی اس لئے اسے ملتوی کر دیا گیا۔

### اسکاؤٹوں کی بھرتی

اپریل ۱۹۴۲ء میں تحریک اسکاؤٹ بالغان کی ترقی کی رفتار  
اچھی رہی۔ ذیل میں اس ماہ کی کارگزاری کی تفصیل شائع کی جاتی  
ہے۔

ٹریننگ یافتہ اسکاؤٹ ٹرینڈ کئے جانے والے

اسکاؤٹوں کی تعداد

درجہ الف۔ سو فیصدی یا اس سے زیادہ

ضلع

نمبر شمار

۳۱۱۶	۱۵۰۰	۱	کامپور
۴۳۸۸	۳۶۰۰	۲	فیض آباد
۳۶۸۶	۱۵۰۰	۳	فرخ آباد
۱۵۰۰	۱۵۰۰	۴	ہردوئی
۲۹۰۳	۲۶۰۰	۵	مرزا پور
۲۰۲۸	۱۵۰۰	۶	مین پوری
۲۰۱۸	۱۵۰۰	۷	مراد آباد
۱۹۷۲	۱۵۰۰	۸	اعظم گڑھ
۲۳۷۷	۱۹۰۰	۹	لیلیا
۱۶۲۲	۱۵۰۰	۱۰	جالون
۲۲۷۲	۲۲۰۰	۱۱	شیطان پور

۱۲	۱۵۰۰	۱۳	فقیر پور
۱۳	۱۵۰۰	۱۴	آٹا
۱۴	۳۰۰۰	۱۵	گوندہ
۱۵	۱۵۰۰	۱۶	بلند شہر

درجہ ب۔ ۵۰ فیصدی سے ۱۰۰ فیصدی تک

۳۱۱۶	۳۱۵۰	۱۶	الہ آباد
۱۴۸۱	۱۵۰۰	۱۷	آٹا
۱۳۸۸	۱۵۰۰	۱۸	دہرادون
۱۱۱۲	۱۵۰۰	۱۹	سہارنپور
۱۳۵۱	۱۵۰۰	۲۰	بجنور
۱۳۲۹	۱۵۰۰	۲۱	ہمیر پور
۱۳۰۸	۱۵۰۰	۲۲	سنگھنہ
۱۲۶۹	۱۵۰۰	۲۳	بہاؤپور
۱۱۷۴	۱۵۰۰	۲۴	آگرہ
۲۱۵۵	۳۰۰۰	۲۵	جونا پور
۱۰۲۵	۱۵۰۰	۲۶	میرٹھ
۲۳۰۷	۳۲۵۰	۲۷	بارہ بنکی
۹۲۸	۱۵۰۰	۲۸	کھیری
۱۶۲۸	۲۶۰۰	۲۹	بستی
۸۹۸۰	۱۵۰۰	۳۰	متھرا
۲۰۰۵	۳۶۰۰	۳۱	نورکھپور
۲۲۳۰	۴۰۰۰	۳۲	بنارس
۸۲۵	۱۵۰۰	۳۳	پیش پور
۱۳۸۶	۲۵۰۰	۳۴	پرتاب گڑھ
۱۴۷۷	۲۶۰۰	۳۵	غازی پور

درجہ ج۔ ۵۰ فیصدی کے نیچے

۷۳۵	۱۵۰۰	۳۶	بریلی
۶۹۸	۱۵۰۰	۳۷	نہین ٹال
۶۶۷	۱۵۰۰	۳۸	ہراج
۶۳۵	۱۵۰۰	۳۹	الموڑا
۸۴۳	۲۸۵۰	۴۰	باندہ
۳۸۴	۱۵۰۰	۴۱	سیتاپور
۳۷۱	۱۵۰۰	۴۲	آٹا
۲۹۸	۲۴۰۰	۴۳	اسے بریلی
۱۰۱	۱۵۰۰	۴۴	علی گڑھ
۷۰	۷۰۰	۴۵	گڑھوال
۲۰۷	۲۵۰۰	۴۶	کاشنہ

4900

ہے ساتھ رعائیتیں

من کاشت کو ترقی میں لے کر غرض سے بارش کے باعث  
 سال کی بلانی کرنے کے لئے اس سال حکومت نے آباد و بنارس  
 جہانسی، گوکھپور، لکھنؤ اور فیض آباد کمشنریوں کے لئے حسب  
 میل رعایتیں دیئے کا فیصلہ کیا ہے۔  
 (۱) بلا سود کی تقاضی - ایکٹ ۱۱ کے ماتحت چری۔ باجرہ  
 بوار، مکا، سناواں وغیرہ کو سیٹھنے کے لئے اور کچا کنواں بنوانے  
 کے لئے۔

(۲۶) جہاں نہ کا پانی مل سکتا ہے وہاں مذکورہ بالا چارے کی فصلوں کے لئے مان سون کے آئے تک نہر کا پانی بغیر کسی ٹیکس کے دیا جائیگا۔

(۳) اصف - حق الامکان مذکورہ بالا چیزوں کا بیع بغیر کسی سود اور (لیب) ریٹنڈ کی کھاد دس جاسے گی۔ ریٹنڈ کی کھاد ان لاگت کا پانچواں حصہ حکومت اپنے پاس سے دے گی۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے ڈائریکٹر ٹھکانہ وراثت ٹھکانہ آبپاشی کے ملازمین سے دریافت کیجیے۔

پانی سے ترکاری پیدا کرنا

یو جیسے ہی تجربہ گاہ میں فریڈل نائزروں کی فضول خرچی کو کم کرنے کے لئے اس کا پانی کے ساتھ پتھر کیا گیا۔ پتھر بونے یا پودے لگانے کے وقت فریڈل نائزروں کے محلول کو استعمال میں لانے سے تاثر میٹھا آؤ۔ لیبا میں، میٹھا انانج وغیرہ کی پیداوار بہت بڑھ گئی اس طرح کے زیادہ کمرے محلول کم حصے میں پئے۔ ان فضلوں کے لئے کام میں لائے گئے۔ پتھر میٹھا آؤ وغیرہ زیادہ دن والی فضلوں کو مٹی چڑھانے میں بھی اس قسم کا محلول استعمال کیا گیا۔ خشک فریڈل نائزروں کی نسبت اس طریقے سے زیادہ فائدہ ہوا۔ پانی میں فریڈل نائزروں کو ملا کر کام میں لانے سے خرچ میں کمی ہوتی ہے جس سے پتھر کا کسی قیمت بھی کم ہو جاتی ہے اور وہ زیادہ مفید بھی ثابت ہوتی ہے۔

## بحیرہ پالنا

میتنے دیئے والی بھڑوں ہے میتنے اور اون دونوں ہی مال

کرنا اہم بات ہے۔ اگر مینے مینے والی بھیروں سے بھی آشنا ہی رہتا  
حاصل ہوئے جتنا کہ تندرست بھیروں سے ہوتا ہے تو یہ طریقہ  
بڑا پالنے والے کے لئے بہت ہی مفید ہو۔ ممالک متحدہ امریکہ کے  
جنوبی ڈکوٹہ کی سیمپ شائر تجربہ گاہ میں تجربہ کار کے یہ دیکھا گیا ہے  
کہ اگر آٹھ سے دس ماہ کی عمر تک کی بھیر سے نسل بڑھانے والی  
۱۸ سے ۱۹ ماہ کی بھیروں کے مقابلہ میں مینے کی پیداوار میں کمی  
ہوتی ہے اور اولاد کی بہت کمی ہوتی ہے۔ بھیروں کو پالنے کا  
میشہ وہاں زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے جہاں ان کی نشو و نما اچھی  
طرح ہو سکے۔ ۸۴ بھیریں جو پہلے مینے کی طرح پالی گئی تھیں ان سے  
پانچ سال میں ۷۲ ۷۲ بونڈ مینے کی پیداوار ہوتی اس کے برعکس  
پہلے ایک سال کے بچے کی طرح پالی جانے والی بھیروں سے ۱۵۸۰  
بونڈ ہوتی تھی۔

حکومت کی طرف سے گیہوں کی خرید

حکومت ہند کے محکمہ خوراک نے ۲۴ اپریل ۱۹۴۷ء کو ایک بیان شائع کیا تھا جس میں لکھا گیا تھا کہ اپنی اس خواہش کو عملی طور پر دینے کے لئے کرسٹالوں کے مفاد کی حفاظت کی جائے اور ساتھ ہی عوام فائدے کے لئے قیمتوں کے کنٹرول کی پالیسی پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے حکومت ہند نے اپنی اس خواہش کے باقاعدہ اعلان کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ اگر گیہوں کا بھانڈا گرے تو وہ پنجاب، یوپی اور سندھ کی منڈیوں میں اوسط قیمت کے اچھے گیہوں کا مقام اسٹاک سات روپے فی من کے حساب سے خریدے گی حکومت ہند کا یہ فیصلہ اس بات کو نظر انداز کرتا ہے کہ خاص زرعی صوبوں کی حکومتیں حکومت ہند سے مشورہ کرنے کے بعد قانون تحفظ ہند کی دفعات کے ماتحت بیان نکال کر ان بیشتر قیمتوں کا اعلان کر دیں گی جن سے زیادہ داموں پر، اگلے بارہ مہینوں میں غلوں کی منڈیوں میں گیہوں خریدنا یا فروخت کرنا جرم سمجھا جائیگا وہ زیادہ تر آئینی قیمتیں مشاورتی بورڈ کی سفارشوں کے مطابق ہونے کی گئی ہیں۔ حکومت ہند کا یہ فیصلہ کوئی اور اعلان شائع ہونے تک برقرار رہے گا۔ اس کے نفاذ کی مہیا د کسی حالت میں بھی اس اعلان کے شائع ہونے کی تاریخ سے بارہ ماہ سے کم نہ ہوگی۔ خرید کی شرائط خرید کے مرکزوں اور منڈیوں کے ذریعے فروخت کیے لئے دیئے جائے و اسے کو حاصل کرنے والے ایجنٹوں کی تفصیل جلد ہی شائع کی جائے گی۔

اپنے آپ  
بغیر کسی دلی جھگڑے کے  
آسان بناتی ہے ؟



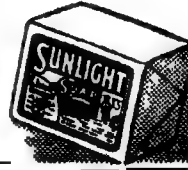
سینٹرل سونلایت صابون کی دکانوں پر دستیاب ہے۔

۹۹ بات یہ ہے کہ جس دھونے کے کام کے لئے عموماً سیدھی محنت اٹھانی پڑتی ہے اور سب ٹھیک آسانی سے ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ آپ سنلایت کی جھگ سے ہم ایس۔ اس جھگ کو اپنے آپ صاف کرنے والی جھگ کا کام کر رہا ہو گا ہے۔ کیونکہ یہ پیلے کپڑوں کی میل کو نکال دینے کے لئے اپنے آپ ہی کام کر سکتا ہے۔ اس جھگ کو ہر روز استعمال کرو۔ موجود ہے جسے ہمارے صابون ساز اپنی اصطلاح میں جان دار صابون کا نام دیتے ہیں۔ یہ جان دار میل کو لگتے ہی اُسکے ساتھ ساتھ گنتے جاتا ہے۔ بشرطیکہ سنلایت جھگ تمام میل تک پہنچائے۔ کپڑے کو صاف پانی میں نکالتے وقت ساری میل ضرور جھگ کے ساتھ بھل جائے گی۔

ط **سنلایت**

آپ اپنے آپ صاف کرنے والا جھگ والا صابون

اب ہم کے گھر میں ہٹ ہوا ہے۔





کیا ہر چیز جو آپ کھا سکتے ہیں  
آپ کو طاقت بخشی سکتی ہے



تمام ستورات کو اس کتاب سے ملے گا  
کوئی کسی اور کتاب سے نہیں ملے گا  
میں اس کتاب کو آپ کو بھیج رہا ہوں  
میں اس کتاب کو آپ کو بھیج رہا ہوں  
میں اس کتاب کو آپ کو بھیج رہا ہوں  
میں اس کتاب کو آپ کو بھیج رہا ہوں  
میں اس کتاب کو آپ کو بھیج رہا ہوں  
میں اس کتاب کو آپ کو بھیج رہا ہوں  
Dept. D121 P.O. Box  
No. 353, Bombay.



بعض خوراک سے زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مگر ہر غذا کسی صورت میں کیساں مقلد میں طاقت  
بخش نہیں ہوتی۔ بعض غذا میں زیادہ قوت پیدا کرتی ہیں اور بعض بہت کم یا دیرینہ صحت کے لئے  
روزانہ ضرورت کا باعث ہیں۔ کیونکہ لوگوں کی من بھالی غذا میں بہت کم قوت پیدا کرتی ہیں۔ اور جو  
لوگ ایسی غذاؤں پر اصرار رکھتے ہیں اپنے کام میں اور فیکریوں کے دوران میں زیادہ  
تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں۔ حسن اتفاق سے تمام غذا میں حیاتین سے بھرپور ڈالدا  
ہمیں پکارتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ طاقت بخش ہو جاتی ہیں۔ یہ خالص وٹامن ہیں  
جو بدن خوراک میں ایسے اعلیٰ غذائی اجزاء اہمیت کر دیتے ہیں جو قدرتی طور پر  
میں بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ ان حیات بخش اجزاء کی کمی کو پورا کرتے ہیں  
مگر دیتے ہیں جو ہمارے بہت سے کھانوں میں نہیں ہوتے۔ ہر چیز کو جو  
کھانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے طاقت بخش بنانا ہے۔

دالدا سینر ڈالدا قوت بخش



## فہرست مضامین

مضامین	مضمون نگار	مضامین
۳۳۱ ...	حضرت سرشار کسندوی ...	غزل ...
۳۳۸ ...	جناب رام دھان سنگھ و ایس رتن سنگھ ...	گہیوں کے ساتھ ملائے جانے والے اناج ...
۳۳۸ ...	مسٹر ابن علی صاحب ...	قلعہ کے کپڑے ...
۳۵۰ ...	...	"پنسیلن" - ایک زندگی بخش دوا ...
۳۵۱ ...	شری کرشنا موہن شردواسن ...	گہرے تالوں میں دھان کی کاشت ...
۳۵۳ ...	شری شیوا نند جھا ...	میرا پی میں سنٹی کی اہمیت ...
۳۵۶ ...	...	انجیلی چوندھری گنگا رام ...
۳۵۶ ...	مسٹر پی - آر کرشنا ...	مک کی بیماری اور شہروں میں دودھ کا بھم پھونچانا ...
۳۵۹ ...	جناب متھرا پرشاد ڈاٹک ...	مہرک امداد باہمی ...
۳۶۱ ...	جناب آر - ایل سیٹھی ...	معد با کپاس کی کاشت نہ بڑھائیے ...
۳۶۲ ...	جناب سید اقبال حسین رضوی ...	مچھات کی موجودہ حالت اور اسکی اصلاح ...
۳۶۳ ...	...	ویران جزیرے میں ...
۳۶۸ ...	رائے بہادر پنڈت شکدیو بہاری مشر ...	ہیش بدیش کی بات ...
۳۷۲ ...	جناب ڈاکٹر ایس - بی سنگھ ...	جبلہ کھیتی پنچایت ...
۳۷۳ ...	شری یوگیشور سنگھ ...	راہ آمید ...
۳۷۶ ...	جناب بی - ایس اگھوتری بی - ایس - سی ...	گرام سدھار اور نرتی ...
۳۷۸ ...	...	بول ...
۳۸۲ ...	...	مک کی کتابیں ...
۳۸۱ ...	...	مک کو پروگرام ...
۳۸۳ ...	...	طیالات ...

## PROFIT PLUS

When you devote that unused piece of land to vegetable gardening, you don't merely save on bazar vegetables. You get a constant supply of fresh, health-giving vegetables you and your family so badly need, and good healthy work in the open air. Start growing vegetables to day.

Get Your Seeds From :

Pocha's Seeds Satisfy!

PESTONJEE P. POCHA & SONS

11, NAIPER ROAD, POONA







صوبہ متحدہ کی سرکار کے محکمہ گاؤں سندھار کا خاص رسالہ

ایڈیٹر  
شری ناتھ سنگھ

رسالہ

ماہوار

جلد ۶

غزل

(ادھرت سرشار کمنڈوی)

چیف ایڈیٹر  
لکھنؤ سندھار انٹرویو، پی

بالتصویر

اگست ۱۹۴۷ء

نمبر

کھڑا ہوں دیوار پر سر جھکائے  
تصور میں خاک کے لئے زندگی کے  
شبِ غم کی خاموش تارکیوں میں  
ستارے بھی محتاج ہیں روشنی کے  
فضائے گلستاں پہ چھائی ہوئی ہے  
یہ دم خم ہیں اک متصل سی کلی کے  
اب آئندہ جو کچھ بھی واقع ہو لیکن!  
ابھی تک تو قائل نہیں ہم کسی کے  
گھٹاتے ہیں عمریں، بڑھاتے ہیں فکریں  
یہ چھوٹے بڑے حادثے زندگی کے  
قیام قیامت سے جو حلق ہیں  
وہ سفتے ہیں شاید تہاری کلی کے  
مکمل ہوں سرشار یا نامکمل!  
مجھ کو رمی گئے دن زندگی کے

ادھر کچھ اشارے ہوئے دوستی کے  
ادھر رخ بدلنے لگے زندگی کے  
دہاں دیکھتے باتکین زندگی کے  
جہاں سُکراتے ہیں جلوے کسی کے  
بہتے تھے جو عنوانِ غم عاشق کے  
کبھی پھر نہ پلٹے وہ دن زندگی کے  
میں پر ہیں الزامِ تردا منی کے  
میں سے ہیں مانوس جلوے کسی کے  
وہی کچھ نہ ٹھہرے کسی کی نظریں میں  
مُرتقع تھے جتنے درقِ زندگی کے  
نظر اپنی منزل پہ رکھو اسے مسافرا  
اندھیرے بھی ہمراہ ہیں روشنی کے  
خودی کو بھی تمنا میں بھولا ہوا تھا  
ہیبتے پڑ سکوں تھے وہ دن بھڑکی گئے  
ادھر سُکراتے ادھر برتن چسکی  
بچہ تیور ہیں پر وہ کے اندھ کسی کے

# گیہوں کے ساتھ ملائے جانے والے نالج

اڈرام دھان سنگھ ایل۔ اے۔ جی۔ بی۔ ایس۔ سی۔ ڈیپ۔ ایگری۔ ایم۔ اے۔ (کنٹریبل)  
ایس۔ رتن سنگھ۔ ایل۔ اے۔ جی۔ بی۔ ایس۔ سی۔ (ایگری) ایم۔ اے۔ سی۔ (کنٹریبل)

اور

محمد رفیق ایم۔ ایس۔ سی۔ کیمیکل اسسٹنٹ شعبہ اناج پنجاب ایگریکلچرل کالج۔ لاہور

کافی حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر اس سال کی گیہوں کی پیداوار قابل یادگار رہے گی مگر ساتھ ہی ساتھ گیہوں کی فصل اتنی زیادہ مانگ بن اور جنگ کامیابی کے ساتھ چلانا گیہوں کی فصل پر اس قدر منحصر ہے کہ ہر اس کوشش کا جس سے گیہوں کی پیداوار پر سے دباؤ کم ہو سکے خیر مقدم کیا جانا چاہئے اگر گیہوں کی موجودہ مقدار کو زیادہ کرنے کا کوئی طریقہ معلوم ہو جائے تو پھر گیہوں کے فراہمی کے بارے میں کوئی دقت نہ ہوگی یا اگر گیہوں کی پنجاب اور راجستھان لائل پور کی ملک اور دیگر ملکوں میں ایک ایسا ہی طریقہ معلوم کیا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ دوسرے اناج جیسے جوار اور ماجرے کس مقدار میں گیہوں میں شامل کر دیئے جائیں کہ ڈبل روٹی اور چائیاں بغیر ذائقہ اور شکل بدلتے ہوئے تیار کی جاسکتی ہیں۔ آج کل جوار، ماجرہ اور مکئی ڈبل روٹی میں نہیں شامل کئے جاتے اور ان میں سے بہت سے اناجوں کو ہندوستانی چپاتی بنانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اب چونکہ پابندی اٹھ جانے کے باعث گیہوں ان اناجوں سے زیادہ ہنگامہ ہو گیا ہے لہذا اقتصادی نقطہ نظر سے یہ ضروری ہے کہ ان اناجوں کو گیہوں میں ملا کر استعمال کیا جائے۔ اس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دوسرے اناج گیہوں میں کس تناسب میں ملائے جائیں کہ خالص گیہوں کی چپاتیوں کے مقابلہ میں ملوان آئے کی چائیاں بغیر کسی نمایاں تغیر کے کھا لی جاسکیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جو تحقیقات یہاں بیان کی گئی ہیں ان سے فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ یہ ملوان آٹا ملوں اور چکیوں سے براہ راست بازار میں کھوایا جائے کیونکہ انھیں چکیوں اور ملوں پر دوسرے اناج کا ملا ملازی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس کی گنجائی بھی ٹھیک طریقہ سے ہو سکتی ہے یہ ترکیب اس سے بہتر ہے کہ یہ اطلاع محض عام لوگوں کو پہنچا دی جائے اور اس سے فائدہ اٹھانے والے اٹھانے والی کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے پنجاب ایگریکلچرل کالج

پھلی جنگ کے آخری دور میں کھانے کی اشیاء کی فراہمی اور خاص طور سے گیہوں کی رسد کا سوال بہت اہم ہو گیا تھا۔ مگر ہر برٹ جوور نے ۱۹۱۹ء میں یہ لکھا تھا کہ "اب جنگ کا وہ دور آ گیا ہے جب کہ نہ صرف ان ملکوں کی جو بربر جنگ میں بلکہ غیر جانبداروں کی اقتصادیات۔ حکمت عملی اور سیاست سے زیادہ اہم کھانے کا مسئلہ ہو گیا ہے۔" کلوگ اور فیلز نے بلجیم کو مدد دینے کے سلسلہ میں تحریر کیا تھا کہ "اب لوگوں کی حیرت انگیز اور ان کی تشویش اور ہماری فکر سب گیہوں ہی کے بارے میں ہیں۔" "گیہوں ہی پر جنگ میں کامیابی کا انحصار ہے۔ مدد کا فخر ریاست ہائے متحدہ میں براہ راست دینا تھا۔ اشارہ لگائے برطانیہ اور خالص گیہوں سے تیار کیا نیوالی روٹی کے بارے میں یوں کہا تھا کہ "روٹی کی کمی کی وجہ سے بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور کھانا میں کام کرنے والوں میں بہت پریشانی پیدا ہو جائے گی۔ جس کا خراب اثر ہمارے جنگی کام پر بھی پڑے گا۔"

## گیہوں کی کم مقدار کو بڑھانا

ہندوستان میں بھی آج موجودہ عالمگیر جنگ کے زمانے میں لوگوں کے بھی خیالات ہوتے جا رہے ہیں۔ بریاست چاول کی دوام بند ہو جانے کی وجہ سے ہندوستان میں تقریباً بیس لاکھ من چاول کی قلت ہو گئی ہے جس کا اثر موجودہ گیہوں کی مقدار پر پڑ رہا ہے۔ اس کے علاوہ جنگ کی وجہ سے بازار میں روپیہ کی زیادتی، دوسرے اناجوں کی بہ نسبت گیہوں کا زیادہ استعمال، ذرائع آمد و رفت کا کم ہو جانا وغیرہ اندوڑی مسئلہ مازی اور فوجی اور اتحادی ملکوں کی ضروریات ان سب باتوں سے مل کر گیہوں پر اور زیادہ دباؤ ڈال رہا ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ ملک میں ہر ممکن طریقہ سے گیہوں کی مقدار کو بڑھایا جائے۔ حکومت نے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے دو زیادہ غلہ پیدا کرنے والی اسکیم کو بہت جوش کے ساتھ چالو کیا ہے۔ اور مٹی والا ہیکان وہ دوسرے ملک مثلاً آسٹریلیا سے بھی گیہوں منگا رہی ہے۔ ان کوششوں سے ملک میں غلہ بڑھنے میں

اور پرکا چھلکا۔ روئی کے سبب اوپر والے حصے کو چھلکا کہتے ہیں۔  
گودا۔ روئی کے اندرونی حصے کو اور پرکا چھلکا یا رت نام دیتے  
کے بعد گودے والا حصہ کہتے ہیں۔ یہ گودا جتنا زیادہ سفید ہوتا ہے  
روئی اتنی ہی زیادہ اچھی سمجھی جاتی ہے۔

نرماہٹ۔ اس اصطلاح سے مراد گودے کی نرماہٹ ہے۔  
روئی کا گودا جتنا ملائم ہوگا اتنی ہی وہ اچھی ہوگی۔

دانہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روئی کے گودے کو دیکھا جائے  
کہ اس میں کس قسم کا دانہ پڑا ہے۔ کیونکہ آناج کی اچھائی وہاں جس  
کی روئی کی ہو اس دانہ پڑنے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ آناجوں کی  
قسمیں ایک سے چونک تک دیکر دکھائی گئی ہیں۔ نمبراً بہترین قسم کا آناج  
ہے اور نمبراً بہترین قسم کا۔

### گیہوں اور جو کا ملوان آٹا

کچھ عرصہ سے برطانیہ میں اس اسکیم پر غور کیا جاتا رہا کہ گیہوں  
میں کچھ جو ملا کر روئی بکائی جائے اس مسئلہ میں بہت سی باتوں سے  
متعلق تحقیقات ہو گئی ہیں۔ جو اور دیگر آناجوں میں جن کا ذکر اس  
مضمون میں کیا گیا ہے پر زمین نہ ہونے کی وجہ سے (جس کی وجہ  
سے پس پیدا ہوتا ہے) اس بات کی صلاحیت نہیں کہ ان کی چھوٹی  
روئی تیار ہو سکے۔ برخلاف اس کے گیہوں میں یہ شے موجود  
ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کی روئی تیار ہو سکتی ہے۔

ڈول روٹیاں۔ روئی کے حجم میں جو اچھی روئی کی بھان ہے  
جو ملا دینے سے بتدریج رنج کمی ہو جاتی ہے لیکن اس سے ملانے  
سے اس کی اوپری برت کے رنگ میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا  
روئی کے گودے کا رنگ ۵ فیصدی جو ملا دینے سے زردی مائل  
ہونے لگتا ہے۔ پھر بھی ۱۵ فیصدی تک جو ملا دینے سے روئی کے  
گودے کا رنگ ایسا زیادہ نہیں بدلتا کہ وہ دکھائی نہ جاسکے۔ یا  
دیکھنے میں خالص گیہوں کی روئی سے بہت زیادہ مختلف معلوم ہو۔  
۲۵ فیصدی تک بھی جو ملا دینے سے گودے کی نرماہٹ میں کوئی  
فرق نہیں پیدا ہوتا۔ مگر جتنا زیادہ جو کا آٹا ملا یا جائے گا اتنا  
زیادہ روئی کے گودے کے دانے میں فرق پیدا ہوتا رہے گا  
روئی کی اچھائیوں اور برائیوں کو اکٹھا کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ  
کیا جاتا ہے کہ گیہوں میں ۱۰ یا ۱۵ فیصدی تک بھی جو کا آٹا  
ملا دینے سے روئی میں کوئی خاص تبدیلی یا برائی نہیں پیدا ہوتی  
چیتاں۔ بالکل ۱۰۰ فیصدی خالص جو کے آٹے کی  
بھی چیتاں تیار ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کا رنگ گیہوں کی چیتاں  
کے رنگ سے بہت میل ہوتا ہے۔ اور ان میں بھی کچھ بدگئی دی  
ہے خالص جو کی چیتاں کا ذائقہ بھی ایسا ہوتا ہے کہ ہر شخص ان

روئی کے شیشہ ڈال کر دیکھ کر ایک بینک لیبرٹری میں یہ تجربے  
کے نتیجے میں جس کے سامان میں مذکورہ خرید گیا تھا چند  
سال قبل اسپرٹل کونسل آف انگریز پمپل رسرچ نے دیا تھا۔

### سامان اور طریقہ

یہ تجربہ جو اسی آٹے ہوئے جو باجوس، پیری یا جوار مکئی، چاول  
چنا، باطل۔ اور مونگ پر کئے گئے ہیں۔ آخری میں دالیں بھی سی  
سے چھاتی۔ پوری اور کچھوڑی کے آٹے میں ملائی جاتی ہیں تاہم ان  
کو ان تجربوں میں اس لئے شامل کر لیا گیا کہ یہ معلوم کیا جائے  
کہ آیا ان کے ملا دینے سے چھری روئی جیسے (ڈول روئی) بھی مفید  
اور ذائقہ دار تیار کی جاسکتی ہے۔ یہ روئی تیار کرنے کے لئے  
لیبرٹری کی خیمین سے پہلے ہونے مختلف آناجوں کے آٹے کو  
مٹھائی روکر مل کے پیسے ہوئے گیہوں کے آٹے میں ملا لیا گیا  
گیہوں اور جو کے ملوان آٹے میں ۲۰۸ نمبر کا وہ آٹا استعمال کیا  
گیا تھا جو لیبرٹری میں پیدا تھا۔ امریکن ایسوسی ایشن آف برٹل  
کیسٹ کے ڈول روئی پکانے کے سرکاری طریقہ کے بموجب ہر موز  
میں ۳۵ گرام خالص یا غیر خالص میدہ میں ۲۵ گرام شکر ۱۰۵  
گرام نمبر اور ۲۵ گرام گلابی خمیر ملا کر اور ضرورت کے مطابق پانی  
ڈال کر ڈول روٹیاں بکائی گئیں۔ اس سرکاری طریقہ کو جہاں بیان  
کرتے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آٹے کی قسم اس کے پانی موٹھے  
سے اور روئی کی اچھائی برائے اس کے حجم۔ اس کے گودے کی  
نرماہٹ اور اس کے دانے سے معلوم کی گئی۔ ان خاص چیزوں  
کو ذیل میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چیتاں بھی  
اس طریقہ پر بکائی گئیں جو ملنگ اور بینک لیبرٹری میں حال  
ہی میں سب سے اچھا مانا گیا ہے۔ اس طریقہ کو بھی زیادہ تفصیل  
سے بیان کرنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ یہ بتا دینا چاہئے کہ اس  
تجربوں میں چیتاں پکانے کے لئے یکساں پیدا ہوا آٹا استعمال  
کیا گیا تھا۔ کیونکہ آٹے کے موٹے اور باریک ہونے پر اس  
میں پانی کم یا زیادہ جذب ہوتا ہے اور آٹے کی گوندھائی پر ہی  
روئی کے بڑھنے اور پھیلنے کا انحصار ہوتا ہے۔ ہر چھاتی جو باجوس  
کے وزن کے میٹرے کی پیمائی گئی۔

روئی کی خصوصیات کے متعلق کچھ الفاظ جو پہلے استعمال

کئے گئے ہیں

روئی کا حجم۔ جتنا زیادہ روئی کا حجم ہوتا ہے اتنا ہی اچھا  
وہ آٹا وغیرہ ہوتا ہے جس سے وہ تیار کی گئی ہو۔ اسکی پیمائش  
کئی میٹرے میں ہوتی ہے۔

کیونکہ خالص گیہوں کی بعض روئیوں کا بھی ایسا ہی رنگ ہوتا ہے البتہ ۵ فیصدی باجرے کا آٹا ملا دینے سے روئی کا رنگ اس قدر گہرا ہو جاتا ہے کہ اس کو ہرگز خالص گیہوں کی روئی نہیں سمجھا جاسکتا۔ باجرے کے ملائے سے روئی کا گودا کافی نرم ہو جاتا ہے۔ ۲۰ فیصدی باجرہ ملائے سے بھی یہ نرمی باقی رہتی ہے۔ گودے کا دانہ ۱۰ فیصدی تک کھانے کے قابل رہتا ہے اور تمام خربوں اور خرابیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ہم اس تیل پر پختہ ہوں کہ ۲۰ فیصدی تک باجرے کا میل گیلا کے آٹے میں کر کے نقد روئی ٹھیک تیار ہو سکتی ہے مگر یہ خیال کرتے ہوئے کہ ۱۰ فیصدی کے بعد دانہ اچھا نہیں رہتا اور گودے کا رنگ خراب ہو جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ آٹے ۲۰ فیصدی کے صرف ۱۰ فیصدی باجرہ کا آٹا گیہوں کے آٹے میں شامل کر کے روئی تیار کی جائے۔

چیتیاں - ۵، ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۳۰، ۴۰، ۵۰ فیصدی باجرے کا آٹا گیہوں کے (سی ۵۹۱) آٹے میں تناسب کے ساتھ ملا کر تجربہ کیا گیا۔ اگر گیہوں کے آٹے ۸۲ فیصدی کے حساب سے اور باجرے کے آٹے ۱۷ فیصدی کے حساب سے پانی جذب کیا پھر بھی خالص گیہوں اور باجرے اور گیہوں کے ملوان آٹے کی تازہ بکلی ہوئی چیتیاں میں کوئی فرق ظاہر نہیں ہوا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ ایک ہی وزن (مثال کے طور پر ایک من) کی گیہوں اور باجرے کے ملوان آٹے کی روئیاں اس وزن کے خالص گیہوں کی روئیوں سے زیادہ تیار ہوں گی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ گیہوں کے آٹے میں جتنا زیادہ باجرہ کا آٹا ملا یا جائیگا اتنی ہی زیادہ چیتیاں تیار ہو سکیں گی۔ اس ترکیب سے نا نہائی بہت کافی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ باجرے کے آٹے کی مقدار بڑھنے کے ساتھ ساتھ روئی کا رنگ سیاہی مائل ہوتا جاتا ہے ۵ فیصدی تک میل کرنے سے روئی کا رنگ اتنا ہلکا رہتا ہے کہ اس میں اور خالص گیہوں کی روئی سے امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔ ۵ فیصدی سے زیادہ میل کر دینے کے بعد روئی کا رنگ اتنا گہرا ہو جاتا ہے کہ باجرے کے میل کا آسان سے پتہ میں سکتا ہے۔ اور ۵ فیصدی کا میل دینے سے چیتیاں کا ذائقہ بہ نسبت خالص گیہوں کی چیتیاں کے بجائے خراب ہونے کے بہتہ ہو جاتا ہے۔ یہ ذائقہ میں قدرے میٹھی اور خوشبودار معلوم ہوتی ہیں لیکن ذائقہ یا اس سے زیادہ باجرے کی چیتیاں کا ذائقہ اور کچھ میٹھا ہوتا ہے۔ ان سے عادت پانے کی خوشبو آتی ہے۔ ۵ فیصدی باجرے ملا گندھا ہوا آٹا پکانے سے جلد آدھے گھنٹے تک رکھا گیا کہ خراب ہونے کے کوئی آثار نہیں دیکھا جاتا مگر اس سے زیادہ باجرے رکھے رہنے سے یہ گندھا ہوا آٹا پیسے لگا اور جلد وادہا ہوتا ہے اور پنا ہو گیا کہ اس سے روئی پکانا بہت مشکل ہو گیا۔ ۲۰ اور ۴۰ باجرہ ملا دینے سے یہ خرابی بہت بڑھ جاتی ہے۔

کو کھا سکتا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کی روئی کو لوگ محض اس لیے نہیں پسند کرتے ہیں کہ اس کا رنگ میلا ہوتا ہے اور اس میں بھوسہ ہوتا ہے اپنے تجربوں میں جو کہ آٹے کو ۵ سے لیکر ۵ فیصدی تک (سی ۵۹۱) کے گیہوں میں شامل کیا۔ تجربے سے معلوم ہوا کہ گیہوں کے آٹے میں ۵ فیصدی تک بھی جو ملا دینے سے خراب اس ملوان آٹے میں سے ۲۰ یا ۲۵ فیصدی بھوسہ نکالی جائے پھر بھی اسکی چیتیاں میں نہ تو بھوسہ نظر آتی ہے اور نہ اصلی گیہوں کی روئی کے رنگ سے کوئی فرق ہوتا ہے۔ گیہوں کے آٹے میں ۲۵ فیصدی جو کا آٹا ملائے اور ۱۰ فیصدی بھوسہ نکال دینے کے بعد جو تیار ہوتی ہے اس روئی میں بھوسہ ظاہر نہیں معلوم ہوتی۔ مگر رنگ میں قدرے فرق ضرور ہو جاتا ہے۔ مگر جو اتنا نہیں کہ اس روئی کو خراب کہا جاسکے۔ اگر مختلف قسم کے گیہوں کے سب آٹوں کی بھی الگ الگ چیتیاں تیار کی جائیں تو ان میں بھی کچھ کی کچھ فرق ضرور ہوگا۔ مذکورہ بالا ملوان آٹے میں سے یعنی اس آٹے سے جس میں ۲۵ فیصدی جو کا آٹا ہوا اور ۷۵ فیصدی گیہوں کا صرف ۲۵ فیصدی جو کر یا بھوسہ الگ کی جائے تو ایسی چیتیاں کے کھانے ہا میں معمولی سی بھوسہ ضرور محسوس ہوتی ہے۔ ان تجربوں سے معلوم ہوا ہوتا ہے کہ ۵ سے ۲۵ فیصدی تک جو کا آٹا گیہوں کے آٹے میں ملا کر بر جو چیتیاں تیار ہوں گی وہ خالص گیہوں کے آٹے کی چیتیاں سے کچھ زیادہ مختلف نہ ہوں گی۔ ہندوستان میں تقریباً ۲۰ لاکھ من جو کی پیدا ہوتا ہے۔

## گیہوں اور باجرے کا ملوان آٹا

ڈبل روئی - ۵ سے لیکر ۲۵ فیصدی تک باجرے کا آٹا گیہوں میں ملا دینے سے جو روئی تیار کی گئی اس کا حجم ہر صورت میں خالص گیہوں کی روئی سے زیادہ تھا۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کیونکہ ہمارے تجربوں کو گے سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے اناجوں کو گیہوں کے ساتھ ملا دینے سے جو بن روئیاں تیار کی گئیں ان کا حجم نسبتاً کم ہوتا تھا۔ باجرے کے آٹے کو گیہوں کے آٹے میں شامل کر دینے سے روئی کا جو حجم بڑھ جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باجرے میں خمیر پیدا کرنے کی قوت بہت زیادہ کی ہوتی ہے گیہوں اور باجرے کے ملوان آٹے کی روئی کے چھٹکے کے ذریعہ رنگ پر ۵ فیصدی تک باجرہ ملا دینے سے کوئی خاص اثر نہیں ہوتا البتہ اس سے زیادہ مقدار میں باجرہ ملا دینے سے اس کا رنگ کالا ہوتا ہے گندا ہے اور بجائے چکنا چٹنے کے اس پر ہر کھرا پن آ جاتا ہے کی بہار تک روئی کے گودے کا تعلق ہے ۵ فیصدی باجرے کا آٹا کے ملا دینے سے بھی روئی کے گودے کا رنگ ہلکا سا ہی رہتا ہوتا ہے اور چونکہ گیہوں باجرے کا مقدار بڑھاتی جاتی ہے یہ رنگ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ گیہوں ۱۰ فیصدی تک باجرے کا آٹا ملا دینے سے روئی زیادہ فرق نہیں آتا۔

ہے۔ ۳۵ فیصدی تک جو ایک آٹا ملا دینے سے چپاتی کے دانہ میں فرق محسوس نہیں کیا جاسکتا مگر ۳۰ فیصدی کے بعد سے وہ دل دھکم بھکم معلوم ہونے لگی۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ کہ ۱۵ فیصدی تک جو ایک آٹا گھیسوں کے آٹے میں شامل کر دینے اس کی چپاتی خالص گھیسوں کی چپاتی کے مثل ہو سکتی ہے۔ ہندو میں تقریباً ۲۵ لاکھ ٹن سالانہ جو ا پیدا ہوتی ہے۔

### گھیسوں اور مکئی کا ملوان آٹا

ڈبل روٹی - تجربہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ ۱۰، ۱۵ اور ۲۰ فیصدی سفید مکئی کے آٹے کو گھیسوں کے آٹے میں ملا دینے کے جو روٹیاں تیار ہوتی ہیں ان کا حجم خالص گھیسوں کی روٹیوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ مگر باہر سے اور گھیسوں کے ملوان آٹے کی روٹی سے کم ہوتا ہے۔ ۵۰ فیصدی مکئی کا میل کرنے سے گودے کی زیادہ اور اس کے دانہ میں فرق پیدا ہوتا شروع ہو جاتا ہے۔ زیادہ اور خوبیوں کو جمع کر کے دیکھا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۱۰ فیصدی سفید مکئی کے آٹے کو گھیسوں کے آٹے میں شامل کر دینے سے گھیسوں اور اس ملوان آٹے کی روٹی میں کوئی فرق نہیں پر زرد مکئی کا بھی تجربہ کیا گیا۔ اس قسم کی جواب کے ۱۰ فیصد کر دینے سے روٹی کے گودے میں زرد رنگ پیدا ہو گیا۔ تجربہ معلوم ہوا کہ زرد جو ایک آٹے کو ۵۰ فیصدی کی مقدار میں ملا کر اس کی روٹی بنائی جاسکتی ہے۔

چپاتیاں - (س ۵۹) کے خالص گھیسوں کے آٹے ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۲۵ اور ۵۰ فیصدی کی مقدار کے حساب سے اور زرد مکئی کا آٹا ملا کر تجربہ کی غرض سے چپاتیاں پکائی اگرچہ سفید اور زرد مکئی اور خالص آٹے کے گودے میں پاؤں اور ۴۰ فیصدی کے تناسب سے جذب ہوتا ہے مگر پھر بھی اس ملوان آٹے کی کچی ہوئی روٹیاں خالص گھیسوں کی کچی کے برابر ہوتی ہیں۔ اس طرح سے مکئی اور گھیسوں کے ملوان کی چپاتیاں پکاتے میں بھی وہی فائدہ ہے جو گھیسوں اور با کے ملے ہوئے آٹے کی چپاتیوں سے ہوتا ہے اکثر تعداد میں باہر سے اور گھیسوں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ۲۵ فیصدی ۲۰ فیصدی زرد مکئی کے آٹے کو ملا کر جو چپاتیاں تیار کی گئیں ان میں اور خالص گھیسوں کی چپاتیوں کے ذائقہ اور رنگ و دھن کوئی فرق محسوس نہیں کیا گیا۔ یہ چپاتیاں خالص گھیسوں ہوتی ہیں۔ لہذا اس ملوان آٹے کی چپاتیاں تیار کر کے یہ صلاح دی جاتی ہے کہ ۲۵ فیصدی سفید اور ۲۰ فیصدی کا آٹا گھیسوں کے آٹے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

اوپر بیان کی ہوئی باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۱۵ فیصدی باہر سے کا آٹا گھیسوں میں ملا دینے سے چپاتی میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی بلکہ اس چپاتی میں خالص گھیسوں کی چپاتی سے زیادہ غذائی اجزاء ہیں۔ ہندو معدنی غرق اور لوہے کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں۔

### گھیسوں اور جو ا کا ملوان آٹا

ڈبل روٹی - ۵ فیصدی جو ا کو گھیسوں کے آٹے میں ملا دینے سے روٹی کے حجم میں سفید فرق نہیں پیدا ہوتا اور نہ ۱۰ اور ۱۵ فیصدی آٹے کے ملا دینے سے کوئی نمایاں فرق پیدا ہوتا ہے اس قسم کی مقدار کو اور زیادہ بڑھانے سے روٹی کا حجم کم ہونے لگتا ہے اور ۱۰ فیصدی ملا دینے سے روٹی کے پچھلے کاربنک بلانا زردی مائل ہونے لگتا ہے۔ ۵ فیصدی جو ا کا آٹا ملا دینے سے رنگ کا بگاڑ ہوتا ہے۔ جب کہ جو ا کے آٹے کی مقدار کے ساتھ ساتھ یہ رنگ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ ۱۰ فیصدی جو ا کا آٹا گھیسوں کے آٹے میں شامل کر دینے کے بعد روٹی کا گودا بہت زیادہ سیاہی مائل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہو سکتی ہے کہ جو ا اس تجربہ میں استعمال کی گئی تھی وہ انسی (Imphoo) جو اب بھی چین کے دار الحکومت بنفشہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ رنگ روٹی کے گودے میں پیدا ہو گیا تھا۔ اگر دو دھیا رنگ کی جو ا کا آٹا گھیسوں میں شامل کیا جائے تو ۱۰ فیصدی تک ملا دینے کے بعد روٹی کے گودے کا رنگ ٹھیک رہتا ہے۔ جو ا کا آٹا ملانے سے گودے کی زرباٹ میں ضرور فرق آ جاتا ہے۔ مگر ۱۰ فیصدی تک میل کرنے پر گودے کے دانہ میں کوئی خاص فرق نہیں آتا۔ تمام خوبیاں اور خرابیوں کو جمع کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۱۰ فیصدی تک میل کرنے سے روٹی میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ ایسے ملوان آٹے کی روٹی تیار کرنے کے لئے ۱۰ فیصدی دودھیا جو ا اور ۵ فیصدی زرد رنگ کی جو ا کا آٹا گھیسوں کے آٹے میں بہت آسانی سے ملا جاسکتا ہے۔

چپاتیاں - ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۲۵ اور ۵۰ فیصدی جو ا کا آٹا گھیسوں کے آٹے میں ملا کر چپاتیاں تیار کرنے کا تجربہ کیا گیا۔ اس تجربہ میں جو ا استعمال کی گئی وہ انسی (Imphoo) تھی جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اس کا رنگ بنفشہ ہوتا ہے۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ بہت زیادہ جو ا کا آٹا ملا گیا اتنا ہی مشکل اس کا گودہ بنا ہوتا ہے۔ اس کی باطل وہی صورت ہوتی جو باہر سے اور گھیسوں کے ملوان آٹے کی ہوتی تھی جس کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ دونوں اور مکئی کے ملوان آٹے کے جس کے متعلق آگے بتایا جائے گا گودے میں بھی وقت پیش آتی ہے۔ ۲۰ فیصدی سے بڑھانے کے بعد جو ا دودھیا جو ا کے ملوان آٹے کی چپاتیاں پکانے کے لئے آگے بڑھنا دشوار ہو جاتا

ہندوستان میں تقریباً ۲۰ لاکھ ٹن سالانہ کٹی کی پیداوار ہے۔

### گیہوں اور چاول کا ملوان آٹا

اس ملک میں چاول کی کٹی کی وجہ سے یہ تجربہ صرف اصولاً کیا گیا وہ بھی محض ذیل روٹی تیار کرنے کے لئے۔ گیہوں کے آٹے میں ۵ فیصدی چاول کا آٹا شامل کرنے سے روٹی کا حجم کم ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۰ فیصدی چاول کا میس کر دینے سے روٹی کا حجم مٹا ہی رہا۔ ۵ فیصدی میل کرنے کے بعد تھا۔ البتہ ۲۰ اور ۲۵ فیصدی چاول کا میس کرنے کے بعد اس کا حجم اور زیادہ کم ہونے لگا۔ چاول کا آٹا ملا دینے کے بعد روٹی ٹھیک اور کدو شکل نکلا۔ رات کی حالت میں فیصدی سے زیادہ مقدار بڑھنے کے بعد یہ ہوتا شروع ہو گئیں۔ ۲۰ اور ۲۵ فیصدی ملا دینے سے بہت خراب اور بکھی تیار ہوتی اسکی خرابیوں اور خرابیوں کو مچھل دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ۵ فیصدی چاول کی مقدار شامل کرنے سے روٹی داغی نہیں رہ سکتی مگر تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد یہ ثابت ہوا کہ زیادہ سے زیادہ ۵ فیصدی چاول کا آٹا ملا کر چوڑے بچائی جائے وہ کام میں لائی جاسکتی ہے۔

### آٹے اور چنے کا ملوان آٹا

یہ تجربہ محض ذیل روٹی تیار کرنے کے لئے کیا۔ کیونکہ چنے کے ذائقے گیہوں کے آٹے میں ملا کر چپا تیاں بچانے کا عام رواج ہے۔ نیاں ذائقہ دار اور مقوی ہوتی ہیں۔ صرف یہی وہ دودھ جیسے جملے چنے اور گیہوں کا میل رائج ہوا یہ ترکیب اسلئے اختیار نہیں کی کہ اس کا یہاں سے خالص گیہوں کی بجٹ ہو جائیگی۔ چنے کا آٹا ۱۰۰، ۱۵۰، ۲۰۰ اور ۲۵۰ فیصدی کی مقدار سے گیہوں کے آٹے میں ملا کر تجربہ کیا گیا۔ ۲۰ اور ۲۵ فیصدی ملائے کے بعد روٹی بڑھ گیا۔ ۵ سے ۱۰ فیصدی تک ملائے سے روٹی کے حجم میں کوئی فرق نہ پیدا ہوا۔ مگر ان کے بعد ۱۵ اور ۲۰ فیصدی کر دینے سے اس سے آٹے کی روٹی کا حجم خالص گیہوں کی روٹی سے بہت زیادہ بڑھ گیا۔ ۲۰ اور ۲۵ فیصدی ملا دینے سے روٹی کے چھلکے کا رنگ نیلا نہیں ہوا مگر شروع ہو گیا۔ مگر ایسا ہو جانے سے روٹی میں کوئی ذائقہ نہیں ہوتا کہ اس کو خراب کہا جاسکے۔ لیکن ۱۰ فیصدی سے زیادہ چنے کا آٹا ملا دینے کے بعد روٹی کا رنگ نایاں ہو گیا اور گیہوں کے فیصدی تک تو گودے کا رنگ غنیمت رہا۔ مگر اس کے بعد اس کی زندگی بالکل ظاہر ہونے لگی۔ ۵ فیصدی ملائے تک یعنی ۱۰ سے اور اسے کی ہی حالت رہی۔ روٹی ۵ فیصدی اور اس سے زیادہ چنے کے آٹے کا میل کرنے کے بعد سے اور ذائقہ دار ہوتی چلی گئی۔ تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ۵ سے نیچے فیصدی

تک چنے کا آٹا گیہوں کے آٹے میں شامل کر دینے سے کھانے کے قابل روٹی تیار کیا جاسکتی ہے۔

### گیہوں ماش اور گیہوں مونگ کا ملوان آٹا

گیہوں ماش اور گیہوں مونگ کے ملوان آٹے کا تجربہ بھی اس طرح سے کیا گیا جس غرض سے چنے اور گیہوں کے ملوان آٹے کا کیا گیا تھیں روٹی کو ذائقہ دار اور طاقتور بنانے کے لئے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر ان تاجروں کو گیہوں میں ملا کر پوری کچوری اور پھانے تیار کئے جاتے ہیں۔ لہذا ان تجربوں میں صرف ذیل روٹی ہی بچائی گئی۔

### گیہوں اور ماش کا ملوان آٹا

گیہوں کے آٹے میں ۵ فیصدی ماش کا آٹا ملا دینے سے روٹی ہر صورت سے غنیمت رہی مگر پھر بھی روٹی کا ذائقہ بہت خراب ہو گیا۔ دوسرے تجربوں میں گیہوں کے خالص آٹے یعنی (سی ۲۲۸) میں ۵ فیصدی ماش کا آٹا ملا دینے سے کوئی زیادہ خرابی واقع نہیں ہوئی۔ ۵ فیصدی ماش کے آٹے کے ملی ہوئی گیہوں کی۔ روٹی میں ماش کا ذائقہ محسوس ہونے لگا اور جتنا زیادہ اس کا میل ہوتا گیا اتنا ہی اس کا ذائقہ نایاں ہوتا گیا۔

### گیہوں اور مونگ کا ملوان آٹا

۱۰ فیصدی تک مونگ کا آٹا ملا دینے سے روٹی کا حجم مثل گیہوں کی روٹی کے برابر۔ گودے کا رنگ اسکی ترا جٹ اور دھار۔ صرف پانچ فیصدی تک میل کرنے سے ویسا ہی رہا جیسا کہ گیہوں کی روٹی میں ہوتا ہے۔ لہذا روٹی بچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ ۵ فیصدی مونگ کا آٹا ملا جاتا ہے۔ مگر صرف اتنی مونگ ملائے سے روٹی کا ذائقہ اچھا نہیں رہتا۔ ۵ فیصدی مونگ کا میل کرنے سے روٹی کے ذائقہ میں کچھ تبدیلی معلوم ہوتی ہے۔

### بے چھنا اور چوکر ٹھکلا ہوا آٹا

آٹا۔ (بے چھنا) قریب قریب تمام تاجروں سے جن کا ذکر اس فیصلے میں کیا گیا ہے ملک بھر میں تیار کیا جاتا ہے۔ فیض آباد سے بڑے بڑے آٹوں کے کارخانوں کے لئے بنائے ہوئے خاص میں گیہوں کے آٹے میں دوسرے تاجروں کے لئے بہت آسانی سے ملایا جاسکتا ہے جس سے چپا تیاں بچائی جاتی ہیں کیونکہ ہندوستان میں قریب قریب تمام گیہوں کا آٹا پس پاتا ہے اور اس کی چپا تیاں بکتی ہیں۔ اگر گیہوں کے آٹے میں دوسرے آٹوں کے آٹے خمیری روٹیاں تیار کرنے کے لئے ملائے جائیں تو یہ بنا دینا مشکل ہے کہ ہم نے اپنی تجربہ کاروں میں ان تاجروں کا باریک آٹا یعنی بہت باریک اور چوکر ٹھکلا ہوا آٹا جیسا کہ گیہوں کا مبدہ ہوتا ہے (تیار کرنا

اگست ۱۹۳۲

جیکوں کو اس سلسلے میں مزید تحقیق اور تبدیلیاں کرنی پڑیں۔ جہاں کی یہ جگہ میں آئے ہیں ان کے بعد جو تجربے حاصل کئے گئے وہ ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

۳۲۲

جیسے گھر آئے کے پینے کے ڈبے کا رخاؤں میں پہلے اس کی اتھلی طرح سے دیکھ بھال کر لی جائے۔ کیونکہ اسے باریک دیکھنا پڑتا ہے کہ جہاں سے پینے کا پانی نکلتا ہے وہاں سے پانی نہ نکلے۔

مقام	فیصدی نمی جس پر آٹا پینا چاہیے۔	Food	
		غذائی اجزاء فی صدی	پیشہ فیصدی
گیہوں (سی ۵۹)	۱۵.۵	۲۲.۵	۵۹.۵۱
جو	۱۳.۵	۲۴.۵	۳۲.۵۵
باجرہ	۱۱.۵	۲۱.۵	۵۴.۵۰
جوار	۱۲.۵	۲۰.۵	۴۴.۵۸
کھجور	۱۵.۵	۵۳.۱	۲۵.۵۰
کھجور	۱۳.۵	۴۸.۵	۵۲.۵۲

۲۵	۱۰	کھجور
۲۰	-	کھجور
کوئی وزن متعین	۵	جاول
ایسا	۵ سے ۷	جنا
۵	۵	ماش
۵	۵	موٹنگ

جیسے بڑی دشواری جو ان اناجوں کے آٹے کی تیاری میں پیش آتی وہ یہ تھی کہ ان میں سے کچھ کے آٹے چکی کے سلیٹوں اور جانی کے سوراخوں میں جھٹ گئے۔ ان کو باجھ سے چھڑا لیا اور بجائے ہر جس کو علیحدہ پینے کے ان کو گھیسوں کے ساتھ ملا کر میسا کیا۔ اس مضمون کے لکھنے والوں کو یہ دعویٰ نہیں کہ وہ تجاویز نقطہ نظر سے آٹا پینے کے ماہرین ہیں کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ملک میں بہت سے لوگ اسے سمجھ اور موجود ہیں جو آٹے پینے کی دشواریوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

### خلاصہ اور نتیجہ

مختصر یہ کہ دوسرے اناجوں کی زیادہ سے زیادہ مقدار جس کو گھیسوں کے پتے میں شامل کر کے بھدہ قسم کی اور ذائقہ دار ڈبل روٹی اور چپاتی تیار کی جاسکتی ہیں۔ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

اناج	مقدار فیصدی جس کو ڈبل روٹی کے لئے ملا لیا جائے	مقدار فیصدی جس کو چپاتی کے لئے ملا لیا جائے
جو	۱۵ سے ۱۰	۱۵-۲۵-۳۵-۴۵-۵۵-۶۵-۷۵-۸۵-۹۵-۱۰۰
باجرہ	۱۰	۱۵
جوار (پری)	۱۰ سے ۷	۱۵

اگر اس طرح دوسرے اناجوں کے آٹوں کو ملا کر کام میں لایا تو گھیسوں کی موجودہ رسد کافی حد تک بڑھ سکتی ہے۔ اس لئے یہ دیکھنا چاہیے کہ جہاں کہیں بھی آٹے کی کمی ہو وہاں اس کی فراہمی کی جائے۔ یہ ضروری قرار دیا جائے کہ دوسرے اناجوں کو جو گھیسوں سے اور کافی مقدار میں ملتے ہیں گھیسوں میں شامل ہوئی مقدار میں آٹا پوسایا جائے جو کارخانے پبلک کے آٹا پینے ہیں ان کے کچھ نہ کچھ زور ڈالنا چاہیے کہ وہ بھی اس قسم کے ٹون کے لئے کریں۔

### شہری

بہتے ہیں اور بہتے تھے کہ خدا جانے شہر اور شہریوں کے بارے میں کب تک جائے گا۔

آپ لوگوں میں سے بعض تو شہری ہیں ہی اور جو دوسری ہوں ان میں سے بھی کچھ لوگ اس جنگ کے بعد ضرور اپنے گاؤں چھوڑ کر شہروں میں بسنا چاہیں گے آپ ان کو کتنا بچوں کو جو دیہات والوں کے لئے لکھے گئے ہیں



کو بھی اچھا لگے۔ اور اس کے دم سے آپ کے عمر میں چاندنا اور آپ کی روکھا  
میں برکت ہو جائے۔ شاید آپ اپنے شہر کی آبادی سے کہیں باہر سفری اور  
کی امداد باہمی فارم کھول لیں۔ یا امداد پانچ مری خاں سے۔ یا دودھ کی  
ڈائری جاری کر دیں۔ ذرا آپ ان کتابچوں کو دیکھیں جو ان باتوں کے  
بارے میں لکھے گئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک ٹیم  
جاکر کام کرنا چاہئے۔ اگر آپ اپنے ساتھیوں کی مدد کریں تو وہ بھی آپ کی  
مدد کریں گے۔ ہونے کو آپ بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائیں تو آپ بھی  
کام کر رہے ہوں، اور پھر سب کے سب ایک انجمن امداد باہمی بنالیں۔ اس  
ٹیم کا کام بھی زیادہ اور اچھا ہوگا اور کام کرنے میں آپ کو مزہ بھی آئے گا۔  
آپ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب کام میں دل لگ جاتا ہے، اور سو  
آنے لگتا ہے، تو تھکن کم معلوم ہوتی ہے اور نند رستی بھی بڑھتی ہے  
تیسری بات یہ ہے کہ آپ کو اپنی کمائی میں سے کچھ روپیہ بچا کر بچک  
بنک، یا امداد باہمی بنک میں ضرور رکھنا چاہئے۔ اگر صرف یہ سمجھ کر کہ آپ کی  
پالی اس وقت روپیہ ہے آپ نے اپنی ساری کمائی کو لڑائی تو یاد رکھیں  
کہ ضرورت کے وقت آپ کو چھینا نا پڑیگا۔ اور دوسروں کا منہ تنکا پڑے گا۔  
خدا نہ کرے، آپ بیمار ہو جائیں یا بیکار ہو جائیں یا اپنا کاروبار بھلا چاکا  
یعنی ایک پیشہ چھوڑ کر دوسرا پیشہ کرنا چاہئے۔ غرض کسی نہ کسی وجہ سے آپ  
کا ہاتھ تنگ ہو جائے۔

یہ بھی نہ سہی تو آپ اپنے بچوں کو ضرور تعلیم دلائیں گے۔ ان کے لئے اچھی  
اچھی کتابوں اور کپڑوں کی بھی ضرورت ہوگی ان کی بیماری میں ڈاکٹروں کی  
فیس اور دوائیوں پر بھی روپیہ خرچ کرنا ہوگا۔ کبھی نہ کبھی شاید بال بچوں  
سمیت کوئی چھٹی ہی منائے کہ آپ کا جی چاہیگا۔ اور یہ آپ خوب جانتے ہیں  
کہ دنیا میں کوئی کام بغیر پیسے کے نہیں چلتا اس لئے آپ روپیہ بچا کر جمع  
کر لیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ خود ہی اپنا کوئی کاروبار چھلانا چاہیں جو  
لوگ دستکاری پسند کرتے ہیں یعنی کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنا چاہتے  
ہیں، ان کے لئے بس یہ دو طریقے ہیں (۱) یا تو اپنے گھر کی فیکٹریوں یا کارخانے  
چلائیں۔ (۲) یا پھر کسی بڑے کارخانے یا فرم یا کمپنی میں ورک میں نوکری  
تینجریں کر کام کریں۔

اب اگر آپ اپنا ہی کارخانہ چلائیں تو انجمن امداد باہمی سے آپ کو قرض  
مردہ لگی۔ وہ آپ کو آپ سے زیادہ سستا اور اچھا کچا مال اوزار اور سامان  
خرید دے گی۔ آپ کے کارخانے کا مال یا اوزار بھی بکوا لگی۔ اس کے لئے نئی نئی مشینا  
ڈھونڈے گی۔ نئے نئے سامان بھی ملے گی۔ غرض ہر وقت اللہ ہر طرح آپ  
کے کارخانے کی خیر منائیگی۔

کچھ دن ہوئے میں یہ انجمن امداد باہمی دیکھی جو ہونے  
ہوئے ایک پارٹی میں بن گئی تھی۔ اس میں کام بانٹ رکھا ہے۔  
شروع سے آخر تک ایک ہی آدمی ہمارا کام نہیں کرتا بلکہ ہر شخص اس کام

کے چھ پر ہے۔ ویسا حال اسے بھی کان نکا کرنا، کیونکہ بہت سی باتیں تو دیکھا  
ہیں کہ ہم کی بھی ہوئی اور کچھ ایسی بھی ہوئی، جن میں دیہات والے شہر  
مرد کر سکتے ہیں

### حصہ ۱

پہلا تو ہم روزی کمانے کے حوالے بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے آپ لوگوں  
رہے جن تو دفتروں میں نوکریاں کر رہے ہیں۔ بعض فکریوں میں کام کرینگے  
روزانہ روزی اور موٹروں کے ڈرائیور بنیں گے، یا رینوس میں نوکری کریں گے یا کوئی  
چورت کریں گے یا خانوالہ، رسوڈا گروں کی دوکانوں میں کام کریں گے۔ گھری  
تو یہ سب کہ ہم ان معاملوں میں کچھ زیادہ کہہ نہیں سکتے لیکن ہم ہاں دنیا بھر کے  
بزرگ والوں کو یہ تین گر کی باتیں ضرور یاد رکھنا چاہئے۔  
پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر کام دل لگا کر، جان لڑا کر اچھے سے اچھا  
کے لئے کرنا چاہئے۔ آج سے کوئی دو ہزار پچھلے کے بزرگ کہہ گئے ہیں کہ جس کام  
میں ہاتھ لگاؤ اسکو مردوں کی طرح پورا کروادو جو لوگ اس نیک نیت  
وہل کرتے ہیں ان کی روزی میں ضرور برکت ہوتی ہے۔

دیکھئے جو کام بھی آپ کریں اسکو جتنا بھی ہو سکے اچھا کر کے دکھائیں  
تو ساتھ ہی کام کرنے کے لئے نئے نئے اچھے طریقے سیکھیں اور اپنا علم  
تجربہ بڑھانے میں کبھی نہ پیچھے رہیں۔ تجارت ہو یا دستکاری سب کے  
سے میں جو کچھ ہاتھ لگے پڑھیں اور جو اچھی بات ملے اسے سیکھیں کیونکہ  
نہیں یہ باتیں آپ کے لئے وقت کا آجائیں۔

جب آپ کو یہ پتہ چل جائیگا کہ آپ کا بنایا ہوا مال کیوں خریدتا ہے  
تاکہاں کہاں جاتا ہے تو کبھی نہ کبھی اس علم سے آپ کو اور گاہک بڑھتا  
ہوئے اپنے مال کو زیادہ سہل کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ اور آپ کے  
روزانہ جانیٹے یا آپ اپنے خریداروں کی ضرورت کی نئی نئی چیزیں  
ملنے لگیں گے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ علم اور تجربہ سے آدمی ہمیشہ فائدہ  
لے جاتا ہے۔

اچھا دیکھئے، کوئی کام بھی زمین پر بیٹھ کر نہ کیا کریں۔ ہر کام کھڑے  
کر، میز یا بیچ پر کیا کریں۔ اس میں صفائی بھی رہتی ہے پھیپھڑے  
میں خوب منسوب ہوتے ہیں۔ آدمی کپڑا نہیں ہونے پاتا۔ کام بھی زیادہ  
ملا ہو جاتا ہے ساتھ ہی اکروں بیٹھنے سے زیادہ اچھی طرح اور کھلے ہاتھ  
اں۔ پوری طاقت سے سارا زور لگا کر کام کیا جاسکتا ہے۔ ان تمام  
بازوں سے جو بہت زیادہ ترقی کر گئے ہیں، یہ ساری باتیں تجربہ کر کے دیکھ  
انہیں۔ آپ بھی آزمائیں۔

اور ہاں، میرے دل سے آہستہ آہستہ کوئی کام نہ کیا کریں۔ جب  
کام پر لگ جائیں، تو دل لگا کر پوری طاقت سے اس کام کو پورا  
کے اپنے گھر جائیں، کیونکہ گھر پر بھی ہمیشہ گھر سدا ہلکے بہت سے  
ہوتے ہیں اور شاید روزگار کے دھندوں سے بھی بہت مدد  
سکتا ہے کہ آپ کی من بجائی دستکاری آپ کے بال بچوں اور کھانے والوں

میں کام کرنے کا ڈھنگ بتائیں گے۔

حصہ (۲)

اجھا اب آپ اپنے گھروں کو لیں۔ دیکھئے جتنی باتیں تندرستی اور صفائی کے انتظام کے بارے میں نیلے رنگ کے کتا بچوں میں لکھی ہیں ان سب پر شہریوں کو گاؤں والوں سے زیادہ عمل کرنا چاہئے، کیونکہ گاؤں شہروں سے زیادہ صحت ستھرب اور تندرستی بنانوالے ہوتے ہیں اور نئے شہریوں کو ان سب باتوں پر عمل کرنا چاہئے گاؤں والوں سے کسی میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔

دیکھئے ایک پوری سینٹ سے آپ اپنے باورچی خانوں اور غسل کی بھی حالت بہت اچھی کر سکتے ہیں اور گھر کے اور بہت سارے کام بھی بنا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس گھر کا مکان نہ بھی ہو اور آپ کرائے پر رہتے ہوں پھر بھی یہ معمولی کام آپ کر سکتے ہیں۔ پس آپ سینٹ سے لینا ضرور سیکھ لینا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ شہری اور دیہاتی ساری فوجی جوانوں کو سینٹ اور بھری سے کام لینا اور سینٹ کی چیزیں بنانا اور ہاں ہو سکے تو آپ فوجی اور غیر فوجی لوگ آپس میں مل کر کمری ایکٹامہ امداد بھی بنالیں۔ دیکھئے انجینئرس بہت سی قسم کی ہوتی ہیں اور آپ کو تجارت، دستکاری یا کاروبار میں مدد دینے کے لئے ہم آپ کو امداد باہر انجنیوں کا حال سنا چکے ہیں۔ اچھا، تو پھر آپ گھر سدھار والی انجنی باہر بھی ضرور بنالیں، تاکہ جو کچھ آپ نے فوج میں رہ کر سیکھا ہے، وہ بھی کو یاد رہے، اور آپ لوگ اپنے گھر اور اپنی زندگی کے سدھاریں ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکیں۔

ہو سکتا ہے کہ اس طرح آپ ایک ریڈنگ روم بھی بنالیں، یعنی ایک کلب سا، جس میں میٹھ کر آپ شام کو اخبار پڑھ سکیں ریڈیو سن سکیں، شاید چھوٹے موٹے کھیل مثلاً شطرنج، کیم وغیرہ کھیل سکیں، اور اپنے گھر اور شہروں کے سدھار کے بارے میں آپس میں بات چیت کر سکیں مگر غرض کہ لے ان کاموں کے پیچھے آپ اپنے بال بچوں کو بھی نہ بھول بیٹھیں، کیونکہ یہ کام اس وقت ہی ہو سکتے ہیں جب کہ آپ کو اپنے گھر کے دھندلے سے با فرمت ہو۔

پس اگر آپ بال بچے دار ہیں، تو آپ اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنا کہ ان کو کھیلنا بتائیں۔ چھوٹی بچیوں کو دستکاری سکھائیں اور ہاں، بچوں کی سکھلائی میں یعنی ان کو اچھی عادتیں، ویلن اور خودداری سکھائیں۔ میں آپ اپنی بوی کا بھی ہاتھ بٹایا کریں، اسی سب سے اچھی بات تو یہ کہ ہو سکے تو آپ اپنے بچوں کے لئے ایک کلب، یا کھیل تفریح کی جگہ ضرور بنائیں۔ جہاں وہ آپ کے، یا اپنی ماں کے ساتھ یا خود اپنے آپ ہی جا یا کریں، اور چھوٹے بڑے سارے کھیل کھیل کر، بچوں کی کلب بنانا، آپ کے کلب سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

آپ کو معلوم ہی ہے کہ شہروں میں گھر اکثر چھوٹے چھوٹے ہوتے

ہیں، ایک چھوٹے کمرے اور اس طرح کام اتنی جلدی ہو جاتا ہے کہ اکیلے کام کرنے سے کوئی عین کتنا زیادہ مال ہر روز تیار ہو جاتا ہے۔

ان لوگوں کے لئے جو باری باری کا خانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنا چاہتے ہیں، اسی سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہندوستان کے سارے کارخانے آجکل دن رات جنگ کی مانگ کو پورا کرتے پر گئے ہوئے ہیں جب جنگ ختم ہو جائیگی اور جنگ کا سامان بننا بند ہو جائے گا۔ تو یہ نہیں کہتے کارخانے بالکل ہی بند ہو جائیں گے۔ کتنے جنگ کی بجائے امن کی چیزیں مثلاً ریڈیو، بائیسکل وغیرہ بنائے لگ جائیں۔ اور نہ ہی یہ پتہ ہے کہ اتنے لوگ جو اس وقت کارخانوں میں لگے ہوئے ہیں ان میں سے کتنے کام کرنا چھوڑ دینگے اور فوجیوں کو انکی جگہ مل جائیگی۔ لیکن نہ کہ ہر حالت میں آپ کی مدد پر تلی ہوئی ہے، اور ہر طرح آپ کی بہتری اور بھلائی کی ترکیبیں سوچ رہی ہے۔ آپ لوگوں میں سے جو لوگ کارخانوں میں کام کرنا پسند کرتے ہوں ان کے لئے نوکریوں کا دالا بدل کر دینے کے لئے، خاص خاص امنسر رکھے جائیں گے، اور خاص خاص دفتر کھولے جائیں گے جن کا نام اپلائیٹ ایکسیج دفتر ہوگا۔

ان دفتروں میں آپ اپنا اپنا نام لکھا سکیں گے، اور جب موقع ہوگا، اور جہیں نکلیں گی، تو آپ کو خبر کر دی جائیگی۔ ہمیں پورا پورا پھر دوسرے، کہ ہر کارخانوں کو لئے، جنھوں نے رہ کر کوئی دستکاری سیکھ لی ہے۔ سول کے کارخانوں کے ضرورت کے موافق سکھلا دینے کا بندوبست ضرور کر لیں گے، تاکہ وہ فوجی کارگری وہاں نالائق نہ بنیں۔ اور اسی کارن ہم یہ چاہتے ہیں کہ سپاہیوں کو بھی ہونے والے اسکیم میں شامل کر لیا جائے، یعنی وہ نیزنگ اسکول جہاں سول اور فوجی کارخانوں کے لئے کارگریوں کو سکھائی دیا جاتا ہے، اور پھر وہ کارگری ولایت بھیج دیئے جاتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ جوانوں کو موبائل کر کے سے پہلے ہی فوجی ٹریننگ سنٹر میں سول کام کرنے کے قابل بنادیا جائے گا۔ ہم یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ سول فوجی ہمارے جوانوں کو سکھلائی دینگے، خدا کرے ہم کارخانوں اور فرموں کے ساتھ ایسا بندوبست کر پائیں، کہ وہ ہمارے جوانوں کو امیدواروں کے ساتھ اپنے وہاں رکھ لیں، تاکہ جو دستکاری انھوں نے فوج میں سیکھی ہے، اس کو سول کی ضرورت کے موافق پوری اور کچی طرح سیکھ لیں۔

سیج پیج یہ بڑی ہوشیاری اور کارگری کا کام ہے، اور انھیں لوگوں کے ہنر کا ہے جو فوج میں بہت پڑھیا اور اول نمبر کے کارگری رہے ہوں باقی مانڈے کارگریوں کو یا تو ان کی سمجھ کے موافق چھوٹی چھوٹی نوکریاں مل جائیں یا پھر مرے اور پڑھیا کارگری سب کے سب آپس میں مل کر اپنا ایک انجمن آباد کر لیں، یا پھر مرے اور پڑھیا کارگریوں کے لئے اور بھوکتا بچے لکھیں گے اور ان میں آپ کو چھوٹی بڑی سب قسم کی دستکاریاں بنائیں گے۔ اپنا جدا جدا کارخانہ چلاتا، یا الگ کاروبار بتائیں گے بڑی بڑی فرموں اور فنکریوں

آپ لوگ اور آپ کے دوست چھٹی کے دن، یا جب موقع ملے، شام سڑک اپنی زمینوں کے جتنے پر کام کر سکتے جائیں گے۔

اپنے لئے اچھی اچھی سبزی اور پیارے پیارے پھل لگائے۔ میں آپ لوگ ایک دوسرے سے باری باری لگا سکیں گے اور زیادہ بھی کھجی چیزوں کو بیچ بھی لیا کریں گے، یا پڑوسیوں کو دیدار کریں گے یا اپنے گھر میں بیچ دیا کریں گے۔ اور آپ کو اپنے کھانے کے لئے ایسی اچھی خوراک دیں گے۔ تازہ ہوا مل جائیگی، جو شہریوں کو اب تک نصیب ہی نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے جتنے کھجے کر سکتے ہیں آپ کو زمین ہی نہ ملے، لیکن آپ اس معاملہ پر غور کر کے اسکو اپنے دماغ میں رکھیں اور جنگ کے بعد جب آپ اپنے گھر جائیں تو اس پر عمل کر سکتے ہیں کہ کوشش ضرور کریں۔

سبزیاں بونے میں آپ شہری لوگوں کو ایک قانوہ یہ بھی ہوگا کہ آپ اور دیہاتی لوگوں میں جان بچان ہو جائیگی اس وقت تو آپ ایک دوسرے سے کوسوں دور ہیں آپ کو اپنے دل پیلا دے اور تفریح کے لئے اچھا اور کھلا اور مزیدار موسم چاہتے ہیں اور وہ بارش چاہتا ہے آپ چاہتے ہیں کہ آناج سستا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کو اپنے خصل کی اچھی رقم ملے۔ یوں ہی آپ لوگوں میں آپس میں ہال میل نہیں کھائی، بلکہ لاگ ڈاٹ سے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی اور وطن بھائی کے جیسے فیر سکتے ہیں۔

یہ خدا نے چاہا تو یہ چھوٹے چھوٹے باغیچے شہری اور دیہاتی دونوں میں سلوک پیدا کر دیں گے اور اس خیال کو کہ ہم بالکل جدا جدا پارٹی کے لوگ ہیں دور کر کے آپس میں مل کر کام کر سکتے کا شوق پیدا کر دیں گے۔

ایک اور بات جو آپ لوگ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ کرائیوں پر اپنے دوستوں کے ساتھ دریا نہر پر نہالے یا تیراکی مقابلے کر سکتے یا پانی میں نہو کھیلے جاسکتے ہیں یا گاؤں میں اپنے فوجی بھائی بندوں سے ملنے ملائے جاسکتے ہیں۔ اس کو میر سبھا مانگتے ہیں اور اسے چھٹی کا دن اچھا سنا یا جاسکتا ہے کسی دن اپنے بال بچوں کو لیکر اور شاہی اپنے پڑوسی اور اس کے بال بچوں سمیت بھی میر سبھا کر سکتے ہیں۔

دیکھئے، گھر جا کر، اگر آپ سدھار کی ان تمام نئی نئی باتوں پر جو آپ نے فوج میں سیکھی ہیں عمل کریں گے تو شہر کی زندگی نہ تو اتنی روکھی رہی اور بزمہ سی ہوگی اور نہ وہاں اتنی بیماریاں رہیں گی جتنی کہ اب رہتی ہیں۔

حصہ (۳)

گاؤں کی طرح شہر میں بھی لوگ باگ لکھتے ہی رہتے ہیں اور ایمان کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ اکٹھا رہتے ہیں انکی زندگی تندرستی، خوشی اور آرام سے جب ہی گزر سکتی ہے، جبکہ وہاں چھٹی روایا چھٹی اور دھارم کے ساتھ فرمن زمیندار یاں پوری کریں، یعنی کو اپنے بھائی بندوں کے ساتھ گھائی جوڑ گاؤں میں ایسے رہنا سہنا آتا ہو کہ نہ تو ایک دوسرے کے کام میں

رندی اور سیلی کیوں میں بچوں کا کھیلنا اچھا نہیں ہوتا اسلئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے بچوں کے لئے کھیل کے میدان اور کھیل تفریح کے کمرے کا بندوبست کریں، یہ کام بغیر انجن امداد باہمی جائے، کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ آپ کی بیوی پڑھنا لکھنا، سینا پر دانا، بننا اور گھر اور کام کاج بھی ضرور سیکھیں۔ اور یہ باتیں جب ہی ہو سکتی ہیں جبکہ وہ متوں کی گھر سدھار دانی انجن امداد باہمی کی ممبر بنیں۔ آپ کو اس کی بھی دیکھ بھال رکھنی چاہئے کہ آپ کی بیوی بچوں کے لئے ہر وقت ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی کا استقام کو اور وہ اپنے چھوٹے بچوں بت ہیلتھ سنٹر بھی باقاعدہ جاتی رہے۔

خدا کے لئے آپ ایک انجن امداد باہمی، جس کو انجن ہم رسائی برائے یلداں، لکھتے ہیں ضرور بنالیں، یا اگر پہلے ہی سے ایسی کوئی انجن بنی ہوئی ہے تو اس میں شامل ہو جائیں۔ اس کی مدد سے آپ بہت ساری چیزیں اپنے سے زیادہ سستی اور اچھی خرید سکیں گے۔ یہ انجن آپ کے لئے پھل، سبزیاں، مچھلیاں، انڈے اور دودھ خود دیہات استنا سٹا اور ایسا تازہ خرید دیگی، جو آپ کو شہر میں کبھی نہیں مل سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے دیہات بھی ان چیزوں کی سپلائی کے لئے اور باہمی انجنیں بنالیں گے، اور پھر آپ یہ سب چیزیں ایک دم سیدھی انجنوں سے ہی خرید سکیں گے۔ ایمان کی بات تو یہ ہے، کہ شہروں میں تازہ خوراک جس کو تندرستی واسلے کتابچے میں ”حفاظت خوراک“، یا گیا ہے، ہمیشہ مشکل سے ملتی ہے اور اس کے لئے یہ ایک آسان پتہ ہے۔

ہاں ایک علاج اور بھی ہے، اور ہم چاہتے ہیں، کہ آپ لوگ آپس میں باہمی طرح بات چیت کر کے سوچ سمجھ لیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے کہ ابھی تک ہندوستان میں آزماہی ہی نہیں کئی ہے اور آپ کی لوگ ہی شاید اس کی پہل کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ الاٹ منٹ کی ایک انجن امداد باہمی بنالیں۔ یہ انجن آپ کو شہر کے پاس ہی زمین کوئی ٹکڑا یا نوکر یا پردی، یا خرید دے گی، جہاں آپ پینل یا بائیکل جیت آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔

اگر اس زمین میں کوئی کنواں نہ ہو، تو آپ کی انجن اس میں کنواں امداد دیگی، پھر اس زمین کی کاشت کے لئے ممبروں میں بانٹ سکتے ہیں جن کو لوگوں کو ابھی کھیتی باڑی کے تجربے نہیں ہیں، انکو پہلے پہل بالکل دے چھوٹے جتنے جیسے جائیں۔

اور جو جوں ان کا تجربہ بڑھتا جائے، ان کے جتنے بڑے کئے جائیں۔ اس زمین پر آپ لوگ سبزی، پھول اور شاہی پھل لگا سکیں گے۔ رشتہ دار زمین میں کنواں چلائے، ہل جوتا، اور اور محنت، محنت کے اکر سکتے ہیں آپ کی انجن ایک آدمی رکھ دے گی، اور ایک چوڑی، یا خرید دیگی، جو آدمی زمین کی رکھوالی کے لئے وہیں رہا بھی کرے گا۔

کیونکہ یہ شہری اور دیہاتی سب کے لئے ایک جیسی ضروری ہیں۔

پاس پاس رہنے میں ایک اور طرح بھی فائدہ ہو سکتا ہے یعنی لوگ آپس میں مل جل کر سب قسم کی امداد باہمی یا کسی اور طرح کی امداد بنا سکتے ہیں جن سے آپ لوگوں کو وہ چیزیں مل سکتی ہیں جو الگ الگ ایک دوسرے سے دور رہنے میں نصیب نہیں ہو سکتی یعنی آپ کو پڑا کرو مل سکتا ہے جس میں پڑے کو کتا میں اور اخبار اور سٹے کو دیو اس میں اسٹے بیٹھ کر آپ لوگ اپنے شہر اور گاؤں میں ہمارے ساتھ ساتھ ساتھ کر سکتے ہیں اور امر اور کتا میں وغیرہ آپس میں مل سکتے ہیں اور ان پر بات چیت کر سکتے ہیں یا اور بھی جی چاہے کام کر سکتے ہیں اس کمرے میں گانا بجانا اور دھام بھی کر سکتے ہیں اور اچھے اچھے کو بھی وہاں ملا سکتے ہیں جو آپ کو اچھی اچھی باتیں بتائیں اور اچھے سمجھ دیں۔

اور ہاں آپ عورتوں اور بچوں کے لئے ایک دلیفرینڈ ہو سکتا ہے جس کو عام طور پر میلنڈہ سرفر کتے ہیں پھر آپ ریڈیو کو اس لئے اس کے گرس کاڑا جنہیں تعلیم بالغان، کھیل بچوں اور بڑوں کے کلب بھی بن سکتے ہیں اور آپ بائیسکل کی سیر پائے کی تیراکی کے کلب بھی بنا سکتے ہیں۔ اچھی بات تو یہ ہے کہ اپنے ہی فائدے کے لئے اگر لوگ آپس میں مل کر کام کرنا اور رویہ اسٹے جو کسی کام میں مل سکتے ہیں تو شہریوں کے لئے اپنی زندگی کو دلچسپ تندرست اور خوشحال کی ان گنت اور بے شمار راہیں ہیں آپ اپنے آپ ہی اپنی جلا کوئی بات سوچیں اور دیکھیں کہ آپ اپنے بھائی بندوں اور کے ساتھ مل کر کوئی کام نہیں کر سکتے۔

آپ لوگوں میں سے جو لوگ دلالت ہوئے ہیں وہ خاص سے ان باتوں میں بڑے کام کی مدد دے سکتے ہیں کیونکہ انھیں سنے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہاں کے لوگ کیسے آپس میں مل کر کام کر رہے ہیں۔ ساری کام کمال لیتے ہیں۔ غرض یہ ساری باتیں اور وہ بھی جو باتیں بعد میں بتائی جائیں گی وہ شہری اور دیہاتی سب کے لئے ایک جیسی ضروری ہیں۔ کیونکہ گاؤں کی کمیٹی، جو پنجابیت کہا ہے، وہ بھی گاؤں میں اتنا ہی آرام دہین تندرستی اور خوش حال پیدا کر سکتی ہے، جیسی کہ شہر میں ایک اچھی میونسپل کمیٹی۔

موجودہ جو اور نہ ہی ایک دوسرے کی تندرستی سکھ میں، اور آرام میں روٹا اٹکے گا تو یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی بھلائی سکھ میں آرام اور خوشی کو اپنا جیسا سمجھیں اور جب ہو سکے آپس میں مل جل کر کام کرنے سے اچھی رعایا کو شہر میں اسٹے رہنے میں نقصان کے بدلے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اجتہاد اب ہم یہ بناتے ہیں کہ اچھی رعایا کے کیا کیا فرض ہیں؟ پہلا فرض تو ہر دیوں کا حق ادا کرنا ہے۔ دیکھئے، تہذیب اور تہذیب کا ایک بڑا قانون یہ ہے کہ ہم اپنے بڑوں کے بھلائی اور بہتری کو اپنے جیسے ہی ضروری سمجھیں نہیں تو ہم ہرگز اسٹے نہیں دے سکتے۔ بلکہ پھر سے جان اور جنگل بن جائیں گے یا ایک دوسرے سے اتنے پیچھے اور الگ رہنے لگیں گے کہ ہماری خود غرضی اور لاپرواہی کے ڈھنگ ہمارے پر دوسری کی تندرستی اور آرام میں روڑا نہ اٹکائیں۔

یوں سمجھ لیجئے کہ جس نگلی میں ہمارا اور ہمارے بڑوں کا برابر کا حق ہو اور اس میں ہمارے بڑوں کے بچے بھی پھیلتے ہوں اس میں ہم اپنے گھر کا کوا کرکٹ نہ پھینکیں۔ اور ہاں، اگر نگلی میں کئی نالی نہ ہو تو ہم کو اپنے گھر اور احوال کے پانی چاہے وہ صاف ہو یا گندہ نگلی میں ہرگز نہیں پھینکنا چاہئے۔

اور سوائے باقاعدہ بنے ہوئے یا ٹھکانوں کے ہیں ادھر ادھر کھلی جگہ میں، جی چاہے جہاں پیشاب پا ٹھکانہ کبھی نہیں پھرنا چاہئے۔ سوچئے بات تو یہ ہے کہ یہ سب باتیں جتنی ہماری تندرستی کے لئے ضروری ہیں اور اچھی ہیں ان ہی ہمارے بڑوں کی تندرستی کے لئے ضروری ہیں اور اچھی ہیں اسٹے علامہ اگر ہمارے بڑوں کے بچوں کی تندرست خواب ہو تو وہ رات کو اپنے گھر میں گانا بجانا اور پٹاشے جھڑانا نہیں چاہئے۔ اگر بڑوں کے گھر میں کوئی بیمار ہو تو ہیں اس کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے غرض ہر حال میں اور ہر وقت ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رہنا سہنا اور خوشی منانے کا جتنا ہمارا حق ہے اتنا ہمارے بڑوں کا بھی۔

آپ جانتے ہیں کہ ساری دنیا میں رکھت اور رکھات والا معاملہ ہے اگر ہم اپنے بڑوں کے آرام اور خوشی کا خیال رکھیں گے تو وہ بھی ہمارے آرام اور خوشی کا خیال ضرور رکھے گا اور پھر ہم دونوں کو اس سے کہیں زیادہ آرام اور چین نصیب ہوگا جتنا آپ کو دوسرے سے بے لاگ اور بے پرواہ رہنے سے ہوگا دکھ تکلیف میں نہیں آپ کو دوسرے کی مدد کرنی چاہئے تاکہ بڑوں میں رہنے سے نقصان کے بدلے فائدہ ہو۔

ہیں امید ہے کہ آپ دیہاتی لوگ بھی ان سب باتوں کو غور سے سنیں گے

# غلہ کے کیرٹ

یہ رود تقریباً جو سترابن علی صاحب لی۔ ایس۔ سی (ایگریکلچر) پبلیشنگ فیرمکھڑے زراعت یونیورسٹی لکھنؤ نے مورخہ ۲۴ جون ۱۹۵۴ء کو آلائیلا  
ریڈیاو اسٹیشن لکھنؤ سے نشر کی ہے۔

تمام کیرٹوں کو ہم دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ یعنی ایک تو وہ جو  
ان کے دشمن ہیں اور ایک وہ جو کاشتکاروں کے دشمن کے دشمن یعنی  
دشمن ہیں۔ ان گھوسے پھوٹے دشمنوں کے حملہ کرنے کا نہ ایک طریقہ ہے  
ان کے پاس ایک ہی قسم کے ہتھیار ہیں۔ یعنی پودے کی جڑیں کھاتے  
بعض کیرٹوں کے تے پسند ہیں۔ بعض پھولوں اور پھلوں کو  
نہ کر دالتے ہیں۔ بہت کھڑی ہوئی فصل کو شوق سے کھاتے ہیں۔  
ن کیرٹے فصل کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور بعض کھاتے ہیں اور انوں  
بٹانوں میں سوراخ کر دیتے ہیں۔ اور بہت رکھے ہوئے غلہ کو زیادہ  
دکرتے ہیں۔

آٹن میں اس محفوظ سے وقت میں آپ لوگوں کو سب کیرٹوں  
تال بتاؤں تو شاید ایک کتاب کا اتنا مضمون ہو جائے۔ اسلئے  
ہم اس کیرٹ کا حال بتاؤں گا جو غلہ کھانا پینہ کرتا ہے۔  
مطرات غلہ کو کس طرح محفوظ رکھنا چاہئے تاکہ اس کو گھن  
کیرٹوں سے نقصان نہ پہنچے۔ جن غلوں میں گھن گلتا ہے وہ گھنوں  
لی۔ چنا۔ مکا۔ جوار۔ سب۔ سویا۔ اور وغیرہ ہیں۔ لیکن ان میں  
ماچھریوں ہے۔ جس کی گنج، خوراک اور تجارت کے لئے بڑی  
مقامات میں رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کے پہلے کہ غلہ کو رکھنے کی تدابیر بتاؤں۔ گھن کے کیرٹوں  
رنگی کے مختصر حالات اور نقصان کا طریقہ بتانا ضروری ہے۔  
نو گودام میں نقصان پہنچانے والے کیرٹوں میں سے مخصوص  
سے تین کیرٹے ہوتے ہیں۔

۱۔ آٹن۔ سرسلی یا سوڈ والا گھن۔ دو ٹم اڑنے والا بیضوی صورت  
لن۔ سوٹم۔ چکی جسکو کہیں کہیں ڈھیر کے نام سے بھی پکارتے

گھنوں کو جن کیرٹوں کی بدولت بہت زیادہ نقصان پہنچتا  
ان میں سوڈ والا گھن یعنی سرسلی عموماً پایا جاتا ہے۔ یہ صرف  
وں ہی میں نہیں گلتا بلکہ دوسرے جمع کئے ہوئے غلوں اور  
لی میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کیرٹے کی بدولت بہت زیادہ  
مان ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ انڈے سے نکلتے ہیں گھنوں کھانا  
دع کر دیتے ہیں۔ اس کیرٹے کے اسی کی طرح ایک سوڈ ہوئی  
ن اور رنگ بھورا سیاہی مائل ہوتا ہے۔ جیوں جیوں یہ کیرٹا بڑھتا  
تیوں تیوں زیادہ کالا ہوتا جاتا ہے۔ مادہ کیرٹا گھنوں میں  
کارخ بنا کر انڈا رکھ دیتا ہے۔

چونکہ انڈے کا رنگ بالکل گھنوں کے گودے کے رنگ کا ہوتا ہے  
اس لئے گھنوں کو توڑ کر اس کے انڈے کا پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔  
اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ گھنوں میں بلا سوراخ کئے ہوئے دانوں کے  
اور یا ذہیر میں مادہ کیرٹے انڈے دیتے ہیں۔ انڈے سے چھلے دن  
بچ نکل آتا ہے۔ بچ موٹا اور گدگدا ہوتا ہے اور رنگ سفید ہوتا ہے  
تائیں نہیں ہوتیں اور نہ جسم پر دھبے ہوتے ہیں۔ سرالبتہ بھوڑا پتہ  
ہوتا ہے۔ اس کو بیٹھے ہی پیٹھے خوراک ملتی رہتی ہے اس لئے اسکو  
ٹانگوں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور راحت کر جلتا ہے۔ بچ جب  
گھنوں کے دانہ کے اندر ہوتا ہے تو دانے کو اوپر سے دیکھ کر یہ  
بت چلتا کہ اس دانہ میں گھن لگا ہوتا ہے۔ بچ دانے کے اندر اپنے  
ایک چھوٹی جگہ کر لیتا ہے اور کچھ دن دیکھا ہوتا ہے۔ اس وقت  
یہ کیرٹے کو پوپا یعنی گھونکھا کتے ہیں نہیں پڑا پڑا وہ گھونکھا  
پودے قد کا کیرٹا بن جاتا ہے اس کیرٹے کے باہر نکلنے کے لئے پہلے  
سے کوئی سوراخ نہیں بنا ہوتا بلکہ وہ دانہ کو کاٹ کر باہر نکل آتا ہے  
گرمی کے موسم میں یہ کیرٹا گھونکھے کی حالت میں قریب چھ دن تک  
رہتا ہے۔ گھن کے کیرٹے چند ہفتوں یا کئی صدیوں تک زندہ رہ سکتے  
میں۔ یہ کیرٹے غلہ کو اس وقت عام طور سے نقصان پہنچاتے ہیں  
جب وہ انڈے سے نکلتے ہیں۔ لیکن سوڈ والا گھن بڑا ہوا ہے  
پر بھی نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ مزادہ مادہ کیرٹے کی یہ پہچان ہے  
کہ کیرٹے کی سوڈ مادہ کیرٹے کی سوڈ سے چھوٹی اور جوتی جوتی  
ہے۔ اس کیرٹے میں ایک خاص بات یہ پائی جاتی ہے کہ غلہ کے  
دانے میں چبے بڑے سبے ہیں لیکن جب دانہ ہلا ڈالا جاتا ہے  
تو بہت سے کیرٹے نکل آتے ہیں اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بڑے  
ہو کر سوڈ والے گھن۔ سیدھی کھڑی ہوئی اور چکی سطح پر بہت  
آسانی سے چڑھ سکتے ہیں۔ باقی دو بری قسم کے دو گھن اڑنے والے  
اور پیش اس طرح نہیں چڑھ سکتے۔ یہ کیرٹے ناچ کا تمام گودا نہیں  
کھا جاتے جس طرح اڑنے والے گھن کھا جاتے ہیں یہ دیکھ کر غلہ  
کے دانوں کا تمام گودا کھایا ہوا ہے یا نہیں۔ آپ معلوم کر سکتے ہیں  
کہ اس میں سوڈ والا گھن لگا ہوا ہے۔ اڑنے والے گھن کا زور  
اگست سے لیکر اکتوبر تک رہتا ہے۔ اس عرصہ میں ان کیرٹوں کی  
تین نسلیں بدلتی ہیں۔ جو انڈے فروری اور مارچ کے مہینوں میں  
دے جاتے ہیں۔ ان کے پتے چو لائی اور اگست کے پہلے پورے  
قد کے نہیں ہو جاتے ان کیرٹوں سے سب سے زیادہ نقصان آتا

نوجو یا دوسرے کے درمیانی عرصہ میں پہنچتا ہے اور فردی تک نقصان ہوتا رہتا ہے۔ ان کیردوں سے گرمی کے دنوں میں سب کم نقصان ہوتا ہے۔

اڑنے والے گھن۔ اس گھن کے کیرے کا دور مئی سے لیکر اگست تک بہت ہوتا ہے۔ اکتوبر سے لیکر مارچ تک سردی کے باعث خاموش بیٹھا رہتا ہے۔ سال کے باقی دنوں میں قریب چار چار ہفتے بعد اس کیرے کے انڈے بچے ہوتے ہیں۔ پورے قندے کے کیرے پر دار ہوتے ہیں۔ تراور مادہ دونوں کے پر ہوتے ہیں۔ یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جن مکالوں میں گیسوں جمع ہوتا ہے ان مکالوں میں یہ کیرے اڑا کرتے ہیں۔

غلہ کے ایسے دانہ بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن کے اندک آٹا کھایا ہوا ہوتا ہے صرف جھلکا ہی جھلکا باقی رہتا ہے۔ جھلکوں میں جو بڑے اور غیر طے کیرے سوراخ بنے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے دانے اسی گھن کے گھنے سے ہوتے ہیں۔ یہ کیرا اتنا نقصان نہیں کرتا جتنا سوئڈ والا گھن کرتا ہے۔ جن بکھاروں یا کھٹوں میں غلہ بھر کر رکھا گیا ہو اور ہوا آتی جاتی ہو۔ تو ان میں اڑنے والے گھن کی تعداد نہیں بڑھتی۔ لیکن اگر ان کو بند کر دیا جائے کہ ان میں ہوا نہ پہنچے پائے تو یہ کیرے بڑی تیزی کے ساتھ انڈے دینے لگتے ہیں۔ جن بوروں یا مٹی کے برتنوں کا ڈھکن کچھ کھلا ہوا ہو ان میں یہ کیرا گھس گھس لگتا۔ بلکہ یہ کیرا صرف انھیں برتنوں میں پایا جاتا ہے جن کے منہ کو مٹی سے اس طرح بند کر دیا جاتا ہے کہ ان میں ہوا کا گزرنہ ہو سکے۔

پتی گھن کے کیرے کے بچے غلے میں ایک عجیب طریقہ سے لگتے ہیں اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ غلے کے دانوں کے باہر رہ کر گزارتے ہیں لیکن وہ دانوں کو کتر کتر کر نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ کیرا انیسوں کے ڈھیر کے اوپر ہی جھٹے میں ہی بہت رہا کرتا ہے گیسوں کے گھیر میں بچے تک تو کھس جاتے ہیں۔ لیکن زیادہ نقصان ڈھیر کے اوپر کے ۶ سے ۱۲ انچ تک کے جھٹے میں ہی ہوتا ہے۔ غلہ کے ڈھیر میں ان کیردوں کے چھلکے یعنی کینچل دیکھ کر بہت جلد معلوم ہوجاتا ہے کہ پتی گھن کے کیرے غلہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ سرسلی اور اڑنے والے گھن کے علاقے پتی گھن کے بچے دانہ کے جس قدر حصہ کو کھتے ہیں وہ سب کا سب کھا جاتے ہیں۔ دوسرے گھن کے کیرے جب گیسوں میں لگتے ہیں تو گیسوں کا ہوادہ دانوں کے ساتھ ملا ہوا پایا جاتا ہے لیکن جب پتی گھن لگتا ہے تو اس قسم کا برادہ نہیں پایا جاتا۔ ان کیردوں کے متعلق ایک دوسری اور عجیب بات یہ ہے کہ جب گیسوں میں یہ بہت لگا ہوا ہوتا ہے۔ وہ چھوٹے سے جھٹے گرم معلوم ہوتا ہے۔ اب میں کچھ ایسے طریقے بتاؤں گا کہ جن سے صحیح کیا ہوا

غلہ ان کیردوں کے نقصان سے بچ سکے  
بچ کے لئے غلے کو کامیابی کے ساتھ جمع کرنے میں آپ کو تین باتوں کا دھیان رکھنا چاہئے۔ اول یہ کہ بچ کیرے کے نقصان۔ بچا بہتے۔ دوم۔ بچ کی اصلیت میں خرابی نہ ہو۔ سوم یہ کہ بچ کی طاقت کم نہ ہونے پائے۔ آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ غلہ میں ہور پر اور زیادہ تر حالتوں میں اول اول مرتبہ اس وقت کا اثر ہوتا ہے۔ جبکہ غلہ فصل کٹ جانے کے بعد گودام میں کھلا پڑا رہتا ہے اس لئے آپ کو چاہئے کہ غلہ کو سیدھا کھلیان۔ ہی اٹھا کر جمع کریں۔ ایک دوسری بات جو آپ کو یاد رکھنے کے ہے وہ یہ ہے کہ سوکھا ہوا بچ سخت ہوتا ہے اس کو کیرا آسانی سے نہیں کاٹ سکتا۔ لیکن برغلاف اس کے غم بچ غلام ہونا اس میں کیرا آسانی سے سوراخ کر دیتا ہے زیادہ تر تو نقصان اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ یا تو بچ مٹی کی حالت میں رکھا جاتا ہے رکھنے کے بعد اس میں مٹی پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے آپ کو سر سے پہلی اور ضروری احتیاط یہ کرنی چاہئے کہ غلہ کو بھرتے سے خوب اچھی طرح سکھا لینا چاہئے اگر ممکن ہو تو دھوپ میں پتلا پھیلا کر سکھایا جائے تاکہ سب دانہ گرم ہو جائیں۔

دوسری احتیاط آپ کو یہ کرنی چاہئے کہ غلہ بھرتے کے بعد میں مٹی نہ پہنچنے پائے۔ برسات کے دنوں میں مکالوں کے اندھا باہر ہر طرف ہوا میں بہت زیادہ مٹی رہا کرتی ہے اور جو غلہ پھیل سکھا کر رکھا جاتا ہے وہ اس مٹی کو جذب کر کے کم ہو جاتا ہے یہی وقت وہ ہوتا ہے۔ جبکہ کیرا بہت تیزی سے لگتا ہے۔ اگر غلہ عرصہ تک محفوظ رکھنا ہے تو اسے اس قسم کے کوٹے یا گھونڈ رکھنا چاہئے جن میں نہ تو مٹی پہنچنے پائے اور نہ کیردوں کا گنا ہو سکے۔

تیسری احتیاط یہ کرنی چاہئے کہ غلہ جمع کرنے کے لئے کو یا بکھاری چاہے جس طرح کی بنائی جائے مگر اس کے چنڈے میں یا دیواروں میں کوئی شکات یا ایسے سوراخ نہ ہوں جن میں ہو کر کیرے اندر پہنچ سکیں۔

چوتھی احتیاط یہ ہے کہ جن برتنوں میں غلہ بھرا جائے۔ ان میں سوکھیں ہوئی مٹی کی پیتاں یا شینٹھلین کی گولیاں ڈال کر برتن منہ کو اس طرح سے بند کر دیا جائے کہ اس میں ہوا کا گزرنہ نہ ہو دوسرے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جن برتنوں میں غلہ بھرا جائے اس میں خالی جگہ نہ رہے۔ جبکہ غلہ بودوں میں بھر کر بکھاروں یا کھٹوں میں جمع کیا جاوے تو ان کے فرش اور درمیان قریب میننٹ کے تار کو لے لئے ہوئے ہوں ان کھٹوں کے درمیان پر غلہ کے پورے رکھنے سے پیشتر ایک فٹ جھوسہ کی تہ دینا چاہئے



اور پھر کھٹوں کو اس طرح بند کرنا چاہئے کہ اس میں نمی کا گزر نہ ہو یعنی ان کے روشندان اور دروازوں کے دروازوں کو مٹی اور گونہ سے لپیٹ دینا چاہئے۔ اس بات کا خاص دھیان رکھنے کہ برسات میں کھٹے نہ کھولے جائیں۔

لڑکھ کے پورے اس انداز سے رکھے جائیں کہ دیوار سے ایک فٹ دور ہی پر رہیں اور اس خالی جگہ میں بھی بھوسہ بھر دیا جائے۔ یہ ضرورت پورے رکھ دیئے کے بعد ان کے اوپر پورے سے ایک ٹیٹا لٹا دینی چاہئے۔ تاکہ موسم برسات میں فٹے پر نمی کا اثر نہ ہو۔

## پینسلین - ایک زندگی بخش دوا

### ایک حیرت انگیز ایجاد

زیادہ جانتے کی خواہش ضرور ہوگی اسی لئے حیرت انگیز انگریزی دوا کی بخش دوا کی کہانی ہم قارئین دنیا با تصویر کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

پینسلین ۱۹۴۳ء کی حیرت انگیز ایجاد ہے جس طرح سائنسدانوں نے چند سال ہوئے ایم۔ بی۔ ۶۹۳ دوا ایجاد کر کے تمام دنیا کو تحیر کر دیا تھا اور دنیا سے ہونے والی موتوں کی تعداد ۹۰ فیصدی سے گھٹا کر نہیں کے برابر کر دیا ہے اسی طرح پینسلین نے بھی مرنے والے انسان کو از سر نو زندگی بخشنے کا اثر پایا ہے۔

سائنسدانوں نے اپنی ایجادوں کے ذریعے نئے نئے اسلحات وغیرہ پیدا کر کے صرف دنیا کو تباہی و غارت گری کے سامان ہی نہیں دیئے۔ ان کی کچھ ایجادیں ایسی بھی ہیں جو بہت ہی مفید ہیں اور مرنے والے انسانوں میں از سر نو زندگی بھی پیدا کرتی ہیں۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۳ء

### پینسلین کیا ہے ؟

سب لوگ جانتے ہیں کہ اگر ساگ سبزی، مریہ، چینی وغیرہ کچھ دیر تک یوں ہی پڑے رہیں تو ان کے اوپر ایک طرح کی پھوہندی لگ جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں چیز سڑتی گئی ہے یہ پھوہندی کئی قسم کی تنگ کی ہوتی ہے اور اس کا تعلق دینے والے نباتات سے ہے یہ بات بعد حیرت انگیز ہے کہ پینسلین اسی ہرے رنگ والی پھوہندی سے بنائی جاتی ہے کیا کبھی کسی کو پھوہنے سے بھی یہ خیال ہو سکا تھا کہ اس بیکار چیز سے دنیا میں ایک حیرت انگیز دوا تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن جو نامعلوم ہونا تھا اسی کو سائنس نے آج سچ کر کے دکھا دیا۔ اس کا موجد ایک انگریز عالم ہے جس کا نام پروفیسر الیکسانڈر فلیمنگ ایف۔ آر۔ ایس ہے۔

اس دوا کی ایجاد کا بھی ایک دلچسپ قصہ ہے اس قصہ کا آغاز ۱۹۲۹ء سے ہوتا ہے۔ پروفیسر فلیمنگ سینٹ میری ہسپتال لندن میں پھوٹا، چھٹی، قایم وغیرہ کے پیدا کرنے والے ایک طرح کے فونک زمرے پر ایم کو جنکو (Staphylococci) سینٹوک کو کاٹی گئے ہیں، ایک خاص قسم کے نمیرے میں اٹھا رہے تھے۔ یہ نمیرے کاج کی ٹیبلوں میں رکھا ہوا تھا۔ ایک دن اظہار نے یہ دیکھا کہ انکے نمیرے کی ایک ٹی میں ایک جگہ کچھ ہری ہری پھوہندی



پروفیسر فلیمنگ

میں اخباروں میں سنا گیا شریعتی کستور باگاندھی کے مرض کے خوفناک شکل اختیار کرنے کی خبر چھپی تھی اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی چھپی تھی کہ حکومت بمبئی نے بذریعہ ہوائی جہاز پینسلین دوا کے کھٹے کا انتظام کیا ہے۔ اس ملک میں بیشتر لوگوں نے اس دوا کا نام شاید پہلی ہی بار سنا ہوگا اور لوگوں کو اس کے بارے میں



بہت غصہ دینے والوں میں (کم از کم پندرہ دن میں) بنائی جاتی ہے۔ اس کی مقدار ۳ ہفتے میں تیار ہوتی ہے یہ دوا سوتی۔  
 فدیے جسم میں داخل کیجاتی ہے سوتی کے ذریعے ہی یہ بیمار کو دیکھا جے کیونکہ اگر دوا گھلائی جائے تو پیٹ میں پہنچے پردہاں کی ترشی۔  
 مگر بالکل ضائع ہو جاتی ہے اس کی ایک بار کی خوراک کم از کم ۱۰۰ یونٹ ہے یہ جسم سے تین گھنٹے کے اندر ہی خارج ہو جاتی ہے اس۔  
 بیشتر مریضوں کو دن میں اس کے کئی کئی انجکشن لینے پڑتے ہیں۔



شیخ محمد ترمذی میں پیلیٹن نکالنے کے لئے پھیپھوندی پائی جا رہی ہے

کے جسم میں داخل ہوتے ہی دل کی حرکت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ زہریلے جراثیم جو جسم کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں مر جاتے ہیں ان کے مرنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے ابھی تک جتنی پیلیٹن تیار ہوتی ہے۔ اس کا ۹۰ فیصدی جنگ کے زخمیوں کے لئے رکھ لیا جاتا ہے عوام کے لئے صرف ۱۰ فیصدی مل سکتی ہے وہ بھی بڑی دشواریوں کے بعد۔

اخبارات سے معلوم ہوا کہ کلکے کے دو سائنسدانوں اس کے تیار کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ ہمارے ملک کی آب و اور حرارت کے باعث یہ امید کی جاتی ہے کہ اس ملک میں یہ بہت زیادہ مقدار میں تیار کی جاسکے گا۔

نگلی ہوئی ہے اور اس کے آس پاس کے یہ زہریلے جراثیم آہستہ آہستہ خارج ہوتے جاتے ہیں دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنی ہوئے کہ پھیپھوندی کوئی ایسا کیمیاوی مادہ پیدا کر رہی تھی جس میں ان زہریلے جراثیم کو مار ڈالنے کی زبردست طاقت پیدا ہو گئی تھی۔  
 اس منظر نے فلیننگ کو حیرت میں ڈال دیا۔ اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ممکن ہے اس پھیپھوندی میں کوئی ایسی زندگی بخش طاقت ہو جو بیماریوں کے زہریلے جراثیم کو برباد کر دیتی ہو۔ یہیں سے

اس دوا کی ایجاد کا کام شروع ہوتا ہے اس لئے اس ہری پھیپھوندی کو لے کر ایک ٹیوڈ بنائے گئے لی میں پیدا کیا ایسا کرتے کرتے وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ جس رقیق مادہ میں پھیپھوندی پھلتی بھرتی ہے اس میں جراثیم کو مارنے کی حیرت انگیز طاقت موجود ہوتی ہے جو مادہ اس رقیق مادہ میں مگر اس میں یہ وصف پیدا کرتا ہے اسی کا نام اس نے پنسلین رکھا چونکہ اس کے زیادہ مقدار میں جانے میں بڑی دشواریاں تھیں اس لئے تقریباً دس بارہ سال تک کسی نے اس طرح خاص توجہ نہ کی۔ رقیق مادہ میں پھیپھوندی کا بہت مقدار حصہ مکمل پاتا تھا۔ اس سے مریض کو آرام پہنچانے کے لئے اس رقیق محلول (جس میں پنسلین گھل رہی تھی) کو زیادہ مقدار میں دینا پڑتا تھا۔ اس بات کی کوشش کی جاتے گئے کہ ٹیوڈ سے رقیق مادہ میں زیادہ پھیپھوندی گھل جائے اور مگر

(Concentrated) محلول تیار ہو سکے تاکہ مریض کو چھوٹی خوراک دینی پڑے خوراک مریض کو سوتی سے دیکھائی جے اسلئے زیادہ مقدار کی خوراک دینے میں مشکل ہوتی ہے حال میں پروفیسر فلوپ اور ان کے رفقاء نے آکسفورڈ میں مرکز شکل میں تیار کیا اور آناٹشوں کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ اس میں حیرت انگیز زندگی بخش قوت ہے اس وقت سے برابر انگلینڈ امریکہ وغیرہ ممالک میں اس کو زیادہ سے زیادہ اور کافی مقدار میں نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس دوا کا صحیح صحیح کیمیاوی اصول (Chemical formula) اب تک نہیں معلوم ہوا۔ وہ وقت دور نہیں جب اس کا بھی ٹھیک ٹھیک پتہ سائنس دانوں کو لگ جائیگا اور کیمیاوی علویں کے ذریعے بغیر پھیپھوندی کی امداد کے اسکا کو اتنی مقدار میں بنایا جا سکے گا جس سے عوام فائدہ اٹھا سکیں۔ پھیپھوندی سے یہ بہت کم مقدار میں اور

# گہرے تالوں میں دھان کی کاشت

ادھر کی بہت سی زمینیں آبی۔ ایس۔ سی۔ جوئر دیر سب اسٹیشن گورکھ پور

یہ واپس ہونے لگتا ہے اور تال میں پانی کی سطح اترنے لگتی ہے۔ یہ اگر بار بار جاری رہتا ہے اور پھر تال کے صحت اس حصہ کو چھوڑ کر جسکو کالا تال کہتے ہیں تمام حصہ پانی سے خالی ہو جاتا ہے اور ان حصوں پر کاشت شروع ہو جاتی ہے خیریت میں تمام حصے پر دھان کی کاشت ہوتی ہے صرف کہیں کہیں ادب کے کناروں پر اس پر اور کئی جگہ بھی بولی جاتی ہے۔ رنج میں کساری اور چھوٹی مٹر کی کاشت ہوتی ہے۔ یہ کاشت یا تو پانی بٹنے پر کی جاتی ہے یا قحط سے پانی میں دھان کھنے کے چلے ہی پھر مٹر کی کاشت کی جاتی ہے ادب کے کناروں پر کبھی کبھی چنا اور مٹھی بونے ہیں۔

دھان ہی یہاں کی خاص کاشت ہے۔ ساری توہر اس کی کاشت میں کی جاتی ہے۔

تال کی زمین کی مختلف گہرائیوں پر دھان کی مختلف قسمیں کی جاتی ہیں۔ یعنی تال کے کنارے والے حصوں میں جہاں برسات میں ۳ فٹ سے زیادہ پانی نہیں بڑھتا۔ کھوچی۔ ٹونڈیا۔ کھوڑا۔ اور پور۔ بیہا وغیرہ قسمیں بولی جاتی ہیں۔

۲ سے ۵ فٹ تک پانی اکٹھا ہونے والی جگہوں میں سنگارا یا سنگر کی قسم بولی جاتی ہے اور ۵ فٹ سے زیادہ گہرے پانی میں جیسے سرگا کی کاشت ہوتی ہے اس کی کاشت تال کے ۲ تہائی حصے میں ہوتی ہے۔

تال میں دھان بونے کا طریقہ معمولی دھان کی کاشت سے بالکل مختلف ہے۔ عام طور سے دھان کی بوائی برسات شروع ہونے پر کی جاتی ہے مگر تال میں پانی برسات شروع ہونے ہی بڑھنے لگتا ہے اور زمین زیر آب ہونے لگتی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ تمام بوائی برسات شروع ہونے ہی ختم کر دی جائے دوسری ضروری بات یہ ہے کہ دھان کی بوائی بیجے والی زمینوں سے شروع کی جائے اور اوپر والی زمینوں پر ختم کی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تال میں پانی کا بڑھاؤ بیجے سے اوپر کر سوتا ہے یعنی بیجے کی زمین پہلے زیر آب ہوتی ہے اور اوپر کی زمین بعد کو۔

ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر یہاں کے کسان بھی پہلے حصوں سے بوائی شروع کرتے ہیں اور برابر اوپر کی طرف بڑھتے جاتے ہیں گہرے حصوں میں جہاں جیسے سیر یا قسم بولی جاتی ہے وہاں دھان کی بوائی زیادہ تر روپ کر کی جاتی ہے اور کم گہرے ادب کے حصوں میں جہاں کھوچی اور سنگارا وغیرہ بولی جاتی ہیں وہاں دھان کو پھینک کر بونے کا طریقہ ہے۔

موجودہ مالک متحدہ میں ایسے تالوں اور پوکوں کی کمی نہیں ہے مگر محض پانی ہونے کی وجہ سے زمین کاشتکاری کے لائق نہیں رہ جاتی ان تالوں اور پوکوں میں بھی دھان کی کاشت بخوبی کی جا سکتی ہے اور غلہ کی پیداوار بڑھ جائے گی ساتھ ساتھ اپنی آمدنی بھی ہو سکتی ہے مگر تالوں میں دھان کی کاشت معمولی دھان کی کاشت سے مختلف ہے مگر پھر بھی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

موجودہ آسام اور بنگال میں تالوں میں دھان کی کاشت کافی بڑھ چکی ہے۔ مالک متحدہ میں بھی کہیں کہیں اور خاص طور سے پانچ لیا کے سر تال میں دھان کی کاشت بخوبی کی جاتی ہے۔ جس کا مختصر خاکہ مضمون کے ساتھ ساتھ درج دیں کیا جاتا ہے۔

سر تال بلیا شہر سے ۱۵ میل شمال کی جانب واقع ہے اور بلیا لکھنؤ پور سڑک سے بھی ۲ میل شمال کی طرف ہے۔

یہ تال بہت وسیع ہے اور لوگوں کا کہنا ہے کہ بہت قدیم بھی ہے۔ اس تال کا پورا کنارہ ۱۶ اکڑیں یعنی ۳۲ میل لمبا ہے۔ تال کے کنارے بہت بڑے بڑے گھاؤں واقع ہیں جن میں چند گاؤں بہت پڑ بھولی۔ پھولوریا۔ ہنومان گنج اور میری تال وغیرہ ہیں اور انھیں وں کے کاشتکار اس تال میں کاشت کرتے ہیں۔

دو چار تالے کٹھن تالا اور بھاوا تالا اس تال میں پانی لائے ہوئے جاتے ہیں کٹھن تالا بہت بڑا تالا ہے یہ شہر کے قریب دریائے گنگا سے ملا ہے۔

برسات کے موسم میں دریائے گنگا ندی کے بانڈھ کا پانی اس کے ہوک سر تال میں آتا رہتا ہے اور برسات بعد تال کا پانی اس کے لے سے لوٹ کر پھر گنگا میں جاتا ہے۔

اس تال میں چند خاص خوبیاں ہیں اول یہ کہ تال بہت بڑا ہے دوسرے کہیں بھی تال میں ۴۴ گھنٹہ میں پانی ایک فٹ سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ تیسرے تال کا ڈھلان وسط کو بہت ہی ہلکا ہے تال کے وسط کے قحط سے حصہ کو چھوڑ کر باقی تمام حصے میں کاشت کی جاتی ہے وسط کے اس حصہ کو جو بہت زیادہ گہرا ہونے کی وجہ سے لائق نہیں رہ جاتا لوگ کالا تال کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ حصہ راجہ سورج کا ہون کنڈھا ہے۔

اس کے نام سے یہ تال اب تک مشہور ہے۔

برسات شروع ہونے ہی یعنی ماہ جون سے تال کا پانی بہت لمبے بڑھنے لگتا ہے اور شروع اکتوبر تک تال اپنی پوری لمبائی پر ہوتا ہے اکتوبر سے اس کا پانی کٹھن تالے کے ذریعہ دریائے گنگا

اگست ۱۹۴۴ء

پانی کے قدر و ہوتا لاحقہ مشرب کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ سرکہ کھا دی صورت پر استعمال ہو جاتا ہے۔

دھان کی پیداوار قریب ۳۰ سے ۳۰۰ سن فی ایکڑ ہوتی ہے چارل مرٹا ہو کر دوسرے کسانوں کے ذاتی خوراک میں استعمال ہو جاتا ہے اور بازاروں تک بہت کم پہنچتا ہے دھان بوسے جاتے بعد برسات شروع ہوتے ہی ملک کا پانی بڑھنے لگتا ہے اور کھانے کے ساتھ ساتھ تال کے پودے بھی بامعنی ہوتے جاتے ہیں تال میں پانی کا بڑھاؤ ۴۴۱ میٹر میں ایک فٹ سے زیادہ نہیں ہوتا اسی وجہ سے دھان کے پودے تال کے پانی کے بڑھاؤ کا برابر مقابلہ کر سکتے ہیں اور پودوں کی ادھری پنہاں دبا میں پانی کا پھر ہی کھل جتی ہیں بے سربا کے دھان کے پودے ۳۰ فٹ تک کی گہرائی میں قائم رہ جاتے ہیں اور کچھ لوگوں کا تو کہنا ہے کہ ۳۰ فٹ تک کی گہرائی میں بھی انکے پودے بخوبی زندہ رہتے ہیں۔

گہرے تالوں میں دھان کی کاشت کرنے کیلئے چند ضروری باتوں کا مد نظر رکھنا: (۱) مختلف گہرائیوں کیلئے مختلف قسم کے بیج کا چناؤ ہونا چاہئے دھان کی ایک خاص قسم تک پانی کی گہرائی کو برداشت کر سکتی ہیں۔ پانی کا انکی مدد فراہم کرنا ہونا انکے لئے بہت ہی ضروری ثابت ہوتا ہے۔

(۲) دھان کی قسم ایسی ہونی چاہئے کہ پانی کے بڑھاؤ کا برابر مقابلہ کر سکیں۔ (۳) دھان کی قسم ایسی ہونی چاہئے جو اگر کسی وجہ سے پانی میں غرق ہو جائے تو پودے کچھ وقت تک اندر رہ سکیں اور سڑیں نہیں۔ (۴) دھان کی قسم ایسی ہونی چاہئے جو تیز ہوا اور ہر دن کا برابر مقابلہ کرے اور ٹوٹیں نہیں اور ان کی جڑیں اپنی جگہ سے اکھڑ کر الگ نہ ہو جائیں۔ (۵) تال اس قسم کا ہونا چاہئے جس کا پانی فردی مارچ تک سوکھ جائے اور زمین کاشت کے لئے خالی ہو جائے۔

(۶) تال میں پانی برسات سے دوسرے برابر موجود رہنا چاہئے اور دوسرے کسی وقت ایسا نہ ہونا چاہئے کہ تال کا پانی بالکل سوکھ جائے اور پودے زمین پر لپٹ جائیں۔

(۷) تال میں پانی کا بڑھاؤ بہت ہی آہستہ آہستہ ہونا چاہئے ایسا نہ کہ ایک ہی بارش میں تال بھر جائے اور پودے غرق ہو جائیں۔ (۸) بل کیسی اور دیگر تال میں ہونیوالا کھاسو نگر تال سے علیحدہ کر دینا چاہئے کیونکہ انکی وجہ سے دھان کے پودے دب جاتے ہیں۔

(۹) دھان کی بوائی سب سے نیچے حصوں سے شروع کرنی چاہئے اور سب سے اوپر والے حصوں میں ختم کرنی چاہئے ایسا کرنے کی ضرورت اسلئے ہوتی ہے کہ جتنے پانی کا بڑھاؤ نیچے سے اوپر والے حصوں میں ہونے لگے اسوقت کوئی کھیت بغیر نہ رہ جائے اور دوسرے جب پانی بڑھے اسوقت تک پودے کافی اونچے ہو چکیں اور اچھی طرح جڑ پکڑ لیں۔

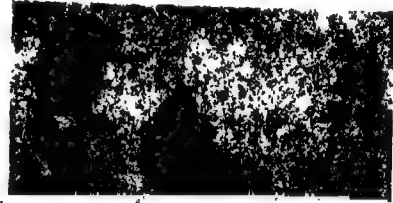
(۱۰) کھیتوں کی تمام بوائی اور خاص طور سے نیچے حصوں کی بوائی برسات شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کر دینی چاہئے۔ اس وجہ سے کہ برسات جلد شروع ہو جائے تو یہی کاشت کار زمین پر ہونے لگی ہو۔

دھان کی زمینی آخر فردی سے شروع مارچ میں خالی جاتی ہے اور فردی اپریل سے آخر اپریل تک روپائی کی جاتی ہے روپائی جانے والی قسموں میں صرف بے سربا ہی ہے کہیں کہیں سنگارا وغیرہ قسموں کی بھی روپائی کر دی جاتی ہے۔

روپائی پانی کے قریب تال کے سب سے نشیب حصے سے شروع کی جاتی ہے اور اوپر والی زمینوں کی طرف بڑھتی جاتی ہے اور تال کے ان تمام حصوں میں جہاں قلوڑی بھی بنی ہوئی ہے ان روپے ہوئے حصوں میں بیڑی سے ایک یا دو پانی دینے کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔

تال کے اوپری حصوں میں جہاں کی زمین خشک ہو جاتی ہے برسات شروع ہوتے ہی ایک دو جتنا کر کے دھان معمولی طریقہ سے بو دیا جاتا ہے۔

تال کی مٹی بہت ہی کالی اور پکنی ہے یہ دھان کی کاشت کے لئے بہت ہی عمدہ ہے۔ دھان کی کاشت میں کسی قسم کی کھاد دینے



تال پر چڑھ کر بے سربا دھان کی کٹائی

کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تال میں بوئی جانے والی تمام قسمیں سوئے اور گہنی دھان کی مٹی دھان کی کٹائی وسط نومبر سے شروع ہوتی ہے اور پہلے کنارے کی جھپٹ کو بوئی ہوئی قسمیں کائی جاتی ہیں بے سربا کی کٹائی آخر نومبر سے آخر دسمبر تک ہوتی ہے۔

دھان کی کٹائی کا طریقہ میں بالکل مختلف ہے صرف کناروں کے حصوں کو چھوڑ کر تمام کٹائی کشتیوں سے ہوتی ہے۔ کاشت کے وقت کسان کشتیوں پر چڑھ کر اپنے اپنے کھیتوں میں جاتے ہیں اور فصل کے اس حصے کو جو پانی کی سطح سے اوپر ہوتا ہے کانگر بنڈل بنا کر کشتیوں پر رکھ جاتے ہیں فصل کٹ جانے کے بعد کشتیوں کو کھٹے کر دھان کے بنڈلوں کو ٹکڑوں کے کھٹیان میں پہنچاتے ہیں۔

دھان کے پودوں کے اوپری حصوں کو کاٹ لینے کے بعد پودوں کا

# ہوبی میں سنٹی کی اہمیت

انٹرنیٹ، ٹیوی، موبائل، این۔سی۔ایک (ایریس)

کے مقابلے میں ان کی مقدار زیادہ ہونی چاہئے ہوبی کی زمینوں میں عام طور پر نانٹروجن کی کمی ہے انھیں مادوں کی کمی زیادتی سے زمین کی قوت پیداوار میں فرق آجاتا ہے۔

اگر انسان کو تمام اچھی اچھی اشیاء خوردنی دی جائیں اور نہ دیا جائے تو وہ تندرست نہیں رہے گا اور طرین طرین کی شکایتیں پیدا ہو جائیں گی اسی طرح ان حیوانی مادوں میں سے کسی ایک کی کمی سے پودے تندرست نہیں ہو سکتے اور بعض حالات میں قطعی وہ ہی نہیں سکتے اسلئے اس کمی کو پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ انسان کھانا کھا کر یہ کمی پوری کرتا ہے لیکن پودے کھاد کی شکل میں یہ کمی پوری کرتے ہیں۔

کھاد کئی قسم کی ہوتی ہے۔ یہ دو خاص درجوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔

(۱) معمولی کھاد اور (۲) خاص کھاد

معمولی کھاد میں ہری کھاد، گوبر وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں پودوں کے لئے مذکورہ بالا تینوں ضروری چیزیں موجود رہتی ہیں تاہم کھاد میں کمیادی اجزاء شامل ہیں۔ ہم جن مادوں کا ذکر کثرتوں وہ بالواسطہ پر پودوں کو دینے جاتے ہیں جو بہت گراں پڑتے ہیں اور ان کے استعمال میں لانے کے لئے خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

سنٹی کے ذریعے نانٹروجن کی کمی بڑی آسانی سے پوری کی جاتی ہے

سنٹی پھلی دار پودا ہے۔ اسکی جڑوں میں کچھ چھوٹی چھوٹی گانٹھیں ہوتی ہیں جنہیں انگریزی میں (Nodules) کہتے ہیں۔ ان گانٹھوں میں ایک قسم کے بیکٹریا بسوتے ہیں۔ ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ جو اسے نانٹروجن کھینچ کر گانٹھوں میں اکٹھا کیا کرتے ہیں اور جب پودے کھیت میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں تو فصل کے لئے کافی نانٹروجن کو دیتے ہیں۔

سنٹی اس کام کے لئے بہترین ثابت ہوئی ہے یہ ہوبی کی آب و ہوا میں بخوبی پیدا ہوتی ہے، جلد اگتی ہے کھیت میں چھوڑنے سے جلد ہی سڑ کر کھاد بن جاتی ہے اور سستی ہوتی ہے۔

اس سے تین فائدے ہوتے ہیں۔ (۱) ہری کھاد (۲) رشتی جانا اور (۳) بورا وغیرہ جیلا اسے ہری کھاد کے طور پر استعمال کرنے کے لئے جون کے آخر میں یا جیسے ہی ایک بارش ہو جائے جلد ہی بودینا چاہئے۔ ۴ سیرٹی

سائنسدانوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پودوں میں بھی زندگی ہے اور کوئی بھی زندہ چیز بغیر ضروری متعلقہ چیزوں کے زندہ نہیں ہو سکتی۔

میں طرح انسانی زندگی کے لئے پہنچے عناصر (زمین، پانی، آگ، ہوا اور آسمان) اسی طرح اشیاء خوردنی وغیرہ کی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ پودوں کے لئے بھی زمین، پانی، گرمی، ہوا اور کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ زمین اجزاء سے یہ بنے ہیں انھیں اجزاء کی ضرورت ان کی زندگی کے لئے بھی ہوتی ہے۔ اب ایک خاص جگہ کے لئے ایک خاص مادہ کی ضرورت پر غور کیجئے۔ صوبہ متحدہ کی زمین دیہات اور شہریت کے مطابق چار حصوں میں تقسیم کی جاسکتی تھی۔

(۱) گنگا اور اس کی معاون ندیوں کی لائی ہوئی مٹی (۲) کالی چٹانی مٹی (۳) ترائی کی زمین اور (۴) کنکریلی زمین۔ ان چار حصوں کی قوت پیداوار بھی مختلف ہے۔ یہ اختلاف کیوں ہے؟

زمین میں کچھ کمیادی مادے موجود ہیں جنہیں پودے کھاد کے طور پر استعمال میں لاتے ہیں۔ یہی چیزیں انسانی زندگی کے لئے بھی مفید ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ پودے ان چیزوں کو بالواسطہ (Direct) طور پر قبول کرتے ہیں اور انسان بلا واسطہ (Indirect) طور پر قبول کرتا ہے۔

اگر ہم بیٹن جو ایک ترکاری ہے کھا کر لوہے کا حصہ اپنے جسم کی پرورش کے لئے دیتے ہیں کیونکہ بیٹن میں لوہے کا جزو زیادہ ہوتا ہے تو پودے براہ راست زمین اپنی جڑوں کے ذریعے کھینچ لیتے ہیں اب تک سائنسدانوں نے ۹۲ مادوں کا پتہ لگایا ہے جن میں بیشتر مادے زمین میں موجود ہیں۔

ان مادوں میں ساچو پودوں کی زندگی کے لئے مفید ہیں وہ سب ذیل مقدار میں زمین میں پائے جاتے ہیں۔

- (۱) آکسیجن ۳۳ و ۴۰ فیصدی (۲) سیلیکن ۲.۵ و ۴ فیصدی (۳) ایومونیم ۸.۵ و ۱۰ فیصدی (۴) لوہا ۴.۵ و ۵ فیصدی (۵) پٹیم ۳.۵ و ۴ فیصدی (۶) سوڈیم ۲.۴ و ۳ فیصدی (۷) پٹیم ۲.۴ و ۳ فیصدی (۸) میگنیشیم ۲.۴ و ۳ فیصدی (۹) ٹینیم ۰.۴ و ۱ فیصدی (۱۰) ہائیڈروجن ۲ و ۳ فیصدی (۱۱) کاربن ۱ و ۲ فیصدی (۱۲) فاسفورس ۱۲ و ۱۳ فیصدی (۱۳) سلفر ۱۲ و ۱۳ فیصدی (۱۴) میگنیشیم ۸ و ۱۰ فیصدی (۱۵) پیریم ۰.۸ و ۱ فیصدی (۱۶) فلورین ۰.۶ و ۱ فیصدی

ان مادوں میں نانٹروجن، پٹاش اور فاسفورس سب ضروری ہیں جن کے بغیر پودوں کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ دیگر مادوں

سے کئی طرح کے کپڑے اور پورے وغیرہ بنائے جاتے ہیں وہاں ہزاروں  
میں میں اس میں ایک خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ لگا تار کو  
سال تک ایک ہی زمین میں ہوتی ہے اور پیداوار میں کوئی فرق نہیں  
آتا۔

تقریباً ۱۵۰۰ پونڈ فی ایکڑ ریشہ نکلتا ہے۔  
سیرک خیال میں اگر سنٹی کی تجارت ہندوستان میں بھی کی جائے  
تو بہت نفع بخش ثابت ہوگی۔ یوپی میں مندرجہ بالا سبھی حال  
پائے جاتے ہیں اس لئے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں یہاں  
یہ زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

سنٹی سے بہت زیادہ نفع ملتا ہے بلکہ زمین کو ایک ماہ  
اور لمبا ہے جسے (Humus) ہوس کہتے ہیں۔ اس سے قوم  
پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ زمین کی جذب کرنے کی طاقت بڑھ جاتی  
ہے اور وہ نرم ہو جاتی ہے جس سے پودوں کی جڑوں کے پیچھے  
کو کافی جگہ مل جاتی ہے۔ درخت میں کافی شاخیں نکلتی ہیں اور  
اس طرح پیداوار بڑھ جاتی ہے سنٹی سبھی فصلوں کے لئے کھ  
کام دے گی۔ لیکن ان فصلوں کے لئے زیادہ مفید ہے جنہیں  
ناشرہ جن کی زیادہ ضرورت ہے۔

یوپی کے بندھنہ میں جہاں دھان کی پیداوار زیادہ  
ہے سنٹی کی بھری کھاد بہت زیادہ مفید ہوگی۔

اس سے زیادہ سنٹی اور کم وقت میں تیار ہونے والی  
کھاد نہیں مل سکتی۔

امریکہ وغیرہ مالک میں جو سمول مالک ہیں اور جہاں نرم  
کے سبھی غذائے موجود ہیں وہاں پر جدید کیمیاوی کھادوں  
پر ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن ہندوستان میں  
غریب ملک کے لئے جہاں زراعت ہی خاص پیشہ ہے اور  
ذرائع کی خاص کمی ہے، ان کھادوں کا استعمال ناممکن۔  
ایسے حالات میں ہندوستان میں اور خصوصاً یوپی میں سنٹی کھاد  
کی شکل میں استعمال کرنا بوجہ مفید ہوگا۔

ایکڑہ کھاد کے لئے اور ۲۰ سے ۳۵ سیر فی ایکڑ بیج لینے کے لئے بیج ڈالنا  
چاہئے۔ اگر بیج کے لئے ہوتا ہے تو دور دور پودے ہوتا چاہئیں اور  
اگر کھاد کے لئے ہوتا ہے تو پاس پاس پودے ہونا چاہئیں۔  
جب درخت صدمہ ہو جاتے ہیں تو پھانسی چلا کر پودوں کو  
کھیت میں گرا دینا چاہئے اور پھنسی پٹنے والے پلوں (دستن وغیرہ) سے  
جوتا لکڑی کرنی چاہئے۔ تقریباً ۲۰-۲۵ دن میں پودے سڑ کر کھاد بن جائیں گے  
اور اگلی فصل کو فائدہ پہنچائیں گے۔ بیکٹریا کے ذریعے صحیح شدہ  
ناشرہ جن اگلی فصل کو مل جائیگا۔  
بعض لوگوں کی رائے ہے کہ سنٹی کے بیج اور دھان کے بیج  
ساتھ ساتھ ملا کر پودنا چاہئے۔ سنٹی دھان کے مقابلے میں جلد پڑھ  
جائے گی قرب پندرہ بیس دن کے بعد کھیت میں پانی بھر کر ڈالنا  
کر دینا چاہئے جس سے سنٹی کے پودے دب کر سڑ جائیں گے اور دھان  
کے پودے اٹھ جائیں گے۔ اس طرح وقت بچتا اور خرچ بچا کر کافی  
فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

سنٹی (Sun hemp) کو لاطینی زبان میں کنیاوس  
سینوا (Cannabis Sativa) کہتے ہیں۔  
یہ خط سرطان سے ۹۰° کے فاصلے تک اچھی طرح پیدا ہوتی  
ہے۔ یوں تو یہ ہر قسم کی آب و ہوا میں ہو سکتی ہے لیکن گرم و  
تر آب و ہوا زیادہ مفید ہوتی ہے۔ ۶۰۰۰ سال قبل یہ کوہ ہمالیہ  
کی گھاٹیوں میں اور وسط ایشیا کے دیگر حصوں اور یورپ کے مرکزی حصوں میں پائی  
گئی تھی۔ یورپ کے قدیم باشندے اور غار کے رہنے والے (Cave  
dwellers) سنٹی کے کپڑے بن کر استعمال کرتے ہوئے پائے  
گئے ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں۔ آب و ہوا اور مٹی کے اختلافات  
کے باعث اس کی پیداوار میں فرق آ جاتا ہے۔ یورپ میں اس کے  
پودوں کی اوسط بلندی ۵ سے ۷ فٹ ہے اندوچین قسم کی بلندی  
۱۵ سے ۲۰ فٹ ہے امریکہ میں ۲۰ سے ۲۵ فٹ کی بلندی تک  
کی قسم پائی جاتی ہے۔ بلندی کا خیال ریشہ لینے کے لئے کمیا  
جاتا ہے فرانس میں سن کی بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔ اس



## آنجہانی چودھری گنگارام

چودھری گنگارام تحصیل فیروز آباد ضلع آگرہ کے جردلی کلاں نامی ایک  
جسٹس کے موضع میں پیدا ہوئے تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال  
تھی۔ ۵۰ سال کی عمر تک انھوں نے اپنی محنت سے کافی جائیداد پیدا  
کی اور ضلع کے اچھے رئیسوں و زمینداروں میں انکاشما ہوئے تھے۔

۱۹۰۳ء میں کلکتہ ضلع کے حکم کے مطابق انھوں نے گردنول  
کے رئیسوں سے ملکر جردلی میں، جردلی کو آپرینوسو سائیتی قائم کی۔  
اس سو سائیتی کا کاروبار امانتوں سے کیا جاتا تھا۔ اسی سلسلے میں  
گورنر یوپی کے اراکین عام میں ۵ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آپ کو  
ایک سند عطا کی گئی۔

۱۹۱۲ء کو آپریٹو ایکٹ بن جانے کے بعد ۱۹۱۹ء تک  
جردلی کے ارد گرد تقریباً ۲۰ سو سائیتیوں کے افسران  
کی رائے سے قائم کی گئیں۔ ان سب کے خرچ کے لئے روپے  
تعمیر کا انتظام امانتوں کے چمکے اور زمین پوری بینک سے کیا گیا۔  
آنجہانی چودھری صاحب کی کوششوں سے آگرہ ڈسٹرکٹ  
کو آپریٹو بینک قائم ہوا اور جردلی، کوٹہ، ٹیکری اور دھیر پورہ سرکل  
۲۰ سو سائیتیوں کو آگرہ ڈسٹرکٹ بینک میں حصہ دار بنوائے کا کام بھی  
انھوں نے ہی کیا۔ خود آگرہ ڈسٹرکٹ بینک کے ڈائریکٹر اور  
رنگنگ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے اور اپنے بڑے بڑے چودھری  
کو کئی سنگم کو نگران مقرر کیا۔

۱۹۱۹ء میں انھوں نے جردلی گارنٹنگ یونین قائم کرائی اور  
توسائیتیوں کی نگرانی علحدہ کرالی۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کو الیکشن  
بایانڈنگ افسر مقرر کیا گیا۔ اس وقت کے کلکٹر نے مورخہ ۱۲  
۱۹۲۱ء کو انھیں شکریہ کا خط لکھا تھا۔

۱۹۲۵ء میں اس سب کا کام کرنے میں آپ نے جو کوشش  
کی، اس کے صلے میں آگرہ کے کمشنر نے جولائی ۱۹۲۱ء میں آپ کو ایک  
ٹکٹ لکھا جس میں آپ کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے آپ کا  
رکھ دیا گیا تھا۔ اسی سال مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۱ء کو آگرہ کے  
کمشنر نے ڈسٹرکٹ کو آپریٹو بینک آگرہ کے سلسلے میں کچانے والی محنت  
کے صلے میں آپ کی امداد باہمی کے سلسلے کی خدمات کا احراز کرتے ہوئے آپ کا شکریہ  
ادا کیا تھا۔ چندی ۱۹۲۱ء کو لکھنؤ میں جو ربار ہوا تھا اس میں  
آگرہ کے گورنر بھی امداد باہمی کے سلسلے میں آپ کی خدمات کے صلے  
میں آپ کو سند عطا فرمائی تھی۔

۱۹۲۱ء میں گارنٹنگ یونین کو ۲۲ سو سائیتیوں کے ساتھ آپ  
نے سنٹرل کو آپریٹو بینک یونین لیڈنگ جردلی کے نام سے تبدیل کر دیا  
اور اس وقت سے اب تک بینک کا کام آپ کی دیر نگرانی ہو رہا  
تھا۔ ۱۹۲۲ء میں بینک کا مورخہ بہت زیادہ دیکھی لینے کے صلے میں  
۱۹۲۲ء کو آگرہ کے کمشنر نے آپ کو ایک سند عطا کی تھی۔  
آپ نے ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء کے درمیان دو کو آپریٹو  
دربار کلکٹر ضلع کی صدارت میں کئے جس میں سندیں، بند و قیاس  
اور ذراعت کے لئے ہل بینک کے سرخیوں، اہل کاروں کو ان کے  
کام کے عوض میں دوائے جن کی وجہ سے بینک دوسو سائیتیوں کے  
کام میں کارکنان نے فاسد دیکھی لی اور حکام ضلع کی قیادت میں  
طرف مہذول ہوئی۔ کو آپریٹو دو بار میں کلکٹر ضلع نے آپ کو ایک  
سند مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کو دی۔ ۱۹۲۴ء میں جناب ضلع کی  
کے پرجہ ضلع کے اور حکمران کے افسران سے ملکر آپ نے تحصیل فیروز آباد  
اور اعتماد پور میں چندہ جمع کرایا اور چندہ کا جو وہ جمع ہوا اس  
میں سے افسران ضلع کے تعاون سے ۲۱ کو آپریٹو سو سائیتیوں قائم  
کرائیں اور چالیس ہزار روپہ مصیبت زدگانیں تقسیم کرایا۔ ۱۹۲۵ء میں  
سو سائیتیوں کے نمبر کو ضلع کے افسران سے ملکر فکر ذراعت و فکر مال سے آگے  
گھاس بیج اور تعاون کا انتظام کرایا اور بینک سے بھی تنخواہ ۳ ہزار روپے  
نیشنل فنڈ میں رقم سود ہوا جس سے لکھاؤنگے دلوں کو تسلی ہوئی وہی۔

چودھری صاحب نے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۳ء تک من سہاوی  
میں جو بہت دیکھی کے ساتھ کام کیا اس کے صلے میں مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء  
کے من سہاوی میں اعتماد پور و فیروز آباد کے صدر سے ادہ ۲۸ روپے  
۱۹۳۳ء کو کمشنر صاحب آگرہ سے سندیں اور ایک سنہری گھڑی آپ کو  
بطور انعام ملی۔ ۱۹۳۳ء کی جنگ میں بھی آپ نے چندہ اور رنکروٹوں سے  
حکومت کی پوری پوری مدد کی اور اس جنگ میں بھی حکومت کو چندہ وغیرہ  
میں کافی مدد دی۔ کلکٹر صاحب اور ان کے ماتحتوں کی صدارت میں جنگ  
کے سلسلے میں بھرتی، قومی جنگی محاذ رید کر اس کے سلسلے کے صلے کئے اور آپ کو  
ان خدمات کے صلے میں گورنر صاحب یو۔ پی نے مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۳۴ء  
کو ایک سند عطا کی اور آپ کی قیمتی امداد کا اعتراف کیا۔

چودھری صاحب نے بینک کیلئے بڑی استعداد سے کام کیا اور بینک  
کو ترقی دینے کے لئے بینک کا کاروبار ۱۰۹ سو سائیتیوں سے شروع کیا۔ مورخہ  
۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء کو دن کے دو بجے وہ اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے  
رخصت ہو گئے۔ بینک ان کی خدمات کے لئے ان کا مومن ہے  
خدا ان کی آتما کو شافی دے۔

# دق کی بیماری اور شہروں میں دودھ کا ہم پونچا نا

(ارپی۔ آر کرشنا ابراہیمزیل ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ عزت نگر)

انسانوں اور جانوروں میں پھیل جاتی ہے۔ یہ کیڑے دق کے کیڑے کہلاتے ہیں جن کو انگریزی زبان میں ماسکوبیکٹرم ٹیوبریکولوسس کہتے ہیں۔ یہ بیماری ہندوستان میں سب مقامات پر یکساں ہے اور دیگر بیماریوں کے مقابلہ میں اس مرض کے باعث ہر سال بہت زیادہ تعداد میں آدمی مرتے ہیں۔ دق کے کیڑے کی تین خاص قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن سے مویشی میں بیماری پھیلتی ہے دوسرے وہ جس سے انسانوں میں بیماری پھیلتی ہے اور تیسری قسم کے کیڑے پرندوں میں بیماری پھیلاتے ہیں۔

صحت عامہ کا لحاظ رکھتے ہوئے انسانوں میں دق کی بیماری بھیا والے کیڑوں کے مختلف پہلوؤں پر موشیوں میں بیماری پھیلاتے والے کیڑوں کے مقابلہ میں جس قدر بھی زور دیا جائے کم ہے۔ واپر کا شکر ہے جس نے سب سے پہلے ان کیڑوں کو دریافت کیا تھا۔ اس نے ۱۹۱۷ء میں ایک کما تھا کہ موشیوں میں دق پھیلاتے والے کیڑے انسانوں میں دق پھیلاتے والے کیڑوں سے اس قدر زیادہ مختلف ہوتے ہیں کہ گاڑا کے دودھ میں اگر یہ کیڑے موجود بھی ہوں تب بھی ان سے انسانوں میں اس بیماری کے پھیلنے کا کٹھن احتمال نہیں اس لئے کسی احتیاط کی مشق نہیں ہے۔

## موشیوں کو گنجان جگہوں پر رکھنا

موشیوں میں دق کی بیماری پھیلنے کی زیادہ تر وجہ موشیوں سے زیادہ سے زیادہ دودھ حاصل کرنے کے طریقوں کو کام میں لانا ہے۔ مثلاً جگہوں پر بہت سے موشیوں کو رکھنا۔ موشیوں کو آزادی کے ساتھ چرا کے بجائے باڑے میں باندھ کر کھلانا اور ان سے زیادہ بچے لینا۔ چھو۔ کاشتکاروں کے جانور جو چراگا ہوں میں جرتے رہتے ہیں اس مرض سے بہت کم شکار ہوتے ہیں۔ گنجان آبادی والے شہروں میں دق کا مرض بہت شدت کے ساتھ پھیلتا ہے۔ تمام ان شہروں میں جہاں اس بیماری کی روک تھام کا انتظام باقاعدہ نہیں کیا جاتا وہاں پر یہ مرض خوب پھیلتا ہے۔

موشیوں کے گلے میں اس بیماری کی موجودگی کا پتہ لگانے کا ایک ہے جس کو "ٹیوبریکولوسس ٹیسٹ" کہتے ہیں اس طریقہ کو مفصل بیان کر مضمون کو باطن کے لئے گراں خاطر نہیں بنانا چاہتا۔

موشیوں کے گھسی گلے میں دق کے کیڑے کی فیصدی تعداد بہت ہونے کے معنی یہ ہونگے کہ بہت زیادہ موشی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ ان جانوروں کے دودھ میں کیڑے موجود ہیں بہر صورت دیہاتوں کے

یورپ کے ملکوں کے مقابلہ میں ہندوستان کی پہلائی کا مسئلہ بہت کافی پیچیدہ ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے ایگریکلچرل مارکیٹنگ ایجنسز رورڈ می پیداوار کی بکری پر مشورہ دینے والے افسر نے ہندوستان اور برما میں دودھ کی بکری کے متعلق اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں تقریباً ہر سال ۲۳۹۰۰۰۰۰ سے دودھ ہوتا ہے ۱۹۳۳ء میں موشیوں کی جو کتنی کی گئی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں ۲۳ کروڑ موشی اور بھینس ہیں ان میں سے ساڑھے چار کروڑ گاؤں اور دو کروڑ تین لاکھ بھینسیں دودھ دیتی ہیں۔ ان میں سے ساڑھے تین فیصدی گاؤں اور نصفی بھینسیں شہروں میں دودھ حاصل کرنے کے لیے لڑکھی جاتی ہیں۔

## شہروں میں دودھ کی پہلائی

ہندوستان کے شہروں میں جو دودھ عام طور سے فروخت ہوتا ہے وہ غذائیت کے اعتبار سے بہت برما ہے کیونکہ اول تو نہایت گندی جگہوں میں موشی دہے جاتے ہیں دوسرے یہ کہ عام طور پر دودھ ملاوٹ کر کے بیچا جاتا ہے اور تیسرے یہ کہ دودھ تقسیم کرنے کا طریقہ بھی ڈھیک نہیں ہے۔

ہندوستان کے شہروں میں سرکاری یا نجی بڑے بڑے ڈیری فام بہت ہی کم ہیں۔ عام طور پر مقامی گواے جن کے پاس چند گاؤں اور بھینس ہوتی ہیں دودھ فروخت کرتے ہیں۔ یہ لوگ حفظان صحت اور صفائی کے اصولوں سے واقف نہیں ہوتے ان کے موشی چراگا ہوں میں جرتے کے لئے نہیں جاتے یا بہت کم جاتے ہیں۔ ان کو باڑے میں رکھ کر کھلایا جاتا ہے۔ چند بڑے شہروں میں دودھ کے بڑے بڑے کارباروں کے پاس موشیوں کے کافی بڑے گائے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ گائے اور بھینسیں خریدتے ہیں اور جب ان جانوروں کا دودھ کم ہو جاتا ہے تو ان کو فروخت کر دیتے ہیں لیکن شہروں میں کچھ دودھ قریب دیہاتوں سے بھی آتا ہے جہاں پر کاشتکار اپنے پاس چند گاؤں اور بھینسیں رکھتا ہے مگر ان کا دودھ بھی نہایت گندی جگہوں میں دوبا جاتا ہے۔ بڑے شہروں میں دودھ کی پہلائی کا ایک اور بھی طریقہ رائج ہے وہ یہ کہ گواے اپنی گائیں کو گھروں پر لیکر جاتے ہیں اور ان کے صاف دودھ دودھ دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے فائدہ یہ ہے کہ تازہ دودھ مل جاتا ہے جس میں ملاوٹ کئے جانے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔

## انسانوں اور موشیوں میں دق کی بیماری

دق ایک پرانی موذی اور چھوٹ کی بیماری ہے جو کیڑوں کے ذریعہ



نہ شہروں میں۔ مرض بہت جلد پھیلتا ہے۔

جہاں ہوں میں اس بیماری کے پھیلنے کا اندیشہ بہت کم ہوتا ہے۔

## دق کا مرض اور دودھ

یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ دوسرے کو کن ٹیسٹ کے بعد جو گائیں دق کا مرض میں مبتلا معلوم ہوں ان کے دودھ میں کیرے پائے جائیں جب دق کے مضمون پر جوتا ہے یعنی دق پستان ہو جاتا ہے تب یقیناً دودھ میں دق کے کیرے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان گائیوں کے دودھ میں جس میں دق کے بیماری کے کچھ آثار پائے جاتے ہوں دق کے کیرے ہو سکتے ہیں۔ یہ ظاہر طور پر ان کے گلیٹیاں موجود نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شہرستان گائیوں کے دودھ میں اس بیماری کے کیرے پائے جاتے ہیں حالانکہ دوسرے کو کن ٹیسٹ سے محض ان کے آئندہ موجود ہونے کا آثار کا ہی پتہ چلتا ہے۔

جب کسی گائے کے تھن میں گلیٹیاں پڑ جاتی ہیں یعنی دق پستان جاتا ہے تو اس کے دودھ میں دق کے کیروں کا ہونا لازمی ہے لیکن کیروں تعداد بیماری کی کمی یا زیادتی پر منحصر ہوتی ہے۔ ظاہر دیکھنے میں جب دھ کا رنگ معمولی سفید ہوتا ہے تو اس میں کیروں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے لیکن جب دودھ چٹلا ہو یعنی پانی کی تلح ہو تو اس میں کیرے بڑے ہوتے ہیں۔ جب دودھ ٹھہرا ہوا ہوتا ہے تو کیرے ملائی میں گھٹا جاتے ہیں جب دودھ کو مٹھا جاتا ہے تو کیروں کی کافی تعداد میں ہو جاتی ہے لیکن کچھ کیرے مسکے تھے دودھ میں بھی باقی رہ جاتے۔

صرف ایک ہی گائے کے دودھ سے جو دق کی وجہ سے دق پستان مرض میں مبتلا ہو بہت بڑی مقدار میں دودھ خراب ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ معمولی گائیوں کے دودھ کے مقابلہ میں بڑے پیمانہ کے دق فارم میں یا بڑے گودام یا ڈپو کے ذریعہ تقسیم ہونے والے دودھ میں کیرے ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ گندی جگہوں پر مویشیوں کو دق کے وجہ سے بھی دق کے کیرے صاف دودھ میں داخل ہو جاتے ہیں گندے فارموں کے فرش پر پیشاب اور پاخانے کے پڑے ہونے سے تندرست گائے کے تھن اور پستانوں میں کیرے لگ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر تھن کو پچھلے اچھی طرح صاف نہ کر لیا جائے اور پچھلے قبل دودھ کی پہلی دھار پھینک نہ دی جائے تو ممکن ہے کہ دودھ پینے کے دوران میں کیرے دودھ میں پہنچ جائیں۔ برتن کے گندے ہونے کے وجہ سے یا دودھ دوسرے دانے کے باقیوں کے ذریعہ بھی کیرے دودھ میں پہنچ سکتے ہیں۔ شہروں میں جہاں زیادہ تر جانوروں میں رکھے جاتے ہیں یہ بیماری ایک جانور سے دوسرے جانور کو لگ جاتی ہے جس قدر جانور جانور ایک دوسرے کے قریب رکھے جاتے ہیں اتنا ہی ایک جانور دوسرے جانور کو بیماری لگنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ملاحظات اس کے

## موجودہ حالت

اس مختصر مضمون کا مقصد عام دق یا دق پستان کے مرض کے ڈاکٹری پہلو یا اسکے متعلق دوسری باتوں کا بیان کرنا نہیں ہے۔ یہ افہام کی بات ہے کہ کس قانون کی رو سے مویشیوں کے ڈاکٹر کو اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ وہ ان گائیوں کو جو دق میں مبتلا ہوں یا جن کے تھن میں گلیٹیاں پڑ گئی ہوں مار ڈالیں۔ اگر کسی گائے کے متعلق ڈاکٹری معائنہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ دق کی مریض ہے۔ تو اس کا مالک اپنے اور اپنے مال بچوں کو مرض سے محفوظ رکھنے کے خیال سے اسکو فروخت کر دیتا ہے اور اگر اس گائے کو کوئی گوالہ خریدتا ہے تو وہ ضرور اس کے خراب دودھ کو دوسری گائیوں کے اچھے دودھ میں ملا کر عام لوگوں کے ہاتھ فروخت کر لگا بھجوا دیتا ہے۔ چونکہ اس ملک میں گائے کی پوجا کی جاتی ہے اسلئے لوگ دودھ کا گائے کے مار ڈالنے پر مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے اعتراض کرتے ہیں اور اسلئے لوگوں کے اعتقاد وغیرہ کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

”گولانڈرس اینڈ فاروس ایکٹ“ (Glanders and faros Act)

کی رو سے ایسے گھوڑوں کو جن میں تھن کے مطابق جس کو مسبل ٹیسٹ (Mullein Test) کہتے ہیں۔

یا غدد کی متعدی بیماری کے کیرے پائے جاتے ہوں مار دیا جاتا ہے۔ اس سخت قانون کی بدولت ہی انسانوں میں آج گلیٹیاں (Glanders) کا مرض یا غدد کی بیماری بالکل ناپید ہو گئی ہے لیکن دق کی مریض گائے ہلاکس روک ٹوک کے ذریعہ دیتی ہے اور اس کا دودھ گھر گھر تقسیم ہوتا ہے۔ اسکے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔

حل۔ عام لوگوں کی جہالت۔ انکی لاپرواہی اور مذہبی اور جذباتی اعتقاد کو دور کرنے کے لئے پرجار اور تعلیم کی ضرورت ہے۔ اس خوفناک مرض کا مقابلہ کرنے اور اسکے متعلق مسائل کو حل کرنے میں لارڈ اور پلیدی انتھو کوکی انتھک کوشش گہری دیکھی اور انکا امداد کا یہ نتیجہ ہوا کہ ملک کے باشندوں نے بھی اس میں دیکھی لینا شروع کر دیا ہے جس سے اس محکمہ کے کام کرنا آسان ہوئی ہے۔ رفتہ رفتہ اب لوگ عام طور پر یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ مندوستان میں دودھ دینے والے مویشیوں کی نگہداشت کرنے اور دودھ کی تجارت کو خطرات صحت کے اصولوں کے مطابق ترقی دینے کی بہت اشد ضرورت ہے۔

”فیوہر کوکن ٹیسٹ“ ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعہ ایسے مویشیوں کی جانچ کیجا سکتی ہے جن میں دق کے کیرے کو ظاہر موجود نہ ہوں لیکن آئندہ ہونے کے امکانات پائے جاتے ہوں اس ٹیسٹ کے ذریعہ اس متعدی بیماری

مرضِ دق پر قابو پانے کی عرض سے یوہر کوئٹہ ٹیسٹ کے ذریعہ موشیوں کی جانچ کرنے کے لئے اور قانون کی رو سے دق سے مریض موشیوں کو جان سے اڑانے یا ان کو دوسروں سے کاٹنے کے علاوہ یہ مناسب ہے کہ شہر میں چھوٹے چھوٹے مریض گاہکوں کے باغیچوں میں دودھ کی سپلائی کا انتظام چھوڑا جائے۔ بلکہ یہ کام ان کو اپریٹو ڈیری سوسائٹیوں یا ان بڑے بڑے ڈیری فائبروں کے سپرد ہونا چاہئے جن کے پاس کام چلانے کے لئے کافی بڑے پیمانہ پر دھار رکھنے والے محفوظ صحت کے اصولوں کی جامعہ ترین آئے اور جدید طریقے استعمال کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر یوہر کوئٹہ میں۔ جراثیم ہلاک کرنے کی مشینیں اور ڈیزل کی مشینیں وغیرہ خرید سکتے ہیں اور موشیوں کی نگہداشت کرنے کے۔ دیگر غریب ڈاکٹروں کو ملازم رکھ سکتے ہیں جو شہروں میں دودھ دینے والے موشیوں کی دیکھ بھال اور ان کو دق کے مرض محفوظ رکھنے کا انتظام کریں گے۔

گودھا نہیں جاسکتا لیکن یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بیماری کب پیدا ہوئی ہے اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کون کا دور یا رہے اس طرح دوسرے تندرست جانوروں اور انسانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے تدابیر کی ضرورت کی جاسکتی ہے۔ اس ٹیسٹ کے ذریعہ بیماری کے موجود ہونے کا پتہ چل سکتا ہے لیکن یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ مرض کا اثر کس حد تک ہے ایک مقررہ وقفہ کے بعد ہر گائے کا یوہر کوئٹہ ٹیسٹ کر لینا چاہئے اور جو گائے بیمار معلوم ہو اس کو دوسرے جانوروں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ گودھ میں کوئی نئی گائے اس وقت ہرگز شامل نہ کرنا چاہئے جب تک اس کا یوہر کوئٹہ ٹیسٹ نہ کر لیا گیا ہو اگرچہ بعد کے لئے یہ تھامس کارروائی کی جائے تو مرضِ دق کو جڑ سے فنا کیا جاسکتا ہے اور انسانوں میں دق پھیلنے کی کم سے کم ایک وجہ کو منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

خوش قسمتی سے دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ہندوستان میں دودھ کے ذریعہ پھیلنے والی بیماریوں کا مسئلہ کم ہے کیونکہ یہاں عام طور پر استعمال کرنے سے قبل دودھ کو ابال لیا جاتا ہے۔

## تخریک امداد باہمی

انجمن ہندوستان، نانک سہرا، رگنڈیٹ، اور آباد

مطلب یہ ہے کہ سبھی چیزیں جن کا ہم استعمال کرتے آئے ہیں، امداد باہمی سے

ہمارے جسم کے ہر ایک عضو امداد باہمی کا سبق دیتے ہیں جو ہر دل میں پیدا ہوا ہے اسی کے مطابق ہر ایک عضو اپنے اپنے کام میں تیار ہو جائیگا اگر جسم میں کسی ایک عضو کا کام ٹھیک نہ ہوا تو اس کا تمام جسم پر پڑے گا۔

حالانکہ اس بھی امداد باہمی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ جنگلوں، ہرن اور گھوڑے وغیرہ امداد باہمی کے ذریعے ہی اپنی جان بچاتے ہیں امداد باہمی سے ہی نفعی کھیتی جوڑیاں بڑے بڑے کھیتوں کو اٹھاتی ہیں۔ امداد باہمی سے ہی شہر کی مکھیاں کیسا خوبصورت چھتیاں بناتی ہیں اس طرح معلوم ہوا کہ تمام دنیا میں کوئی بھی کام بغیر امداد باہمی کے آسان سے نہیں ہو سکتا۔ آج ہم لوگوں کی زندگی ایک دوسرے کی امداد پر انہی زیادہ منحصر ہے کہ اگر امداد باہمی کے اصول کو ترک کر دیا جائے تو یہ کمان میں نہیں ہو سکتا کہ دنیا کا کام کیوں کر اصل انسان کی طاقت امداد باہمی میں چھپی ہوئی ہے اور اسی کے ذریعے اس کی قوت ہو سکتی ہے۔

امداد باہمی سے کمزور کو طاقت حاصل ہوتی ہے، غریبوں کو حاصل ہوتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے۔ ان کے لئے

دنیا میں رہ کر بغیر ایک دوسرے کی مدد کے ایک دن بھی کوئی کام نہیں چلا سکتا۔ تہذیب کے ابتدائی دور میں بھی امداد باہمی سے لوگ اپنے کام چلائے رہے ہیں۔ ہندوستان کے لئے اصول امداد باہمی یا نہیں ہے۔ ہندوستانی سماج میں امداد باہمی کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے اگرچہ موجودہ طرز کی گواہیوں سے سائنس دان اس ملک کے لئے نئی چیزیں لیکن اصولی طور پر تو امداد باہمی ہندوستانی سماج کی ایک خاص چیز ہے۔ مشر کہ گنبد جو ایک قدیم سماجی جماعت ہے، پنچایت جو دیہات کی عدالت ہے، امداد باہمی کے اصولوں پر ہی نہیں تو پھر کیا ہے مگر اب اسے تخریک کے ذریعے باقاعدہ بنادینا ہے آج کل بھی پھر اٹھانے کے لئے گاڑی نکالنے کیلئے پتھانوں کے لئے ایکھ پیرے وغیرہ کاموں کے لئے اہل دیہات بکھا ہوتے ہیں۔ شادی غمی شہر اور وغیرہ بڑے پر برادری والے صحیح ہوتے ہیں، وہ یہ دیکھنا دیکھنا اور خود تخریک ہو کر ایک دوسرے کو مدد دیتے ہیں لیکن بڑھتی، دھوبی، ناٹی، اکھا۔ وغیرہ جو ملک ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں یہ بھی امداد باہمی کی ایک شکل ہے۔

امداد باہمی کے ذریعے ہی آج کپاس کو ہم اسی چلی ہوئی شکل میں دیکھتے ہیں کہ اسی سے ہمارے جسم کی حفاظت ہو رہی ہے لکڑی کو وہ چھتیاں دیکھتی ہے جس پر ہم رونانا آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں

میں کہیں نہ کہیں کوئی قاضی ضرور ہے۔

ہمارے ملک کے باشندوں، خصوصاً غریب باشندوں میں مہانت کی خوفناک تاریکی چھائی ہے اور ہر ایک تحریک کے پھیلنے اور ترقی کو کھیلنے، تعلیم نہایت ضروری ہے تحریک امداد باہمی کے لئے تو اور بھی ضروری ہے کیونکہ محروم کو خود اپنی سوسائٹی میں ملانی پڑتی ہے مگر صرف تعلیم ہی تحریک کی کامیابی کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ کیر، بکر، گائے، بیل، جانور، ہوتے ہوئے بھی نقل کے تیز ہوتے ہیں۔ اگر انھیں امداد باہمی کی مناسب تعلیم دیکھائے تو وہ اپنی سوسائٹی کو کامیابی سے چلا سکتے ہیں۔

دیہاتی باشندے اپنی قدیم روایات کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ وہ طرز حکومت اور جدید ایجادات سے ایسے گھبرائے ہیں کہ انکے دل میں ہر وقت خوف موجود رہتا ہے وہ اپنی رسموں کے مطابق ہی چلنا پسند کرتے ہیں وہ اپنے کو نہیں بدل پاتے اسلئے ان پر ان باتوں کا ذرا بھی اثر نہیں پڑتا عوام سمجھتے ہیں کہ یہ امداد باہمی تقاضی تعلیم ہوتی وہ سمجھتے ہیں کہ یہ امداد باہمی تحریک نہیں ہے۔ اسی سے بہت سے لوگوں کی رائے ہے کہ تحریک عام ہے بجائے ایک کو آپریشن بالیسی کی شکل میں ملانی چاہی ہے۔ یہ تحریک کی ضروری ہے تحریک خود اعتمادی اور خود کفالتی کے اصول پر کھڑی ہو سکتی ہے تحریک امداد باہمی میں سرکاری امداد لینے سے کمزوری آجائیک اسلئے اب یہ خیال منظم ہوتا ہمارا ہے کہ تحریک کو عوام کے ساتھ میں سو فہم دینا چاہئے۔

تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے اس کے منتظمین کو جو صلہ اور استعدادی کے ساتھ شامل ہونا پڑتا ہے مگر یہاں کارکن بدلے رہتے ہیں اس سے انھیں تحریک سے خاص دلچسپی نہیں ہوتی مستقل پالیسی کام میں نہیں لانی جاتی اعزازی کارکن بھی زیادہ جذبہ خدمت سے کام کرتے کے بجائے حکومت کو خوش کرنے اور عہدہ و عطا کے لالچ سے کہتے ہیں مگر بہت سے ایسے کارکن بھی ہیں جو تحریک کی توجہ میں ہی اپنی تمام زندگی لگا دیتے ہیں۔

کامیابان محروم کو یہ نہیں جانتے کہ یہ تمھاری ہی سوسائٹی ہے کیونکہ کیا کہتے پر انکار عہدہ قائم ہوگا۔ اسی لئے انھیں خود اعتمادی کے جذبات نہیں پیدا ہوتے۔ کامیابان خود سوسائٹی کے مالک بن جیتے ہیں لیکن دین خودی کہتے ہیں اس سے عوام ملازموں کو اپنا مہاجن سمجھتے ہیں۔ ایک اور غریبی کہ تحریک میں آگئی ہے وہ ہے کاغذی لین دین مگر اب خوش قسمتی سے یہ چرکم ہوئی جا رہا ہے مندرجہ بالا خیالات سے یہ نہ بھٹکا جائے کہ تحریک سے ملک کو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اگرچہ ناقص تعلیم اور کارکنان کی بے عملی سے زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔

مگر کسانوں کی ذہنیت بدل رہی ہے تعلیم یافتہ ہندوستانوں کی تو وہ بھی اس طرح منہول ہوئی ہے۔ مسائل آج ہندوستان میں برہمنی کے رہنماؤں کی ضرورت ہے جس تحریک میں اتنی قوت ہے اسکی طرف سے کوئی بھی محبت وطن و خواہی کیونکہ فاضل رہ سکتا ہے جس دن اہل ہند تحریک امداد باہمی کے اصولوں کو سمجھ میں آئے اسی دن دیہاتی زندگی پر مسرت ہو جائیگی۔ دیہات کی نجات ہو جائیگی۔ دنیا کی نجات ہو جائے گی۔

امداد باہمی ہی زندگی کی دولت ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے وہ ترقی کھینچتے ہیں۔ ابھی محبت، امداد اور ہمدردی اسکا خاص اصول ہے اور محبت ہی اسکا مقصد عظیم ہے۔

ہندوستان میں یہ طاقت پیشہ ملک میں جہاں زراعت ہی لوگوں کا ذریعہ معاش ہے اور کسانوں کی حالت اس قدر قابل رحم ہے اور پیداوار باہمی ہی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ غریب کسان محنت کرتا ہے سوچ میں جلتا ہے چوٹی سے ایڑی تک مہینہ بہا تاہے بھوکوں لپٹا ہے اور یہ سب ان زمینداروں کے لئے ان مہاجروں اور برہمنوں کے لئے جنھیں ان تکلیفوں کا مطلق احساس نہیں ہوتا فصل تیار ہوتے ہوئے اس پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے ہندو دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے امداد کا بنیا امداد دے والی مثل ساق آتی ہے مجبور ہو کر اسے غلہ سستے داموں فروخت کرنا پڑتا ہے۔ مال لال گٹوا کے درود بھیج کر مانگنے کی نوبت آجاتی ہے بعد میں اسے غلے داموں غلہ خریدنا پڑتا ہے اور وہ مقروض ہوتا ہے۔

فرض نینا برا نہیں مگر مناسب کام کے لئے اور مناسب شرح واد پر اسے غلہ ملتا نہیں وہ جاں ہے اور باہمی امداد سے ترقی کرتے ہیں مجبور ترقی دادہ بیج، مویشی آلات زراعت اور جدید ایجادات کے لئے مطلق علم نہیں ہے کہ وہ اپنی حالت کی اصلاح کر سکے، فصل بچنے کا انتظام کر سکے، نہ صرف کاشتکار بلکہ کاریگر بھی سرمایہ دار تاجروں کا ذریعہ بن گئے کھسوتے جاتے پر اس حالت پر پہنچتا ہے اس سے نا غریبوں اور کمزوروں کی زندگی میں بچہ باپوسی آگئی ہے۔

اس ملک میں غریبوں کو مہاجروں کے بچے سے آغا ذکر کرنے، غرض سے نجات دلانے کے غریبی کا فائدہ کرنے کے لئے ان کی فحش کے لئے ان میں مٹی زندگی، نیا جو ش، نیا دلہ پیداکرنے اور ان کے ذریعے ملک کو نجات دلانے کے لئے امداد باہمی کے اصول پر اشاعت ہر محبت وطن خصوصاً فوجاءوں کا فرض ہے۔ امداد باہمی سرمایہ میں زمیندار اور کسان دونوں کو پناہ ملے گی۔ دونوں ملکر زمین سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی تدبیریں سوچیں گے مہاجروں کی اصلاح وغیرہ کے کام جنگلی آفات سے کسانوں کو بھروسہ دے دیں امداد باہمی کے اقتباب کے سامنے ختم کے قطروں کی طرح ختم جائیں گے۔

ہندوستان میں تحریک امداد باہمی کے پھیلے ہوئے آج تقریباً سال جو رہے ہیں مگر تحریک نے اس ملک کی اقتصادی زندگی کو کوئی خاص تبدیلی کر دی ہو، اس کی مثال نہیں ملتی۔ تحریک اب تک خود بخود نہیں پھیل رہی ہے اگر تحریک کو دیہاتی باشندے نہ منہ سمجھتے تو تحریک بہت تیزی سے ترقی کرتی مگر ایسا نہیں ہو سکتا اس سے یہ اندازہ آسانی سے ہو سکتا ہے کہ تحریک کے پھیلنے

# منڈیا کپاس کی کاشت نہ بڑھائیے

(از جناب آر۔ ایل، سیٹی)

[یہ وہ تقریر ہے جو ڈاکٹر حکمران نے دی گئی تھی کہ منڈی کے آل انڈیا پارٹی وائٹیشن کھنڈے سے نشر کی ہے۔]

کی کھیتی میں بھی آپ کو یہ فکر کرنا پڑیگی کہ ایک ایکڑ سے پوری پوری مقدار میں جنس میسر آئے۔ اس سے کیا فائدہ کہ محنت، بیج، سارہ، مہیاشی، نکالی، گورانی، صفائی کا خرچہ تو ایک ایکڑ کا ہو اور پیداوار چوتھائی یا ایک کی۔ آپ کو نفع اس میں ہوگا کہ بجائے ۴ ایکڑ کے ایک ایکڑ بویے اور ۴ محنت اور توجہ سے فصل کی میھا کیجیے کہ آپ کو موجودہ پیداوار کے متع میں چوگنی نہیں تو دوگنی ضرور ملے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جوس میں بھگی میں آپ کھاتے پینے کی چیزیں پیدا کر کے دلش کو فائدہ پہنچائیں گے۔ یہ آپ دیکھا گیا ہے کہ جب کسان تھوڑے رقبہ پر کوئی جنس پوتا ہے تو اس زیادہ محنت کر کے اس کا من ہی نہیں چاہتا بلکہ اس کو وقت بھی مل جاتا ہے یا یوں سمجھو کہ چار میگہ زمین پر اگر آپ کپاس بونیکا اسارہ کر رہے ہیں تو ایک جھپک کے کچا پٹکا کھیت طیار ہوتا ہے۔ ایسے کھیت میں کپاس کا جادو بھی خراب ہوتا ہے اور آخر دم تک فصل خراب رہتی ہے اور پیدا نہایت کم ہوتی ہے لیکن اگر آپ ایک میگہ میں یہ جنس بونا چاہتے ہیں آپ کا جی بے انتہا محنت کرنے کو چاہتا ہے۔ کھاد بھی آپ فی میگہ خود دیتے ہیں۔ اور جو تائی و طیار بھی نہایت دھچکی سے کرتے ہیں۔ کھیت کی تاک بھی اچھی ہوتی ہے اور ٹھیکہ اوٹ پر کھیت میں بیج پڑ کر جاتا ہے اور اچھی پیداوار ہوتی ہے۔

سرکار کو اس بات کی فکر ہے کہ دیش میں کھیتی باری کی ریتیں ایسے سدر جائیں کہ تمام کھاتے پینے اور ضروریات کی چیزیں دیش کے داخلی دالوں کو آسانی سے مل سکیں۔ جس قسم کے کپاس کی ضرورت ملک کے لیے وہ منڈیا کپاس پورا نہیں کر سکتی۔ لہذا اس پر رقیص کا ضلع کر صوف بیکار ہی نہیں بلکہ اور جنسوں کے پیدا ہونے میں حاصل ہوتا ہے منڈیا کپاس کی قیمت کے بلکہ گر رہی ہے۔ اور اسکی گنجائش نہیں اس قیمت کے قیام کے لیے سرکار کسی قسم کی مدد سے سکے۔ اور جو کھاتے پینے کی چیزوں کا ان مقامات پر پہنچنا کہ جہاں ان کی ضرورت ہے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ لہذا یہ بھی ممکن نہیں کہ کپاس کی مار بڑا میں کسی قسم کی آسانیاں دیجا سکیں۔

ملک کی بھلائی کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ بھی ضروری نہیں سمجھا ہے کہ سرکار کپاس کو خریدے۔ برخلاف اس کے غریب رعایا کی تنگم پر کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ جوار، باجرا اور خربزہ کی جنسیں خرید جائیں تاکہ ان کا بازار بھی پختہ رہے اور یہ جنسیں ان لوگوں کے منہ پہنچائیں جائیں کہ جہاں غیر معمولی ضرورت ہے۔

کسان بھائیو! کپاس بونے کا وقت ہے اور آپ کو آگاہ کیا جاتا

۱۹۳۵ء تک پچھلے پچھوالہ اوسط پیداوار کے اعداد شمار سے چن چلتا ہے کہ امریکہ، ہندوستان اور مصر میں کپاس کی کاشت کس حالت میں ہے۔ مصری لوگ اپنے ایک ایکڑ سے ۴۸۴ پونڈ چوسن کے قریب کپاس پیدا کرتے ہیں۔ امریکن ۲۰۰ پونڈ یا ڈھائی من کے لگ بھگ فی ایکڑ کپاس حاصل کرتے ہیں۔ برخلاف ان اعداد کے ہندوستان ۸۹ پونڈ یا ایک من کے قریب کپاس فی ایکڑ پیدا کرتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ خرچہ تو ایک ایکڑ کا کرنا ہے اور امریکہ کے مقابلے میں پیداوار آدھے رقبہ سے کمین کم کی پاتا ہے۔ مصر کے مقابلے میں تو ہندوستان کی کپاس کی پیداوار اوارکیں، بہتر ہے یہ اعداد و شمار تو صرف مقدار کے ہیں۔ قسم اور جنس کے لحاظ سے کپاس کا مقابلہ کیا جائے تو ہندوستان کی منڈیا کپاس، امریکہ اور مصر کی ملائم اور ریشہ دار کپاس کا خواب و خیال میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔

خدا کے فضل سے ہندوستان میں بھی امریکہ اور مصر کی کپاسیں پیدا کیا سکتی ہیں۔ اور ماہروں کی رائے یہ ہے کہ تھوڑے رقبہ پر زیادہ محنت کر کے بڑے ریشہ کی کپاس پیدا کرنا ہندوستان کے لیے نہایت مفید ہوگا۔ اس سفارش کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ملک کی کھانے پینے والی چیزوں کی پیداوار کا خیال کرتے ہوئے یہ نہایت ضروری ہے کہ کپاس جیسی جنس کم سے کم رقبہ پر بڑ کر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کر کے میں ہندوستانی کسان کی پہلچتا ہے۔ ہم لوگ صوبہ آگرہ میں کپاس کو نہ کتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ کسان منڈیا کپاس کے ساتھ بن کا ایسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ کپاس کے ایک منے کے مرگٹے پڑ بغیر کھاد، بغیر پانی، بغیر گورانی بیگیوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور دو دو چار چار جھنڈی سے کپاس دیکر ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ کپاس کی کھیتی نہیں بلکہ کسان کا تکیا کا ملانا ہے کاش۔ اس زمین پر کھاتے پینے کی فصلیں ہوتیں تو منوں میں پیلاہ ہوتی اور سیکڑوں غریبوں کا پیٹ پلتا۔

دنیا کے سمجھدار کسان بازاروں کا لحاظ رکھتے ہوئے زمین سے وہ جنسیں پیدا کرتے ہیں کہ جنگی زیادہ سے زیادہ مانگ ہو اور ان کی زمینوں سے بھی زیادہ سے زیادہ پیدا ہو سکے۔ دوسرے جنس کی قسم ایسی ہو کہ جنس بازار میں شہرت پائے اور مقبول عام ہو جائے مثلاً کپاس ان باتوں سے کوسوں دور ہے ہاں یہ کہا جاسکتا ہے اور کسان سمجھتا ہے کہ جنس کی بڑی بھلی پیداوار سے کسان کو میل مل ہی جاتا ہے لیکن کسان بھائیو یہ زمانہ آنکھ بند کر کے کام کوئے کا نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو کسی رفتار سے چلنا ہے جیسی کہ گنا چل رہی ہے۔ آپ لوگوں کو دین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار لینے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ کپاس

کس وقت سے میسر آ رہا ہے۔ کسان بھائیو! جوار، باجرے، جو، چنے سے ہم اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتے ہیں۔ لیکن کپاس ہزار کھانے کی چیز نہیں ہے بغیر کپاس کے ہم زندہ و تندرست رہ سکتے ہیں لیکن بغیر کھانے کے ہم جی نہیں سکتے۔ اپنے ننھے ننھے بچوں کے منہ دیکھو اور زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرو۔

برہانے جب برہانڈر چانوڈیو تاؤں کو پھیل پھلا مار کھائے گا مشورہ دیا۔ تاکا اور تار بہت پیچھے کی باتیں ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ برہانڈر کے استغفر رکھنے کے لئے کھانے کی چیزیں پیدا کرنا ہمارا پہلا مرحلہ ہے۔

پ بجائے منڈا یا کپاس بوسنے کے جوار، باجرا یا خربخت اور بیج کی لیں بوئیں گے تو منڈا یا کپاس کی کاشت کے مقابلے میں آپ کو بہت وہ مالی فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ ابھی آپ سے عرض کر چکے ہیں۔ سرکارِ دولت اگر غلہ کی قیمت گرتے ہوئے دیکھے گی تو دوران جنگ میں اور ایک سال کے بعد بھی کھانے پینے کی اجناس کی قیمت کو ایسی حد سے نہ گرنے دیگی جس سے کسان کے مفاد کو نقصان پہنچے گا اندیشہ جو۔ سرکار کھانے کی اجناس کی افراط اسطے ضروری سمجھتی ہے کہ آجکل کی بڑھی ہوئی دی کو کھانا پینا میسر آئے۔ آپ کو تو خود معلوم ہے کہ آپ کے گاؤں میں جس کے قبضے میں روزمرہ کتنا غلہ دال، چاول وغیرہ دیگر درکار ہے اور

## دیہات کی موجودہ حالت اور اسکی اصلاح

(از جناب سید اقبال حسین رضوی سپر وائزر امید دار لکھنؤ)

ہوتی، قرض کا بوجھ سر پر لگ ہے، لگان ادا نہیں ہوتا پھر ہم کیونکر اچھی حالت میں رہ سکتے ہیں۔ انکی آمدنی کا خاص ذریعہ انکی کھیتی ہے لیکن اسکی بھی وہ حالت ہے کہ ادھر فصل تیار ہوئی اُدھر مہاجن کے آدمیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ جس نے اپنا خون پسینہ ایک کر کے فصل تیار کی، نہ جاؤں نہ کی سردی کی پرداہ کی اور نہ دماغ کو کچھلا دیئے والی گرمی میں لوکی ایک پل میں اُسی کی بولی ہوئی فصل پر اُسی کا قبضہ نہ رہ گیا کس قدر بے انصافی ہے۔ پچھلے جس ملک کے کسان تمام دنیا میں خوشحال مشہور تھے آج وہی اتنے غمزدہ اور مفلس ہیں کہ انکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ انکی ایسی حالت کیوں ہے اور کس طرح اصلاح کی جا سکتی ہے۔ آئیے اب اس پر غور کریں۔

سب سے پہلی چیز جس سے انھیں اس حالت تک پہنچا یا ہے وہ حکومت کے قاعدے قانون ہیں۔ نئی نئی ایجادوں نے نئے نئے محکموں اور آئے دن کے نئے قانون نے انھیں حیران و پریشان بنا رکھا ہے۔ قریب اور دغا انھیں آتی نہیں، پھر کچھروں کے کھل جانے سے گاؤں کی پچاس تین باکل ٹوٹ گئیں جن سے بہت فائدہ ہوتے تھے گاؤں کے ہر قسم کے معاملات انھیں پچاس توں میں طے ہو جایا کرتے تھے۔ اب ذرا اسی بات پر عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے انکے علاوہ پہلے غلہ دیکر کسانوں کے سب کام کا ج پورے ہو جاتے تھے۔ اب ہر جگہ روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے کبھی کبھی سختے داموں اناج بیکرا انھیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ انکے علاوہ انکی حالت، بُرے رسم و رواج اور بہت سی مفید چیزوں کا استعمال نہ کرنا ہے۔ اب انکی اصلاح کا سوال آتا ہے۔

اصلاح کے لئے سب سے زیادہ ضروری انکی تعلیم کا انتظام ہے۔

ہندوستان کے ۹۰ فیصدی یا تیندہ دیہات میں اور ۱۰ فیصدی شہر آباد ہیں۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان شہروں میں نہیں دیہات میں آباد ہے۔ شہروں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان سیریلی ملک کے ساتھ ساتھ شاہراہ ترقی پر محکام زن لیکن دیہات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان ابھی سولہویں ی میں ہے حساب لگانے سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت کو جتنی آمدنی ہے اُس کا زیادہ حصہ کسانوں ہی سے وصول ہوتا ہے جس ملک جس طبقہ کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اسی کی ترقی و ترقی پر ملک کی ترقی و ترقی منحصر ہوتی ہے۔ ہندوستان میں کسانوں کی تعداد زیادہ اسطے انھیں کی ترقی پر ملک کی ترقی کا انحصار ہے۔ اب یہ دیکھنا کہ ہمارے کسانوں کی حالت کیا ہے۔

یہ تو دیہات میں جا کر معلوم ہوتا ہے کہ انکی حالت کتنی خراب ہے ان گندے اور پھلے ہیں جا بجا کھور ہیں۔ موریان اور نا جان بیٹے ہیں۔ راستے بھی اچھے نہیں ہیں۔ ہاں ان کے گھر ضرور کچھ صاف لیکن وہ اتنے چھوٹے ہیں کہ سانس لینا بھی دھبہ ہے۔ خود کسانوں کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ ایک میلی بھٹی سی دھوئی اور تیل کے ناکی طرح انکی چھٹک مرزئی ہے۔ یہ بھی بہت خراب اور گندی حالت میں ہوتے ہیں۔ یہ قانون کی ظاہری حالت ہے۔ باطنی حالت اس سے بھی خراب ہے۔ گھر کے بچوں سے لیکر جوان اور بوڑھے تک سبھی دن رات سر سے لٹکا کا پسینہ ایک کر کے ہوئے محنت کرتے ہیں مگر دونوں وقتوں میں نہ وقت بھی پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں ملتا۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ اُمی حالت اتنی خراب کیوں ہے تو وہ کہیں گے کہ جیتا نفس اچھی نہیں

اگست ۱۹۷۲

کا حادی بنانا اپنی اور دوسروں کی مدد کرنا، بڑے رواج مٹانا،  
گلاؤں کی صفائی وغیرہ۔

لیکن یہ ٹھکے زیادہ تر قرض کی لین دین کا کام کرتے ہوئے ہیں۔ گناہ ہے۔ اسلئے باپ میں ہیں اپنے بھائیوں سے کہنا ہے کہ اگر ہم ہیں کہ ہمارے کسان بھی آگے بڑھیں اور انھیں کے ساتھ ہمارا بھی ترقی کی منزل لیں طے کرتا جائے تو ہمیں تن من سے اس بات کو شش کرنی چاہئے کہ کو آپریٹو سوسائٹیوں کے تمام مقاصد پورہ ہوں۔ قرض کے ساتھ ساتھ جب انکی دوسری برائیاں بھی دودھ جی انکی زندگی میں خوش حالی آ سکتی ہے۔

اگر ہم لوگوں نے اپنی زندگی میں ایک ایک گاڑی بھی شدہ لئے تو ہم بھینس کے کہ ہماری زندگی کامیاب ہو گئی میں خدا سے کرتا ہوں کہ وہ ہم میں اسی طرح کے جذبات پیدا کر دے۔

جب تک تعلیم نہ ہوگی اُس وقت تک کوئی بات اُنکی سمجھ میں نہ آئیگی  
خواہ وہ کتنی ہی فائدہ مند ہو پھر اُن کا کہنی کرنے کا وہی قدم طریقہ ہے  
اس سلسلہ میں انھیں یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ حکومت نے کہیتی کی  
ترقی کے لئے جو محکمہ کھولا ہے اُس سے وہ ترقی دادہ بیج، کھادیں، کہیتی  
کے نئے نئے آلات لے جائیں اور نئے طریقہ سے کہیتی کرنا سیکھیں۔  
اس طرح انکی محنت اور مزدوری دونوں کی بچت ہوگی اور زیادہ سے  
زیادہ غلہ پیدا ہوگا۔ اس طرح جب پیداوار ہونے لگے گی تو ان کی ساری  
دشواریاں دور ہو جائیں گی۔

قرض کے لئے اور اُنکے بڑے راجوں کو دھوکہ دے دینے کے لئے  
 ہمارا حکم صادر ہوا ہے قائم کیا گیا ہے جو گاؤں گاؤں میں سوسائٹیاں  
 قائم کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسی سوسائٹیاں جن کے مختلف  
 مقاصد ہیں مثلاً ممبروں کو قرض دینا، آپس میں بھائی چارہ قائم کرنا  
 گاؤں کے جھگڑے گاؤں میں ہی طے کر دینا، کسانوں کو کفایت شعاری

غزل

(حضرت نیتاں اکبر آبادی)

یا میرے دل میں خیر سے کچھ تازگی نہیں  
بیکار ہے چراغ اگر روشنی نہیں  
جینا برائے نام ہے یہ زندگی نہیں  
لیکن ہمارے دل کی کلی تو کھلی نہیں  
اک آگ سی لگی ہے مگر آگ بھی نہیں  
برباد جائے جو وہ مری بندگی نہیں

دُنیا کے گُلستاں میں کوئی دُلکشی نہیں  
جس دل میں تیری یاد نہیں اس کو کیا کہوں  
خوگر نہ رنج کا ہوں نہ راحت پسند ہوں  
کہتے ہیں لوگ آگیا موسم بہار کا  
کیا چیز پھونکے دیتی ہے قلب و جگر کو آج  
ہر سجدہ لے کے اُٹھتا ہے مہر قبول کو

محسوس کر رہا ہے یہ نیساں ترے بغیر  
جیسے کہ زندگی میں کوئی لطف ہی نہیں

## ویران جزیرے میں

کے بات سن کر اس نے اپنی نظر سمندر پر سے ہٹائی۔ اس نے اپنے  
معاون سے کہا: "ابن میں قیل پہنچانے والی ملی بیکار ہو گئی اور  
ابن جل رہا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ آگ آگے نہ بڑھے گی۔ چوہر  
کو کٹر دل کرنے والا آدھی بیکار ہو گیا ہے تم لوگ آگے آ جاؤ کہیں  
اسے ٹھیک کرنا ہو گا۔"

معاون ہوا باز کے پاس آیا۔ تو بچی اپنے اپنے ہاؤ کو خیر  
سے دے دے ہوئے ان کے پاس آ گیا ہوا باز نے اپنے دونوں ساتھیوں  
کو غور سے دیکھ کر کہا: "اب اس کی مرست تو ہم کر نہیں سکتے ساحل  
سے بھی ہم بہت دور ہیں۔ اب صرف یہی ممکن ہے کہ کسی جزیرہ کا پتہ  
لگا کر جہاں کہ اتر سکیں۔ تم لوگوں کو بھی مجھ سے اتفاق ہے۔"

نابال رہا: "دونوں معاہدوں نے جواب دیا۔"

ہم لوگ بحر الکاہل میں خشکی سے کتنی ہزار میل دور ہیں لیکن  
یہاں آس پاس سو سے چھوٹے جزیرے ہیں۔ جلد یا بدیر کوئی نہ  
کوئی جزیرہ ملی ہی جائے گا۔" معاون نے کہا۔

"ہم لوگ اس کی تمہارا کیا حال ہے؟ ہوا باز نے تو بچی سے پوچھا۔  
"کچھ خون بہہ گیا ہے لیکن ابھی سب ٹھیک ہو جائیگا۔ آپ  
فکر نہ کریں۔ تو بچی نے جواب دیا۔

آدھ گھنٹے تک وہ آسمان میں جکر لگاتے رہے یکایک ہوا باز  
کو ایک چھوٹے سے جزیرے کا سایہ دکھائی دیا۔ پہلی بھر میں وہ جزیرہ  
کے قریب پہنچ گئے۔ ہوا باز نے کہا: "تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ  
جاؤ میں جاں تک ممکن ہو گا ہوائی جہاز کو پانی کی سطح کے قریب  
لے جانے کی کوشش کروں گا۔"

آخری لمحہ میں انھوں نے ربر کی کشتی نیچے گرادی۔ ہوائی جہاز  
چرخ کی طرح جکر کھاتا ہوا سمندر میں گر پڑا۔ اور تین شخص ایک  
فلج کے پانی میں گر پڑے۔ پانی میں تیر کر انھوں نے ربر کی کشتی پر پہنچ  
اور اس پر سوار ہو کر جزیرے کی طرف چلے۔ جس وقت ان کی کشتی  
جزیرے کے کنارے سے آ کر ٹکی اس وقت سورج غروب ہو  
رہا تھا۔ جزیرے کے چاروں طرف مونٹے کے کپڑوں کے چھوٹے  
چھوٹے جزیرے تھے اور جزیرے میں ہری ہری جھاڑیاں اگی  
ہوئی تھیں۔ تو بچی کے ہاتھ کی چوٹ پانی میں غوطہ کھانے کے باعث  
اور بھی تکلیف دہ رہی تھی۔

انھوں نے اپنے کپڑوں کا پانی ٹھنڈا والا اور کشتی کو لٹ کر اس کے  
نیچے سونے کی جگہ بنائی۔ دوسرے دن علی الصباح سب سے پہلے ہم  
سیلو کی آگ لگی۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جگا کر کہا: "میں  
سمجھتا تھا کہ اس گرم علاقہ میں بھی رات اتنی سرد ہوتی ہے۔"

سمندر کے بیچ ویران جزیرے میں جہاں کوئی بھی جاندار کا نام و نشان نہ ہو تین  
نہ زندگی گزارنا کس قدر تکلیف دہ ہو سکتا ہے۔ گزشتہ سال اتحادی ہوائی  
کے ان تین افسروں کا ہوائی جہاز ٹوٹ گیا اور انھیں مجبور ہو کر ایک  
جزیرے میں پناہ لینا پڑی جہاں پانی کا نام نشان تک نہیں تھا ان کا ایک  
نی زخمی ہو گیا تھا اور انھوں نے اپنے بچے کی امید چھوڑ دی تھی۔ چھوٹے  
سے ہوئے پر بھی انھوں نے پانی کے لئے اپنی تلاش جاری رکھی۔ بالآخر  
کی کوشش کامیاب ہوئی۔ اس جزیرے میں انھیں ایک ایسی چھوٹی  
لٹی جو گوری قوم کے کسی انسان نے کبھی اپنے رہنے کے لئے بنائی تھی۔  
لئے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ چھوٹی لٹی کا لنگ اسے چھوڑ کر مال ہی میں  
بہ چلا گیا ہے لیکن وہ کون تھا اور کیوں چھوٹی لٹی چھوڑ کر اور کہاں  
گیا۔ اس کا ابھی تک پتہ نہ لگ سکا۔ جب ان تینوں افسروں کو لینے  
لئے جہاز نہ آیا اس وقت تک انھوں نے اس ویران جزیرے میں کسی  
ع اپنی زندگی گزار رہی اسکا بالکل صحیح صحیح حال اس کمائی میں بیان  
گیا ہے۔ اس گھمان آباد دنیا میں اب بھی ایسے فریاد آزاد جزیرے  
ہا اس کا خیال بھی بچا یک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن حقیقت یہ تھی  
باز وہ دلچسپ ہوتی ہے اس بات کی یہ کمائی ایک اچھی مثال ہے۔  
اتحادی بحری فوج کا ایک طیارہ بحر الکاہل کے اوپر ہوا میں منڈلا  
تھا۔ اتنے ہی میں اسے ایک جا پانی تجارتی جہاز دکھائی دیا۔ ہوائی  
ز اس جہاز پر حملہ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھا۔ ہوائی جہاز کا  
وہ جا پانی جہاز پر قریب سے حملہ کرنے کا تھا اس لئے اس نے جاپانی  
بڑے لوگوں سے جکر اس کے پاس پہنچنے کی کوشش کی۔ ہوا باز  
اپنی اس کوشش کے خطر کا احساس تھا لیکن اس کے سامنے اس  
سوا وہ سرگونی چارہ بھی نہیں تھا۔

جا پانی جہاز کا گولہ ہوائی جہاز کے ڈھانچے کے پاس آیا۔ ٹکا  
بن جاپانی جہاز کی رفتار اتنی تیز تھی کہ وہ جلد ہی گولے کی مار سے  
رہل گیا۔

ہوا باز نے سچے گھوم کر دیکھا کہ اس کے ہوائی جہاز کے پچھلے  
تہ میں دھواں نکل رہا ہے۔ اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ ہوائی جہاز  
چوہر بیکار ہو گئی ہے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھتے ہوئے اس  
پوچھا: "جم! تم ٹھیک تو ہو۔"

"میں بالکل محفوظ ہوں۔"

"اور تم؟ اس نے تو بچی سے سوال کیا۔"

"واپس ہاتھ میں چوٹ لگ گئی ہے۔ بقیہ سب ٹھیک ہے۔"

پچھلے جواب دیا۔

ہوا باز نے اپنی نظر بحر الکاہل کی نیلی سطح پر جم رکھی تھی۔ تو بچی



ابھی تھوڑی دیر میں پھر گرمی بڑھ جائے گی۔ ہوا باندھنے لگا۔  
 قمار کی کڑی بازو دیکھ بھال کر دو۔ میں تھوڑا پانی لے آؤں۔  
 ایک گھنٹے کے بعد ہوا باز واپس آیا۔ اس نے کہا یہ جزیرہ  
 تو بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ یہاں کہیں پانی کا چشمہ ضرور ہوگا کیونکہ  
 یہ جھاڑیاں بہت چری ہیں ایک سیل مشرق اور ایک سیل مغرب کی طرف  
 پانی کی تلاش میں گھوم آیا لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں ہے کار کی کوئیں  
 کسی محظوظ جگہ بھاگ پانی کی تلاش کرنی ہوگی۔ ان بھریروں کو تو دیکھو  
 جھمکنے لگا۔

انکے پاس سوائے جم کے کپڑوں اور جیسی جاقو کے کوئی اسلحہ  
 نہیں بچ رہا تھا۔ تینوں آدمیوں نے اپنے جاقو ونگی مدد سے ایک  
 گھنٹے کے اندر بھری کے درختوں کو کاٹ کر ایک ایسی جگہ بنائی  
 جہیں میٹھک دو پہر کی جلتی ہوئی دھوپ سے حفاظت ہو سکتی تھی تو بچی  
 کے بازو سے کافی خون نکل رہا تھا اور وہ بچہ کمزور ہو گیا تھا۔  
 اسکا چہرہ نیلا اور سفید ہو رہا تھا۔ ہوا باز نے اس سے کہا۔  
 تم یہیں لیٹ کر آرام کرو ہم لوگ جلد تمھاری خفک طلق کے لئے نہیں  
 نہ کہیں سے تھوڑی دیر میں پانی ضرور لے آئیں گے۔

سائل سے تھوڑی دیر جانے پر ہوا باز نے جم سے کہا۔  
 تم مشرق کی طرف جاؤ میں مغرب کی طرف جاتا ہوں۔ ہم سے کسی  
 کو اگر کچھ مل جائے تو وہ کار کی کے پاس آکر دوسرے کی حفاظت کریگا۔  
 جم نے اس بات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ بھراکال میں ہزاروں  
 ایسے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جنہیں کوئی آبادی نہیں ہے ہمارے  
 راستے میں بھی وہ نہیں پڑتے اس لئے برسوں بعد بھی کوئی ہمارے  
 قریب سے نہیں جاتا۔ کار کی کو کھانے اور پانی کی ضرورت ہے  
 سائل کے لئے ہیں آگ جلائی ضرورت ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کار کی  
 بچے کے گنا۔

اسے صرف آرام کی ضرورت ہے بچے کا کیوں نہیں؟ ہوا باز  
 سہم اپ دیا۔

دن بھر دونوں آدمی جزیرے کا چکر لگاتے رہے لیکن پانی  
 کا انھیں کہیں بھی نشان نہ ملا۔ ہوا باز اپنی جگہ پر پہلے پہنچا۔ تو بچی اس وقت  
 سو رہا تھا۔ ہوا باز نے ایک بار تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد جم بھی آگیا۔ اس نے کہا یہ میں جزیرے کے  
 کنارے کنارے چلتا رہا۔ مونگوں کی وجہ سے میرے جوتے کٹ  
 گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہیں اس جزیرے میں ابھی بہت  
 تلاش کرنی ہوگی اگر اس جزیرے میں کوئی چشمہ ہوتا تو وہ سمندر  
 کے کنارے ضرور نکلتا۔

”جزیرے کے دو چکر تو لگائے گئے لیکن کسی چشمے کا پتہ نہ ملا۔  
 ان بھریروں کو کیوں نہ...“

انھوں نے تھوڑی سی بھریاں انکھی کہیں لیکن من کا وہ  
 بہت ہی بڑا تھا۔ شام کی سیاہی زمین پر آگیا اس دوران جزیرہ  
 میں بغیر کچھ کھائے پینے انھیں تیس گھنٹے ہو گئے تھے۔  
 دوسرے دن طلوع آفتاب کے سالا ہی ہوا باز اور جم کی  
 کھلی۔ انھوں نے تو بچی کو جگا کر کھانے کی کل جم لوگوں نے کئی  
 سمندر میں غس کیا اس سے ہمیں بہت سکون ملا۔ اس سے ہمیں  
 تراوٹ بھی حاصل ہوئی آج جم بھی ہر دو گھنٹے بعد سمندر میں غس  
 اور دن بھر ان بھریروں کو کھانا دیا۔

بہت اچھا کار کی نے جواب دیا۔  
 انھوں نے اسے پانی میں بٹھا دیا۔ جم نے کہا۔ آج کل  
 کی حالت خفک نہیں معلوم ہوتی مگر ہمیں اسے تنہا چھوڑنے کے لئے مجبور  
 ہونا پڑیگا۔

”اے کوئی تدبیر نہیں ہے پانی ہمیں تلاش کرنا ہی پڑیگا۔  
 خون نکل جانے پر غذا اور پانی کی بید ضرورت ہوتی ہے ہوا باز  
 کہا۔

میں بھی تلاش میں نکلتا ہوں مگر میرے جوتے خراب ہو  
 چکے ہیں اس لئے مونگوں سے دور دور رہنے کی کوشش کروں گا  
 جس وقت وہ دونوں اپنے کیمپ کو واپس ہوئے ہفت  
 ہو چکی تھی۔ کار کی کو بہت زیادہ سہست دیکھ کر ہوا باز نے کہا  
 جم! نہ ہو اسے ہم پھر ایک بار نکلائیں۔

”نہیں آج میں بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہا ہوں  
 تو بچی نے کہا مجھے اسی طرح پڑا رہنے دو۔

ہوا باز نے جم سے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کار کی اب زیادہ  
 تک نہیں بچ سکتا۔

جم نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا: اگر ہمیں کے لئے تھوڑی  
 سا بھی پانی مل جاتا تو وہ...“

”تم خفک کہتے ہو جم! میں نے کیا ہے کہ اب میں اہم  
 جھاڑیوں کے بیچ میں جا کر پانی تلاش کروں گا۔

میں بھی آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ میں نے آپ سے نہیں  
 بتایا لیکن کل میرے پیٹ میں کئی بار شدید درد ہوا اور میں  
 میں کئی جگہ بیٹھ گیا۔ ہر بار میں بھی سمجھتا کہ اب میں نہ اڑ سکتا  
 لیکن درد جاتا رہتا اور میں پھر آگے بڑھ جاتا تھا۔

صبح تڑکے ہی دونوں آدمی جھاڑیوں کے بیچ میں پانی کنڈ  
 تلاش میں نکل پڑے کئی بار پیٹ کے درد کے باعث انھیں بیٹھنا  
 پڑا لیکن انھوں نے اپنی تلاش بند نہ کی۔ انھیں اب تک  
 کہیں بھی کوئی جائزہ نہیں نظر آیا۔ ہوا باز نے جم سے کہا یہ معلوم  
 ہوتا ہے بارش کا پانی زمین میں جمع رہتا ہے اور اس کی تلاش

گفت یہ جھاڑیاں سال بھر سرسبز رہتی ہیں۔

ہوا باز نے جم کی طرف دیکھا۔ دونوں ہی اپنے دل میں یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ان کا خاتمہ عنقریب ہونے والا ہے۔

میں سمجھتا ہوں اب ہمیں کارکی کے پاس نوٹ چلنا چاہئے۔ بل بھر آرام کرنے کے لئے وہ جھاڑی کے نیچے بیٹھ گئے۔ یکایک ہوا باز کو جھپکی آگئی پھر اس کی آنکھ جو کھلی تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ مغرب میں غروب ہوتے ہوئے سورج کی روشنی میں اسے تازہ کے گیتوں کا سایہ نظر آ رہا ہے۔

جھپکی نے دور آگے بڑھ گیا تھا۔ ہوا باز کے ہاتھ کے اشارے پر دیکھ کر اس کے منہ سے نکل پڑا "تاڑ تاڑ آا"

ہوا باز نے چلا کر کہا "آؤ ہم آؤ" یہ خواب نہیں ہے اب ہم جیسے مر سکتے۔

اس نئی امید نے ان کے جسم میں ایک نئی جان ڈال دی وہ اڑوں کے سایہ کی طرف بڑھنے لگے۔ جلد ہی وہ تاروں کے پاس پہنچ گئے انھوں نے پہلے ایک ناریل توڑ کر اسکا پانی حقوٹا حقوٹا کے پیا۔ اس کے بعد وہ اسے جی بھر کر پینے لگے بیچ بیچ میں انھیں تھکے محسوس ہوئے۔ لیکن وہ پیتے ہی پیاتے تھے اس نئے بعد انھوں نے ناریل کی گڑی کھائی۔ ان کے جسم میں نئی طاقت اور تازگی کی ہر بوڑھائی۔ اب اسے ساتھ ساتھ ناریل کے کر وہ اپنے کمپ کی طرف لے۔

تو جی اب بھی زندہ تھا انھوں نے اسے حقوٹا سا ناریل کا پی لایا۔ اس کے پیتے ہی اس کے جسم میں گویا بجلی سی دوڑ گئی اس نے ناریل چمین لئے اور ان کا پانی پینے لگا انھوں نے بکھر گئی کھلائی۔

تینوں آدمیوں میں گویا نئی زندگی پیدا ہو گئی ہو۔ رات بھر وہ باتیں کرتے رہے۔ دوسرے دن کارکی نے کہا "آج تو میری بیعت بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔"

ہم بلد ہی ہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور ساحل پر ایک شان چھوڑ جائیں گے کہ شاید کوئی آئے تو ہمارے یہاں ہونے کا حال معلوم ہو جائے۔"

دوپہر کے پہلے ہی وہ ناریل کے درختوں کے پاس پہنچ گئے۔ انھوں نے جی بھر کر ناریل کی گڑی کھائی اور اسکا پانی پیا۔ اس کے بعد جم اور ہوا باز جو پتھروں کے درمیان ناریل کے پتوں سے چھا کر ایک جھونپڑی بنا رہے تھے کہ جم نے چیخ کر کہا۔

سے وہ دیکھو امرلی امرلی پلے لگا۔ اس نے جم سے کہا۔ اسے پلے دو۔ دیکھو یہیں کہاں لے جاتی ہے۔"

انست مسکرات

جلدی وہ کھلے میدان پہنچے جہاں بیچ میں ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی چاروں طرف پھل اور ترکاریاں لگی تھیں اور باغ کے کونے میں نیا کھد ابوا ایک کنواں بنا تھا۔

دونوں آدمی حیرت کے ساتھ مرغی کے پیچھے دوڑنا چھوڑ کر کھڑے ہو گئے جھونپڑی کے اندر جا کر انھوں نے دیکھا کہ اس میں کوئی نہیں ہے لیکن ثبوت موجود تھا کہ کچھ دن قبل اس میں کوئی رہتا تھا۔ باہر کے کمرے میں ایک میز پر ایک بیٹ بڑا تھا۔ ہوا باز نے اسے اٹھا کر دیکھا۔ وہ سنہالی کا بنا ہوا تھا۔

اس جھونپڑی میں کوئی رہتا ہے۔ کوئی انگریز معلوم ہوتا ہے۔ پکار کر دیکھیں۔ جم نے کہا۔ انھوں نے چاروں طرف بہت آوازیں دیں لیکن ان کی آواز ظاہر ڈوب کر رہ گئی۔ وہ جا کر کارکی کو بھی لے آئے۔

جھونپڑی کے باغ میں کھانے کے لئے پھل اور ترکاریوں کی کمی نہ تھی انھوں نے تمام جھونپڑی چھان ماری لیکن دیاسلانی نہیں ملے دو چار گنا ہیں ادھر ادھر کبھی بڑی تھیں۔ ہوا باز نے انھیں اٹھا کر دیکھا لیکن ان پر کسی کا نام نہیں لکھا تھا۔

یسرے دن انھیں اور بھی تعجب ہوا۔ جم کی آنکھ کھلی تو وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے گلے کے پاس کسی بالدار چیز کا لمس محسوس کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ پالتو ملی اس کے پاس بیٹھی ہے۔ شام کے وقت ہوا باز کو ہڈیوں کی کمان کا ایک حقوٹا مل گیا

دوسرے دن انھوں نے اس سے آگ بنانے کی کوشش کی مگر انھیں کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار کارکی نے آگ بنا ہی لی اس نے لکڑی میں ایک کیبل گاڑ دی اور جو پتھر بھی اسے ملتا اسی کو لپکا کر وہ کیبل پر پھینکا آخر کار اسے کام کا پتھر مل گیا اور آگ تیار ہو گئی۔

اب وہ اپنے لئے کھانا پکا سکتے تھے۔ آگ انھوں نے کھلے میدان کے کونے میں جلا کر رکھا۔ ہوا باز نے کہا "یہ تو تم سے خوب کیا کھد کی اب تیس چالیس میل سے بھی یہ دھواں دھکائی دینا پہلے دن انھوں نے جب مرغی پکا کر کھائی تو انھیں اس جزیرے میں رہتے ہوئے پودہ دن ہو چکے تھے آگ رات دن ہلر جلتی رہتی اور مرغیوں کی تعداد کم ہونے لگی۔

ساتھ ہی دن جم باورچی خانے میں بڑی ہوئی جلاسنے کی ایک لکڑی اٹھا رہا تھا تو اسے متبا کو کی ایک لمبی لکڑی مل گئی۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن متبا کو پینے کی کوئی تدبیر اسے نہ سوجھی۔ ہوا باز نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ جم اہم بہت معذرت ہو کر کیا چارو ہو کر کھچ مل گیا کیا؟

نہیں صرف منہ کی دردش کر رہا ہوں۔ "اجی وہ متبا کو نہ ہوگی"

”یہ کون کتنا ہے۔ دیکھئے نہ ایک ٹکڑا اے کو۔  
ہوا باز اور کار کی نے ایک ایک ٹکڑا منہ میں رکھا لیکن ہوا باز  
نے اسے فوراً تھوک دیا۔ جم اور کار کی اسے چبا لے رہے۔  
انتالیسویں دن جم ساحل پر گھوم رہا تھا تو اسے ایک جھوٹا جہاز  
دکھائی دیا۔ لیکن وہ ان کی طرف نہ آیا۔ دوسرا ہمینہ بھی گزرتے نکلا۔  
انھیں اس جزیرے میں۔ پتہ ہونے لگا رہے ہو گئے تھے  
ایک دن انھیں ہوائی جہاز کی گھر گھر اسٹ سنائی دی۔ ایک ہوائی  
جہاز بہت بچا اڑتا ہوا اسی جزیرے کی طرف آ رہا تھا۔  
تین دن لینڈ ہوائی جہاز ہے آگ تیز کرو۔ ہوا باز نے ہوائی جہاز  
کی طرف دیکھ کر کہا۔  
چھوٹے بچوں کی طرح وہ ہوائی جہاز کی طرف دیکھ کر چلانے  
لگے۔ ہوائی جہاز نے دوبارہ چکر لگایا۔ ساحل پر انھوں نے تازیوں  
سے اپنا نشان بنا دیا تھا۔ ہوائی جہاز ساحل کے اوپر تھوڑی دیر  
تک منڈلاتا رہا۔ ہوا باز نے کہا: وہ ہمارے نشان کو بڑھ رہا ہے  
وہ تینوں ہوائی جہاز کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ اوپر کی  
طرف اٹھا اور پھر ایک ڈنڈے نیچے گرایا جس میں سگریٹ پانی پاکلیٹ  
دیا سلائی خشک گوشت اور ایک خط تھا اس میں لکھا تھا۔  
”اب آپ لوگ محفوظ رہیں۔ دو تین روز میں جہاز آکر آپ کو  
لے جائیگا۔ رائٹل آسٹریلیا ایر فورس۔  
”آسٹریلیا میں“ ہوا باز نے کہا۔  
”اس جزیرے کو بھول تو نہیں جائیں گے؟ جم نے کہا۔  
”ایسا نہ سوچو ہوا باز نے کہا۔  
چوہاسویں دن شام کے وقت ایک جہاز سمندر میں دکھائی

دیا۔ جم نے دیکھا کہ یہ جھوٹا اور تیز چلنے والا جہاز تھا۔ صبح تک وہ  
جزیرے سے تھوڑی دور پر لنگر ڈالے کھڑا رہا۔ تینوں آدمیوں  
کو جہاز دیکھ کر بے حد حوشی ہوئی۔ تمام رات انھوں نے مسرے  
آئینہ انظر اب کے ساتھ گزار دی۔ علی الصباح جہاز نے تینوں  
افسروں کو لینے کے لئے ساحل کی طرف ایک کشتی اُتاری۔ بعد  
میں جہاز کے کپتان نے ان سے ساتھ کچھ آدمی بھی بھیجے جیسے  
ایک فوٹو گرافر بھی تھا۔ انھوں نے کھلی ہوئی جگہ میں جہاز کی  
جھونپڑی کو بھی دیکھا۔ جھونپڑی کو دیکھ کر انھیں بے حد تعجب ہوا۔  
اس دیر ان جزیرے میں کبھی انگریز نے یہ جھونپڑی نہیں بڑائی تھی  
یہ سب کے لئے حیرت کی بات تھی۔ ہوا باز نے اپنا جہاز  
کی تصویر سڈنی بھیجی تھی لیکن اس جھونپڑی کے مالک کا نہ چلا  
معلوم نہیں وہ کون تھا اور کب اس جگہ کو چھوڑ کر کہاں چلا گیا  
جھونپڑی کی بات آج تک ایک راز بنی ہوئی ہے۔  
وہ اپنے ساتھ اس جہاز پر لے گئے تھے جہاں  
کے کپتان نے ان سے پوچھا: کہنے آپ لوگوں کو اس کوہ میں دیر  
جزیرے کی زندگی کیسی معلوم ہوئی۔  
”جھونپڑی کھا کر زندہ دھنا کم از کم مجھے تو پسند نہیں۔  
ہوا باز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
”مگر سوچو تو۔ دو ماہ کی تنہائی تنخواہ بھی تو معیہ ہو رہی تھی  
کپتان نے ہنس کر کہا۔  
”او۔ یہ جی جی ملی ہے یا تو بچی نے تلی کے ملازم بلوہ  
پر ہاتھ پیرتے ہوئے جواب دیا۔

## ایش اپنشد کا پہلا منتر

(اردو میں)

از حضرت منور لکھنوی

سب میں خالق کا بلوہ ہے جو کچھ ہے اس سے پیدا ہے  
یہ دنیا ہے آنی جانی اس کی ہر اک شے ہے فانی  
اس دنیا کا کون ٹھکانا اس میں رہ کر مٹی نہ لگانا  
لا لچ کر نا ٹھیک نہیں ہے اس پر مرنا ٹھیک نہیں ہے

دنیا میں کیا شے اپنی ہے

دولت کس کی ہو سکتی ہے

(از زمانہ)

The image is a severely degraded scan of a document page. It features large, dark, irregular shapes that appear to be missing or obscured content, possibly due to damage or poor scanning quality. Faint, illegible text is visible in the upper left and center areas, but it cannot be transcribed accurately.

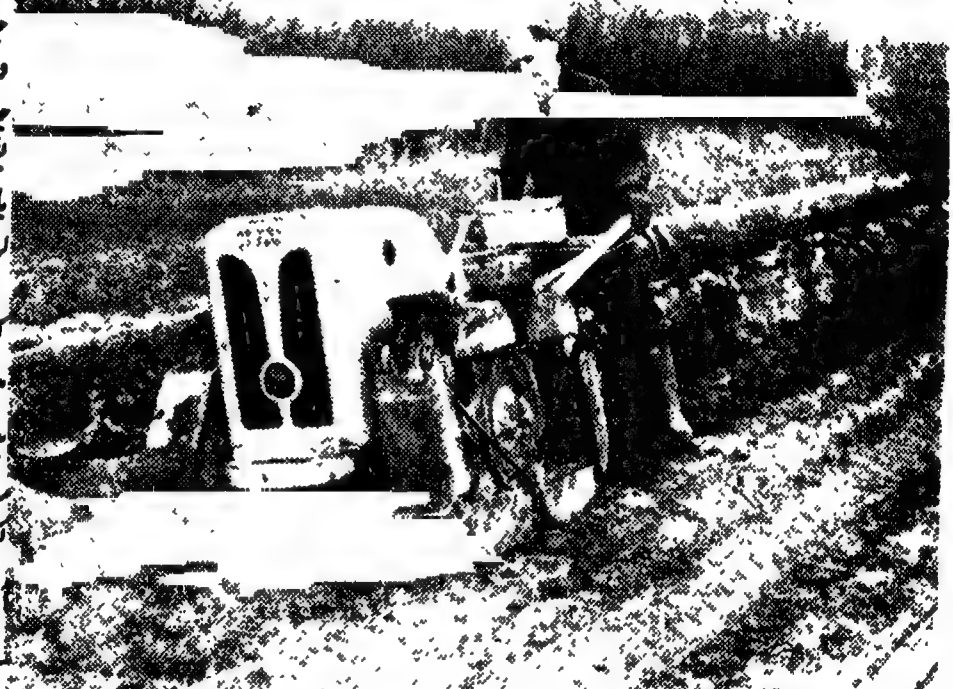
برطانیہ میں فخر و کھلم کھلا جے ہوتے گزرا ہوں میں مسکایک کا اندر دلی شکر

کچھ نقصان پہنچا تھا لیکن صدر امریکہ نے اس پر پورا اطمینان نہیں ظاہر کیا۔ چین میں جاپانیوں نے ادھر صوبہ ہنان چھین لیا ہے جس میں چاول بہت پیدا ہوتا ہے۔ اس سے چین کا بہت نقصان ہوا ہے۔ اس صوبہ میں بھی اب تک جنگ جاری ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ چین بڑی مصیبت میں گرفتار ہے اگرچہ کچھ لوگ ایسا نہیں سمجھتے امید تو ہے کہ چین اس جنگ میں اپنے کو بچائے گا اور جاپان کا غلام نہ بنے گا۔ اگر چین ختم ہو گیا تو ادھر سے بڑے بڑے بڑا حملہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ برطانیہ کی طرف سے اسے روکنے کی تدابیر ہو چکی ہیں برما اور آسام میں جنگ کا رخ اپنے موافق ہے۔ موگابگ سے جاپانی نکال جا چکے ہیں اور بنگلہ سے نکالے جاتے ہوئے ہیں۔ کو بیما کی فتح سے آسام جاپانیوں سے پاک کیا جا چکا ہے۔ نیشن فور میں بھی جنگ جاری ہے۔ بارش کی وجہ سے ادھر کوئی خاص لڑائی شاید ناممکن ہو۔

تاہم ادھر سب طرف اتحادیوں کو فتح ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں بنگال، پنجاب اور سندھ میں ہمارے سیاسی مسائل اب بھی موجود ہیں۔ ان کی تفصیل پہلے بھی لکھی جا چکی ہے۔ ادھر راجکوپال چاریہ کی تجویز پر ہمارا تانگا ندھی نے اتنا مان لیا ہے کہ شمال مغربی

ہندوستان اور مشرقی بنگال میں جن جن مقامات پر مسلم آبادی زیادہ ہو ان کو ابھی سے علیحدہ کر دیا جائے اور تمام ہندوستان پر زمانہ جنگ تک کے لئے جنگی انتظامات حکومت ہند کے ماتحت ہوں لیکن دیگر انتظامات ہندوستانی نمائندوں کے ہاتھ میں آجائیں۔ اور یہ بھی وعدہ ہو کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو مکمل آزادی دیدی جائیگی۔ اس وقت مسلم اکثریت کے صوبوں میں تمام باشندوں کی رائے لی جائے اور اگر کثرت رائے صوبوں کی علیحدگی کے حق میں ہو تو وہ صوبے بالکل علیحدہ ہو جائیں۔ مشر جناح نے اس معاملے میں ابھی ناقرار کیا ہے نہ انکار صرف یہ کہا ہے کہ وہ اس تجویز کو مسلم لیگ کی کونسل میں پیش کریں گے۔ اب اس سوال پر ولایت اور ہندوستان میں لوگ اپنے خیالات

میں فوجوں کا صفایا کر دیا۔ اسکے علاوہ جرمنوں کے اور بھی نقصانات رہے ہیں۔ لیکن روسیوں نے ابھی تک اسکی پوری تفصیل نہیں شائع۔ شمال میں فن لینڈ سے لیکر جنوب میں رومانیہ تک اُنکے حملے ہو رہے ہیں۔ ولنا تک انھوں نے لیا ہے تمام روس سے دشمنوں کو نکال لیا ہے۔ خیال ہے کہ مشرقی پریشیا کا اپنا صوبہ جو من خالی کر دیا ہے۔ بایں دارسا اور شمال میں ریگیا تک حملہ ہونے والا ہے۔ روسی ادھر بہت تیزی سے بڑی بڑی فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بھی خیال جا رہا ہے کہ ترکی بھی اتحادیوں کی طرف سے جلد ہی میدان میں



برطانیہ میں دو پہیوں پر چلنے والا یہ نیا بل بنا لیا ہے۔ اسے ایک آدمی آسانی سے تگ جگہوں میں بھی چلا سکتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اسی سال کے اندر جرمنی کو ست ہو جائیگی۔ اس بارے میں ہر شخص اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ بھی روسیوں کے حملوں کو جرمنی نہ دیک پائے تو اس کا جلد ہی بار جانا ممکن نہیں۔ یوگوسلاویہ میں اب معمولی جنگ ہو رہی ہے۔

جنوبی مغربی بحر الکاہل میں سپین نامی مجمع الجزائر پر امریکنوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اس سے خاص جاپان اور فلپائن پر امریکن ہوائی حملے ممکن ہو گئے ہیں۔ یہاں سے سات آٹھ سو میل شمال میں جزیرہ لون ہے اس پر شاید جلد ہی حملہ ہوگا۔ اگر وہ بھی مل جائے تو جاپان بد ہوائی حملے میں اور بھی آسانی ہو جائے۔ ان دونوں جزیرہ نیوگنی میں جاپانی بڑی جگہ کو بھی کافی نقصان پہنچا ہے۔ کئی ہوائی حملے جاپان پر ہو چکے ہیں ان کے نتیجوں کی تفصیل ابھی سامنے نہیں آئی۔ جاپانی بحری بیڑے کو بھی



ظاہر کر رہے ہیں۔ لبرل فیڈریشن  
اور ہندو بھاس کے خلاف ہیں۔  
دوسرے محاذ پر نارمنڈی  
میں کالین کے جنوب مشرق میں  
خوفناک جنگ ہو رہی ہے۔ اٹلی  
میں اتحادیوں نے ٹیک مارن  
اور انکوٹا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور  
روس نے شہر لوڈ پر قبضہ کر لیا  
ہے۔ یہاں جرمنوں کا مضبوط جگہ  
اڈا تھا۔ مئی پور کی جنگ میں  
جاپانی فوج ایشیا کو گھیرے  
ہوئے تھی لیکن اب وہ اس  
جگہ سے ۲۵ تیس میل دور ہٹا  
چا چکی ہے اور لیٹن پور سے  
بھی ہٹا دی گئی ہے۔

یہ عورت جنگ کے پہلے لندن میں کپڑوں کی سلائی کا کام کرتی تھی۔ اب بری فوج میں بھرتی ہو گئی ہے  
اور گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔

## غزل

(حضرت میناب بریلوی)

اب کہاں تک میں غم عالم ایجاد کروں  
ہوش میں آؤں تو آئے غم فردا کی بساط  
حائل سوز نہاں نالہ دستگیر نہیں  
گو بضاعہ نہیں دل میں ہے مگر درد اتنا  
کر دیا بے خسی مرگ سے اتنا مجبور  
کچھ اسی شکل سے ہوا من و اماں کی صورت  
پھر خزاں لوٹ رہی ہے ورق خندہ گل

اور اک بار سہی حسرت بربادی دل  
پھر تمناؤں کے دیرانے کو آباد کروں

# عمدہ کھیتی پنچایت

(از جناب ڈاکٹر ایس۔ بی۔ سنگھ، ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی)

سے جہ تک ہر فصل پر ہو جاتا ہے۔

## اچھے آلات

سنٹی کی جوتائی کے لئے، پنجاب، اور وکٹری، ہل ضروری ہیں  
کٹی کاٹنے کی مشین طرائی کرنے کے لئے، آپڈ ٹھنڈی اور اوسال  
کی مشین یا مینڈول، زیادہ داموں پر لٹے ہیں۔ اسیم خینیں ہر ایک  
کسان نہیں خرید سکتا لیکن پنچائتوں کے لئے ان کا خریدنا آسان  
ہے۔ پنچائتیں ان کو خرید کر اپنے ممبروں کو تھوڑے سے گرائے پر  
دے سکتی ہے۔ کساؤں کے لئے ان پنچائتوں کے ذریعے کو لھوور  
کوڑھاؤ کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے۔

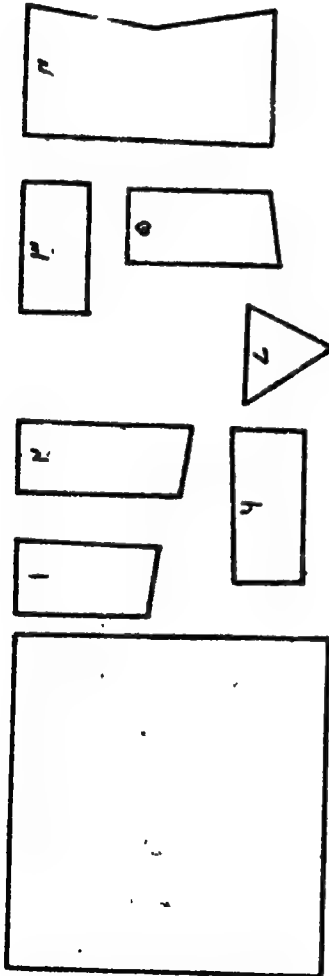
کھیتی کے بہت سے ایسے کام ہیں جن کو کسان اکیلا، خواہ وہ کتنی  
اس محنت کرے، پورا نہیں کر سکتا۔ کبھی اسکو پیسے کی کمی ہوگی تو کبھی زمین  
بہ اس کا پورا قبضہ نہیں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ان کاموں کو اچھی طرح کرنے  
ہے لئے ایک عہدہ کھیتی کا ادارہ، ہر گاؤں میں ہونا ضروری ہے۔

ان عہدہ کھیتی کے اداروں یا پنچائتوں کی رجسٹری حکومت  
نی طرف سے ہو جاتی ہے۔ رجسٹری شدہ پنچائتوں کو یہ اختیار  
ہے کہ وہ اپنے ممبروں سے چندہ وصول کر کے دیہات کی ترقی  
کے لئے خرچ کر سکیں۔ اس کے علاوہ جن کاموں کے لئے  
یادہ پیسے کی ضرورت ہوتی ہے انکے لئے حکومت سے تقاوی مل سکتی  
ہے۔ انھیں پنچائتوں سے کھیتی کو ہر قسم کی ترقی دیا جاسکتی ہے۔ مثال  
لئے ان پنچائتوں کے کچھ کام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

## بیج

عمدہ کھیتی کے لئے عہدہ بیج سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔  
ہر ہارے کساؤں کو، اچھے بیج کی بات تو کجا، وقت پر عام بھول  
لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ عموماً ہر ایک گاؤں میں مہاجن ہوتے ہیں  
کساؤں کو سوائی یا ڈیڑھے پر بیج اُدھار دیا کرتے ہیں۔ مگر یہ ضروری  
ہیں کہ وہ مہاجن جو بیج دے وہ اچھا ہی ہو۔ وہ بیج عموماً خراب  
ہوتا ہے۔

عمدہ بیجوں کے لئے کچھ سرکاری گودام کھلے ہوئے ہیں جن  
مے پنچائت کو عہدہ بیج اپنے ممبروں کو تقسیم کرنے کے لئے مل سکتا ہے۔  
ایم سدھار دے دیہات میں اس غلہ کی سوائی میں سے، افسدی  
نہ کراری گوداموں کو واپس کرنا پڑتا ہے۔ اور افسدی پنچائتیں  
بہنے پاس رکھ سکتی ہیں۔ فرض کر لیا جائے کہ ایک گاؤں کے ممبروں کو  
۱۰ من بیج کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ پنچائت سرکاری گودام سے  
۱۰ من بیج لا کر اپنے ممبروں میں تقسیم کرے اور ۱۲۵ من وصول  
کے۔ اس میں سے ۱۱ من غلہ وہ سرکاری گوداموں کو واپس  
کر دے اور ۱۵ من اپنے پاس رکھے۔ اس طرح دوسرے سال پھر  
سرکاری گودام سے بیج لائے اور سوائی ۱۵ من اپنے پاس رکھے  
۵ ایسا کرتے رہنے سے پنچائت کے پاس تقریباً ۵ سال میں ہونے  
والے بیج کافی جمع ہو سکتا ہے۔ پھر اگر پنچائت چاہے تو وصول شدہ  
دائی کو کسی اور کام میں لگائے یا اپنے ممبروں سے سوائی وصول کرنا بند کر دے  
ماتنی گودام سے ہمیشہ اچھا بیج ملیگا اور سوائی سود اور ڈھلائی کے خرچ  
کے کسان بیج جانیٹے۔ یہ خرچ فی ایکڑ سے جہ تک ہر فصل پر ہو جاتا ہے۔





بہت سی جگہوں پر جنگلی جانوروں سے کھیتی کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ ان سے بچنے کے لئے کانٹے دار تار کھیتوں کے چاروں طرف لگانا ہی واحد علاج ہے لیکن کانٹے دار تار کھیت یا ہر کسان کی زمین پر الگ الگ لگایا جائے تو خرچ بہت زیادہ ہوگا اور اگر کئی کسانوں کی زمین کا ایک چک بنا کر اس کے چاروں طرف تار لگایا جائے تو جنگلی جانوروں سے اتنی ہی حفاظت ہو جائیگی جتنی کہ علیحدہ علیحدہ تار لگانے سے ہو سکتی ہے لیکن خرچ میں بہت کمی ہو جائیگی۔ کیونکہ ایسی حالت میں بہت کم تار لگانے پڑینگے جیسا کہ حسب ذیل نقشہ سے معلوم ہوگا۔

اگ الگ کھیتوں کی رکھوائی کرنے میں یا ان کے چاروں طرف تار لگانے سے خرچ بڑھ کر دس گنے سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے جو کبھی بھی اکیلے کسان کے بس کی بات نہیں ہو سکتی۔ ایک ہزار گز کانٹے دار تار کی قیمت تقریباً ۳۲ روپیہ ہوتی ہے۔ اسی خرچ سے حساب لگایا گیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ۵ تار لگائے جائیں تو ۲ ۱/۲ سو سے کھیت میں ۱۳ روپے کا تار لگے گا۔ یعنی تار لگانے کا خرچ ۱۵۶ روپیہ فی ایکڑ ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیے کھیت میں ۳۲ روپیہ خرچ ہوگا۔ یعنی ۶۴ روپیہ فی ایکڑ خرچ ہوگا۔ اگر ۲ ایکڑ کا ٹکڑا ہو تو ۱۲۴ روپیہ خرچ ہوگا ۳۲ روپیہ فی ایکڑ اور دس ایکڑ کے ٹکڑے میں ۱۱ روپے کا تار لگے گا یعنی ۱۱ روپیہ فی ایکڑ اور اگر ۱۶۰ ایکڑ کا مربع ٹکڑا ہو تو اس میں ۵۷۶ روپیہ کا تار لگے گا یعنی قریب ۷ روپیہ فی ایکڑ خرچ ہوگا۔ اور ۶۴۰ ایکڑ کا مربع ٹکڑا یعنی پورا ایک مربع میل ہو تو ۱۱۲۰ روپیہ تار میں خرچ ہوگا اور اس طرح ہم فی ایکڑ خرچ ہوگا۔ اگر پورا گاؤں کھیتوں کی حفاظت کے لئے تار وغیرہ لگانا چاہے تو بہت تھوڑے خرچ میں سب کھیتوں کی حفاظت ہو سکتی ہے لیکن اگر ہر کسان الگ الگ اپنے کھیتوں کو بچانا چاہے تو اتنا زیادہ خرچ ہوگا کہ کوئی کسان برداشت نہیں کر سکتا۔

اگر چھانیت کھیتی کی رکھوائی کا کام بھی کرے تو بہت آسانی سے سب کی فصلوں کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ہر کسان الگ الگ اپنے کھیتوں کی رکھوائی کرے تو چھانیت اور خرچ دونوں بہت زیادہ ہونگے۔ اب بہت جگہ دیہات میں کسان لوگ آپس میں چندہ کر کے پچاشی محافطوں کو رکھتے ہیں۔

### آپاشی

عام طور سے دیہات میں کنواں، تالاب یا نہر کے پانی سے آبپاشی ہوتی ہے وہاں پانی کے لئے کسانوں کو کوئی خاص تکلیف نہیں ہوتی۔ تالاب سے آبپاشی والے مقامات میں بھی کسانوں کو پانی سستا مل جاتا ہے لیکن جہاں صرف گہرے کنوؤں سے سیرجائی ہوتی ہے وہاں کسانوں کو بہت محنت اور دشواری سے پانی ملتا ہے۔ کنوؤں سے سستا پانی لینے کے لئے ان میں پورنگ کرانا، رہٹ لگانا یا کہیں پراخیں اور پمپ لگانا ضروری ہو جاتا ہے۔ ان سب کاموں میں زیادہ خرچ ہوتا ہے جو چھوٹے چھوٹے کسانوں کی حیثیت سے باہر ہے۔ لیکن ان کاموں کو پچاشی میں آسانی سے

انجام دے سکتی ہیں اور حکومت کی طرف سے بھی پچاشی کو تعدادی وغیرہ کی مدد مل سکتی ہے جس سے سب کام آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ بہت سی جگہوں میں چھوٹی چھوٹی نہریں، تالیاں آبپاشی کے لئے لگانا پڑتی ہیں یا پانی کے نکاس کے لئے نالے کھودنے پڑتے ہیں اس طرح کے کام کوئی کسان تنہا نہیں کر سکتا مگر پچاشی کے روپے یا عہدوں کی محنت سے یہ سب آسانی سے کئے جاسکتے ہیں اور حکومت بھی ان پچاشیوں کی اچھی مدد کرتی ہے۔

### مولشی بانی

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ اچھے سانڈ کا اچھا بچہ اور چھوٹے دھوڑ سانڈ کا چھوٹا اور معمولی بچہ ہوتا ہے کھیتی کے لئے سیلوں کا اچھا اور بڑا ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی مانی ہوئی بات ہے کہ ایک کسان جس کے پاس ایک آدھ گائے اور دو چار سیل ہوتے ہیں ایک سانڈ نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے ملک میں پہلے بھی یہ رواج تھا کہ سانڈ دیہات میں آندا کھوکھر چرتے تھے لیکن اب رفتہ رفتہ اس رواج کا خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ اعلیٰ جبور ہو کر سانڈوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنا پڑتا ہے سانڈ پالنے کا کام بھی ایسا ہے جس کو صرف پچاشی ہی کر سکتی ہے۔ ان خاص کاموں کے علاوہ پچاشی اور بھی بہت سے کاموں جتنی آسانی سے کر سکتی ہے اتنی آسانی سے ہر کسان الگ الگ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح فصل کی حفاظت کا کام پچاشی سے گزریے سستا اور اہم کام ہو سکتا ہے۔ جن دیہات میں ایک، باجرہ، مکا جیسی فصلیں لہی جاتی ہیں وہاں تقریباً سبھی کسان انھیں بوٹے ہیں اور ہر ایک کسان اپنے اپنے کھیت کی حفاظت کا الگ انتظام کرنا پڑتا ہے اور اگر کسی گھر میں کافی حفاظت نہیں ہے تو وہ اپنی خواہش کے مطابق اپنی زمین نہیں سکتا نہیں تو جانوروں سے بہت نقصان ہو جاتا ہے اور مزدوری پر رکھوالا رکھا جائیگا تو خرچ اتنا زیادہ ہو جائیگا کہ اس سے بچت بہت کم رہ جائیگی۔ اگر کچھ کسان مل کر ایسی فصلوں کو ایک میں بولیں اور باری باری سے رکھوالی کریں یا چندہ کر کے ایک یا دو رکھ لیں تو بہت سہولت بھی ہو جائے اور خرچ کم پڑے۔ مطلب یہ کہ پچاشی بنا کر کسان کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ ہندوستان میں پچاشی کا رواج کچھ نیا نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے ملک زمانہ قدیم سے رائج ہے۔ ایسی گری ہوئی حالت میں بھی ہمارے کھیت پچاشی کھیتی کہی جاسکتی ہے۔

دیکھئے، کھیتی کرنے کے لئے صرف کسان اور مولشی ہی کافی نہیں ہیں۔ ایک کسان کو بڑھئی، لوبار، مکہرا، چارہ، کھار، تالی اور دھو وغیرہ کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کسان ان سب کمزوری دیکر کام لیں اتنا پیسہ کہاں سے پاسکتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی یہ سب چھوٹے مل جل کر کام کرتے ہیں۔ اگر ایک مل بناتا ہے تو دوسرا بھی مل

جہتیوں کو پانی پلاتا ہے تو دوسرا موٹ یا چرس تیار کرتا ہے ایک کپڑوں  
دھوتا ہے تو دوسرا برتن بناتا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ سب پیشہ ور  
اپنے اپنے پیشہ سے پیسہ لگائے بغیر سال بھر کسان کو مدد کرتے رہتے  
ہیں اور فصل آنے پر اپنا اپنا حصہ پیداوار میں تقسیم کر لیتے ہیں

## راہ امید

(از شری یوگیشور سنگھ)

ایک طرح سے سب کسان ملکہ پنجایت کی شکل میں دو بار بڑھتی دھیرہ کو  
لازم رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہم بڑے سے بڑے کام چاہتے  
ہیں کہ کر سکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ سچ  
ہوچھے تو کسان کو پنجایت کے ذریعے دنیا کا ہر آرام حاصل ہو سکتا ہے۔

امداد باہمی طریقہ کار تو ایک ایسا طریقہ ہے جس پر عمل کر کے سماج  
سارا ڈھانچہ اس طرح تبدیل کیا جاسکتا ہے کہ ہر قسم کا سماجی تضاد  
خود سیاسی بے انصافیوں کا پیشہ کے لئے غائب ہو جائے مختصر یہ کہ  
امداد باہمی کا طریقہ تو جمہوریت کی ایک عملی شکل ہے۔

اصولی طور پر اس طریقہ کار کا عام مفہوم تو یہی ہے کہ سرمایہ  
اری کی نوٹ کھسٹ کو امداد باہمی کے اصول پر اقتصادی تنظیم کو  
دک دیا جائے۔ بالفاظ دیگر انفرادی مشکلات اور پریشانیوں  
اجتماعی طاقت اور کوششوں سے ختم کر دینا ہی اس کی کسوٹی ہے  
خود مشاغل کے موجودہ پیچیدہ مسائل کو اس کی مدد سے کیسی  
میاہی سے حل کیا جاسکتا ہے یہ ہماری فکروں کا مرکز ہے اور  
پلی کی چند سطور میں اس دعوے کو سچا ثابت کرنے کی کوشش  
کرتی ہے۔

اگر امداد باہمی جماعتوں کا ایک ایسا منظم جال سا سماج بھریں  
میل جائے اور سبھی سوسائٹیاں خریدنے والوں کی بھی اور فروخت  
کنے والوں کی بھی۔ امداد باہمی کے اصول کے اور انصاف کے  
ساتھ ایک مستقل تعلق میں وابستہ ہو جائیں تو ہر قسم کی طبقاتی کشمکش  
غائب ہو جائیگا اور محبت و آزادی کی زندہ حکومت قائم ہو سکے گی  
لیکن امداد باہمی کا بنیادی اصول کہ ہمیں اپنے مسائل پر اجتماعی  
درپردہ کرنا چاہئے، موجودہ سرمایہ دارانہ سلوک کے بالکل خلاف ما  
علوم ہوتا ہے امداد باہمی کے راستے میں مشکل تو صرف یہی ہے  
ہماری تنگ دلی اور خود غرضی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہمیں مجبور ہو کر  
یا کے دوسرے لوگوں سے ہوشیار رہنا پڑتا ہے تاکہ کہیں وہ  
میں نقصان پہنچا کر اپنا فائدہ نہ کر لیں۔ یہ مشتعل خیال جس کی  
نویت کا ہمارے خوش حال و متمول بھائی اکثر متوجہ دیا کرتے ہیں  
یہ طرف ان غریبوں کی مصیبتوں کو اور بھی پیچیدہ بنا دیتا ہے  
دو دوسری طرف کچھ ایسے خود غرض لوگوں کو مالدار بنانے  
میں مدد دیتا ہے جنہیں دوسروں کے گھر میں آگ لگا کر آرام  
ہے تاہم ان کا حقوق ہے ایسا ہی خود غرض طبقہ اس قسم کے  
فوت انگیز خیالات عوام میں پھیلاتا ہے۔ تاکہ اس کے منافع

میں اضافہ ہو خواہ یہ منافرت فرقہ وارانہ ہو یا سیاسی ہے یہ صرف اقتصادی  
مقابلے کے داؤں پیچ انوس ناک امر تو یہ ہے کہ موجودہ سوسائٹی میں  
فرد اپنی منافعت ہی سے مطمئن نہیں ہوتا بلکہ کوشش کرتا ہے کہ  
دوسروں کو اپنے پھندے میں پھنسا کر اپنا فائدہ کرے۔ اس کی  
کامیابی اور قابلیت کا یہی ثبوت سمجھا جاتا ہے کہ کتنے قرض دادوں  
کو وہ اپنے سود در سود کے جال میں پھنساتے ہوئے بے کتنے  
بھوکے ننگے اور جاہل کسان کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہے پا سکتے  
غریب مزدوروں کی قسمت اس کے ہاتھ میں ہے کو آپریٹو سوشلی  
اس قسم کی غلامی کو ناممکن بنا سکتی ہے اگر ان کے ممبروں میں ہی  
اتفاق اور اعتماد ہو لیکن کوئی مجبور تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب  
وہ اس قسم کے اقتصادی اعتبار کا اہل ہو اس لئے کو آپریٹو  
سوسائٹیوں کی کامیابی کی پہلی شرط ہے ممبروں کے مجموعی کرداروں  
کی ترقی انسان کے دل کی بھیجی ہوئی غداری ہی دنیا کی ساری  
اقتصادی تباہی، اس کی بیکاری اور کم استقامتی کا سبب ہے  
اگر سب ایک دوسرے پر بھروسہ کر کے اپنے دل کو سچائی کا غلامی  
بنالیں تو اس موجودہ بربادی کا یقینی طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔  
امداد باہمی طریقہ کار اس باہمی اعتماد اور اتحاد کی عملی شکل ہے۔  
اگر اس قسم کے اعتماد کا کوئی غلط استعمال نہیں کرنا چاہئے  
تو ہمیں اس اسکیم کو انصاف کی کسوٹی پر ہی کس کر عملی جامہ  
پہنانا چاہئے۔ ایسی حالت میں انصاف کا واقعی یہ تقاضہ ہے  
کہ کو آپریٹو سوسائٹیاں ممبروں کی ایک منتخب پنجایت کے اختیار  
میں ہوں اور ان کا باہمی تعلق بھی اسی قسم کے جمہوری اور  
مقبول عام آئین سے مستحکم کیا جائے۔ بعض تو ایک طبقہ دوسرے  
طبقہ کے اوپر بھروسہ کر کے اجتماعی مفاد کے فیصلہ کو قبول کرے گا  
اگر ایک کا فائدہ دوسرے کے نقصان کا سبب بنایا گیا تو جلد ہی  
تہذیب کی تباہی کی کوئیل یقینی طور پر چمکنے لگے گی۔

اگر کسی گاؤں کے لوگوں میں اس قسم کا اعتماد باہمی اور  
انصاف پسندی آجائے تو جلد ہی امداد باہمی طریقہ کار ان  
کی امکانی مشکلات دور کر سکتا ہے اس گاؤں کی چھاتی غلط

کینیڈی بڑی مستعدی سے اپنی جماعت کے ممبران کی زمیندار کی زیادتی،  
 مابین کی لوٹ گھسٹ یا سرکاری افسران کی ناجائز زبردستی سے حفاظت  
 کر سکتی ہے۔ یہی نہیں اگر اس قسم کی سوسائٹیاں کسی جگہ بر منظم طور  
 پر کام کرنے لگیں تو ہمارے کسان خود اپنے زمیندار اور مابین بن سکتے  
 ہیں اور ان کے سب منتظم افسران انھیں کی مرضی کے منتخب ہو سکتے  
 ہیں۔ مختصر یہ کہ گاؤں کی یہ کوآپریٹو پنچایت مقامی سوانح کی پہلی سڑھی  
 بن سکے گی۔ اسی طرح کی بڑھتی ہوئی سوسائٹیوں کے قیام، بشن نام  
 ملک میں نہ صرف ایک سیاسی بلکہ اقتصادی جمہوری نظام بھی قائم  
 کر دیتے۔ محنت کشوں کی جماعت خواہ وہ کسانوں کی ہو خواہ مزدوروں  
 کی اس طرح اتنی مضبوط ہو جائیں گی کہ وہ طبقے جو غریبوں میں مقابلہ  
 کے ذریعے جھوٹ ڈال کر فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں اپنا دور نکال سکیں  
 جس کے اس تجربیک امداد باہمی کے ساتھ تعاون کرنے میں ہی اپنی  
 بھلائی سمجھیں گے۔

کوئی کچھ بھی کہے دنیا کے تمام نظام، امداد باہمی پر ہی مبنی ہیں خواہ  
 وہ امداد زبردستی خوف و دلاک لالچ دے کر یا دھوکہ دے کر یا رضا و رغبت  
 حاصل کی گئی ہو۔ تحریک امداد باہمی کی خاص بات تو صرف یہی ہے  
 کہ اس طرح کے سبھی معاشرتی نظاموں میں ایسے عہدے دار  
 منتخب کئے جائیں جو پس ماندہ طبقوں کے اس ناگزیر اور خاموش  
 تعاون کا ناجائز استعمال نہ ہونے دیں۔ دراصل دنیا میں دو  
 ہی طبقے ہیں ایک پیدا کرنے والا اور دوسرا خرچ کرنے والا  
 ہر ایک انسان دونوں ہی حیثیت سے زندگی بسر کرتا ہے اور  
 تہذیب کی ترقی کے ساتھ باہمی اعتماد اتنا بڑھ گیا ہے کہ پیداوار  
 اور صرف ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اسی لئے یہ  
 اد بھی ضروری ہو گیا ہے کہ اس برابری کے لین دین کے برتاؤ  
 کو ایک کوآپریٹو آئین کی شکل دی جائے خرید اور فروخت کی  
 شرمیں ایسی حالت میں اس طرح مقرر کی جاسکتی ہیں کہ دونوں  
 پیدا کرنے والوں اور خرچ کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ  
 بہت کی گنجائش رہے۔ امداد باہمی کا طریقہ فاضل مقابلہ کرنے  
 والوں کو تجارت کے میدان سے ہٹا کر بھی انھیں تباہی سے  
 بچا سکتا ہے۔ اگر ہوش کے ساتھ دیکھا جائے تو دنیا میں کام  
 کی کمی نہیں ہے کیونکہ زندگی کو خوش حال اور خوشگوار بنانے  
 میں ہر ایک شخص کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہمارا موجودہ  
 گلا گھونٹ مقابلہ تو زیادہ ذاتی فائدہ کرنے کے فراق میں ترقی  
 کے سبب راستوں میں روکا روٹ سی ڈال دیتا ہے امداد باہمی  
 طریقہ ہی اس قسم کی مصنوعی دشواریوں کو دور کر سکتا ہے۔  
 اس حالت میں تو کسی قسم کی بیکاری یا مفت خوری کا زیادہ پھیلا  
 رہنا ناممکن ہو جائیگا۔

میرے سامنے تو ایک ایسے مکمل گاؤں کی تصویر کھڑی ہے  
 ہے جس میں امداد باہمی کے بھروسے پر سب لوگ قرضے کے بھندے  
 سے آزاد ہو گئے ہیں سبھی کو رہنے کے لئے آرام دہ مکان اور ملنے کیلئے  
 مکمل صفائی کی گاڑیاں اور سڑکیں بن گئی ہیں۔ سب کی خدمت  
 پنچایت کی طرف ہے ایک شفا خانہ اور اسکول قائم ہو گئے ہیں  
 اور بازار کی بھی دوکانیں پنچایت کی ہی ہو گئی ہیں اس میں سب  
 چہرے خوشحال نظر آتے ہیں خواہ بوڑھے ہوں یا خواہ جوان۔ ہم  
 روٹے ہوں یا روٹی خواہ مرد ہوں خواہ عورت جس شخص کو  
 نقارہ تہ دیجی ہو اسے کسی بھی ایک پہلو کو لے کر بچہ گاہ کے  
 محقق کی طرح چھوٹے پیمانہ پر اس امداد باہمی کے طریقہ پر عمل  
 کرنا چاہیے شروع میں اسے بہت کچھ اشیاء اور محنت سے اپنے  
 مقصد کی تکمیل کے لئے کوشش کرنی ہوگی اور ضروری وقت گزرنے  
 کے بعد اس کی محنت کا نتیجہ اسے صاف نظر آنے لگے گا۔ اس  
 اس اسکیم کو مزید ترقی دینا آسان ہو جائے گا اور یہ تحریک وسیع  
 پیمانے پر خود بخود دکامیاب ہونے لگے گی۔ مختصر یہ کہ اس نظام کے  
 ساتھ اس کام کو شروع کرنے میں ہی اس کی کامیابی کا راستہ  
 ہندوستان کی موجودہ حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے  
 میرے خیال میں اگر جمہوریت کی تجارتی بد نظمیوں کا فائدہ کرنے  
 کے لئے خرید و فروخت کی دوکانیں کھول دیں تو بہت کامیابی  
 حاصل ہو سکتی ہے سبھی جانتے ہیں کہ حقوق مال خریدنے سے سب  
 مل سکتا ہے اور بڑے بازار میں جا کر بچنے میں ہنگامہ نہیں  
 اگر باہمی پنچایت کے سبھی ممبر جو کچھ بھی خریدیں یا فروخت کریں  
 بجائے دوسری جگہ کے اپنی پنچایت کی دوکان میں ہی خرید و فروخت  
 کریں تو انھیں کچھ قربانی بھی نہ کرنی پڑے گی اور انھیں دام و بھ  
 بھی زیادہ ملے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ دلالوں کا منافع جو دوسروں  
 ہاتھ لگ جاتا تھا اب انھیں کے پاس واپس آ جائے گا۔

انکی اس تباہ حالی میں اتنا نفع بھی انکے دل کو اس اصول کی طرف  
 کرے گا اور فائدہ ہونے پر وہ خود اسکو دوسرے طبقوں میں بڑھانے کی کوشش کریں گے  
 اگر غلات آہستہ آہستہ اور تاجر دہنے ہاتھ میں ہنوکر براہ راست گاؤں کی پنچایت  
 مارکنگ سوسائٹی سے شہر کی کسی غلہ خریدنے والی سوسائٹی کے ہاتھ فروخت  
 کیا جائے تو دونوں سوسائٹیوں کے ممبروں کو فائدہ ہو جائے لیکن اسکے  
 لئے مرکزی کوآپریٹو یونینوں کی اسکیم ضرور ہو جائے گی اور یہ قدم تو اسی  
 وقت اٹھایا جاسکتا ہے جب ہم پہلی سڑھی پر اپنا پورا چھوٹا چھوٹا  
 شکل بنیادی کام کے بعد تو ہم اسکو اپریٹو نظام کو ایک عالمی شکل میں تبدیل  
 کر سکتے ہیں میرے سیاسی و سماجی میدان کو اسے تحت کے تہذیب کو اپنے  
 عروج پر پہنچا سکتے ہیں جہاں مذکورہ غریب ہوگا نہ محظوظ نہ ہوگا اور  
 جاہل و ناخواندہ ہوگا۔

# گرام سدھار اور ترقی

(از جناب بی۔ ایس۔ انگوٹری، بی۔ ایس۔ سی)

ہندوستان میں تقریباً ۸۰ فیصدی کسان ہیں جن کے پیٹ بھرنے کا واحد ذریعہ کھیتی ہے۔ لیکن اسوس کی بات ہے کہ ان میں سے زیادہ تر جاہل اور غریب ہیں۔ ان میں سے تقریباً بھی دیہات میں رہتے ہیں۔ اور اسی لئے جن ذرائع اور اصلاح سے کسانوں کی ترقی ہو رہی ہے گا وہ سدھار کہا جاتا ہے۔ دیہات کی حالت بیان کرنے پر شاید یہی کوئی ایسا صاحب وطن ہو جسے آنسو نہ بہا رہے۔ ملک میں گاؤں سدھار کے کام کی طرف توجہ ضرور دیکھانے لگی ہے لیکن ابھی تک کوئی خاص وقتی نظریہ آئی۔ جب تک ملک کے کسان جاہل ہیں، ترقی کے کاموں سے ناواقف ہیں۔ یہ بہت پر تک قرض کے بوجھ سے دبے ہیں، کھیتی کا کام انھیں ہزاروں سال پرانے آلات سے اور روایات تقلید سے کرتے ہیں گئے ہوئے ہیں اور بھوکوں مر رہے ہیں۔ اس وقت تک گاؤں سدھار کا کام ایسے اصلی مقصد کو پورا نہیں کر سکتا۔

میں یہاں ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دیہاتی کسی رعیتی میں گیا جہاں بہت سے رعیتی دار تھے۔ ایک رعیت دار نے اسے بتایا کہ میں نے دیہات میں سے اس علاقے کا نقشہ لیا ہے۔ اس سے کھیت کی جوتائی زیادہ گہری اور بھری ہوئی ہے۔ اس نے اسے بتایا کہ یہاں زیادہ کھیت جوتا جا سکتا ہے۔ دیہاتی نے سمجھ میں یہ بات آگئی اور اس نے ہل خرید لیا۔ بیج بونے کے لئے ماسی ہل سے شروع سے آخر تک کافی جوتائی کی۔ دوسرے کسان جب یہ نتیجہ دیکھا کرتے تھے۔ اس دیہاتی نے گھبوں بونے وقت بھی وہی ہل استعمال کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب قریب کے بونے والے نے کھیت ہرے بھرے دکھائی دیئے تھے۔ اس بیچارے کے کھیت میں انکو سے بھی نہ دکھائی دیئے۔ اس غریبے اسی ہل کو دوبارہ خرید دیا۔ جبکہ کھیت نہ اگنے کی وجہ سے کھیت میں کافی نمی کا نہ ہونا تھا کیونکہ ملک کی چلتے والے ہل بیج میں استعمال نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ کھیت ماسی نمی کم کر دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ کا مقصد یہ تھا کہ کسان اتنے انجان یا ذرا بھولے ہیں کہ یہ نہیں جانتے کہ کس وقت کون سا آلہ کام میں لائیں۔ پھر کس لئے لائیں۔ اسلئے گاؤں سدھار کے کارکنوں کے لئے یہ ضروری ہوئے کہ انھیں پوری طرح سے ہر ایک اصلاح شدہ چیز کے متعلق صحیح معلوم کیا جاوے۔

دیہات میں محکمہ گاؤں سدھار کی طرف سے دیہات کی گلیاں صاف کرائی جا رہی ہیں، گھروں میں کھڑکیاں لگائی جا رہی ہیں، اسکول اور ہسپتال کھولے جا رہے ہیں، کھاؤ بنانے کے گڈھے بنائے جا رہے ہیں، کہیں کہیں بھجن منڈلیاں بنائی جا رہی ہیں۔ زیادہ تر کام انھیں دیہات میں ہو رہا ہے جو بل کی بڑی یا پختہ طرح کے قریب ہیں اور جتنا کہ گورنر صاحب یا گاؤں سدھار افسر صاحب کو نہ عموماً جاسکے اور انکے استقبال کے لئے گاؤں کی گلیاں صاف کرائی جاتی ہیں، جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ زیادہ تر کام ان افسران کی آمد کے وقت تک ہی رہتا ہے۔ اگر ان اصحاب کو وہ مقامات دکھائے جائیں جہاں فصلیں تک نہیں اگتیں، جہاں نہ آبپاشی کا اچھا انتظام ہے نہ سڑکیں ہیں اور نہ ابھی راستے ہیں۔ برسات میں دیہات ایک اچھا خاصہ جزیرہ نظر آتا ہے۔ کسانوں کے گرتے ہوئے گھرایسے ہیں جن کی چھتیں ٹٹک رہی ہیں گھریاں سے بھر جاتا ہے اور گاؤں میں پہنچنے کے راستے بند ہو جاتے ہیں تو شاید ترقی جلد ہی ہو جاتی کہیں کہیں تو کارکنان ایسے ہیں جو خود ہی زراعت کے کام سے بخوبی واقف نہیں ہیں۔

یہ کام جو محکمہ کی طرف سے کئے جا رہے ہیں گوکہ ضروری ہیں لیکن مکمل اصلاح کے لئے ناکافی ہیں۔ پہلی اصلاح تو یہ کرنی ہے کہ ہم کسانوں کے نکلے جسموں پر کپڑے پہنائیں اور ان بیچارے بھوکوں کا پیٹ بھریں۔ بھجن منڈلیوں میں کسان اسی وقت گاسکتے ہیں جب انھیں پیٹ بھر کھانا ملے اور پیپے کے لئے کیرے مل سکیں۔

سلطانپور میں گورنر صاحب نے تقریر کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ گاؤں سدھار اسکیم کا مقصد کھاد کے گڈھے بنانا یا اصلاح شدہ بیج خرید دینا یا گلیاں صاف کروانا ہی نہیں ہے بلکہ انھیں یہ بھی سمجھانا ہے کہ وہ ان چیزوں کو کب اور کیسے استعمال میں لائیں۔

یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ملک کے کام کرنے والے عہدبان وطن نے اس کام میں دل سے جھڑ نہیں لیا لیکن پھر بھی یہ ترقی اُسی طرح ہے جیسے منڈ میں ایک قطرہ پانی ڈال دیا جائے۔ حکومت نے پانچاٹوں کی اصلاح پر زور ضرور دیا تھا تا کہ کسانوں کو عدالتوں میں روپیہ نہ خرچ کرنا پڑے۔ ان کی زراعتی ترقی ہو اور تعلیم کا بھی انتظام ہو سکے۔

پانچاٹوں کی ترقی میں طویل مدتی وقت ہو سکتی ہے جب اس کے پانچ

گاؤں سدھار کے کاموں کا تعلق ان کاموں اور اصلاحات سے ہے جن سے ملک کے دیہاتی اور انجان کسانوں کو ذہنی، سماجی اور فنی ترقی حاصل ہو۔ یہ سب خواہ ان کی تعلیم سے، ان کی آمد رفت کے سے، ان کے سامان بنانے سے، اسکول کھولنے سے یا قانون نافذ کرنے سے جن کی

اگر یوپی کے زراعتی کابھوں سے لکھنے والے ۵۰۰ فارغ التحصیل طلباء کو ہر سال ایک ایک گاؤں میں اصلاح دیات اور کھیتی کی ترقی کے لئے روپیہ دیکر بھیجا جائے اور حکومت کی نگرانی میں انھیں یہ کام سپرد کر دیا جائے تو میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ چند ہی سال میں ہمارے سارے گاؤں دیسے بن اچھے ہو جائیں جیسے مغربی ممالک کے ہیں۔ وہ زمین جو ادھر پڑی ہے ساری ہری بھری دکھائی پڑنے لگے اس اسکیم سے چند ہی سال میں سرکاری زراعتی فارموں کی ضرورت مٹ جائیگی اور جتنا روپیہ ابھی خرچ ہوتا ہے وہ سارے صوبے کے لئے کافی ہو جائے اس کے ساتھ ہی ساتھ ہیکاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ کوآپریٹو بینک روپیہ دیں اور کسانوں کی پیداوار فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے۔

مغربی تجارتیں مثلاً دریاں جونا، شہد کی مکھی پالنا اور گوشت الاٹھ قنم کروانا نہایت ضروری ہے۔ دودھ سے بنی ہوئی چیزوں کی کھیت فی انسان صرف ادنیٰ ہے اور ضرورت ۱۵ اونس فی نفر ہے جیسا کہ محکمہ حفظان صحت کی رپورٹ میں بتایا ہے اسلئے دودھ کی تجارت ملک کو تندرست بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہ کام بھی اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس تجارت میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دیات میں گمشدہ الاقامت کرنے کے لئے پوری مدد دی جائے، گاؤں کے وسائل آمدورفت کا انتظام کیا جائے اور وہ کام جو آجکل ہو رہے ہیں جاری رکھے جائیں میں پہلے بتا چکا ہوں کہ چنایت یا کوآپریٹو موسائیاں ہر ایک گاؤں میں قائم کی جائیں۔ ان کا کام گاؤں میں چکبندی کرانا جو زراعت کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے، ترقی دادہ بیج دینا، کھاد دینا پیداوار کی فروخت کا انتظام کر دانا۔ ان کے مقدمے طے کرنا، کوآپریٹو کھدانا، آبپاشی کا انتظام کر دانا اور دیگر مشینیں دلوانا ہے۔

گاؤں سدھار کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کاغذ اور قلم کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ سرنگھسن نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا۔ دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں ایسے انسان ہوں جو مستقل مزار ہوں ملک کی فلاح چاہتے ہوں، مغربی ترقی کے اسباب سے واقف ہوں اور خود اپنی محنت سے اس پیچیدہ مسئلہ کو کاغذ پر نہیں بلکہ عملی طور پر حل کریں،

بل  
بیسریچ ایسے ہوں جو زراعت میں خاصا دخل رکھتے ہوں اور کھیتی کی ترقی کر سکیں۔ بیشتر پچاسیوں میں وہ لوگ ہیں جو دیات میں مانی اعتبار کے متنازعیت رکھتے ہیں۔ وہ نہ تو زراعت کے متعلق کچھ جانتے ہیں اور نہ اخلاص کرنے کی اہمیت سمجھتے ہیں

ایسے لوگ چنایت اور گاؤں سدھار کو بدنام کرتے ہیں۔ کوآپریٹو موسائیدوں کی طاق سے کسانوں کو کچھ عرصہ کے لئے اور نفع بخش کھیت کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے۔ وہ اس لئے آستے اپنے ٹوٹے گھر کی مرمت اور گہرے خواتے سے لے کر ہاٹوں سے روپیہ لینا پڑتا ہے۔ اور ان کی زمین کے لئے قانون سے سخت ہڑت کے باعث جو احسن روپیہ دینا چاہتے تھے نہ دے سکتے ہیں اس لئے پہلا ضروری کام یہ ہے کہ کسانوں کو یہ کمال سے لے

ملک میں پیسہ کی کمی نہیں کئی دہائیوں سے یہی بات ہے۔ شہر دیں سے گاؤں کی ترقی ہیں۔ پیسہ کے جانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ کوآپریٹو متعلق تجارت نہیں ہے اس لئے لوگ اس غریب میں روپیہ لگانے ہوسٹہ ڈرتے ہیں کہ کہیں نقصان نہ ہو جائے۔ وہ فی روپیہ جمع کرنے کے لئے وہ جگہ جو کسانوں کی ترقی کے لئے قائم ہیں مثلاً محکمہ زراعت، محکمہ امداد باہمی، محکمہ گاؤں سدھار، محکمہ تعلیم، محکمہ آبپاشی وغیرہ یہ آئیں میں ایک دوسرے سے مل جائیں اور زیادہ تر روپیہ امداد باہمی کے ذریعے حاصل کیا جائے۔

زراعتی ترقی میں جو کام دیہاتی پچاسیوں اور کوآپریٹو موسائیاں کر سکتی ہیں وہ کہیں نہیں ہو سکتا۔ کبھی ایک زمانہ تھا جسے پھروں کا زمانہ کہتے تھے۔ اس وقت پتھروں کے آلات سے کھیتی کی جاتی تھی۔ کہیں کہیں پتھر کے کھو اب تک پائے جاتے ہیں۔ اسکے بعد لکڑی کے تل بنے اور پھر لوہے کے ہلوں سے کھیت جوتے جانے لگے۔ یہ سب ترقی تھی۔ اسکے بعد آجکل مٹی پلٹنے میں کہیں کہیں ہلوں کا استعمال ہونے لگا ہے۔ جو ایک بڑی ترقی بھی جاتی ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مغربی ممالک میں

ٹریکٹروں اور بڑی مشینوں سے کھیتی ہوتی ہے۔ کیا ہمارے ملک کے کسان ہمیشہ وہی دسین ہل چلاتے رہیں گے جو کہ ۵۰۰ سال پہلے کام میں لائے جاتے تھے؟ کھیتی کی ترقی اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب یہ بڑی مشینیں کام میں لائی جائیں۔ ملک میں بڑھتی آبادی کو خوراک دینے کا مسئلہ اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب زراعتی پیداوار تھوڑی لاگت سے دوگنی یا تینگنی کی جاسکے اور تبھی ہمارا ملک دوسرے ممالک سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ اگر دیہات ہنس گھوم کر بات کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے دیہات ابھی تک سولہویں صدی کے دیہات ہیں۔ ہندوستان کے شہر ضرور مغربی شہروں سے باڑی لگا سکتے ہیں۔

## پرول

برسات گزرنے کے بعد نصف کاتک میں پرول کے اچھے ڈنخل کاڑ دینے چاہئیں۔ اس کی جوتین یا چار انچ ہی لمبی رہتی ہے۔ زیادہ بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ پہلے کھیت میں جو بیل ہوتی ہے اُسکے کُراسے اور موٹے ڈنخل کو کاٹ کر کیاری میں مبارکھنے کوئی ۳۰ یا ۴۰ دن مٹی اور چھوڑ دینے سے ہی پرول کی بوائی ہو جاتی ہے۔ ہوتے وقت اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ سرسے کے یا کمزور ڈنخل سے پودے نہیں اُگتے۔ ہمیشہ ڈنخل میں کر لگنا چاہئے۔ ڈنخل پختہ وقت خیال رہے کہ بانجھ یا ڈنڈی پیڑوں کی بیل نہ ہو۔ بانجھ یا ڈنڈی اس پیڑ کو کہتے ہیں جس میں پھل نہ آئے ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ بانجھ پیڑ سے پھول پھول پھوڑے یا مدبہ ہوتے ہیں۔ ایسے پیڑ اگر کھیت میں ہوں تو مٹ جائیں۔

پرول بونے کے ۱۵ یا ۲۰ دن کے بعد نئے نئے نخل آتے ہیں۔ جب پیراں آئیں تو اس میں ۲۰ یا ۳۰ دن پر برابر زانی کوٹے رہنا چاہئے اور اسی وقت پرول کے پاس کی مٹی گود دینی چاہئے۔ اس بات کا خیال ہے کہ کھیت میں گھاس نہ اُگنے پائے۔ کبھی کبھی پیڑوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتے رہنا چاہئے تاکہ سب کی ڈالیں ایک میں نہ مل جائیں۔ پرول کی سنبھائی جاوے میں ایک ماہ بعد اور گری میں ۱۵ یا ۲۰ دن بعد کرتے رہنا چاہئے۔

پرول ایک کھیت میں دو تین سال تک چلتا ہے لیکن پہلے سال پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ اور دوسرے سال پیداوار کچھ کم۔ لیکن پھل بڑے بڑے لگتے ہیں۔ پچھ سال کی کھیتی کو قائم رکھنے کے لئے کنوار کاتک جینے میں پُرانی یا سوکھی بیل چھانٹ کر کھیت کی مٹی کو کدال سے گود کر ملائم بنادینا چاہئے۔ اس کی کاشت میں قریب قریب ۳۰ سے ۴۰ روپیہ فی ایکڑ خرچ ہوتا ہے اور ۱۵ سے ۲۰ روپے تک فائدہ ہوتا ہے۔

## پیڑوں کی گملوں میں پرورش کرنا

میں زیادہ دنوں تک پانی رہتا ہے۔ معمولی زمینوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ اور ان زمینوں میں بھی جب بارش زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ عرصہ تک رہتی ہے۔ یہ بات پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ دنوں تک درختوں کے چاروں طرف پانی بھرا رہنے سے درختوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے صرف دہی پودے جو ایسی جگہوں میں نالیوں میں خود بخود اُگتے ہیں انھیں اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ کھلی جگہ میں درخت ان درختوں کے مقابلے میں گملوں میں پرورش پاتے ہیں اچھے ہوتے

پرول ایک اچھی ترکاری ہے۔ اسکے پھل کی ترکاری اور اچار اچھا تیار ہے۔ بچے ڈنخل پتی اور جڑ دوا کے کام آتے ہیں۔

پرول کاشت کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ جو ہمارے زمین اور دیسے گھاگھر کے پھاروں میں ہوتا ہے اور دوسرا دیکھائیوں یا بیڑیوں میں ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے پرول کی کاشت ہر ملک کی جاسکتی ہے۔ اس کا پھل اول الذکر کی بہ نسبت بڑا لذیذ اور کم بیج والا ہوتا ہے۔ اس کی کاشت حسب ذیل طور پر ہوتی ہے۔

اسکے لئے زمین اور دوسری مٹی اچھی ہوتی ہے۔ پرول کا کھیت مٹی میں سے اونچا ہونا چاہئے۔ برسات میں جو زمین پانی میں ڈوب جاتی ہے لیکن اور نہ رہتی ہو وہ پرول کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اسکے پرول اونچی، خشک اور ہلکی زمین میں لگانا چاہئے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ کھیت کے چاروں طرف بڑے درخت نہ ہوں۔ کم از کم کھیت کے جنوب مغرب میں تو خالی رہنا چاہئے کیونکہ سورج کی روشنی سمتوں سے زیادہ پڑتی ہے۔ پرول کی جڑ مٹی میں نہ ہی جاتی ہے۔ اسکے پرول کے کھیت کی مٹی گہری اور ہلکی رہنی چاہئے۔ گہری جوتانی اور لورانی بہت ضروری ہے۔ اسکے لئے مٹی کا استعمال زیادہ مفید ہوگا اس بل سے برسات میں بار بار گہری جوتانی کر کے زمین چھوڑ دیتے ہیں۔ ہریات کے پھرنے اور مٹی اٹھنے پھٹنے سے کھیت میں پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔

پرول کا بیج نہیں بویا جانا بلکہ موٹے اور تندرست ڈنخل بونے آتے ہیں۔ عام طور پر کاتک میں پرول لگانے میں لیکن ہر موسم میں اس کی پیداوار قائم رکھنے کے لئے کاتک سے ماگھ تک ہر جینے میں اسے لوسکتے ہیں۔ کھیت کو ہموار کر کے اس میں کیاری بنائیں اور اس کے بیج کی بلکچھ ڈھالو رکھیں۔ قریب ۴ یا ۵ فٹ کے فاصلے پر پرول کی کیاری ہودتے ہیں۔ ۶ سے ۹ انچ تک گہری رکھتے ہیں۔ کیاری بنانے سے مٹی سے اسی کو بیج کی جگہ اونچی کرنے میں لگانا چاہئے۔

گملوں میں پیڑوں کی پرورش کرنا مہنوعی طریقہ ہے۔ زمین میں تو درخت اپنی جڑوں میں جب اُٹھیں تو ان کے آس پاس سے ملنا بند ہو جاتی ہے اور رنگ چاروں طرف پھیلا لیتے ہیں۔ زمین کی حرارت انہیں بھی تمام سال زیادہ کی زیادتی نہیں ہوتی رہتی۔ اسکے جڑوں کو ان کے پھیلاؤ کے لئے اس سے کوئی خاص رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ زمین میں پانی کے اخراج کے لئے عموماً قدرتی انتظام ہوتا ہے۔ عموماً زمین میں درخت لگاتے سے ان کے آس پاس پانی بھرے رہتے ہوں گے انڈیشہ کم رہتا ہے۔ صرف انھیں زمینوں میں جو زیادہ مٹی یا پکٹی ہوئی

# ریڈیو پروگرام

## ہمارا پنجپیت گھر

لغزہ بجے سے سارے آٹھ بجے شام )  
 ۱۱ اگست ۱۹۴۴ء - رامائن پانچ منڈلی جانوں کی واقفیت جل بازی  
 (بات چیت) راسے بہادر پی۔ این۔ سپرو۔ دادرا۔ شیم بانی۔ پیداوار بھادو  
 آلو (مکالمہ) بجے دست پست خبریں۔  
 ۱۲ اگست ۱۹۴۴ء - دیوی سمید منڈل۔ بچوں کا جلسہ۔ تم  
 بھی سیکھو کھانا پکانا۔ بی۔ آر۔ رسک اور پٹو۔ چرہ کا گیت۔ ستارہ  
 بانی۔ بچوں کی فرمائش۔ بھجن۔ دیوی سمید منڈل۔ خبریں۔  
 ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء - دیسیہ ام جی واس۔ نیائے کہانی۔ بجے۔  
 کے۔ جوشی۔ نعت۔ مرثیہ میں گلوں کے راستے (مکالمہ) رام اجاگر  
 دوپہے اور چھپٹے۔ خبریں۔  
 ۱۴ اگست ۱۹۴۴ء - کورس پنج منڈلی۔ بھائی بہن۔ سریش چند۔  
 شب برات۔ بات چیت فصیح احمد انصاری۔ خبریں۔  
 ۱۵ اگست ۱۹۴۴ء - سادون۔ ستوش کمار سی۔ جیونار۔ کھوٹے  
 کی چیزیں۔ بات چیت۔ پشپا امتر۔ ہنوتھارا خط ملا۔ بھجن شنتوش  
 کمار کی۔  
 ۱۶ اگست ۱۹۴۴ء - سادون۔ یادو بانی۔ بچوں کا جلسہ۔ چٹکے۔  
 چند بھوشن۔ یورپ کا حال۔ مکالمہ۔ بھجن۔ کرپاشکر تیواری۔ ہتھارا خط  
 ملا۔ خبریں۔  
 ۱۷ اگست ۱۹۴۴ء - کیرت ساگر کی لڑائی آلاءا گھوڑا۔ زیادہ  
 غلہ پیدا کرو۔ مکالمہ کاشت۔ مکالمہ۔ کجری۔ کرشنا بانی۔ اس ہفتہ کا  
 پروگرام۔ خبریں۔  
 ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء - جھولا پنج منڈلی۔ تجربہ کے بعد۔ کھیتی  
 بینی مادھو ترنبی۔ گیت۔ لکھ کھراج۔ گھوڑو صنعتیں۔ کبل بنانا (مکالمہ)  
 رام کشن سنگھ اور رمی کا کا۔ خبریں۔  
 ۱۹ اگست ۱۹۴۴ء - کیرت ساگر کی لڑائی (حصہ ۲) آلاءا گھوڑا  
 بچوں کا جلسہ۔ یہ کیا ہے؟ آندھی پانی۔ ممتاز احمد اور چھپٹے۔ بچوں کی  
 فرمائش۔ عنوان کی کھیتی (مکالمہ) خبریں۔  
 ۲۰ اگست ۱۹۴۴ء - لچاری۔ مادھو موہ پارٹی۔ پندرست رہنے  
 کی ترکیبیں۔ شری زائن ددیابھی اور پٹو۔ گیت۔ لکھ کھراج۔ خبریں

برکا بھادے ناسا نواں۔ گیت۔ مادھو اور پارٹی۔  
 ۲۱ اگست ۱۹۴۴ء - کنس کے قید خانے میں (ہنگامہ) سریش  
 چیر ہرن (کویتا) چند۔ بھوشن۔ میا کھیں بڑے کی جوتی۔ بھجن جگ  
 خبریں۔  
 ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء - پنکھٹ کجری۔ ارملادیوی بھادو۔ گودھیرہ  
 کے وقت۔ حساب کتاب (بات چیت) دھنوتی بھشر۔ گیت۔ بھد  
 ہتھارا خط ملا۔ ارملادیوی وغیرہ۔  
 ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء - زردھی۔ پنج منڈلی۔ یورپ کا حال  
 (مکالمہ) دادرا۔ قیصر جہاں۔ ہتھارا خط ملا۔ بجلی دیکھو ڈرے  
 گیت۔ چھپٹے۔ خبریں۔  
 ۲۴ اگست ۱۹۴۴ء - پادوس کو میملین۔ مندرجہ ذیل شعرا۔  
 آنے کی امید ہے۔ کیدار ناتھ۔ نوین۔ گلشی شکر نشک۔ برکھنویا  
 برج نندن اور چند۔ بھوشن۔ اس ہفتہ کا پروگرام۔  
 ۲۵ اگست ۱۹۴۴ء - کیرتن پنج منڈلی۔ جنگلوں کی ضرورت  
 بات چیت۔ آماشکر روپے۔ قوالی۔ نیاز احمد محمد پارٹی۔ گاؤں  
 حال (مکالمہ) بلرام سنگھ اور رمی کا کا۔ خبریں۔  
 ۲۶ اگست ۱۹۴۴ء - دھوبیا گیت۔ راجہ رام اور پارٹی  
 بچوں کا جلسہ۔ تم بھی سیکھو۔ بڑھنا۔ لکھنا۔ (مکالمہ) قیوم  
 نسیم اور چھپٹے۔ کجری۔ لٹی بانی۔ لڑائی کا حال (مکالمہ) بھجن  
 پارٹی۔ بچوں کی فرمائش۔ خبریں۔  
 ۲۷ اگست ۱۹۴۴ء - دادرا منٹا بانی۔ برکھا کی باتیں (۱۰)  
 سریش چند۔ خبریں۔  
 ۲۸ اگست ۱۹۴۴ء - کجری رام جی واس۔ غریب کیوں کا  
 بات چیت۔ اویس احمد اویب بھجن نویدیتا۔ مٹرا۔ برساتی تڑکار  
 (مکالمہ) ام۔ اسے صدیقی اور رمی کا کا۔ خبریں۔  
 ۲۹ اگست ۱۹۴۴ء - بھجن اراتی گھوش۔ گربہ کی روپ  
 مان۔ بات چیت۔ کوشلیا دیوی۔ شہنائی پردھن۔ بسم اللہ  
 مد پارٹی۔ ہنوتھارا خط ملا۔ گیت۔ اراتی گھوش بھد  
 کی فرمائش۔  
 ۳۰ اگست ۱۹۴۴ء - کرا۔ پنج منڈلی لڑائی کا حال چل (مکالمہ) خط  
 پونکا جلسہ کارے میگھا (خاص پروگرام) چند بھوشن۔ ہتھارا خط ملا۔ خبریں



۲۱ اگست سنکھ - ماباد اور پارٹی - زیادہ غریب پیدا کرو - رتھ کی تیار  
 ۲۰ این سٹیک اور چارٹ گیت راج کمار کی شہسپوری - اس ہفتہ کا پروگرام  
 اور - عا - اور پارٹی - خبریں -  
 ۲۲ اگست سنکھ - رامان پٹا - پنج منڈی - تجربہ کے بعد روزگار  
 نہایت - سینکھ سہائے اوتھی - داورا - عبدالحی - غریب کیوں -  
 بل جوں کی کمی - (مکالمہ) رسول احمد - اور سریش چندر خبریں -  
 ۲۳ اگست سنکھ - ملکھان کا بیابہ ہرا (آٹھا) درگا چرن -  
 رویدی - مفر کم کرو - مکالمہ - چندر تشو شری واسدا اور - پٹیل  
 پھول کی فرمائش - پھول کا جلسہ - یہ لیا ہے - بھیا - (مکالمہ) چودھیا  
 اساتذت اور بانو - خبریں -  
 ۲۴ اگست سنکھ - رام راج (فلمی کہانی) سریش چندر خبریں -  
 ۲۵ اگست سنکھ - ملکھان کا بیابہ ہرا (آٹھا) درگا چرن -  
 ان سے واقفیت لگان کا قانون - (بات چرن) این سی پٹیل  
 پٹی - جھمندی (کو تیا) چند - بھو - خبریں -  
 ۲۶ اگست سنکھ - پٹی کماں - (گرام) - صنف چندر بھوشن  
 شش کنندہ این - این تیار - صفت کے ہفت - سینا پروتا - (مکالمہ)

۲۷ اگست سنکھ - ہنوتھار خط ملا -  
 ۲۸ اگست سنکھ - نزدیکی - پنج منڈی - لڑائی کا حال چال -  
 (مکالمہ) ڈھولک کے گیت - گوہر سلطان پھول کا جلسہ - بھینس بھائی  
 پگڑے - کوتیا) چندر بھوشن - جھولا - تھار خط ملا - خبریں -  
 ۲۸ اگست سنکھ - کجری - برتھی حسین - پیداوار بڑھاؤ - سینا  
 (مکالمہ) اسے - آر - علوی اور - جھیلے - داورا - نور جہاں - اس ہفتہ  
 کاپر و گرام - گیت - خبریں -  
 ۲۹ اگست سنکھ - سادون - دوا دارو کے پودے -  
 (بات جیت) ایک ڈاکٹر - قوالی - نظام الدین اور پارٹی - بخت کا  
 استعمال (مکالمہ) بانسہ ی پر دھن - موراسین - خبریں -  
 ۳۰ اگست سنکھ - جھولا - پنج منڈی - پھول کا جلسہ -  
 تم بھی سیکھ ویل جوں - (مکالمہ) - این - این منٹر اور پٹو - داورا  
 زبرہ نازین - لڑائی کا حال چال - (مکالمہ) پھول کی فرمائش - خبریں -  
 ۳۱ اگست سنکھ - لجا - سی - بدھو دھوئی معہ پارٹی بھلونا  
 بنانا - (مکالمہ) کمار بالیند - اور - جھیلے - یورپی - بڑی چندر بھائی -  
 خبریں - جھولا - بدھو دھوئی اور منڈلی

## دکھ کے لمحے

سرسر وہی کیفیت

تارے ڈوبے سورج نکلا رات گئی اور ہوا مویلا  
 بینک دولت ہے آوارہ سا بن ساجن کے من میرا  
 رات کئی تھی سینوں میں اب دن پتائے بے گھیرا

پنج ندی کے تیا اد پر دور بانسری کوئی بجائی  
 دھیمی دھیمی بانسی کی لے میرے دل میں اتری جائی  
 ایسے میں پھر رگ برہ کا گھن کی نیائیں من کو کھائی

ساون روتے بیت گیا ہے بھادوں دکھیں کیا ہے!  
 چین نہیں ہے من کو کہیں بھی ہر دم اسکی یاد تلے  
 ایسا جو میں اسکے بھلاؤں اسے سخن جو ہو ہے بھلائے



## مئی ۱۹۴۴ء میں گرام سدھار

جنگ کے بعد جب فوجی لوگ پھر زراعت کے پیشہ میں داخل ہوں تو انھیں موافق حالات پیدا کرنے کی غرض سے حکومت نے ابھی حال میں صوبہ کے فوجی مرکزوں میں ۲۶۱ نئے گاؤں سدھار منظر کھولنا منظور کیا ہے۔ اسکے لئے کارکنوں کو ۶ ہفتے کی ٹریننگ دی گئی تاکہ وہ گاؤں سدھار اور دیگر محاذوں کاموں سے واقف ہو جائیں۔ موصوہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹریننگ نے نئے نئے بھرتی ہونے والے ملازمین کو مستعد اور منظم بنا دیا ہے۔

کارکنان گاؤں سدھار نے گاؤں کی صفائی کی کوشش کو جاری رکھا اور گاؤں کے باشندوں پر اس کا اچھا اثر پڑا۔ ۲۶۴ سوختہ گڈے بنائے گئے اور ۲۶۶ سوڑا باڑے آبادی سے باہر کئے گئے۔ آبادی سے گھور صاف کرانے کی کوششیں جاری رہیں۔ چنانچہ ۱۰۴۵ گھور آبادی سے بٹائے گئے۔ ۵۲۸ کھنڈروں کو ہوا کر کیا گیا اور ۶۸۶ گڈے پاٹے گئے۔ بیاریوں کو پھینکے سے روکنے کی غرض سے ۱۳۵ کنوؤں کی صفائی کی گئی اور ۱۷۸۵ اشخاص کو ٹیکہ لگایا گیا۔ دیہاتی مکانوں کے لئے ۳۲۱۷ روشن دان دیئے گئے۔ گاؤں سدھار کے دو خانوں میں ۳۶۸۹۲ اشخاص کا علاج کیا گیا۔ ۱۰۷۴ اشخاص کو ابتدائی امداد کی ٹریننگ دی گئی اور ۹۶ دیشیاں ٹرینڈ کی گئیں۔

کھاد پر محفوظ رکھنے کے لئے ۲۸۰۱ کھاد کے گڈے کھودے گئے اور ۳۶۵۱ پیشاب جمع کرنے کے گڈے بنائے گئے۔ آبپاشی کے لئے ۳۴ کنوؤں کی بورنگ کی گئی اور ۱۵۸۵ کنوئیں بنائے گئے۔ ۵۷۵ جدید طرز کے آلات زراعت تقسیم کئے گئے اور ۴۲۲ اچھے سانڈ اور ۳۱۳ عمدہ نسل کے مویشی دیہات کو دیئے گئے۔ ۵۹۸ بیلوں کو بڑھایا گیا اور مویشیوں کی دیکھ بھال کے مرکزوں میں ۲۹۰۹ مویشیوں کا علاج کیا گیا۔

دیہاتی اسکاڈوں کا پروگرام پختہ رہا ہے۔ اس ماہ ٹریننگ پانچو لے اسکاڈوں کی تعداد ۴۲۵۵ کا اضافہ ہوا یہ قریب دہائی میں بہت مقبول ہو رہی ہے۔ اس میں نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے گاؤں سدھار کے کچھ مرکزوں میں مختلف دیہات کے درمیان کھیل اور

ٹور نامنٹ ہوسٹ۔ ۲۱۹ بھجن منڈلیاں اور ۳۳۵۱ جلسے کئے گئے اور گاؤں والوں کو محکمہ گاؤں سدھار کے کاموں سے آگاہ کیا گیا۔ کھیتی کے جدید طریقوں کو مقبول بنانے کے لئے ۱۱۹ زراعتی مظاہرے کئے گئے۔ ۳ بیجا بت گھر اور ۶۹ ٹوبے کے گھر بنائے گئے۔ دیہات کے لئے آل انڈیا ریڈیو سنٹر سے جو پے و گرام برادرانہ ہوتا ہے وہ بہت مقبول ہو رہا ہے جن مرکزوں میں ریڈیو سینٹر ہیں وہاں بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور جنگ کی خبریں، مطالعے اور لگانے وغیرہ سنتے ہیں۔ گاؤں سدھار کی پبلشنگ کڑی نے جی دیہات میں گھوم کر نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ دیہاتیوں کے لئے تفریح مواد فراہم کیا۔

## اچھی فصل کے لئے اہام

مال گذشتہ کی طرح اس سال فصل کے لئے میں بھی حکومت نے اہام اچھی فصل پیدا کرنے والوں کو انعام دینے کے لئے ۱۰۰ روپیہ منظور کیا ہے۔ انعام سالانہ کام کے لئے پوری روپیہ کویت سے منظور کیا تھا۔ اس وقت حکومت کو اس پر گردینا پڑا۔ البتہ اس سال کے اندر اسکا مستحق بن کر کیا جا سکا۔ اس سال متحدہ کویت سے اس بات کے لئے کوشش کی گئی کہ اہام کی رقم سے گاؤں کے پورے فائدہ اٹھا میں۔ گاؤں سدھار احمد صاحب نے گاؤں سدھار لیسونری اہم کے سکریٹری پورے فائدہ اٹھا میں کے لئے کوشش کریں۔ امید ہے کہ گاؤں والے بھی حکومت کی اس اسکیم پر پورا فائدہ اٹھا میں گئے۔

## دیہات میں بیگار

دیہات میں بیگار کا رواج بہت دنوں سے ہے۔ بیگار میں کسانوں سے زیادہ کام بغیر معقول اجرت کے لیا پڑتا ہے۔ حکومت کے گاؤں سدھار کے خدشات گھروں کو حکم دیا ہے کہ جہاں بیگار کے بیگار کار ہوں ان کی کوشش کی جائے کہ ان کے کاموں میں سدھار لیا نہیں دیہات میں بہت سے کام ہوتے ہیں جن میں کامیاب ہو رہا ہے۔

بھوسے ریت کی روٹی کی جینتی کے قیہ میں کمی

جوا۔ ا۔ باجوہ کی کھیتی کرتے والے کسانوں کو یہ معلوم کر کے:

گسٹ سٹاک

ٹریڈ اسکاؤٹوں کی تعداد

ٹریڈ اسکاؤٹوں کی تقرریہ تعداد

شمار

بجنور

۲۰

مظفرنگر

۲۱

بدریوں

۲۲

آگرہ

۲۳

جونپور

۲۴

سیرتھ

۲۵

بستی

۲۶

بارا بنکی

۲۷

گورکھپور

۲۸

متھرا

۲۹

غازی پور

۳۰

پہلی بھیت

۳۱

بتارس

۳۲

بریلی

۳۳

درجہ 'ج' ۵۰ سے کم

نہنی تال

۳۴

بہرائچ

۳۵

الموڑا

۳۶

پرنتاب گڑھ

۳۷

باندرا

۳۸

آتناؤ

۳۹

سیتاپور

۴۰

شاہجہاں پور

۴۱

گردھوال

۴۲

علی گڑھ

۴۳

لکھنؤ

۴۴

جھانسی

۴۵

رائے بریلی

۴۶

سہارنپور

۴۷

کھیری

۴۸

وکی کہ مرکزی حکومتوں نے پہلے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ وہ چھوٹے  
بچے کی روٹی پیدا کرنے والے رقبوں میں پیدا کئے جاسے والے  
وار باجرے کو خریدے گی مگر اب مرکزی حکومت نے اعلان کیا  
ہے کہ وہ آئندہ فصل پر بھی جوار اور باجرے کو خریدنے کو تیار ہے  
س لئے کسان اپنی فصل کی اچھی قیمت حاصل کر سکیں گے۔ کسانوں  
کا چاہئے کہ وہ چھوٹے ریشے کی روٹی کی جگہ دیگر فلوں کی کھیتی کریں۔

مٹی سٹک میں دیہاتی اسکاؤٹوں کی بھرتی کی تفصیل

دیہاتی اسکاؤٹ تحریک دیہات میں بہت مقبول ہو رہی ہے۔  
اس سبب میں تربیت یافتہ اسکاؤٹوں کی تعداد ۲۲۵۵۵ پہنچ گئی  
ہے۔ ماہ مئی میں اسکاؤٹوں کی بھرتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شمار	ضلع	ٹریڈ اسکاؤٹوں کی تقرریہ تعداد	ٹریڈ اسکاؤٹوں کی تعداد
۱	فیض آباد	۳۶۰۰	۷۵۲۱
۲	کانپور	۱۵۰۰	۳۱۱۶
۳	فرخ آباد	۱۵۰۰	۳۰۰۶
۴	ہردوئی	۱۵۰۰	۲۳۱۶
۵	مرزا پور	۲۷۰۰	۴۱۴۳
۶	مین پوری	۱۵۰۰	۲۰۳۸
۷	اعظم گڑھ	۱۵۰۰	۲۰۳۳
۸	مراد آباد	۱۵۰۰	۲۰۱۸
۹	بلیا	۱۹۵۰	۲۳۹۴
۱۰	الہ آباد	۳۱۵۰	۳۲۹۳
۱۱	جالون	۱۵۰۰	۱۶۲۳
۱۲	فتح پور	۱۵۰۰	۱۶۰۱
۱۳	سلطان پور	۲۲۵۰	۲۳۷۲
۱۴	امٹواہ	۱۵۰۰	۱۵۶۶
۱۵	بہمن شہر	۱۵۰۰	۱۵۵۰
۱۶	گونڈا	۳۰۰۰	۳۰۷۵
۱۷	ہری پور	۱۵۰۰	۱۴۸۹
۱۸	امٹواہ	۱۵۰۰	۱۴۸۱
۱۹	دہرہ دون	۱۵۰۰	۱۴۰۱

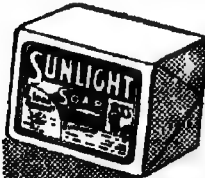
درجہ 'ب' ۵۰ فی صدی سے زیادہ اور ۱۰۰ فی صدی سے کم

اعداد موصول نہیں ہوئے



سٹوڈنٹ سوپ بوشرس سے ایک جواب دیتا ہے...

”اپنے آپ صاف کرنے والی جھاگ کا راز یہی ہے کہ اس میں مچھان دار صابون پایا جاتا ہے۔ اسی جان دار صابون کی وجہ سے جھاگ میں کپڑوں میں سے نکال دینے کے لئے اپنے آپ ہی سے کام کر سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ میل کو لگتے ہی جھاگ اُسکے ساتھ گتے جاتی ہے اور میں کو جھاگ چاہتی ہے وہاں لیجا سکتی ہے۔ جو کچھ پڑے ہوئے جاتے ہیں اور سٹوڈنٹ کی جھاگ اُن میں مل دی جاتی ہے یہ جان دار صابون اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہے اور جبکہ جھاگ کو صاف پانی سے پڑے میں سے پھوڑ دیا جاتا ہے تو میل بھی نکل جاتی ہے۔“



نلا میٹ ط  
اپنے آپ صاف کرنے والی جھاگ والا صابون ہے

# ان کی غذا کو ہر طرح طاقت بخش بنائیے!



جب آپ بچوں کی غذا کے مسئلہ پر وجہ کریں تو یاد رکھئے کہ انہیں ایسی چیزوں کی ضرورت ہے جو طاقت بخش ہوں۔ یہ طاقت بخش۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ غذائیں اپنے حیات بخش عناصر کے لحاظ سے مقدار تلف ہوتی ہیں کہ عموماً بچے پیٹ بھر کر کھانیکے باوجود بھی طاقت سے محروم رہتے ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رکھئے کہ قہرہم کی غذا حیاتیں روٹا من نامیز ڈالڈا میں تیار کرنے سے زیادہ قوت بخش ہو جاتی ہیں۔ لہذا ڈالڈا اس خوراک بنانے سے طاقت سے محروم رہنے کا امکان نہیں رہتا۔ کیونکہ

یہ پکانے کا اعلیٰ روغن ان "غذائی عناصر" سے پر ہوتا ہے جو قدرت کے بہترین حیات بخش ہوتے ہیں۔ ڈالڈا غذا کو خوب اشتہا انگیز بناتا ہے اور طریقہ یہ کہ خاص نیا تلی ہے۔ تمام اساتذت کو جانتا چاہئے کہ ان کو کون سی شے زیادہ طاقت بخش ہوتی ہیں۔ ڈالڈا کی کھانہ کی کتاب بڑے زبان انگریزی میں مختلف مشیلے خوردنی کے چاروں خوراک و دیگر مفید معلومات اور کھانے کی پکانے کے ذریعہ سے نام کی طرح درج ہیں۔ یہ کتاب آپ کو ضرور حاصل کرنی چاہیے۔ چار آنے کے ٹکٹ میں پتہ پورا مل سکتے ہے۔

Dist. E121 P.O. Box No. 353, Bombay.

## ڈالڈا قوت کے لئے

MUM-66-25-00-00

THE HINDUSTAN VANASPATHI MANUFACTURING CO. LTD.



## فہرست مضامین

صفحہ	مصنوع نگار	مضامین
۵۲۹ ...	... جناب حامد اللہ اختر ...	پیام روح (نظم) ...
۵۳۰ ...	... جناب دین بندھو پاتھک ...	پہیٹے کی کاشت ...
۵۳۳ ...	... جناب احمد ندیم قاسمی ...	سونے کا ہار (دہائی) ...
۵۳۷ ...	... جناب جے - پی مشر ...	کسانوں کے مسئلے ...
۵۳۸ ...	... جناب وشنو سہائے ...	تھریک امداد باھمی کا مقصد اور نرفی
۵۴۱ ...	... جناب شری چندر سنہا ...	تاریخ عالم میں امداد باھمی کا درجہ
۵۴۳ ...	... جناب مہاویر برسان شریو استو ...	گھر کے کپڑے مکڑے اور انکا انسداد
۵۴۷ ...	... ... ...	ہمارے جانور ...
۵۴۹ ...	... ... ...	فوجیوں کے لئے رعائتیں
۵۶۰ ...	... رائے بہادر پنڈت شکدیو بہاری مشر ...	دیش بدیش کی بات ...
۵۶۳ ...	... جناب جے - پی - مشر ...	کسانوں کا کوآپریٹو بینک
۵۶۵ ..	... مشر وی - وی - کو کھلے ...	پیوندی بیر کی کاشت
۵۶۷ ..	... مشر پی - جی - ہاندے ...	معدنیات اور جانوروں کی نند رستی...
۵۷۲ ...	... ... ...	ریڈیو پروگرام
۵۷۳ ...	... ... ...	اپنے خیالات





صوبہ متحدہ کی سرکار کے محکمہ گاؤں سداکار کا خاص رسالہ

ایڈیٹر  
للی پرساد پانڈے

رسالہ  
نمبر ۲

ماہوار سبب نامہ  
جلد ۴

چیتا ایڈیٹر  
گائوں سداکار افسر یو۔ پی۔ لکھنؤ

باتصویر  
دسمبر ۱۹۴۴ء

## پیام روح

جناب عابد اللہ افسر میرٹھی

آغاز ہوا ہے اُلفت کا اب دیکھئے کیا کیا ہوتا ہے  
یا ساری عمر کی راحت ہے یا ساری عمر کا رونا ہے  
شاید تھا بیاض شب میں کہیں اکسیر کا نشہ بھی کوئی  
اے صبح یہ تیری جھولی ہے یا دُنیا بھر کا سونا ہے  
تم پھول سمجھتے ہو جن کو وہ میرے پیارے ساتھی ہیں  
تم دُوب بتاتے ہو جس کو وہ میسرانم بچھونا ہے  
تدبیر کے ہاتھوں سے گویا تقدیر کا پردہ اٹھتا ہے  
یا کچھ بھی نہیں یا سب کچھ ہے یا مٹی ہے سونا ہے  
ٹوٹے جو یہ بند حیات کہیں اس شور و شر سے نجات ہے  
مانا کہ وہ دُنیا اے افسر صرف ایک لمحہ کا کونا ہے

# پیشے کی کاشت

از جناب دین بندہ ہاشم

زراعت پیشہ ملک کے لئے یہی ضروری نہیں کہ وہاں کے کسان صرف غلہ ہی پیدا کریں بلکہ اہل ملک کا یہ ضروری فرض ہے کہ وہ دیگر محصولات چیزیں بھی پیدا کریں۔ ہندوستان ایسا ملک ہے جس میں ہر قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں منطقہ حارہ سے لیکر منطقہ بارودہ تک کی آب و ہوا اس ملک میں پائی جاتی ہے۔ کشمیر میں میوے اور گنگا سندھ کے میدان میں گرمی کی کثرت سے ہر قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ جنوبی ہند خط استوا کے پاس ہے۔ وہاں گرم چیزوں کی فصلیں مثلاً سیبیری اناریل بھی ہوتے ہیں۔ پھلوں کی پیداوار بھی کھیتی کا ایک جز ہے۔ کسان سب چیزیں بازار سے نہیں خرید سکتے۔ اس لئے انھیں کھیتی کی تمام چیزیں پیدا کرنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ باغ لگانا بروقت آہٹا غی۔ پودوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں فصل یا پودوں کے مطابق مٹی کی پہچان فصل کے محلے یا پھلوں کی مناسبت قیمت کے لئے خرید و فروخت کی معلومات اور اس فصل کی پیداوار کا وقت پر بازاروں میں بھیجنا اور یہ خیال رکھنا کہ ان کے حیاتین کم نہ ہونے پائیں ان سب باتوں کی واقفیت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ کسان کو کون سی فصل بونے میں سہولت ہو سکتی ہے۔ ہمارے ملک میں باغ لگانے کا رواج زمانہ قدیم سے موجود ہے۔ لیکن ادھر کچھ دنوں سے کسانوں کا رجحان اس طرف سے کچھ کم معلوم ہوتا ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے لوگ پھر توجہ دینے لگے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ امرود اور پیشے کی کاشت کافی ترقی کر رہی ہے۔ اس مضمون میں پیشے کی کھیتی کے بارے میں واقفیت کے لئے ضروری باتیں لکھی گئی ہیں۔

پیشے کی پیداوار افریقہ اور امریکہ کے گرم حصوں میں بکثرت ہوتی ہے وہاں کے بڑے بڑے زراعتی فارموں میں پیشے کی پیداوار پر بڑی تحقیق کی گئی ہے پیشے کی فصل عام طور پر دنیا کے معتدل منطقوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے لوگ اس چیز کی کھیتی کی طرف کافی توجہ دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ کہ پیشہ حفظان صحت کے لئے بڑے کام کا پھل ہے اس لئے پیشہ اور اس کی کھیتی کے بارے میں معلومات کے لئے حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پیشہ ایک ترکاری والا بڑا پودا ہے۔ اس کی پتیاں دھندلی کے پودے کی طرح نوکیلی اور تناکھو کھلا اودھنے دار ہوتا ہے۔ پیشے کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ اس میں نرمادہ قسموں کے درخت ہوتے ہیں جن کے پھولوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ یہ پھلوں میں بھی

اختلاف رکھتے ہیں۔ دور ہی سے یہ درخت نرمادہ کی پہچان دے سکتے ہیں۔ ترپیشے کے پھول لمبی پھول والی شاخوں کے اوپر کچھ میوے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پھولوں سے بڑے پھل نہیں پیدا ہوتے بلکہ چھوٹے چھوٹے پھل کھیرے کی شکل کے پیدا ہوتے ہیں۔

نرمادہ پودوں کی پتلی ٹمٹیوں (پتے تنوں) پر پرگ کیسر واسے پھل ایک انچ سے تین انچ کی لمبی شکل میں لگتے ہیں۔ ان کے اوپر گول گول پھل پیدا ہوتے ہیں۔

پیشے کے پودوں میں کچھ پودے محنت ذات کے ہوتے ہیں ایسے پودوں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

ان پودوں سے نرمادہ پودوں طرح کے پھول اور اچھے پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان پھولوں میں پرگ کیسر اور پھل پیدا کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ان محنت درختوں سے کھیرے کی شکل کے پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن مفید پھل نہیں ہو سکتے۔ اب ان درختوں میں بھی پھل پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تحقیقاتی ادارے اس طرف خاص توجہ دے رہی ہیں۔

نرمادہ درختوں میں خواہ چھوٹے ہی پھل ہوں لیکن وہ اپنے لئے اتنے مفید نہیں ہوتے جتنے کہ نرمادہ درختوں کے لئے۔ نرمادہ درخت نرمادہ درختوں کے پرگ کی زرخیزی لیکر خود کافی زرخیز ہوتے ہیں۔ اس سے نرمادہ درختوں کے پاس نرمادہ درختوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔

پیشہ حرارت پسند پھلدار درخت ہے۔ اس پر پالے کا اثر بھی جلد ہوتا ہے۔ نیکلی۔ یہ نرمالک میں بھی پایا جاتا ہے۔ گرم مالک میں سرد مالک کے مقابلے میں اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر آب و ہوا پر منحصر ہوتا ہے۔ سرد مالک میں اس پر اسی وقت نقصان ہو جاتا ہے۔ جب گہرے طوفان آتے ہوں جس سے پیشے کی نازک پتیاں گر جاتی ہیں اور ریت کے ذرے پیشے کے کچے پھلوں میں زخم کر دیتے ہیں اور پھلوں سے دودھ کی فکڑ میں رس ہوتا ہے۔ یہ رس پھلوں کو بڑھانے والا ہوتا ہے اس دودھ نما رس سے ایک طرح کا مشروب تیار ہوتا ہے جو صحت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

## پیشے کے بونے کا طریقہ

پیشہ پیدا کرنے کے پہلے جاننا نہایت ضروری ہے کہ پیشے کا

رکن چمڑوں کی ضرورت ہے اور وہ کہاں اور کس زمین میں اچھی طرح پیدا ہو سکتا ہے؟ ان باتوں کو جاننے کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں سے واقفیت ہونی ضروری ہے۔

(۱) بیج اور اُس کی اچھائی۔ (۲) بیج کا بونا۔ (۳) زمین کی تیاری۔ (۴) پودوں کا لگانا، بڑھانا اور اُن کی دیکھ بھال اور (۵) پھلوں کو توڑنا اور اُن کا استعمال۔

## بیج اور اُسکی اچھائی کا علم

پھل پیدا کرنے والوں کو اپنے کھیتوں میں پیسے کی فصل لگانے کے لئے ایسے بیج کا استعمال کرنا چاہئے جو برسوں سے اچھے غام پر یا زراعت کے ماہرین کی طرف سے آزمایا جا چکا ہو اور جس کی پیداوار میں کمی نہ ہو پھل اچھے اور بڑے ہوتے ہوں اور اُن میں کسی قسم کی بیماری پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔ اس لئے بیجوں کا انتخاب کرتے وقت حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) درختوں کی نسل۔ (۲) پھلوں کی فصل اور وضعت (۳) پختہ پھل کا رنگ اور گوشت کے کی موٹائی۔ (۴) پیداوار کی مقدار (۵) پھلوں کے تنے پر گھیرنے کی جگہ یعنی درخت میں زیادہ پھل پیدا ہوتے ہیں یا کم؟

ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر کھیتی کی جائیگی تو کاشتکار کو پیسے کی کاشت میں ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔

## بیج بونا

بیجوں کو کہاں اور کس طرح بویا جائے یہ جاننا بھی معمولی بات نہیں اور یہ واقفیت نہایت ضروری ہے۔ بیجوں کو گیارہویں میں یا کسی طشت نما جزیں میں بویا جائے۔ ان دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ کام میں لایا جا سکتا ہے۔

گیاریوں میں ستمبر سے دسمبر تک بیج بویا جا سکتا ہے۔ گیارہویں تک اچھی طرح سیخ دینا ضروری ہے اس کے بعد گیارہویں کی مٹی کو خوب بھر بھری کرے اُس میں بیج بونا دینا چاہئے۔ بیج کے اوپر مٹی کی پستلی تہ پھیر دیں اس کے بعد سیچانی کریں۔

گیاریوں میں ندی کی ریت ملا دینا اچھا ہوتا ہے بیج بونے کے بعد اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ گیارہویں کو گھاس یا کسی چیز کے سبے میں رکھا جائے کیونکہ پانی سوکھ جانے کے وقت نقصان دہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ گیارہویں میں مٹی بھلی ہوا لگنی چاہئے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دن میں گیارہویں میں سیچانی نہ کی جائے۔

مٹیوں میں بھی بیج بویا جا سکتا ہے۔ مٹی ہل چادر کے ہوں۔

مٹی میں بیج بونا، گیارہویں کے مقابلے میں زیادہ اچھا اور فائدہ مند ہے کیونکہ جب بیج سے پودے بڑھ جاتے ہیں تو اُن کو دوسری جگہ کھود کر لے جاتے ہیں پودوں کی جڑیں کچھ نہ کچھ ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس سے بیشتر پودے ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ بڑھنے کے بجائے خراب ہا کر گر پڑتے ہیں ایک ٹین کی چادر دو حصوں میں کر کے اُس پر مٹی ڈال کر گیارہویں بنالی جائے۔ گیارہویں بن جانے پر بیجوں کو اُسی طرح بویں اور سیچیں پودوں کو دو ڈھائی ماہ کے بعد ہٹا کر دوسری جگہ لگا دیا جائے مٹی والے پودوں کی جڑیں نہیں ٹوٹیں کیونکہ اس پر سے مٹی کھسکالی جاتی ہے یہ خیال رکھا جائے کہ مٹی پر زیادہ بیج نہ بویا جائے۔ آٹھ مٹی پر بیچیس تیس بیج کافی ہیں۔ مٹی پر بیج بونا گیارہویں کی بہ نسبت زیادہ مفید ہے۔

مٹی کو کسی جگہ بھی آسانی سے ہٹا کر رکھا جا سکتا ہے۔ یہ ہٹانے والی ضرورت اُس وقت مفید ہوتی ہے جبکہ پودوں کو چھوٹے پھولے کھڑے کوڑوں کا ڈر رہتا ہے۔ سیچانی کے لئے بھی مٹی کو پانی کے نزدیک رکھ سکتے ہیں۔ گیارہویں میں یہ سہولت نہیں حاصل ہوسکتی ملک کی غربت کے خیال سے گیارہویں میں بیج بونا اچھا ہے بشرطیکہ پودوں کو کیڑوں کوڑوں سے بچایا جاسکے۔

## پودوں کا دوسری جگہ لگانا یا روپنا اور اُن کی دیکھ بھال

جب پودوں کو دوسری جگہ لگایا جائے تو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مادہ پودوں کے اس نصف سے کم تر پودے نہ لگائے جائیں۔ جب پودوں کو دوسری جگہ لگایا جائے تو موسم کا خیال بہت ضروری ہے اگر آسمان صاف رہا اور سورج تیز کی سے چمکتا رہا تو اُس کی گرمی سے چھوٹے چھوٹے پودوں کے مرنے جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں پودے نہ لگائے جائیں۔ جب آسمان صاف نہ ہو تو پودوں کو لگانا اچھا ہوگا۔ اگر بادل نہیں ہے تو شام کے وقت پودوں کو لگایا جائے۔

پودوں کے روپنے کے وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب پودے اپنے گڑھوں میں بٹھا دے جائیں تو اُن میں فوراً سیچانی کر دیکھاے اگر پودہ روپنے کے کچھ دنوں بعد آسمان میں سورج کی گرمی تیز ہوتی ہو تو پودوں کو گھاس سے ڈھک دیا جائے تاکہ وہ مرنے نہ پائیں۔ جب پودے زمین میں ٹھیک طور پر لگ جائیں تو گھاس ہٹا دیا جائے۔ جیسے ہی پودے میں پھول آنے لگیں پودوں کی شناخت ہو جانے پر اٹھارہ مہینے مادہ درختوں کے بیج میں ایک نرپودا رکھ دیا جائے۔ ان پودوں میں یہ تناسب بہت ضروری ہے اس سے درخت اچھی طرح پھلے رہیں گے اس سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے ہر سال جو پودہ کم پھا

پک جاتے ہیں۔ جاڑے کی دوسری فصل اخیر دسمبر تک ختم ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی توختوری اور فردری تک رہتی ہے۔ سینچائی کے لئے سئی اور اخیر ستمبر کے مہینے اچھے ہیں۔ پودوں میں ۲۰ پھل سے لیکر ۵۰ پھل تک پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن پھلوں کی پختہ دار کا انحصار زمین اور آب و ہوا پر ہے۔

پیشے کے پودوں میں جو پھل لگتے ہیں ان کا استعمال اس طرح ہوتا ہے۔ پھلوں کو کب توڑا جائے یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے۔ پھل جب درختوں پر رہتے ہیں اس کی صحیح پہچان کرنا ہر کسان کے لئے بہت ضروری ہے۔ جاڑے کے دنوں میں پھل دیر میں پکتے ہیں لیکن گرمی کے موسم میں جاڑے کا دھوکا لگا کر پھلوں کو جلدی نہ توڑنے سے پھل سڑ کر برباد ہو جائیں گے اور کسی کام کے نہ رہیں گے۔ اسلئے گرمی میں پھلوں کو جلدی جلدی دیکھتے تو ہٹنا چاہئے پھل کچے پر زرد ہو جاتے ہیں۔

اگر کاشتکار محض اپنے استعمال کے لئے پھل پیدا کرنا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر وہ پیشے کی کھیتی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ پھل توڑتے وقت ایسے پھل توڑے جو زیادہ نہ پک جائیں۔ ان پھلوں کو بازار بھیجئے تک ان میں کوئی خرابی نہ آجائے اس لئے ایسے پھل جو کم پکے ہوں، توڑے جائیں اور ان کو ایسی چیز میں رکھا جائے جس میں دھکا نہ لگے۔ اس کام کے لئے ہر کسان کو لکڑی کے ایسے بکس بنوانے چاہئیں جن میں پھل چھوٹے چھوٹے جاتے ہوں۔ پھلوں کو بازار تک پہنچانے کے لئے یہ بکس بہت مفید ہوتے ہیں۔ جب پھل پکھنے ہوں تو اس میں کچھ پوال یا کپڑے رکھ دیں تاکہ دھکا لگنے پر بھی پھلوں کو چوٹ نہ لگے اور وہ بازار تک اچھی حالت میں پہنچ جائیں۔ پھلوں کو بازار تک بھیجنے کے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ پھلوں میں کوئی بیماری تو نہیں ہے۔ نیز یہ کہ ان میں کمپس چوٹ تو نہیں آئی۔

پیشے کے پھل صرف کھانے کے کام آتے ہیں بلکہ ان کو کھانے پر کاروبار بھی ہوتا ہے۔ کچے پھلوں کا مربہ بھی بنتا ہے۔ چٹنی بھی بنائی جاتی ہے۔ پیشے کی فصل سے کاشتکار کو کافی فائدہ ہے لیکن کاشتکار ابھی اس کی کھیتی کم کر رہے ہیں۔ ماہران صحت اگر دیہات میں جائیں اور پھلوں کا فائدہ بتلائیں تو کسان کم قیمت میں پیشے کو زیادہ پسند کریں گے اور ان کو اس پھل کی کھیتی سے اچھا فائدہ بھی ہوگا۔

اسے کاٹ دینا چاہئے۔ پیداوار میں کچھ بھی فرق نہ ہوگا۔ جب پودے پھولنے پھلنے لگیں تو یہ ضروری ہے کہ ان کی سینچائی کا پو۔ پو۔ خیال رکھا جائے۔

پھلوں کو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے اور پتیوں کو سرسبز رکھنے اور بڑھنے کے لئے ہوشیاری سے سینچائی کرنی چاہئے۔ ان کیسے کہیں سر دیوار کی سینچائی سے پھلوں کو نقصان پہنچا ہے اس کی کھیتی کرنے والوں کا کہنا ہے کہ جاڑے میں کم سینچائی کی جائے لیکن بڑے بڑے فارموں اور تحقیقاتی اداروں سے ایسی شکایت نہیں آئی گئی۔ گرمیوں کی سینچائی کے بارے میں لوگوں کی مختلف رائے ہیں۔ گرمی کی آبپاشی کا انحصار زیادہ تر زمین اور آب و ہوا پر ہے۔ آبپاشی کے وقت درختوں کے پھیلاؤ اور عمر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر پودے بڑے ہیں اور زیادہ پھلدار ہیں تو جلدی جلدی آبپاشی کرنا ضروری ہے۔ گرمی میں عام طور پر ۲ سے ۳ ہفتے میں ایک بار آبپاشی کرنی ضروری ہے۔

پودوں کے چاروں طرف نالیاں بنا کر سینچائی کرنے سے ان کو زیادہ فائدہ ہوا ہے۔ اس میں پودے جتنے بڑھتے ہیں اتنی ہی زیادہ نالیاں بڑھادی جاتی ہیں۔ ان نالیوں سے جڑ کے حصوں کی بخوبی سینچائی ہو جاتی ہے جس کے باعث پودے اچھی طرح پھلتے ہیں اور سونگھنے بھی کم ہیں۔

پودوں کو بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان میں کھاد ڈالی جائے۔ پودوں کو روپنے کے بعد کھاد کا استعمال کرنا چاہئے ورنہ پودے اچھی پیداوار نہ دے سکیں گے۔ کھاد میں کیماوی کھادیں خاص طور پر سیسہ، مفید ہیں۔ ماہرین زراعت کا خیال ہے کہ ٹائٹرو جاک، سوڈیم، نٹر، پوٹاشیم، سلفر ہر دو ماہ میں دینا ضروری ہے اور سالانہ دس ٹن کالمیو اور ۸ من سے لیکر ۱۰ من تک سلفر فاسفیٹ فی ۱-۲ ایکڑ میں دینا مفید ہے۔ گرمی کے دنوں میں اگر پودوں کے پتے میں پھٹسن ہو دیا جائے تو برسات کے پودوں کو ٹائٹروجن وغیرہ خوراک آسانی سے مل جاتی ہے۔

درختوں کی جڑ کا ٹٹا بہت مضر ہے۔ اس سے درختوں کے پاس جوتائی کے مقابلے میں ہلکی گڑائی کرنا اچھا ہے۔ گڑائی کرنے سے درختوں کی خوراک بڑھیں گی ورنہ گھاس پات کے پونے درختوں کی اصلی خوراک سمجھے جاتے ہیں۔

پھلوں کے پکنے کے متعلق معلومات اور اس کے فائدے

پیشے کے پھل عام طور پر پختہ، میساکھ (اپریل، مئی) میں



## سوئے کا ہار

(از جناب احمد ندیم قاسمی)

نہیں دیکھی اُسکے گلے میں ہار نہ ہوا تو یہ سمجھو۔ عمر بھر اسے اپنی میں نگہ بن کر رہنا پڑے گا۔ بڑوس کی نئی دلہن دیکھی ہے۔ مینڈک ایسی ناگ اور جھاج ایسے کان۔ سیاہ رنگ جیسے تو۔ کافی مل رکھی ہے۔ اور پھر اُسکی چھاتی پر بھی سوئے کا ایک لہبا ہار چمک رہا ہے ہار ضرور خریدنا ورنہ ناگ کٹ جائیگی کے لئے فاتح کا ٹٹنا بھی عبادت ہے۔“

احمد علی گھر سے نکل کر باہر چلا گیا۔ دیر تک ایک چٹان سوچنا رہا کہ جس زمین پر میں نے چالیس برس بل چلایا ہے۔ سہارے میں اب تک زندہ ہوں۔ اور جس کے دم سے گا والوں میں تھوڑی بہت سا کھ تو قائم ہے۔ وہ کسی غیر کے ہاتھ دیدوں اور خود بھوکے کتے کی طرح الگ بٹھ کر آنکھیں جھپکاتا اپنے پاؤں پر آپ ہی کلہاڑی مارنا اسی کو تو کہتے ہیں لیکن عزت بھی تو کوئی چیز ہے۔ ساٹھ سال کی عمر ہے۔ جائے لکب سے چل دوں بیٹا تو کوئی ہے نہیں کہ زمینیں سنبھالے۔ وار کے کام آئیں گی۔ جو ابھی سے میری ذرا سی بیماری کو بھی مرض سمجھنے لگتے ہیں۔ کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھاؤں ایک فقہ میں ہزار فائدے چھپے ہوئے ہوں تو نقصان کو نقصان کہہ بد دیا نئی ہے۔ میں تو برباد ہو جاؤں گا۔ پر میری بیٹی تو سکھی اور اُسکے سکھ کے آگے میرا دکھ ہے ہی کیا چیز! وہ وہاں سے اٹھا۔ شام ہو گئی تھی کاتے کاتے کالے پر کے چھپے سے چاند آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا اور چوٹیوں کے سائے جیسے آسمان سے معلق ہو کر رہ گئے تھے۔

احمد علی گھر واپس چلا آیا۔ بیوی دیسے کی روشنی میں چرخہ کات رہی تھی کہنے لگی۔ ”تم سوچ کیا رہے ہو۔ خیر

برادری میں عمر بھر شرم کے مارے آنکھیں جھکائے رکھنا بہت بڑا عذاب ہے۔ احمد علی کو اس کاشتات سے احساس تھا۔ اور اس لئے وہ دن رات اس فکر میں رہتا تھا کہ اپنی اکلوتی بیٹی کو شادی کے وقت ایک ایسا ہار جہیز میں دے کہ شریکوں کی آنکھیں چندھیا جائیں۔ اور ندامت سے گردیں جھک جائیں۔ تین بیگھے زمین بٹی اور اس کے بھی اکثر حصے ریتلے تھے۔ ساری عمر کوڑی کوڑی جمع کرنا نہ رہا۔ تو کپڑے اور چاندی کے زیور خریدے۔ اب اُسے سوئے کے ہار کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ ہار پر تقریباً اڑھائی تین سو روپے خرچ آتے تھے اور جب ہار کے متعلق سوچتے سوچتے اُس کی نظر اپنی خفیہ پوٹلی پر جا پڑتی جس میں اب ایک پیسہ بھی باقی نہ تھا۔ تو اُس کے چہرے پر اس قدر پسینہ پھوٹ نکلتا کہ بیوی کو اس کی محنت کی فکر پڑ جاتی۔

گلے کی سیاہی ہوئی نوجوان لڑکیوں کے گلے میں سہرے ہار دیکھ کر اُس کا دل بے اختیار اچھل پڑتا۔ اس کی بیٹی ان سب لڑکیوں سے خوبصورت اور سلیقہ شعار تھی۔ نیز وہ حساس بھی تھی اگرچہ وہ حیا سے اکثر خاموش اور گھٹی گھٹی سی رہتی تھی۔ تاہم احمد کو خیال آتا تھا کہ بیٹی کے دل میں یہ آرزو یقیناً موجود ہوگی کہ اسکے سینے پر بھی سوئے کا ایک بڑھیا ہار بٹھائے!

بیوی سے مشورہ کیا تو وہ بولی۔ ”یہ خیال میرے دل میں بھی موجود تھا۔ پر تم سے کہتے ہوئے ڈرتی تھی کہ اتنی رقم کہاں سے لے سکی بہتر تو یہ ہے کہ زمین بیچ ڈالو۔ ہم اب بوڑھے ہو چکے ہیں بہت سی گزاردی۔ تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ محنت مزدوری کر کے یہ بھی کاٹ لیں گے۔ بیٹی ابھی جوان ہے۔ اس نے جی بھر کے دنیا بھی

# پیشے کی کاشت

از جناب دین بندہ ہالک

اختلاف رکھتے ہیں۔ دور ہی سے یہ درخت نرادر مادہ کی پہچان پہنچتے ہیں۔  
نرپیشے کے پھول لمبی پھول والی شاخوں کے اوپر چھ میس پیدا  
ہوتے ہیں۔ ان پھولوں سے بڑے پھل نہیں پیدا ہوتے بلکہ چھوٹے  
چھوٹے پھل کھیرے کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں۔

مادہ پودوں کی پتلی ٹہنیوں (پتے تنوں) پر پرگ کھیر دالے  
پھل ایک انچ سے تین انچ کی لمبی شکل میں لگتے ہیں۔ ان کے اوپر گول  
گول پھل پیدا ہوتے ہیں۔

پیشے کے پودوں میں کچھ پودے مختلف ذات کے ہوتے ہیں  
ایسے پودوں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

ان پودوں سے نرادر مادہ دونوں طرح کے پھول اور اچھے پھل  
بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان پھولوں میں پدگ کھیر اور پھل پیدا کرنے  
کی طاقت ہوتی ہے۔ ان مختلف درختوں سے کھیرے کی شکل کے پھل  
پیدا ہوتے ہیں لیکن مفید پھل نہیں ہو سکتے۔ اب ان درختوں میں بھی  
پھل پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تحقیقاتی ادارے اس  
طرف خاص توجہ دے رہی ہیں۔

نردرختوں میں خواہ چھوٹے ہی پھل ہوں لیکن وہ اپنے  
لئے اتنے مفید نہیں ہوتے جتنے کہ مادہ درختوں کے لئے۔ مادہ  
درخت نردرختوں کے پرگ کی زرخیزی لیکر خود کافی زرخیز  
ہوتے ہیں۔ اس سے مادہ درختوں کے پاس نردرختوں کا ہونا  
بہت ضروری ہے۔

پیشہ حرارت پسند پھلدار درخت ہے۔ اس پر پالے کاثر  
بھی جلد ہوتا ہے لیکن یہ سرد ممالک میں بھی پایا جاتا ہے۔ گرم ممالک  
میں سرد ممالک کے مقابلے میں اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔  
یہ زیادہ تر آب و ہوا پر منحصر ہوتا ہے۔ سرد ممالک میں اس کی  
اُسی وقت نقصان پہنچتا ہے جب گہرے طوفان آتے ہوں جس  
سے پیشے کی نازک پتیان گر جاتی ہیں اور ریت کے ذریعے پیشے  
کے کچے پھلوں میں زخم کر دیتے ہیں اور پھلوں سے دودھ کی شکل  
میں رس بہتا ہے۔ یہ رس پھلوں کو بڑھانے والا ہوتا ہے اس  
دودھ نارس سے ایک طرح کا مشروب تیار ہوتا ہے جو صحت کے  
لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

## پیشے کے بونے کا طریقہ

پیشہ پیدا کرنے کے پہلے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ پیشے کو

زراعت پیشہ ملک کے لئے یہی ضروری نہیں کہ وہاں کے کسان صرف  
غلہ ہی پیدا کریں بلکہ اہل ملک کا یہ ضروری فرض ہے کہ وہ دیگر صنعت پیش  
چیزیں بھی پیدا کریں۔ ہندوستان ایسا ملک ہے جس میں ہر قسم کی فصلیں  
پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں منطقہ حارہ سے ٹیکر منطقہ بارہنگ کی آب و ہوا  
اس ملک میں پائی جاتی ہے۔ کشمیر میں میوے اور گنگا سندھ کے میدان  
میں گرمی کی کثرت سے ہر قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ جنوبی ہند خط استوا  
کے پاس ہے۔ وہاں گرم چیزوں کی فصلیں مثلاً شکاری اناریل بھی  
ہوتے ہیں۔ پھلوں کی پیداوار بھی کھیتی کا ایک جز ہے۔ کسان سب چیزیں  
بازار سے نہیں خرید سکتے۔ اس لئے انھیں کھیتی کی تمام چیزیں پیدا کرنے  
میں کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ بارگ لگانا بروقت آہٹا غی۔ پودوں کی  
چھوٹی موٹی بیماریاں پھل یا پودوں کے مطابق مٹی کی پہچان فصل  
کے لئے یا پھلوں کی مناسب قیمت کے لئے خرید و فروخت کی معلوم  
اور اس فصل کی پیداوار کا وقت پر بازاروں میں بھیجنا اور یہ  
خیال رکھنا کہ ان کے حیاتین کم نہ ہونے پائیں ان سب باتوں  
کی واقفیت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ معلوم کرنا بھی  
ضروری ہے کہ کسان کو کون سی فصل بونے میں سہولت ہو سکتی  
ہے۔ ہمارے ملک میں بارگ لگانے کا رواج زمانہ قدیم سے موجود  
ہے۔ لیکن ادھر کچھ دنوں سے کسانوں کا رجحان اس طرف سے  
کچھ کم معلوم ہوتا ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے لوگ پھر توجہ دینے لگے  
ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ امرود اور پیشے کی کاشت کافی ترقی  
رہی ہے۔ اس مضمون میں پیشے کی کھیتی کے بارے میں وضاحت  
کے لئے ضروری باتیں لکھی گئی ہیں۔

پیشے کی پیداوار افریقہ اور امریکہ کے گرم حصوں میں بکثرت ہوتی  
ہے وہاں کے بڑے بڑے زراعتی فارموں میں پیشے کی پیداوار پر  
بڑی تحقیق کی گئی ہے پیشے کی فصل عام طور پر دنیا کے معتدل منطقوں  
میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے لوگ اس چیز کی کھیتی کی طرف کافی توجہ  
دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ کہ پیشہ حفظان صحت کے لئے بڑے کام  
کا پھل ہے اس لئے پیشہ اور اس کی کھیتی کے بارے میں معلومات کے  
لئے حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پیشہ ایک ترکاری والا بڑا پودا ہے۔ اس کی پتیان رینڈی  
کے پودے کی طرح نوکیل اور تناکھ کھلا اور مدھن دار ہوتا ہے۔  
پیشے کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ اس میں نرادر مادہ قسموں کے درخت  
ہوتے ہیں جن کے پھولوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ یہ پھلوں میں بھی

ٹن میں بیج بونا کیا ریوں کے مقابلے میں زیادہ اچھا اور فائدہ مند ہے کیونکہ جب بیج سے پودے بڑھ جاتے ہیں تو ان کو دوسری جگہ کھدو کر لے جاتے ہیں پودوں کی جڑیں کچھ نہ کچھ ٹوٹ جاتی ہیں اس سے بیشتر پودے ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ بڑھنے کے بجائے خراب ہوتے ہیں ایک ٹین کی چادر دو حصوں میں کر کے اس پر مٹی ڈال کر کیاری بنائی جائے۔ کیاریاں بن جانے پر بیجوں کو اسی طرح پوٹیں اور بیجیں پودوں کو دو ڈھائی ماہ کے بعد ہٹا کر دوسری جگہ لگا دیا جائے ٹن واسے پودوں کی جڑیں نہیں ٹوٹتیں کیونکہ اس پر سے مٹی کھسکالی جاتی ہے یہ خیال رکھا جائے کہ ٹن پر زیادہ بیج نہ بویا جائے۔ آدھے ٹین پر پچیس تیس بیج کافی ہیں۔ ٹین پر بیج بونا کیاریوں کی نسبت زیادہ مفید ہے۔

ٹن کو کسی جگہ بھی آسانی سے ہٹا کر رکھا جاسکتا ہے۔ یہ ہٹانے والی ضرورت اُس وقت مفید ہوتی ہے جبکہ پودوں کو چھوٹے چھوٹے کیرسے مکوڑوں کا ڈر رہتا ہے۔ بیج پانی کے لئے بھی ہم ٹن کو پانی کے نزدیک رکھ سکتے ہیں۔ کیاریوں میں یہ سہولت نہیں حاصل ہو سکتی ملک کی غریب کے خیال سے کیاریوں میں بیج بونا اچھا ہے بشرطیکہ پودوں کو کیرسے مکوڑوں سے بچایا جاسکے۔

پودوں کا دوسری جگہ لگانا یا روپنا اور  
ان کی دیکھ بھال

جب پودوں کو دوسری جگہ لگایا جائے تو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مادہ پودوں کے پاس نصف سے کم نہ پودے نہ لگائے جائیں۔ جب پودوں کو دوسری جگہ لگایا جائے تو موسم کا خیال بہت ضروری ہے اگر آسمان صاف رہا اور سورج تیزی سے چمکنا رہا تو اس کی گرمی سے چھوٹے چھوٹے پودوں کے سر جھانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں پودے نہ لگائے جائیں۔ جب آسمان صاف نہ ہو تو پودوں کو لگانا اچھا ہوگا۔ اگر بادل نہیں ہے تو شام کے وقت پودوں کو لگایا جائے۔

پودوں کے روپنے کے وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب پودے اپنے گڑھوں میں بٹھادے جائیں تو ان میں فوراً سیچائی کر دی جائے اگر پودہ روپنے کے کچھ دنوں بعد آسمان میں سورج کی گرمی تیز رہتی ہو تو پودوں کو گھاس سے ڈھک دیا جائے تاکہ وہ سر جھانے نہ پائیں۔ جب پودے زمین میں ٹھیک طور پر لگ جائیں تو گھاس بٹھا دیا جائے۔ جیسے ہی پودے میں پھول آنے لگیں پودوں کی شناخت ہو جانے پر اٹھارہ بیس مادہ درختوں کے بیج میں ایک نہ پودا رکھ دیا جائے۔ ان پودوں میں یہ تناسب بہت ضروری ہے اس سے درخت اچھی طرح پھلے۔ میں گے اس سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے ہر سال جو پودہ کم پھلے

کن چیرموں کی ضرورت ہے اور وہ کہاں اور کس زمین میں اچھی طرح پیدا ہو سکتا ہے؟ ان باتوں کو جاننے کے لئے۔ درجہ ذیل طریقوں سے واقفیت ہونی ضروری ہے۔

(۱) بیج اور اس کی اچھائی۔ (۲) بیج کا بونا۔ (۳) زمین کی تیاری (۴) پودوں کا لگانا بڑھانا اور ان کی دیکھ بھال اور (۵) پھلوں کو توڑنا اور ان کا استعمال۔

## بیج اور اس کی اچھائی کا علم

پھل پیدا کرنے والوں کو اپنے کھیتوں میں بیج کی فصل لگانے کے لئے اپنے بیج کا استعمال کرنا چاہئے جو برسوں سے کسی اچھے فارم پر یا زراعت کے ماہرین کی طرف سے آزمایا جا چکا ہو اور جس کی زیادہ میں کمی نہ ہو پھل اچھے اور بڑے ہوتے ہوں اور ان میں کسی قسم کی بیماری پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔ اس لئے بیجوں کا انتخاب کرنے وقت حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) درختوں کی فصل۔ (۲) پھلوں کی فصل اور اوصاف (۳) پختہ پھل کا رنگ اور گوشت کی موٹائی۔ (۴) پیداوار کی مقدار (۵) پھلوں کے تنے پر گھیرنے کی جگہ یعنی درخت میں زیادہ پھل پیدا ہوتے ہیں یا کم؟

ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر کھیتی کی بائگی تو کا شکار کو پیسے کی کاشت میں ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔

## بیج بونا

بیجوں کو کہاں اور کس طرح بویا جائے یہ جانتا بھی معمولی بات نہیں اور یہ واقفیت نہایت ضروری ہے۔ بیجوں کو کیاریوں میں یا کسی طشت نما جزیں بویا جائے۔ ان دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ کام میں لایا جاسکتا ہے۔

کیاریوں میں ستمبر سے دسمبر تک بیج بویا جاسکتا ہے۔ کیاریوں کو اپنے اچھی طرح سیخ دینا ضروری ہے اس کے بعد کیاری کی مٹی کو خوب بھر بھری کرے اس میں بیج بویا دینا چاہئے۔ بیج کے اوپر مٹی کی پستلی تھپیریں اس کے بعد سیچائی کریں۔

کیاریوں میں ندی کی ریت ملا دینا اچھا ہوتا ہے بیج بوسے کے بعد اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ کیاریوں کو گھاس یا کسی چیز کے سائبے میں رکھا جائے کیونکہ پانی سوکھ جانے کے وقت نقصان دہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیاریوں میں ٹھکی ہوا لگنی چاہئے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دن میں کیاریوں میں سیچائی نہ کی جائے۔

ٹنوں میں بھی بیج بویا جاسکتا ہے۔ ٹن ہتلی چادر کے ہوں۔



آسے کاٹ دینا چاہئے۔ پیداوار میں کچھ بھی فرق نہ ہوگا۔  
جب پودے پھولنے پھلنے لگیں تو یہ ضروری ہے کہ ان کی سیچائی  
کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔

پھلوں کو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے اور پتیوں کو  
سرسبز رکھنے اور بڑھنے کے لئے ہوشیاری سے سیچائی کرنی چاہئے۔  
کیس کیس سر دیور کی سیچائی سے پھلوں کو نقصان پہونچا ہے اس سے  
کھیتی کرنے والوں کا کتنا ہے کہ جاڑے میں کم سیچائی کی جائے لیکن  
بڑے بڑے فارموں اور تحقیقاتی اداروں سے ایسی شکایت نہیں  
سنی گئی۔ گرمیوں کی سیچائی سے بارے میں لوگوں کی مختلف رائیں  
ہیں۔ گرمی کی آبپاشی کا انحصار زیادہ تر زمین واد آب و ہوا پر ہے۔  
آبپاشی کے وقت درختوں کے پھیلاؤ اور عمر و خیال رکھنا بھی ضروری  
ہے۔ اگر پودے بڑے ہیں اور زیادہ پھلدار ہیں تو جلدی جلدی  
آبپاشی کرنا ضروری ہے۔ گرمی میں عام طور پر ۲ سے ۳ ہفتے میں  
ایک بار آبپاشی کرنی ضروری ہے۔

پودوں کے چاروں طرف نالیاں بنا کر سیچائی کرنے سے  
ان کو زیادہ فائدہ ہوا ہے۔ اس میں پودے جتنے بڑھتے ہیں  
اتنی ہی زیادہ نالیاں بڑھا دی جاتی ہیں۔ ان نالیوں سے جڑوں  
کے حصوں کی بخوبی سیچائی ہو جاتی ہے جس کے باعث پودے  
اچھی طرح پھلتے ہیں اور سوسکھنے بھی کم ہیں۔

پودوں کو بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان میں کھاڈالی جائے  
پودوں کو روپنے کے بعد کھاڈا استعمال کرنا چاہئے درخ پودے اچھی  
پیداوار دے سکیں گے۔ کھاڈوں میں کیمیاوی کھاڈیں خاص طور پر  
مفید ہیں۔ ماہرین زراعت کا خیال ہے کہ نائٹروجن، سوڈیم، پتاشا  
اور سوڈیم سلفر ہر دو ماہ میں دینا ضروری ہے اور سالانہ دس ٹن  
کالمیور اور ۱۰ من سے لیکر ۱۰۰ من تک سلفر فاسفیٹ فی ایکڑ میں  
دینا مفید ہے۔ گرمی کے دنوں میں اگر پودوں کے پتے میں پٹن  
ہو دیا جائے تو برسات کے پودوں کو نائٹروجن وغیرہ خوراک  
آسانی سے مل جاتی ہے۔

درختوں کی جڑ کاٹنا بہت مضر ہے۔ اس سے درختوں کے  
پاس جوتائی کے مقابلے میں ہلکی گڑائی کرنا اچھا ہے۔ گڑائی کرنے  
سے درختوں کی خوراک بڑھتی ورنہ گھاس پات کے پونے درختوں  
کی اصلی خوراک سمجھے جاتے ہیں۔

پھلوں کے پکنے کے متعلق معلومات اور اس کے  
فائدے

پیشے کے پھل عام طور پر رحیت، جیسا کہ (اپریل، مئی) میں

یک جاتے ہیں۔ جاڑے کی دوسری فصل اخیر دسمبر تک ختم ہو جاتی ہے۔  
کبھی کبھی توجہ دینی اور ضروری تک رہتی ہے۔ سیچائی کے لئے مٹی اور  
اخیر ستمبر کے پھلنے اپنے میں پودوں میں ۲۰ پھل سے لیکر ۵۰ پھل تک  
پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن پھلوں کی پختہ دار کا انحصار زمین اور آب و ہوا  
پر ہے۔

پیشے کے پودوں میں جو پھل لگتے ہیں ان کا استعمال اس طرح ہو  
اور پھلوں کو کب توڑا جائے یہ جانتا بھی بہت ضروری ہے۔  
پھل جب درختوں پر رہتے ہیں اس کی صحیح پہچان کرنا ہر کسان کے  
لئے بہت ضروری ہے۔ جاڑے کے دنوں میں پھل دیر میں پکتے ہیں لیکن گرمی  
کے موسم میں، جاڑے کا دھوکا کھا کر پھلوں کو جلدی نہ توڑنے  
سے پھل سڑ کر برباد ہو جائیں گے اور کسی کام کے نہ رہیں گے۔  
اسلئے گرمی میں پھلوں کو جلدی جلدی دیکھتے رہنا چاہئے پھل پکنے  
پر زرد ہو جاتے ہیں۔

اگر کاشتکار محض اپنے استعمال کے لئے پھل پیدا کرتا ہے تو  
کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر وہ پیشے کی کھیتی سے فائدہ اٹھانا  
چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ پھل توڑتے وقت ایسے پھل توڑے  
جو زیادہ نہ پک جائیں۔ ان پھلوں کو بازار تک پہنچنے تک ان میں کوئی  
خرابی نہ آجائے اس لئے ایسے پھل جو کم پکے ہوں، توڑے جائیں اور  
ان کو ایسی چیز میں رکھا جائے جس میں دھکا نہ لگے۔ اس کام  
کے لئے کسان کو لکڑی کے ایسے کس بنوانے چاہئیں جن میں  
چھوٹے چھوٹے خانے ہوں۔ پھلوں کو بازار تک پہونچانے  
کے لئے یہ کس بہت مفید ہوتے ہیں جب پھل رکھنے ہوں تو  
اس میں کچھ پوال یا کپڑے رکھ دیں تاکہ دھکا نہ لگے پر بھی پھلوں  
کو چوٹ نہ لگے اور وہ بازار تک اچھی حالت میں پہونچ جائیں۔  
پھلوں کو بازار تک پہنچنے کے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے  
کہ پھلوں میں کوئی بیماری تو نہیں ہے۔ نیز یہ کہ ان میں کسی  
چوٹ تو نہیں آئی۔

پیشے کے پھل صرف کھانے کے کام آتے ہیں بلکہ ان کا  
تربکاری بھی اچھی ہوتی ہے۔ کچے پھلوں کا مربہ بھی بنتا ہے۔  
چٹنی بھی بنائی جاتی ہے۔ پیشے کی فصل سے کاشتکار کو کافی فائدہ  
ہے لیکن کاشتکار ابھی اس کی کھیتی کم کر رہے ہیں۔ ماہرین زراعت  
اگر دیہات میں جائیں اور پھلوں کا فائدہ بتلائیں تو کسان کم  
قیمت میں پیشے کو ناز زیادہ پسند کریں گے اور ان کو اس پھل کی  
کھیتی سے اچھا فائدہ بھی ہوگا۔

# کہانی



## سوئے کا ہار

(از جناب احمد ندیم قاسمی)

نہیں دیکھی اُسکے گلے میں ہار نہ ہوا تو یہ سمجھو۔ عمر بھر اسے اپنی میں نگہ بن کر رہنا پڑے گا۔ پڑوس کی نئی دہن دیکھی ہے۔ مینڈک ایسی ناک اور چھاج ایسے کان۔ سیاہ رنگ جیسے توہ۔ کالی تل رکھی ہے۔ اور پھر اُسکی چھاتی پر بھی سوئے کا ایک لہبا ہار چک رہا ہے ہار ضرور خریدنا ورنہ ناک کٹ بجائیگی کے لئے فاتحے کا ٹٹا بھی عبادت ہے۔

احمد علی گھر سے نکل کر باہر چلا گیا۔ دیر تک ایک پٹان سوختا رہا کہ جس زمین پر میں نے چالیس برس تل چلایا ہے۔ سہارے میں اب تک زندہ ہوں۔ اور جس کے دم سے گا والوں میں تھوڑی بہت سا کھ تو قائم ہے۔ وہ کسی غیر کے ہاتھ دیدوں اور خود بھوکے کتے کی طرح الگ بٹھ کر آنکھیں جھپکاتا اپنے باؤں پر آپ ہی کلباڑی مارنا اسی کو تو بکتے ہیں لیکن عزت بھی تو کوئی چیز ہے۔ ساٹھ سال کی عمر ہے۔ جائے کب سے چل دوں بیٹا تو کوئی ہے نہیں کہ زمینیں شیعاعے۔ دارا کے کام آئیں گی۔ جو ابھی سے میری دہاسی بیماری کو بھی مرض سمجھنے لگتے ہیں۔ کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھاؤں ایک نقص میں ہزار فائدے چھپے ہوئے ہوں تو نقصان کو نقصان کہہ بدویا نہیں ہے۔ میں تو برباد ہو جاؤں گا۔ پر میری بیٹی تو سکھی اور اُسکے سکھ کے آگے میرا دکھ ہے ہی کیا چیز! وہ وہاں سے اٹھا۔ شام ہو گئی تھی تھکے تھکے کالے پر کے پیچے سے چاند آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا اور چوٹیوں کے سائے جیسے آسمان سے معلق ہو کر رہ گئے تھے۔

احمد علی گھر واپس چلا آیا۔ بیوی دیئے کی روشنی میں! چرخہ کات رہی تھی کہنے لگی۔ ”تم سوچ کیا رہے ہو۔ خیر!

برادری میں عمر بھر شرم کے مارے آنکھیں جھکائے رکھنا بہت بڑا عذاب ہے۔ احمد علی کو اس کاشتت سے احساس تھا۔ اور اس لئے وہ دن رات اس فکر میں رہتا تھا کہ اپنی اکلوتی بیٹی کو شادی کے وقت ایک ایسا ہار جہیز میں دے کہ شریکوں کی آنکھیں چندھیا جائیں۔ اور ندامت سے گردنیں جھک جائیں۔ تین بیگے زمین بھی اور اس کے بھی اکثر حقے ریتلے تھے۔ ساری عمر کوڑی کوڑی جمع کرنا رہا۔ تو کپڑے اور چاندی کے زیور خریدے۔ اب اُسے سوئے کے ہار کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ ہار پر تقریباً اڑھائی تین سو روپے خرچ آتے تھے اور جب ہار کے متعلق سوچتے سوچتے اُس کی نظر اپنی خفیہ پوٹلی پر جا پڑتی جس میں اب ایک پیسہ بھی باقی نہ تھا۔ تو اُس کے چہرے پر اس قدر پسینہ پھوٹ نکلتا کہ بیوی کو اس کی صحت کی فکر پڑ جاتی۔

گلے کی میا ہی ہوئی تو جوان لڑکیوں کے گلے میں سنہرے ہار دیکھ کر اُس کا دل بے اختیار اچھل پڑتا۔ اس کی بیٹی ان سب لڑکیوں سے خوبصورت اور سلیقہ شعار تھی۔ نیز وہ حساس بھی تھی اگرچہ وہ حیا سے اکثر خاموش اور گھٹی گھٹی سی رہتی تھی۔ تاہم احمد کو خیال آتا تھا کہ بیٹی کے دل میں یہ آرزو یقیناً موجود ہوگی کہ اس کے سینے پر بھی سوئے کا ایک بڑھیا ہار بٹھائے!

بیوی سے مشورہ کیا تو وہ بولی۔ ”یہ خیال میرے دل میں بھی موجود تھا۔ پر تم سے کہتے ہوئے ڈرتی تھی کہ اتنی رقم کہاں سے آئے گی بہتر تو یہ ہے کہ زمین بیچ ڈالو۔ ہم اب بوڑھے ہو چکے ہیں بہت سی گزار دی۔ تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ محنت مزدوری کر کے یہ بھی کاٹ لیں گے۔ بیٹی ابھی جوان ہے۔ اس نے جی بھر کے دنیا بھی

بور یوں کو چھوا۔ ”میری زمین کی دولت!“ پھر اپنی بیٹی کی چارپائی کو چھوا۔ ”میری زندگی کا واحد سہارا!“  
اب وہ مزے سے سو رہا تھا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو سورج نیزہ بھرا بھر چکا تھا اس کی بیوی باہر دھوپ میں دودھ بلوکر مکھن نکال رہی تھی اور بیٹی چھاج میں غلہ پھٹک رہی تھی۔ پڑوس میں ڈگڈگی بجنے کی آواز آرہی تھی۔

وہ چارپائی پر اٹھ بیٹھا۔ ڈگڈگی والا اسی کے گھر آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک بندریا جھومتی جھامتی آرہی تھی! ”تیرا گھر آباد۔ تیرے دشمن برباد۔ تیرے بچے کی خیر اپنے پیر کے صدقے بوڑھی بندریا کو کچھ کھلا دے۔ بے مانی! اپنے بچے کا نام بتا۔ بندریا تیرے بچے کی شادی پر اپنا چاہتی ہے!“ احمد علی کی بیوی بولی۔ ”میرا لڑکا کوئی نہیں فقیر!“

تیری لڑکی بٹے۔ تو اپنی آنکھوں سے اس کو سہاگن دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اس کے گلے میں سونے کا ہار ڈالے۔ ”چھاج پھٹنے کی آواز بند ہوگئی۔ مکھن نکالنے کی آواز بند ہوگئی۔ احمد علی کے دل دھڑکنے کی آواز بند ہوگئی! ڈگڈگی والا سوچنے لگا کہ اس کے منہ سے کونسا ایسا نازیا کلمہ نکلا کہ گھر کا گھر دم بخود ہوکر رہ گیا! بندریا کے دم کے بال بھی کھڑے ہو گئے؟

دنیا کے بڑے بڑے واقعات اور ان ذرا ذرا سے حادثات میں آخری فرق ہی کیا ہے۔ یہ تھا سا واقعہ احمد علی اور اس کی بیوی کے لئے کتنا عظیم الشان واقعہ تھا! زندگی کی ساری تمناؤں کی معراج! واقعات کی فطرت دلوں کی دھڑکن سے بچپانی جاتی ہے۔ جب نیولین ایلیس کی برفانی چوٹیوں کو روندتا ہوا ان کی دشوار گزار پیر مسکراتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا تو کیا اس کے دل کی دھڑکن احمد علی کے دل کی دھڑکن سے تیز ہوگی؟

احمد علی نے اپنی پگڑی اتار کر ڈگڈگی والے کو دیدی۔ من کی بات بوجھ کر دے دینے والے فقیروں کو انسان جو بھی دے کم ہے۔

مجھے تو ہمار کی اُکھن نے بیمار کر دیا ہے۔“  
”زمینیں بیچ ڈالو سو بات کی ایک بات کہی تھی میں نے!“  
”مگر اپنا پیٹ کیسے بھرے گا؟“

”اپنا پیٹ کاٹ کر ہی اولاد کا پیٹ بھرنا پڑتا ہے۔ جلدی ہی کوئی خریدار نہ ہونڈ نکالو میں اپنی لاڈلی بیٹی کو بن ہمارے مولیٰ تو میری آنکھیں پھوٹ جائیں۔ سہاگن کے سینے پر ہار نہ تو مجھے تو اللہ قسم رونا آجاتا ہے!“

احمد علی بہت دیر چارپائی پر آنکھیں نہ کئے بیٹھا رہا۔ ی کے خاٹوں سے تنگ آکر لیٹ جاتا تو اپنی بیٹی کے خوات کوئی بے حسی سانغمہ گنگنائے سے پھر اٹھ بیٹھتا۔ چارپائی اتر کر چلنے پھرنے کو جی چاہا۔ باہر مھاو میں پڑ رہی تھیں اندر بیٹھنے کی جگہ نہ تھی کسی وقت آنکھ لگی مگر یہی دو چار جیسے کسی نے دل میں سوئی جھوٹی کانپ کر سر اٹھایا۔ ازسے کی طرف دیکھا کہ شاید باہر پو پھوٹنے کے آثار ہوں۔ اٹوپا ادھیرا تھا۔ اس کے سر ہانے غلے کی بور یوں کے ہا ایک ٹڈی اپنا کر خست نعمہ الاپ رہی تھی۔ اُسے ایسا عسوی جیسے یہ نعمہ اُس کے دماغ میں تیز نشتر کی طرح تیرتا جا رہا تھا۔ اُس نے گھبرا کر بور یوں کے قریب زور سے تالی بجائی ن خاموش ہوگئی۔ اور وہ اپنے سوئے ہوئے بازو پر تپا ہوا سر رکھ کر اسی بے نتیجہ سوچ میں غرق ہو گیا۔

انسانی دل دھڑکتا نہیں۔ ہر لمحے نئے آبادے تخلیق ہوتا ہے کئی پیدا ہوتے ہی رد کر دیئے جاتے ہیں۔ اور کئی بے بڑے ہو جاتے ہیں کہ دل کی سی محدود دیا ر دیواری میں بس سہا سکتے۔ کسی کسی طرف سے باہر نکل پڑنے کے لئے تاب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر یہ ارادے بھی آخر کار رد جاتیں تو دل اس ساغر کی طرح بے رونق ہو جاتا ہے۔ اس میں سے شراب انڈیل لی گئی ہو۔ احمد علی کا یہ ارادہ لگا۔ ہا۔ کوئیلیں جھوٹیں۔ کوئیلیں شاخوں میں تبدیل ہو گئیں۔ خیں پتوں کے بوجھ سے زمین پر جھک گئیں۔ اور اُنھوں زمین میں اپنی جڑیں اتار کر مختلف درختوں کی صورتیں اختیار لی۔ احمد علی کو اپنا ارادہ گاؤں کے پگھٹ کے کنارے کے ہوئے بڑی طرح نظر آنے لگا۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر

(۲)

احمد علی نے ایک میلہ سا پٹکا سر کے گرد لپیٹا اور باہر جانے لگا۔ بیوی نے اسے چھاپہ پیسے کو کہا۔ اور بولی۔ بد آج تو خوب سوئے!

شاید اُس نے شوہر کے بستر کی شکنیں نہیں دیکھیں تھیں۔ احمد علی نے کہا ”جانے آج کیوں گہری نیند آئی۔ چھاپہ جلدی لے آ۔ مجھے بٹے ضروری کام پر جانا ہے!“

”بڑا ضروری کام!“

اسکی بیوی کا ہاتھ کانپ گیا۔ وہ جانتی تھی کہ بڑا ضروری کام کو نسا ہے۔ آپ سے آپ اس کی نظر اپنی میٹھی کے سینے پر جا پڑی۔ جو موٹی سی نیلی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس نیلے پردے کو چیر کر اس کی تنگا پس ایک منہرا ہار دیکھنے لگیں جس کے وسطی حصے میں ایک سرخ رنگ کا نگینہ مسکرا رہا تھا۔ پڑوس کی نئی دھن کے بے کی طرح!

احمد علی چھاپہ پی کر ذیلدار کے گھر گیا۔ وہ ڈیوڑھی کے باہر دھوپ میں بیٹھا چوپان کے کش لگا رہا تھا۔ احمد علی کو انسا سویرے آتا دیکھ کر بولا۔ ”کیا بات ہے احمد علی؟ خیر تو ہے نا؟ آج صبح صبح کیسے آنا ہوا؟ جیتھی کا کام کب شروع کر دے گے۔ کوئی میرے لائق خدمت ہے؟“

احمد علی ایک مختصر سے سوال کے مختصر سے جواب کا خوش مند تھا۔ بولا۔ ”دکک جی! مجھے اپنی زمین بیچنے کی ضرورت پڑی ہے۔ اگر آپ اس وقت تک مشت رقم ادا کر دیں تو میں انتقال آپ کے نام چڑھا دوں۔“

ذیلدار نے جواب دیا۔ ”نقد رقم میرے پاس موجود نہیں۔ دونوں لوگوں نے چھ ماہ سے پھونکی کوڑی تک نہیں بھیجی۔ غلہ اب کے بکا نہیں بہت سستا تھا۔ گرائی کا انتظار تھا۔ مگر پچھلے دنوں بارش ہو گئی۔ میں ماہ دو ماہ کے بعد رقم دیکوں گا۔“ احمد علی مایوس ہو کر بولا۔ ”بھینے دو بھینے کون انتظار کرے۔ ملک جی! آپ کی جیتھی کا کام تو بس آٹھ دس دن کے بعد ہونی والا ہے۔ لڑکے والے تنگ کر رہے ہیں۔ اس کی چھٹی ختم ہونی والی ہے۔ اور ادھر سرحد پر لڑائی شروع ہے۔ اُسے پھر چھٹی نہ ملے گی۔ اگر آپ نہ خرید سکیں تو میں چودھری نبی بخش سے بات کر دوں۔“

میرے دشمن سے۔“

”مگر مجبوری ہے نا ملک جی!“

”یعنی تمہیں میری پردا نہیں؟“

ذیلدار نے طعنے میں آکر اس زور سے حقے کا کش

دو چار کوٹے چلم میں سے اچھل کر فرش پر جا گرے!

گھاؤں کے سردار سے دشمنی مول لینا بہت ہنگامو لیکن میٹھی کی شادی کو معرض التوار میں ڈالنا بھی احمد علی کے میں اچھی بات نہ تھی۔ سوچنے لگا۔ ”مفت میں برادری میر ہوگی کہ حبیب خالی تھی۔ گھبرا گیا۔“

اُسے معلوم تھا کہ ذیلدار اپنے مخالفین کو بیگار میں بکھاتا ہے۔ کار کے کام پر بھیج دیتا ہے۔ پولیس والوں کے آ۔ اُن کے گھر سے مرغیاں مفت پکڑ دالیتا ہے۔ ان پر سرکار سے لکڑیاں کاٹ کر لاسے کا الزام دھکر بیس بیس روپیہ کر دیتا ہے۔ رات کو جو کیدار ہاتھ میں درانتی دے کر اُن فصل کٹوا سکتا ہے! لیکن سونے کے ہار کی جگہ گا بٹا۔ ان خیالات پر چھا گئی۔ اور وہ چودھری نبی بخش کے کی طرف اس تیزی سے چلے لگا کہ گلی میں اس کے پیچھے دیر تک غبار کی ایک لکیر سی نظر آتی رہی!

چودھری نے زمین کی آدھی قیمت بتائی۔

احمد علی نے اس پر اعتراض کیا۔ تو وہ بولا۔ ”تو پھر اور بیچ ڈالو۔ میری طرف سے تمہیں آزادی ہے۔ ذیلدار ہاں بیچ دو۔“

”نقد روپیہ اور کون دیگا۔“

احمد علی جیسے اپنے دل سے مشورہ کر رہا تھا!

”ہاں ہاں۔ میری طرف سے تمہیں کوئی رکاوٹ نہیں۔“

نے اپنا فیصلہ بتا دیا۔ منظور ہو تو نقد لو۔ اور رسید لکھ دو۔

اُس نے ایک طرف ہاتھ بڑھایا۔ نکلے کے پیچھے سے

تھیلی چھن چھن کرتی احمد علی کے سامنے آگری۔

احمد علی کی بغض رقص کرنے لگی۔ سونے کا ہار فضا پر

ہوا کہیں غائب ہو گیا۔

اُس نے چودھری کی کھمی ہوئی رسید پر انگوٹھا لگا کر

سورہ پٹے لے لئے اور اپنے گھر آئے لگا۔ زمین بک جا

چنگر میں سونے چاندی کے زیور بچا کئے آیا۔ اور انھیں  
لینگ پر رکھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ عورتیں اس چنگے دیکھتے ہانگو  
دھیمکرا آگشت مرنداں ہو گئیں اور ایک دوسرے کے ہاتھوں  
کو چھو چھو کر کہنے لگیں "اسے اس سے بڑھیا ہے دیکھ تو سہی  
جیسے لینگ پر آگ جل رہی ہے۔" !  
نفا ستر گوشیدوں کی ستر ستر اہٹ سے معمور ہو گئی۔ دھمکے کا  
ہار! سونے کا ہار! آدھ پاؤ سونے کا ہار! — احمد علی  
نے اپنے خاندان کی لاج رکھ لی۔"

ناگاہ بوڑھوں کے گھمے سے ذیلدار نکلا۔ اور احمد علی کے  
کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا "مبارک ہو احمد علی! خدا کرے میری  
بھتیجی سکھ چین سے سہاگ کی زندگی بسرے۔"  
اس نے بڑھ کر ہار اٹھالیا۔ تمام مجمع دم بخود کھڑا تھا۔  
سب کے لبوں پر تعجب انگیز مسکراہٹ تھی۔ احمد علی کی حقیقت  
ایسے گراں بہا ہار سے بہت کم تھی۔ یہ اسکی محبت پروری کا ایک  
معجزہ تھا!

ذیلدار ہار کو اپنی آنکھوں کے بہت قریب لے گیا۔ اٹ پٹ  
کر دیکھنے لگا۔ اور جھبر سے گھمے میں بلند آواز سے بولا "احمد علی  
یہ تو نقلی سونا ہے۔"

گھمے پر مردنی سی چال گئی۔ ذیلدار کچھ وقفے کے بعد بولا "یہ  
تو نقلی سونا ہے۔ دس پندرہ روپے کا ہو گا یہ ہار۔ چمک دمک  
تو بہت زبردست تھی اسکی۔"

احمد علی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں نے تو یہ ہار  
ڈھائی سو روپے میں خریدا ہے۔"  
ذیلدار بولا۔ "خریدا ہو گا۔ مگر اصل میں یہ ہے۔ پندرہ ڈو  
کا۔ انہ پر سونے کا مہج چڑھا ہوا ہے۔ امیر چند سارا! ادھر آنا  
ذرا۔ یہ ہار دیکھنا۔"

احمد علی کی قسمت کا فیصلہ امیر چند کی زبان کی ایک ذرا سی  
حرکت پر منحصر تھا۔ امیر چند نے عینک چڑھا کر ہار کو بغور دیکھا۔ اور چنگیر  
میں رٹھتے ہوئے بولا۔ "تو نقلی ہے۔"

ہر طرف چرمیگوئیاں ہونے لگیں۔ عورتیں ناک پر اٹھل رکھ کر  
احمد علی کا مسخر آڑا نے لگیں۔

احمد علی لینگ کے رنگین پائے کا سہارا لے بت کی طرح کھڑ  
رہا۔ وہ اپنی آنکھیں تک جھپکنا نہ بھول گیا!

دلہن ڈولی میں سوار ہونے کو تھی کہ اس کا پاؤں پھسل گیا۔  
اور وہ دھڑام سے فرش پر آ رہی۔

ذیلدار سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے حواریوں کے  
ساتھ ایک گلی میں مسکراتا جا رہا تھا۔

یال سے اس کے دل میں ایک شعلہ سا بھڑک اٹھا تھا۔ اور بگڑی  
بندھے ہوئے ڈھائی سو روپے کو چھو کر اس کے ہونٹوں پر  
راہٹ کھینے لگتی تھی۔ خیالات کے مدوجز سے اس کے قدم لڑکھڑا  
تھے۔ راستے میں سوچا کہ اب ہار لیکر جاؤں تو لطف آئے۔  
بار تو بیوی کا دل دھک سے رہ جائے گا بے چاری خوشی سے مَر  
ئے۔!

تین میل دور ایک قصبے کے بڑے سنار کو وہ اچھی طرح جانتا  
اس نے چاندی کے تمام زیور اُسی سے خریدے تھے۔ سیدھے آ  
ے تپاک سے ملا۔ ہاتھ ٹیک کر تعظیم کے طور پر اٹھا۔ اور پھر گدی  
یٹھ گیا۔ اپنی سانسوں کو جو اٹھنے کی کوشش میں مگمگاتھا ہو گئی  
و۔ اپنی اصل حالت میں لاسنے کی سعی کرتے ہوئے بولا۔ ادھر  
سے پاس تشریف رکھئے۔ منائے کیسے آنا ہوا۔ آپ تو ہمارے  
لے گا کہک ہیں اور پرانے گا کہوں سے ہم عام دکانداروں کا  
ڈ نہیں کرتے۔ برساتا کی قسم آپ تو میرے بھائی ہیں!

احمد علی نے شکریہ ادا کر کے ہاروں کی فرمائش کی۔ اب کے  
ہ اس تیزی سے اٹھا۔ جیسے رجز کا ہلکا ہلکا غبارہ پھونک مار  
ہوا میں اڑنے لگے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لوہے کی ایک الماری  
لیا۔ ایک زرنگار صندوقچہ نکالا۔ اور جھاڑ پونچھ کر احمد علی کے  
پاؤں میں رکھ دیا۔ یہ سب آپ کا مال ہے۔"

احمد علی کے ہتھے پھر کئے گئے۔ سانسیں تیز ہو گئیں۔ آنکھیں  
اٹھیں۔ ہاتھوں میں رعشہ آ گیا۔ صندوقچہ کھولا۔ تو آنکھیں  
ہو گئیں۔ اس نے ایک لمبا سا خوبصورت ہار بچن لیا جس کے  
لمبی جھٹے میں سرخ رنگ کا ایک نگینہ مسکرا رہا تھا۔ پڑوس کی  
دلہن کے ہار کی طرح!

"اس کی قیمت ۹۰  
سیدھے پھونکنی کو ہاتھ میں گھاتے ہوئے کہا، آپ سے  
بات کروں گا۔ ڈھائی سو روپیہ۔"

"میں نے لیکن دیکن کی تو گنجائش ہی نہیں رکھی۔ ملک  
علی اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اُس سے پورے  
سو خریدتا۔ لیکن آپ میرے پرانے گا کہک ٹھہرے۔ میرے بھائی  
ات کے دام بتائے ہیں۔ یہی سمجھوں گا کہ باقی رقم اپنی بھتیجی  
شادی کی خوشی میں پیش کر دی۔"

احمد علی کی جیب سے ڈھائی سو روپیہ اُگل دیا۔  
(۳)

شادی کے دن جب جہیز محن میں بچھا یا گیا۔ تو احمد علی ایک

## کسانوں کے مسئلے

(ارجاع ہے۔ پی۔ بی۔ ای۔ ایم۔ اے۔ پی۔ کام پبلیشنگ فیرس کوآپریٹو ڈیپازٹس پریس۔ پی۔)

وکللی تو کھائے گو کیا سوچئے تک تو نہیں نصیب ہوتا اور کسانوں کے غم  
بچے ان کے لئے ترستے ہی رہتے ہیں۔ تن ڈھا کئے کے لئے ان کے ہر  
ایک دھوئی اور ایک انگوٹھا کے علاوہ دوسرے کپڑے نہیں جوتے اور  
عورتوں و بچوں کے پرانے کپڑوں میں کمی پوری نہ لگے رہتے ہیں۔ موت  
گرمیوں کو کسی طرح عزت کی حفاظت ہو جاتی ہے مگر دوس اور ماگھ  
کے کڑا کے کی سردی میں بغیر شہر سے جتنی ہے زیادہ تران  
کے دالان و چوہا لیں ہی ان کے گھر پر۔ بی مٹی کے بنے ہوتے  
ہیں اور جن کے اوپر کھاس پھوس کے چھپرے پڑے ہوتے ہیں۔ ان میں  
نہ گھر کی ہے نہ دروازے صرف ایک چڑا دروازہ ہوتا ہے جس سے  
آمد و رفت ہوتی ہے۔ وہ جاہل ہیں ان کے اوپر قرین کا بوجھ لگا ہوتا  
ہے اور انھیں صفائی و صحت کا ذرا بھی خیال نہیں ہوتا۔ آرنڈ پٹیز  
کا قول ہے کہ، "گھاس پھوس یا تاڑکی نہیں سے چھایا ہوا مٹی کا  
گھر کسان کا محل ہے۔ اسکا کچھونا پودوں کا ڈنکل یا پول کا ہوتا  
ہے جو بونٹکل، بچا، اونچا ہوتا ہے۔ چٹائی ہوتی ہے تو اس کچھونے پر  
ٹالہ بٹا ہے ورنہ یوں ہی سوتا ہے۔ اسکے گھر میں نہ دروازہ ہوتا  
ہے نہ کھڑیاں ہوتی ہیں ایک مٹی کا چبوترہ باہر بنا ہوتا ہے اور  
وہی اسکی آرام گری ہے۔ پینے کے لئے اسکے پاس دوسری دھوئی  
بھین ہوتی۔ وہ کسی جتن میں حقد نہیں لیتا۔ اسکا مذہب اسے  
عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی لئے وہ اس وقت تک صابر و زکیا  
نہ رہتا ہے جب تک قحط اسے پیٹھ کے بل نہیں گرا دیتا۔"

۱۸۸۵ء میں آسام کے چیف کمشنر سر چارلس ایلیٹ نے لکھا  
تھا اور مجھے یہ لکھنے میں ذرا بھی جھجک نہیں کہ آرمے سے زیادہ کسان  
سال کے ایک سہ سے لیکر دو سہ سہ تک یہ بھی نہیں جانتے کہ  
پیٹ بھر کھانا کسے کہتے ہیں "شاید لوگ یہ کہیں کہ یہ ذکر چالیس  
سچاس سال پہلے کا ہے لیکن اب کسانوں کی حالت ایسی نہیں ہے۔  
جو کسان ہیں انکو کسانوں کے درمیان میں رہنے کا دعویٰ کرتے ہیں  
وہ یقیناً اس بات کا اعتراف کریں گے کہ کسانوں کی حالت آجکل اور  
بھی بگڑی ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا دکھ کی بات ہو سکتی  
ہے کہ جو کسان دوسروں کو رزق دے آئے خود پیٹ بھر رہی نہ  
لے جو دوسروں کو کپڑے پہنائے وہ خود نگار رہے اور جو دوسروں کے  
لئے محل بنائے ہیں مذد دے خود اسے رہنے کے لئے ڈھکی پھینکی  
جھونپڑیاں ہی نصیب ہوں۔ ہائے گاڑیوں اناج پیدا کرنے والے کی  
ملکیت، قرض۔ انھیں سب گھروں کی وجہ سے اس میں امید کڑا  
بھی جھک نہیں نظر آتی۔ اسکے برعکس اداسی اور حوصلے کی کمی نے  
انکے دل میں گھر بنالیا ہے۔ سچ ہے ہندوستانی کسان اب زندہ نہیں ہے

ملک کی مردم شماری کے مطابق جندوستان کی کل آبادی ۲۸ کروڑ ۲۸ لاکھ ہے جس میں تقریباً ۷۰ فیصدی کسان ہیں۔ یہاں شوگر کی تعداد بہت کم ہے لیکن دیہاتوں کی تعداد ۱۰ لاکھ ہے۔ اسی لئے جندوستان اپنے شہروں میں نہیں بلکہ اپنے دیہاتوں میں آباد ہے۔ مرکزی و صوبائی حکومتوں کی آمدنی کا نصف حصہ کسان دیتا ہے اور کسانوں ہی کے اوپر سرکاری ملازم، وکیل، ڈاکٹر، مل مالک، مزدور و تاجروں کی تجارت و روزی منہر ہے۔ ۱۹۶۱ء کی اقتصادی مشکلات کے وقت حکومت کی آمدنی ٹھٹھ جانے کے باعث سرکاری ملازموں کی تنخواہیں کم ہو گئی تھیں۔ وکیلوں کی وکالت کم چلنے لگی تھی۔ ڈاکٹر اپنے لئے پریشان تھے۔ اور تاجروں و مل مالکوں کے کام میں بھی کمی کی نظر آئے تھے۔ چاروں طبقوں میں مصیبت اور بھئی کا درد دور تھا اور غریب مزدوروں کو تو نوکری ہی ملنی مشکل ہو گئی تھی، ان سب باتوں کا باعث محض غلے کے نرخ میں جھوڑا زانی جو بارے سے کسان کی ریڑھ کا ٹوٹنا تھا۔ اگلے کسان ہی ملک کی جان ہیں اور وہی ہمارے رزق دینے والے ہیں۔ کسان کی ترقی ملک کی ترقی ہے اور کسانوں کی تخریب ملک کی تخریب ہے۔

ایک وقت تھا جب ہندوستان کا کسان سب سے زیادہ خوش  
سمجھا جاتا تھا کہ وہ دکانیں نام نہک۔ تھا و وہ دھکی اسے گھری  
میں ضرورت سے کہیں زیادہ ہوتا تھا ایکس اس وقت بھی تھے گروہ  
بہت آسانی سے اور اگر دیئے جاسکتے تھے۔ قرض کا بوجھ تھا اور ان کی  
ڈھکیاں و کشتیاں سالوں غلام سے بھری رہتی تھیں اس وقت کا تذکرہ  
ڈیرن نامی ایک انگریز سیاح نے یوں لکھا ہے :- مورت سے میں نے  
گھاٹوں کو یاد کیا۔ جہاں میں مڑوں کے ملک میں داخل ہوا تو میں نے  
محسوس کیا کہ میں سنہرے زبائے کے سادے اور سرت افزا ملک میں  
پہنچ گیا ہوں۔۔۔۔۔ جنک اور قحط کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ لوگ خوش حال  
دار مختی اور بہت تندرست تھے۔ مہمان داری کا جذبہ ہر ایک کے دل  
میں موجود تھا۔

بھٹی کے گورنر سر جان الکن نے ناٹا فرانسس کی حکومت پر اپنی رائے کا یوں اظہار کیا ہے۔۔۔ مجھے ایسے ملکوں کے دیکھنے کا کبھی موقع نہیں ملا۔ جہاں اتنی اچھی کھیتی جو غلہ اور تجارت کی چیزیں اتنی تعداد میں پیدا کی جاتی ہوں۔

تکسٹوں کی حالت دیکھتے ہوئے سند جہ بالا سبھی باتیں ایک  
مخابہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں لاکھوں کی تعداد ایسی ہے جن  
کو صرف ایک ہی دقت کھانا تھا ہے اور وہ بھی جو ارمکا و باجرا  
جس میں جسم و خون بڑھانے کی کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ دودھ

۱۔ اس کا صرف زندگی میں شمار ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کسانوں کی حالت کیسے سدھرے؟ گذشتہ ۲۰ برسوں میں سرکاری محکمہ ترقیات نے کسانوں کی حالت سدھارنے کے لئے کافی کوشش کی ہے۔ محکمہ زراعت نے مصنوعی کھادیں، قوی پسمے، پل و کھیتی کے اوزار، عمدہ نسل کے مویشی اور زیادہ فائدہ پہنچانے والی فصلوں وغیرہ کی اشاعت کی۔ محکمہ امداد باہمی کے ذریعہ سے کسانوں کے لئے بینک کھولے گئے جس سے انھیں کم سود پر نہ صرف قرض لے بلکہ کھیتی کے لئے سامان باہم مل کر خریدیں جائیں۔ ان کی فصل کی فروخت کا مناسب انتظام کیا جائے اور ان میں کفایت شعاری کی عادت پیدا ہو اور فضول خرچیوں میں کمی ہو۔ محکمہ صنعت و حرفت نے گھریلو صنعتوں کی ترقی کی کوشش کی۔ تاکہ کسانوں کی آمدنی میں کمیہ اور اضافہ اور دیہاتی صنعتوں کی ترقی ہو۔ ان سبھی محکموں سے یقیناً کسانوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ عوام کی ترقی کی خواہش تک انکے کام نہ ہو سکے ہوں۔ یہ سچ ہے کہ کسانوں میں تنظیم نہ ہونے کے باعث زیادہ سے زیادہ کسانوں کو فائدہ نہ ہو سکا اور ہر ایک محکمہ کے اہل کام کہنے سے انکی پوری زندگی پر اثر نہ ہو سکا۔

ترقی کے نیچے کی پہلی سیرجی تنظیم ہے جس ملک کے لوگ آپس میں تنظیم ہونا نہ چاہیں اس ملک کے لوگوں کو بھلا کون آشنا کیا ہے۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے ہر ایک گاؤں میں چائیتیں تھیں جن کے سطلے میں سارا گاؤں منسلک تھا چائیتیں صرف آپس کے بھگتوں ہی کے لئے نہیں کرتی تھیں بلکہ گاؤں کی معالی و صحت و تعلیم کا، مناسب انتظام گاؤں کے جھنڈار میں غلطی سے کرنا، ٹیکس لگانا، وصول کرنا اور اسکو ضمیمہ کاموں میں صرف کرنا گنہگاروں کے خلاف بنانا وغیرہ سب کام انکے ہاتھ میں تھے۔ انکا اثر اتنا زیادہ تھا کہ تاجروں یا مہاجنوں کی جہت میں بھی کہ دو گاؤں والوں کے ساتھ سو۔ نو سو یا اور کسی قسم کا معاملہ نہ ہو سکا کہ یہ گاؤں والوں کے لئے حکمت کا ایک جزو تھیں اور پیچھے سے لیکر پورے اس پر اعتماد کرنے والے تھے گاؤں کے بزرگ۔ راجہ، زبیر، معز، پانچ آدمی چھ چھتے لے جاتے تھے جو بادشاہ کی طرح مانتے جاتے تھے اور جن سے فیصلے ملتے تھے لوگ جیورہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ خوشحال تھے اور چار۔ دو طرف سکھ اور مسرت تھی۔ مرکز دارا شہر ترقی ہوئی اور اسکے ماتحت شہروں میں چھریاں کھن جاتے تھے باغیچہ خانوں کے دقار کو بڑا دھکا ملا و مکرور ہو کر دھیرے دھیرے ٹوٹنے لگیں یہاں تک کہ آج

بارے گاؤں ان پرانی چائیتوں کا صرف نام ہی نام بچا ہوا ہے۔ چائیتوں کے ٹوٹنے پر گاؤں والے منتشر ہو گئے اور خود غرض لوگوں نے اس کو بھلا کر تاجا جتا کر فائدہ اٹھایا یا تعلیم کے بجائے بیوی بچہ پیدا کرنا ہی حوصلہ ہے اتحادی قریبی۔ لوگ سماجی رسوم کے تقابلاً بن گئے۔ آج ہر دیہاتوں کا ٹھیکہ ہی حال ہے۔ اگر جس کسانوں کی حالت سدھارنے سے تو وہ تنظیم ہی سے ہو سکتی۔ تعلیم سے قوت بخشنے والی ضروریوں پر لوگ جوتی ہیں۔ اور مشینوں کی دہری رسوم سے بچا ہوتی ہے۔

یہ بات پیشہ یا درکھنی چاہئے کہ کسانوں کے درمیان تنظیم قائم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور نہ وہ تنظیم کرنا اسے کی جتنی کے مطابق جلد ہی قائم ہو سکتا ہے۔ ہر گاؤں میں تنظیم کرنے والوں کا یہ خیال ہے کہ تنظیم کرنے میں جہاں جلد بازی کی گئی یا تا کر گئے سے یہ پکا ہوا اسکی محنت کا ثمرہ جلد مل جائے وہاں فائدے کے بجائے نقصان ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے ہماری تنظیم کی صورت خزانہ زندگی سدھار سہا پر پانچایت یا اور کوئی دوسری کوشش۔ سبھی میں تنظیم کے اصولوں کو استعمال کرنے کی بڑی ضرورت ہے اگر کسی قسم کی تنظیم سرکاری اصولوں و بیرونی کارکنوں کے ذریعہ دیہاتوں کے اوپر لا دی جائے اور ہر ایک ایسی تنظیم میں دیہات والوں کا کوئی ہاتھ نہ ہو تو وہ کبھی مستقل نہ ہوگی اور نہ اس سے کسی قسم کا فائدہ ہی ہوگا۔ مختصر یہ کہ تنظیم کی بنیاد کا حکم و کامیاب ہونا باہمی امداد و اتحاد پر منحصر ہے یعنی کسان خود ہی اپنے پیروں پر کھڑے ہوں اور وہی ہر کام میں آگے بڑھ کر کافی دیکھیں پس سرکاری ملازموں و اندرونی کارکنوں کا کوئی قریبی قرض ہے کہ وہ ان کو (دیہات والوں کو) اتنی مدد اور رائے دیں کہ جس سے وہ خود ہی اپنا کام کرنے لگیں نہ کہ وہ (سرکاری ملازم) انکے لئے کام کریں۔

امدادی تنظیمی دراصل گرام سدھار کی بنیاد ہے۔ گرام سدھار کا کام اس وقت تک ملے صوبہ میں بڑے جوش کے ساتھ چل رہا ہے اور انکے لئے حکومت نے ایک نیا محکمہ گرام سدھار قائم کیا ہے جگہ جگہ چائیتیں زندگی سدھار چائیں کوئی جاری ہیں اور بیچ دو گواہوں کا کافی استعمال کیا جا رہا ہے حکومت کے دوسرے محکمہ ترقی جیسے امداد باہمی، صنعت و طلاع، مویشیوں وغیرہ سبھی علوم سدھار کے ساتھ ساتھ کام کر رہے ہیں ایسی یا ایسی کا ترقی کسانوں پر بہت گراؤ تھا اور انکی ہر پہلو سے ترقی ہو گئی کسان کا اندیشہ ہے کہ اسے پیٹ بھر دینی ہے بیٹے کو پڑھائیں اور بیٹے کے لئے ایک اچھا گھر جو مستند رہے اور عام طور سے تعلیم اور سدھار کی باتوں کا علم جو نہ کوئی تعلیم گرام سدھار کی بنیاد پر مقصود ہے اور ہر ایک تعلیم کا یہی ذمہ ہے کہ انھیں پستی سے بلند کی طرف لے جائے میں قن من و حق سے مدد پہنچائیں۔

## تحریک امداد باہمی کا مقصد اور ترقی

(وزیراعلیٰ و شہر سہائے آئی۔ سی۔ ایس)

کو آپریٹو سوسائٹیوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ اکثر کاغذ نویس، اخباریوں اور بیسلیج میں یہ کہا جاتا ہے کہ دیہات کی ترقی کے لئے کو آپریٹو سوسائٹیوں

آج کل گاؤں سدھار ایک فیشن بن گیا ہے۔ یہاں آپس میں گاؤں سدھار کا ذکر کیا جاتا ہے جگہ جگہ گاؤں والوں کی حالت سدھار سکتی ہے وہاں



جسے کہ اسکی دولت کا معمولی جائزوں میں جو میل جول سے لا  
کتی ہیں۔ آخر ڈاکوؤں کا گروہ بھی تو میل جول سے کام کرتا ہے  
خاص فرق ان اصولوں کا ہے۔ یہ اصول کو آپریٹیں مملکت باہمی  
کی ایجاد ہے۔

انگلستان میں ادا دباہی کی ابتدا کیا، بٹھے مالوں سے کی یا  
رنگ اور سوت بڑی مشکل سے اور جھٹکا اٹھا۔ اچھی اور سست  
کھانے پینے کی چیزوں کی دقت بھی پیشہ ہوتی تھی۔ مال ریل  
اور اسکے رخت ہونے کے بعد یہاں وقت کے لئے سرمایہ کی رقم  
ہوتی تھی لیکن وہ تھا نہیں جس طرح کہ ہمارے یہاں پکڑے بغیر  
کے پاس اس باتک نہیں ہے۔ چنانچہ وہ قرض سے دے اور جو بے  
پستے تھے۔ انھوں نے مشترکہ ذمہ داری اور محنت پر منحصر منافع  
اصول پر جماعت بنا کر جو محکمہ شروع کی اس کا جو سب پر ظا  
ہے۔ جو راستہ انھوں نے دکھایا وہ نہ صرف بل بل کر پچاسی ط  
سے کام کرنے ہی کا تھا بلکہ یہ بھی کہ جن کے پاس سرمایہ نہیں ہے  
اگرچہ اس موجودہ سرمایہ پر منحصر رہنے والی دنیا میں ادا  
چلا سکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ادا دباہی کا جو نہ ہے اسکے بنیادی اور  
توہی میں جو ان پکڑے بننے والوں کے لئے لیکن ہمارے ہمار  
منزور میں دوسری تھیں اصلے ہماری سوسائٹیوں نے وہ ضرور  
فکرا اختیار کی۔ لوگ مشترکہ کار بار کسی خاص ضرورت کے س  
تے ہیں۔ ہمارے یہاں کی سب سے بڑی اور خاص ضرور  
کسانوں کو اظلاس وغیرت سے نجات دلانا یوں تو ہر ملک میں کر  
کے اور پکڑے یہ کہ قرض پر ہوتا ہی ہے اور اس سے بچے ہوئے ہر  
کم کسان نظر آتے ہیں لیکن ہمارے یہاں قرض کی حد اور لین  
کے طریقے ایسے ہوئے تھے کہ نہ صرف کسان قرض کے بارے میں  
مراجعات تھا بلکہ اسکا اثر کئے غلہ پیدا کرنے کی طاقت پر بھی  
تھا۔ پراسے زمانہ میں جب نقد کا اتنا رواج نہ تھا اس وقت گاؤں  
کے اندر رہی جو لین دین کا دستور تھا اس میں جیت کچھ ضرور  
کے مطابق سمجھوتہ ہو جاتا تھا۔ نئے قوانین اور زمین سہن کے  
طریقوں کے آسنے پر ایک ساتھ ٹھیک صحیح خرچ نہ ہو سکا اور یہ  
آسنے لگا کہ نقد کے زمانہ میں کھیتی کا زوال شروع ہو جائیگا۔  
علاج کیا تھا؟ یہ وضاحت ظاہر تھا کہ اگر سارے قرض کا  
بینک یا گورنمنٹ اپنے اپنے لیتی تو ایک طرف قرض دینے و  
کی ماکہ ڈالنا ڈول ہو جاتی۔ یاد رکھئے کہ یہ قرض اربوں  
کا تھا اور کروڑوں چھوٹے چھوٹے مختلف آدمیوں کو دینا پڑا  
اور دوسری ذات روپیہ ضرور مارا جاتا۔ لین دین کے کام میں  
چیز ساکھ ہوتی ہے۔ ان غریب کسانوں کے پاس ضمانت تو

اچھا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کو آپریٹیں سوسائٹیاں  
کی کیا چیز میں پر اتنا زور دیا جاتا ہے۔ ان سوسائٹیوں کے متعلق کہیں  
کبھی عجیب و غریب باتیں غصے میں آتی ہیں۔ سب سے بڑی غلط فہمی جو ان  
کے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ کو آپریٹیں سوسائٹیوں اور گورنمنٹ کے محکمہ ادا  
باہمی کو ایک سمجھا جاتا ہے۔ کچھ لوگ تو ایسی باتیں کرتے ہیں گویا جو ان کا  
حکومت سے سوسائٹیوں کی دیکھ بھال کے لئے رکھے ہیں ان میں اور  
سوسائٹیوں میں کوئی فرق ہی نہیں۔ اکثر یہ سوال بھی لوگ کیا کرتے  
ہیں کہ نکاح ادا دباہی کیوں اتنا روپیہ قرض دیتا ہے۔ بات دماغ میں ہے  
کہ کھانا ادا دباہی کسی کو روپیہ نہیں دیتا نہ وہ سود لیتا یا دیتا ہے۔ محنت  
کوئی بین دین یا فریہ و فرد غصے کا کام اس محکمہ کی معرفت نہیں کہتی۔ ہر  
کسی محکمہ کا جتن نہیں جس جیسا کہ نام سے ظاہر ہے وہ عوام کی جماعت  
ہیں جو ادا دباہی خواہ وہ لین دین ہو یا خرچہ و فروخت۔ خود اپنے  
ممبروں کے لئے کرتی ہیں انکی ذمہ داری انکے ممبروں کی ذمہ داری  
ہے۔ نفع نقصان بھی انھیں کا ہے گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی محکمہ  
کا فرض صرف انکی دیکھ بھال کرنا ہے قارئین نے دیکھا کہ یہ فرق کتنا  
بڑا ہے لیکن میرے ہے کہ لوگ اسکو بھلا دیتے ہیں۔

جیسا کہ ابھی کہا جا چکا ہے، کو آپریٹیں سوسائٹیاں عوام کی جماعت  
ہیں لیکن ان جماعتوں کے کچھ خاص اصول اور قاعدے ہیں۔ عام  
بول چال میں کو آپریٹیں کے معنی باہم بل کر کام کرنے کے ہیں بہت  
سے لوگ جب کو آپریٹیں سوسائٹیوں کا ذکر کرتے ہیں تو یہی سمجھتے ہیں  
کہ وہ میل ملاپ سے رہنے یا کام کرنے کی داد دے دے ہر نامیاب  
لفظ کو آپریٹیں کے خاص معنی جو لگتے ہیں۔ مگر صرف میل ملاپ سے ہی  
کام کرنے کی ترقی نہ کرنی ہوتی تو اتنی کافر نسوں کو اس جویش کے  
ساتھ یہ تجویز منظور کرنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ اصلاح دیجاتے  
لئے کو آپریٹیں سوسائٹیاں بہترین ذریعہ ہیں۔ یہ بات تو ہر شخص کو  
تسلیم کرنی ہوگی کہ ہر ایک کام میں ملاپ سے اچھا ہوتا ہے۔ یہ کوئی  
دنیا کے لئے نئی ایجاد نہیں۔

کو آپریٹیں سوسائٹیوں کے موئے اصول یہ ہیں کہ غریب اور  
گرمزاد آدمی الگ الگ تر فائدہ اٹھا نہیں سکتے لیکن وہ باہم مل جل کر  
ایک دوسرے پر اعتبار کر کے ایک دوسرے کی ذمہ داری لیکر اٹھا  
سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان میں حکومت سے کوئی کام نہیں ہوتا بلکہ  
چنائی راج ہوتا ہے جن میں ہر ایک آدمی کا حق اسکی مستی پر ہوتا ہے  
نہ تو اس کی دولت یا اسکے ڈنڈے کے زور پر۔ ہر ایک یہ کہ مشترکہ  
کام سے جو نیوالی آمدنی یا منافع کو تقسیم کرنے میں اس بات کا خیال  
کیا جاتا ہے کہ اس نے اس منافع کے پیدا کرنے میں کتنا حصہ  
لیا ہے نہ کہ یہ کہ اس نے کار بار میں کتنی دولت لگائی ہے۔ یہ  
صاف ظاہر ہے کہ ان سب اصولوں میں انسان کی شخصیت کا زیاد

انہیں۔ کس کے بھروسے پر روپیہ دیا جاتا اور پھر ایک بار روپیہ دیکھتے تو کام چلتا نہیں۔ کاشکار پھر زمین لیتا اور پھر پھینتا۔ روپیہ لے لیتا ہی تو کافی بند۔ اسکا صحیح استعمال بھی ضروری ہے۔ گوشت ہا کسی بیگ کے پاس کوئی ایسی شیں نہیں ملتی کہ ہر ایک قرضہ لینے کو اسے کی حاجت کرے اور دیکھ کر روپیہ کا صحیح استعمال ہو۔ اس کے بدلے ملازم رکھ جاتے تو ان کا خرچ کہاں سے آتا اور ایک بہت بڑی فوج رکھنی پڑتی۔

اس طرح کی اور بھی دقتیں تھیں۔ لوگوں کا خیال اس موقع پر کمزور میں رفاہی کی تیادت میں کساؤں کی ہی ہوتی تو آپرٹو سوسائٹی اکی جانتا گیا۔ ان سوسائٹیوں کا سب سے بڑا اصول مشترکہ ذمہ داری تھا جس سے سادگی کی کی دقت ہی نہ ہوتی تھی۔ اگر ایک غریب آدمی ملے سادگی نہ ہو تو بیس کی تو ہے جو اس کے سادگی ہیں جو ان کے لئے اور دیتے ہیں اور دیکھ بھال رکھتے ہیں کہ روپیہ کا صرف ٹھیک کر۔ ہا ہے یا نہیں۔ یہ سوسائٹی اپنی دیکھ بھال آپ کرتی اور اس کے وہ خرچہ بچ جاتا جو دیکھ بھال کی خرچہ کے رکھنے میں ہوتا۔

ان سوسائٹیوں کو قانونی حق دینے کے لئے قانون بنایا گیا۔ ان اصولوں کی اشاعت اور ان سوسائٹیوں کی دیکھ بھال اور ان کے حسابہ کی حاجت کے لئے ہر صوبے میں ایک سرکاری محکمہ قائم کیا گیا۔ ایک رجسٹرار رکھا گیا جس کا کام سوسائٹیوں کی رجسٹر کرنا ہے حسابوں کی جانچ کرنا اور کام خراب ہونے پر ان کا توڑنا تھا چونکہ ان سادگی روپیہ کی تھی اور روپیہ گاؤں کی چھوٹی چھوٹی سوسائٹیوں کو براہ راست پبلک سے ملنا مشکل تھا اس لئے ضلعوں میں اور کہیں زمین ضلعوں کے چھوٹے حصوں میں کو آپریٹو بیگ قائم کئے گئے جن کا کام ان سوسائٹیوں کے لئے روپیہ فراہم کرنا اصولوں میں تو کوئی دہی بات نہ تھی کہ یہ سوسائٹیاں خوب نہ چل سکتیں اور شروع کے دن میں بہت سی سوسائٹیاں نہیں بھی لیکن اس نیک کام کی مہیا کی کا اٹھنا اس امر پر بھی تھا کہ دیہات میں کافی تعداد کے ایسے لوگ مل جائیں جو ان سوسائٹیوں کے اصولوں کو سمجھیں۔ ان پر کام کرنے کو تیار ہوں اور رفاہ عام کے کاموں کے لئے با وقت دیئے کو تیار ہوں۔ ایسی زمین زمین تیار کرنے کے لئے رکنوں کی۔ خواہ وہ باخواری ہوں یا رضا کارانہ طور پر کام کرنے کے لئے کی ضرورت تھی لیکن کام اتنا بڑھ گیا تھا کہ سوسائٹیوں نے اسب جگہ دیکھ بھال نہ ہو سکی اور بعض صوبوں میں یہ لین دین کی نہ جانتی سوسائٹیاں دقتوں میں مبتلا ہو گئیں۔ یہ دقتیں اس وقت اور بڑھ گئیں جب غلے کے دام گر گئے۔

اب تجربے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کو آپریٹو سوسائٹیوں سے پورا مدد اٹھانے کے لئے نہ تو صرف محنت اور اطمینان کے ساتھ زمین تیار کرنی چاہئے نہ تو صرف کافی کارکنوں کے ذریعہ۔ جنہوں نے خود کام

کو کوئی نہ سمجھ لیا ہو۔ میروں کو اسے فراہم کی تعلیم دلائے کی ضرورت ہے بلکہ سوسائٹیوں کے عائد عمل کو لین دین کے کام کے علاوہ دوسری طرف بھی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ صرف لین دین کا کام کہ سوسائٹی قائم رکھنا مشکل ہے کاشکار کو خدا سے کہ میرے مرانا ہے اور یہ میرا کام کی سوسائٹیوں کا بڑا کام ہے کہ وہ لوگوں کو کتابت بخاری کا مدنی بنائے۔ عادتوں میں فرقی آسے وقت جو ملتا ہے جب مل رہا تھا غرضی کی تمام رسموں اور طریقوں کو چھوڑ کر کتابت بخاری کی حکومت ڈالیں۔ اس کے لئے زندگی سدھار سوسائٹیوں کی دیہات میں سخت ضرورت ہے۔ ایچہ کو آپریٹو سوسائٹیاں لین دین کے کام کے لئے بڑھ کر اب زندگی سدھار کی طرف بھی خاص توجہ دے رہی ہے۔ یہ وہاں کی فروخت کا کام بھی ان سوسائٹیوں سے اجتماعی طور پر شروع کر دیا ہے جس سے یہ طرف لوگ ان پیداوار کی قیمت زیادہ مل جاتی ہے دوسری طرف زمین بھی آسانی سے وصول ہو جاتا ہے۔ کسی نئی بات جس پر غور کیا اور ابھی خاص ضرورت ہے وہ ہے سمیٹ کی ترقی کا انتظام یہی سوسائٹی کی طرف سے کسان کی زندگی کے غرض کی ترقی کی کوشش۔ اس صوبہ میں ایک زمانہ ایسا آگیا تھا جب ہماری دیہاتی سوسائٹی کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ روپیہ تو ملتا تھا لیکن وصولیال نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اس سے جب کہا جاتا تھا کہ اپنا فرض ادا کرو کہ تھوڑا سا کام دیا تہی اڑی ہے اور۔ یا ہروالوں کا جو روپیہ لیا ہے اور اس کی ادائیگی کی میعاد آگئی ہے چنانچہ اسے واپس دواؤ جواب ملتا تھا کہ کیا کریں۔ پیداوار خراب ہونے کی وجہ سے دام کچھ ملتا نہیں اور میرے بچے نہیں اس زمانے میں کچھ لوگوں کا دل ٹوٹ گیا۔ مگر ہمارے یہاں نیت خراب نہ تھی جب کچھ سال گزرے اور غلے کے سستے ہونے سے جو صدر پنچا تھا اس سے کاشکار کچھ سنبھلے تو رفتہ رفتہ حالت بدستور گئی۔ بہت سی سوسائٹی اپنے میروں کا صحیبا زندگی بند کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔ ان کے ساتھ ساتھ نئے اور بھی کی فروخت کی سوسائٹیاں اپنے میروں کے لئے یہ چیزیں اپنی طرف فروخت کرنے لگیں۔ اب تو ان جماعتوں کی بہت مانگ ہے۔ سوسائٹیوں اور میٹروں کی مالی حالت بھی ہر سال ترقی کر رہی ہے ہر سال ذاتی سرمایہ بڑھتا جاتا ہے، اچھا پاکم رہتا ہے اور میری لوگوں کے روپیہ کے لئے کافی ضمانت جمع ہو گئی ہے۔ جہاں پر پیداوار کے فروخت کرنے کا کام جماعت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہاں پر خاص طور سے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ میں اور کسان اپنے کام کو سمجھنے لگے ہیں۔ اب کساؤں کو چاہئے کہ اپنا اور غلہ بھی جیسے کیوں، چنانچہ جماعتوں کی معرفت فروخت کریں۔ اب امداد باہمی صرف لین دین یا بھی کھانے کی چیز نہیں رہی بلکہ ثابت ہو گیا ہے کہ کسان کی مالی حالت اور اسکے رہن سہن کی ترقی کے لئے اسکو اپنا ضروری ہے۔ زمانہ بیداری کا ہے اور امداد باہمی کی ترقی کے امکانات صاف نظر آتے ہیں۔

# تاریخ عالم میں امداد باہمی کا درجہ

درباب فخری چند رسنا (مختبہ بنارس) سسپر دائرہ عمل امداد باہمی - مدد ملی

(۳) کھیتی کا زمانہ - اس زمانہ سے انسانیت کا صحیح ارتقا شروع ہوا۔ لوگوں نے اس بات کا تجربہ کیا کہ زمین سے لقمہ پیدا ہو سکتا ہے اور اس لئے پہلے ایجاد کر کے کھیت جو کھیت کا تباعدہ کھیتی کرنی شروع کی اور انسانوں کے کافی فائدہ دلایا۔ اسی سے کھیتی کے کاموں کی دن و رات ترقی ہوئی گئی۔ اسی وقت سے پہلے بھی ایجاد ہوا اس پیچہ کو جو کہ اس پر توجہ رکھ کر گاڑی بناؤ گئی اور اس میں پہل جوت پر چلائے گئے۔ اسی زمانہ میں کپاس پیدا کی اور اس میں مدد سے چرخا بنا کر انسان نے کپڑا بنانا شروع کر دیا اب ان کاموں میں زندگی باندھ ہوئے لگا اور لوگ دن رات نئی نئی ایجادوں کی تلاش میں رہتے گئے۔

اب ہم یہ دیکھنا ہے کہ ان تینوں زمانوں میں امداد باہمی رواج رہا ہے یا نہیں۔ اگر رہا ہے تو وہ کیسا تھا اور اس کا اثر وقت کیا دے رہا تھا۔ پہلے زمانہ میں جب لوگ خانہ بدوشی کی زندگی گزار رہے تھے اس وقت شہر تو بڑی چیز ہے گاؤں یا پڑوسے آباد نہ تھے۔ لہذا جنگلوں میں رہتے تھے اس لئے جنگلوں سے خود بخود رہا ہوا اس لئے اپنی حفاظت کرنے اور ان کا شکار کر کے کھانے کے لوگوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے اور آپس میں اشتراک کرنا ضروری تھا۔ اس زمانہ میں بھی مرد اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ رہتا تھا اور بیوی زندگی میں محسوس کرتا تھا اور اس کا سارا کام چھوٹے سے خانہ دانی اشتراک باہمی سے ہوتا تھا۔ وہ سب سے جلد میں جب انسان جانور بننے لگا اور لوگ کئی کئی کنہوں کی صورت میں اکٹھا ہو کر درخت کے کنارے آباد ہونے لگے تو ان کا چھوٹا سا گھرانہ ان کا سہارا بن گیا۔ اس سانچ کے لئے ان کے سماجی قاعدے بنائے گئے۔ یہ قاعدے سب کے فائدے کا لحاظ کر کے بنائے گئے اور ان قاعدہ کے لئے سب لوگ ان پر عمل کرتے تھے۔ اس طرح کئی کنہوں کے اشتراک سے وہاں رہنے اور اس امداد باہمی کی بنیاد پر باہم محبت اور دلیں جوں بڑھنے لگا۔

تیسرے زمانہ میں جب انسان نے کھیتی کا کام شروع کیا تو امداد باہمی کی اہمیت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا کیونکہ کھیتی کا کام تنہا کر کے کسی بھی انسان کے لئے ناممکن تھا۔ چنانچہ کھیتی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرنا لوگوں نے ضروری سمجھا اور امداد باہمی سے مال و فائدہ دیکھ کر اور اس سے حاصل ہونے والے آرام و اطمینان سے لوگوں کے دلوں میں امداد باہمی کی خاص عزت پیدا کر دی۔

صنعتی انقلاب کا زمانہ - گذشتہ تین زمانوں کے بعد آہستہ آہستہ جب انسان اپنی عقل کی مدد سے ترقی کر کے ساری دنیا کا

آج کا پیرسوسا نیلیوں دیکھ کر سانچہ سدھار گوں اور محام سبکی زبان پر امداد باہمی کا نام سنائی دیتا ہے۔ خواہ سرمایہ دار ہو یا مزدور۔ زمیندار ہو یا کسان امداد باہمی کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے آئے دن جوں میں کل کارخانوں میں ہونے والی ہڑتالیں ہنگاموں و یکے والوں تک کی ہڑتالیں زوردار الفاظ میں دیتا ہے پھر چپا کر کر کے بھی ہیں۔ تو دنیا والوں ہمیں تم سے صرف اپنی مطلب براری کا ایک قدم بچ رہا ہے وہ بھی انسان ہیں۔ ان میں بھی نظم کی قوت ہے جو جو وہ جنگ عظیم میں امداد باہمی کی اہمیت آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اتحادیوں کی امداد باہمی نے ہی جرمنی اور جاپان کی جیواقی طاقت کا مقابلہ کیا اور آج ان کی ہوس نلک گیری پر پانی پھیرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آج دنیا میں امداد باہمی کی اتنی اہمیت ہے جو ایک معمولی فرد سے لیکر عظیم سلطنتوں تک سے خراج حاصل کر رہی ہے کیا یہ آج کی ایجاد ہے یا زمانہ قدیم سے ہی اس کا انشا دیا سے تعلق رہا ہے یہ جاننے کے لئے ہمیں پہلے تاریخ علم کے صفحات اٹھانے ہوں گے۔

مذہبوں نے دنیا کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک انسان تین مختلف زمانوں سے گزر چکا ہے (۱) پتھروں کا زمانہ (۲) مٹی پالنے کا زمانہ (۳) کھیتی کا زمانہ۔

(۱) پتھروں کا زمانہ - یہ زمانہ تاریخ انسان کا سب سے قدیم زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں شہروں کی بات تو دور رہی دیہات اور چھوٹی بستیوں کا بھی کہیں نام و نشان نہ تھا۔ انسان جنگلوں میں درخت کی پتیوں - پھالوں سے سیرپوشی کر کے رہتا تھا اور جانوروں کا کچا گوشت ہی اس کی خوراک تھی۔ وہ اپنے پتھر کے بنے ہوئے ہتھوڑے ازاروں سے شکار کرتا تھا۔

(۲) مٹی پالنے کا زمانہ - پہلے زمانہ میں جب انسان خاندان اور آبادی کے بڑھنے سے اپنے رہن سہن اور کھانے پینے میں کافی تکلیف محسوس کرنے لگا تو اسے دور کرنے کے لئے چھوٹے موٹے جانور پالنے شروع کئے جن سے اسے دودھ ملنے لگا۔ تاریخ عالم کا دوسرا اہم واقعہ اب چونکہ اس کی گزشتہ اور ساتھ میں جانور وغیرہ بھی ہونے لگے تھے اسے خانہ بدوشی سے تکلیف ہونے لگی اور ایک مقررہ مقام پر مستقل طور پر رہنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ بانی وغیرہ کی سہولت سمجھ کر بانیوں کے کنارے انسانوں کے چھنڈے کے چھنڈے بچھو بیٹھے بنا کر رہنے لگے اور اس جگہ پر گاؤں آباد ہوئے لگا۔

نہیں تھا تو تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا جس کا عنوان تھا صنعتی انقلاب کا زمانہ۔ زیادہ اٹھارہویں صدی کے ساتھ شروع ہوا اور آج چاروں طرف اس کا بول بالا ہے۔ اٹھارہویں صدی سے پہلے دنیا میں صنعتیں ایجاد ہوئیں تھیں اس لئے دیہات میں دستکاری کا کام نہ تھا۔ انھیں دستکاروں کے ذریعے لوگوں کی ہر ایک ضرورت آسانی سے دی جاتی تھی۔ جب مشینوں کا حقد آیا تو سرمایہ داروں نے سرمایہ کار بڑے بڑے کارخانے کھولنے شروع کر دیے۔ بھاپ کی طاقت علم جو جہان سے دنیا میں ایک زبردست تبدیلی کھولنے لگی۔ دیہات کے کسان آ کر کارخانوں میں مزدور بن کر جمع ہونے لگے۔ اب ان مقامات کی بستیاں بڑھ کر شہروں کی صورت اختیار کر گئیں۔ صنعتی انقلاب کو عروج پہلے انگلستان میں ہوا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہاں اس کا کیا اثر پڑا۔ صنعتی انقلاب سے دنیا کے سامنے بن باتیں آئیں۔

(۱) بہت زیادہ مال کی ایک ساتھ تیاری۔ (۲) بہت گہری بادی۔ (۳) دولت کی نامناسب تقسیم۔

بڑے پیمانے پر مال کی تیاری۔ صنعتی انقلاب کے پہلے انسان مزدور یا دستکاروں کے ذریعے پوری ہو جاتی تھیں۔ اس میں اب ایک آدمی الگ۔ الگ کام کرتا تھا۔ صنعت زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ نیز ہر آدمی میں تیار ہوتی تھیں اس لئے بازار میں منگنی بڑھتی تھیں۔ صنعتی انقلاب سے یہ فائدہ اٹھا کر کارخانوں میں ایک ساتھ کافی ل تیار ہونے لگا اور اچھا و صاف ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو سستا دیا جاتا تھا۔ ایک پہلو سے غور کرنے پر تو یہ ٹھیک ہی معلوم دیتا ہے لیکن دوسرے زاویہ نگاہ سے دیکھنے پر یہ معلوم ہوا کہ یہاں صنعتیں ایک سرے سے رستہ گشت۔ لاکھوں دستکار بیکار ہو گئے۔ کچھ تو مزدور ہو گئے لیکن سب کی تنگدستی کہاں؟ جو کم ہزاروں لاکھوں مزدوروں میں روزانہ جاتی تھی اور نہ جانے کتنے لوگوں کا پیٹھ اس سے بھرتا تھا وہی رقم اب سامنے لے کر سرمایہ داروں کے فلک بوس ملکوں کی آہنی جوریوں میں بندھ چکے تھے۔ بہت گہرا آبادی۔ کل کارخانے کھلنے اور دستکاری تیار ہونے سے جب روزی کی تلاش میں دیہات۔ بے کسان، مزدور اور دستکاروں کے گھنڈے کے گھنڈے ان کارخانوں میں جمع ہونے لگے تو یہاں آبادی تیزی سے بڑھنے لگی۔ تنگ کی کمی اور آبادی بڑھنے سے ایک ایک چھوٹی سی تنگ کوٹھری میں لوگ کسی نہ کسی طرح رہنے لگے۔ دیہات کی آزد فضا میں رہنے والے انسان وہاں کی گندی آب و ہوا لہی لہیوں اور جل کے دھنوں کو نہ برداشت کر سکتے تھے۔ لیکن ان بیکس انسانوں کی کراہتی ہوئی آواز ان ملکوں کی مضبوط دیواروں کے اندر

نہیں پہنچ پائی۔

دولت کی نامناسب تقسیم۔ اپنا سرمایہ کلک میں مانگنے کے لئے جو مل کھولے ان پر انھوں نے اپنا پورا دار و درخت رکھا اور مزدور کو براے نام مزدوری دیکر سارا منافع خود بڑھانے لگے۔ سہ ماہی چننے لگے سرمایہ دار تو اپنے غزلے بھرنے لگے لیکن مزدوروں کی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ ملک کا سارا سرمایہ چند منہ ہندوں کی جیب میں چھوچ گیا اور دنیا پر سرمایہ داری کا دواغ ہو گیا۔ اب یہ سمجھئے کہ آج امریکہ میں تقریباً ۹۰ انسان ہی وہاں کے بڑے سرمایہ دار ہیں اور اپنے سرمایہ کی بدولت نہ صرف امریکہ بلکہ سارا دنیا پر دھاک دھانے ہوئے ہیں۔ دنیا کی سب سے امیر اور دولت مند ہستی راک فیلڈ کی ہے جو امریکہ ہی کے باشندہ ہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ اس زمانہ میں جی سرمایہ داری دنیا پر اس تیزی سے چھا گئی ہے اور ہر انسان اس سے شاکر ہے تو انسانیت کی نجات اور غریبوں کی ظلم کے لئے امداد باہمی کا دنیا میں کیا درجہ ہے۔

صنعتی انقلاب سے جب مندرجہ بالا باتیں پتہ چلیں تو کچھ سمجھدار لوگوں نے سرمایہ داروں کی اس بے انصافی کو محسوس کیا اور اس کی مخالفت میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگے۔

مطلب یہ کہ اب جو کام گئے سرمایہ داروں کی زیادتیوں ناقابل برداشت ہونے لگیں اور بڑے بڑے ملکوں میں ان زیادتیوں کے انسداد کی تدابیر سوچنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرمایہ دار بھی ہوشیار ہونے لگے۔ نظام حکومت اور سماجی نظام کے خیال سے جاڑ پڑنے دنیا کے سامنے آئے۔ (۱) سرمایہ داری (۲) اشتراکیت۔ (۳) اشتراکیت۔ (۴) امداد باہمی۔

(۱) سرمایہ داری۔ اس کے مطابق ہر فرد کو اپنی خواہش کے مطابق اپنی فنی قابلیت اور مالی طاقت سے ذاتی ترقی کرنے کا حق ہے اس میں دولت ہی کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ سرمایہ کے بل دہ جو کچھ چاہیں کر سکتے ہیں۔

(۲) سوشلزم یا اشتراکیت۔ اس میں سب کی گڑبستی اور صنعت و حرکت تو اپنی اپنی ہی رہی لیکن سب ہی میں مل کر کام کرنا۔ دیکھو وغیرہ قوم کے ہونے کے جہاں لوگ اپنی قابلیت کے مطابق کام کریں گے اور اجرت پائیں گے۔ حوام کے خاندانوں کی حکومت ہوگی۔ سرمایہ کو وہ اہمیت نہ حاصل ہوگی جو سرمایہ دارانہ نظام میں حاصل ہوتی ہے۔ اس سے تھوڑے سے آدمی زبردست سرمایہ دارانہ بن سکیں گے بلکہ ملائش سرکاری خزانے میں جائے گا جس سے سب کو فائدہ ہوگا۔ اس میں سب لوگوں کی ترقی ہوگی۔ سرمایہ دار غیر غریبوں پر ظلم کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔

کے ہیں اور ایک اور دوسرے اصول ہیں۔ بڑی بڑی قوموں کے زوال کے بعد ہی دوسرے نظام بنے ہیں۔ مز دوروں نے انہیں دوری کو بڑی سمجھا اور اپنی حالت سدھارنے کے لئے اپنی مشترک طاقت جمع کرنے کے لئے امداد باہمی کا دامن پکڑا۔ غریب اور بے یار و مددگار لوگوں کے ہاتھ ایک مضبوط ہتھیار آگیا۔ دل کی مراد برائی۔ تمام دنیا کے کسانوں اور مزدوروں اور چھوٹے سرمایہ داروں کے واسطے لوگوں کے ہاتھ سے اپنا یا اور دنیا میں جستی کو قائم رکھنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ ہم نے امداد باہمی کا سہارا لیکر آج کافی مالی اور سماجی ترقی کی ہے۔ اس کے قاعدے مختلف ملکوں کے لوگوں نے مختلف بنائے لیکن اس اصول سب نے ایک ہی رکھا۔ یہ اصول ہی امداد باہمی کی جا ہے۔ اسی کی بنا پر ہونے والا سہیوگ سچا سہیوگ یا امداد باہمی ہے یہ اصول ہے۔ ایک سب کے لئے اور سب ایک کے لئے۔ مندرجہ بالا باتوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ عمارت میں جیسے کائنات کا وجود ہوا امداد باہمی سہیوگ کسی صورت میں موجود ہے۔ زمانہ قدیم کی وحشی قوموں امداد باہمی کی اہمیت محسوس کی اور اپنے خاندان و سما میں اس کا خاص خیال رکھا۔ اور آج زمانہ ترقی میں ہم اس سبب اصول اہمیت آفتاب کی طرح روشن ہے

(۳) اشتراکیت۔ اشتراکیت سے بھی بڑھ کر ہے۔ لوگ اپنی جماعت کے مطابق کام کریں گے۔ حکومت کی طرف سے ان کے کام کرنے کے لئے پچوں کی قیسم اور مگر تمام اخراجات کا انتظام ہوگا عوام کی حکومت ہر کی اور نہ کوئی ایمر رہے گا غریب۔

(۴) امداد باہمی۔ جو تمام اصولوں کے زبردست اصول امداد باہمی کا ہے یہاں یہ بات مد نظر رکھنی چاہئے۔ امداد باہمی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ لیکن اب تک اس میں جلدی اس بہترین اصول کا صحیح استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ انگلستان کے راکھیل پائیرس جی کے رفاہین اور شوہر ڈنمارک کے فادر گزڈا لوگ انہیں کے موشیو لور اور موشیو پوپے نیز یورپ کے دیگر ملک کے مختلف ملکوں نے امداد باہمی کی اہمیت سمجھی اور اس کی تحریک شریع کی۔ لوگوں نے امداد باہمی کو ایک منظم صورت بخشی اور بتایا کہ امداد باہمی آپس میں مل جل کر کام کر کے کا وہ طریقہ ہے جس میں لوگ انسانیت کے لحاظ سے مساوی حیثیت سے اس خیال سے شاطہ ہوتے ہیں کہ ایمانداری، سچائی اور انصاف سے کام کر کے جوئے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی مالی، سماجی اور اخلاقی ترقی کر سکیں۔

بل بالکل کی خود غرضی اور بے انصافی کا مقابلہ غریب مزدور کس طرح کر سکتے۔ جنہیں اپنے لئے کھانا اور کپڑا بھی آسانی سے نہیں مل سکتا۔ وہاں ان سب باتوں کی طرف کیسے اور کب توجہ

## گھر کے کپڑے مکوڑے اور انکا اشداد

انضاب مہادی پر سادہ تر ہو اسنو

دی ہوئی سہولتوں اور واقف حالات کی بنا پر ہی یہ جانور گھروں میں داخل ہو پاتے ہیں اور جلد ہی بڑھ جاتے اور کچے بن جاتے ہیں۔

بہت سے گھر بکریوں سے شٹاں کھیاں، کھٹل وغیرہ جو صاف سے صاف گھروں میں ابھی آسانی سے داخل ہو جاتے ہیں، علیحدہ طریقوں سے نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ کپڑے مکوڑا میں سے بہت سے اپنی زندگی میں صرف ایک خاص وقت پر گھر میں زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں یہی بہت سے کپڑے مکوڑوں کا ہے جن میں سے صرف انڈے سے لکھنا اپنے کے پہلے والے ہی نقصان ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ٹھیلو کھی ایک ایسا کپڑا ہے جو ہمارے کھانے بیٹھنا ہے۔ اسکی وہ قسم جس میں یہ انڈے اور لکھنے کے درمیان کا میں رہتی ہے، زیادہ نقصان دہ نہیں ہوتی۔

بہت کم لوگ غافل کیڑوں کے زبردست حملے سے بچ جاتے ہیں۔ دیکھوں کا قیمتی کتابیں اور کھانا کھینچنے کا دوڑ میں گرنا یا گھریلوں کا باورچی خانہ میں ریگنا تو روزانہ کی باتیں ہیں جو عام طور سے پیش آتی رہتی ہیں۔ انسان دراصل، نا گھر بنانے وقت سے ہی ان کیڑوں کی پیدائش کا انتظام کرتے لگتا ہے۔ کپڑے مکوڑے اسی وقت گھر پر حملہ کرتے ہیں جب آپ انہیں ایسا کرے یا موند دیتے ہیں۔ کھانا دیتے اور جمع کرتے ہیں اپنے گھر کو سجاتے اور ٹھیک کرتے ہیں، اپنے گھر والوں کو کپڑے پہناتے اور رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کیڑوں مکوڑوں کو بھی ہم نقوی خوراک اور رہنے کی جگہ دیتے ہیں، ایک طرح سے ہم کچھ کیڑے مکوڑوں اور دوسرے جانوروں کو اپنے اوپر توجہ کرتے کاموتہ دیتے ہیں۔ یہ امر کچھ حیرت انگیز نہیں کہ ہماری

کھانا خراب کرنے اور سامان برباد کرنے کے علاوہ کیرٹس کوٹنے میں لے بھی نقصان دہ ہوتے ہیں کہ ان سے بیماریاں پھیلنے میں رکھی ہیضہ، پیچش، سہجادی بخار جیسی متعدد بیماریاں پھیلنے سے زیادہ واپائی مگنی ہے۔ جو بوں کے کیرٹس دوسری مثال ہیں۔ یہ طاعون کے جراثیم کے گھر جوتے ہیں جو ان کے پیٹ میں برکتے رہتے ہیں۔ یہ جراثیم کھانے کی کٹی کو بند کرنے والے پینے والے قے کو ان جو ہور کے کیرٹس کے پیٹ میں بندتے ہیں۔ یہ یار کیرٹس جو بوں کے مرنے کے بعد انسانوں کے پاؤں پہنچ جاتے ہیں اور اپنے سننے شکار کی کھال میں محسوس جاتے ہیں۔ اس طرح یاری کے جراثیم انسانی جسم میں پہنچتے ہیں۔ اس طرح بیماری پھیلتی ہے۔ اچانک تو ان کیرٹس سے بچنے کا مسئلہ حل کرنا چاہئے۔

### ان کو مارنے کی خاص تدابیر

کچھ ایسے طریقے ہیں جو سب گھر کی کیرٹس کو مارنے کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ سب سے پہلا طریقہ ہے گھر کی صفائی۔ دراز صفائی کرنے کے علاوہ سال میں کم از کم ایک بار سارا خانہ بالکل صاف کیا جانا چاہئے۔ اگر یہ کام آغاز بہار میں جب است سے کیرٹس پیدا ہوتا ہے تو کیا جائے کے پلے ہی جب بت سے ان کے کسی گرم مجموعہ جگہ میں جاڑے کے ایک جم مارنے کے لئے آیا جاتا ہے تو یہ کیرٹس بڑھ چکا ہوتا ہے۔ ان کو مارنے کا دوسرا طریقہ اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب اس واقعیت کا فائدہ اٹھایا جائے کہ کس طرح کیرٹس کا مکان داخل ہوتا ہے۔ کیا کھانا ہے اور اس کے پیدا ہونے کو کیا دھوکا دیا جاتا ہے۔ کیرٹس کے کئی قسم کے جانوروں کا استعمال کرنا کو مارنے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ کچھ کیرٹس مثلاً گھر کی کچی ٹہنے سے چیز دلائیں پیدا ہوتے ہیں انہیں یہ ضروری ہے کہ سڑی چیز تک گر رکھی جائے۔ کوڑا کرکٹ، بوسٹر میں جھٹ ہے اسکو بھی کھانا میں گھر کے کوڑے کو روزانہ پھینک دینا ساتھ ہی گھر کی دھانی کی یہ بھال کا خیال بھی رکھنا چاہئے۔ دروازوں اور کھڑکیوں پر جالی لٹینی چاہئیں۔

انکو مارنے کا تیسرا طریقہ کیرٹس کے لئے بہت کامیاب ہو سکتا ہے جس میں ان کو زیادہ گرمی میں کھانا رکھ کر مارا جاتا ہے۔ کتابیں، کیرٹس اور مٹی دوسری چیزیں جن میں کیرٹس لگتے ہوں کسی دھوپ والے دن دھوپ میں رکھیں۔

### مارنے کا کیمیائی طریقہ

بہت سی کیمیائی ادویات کو جو کیرٹس کو مارنے میں کام آتی ہیں ان مارنے والے پاؤں کی قسم میں رکھا جاسکتا ہے۔ ان میں دو دوائیاں

دائے زہر اور دھوئیں دار مادے بھی شامل ہیں کچھ جلدی بھاپ بن جاتے ہیں مادوں کی محسوس کیرٹس کو اتنی ناگوار ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماندن کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں۔ کیمیکلین، کافور، سائٹرونیڈ کائیں، مٹی کائیں، پتھر کیرٹس کو بگاڑنے والی خاص چیزیں ہیں کچھ زہر دار ہیں جو کیرٹس کے کھانوں میں دے جاتے ہیں اس سے ہی ذلت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جب یہ معلوم کر لیا جاتا ہے کہ کیرٹس کس خاص قسم کے کھانوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کچھ زہر دار دھوئیں زہرے نظروں کی شکل میں استعمال ہوتے ہیں۔ خارجی لین زفار سیڈ پاؤں پائو پھرم جو ذرا دیر بعد کھینے ہونے والے کیرٹس اور ٹیٹاٹین کا قسم کے زہر ہیں جیسے کیمیائی زہر دھوئیں اور یا سانس والے زہر ہوتا ہے۔ اگر کچھ پیراڈوں میں زیادہ مقدار میں پھونچ جائیں تو انسان کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں اس لئے ان کا استعمال محدود ہونا چاہئے۔ یہ ان مقامات پر استعمال کرنے کے لئے مناسب ہیں جو جو بیس کھنڈوں کے لئے پوری طرح بند رکھے جاسکیں۔ سفیر (جنگ جوا) یا نیڈرو کو کیرٹس مارنے کے لئے کاربن بائی سلفائیڈ اور کاربن ڈی سلفائیڈ دھوئیں دار مادے عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

### خاص خاص کیرٹس کے مارنے کی ترکیبیں

زیادہ عام اور نکلیت دہ کیرٹس میں کھٹل، خون جو سننے والے کیرٹس کتابی کیرٹس۔ کچھ جھ، چوٹیاں، ایک گھر کی کچی اور کڑی ہیں جو کچھ ان میں سے ہر ایک کی عادتیں طریق زندگی اور ان کو مارنے کے طریقے مختلف ہیں اس لئے ہر ایک کیرٹس کا مفصل حال قریل میں درج کیا جاتا ہے۔ کھٹل۔ یہ میز کرسیوں یا گھر کے کڑی داروں میں رہتا اور پیدا ہوتا ہے۔ خون ہی اس کی خوراک ہے اور انسان کا خون اسے زیادہ مرغوب ہے۔

گھٹل کے رہنے کی تمام جگہوں کی خوب صفائی کرنی چاہئے۔ چار دیواریں دودھوپ میں ڈال دینا چاہئے یا کھولتے ہوئے پانی کو اسے دھوئیں میں ڈالنا چاہئے۔ پانی میں اگر کچھ مٹی کا تیل ملا لیا جائے تو کیرٹس کی کھٹل نہیں۔ دھوئیں دار مادوں سے بھی کھٹل بھاگ جاتے ہیں۔

خون جو سننے والے کیرٹس۔ یہ بے پرکے پھونکے جموں کے کیرٹس ہوتے ہیں جو باخوردوں کے باؤں اور میٹلیوں کے پانی میں رہتے ہیں ان کے منہ کے جھٹے جو چھیدتے اور جو سننے کے لئے سوزوں ہونے پر نامر میں محسوس جاتے ہیں۔ یہ صرف خون پیتے ہیں۔ انسانوں پر کیرٹس ان کے سر میں جوا اکثر ہوتی ہے۔ ان سے سر سے سر سے انکوں کی مٹی چھوٹا جاتے ہیں۔

انسانوں کو کیرٹس کے نقصان پر خاص توجہ دینی چاہئے۔ یہ ان کے کپڑوں کے بڑھنے کے لئے کا طریقہ ہے۔ جو کچھ کم تعداد میں ہونے پر اس سے مدد ملے جو کچھ زیادہ ہو تو زہر میں پھنس جاتا ہے۔ ان کو صاف کرنا ہی ہی ہوگا۔



اس کیرٹ کے اسناد کے بہت سے ذرائع ہیں۔ اسکو آٹے کی ایسی لٹی سے مارا جاسکتا ہے جس میں سوڈیم کلورائیڈ ملا دیا گیا ہو۔ لٹیا لٹیا کر رکھی جاتی ہے جہاں یہ کیرٹا رہتا ہے۔ یہ کیرٹا کچھ عرصہ کو پسند کرتا ہے اسلئے ایک گھر سے چوبیس منڈی بوتل یا کوئی دوسرا مٹا اور بڑا برتن بیٹھے برکے سے بھر کر دیاں رکھ دیا جاتا ہے جہاں لوٹا رہتے ہیں۔ یہ کیرٹے اسکی بو سے اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بروکھ حاصل کرنے کی کوشش میں اس میں گر پڑتے اور ڈوب جاتے ہیں۔ چوٹییاں۔ یہ ننھی سی جان اپنی محنت پسندی اور جفاکشی اور سخت کوششوں سے بنائے ہوئے اپنے گھروں کے لئے مشہور ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں چھوٹی لال اور کالی چوٹییاں۔ موخر الذکر اپنے کھانے کی۔ خاص طور پر میٹھی چیزوں کی۔ تلاش میں گھروں پر حملہ لیتی ہیں۔ انکی فطرت زیادہ نقصان دہ کیرٹوں کی سی ہے کیونکہ یہ مرنے اور شہد میں چپک جاتی ہیں دودھ میں ڈوب جاتی ہیں یا جینی کے برتن میں رہ سکتی رہتی ہیں۔

اگر گھر میں انکے داخل ہونے کی بجائے تلاش کی جائے تو عموماً بہت چھوٹے بلوں میں سے انکی فوج نکلتی ہوئی نظر آتی ہے اور شربت میں چھوٹے ہو کر بڑے کا ایک چھوٹا ٹکڑا انکے منہ پر ڈال دیا جائے تو چوٹییاں اس پر آتی ہیں یہ جنگی حتی کہ پیرا چوٹیوں سے سہرا جاتا ہے۔ جب کیرٹا بھر جائے تو اسے اپنے ہونے پانی میں ڈال دینا چاہئے اور بار بار یہ عمل کرتے رہنا چاہئے۔

انکو مارنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انکے بلوں کا پتہ لگانا چاہئے اور اسکو انکے ساتھ ساتھ اٹک لگا کر بہاد کر دینا چاہئے۔ لیکن اکثر ان کے بل کا تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس صورت میں زہر دینا چاہئے۔ سوڈیم آرسینک کے ۳/۴ اگر بیس سوڈیم کا وینٹ کے تقریباً ۲/۳ کریمیں اور پانی کے ۵۰ اگر کریمیں ملائے سے چوٹیوں کے سطح ایک تیز زہر تیار ہو سکتا ہے۔ اس میں ۱۹۹ کسب پانی میٹر پانی ملا دینا چاہئے۔ دو اس طرح ایک قسم کا شربت تیار ہو جائیگا۔ شربت میں کچھ روٹی بٹور کر ایک چھلی طشتری میں رکھ دو۔ ایسی جگہوں سے دور جہاں سگے اور دوسرے پالتو جانور اسے چاٹ سکیں۔ چوٹییاں اس میٹھی چیز کو کھا لیں گی تو ان میں زہر پیدا ہو جائیگا۔

دیمک۔ ان کیرٹوں کی زندگی بھی چوٹیوں کی سی ہوتی ہے اور یہ اکٹھا رہتے ہیں۔ اپنے بنائے گھروں میں رہتے ہیں جو کئی حصوں میں تقسیم رہتا ہے۔ مثلاً رانی، سبھاہی اور مزدور۔ یہ عادات ان کے نیچے رہتی ہیں۔ انکی خاص خوراک ہے۔ پودوں کا لکڑی دار مادہ اسلئے مانی اعتبار سے کافی اہمیت رکھتی ہیں کچھ تو اسلئے کہ یہ مفید کیرٹ کئی ہوتی فصل کی زمین کی کچی ہوتی جڑیں باہر نکال دیتے ہیں ساتھ ہی یہ کیرٹے گھر میں کتا، میز کربیاں وغیرہ کھانا پسند کرتے ہیں۔

کتا بوں میں ہونیوالے سفید چھوٹے چھوٹے چھلی کی شکل کے کیرٹے۔ یہ ایک چھوٹا بے پروا کیرٹا ہے جس کے پیٹے اور لہجہ جسم میں چاندی کے نشان ہوتے ہیں جن سے یہ بچکے لگتا ہے۔ یہ دن کی روشنی سے نفرت کرتا ہے اور اندھیرے میں رہنا پسند کرتا ہے۔ یہ آسانی کے ساتھ تصویروں کے چوکھٹوں کے پیچھے کتا بوں کے اندر اور گھر کی اندھیری درازوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ کوئی بھی لٹی دار یا میٹھی چیز کھالیتا ہے اسلئے یہ کیرٹا کتا بوں کی جلد، لیسوں کا گوند اور روغنی تصویروں کے چوکھٹے کو بھاڑ کر کھاتا ہے۔ انکی باؤدھ کو بچنے کے لئے الماریوں اور خانوں کی۔۔۔ جہاں کتا میں کاغذ وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔ صفائی اور بھارتی بوجھ ضروری ہے۔ کلف دار کیرٹوں کو آکٹ ہوا میں رکھنا چاہئے۔ اگر اتفاق سے کوئی میٹھی چیز یا شے وغیرہ کیرٹے پر گر پڑے تو اسکو تار سے۔۔۔ سے پھیلے دھوڑا لٹا جائے۔ چونکہ یہ کیرٹا گرم جلیقین پسند کرتا ہے اسلئے یہ بہتر ہوگا کہ کلف دار کیرٹے کسی ٹھنڈی جگہ میں رکھے جائیں۔ گھر کی لکڑی کے سامانوں کی دھڑا بند کر رکھنی چاہئیں۔ نیتھوں کی گواہیاں کیرٹوں کو بھگاتی ہیں۔ کیرٹے کو براؤ کر کے لئے اسکی لٹی کی پسیدہ کی سے دس آمٹھا یا جاسکتا ہے۔ ۱۰۔ ۱۲ کے سو جھٹوں میں سوڈیم کلورائیڈ کے ۱۲ جھٹے ملا دو اور اتنا پانی ڈالو کہ لٹی بن جائے۔ چنگدار الماری کے چھوٹے ٹکڑوں کے ایک طرف۔ لٹی چکا دو۔ انکو سلنڈروں میں رول کر دو۔ سلنڈروں میں اندر کی طرف لٹی لگی ہوئی چاہئے۔ اسے بعد انھیں ان جھٹوں میں چھوڑ دو جہاں کیرٹے زیادہ ہوں۔

گھر بیلو۔ ہر آدمی گھر بیلے اور اسکی کارگزاری سے واقف ہے انکے کھانے کی مقدار کی کوئی حد نہیں لیکن وہ مقدار جسے یہ خراب کرتا ہے اور جس میں بیماری کے خراشیم پیدا کرتا ہے۔ بہت خوفناک ہے۔ یہ جہاں بھی جاتا ہے پھلی کی سی بدبو چھوڑ جاتا ہے۔ اکثر یہ کھانے میں، جیسے یہ کھاتا ہے، پاخانہ بھی کر دیتا ہے اسلئے کھانا ڈھکا رہنا چاہئے اور باورچی خانہ صاف رکھنا چاہئے۔ اگر پودوں اور پھلیوں پر فرش پر چھڑک دیا جائے تو گھر بیلے فوراً وہاں سے بھاگ جائیں گے۔

گھر بیلو لوٹ۔ یہ کیرٹا کچھ گھر بیلے سے ملتا جلتا ہے۔ ان میں فرق یہی ہے کہ بوٹ کے پیر بھٹے اور پیکھڑیاں لٹی ہوتی ہیں۔ یہ زیادہ نقصان دہ نہیں ہوتا اگر چہ کیرٹوں کو کچھ نقصان ضرور پہنچاتا ہے۔

بوٹ اپنی بھڑی اور طولی جسم میں سے ہم کو پریشان کرتا ہے۔ اسی آواز سے نہ بوٹ اپنی مادہ کو مخاطب کرتا ہے۔ عموماً یہ گھروں پر سرویلوں کے موسم میں حملہ کرتا ہے اور درنہل میں ادھ کھلے مندو توں میں اور اکثر تصویروں کے چوکھٹے کے پیچھے رہتا ہے۔



انکے انسداد کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ انکو انکی خوراک نہ دی جائے۔ تمام روئی کا غذا دینے چاہئیں یا کھاد کے ڈھیر میں ڈال دینے چاہئیں۔ روئی کا غذا دیں یا کھڑوں کا گھر میں بہت عرصے تک ڈھیر نہ لگائے رہو۔ فرش اور دیوار کی ساریوں کی درزیں مینٹ سے بند کروادینی چاہئے۔ اکثر صفائی کئے اور مٹی کا تیل و کرپوٹ جیسی کھڑوں کو جھگائے والی چیزوں کو کھڑوں والی جگہوں پر لگانے سے دیکھیں بھاگ جاتی ہیں۔ اگر یہ فرش پر یا دیوار کے سوراخوں میں سے نکلیں تو سوراخوں میں کچھ پیرس گرین یا آرسینک پوڈر چھڑک دینے سے وہ بالکل مر جاتی ہیں۔

گھر کی کھٹی۔ ہم گھر کے کھڑوں میں کھٹی کو عموماً پہلا دیتے ہیں۔ بہت نقصان دہ ہونے کے علاوہ کھکیاں مہینہ مہینہ بجائی اور پینٹ بھی پھیلاتی ہیں۔ یہ ہمارے گھروں میں زیادہ تر کھانے کی چیزوں پر حملہ کرتی ہیں اسلئے انکو گھروں پر حملہ کرنے سے روکنے کے لئے کو شش کر دینی چاہئے کیونکہ انکو روکنے کا یہی ایک علاج ہے۔

کھٹی انڈے دینے کے لئے گندی جگہوں میں جاتی ہے اور اپنے جسم و پیروں میں گندگی بھر لیتی ہے۔ اس گندگی میں عام طور پر بیاریوں کے جراثیم ہوتے ہیں۔ پھر بعد میں جب یہ ہمارے کھانے کی چیزوں پر رہتی ہے۔ تو گندگی ان میں بھی لگ جاتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ کھٹی اپنا زیادہ تر وقت گندی جگہوں پر اور پھر لوٹ کر کھائے تک آکر رہتی ہے۔ کھٹی جب ہمارے کھانے پر رہتی ہے تو یہ اس پر نہ صرف گندگی ہی ڈالتی ہے بلکہ اگر کھٹی انسان کی بیماری کے جراثیم بھرے پاخانے کو کھاتی ہے تو ہمارے کھانے پر اسے بھی گرا دیتی ہے۔ کھٹی دن بھر کچھ نہ کچھ ضرور کرتی رہتی ہے لیکن رات میں چھپ رہتی ہے۔

انکو روکنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انکو بڑھنے کا موقع نہ دیا جائے۔ گھر کا کوڑا کرکٹ سڑی ہوئی ترکاری، گو براڈ ویمپر وغیرہ گھر کی کھٹی کے پیدا ہونے کی خاص جگہیں ہیں اسلئے سب چھلکے اور خراب کھانے وغیرہ کو گھر سے دور پھینک دینا چاہئے۔ زیادہ دیر تک کوئی چیز بھی خراب حالت میں ایک جگہ نہ پڑی رہنے پائے۔ اسکو باقاعدہ پھینک دیں یا جلادیں اسی طرح انسانی پاخانے کو بھی کھلا کھٹی نہ چھوڑیں ورنہ اس پر کھکیاں جا بیٹھیں گی۔

ان کے پیدا ہونے کی روک تھام کے علاوہ حتی الامکان انکو اڑانا چاہئے جہاں تک ممکن ہو کھکیوں کو گھر سے دور رکھنا چاہئے۔ کھٹی پکوانے کے کاغذ اور جال انھیں پھنسانے کے دوسرے ذریعے ہیں۔ یہ کاغذ خریدیں یا گھر پر بنائے جاسکتے ہیں۔ رینڈی کا تیل ۵ حصہ اور ۸ حصہ رین کو گرم کرتے رہو حتی کہ رین گل جائے گرم مرکب کاغذ کے تختوں پر لگا دو۔ انھیں گھر میں کئی جگہ لگا دو۔

کھکیاں اس پر اگر مٹی میں گی اور مر جائیں گی۔ کھٹی پکوانے کے جال کو بنانے میں فارملین استعمال کی جاتی ہے۔ ایک ایسا محلول بناؤ جس میں ۶ حصہ فارملین (۲۰) فیصدی ۳ حصہ مینی ۵۰ حصہ چھلکے پانی اور ۱۴ حصہ پانی ہو۔ ایک بڑے برتن میں اس محلول کو تھپسا اور تک بھر دیں پھر اسے کسی سوختے سے ڈھک دیں اس سوختے سے دو چٹیں محلول کے اندر پھونکتی رہیں اور اسکو گھلار کھیں کھلیں اسکی طرف فی الفور متوجہ ہو جائیں گی۔ وہ سوختے سے کچھ چھپیں گی مادہ نہ ان کے اندر سرایت کر جائے گا لیکن وہ برتن میں گرنے سے بچ جائیں گی مری ہوئی کھکیوں کو جو اس پاس گر پڑیں، جلادیا جائے۔

مکڑی۔ یہ انسان کو اسکے کھانے یا سامان کو کوئی نقصان نہ پہنچاتی لیکن ان کا ڈھیلا گندہ جالا۔ جو دیوار کے کونوں میں لگا رہتا ہے۔ اگر چھڑا نہ جائے تو دیکھنے میں بہت بُرا لگتا ہے۔ اس میں جلد جلد صفائی کرنے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ مکڑی کی زندگی کے حالات بہت دلچسپ ہیں۔ مادہ مکڑی ایک جالافنی ہے اور اسکے پیچھے رہتی ہے۔ مکڑی جالے میں داخل ہوتا ہے اور اختلاط کے بعد مادہ اُسے کھا جاتی ہے بعد میں وہ انڈے دیتی ہے اور انھیں اپنے رہنے کی جگہ پر چھوڑ کر ایک دوسرا گھر بنانے کے لئے کہیں اور چلی جاتی ہے۔ انڈوں کے چھوٹنے پر بہت سی چھوٹی چھوٹی مکڑیاں نکل آتی ہیں جو پوری طرح بڑھنے کی حالت تک ان مکڑیوں کو کھاتی ہیں جو جالے میں پھنس جاتے ہیں۔ پھر یہ جال کو چھوڑ دیتی ہیں اور ہر ایک مادہ اپنے لئے ایک نیا جالا بنتی ہے۔

مادہ کے انڈے دینے سے پہلے ہی سارے جالے برباد کر دینے چاہئیں۔ جالے برباد کرنے کے ساتھ ساتھ ساڑی مکڑیاں بھی مار ڈالی جائیں۔ فرش پر گرتے ہی وہ آسانی سے بھاگ جاتی ہیں۔ جالے کو چھوتے ہی وہ کسی چیز کے پیچھے چھپ جاتی ہیں۔ اگر کوئی جالا تو تار ہے اور دوسرا کسی فرش پر دیکھتا رہے تو مکڑیاں چھپنے کے پیچھے ہی ماری جاسکتی ہیں۔



# ہمارے جانور



## بلیک کوارٹر یا گٹھیا

بیماری کی علامتیں یعنی پہچان کی باتیں - بلیک کوارٹر کی بیماری شروع ہو کر بہت جلد آخر درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور جانور اکثر ایک سے لیکر تین دن تک میں مر جاتا ہے۔ اس بیماری کی پہچانیں دو قسم کی ہے ایک وہ جو بدن کے کسی خاص حصہ میں معلوم ہوتی ہیں اور دوسری عام قسم کی پہلی پہچان جو بدن کے کسی خاص حصہ میں ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ جانور اکثر تنگ کرے لگتا ہے۔ اور اس کے بعد ایک یا کئی جگہ سوجن معلوم ہوتی ہے۔ سوجن اکثر ران کے اوپر کے حصوں پر اور گردن اور شانوں اور سینہ کے نیچے کے حصہ اور کمر اور پیٹ پر ہوتی ہے کبھی کبھی سوجن منہ میں یا گلے میں ہوتی ہے۔ کبھی ایک ہی جگہ سوجن ہوتی ہے اور کبھی کئی جگہ اور کبھی کئی جگہ کی سوجن مل کر ایک ہو جاتی ہے۔ سوجن پہلے بہت تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس میں درد ہوتا ہے مگر وہ بہت جلد بڑھ جاتی ہے اور آٹھ گھنٹہ کے عرصہ میں بڑھ کر بہت سی زیادہ ہو سکتی ہے۔ اس سوجن کو دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ وہ انگلی سے دبائے سے اس طرح چسکتی و چرچراتی ہے کہ اس میں ہوا بھری ہوئی ہے (جیسے کہ بادی کی سوجن ہوتی ہے) اس حالت میں اس میں بالکل درد نہیں ہوتا ہے اور چھونے سے ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے خاکر پیچ کے حصہ میں ٹھنڈی ہوتی ہے وہ رنگ میں بہت کالی ہوتی ہے اور کبھی اس میں سرخ کی علامتیں پائی جاتی ہیں اگر اس سوجن میں نشتر دیا جاتا ہے تو اس میں سے بہت سا ہوا کی طرح کا مواد نکل کر اڑتا ہے اور گہرے کالے رنگ کا پانی جس میں مٹی بوا آتی ہے نکلتا ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے دیکھنے میں کہیں سوجن نہ ہو ایسی حالت میں سوجن بدن کے اندر ہوتی ہے اور بیماری کا پہچانا مشکل ہوتا ہے بڑی بڑی عام پہچانیں یہ ہیں کہ جانور سست معلوم ہوتا ہے اور گلہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کا بدن کا ہینٹا ہے اور بہت گرم

دوسری کی قسم - یہ ایک خاص اڈا رنگت والی بیماری ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ کسی جگہ بدن میں بادی کی سوجن ہوتی ہے یہ سوجن گردن یا کندھے یا پیٹ یا کمر یا ران پر ہو سکتی ہے۔ یہ بیماری گرم جگہ جانوروں کو یعنی تھوڑے سے لیکر چار سال تک کے جانوروں پر آ کر پھیلی ہے مگر یہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ عمر کے جانوروں کو بالکل ہو سکتے ہیں کہ یہ بیماری مرے تازہ جانوروں کو بہ نسبت ڈبلے جانوروں کے زیادہ ہوا کرتی ہے۔ یہ مویشی اور بکری کی بیماری ہے لیکن مویشی کو سب سے زیادہ ہوا کرتی ہے۔ کتے میں کبھی کبھی گھوڑوں کو بھی بیماری ہوتی ہے۔ دوسرے گھریلو جانوروں اور آدمیوں کو یہ بیماری نہیں ہوا کرتی ہے۔ یہ بیماری اکثر بعض چراگا ہوں میں ہوتی ہے اور ایک جگہ اور ایک ہی موسم میں بڑا ہر سال ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بیماری اکثر ترانی کی زمین میں ہوا کرتی ہے۔ جب یہ بیماری کسی جانور کو ایک ہو جاتی ہے تو پھر دوسری بار اس جانور کو کبھی نہیں ہوتی ہے۔

بیماری کا سبب - اس بیماری کا سبب ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اس بیماری کا کیرا جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور لٹیرا ہوتا ہے۔ اس کے نظر نہیں آ سکتا ہے کھال میں جو کہ بدن کے ریشوں میں ہونچا ہے۔ غالباً قریب قریب ہر سموت میں وہ منہ یا ٹانگ کے کسی حصے چھوٹے سے زخم یا خراش کے راستے بدن میں پہنچتا ہے بدن کے ریشوں میں بٹھنے والا کیرا ہوتا ہے اور بدن کے ریشوں میں کا اثر پہنچتا ہے۔ اور اکثر کبھی کی بیماری کے کیرے کے خلاف انہوں میں زیادہ نہیں ملتا۔

بیماری کی حالت جس میں بیماری کا اثر پہنچنے کے بعد جانور میں بیماری ہوتی ہے۔ اس بیماری میں وہ مدت جس میں بیماری کا اثر کے بعد بیماری ظاہر ہوتی ہے۔ اوسط درجہ دو دن ہے۔

یہ سب چیزیں سو اسیر گرم پانی میں ملائی جائیں اور نیم گرم پانی  
جائیں۔

یہ پوری عمر کے بچوں یا بھینس کے لئے ہے۔ چھوٹے جانوروں کے  
لئے اس مقدار کا نصف دیا جائے اور پوری عمر کی بھیڑوں کو اس کا  
چھٹا حصہ دیا جائے۔

پینے کے لئے سرن روکنے والی دوائیں دینی چاہئیں۔ مثلاً  
ایک ادنیٰ (نصف چھٹانک) فینائس ڈیٹائی سیر پانی میں ڈالکر  
صورتوں میں اس علاج سے فائدہ ہوتے دیکھا گیا ہے۔ گلے میں  
اور جبکہ جو سو جن ہوتی ہے اس کا علاج اکثر اس طرح کیا جاتا ہے  
کہ گرم دیکھتے ہوئے لوہے سے اس پر لکیر بنا دیتے ہیں۔ یہ خیال رکھنا  
چاہئے کہ دیکھتے ہوئے لوہے سے بہت نیرا نہ داغیں ورنہ زخم میں  
پیپ پڑ جائے گا اندیشہ ہے منہ کے اندر سے بار بار دوا کے پانی  
سے دھو ڈالنا چاہئے۔ اس پانی کی ترکیب یہ ہے کہ سو اتوار پیکڑ  
دس چھٹانک پانی میں ملا دی جائے۔

آدھ آدھ گھنٹے کے بعد نیم گرم پانی کا عمل دیا جا سکتا ہے۔ جانور  
کو پینے کے لئے پتلی مانڈا کچھ نمک ڈالکر دینا چاہئے اور مانڈے کے ساتھ  
طاقت بخش دوا بھی دینی چاہئے جس کے بنانے کی یہ ترکیب ہے۔  
دلیس شراب ۲ چھٹانک، سوٹھ آدھ چھٹانک، پیسی بونی  
سیاہ مرچ ۱ چھٹانک، پانی سوا سیران سب کو مل کر لیں۔  
دوا دینے میں بہت احتیاط برتنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ جانور  
کی سانس ترک جائے کیونکہ جانور کو گھنٹے میں اکثر دقت ہوتی ہے۔  
جانور کے سانس ٹھنک کر جانے کا اندیشہ ہونے کی صورت میں  
ڈاکٹر مویشی کے گلے کے پیچ کے زخم سے اسٹیل سو راج کر دیتا ہے  
کہ جانور سانس لے سکے اور اس طرح اکثر جانور بچ جاتے ہیں۔

### بیماری کی روک تھام

یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض چرنے کی جگہوں میں بعض موموں میں چرنے  
سے یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ جہاں یہ معلوم ہو جائے وہاں ان موموں  
میں جانوروں کو نہ چرنے دیں۔

جن علاقوں میں یہ بیماری دبا کی شکل میں پھلتی ہو اس میں بارش شروع  
ہونے کے قبل مویشیوں کو اس بیماری کا ٹیکہ لگوا دیں۔ ٹیکہ لگ جانے سے  
دوا تک جانور اس سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو دوا کے بعد  
ٹیکہ لگوائیں تاکہ بارش کا موسم جس میں اس بیماری کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے  
گزرجائے۔

اس بیماری کی دوا شروع ہونے پر تندرست جانوروں کو سیر کا ٹیکہ  
لگوانا چاہئے اور وہی احتیاطیں برتنی چاہئیں جو دوسری پھوت والی بیماریوں  
میں برتی جاتی ہیں۔  
درمحلہ ہوں ویٹرنری ڈپارٹمنٹ یو۔ پی۔

ہوتا ہے اور جانور سانس جلدی جلدی لیتا ہے جب سو جن بڑھ جاتی  
ہے تو عام بچان میں زیادہ ظاہر ہونے لگتی ہیں اور جانور کراہتا ہے اور  
اس کے پیٹ میں تو خراج کا سار دھوتا ہے۔ اس کو سانس لینے میں  
مشکل ہوتی ہے اور سارا بدن سوائے سو جن کی جگہ کے گرم ہوتا ہے اور  
کمزوری بڑھ جاتی ہے اور جانور تھک پر گر جاتا ہے اور اس کا بدن ایٹھٹھٹے  
لگتا ہے اور اسی حالت میں مر جاتا ہے بعض صورتوں میں عام بچان  
پہلے ظاہر ہوتی ہیں اور بعض صورتوں میں سو جن پہلے معلوم ہوتی ہے۔  
اس بیماری سے بچنے کا دوسرا پتہ ہو جاتا ہے ہیں اور ان صورتوں  
میں پورا آرام تربیہ چھ دن میں ہوتا ہے جتنے جانوروں کو یہ بیماری  
ہوتی ہے ان میں فی سیکڑہ نوے سے لکر سو تک مر جاتے ہیں۔

وہ علامتیں جو جانور کے جسم میں مرانے کے بعد ظاہر  
ہوتی ہیں۔ سو جن کی پہچان پہلے بیان ہو چکی ہے۔ گلٹی کے چرنے  
سے اس کے پیٹے کا گوشت پیسے ہو کر رنگ یا کالے رنگ کا نکلتا ہے  
یہ گلٹیاں بہت سڑی ہوتی اور دیکھنے میں معلوم ہوتی ہیں اور اگر  
دبائی جائیں تو ان میں سے بہت سخت سڑی بدبو نکلتی ہے جس کی  
نسبت کہا گیا ہے کہ سڑے ہوئے کھن کی بدبو سے ملتی ہوئی ہوتی ہے۔  
سو جن کے اس پاس جو گلٹیاں ہوتی ہیں وہ بڑھ جاتی ہیں اور ان میں  
بھرا ہوتا ہے جسم کے بھتر کے عضووں میں کوئی بات نئی نہیں ظاہر ہوتی سب عضووں  
میں اکثر خون نکلا ہوا ہوتا ہے اور کبھی کبھی انہوں کے اندر کے مواد میں خون ملا ہوا ہوتا  
ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کئی اور خون کی حالت معمولی ہوتی ہے۔

### بیماری کی پہچان

اس بیماری میں ہیپو ریکیک پیلیسیما اور انتھریکس کا دھوکا  
ہو سکتا ہے مگر بلیک کوارٹر کی بیماری میں سو جن خاص جسم کی ہوتی ہے  
یعنی چھوٹے سے ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے۔ اگر جانور کی لاش جیری جا  
تو کئی اور خون کی حالت معمولی پانی جاسے گی مگر جیسا کہ پچھلے باب میں  
بیان ہوا انتھریکس کی بیماری میں خون اور تلی کی حالت اکثر خاص  
طرح کی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ بیکٹرالوجی یعنی نہایت چھوٹے کیڑوں  
اور پودوں کے علم کی ترکیبوں سے ان بیماریوں کا فرق آسانی سے  
پہچان سکتے ہیں۔

اگر بیماری کی شروع میں ہی خبر لیجائے اور عیوش کو ٹھکنے میں دشواری  
نہ ہو تو تیز علاج دینا چاہئے۔

لاہوری نمک یا ایسپم ساٹھ بیسی جلاب کا نمک ۶ چھٹانک

صبر ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

سوٹھ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

شیرا ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

# فوجیوں کے لئے رعایتیں

یا اگر اس کی بیوہ ہو تو اسے تا زندگی یا دوسری شادی کرنے تک میں گے (۲) بیس سال تک۔ جو مدت بھی زیادہ ہو۔ اگر انعام حاصل کرنے والا اس کی بیوہ دونوں ہی مر جائیں یا ۲۰ سال ختم ہونے سے پہلے ہی وہ شادی کرے تو قبیحہ مدت کے لئے پوری شرح بر اور انھیں بشرط حکم جو ابتدائیں انعام دینے کے وقت مانو تھیں، انعام یافتہ کے قریب وارث کو اس انعام کا دیا جانا جاری رکھا جائے گا۔ یہ انعام اس شخص کو بھی دینے جائیں گے جبکہ کسی فوجی کو مذکورہ بالا اعزازات میں سے کو اس کی موت کے بعد دیا گیا ہو۔ ایسی حالت میں یہ انعام مرحوم فوجی بیوہ کو تا زندگی ملتا رہے گا یا اس کی دوسری شادی تک یا بیس سال جو مدت بھی زیادہ ہو اگر بیوہ بیس سال ختم ہونے کے پہلے ہی مر جائے یا دوسری شادی کرے تو یہ انعام مدت کے خاص وقت کے لئے نہ فوجی کے مرد وارثوں کو دیا جائے گا۔ اگر اعزاز پانے والے فوجی کو نہ ہو تو یہ انعام متوفی فوجی کے مرد وارث کو ۲۰ سال تک دیا جائے۔ اگر وارثت کے بارے میں کوئی جھگڑا پیدا ہو گا تو اس بارے میں عدالت حکومت کا فیصلہ آخری ہو گا۔

ہذا ایک فلسفہ ہے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ایسے ہر ایک انعام پانے کو حضور گورنر کی مہر اور دستخط شدہ ایک سند بھی عطا کی جائے گی۔

فوجیوں کے لئے قانون قبضہ اراضی میں ترمیمیں

حکومت صوبہ متحدہ نے ملک منظم کی بری۔ بحری اور فضائی فوجیوں کو کام کرنے والوں کے حقوق کا اشتکاری کے نقطہ کے لئے مسئلہ ۱۹۳۹ء کے قبضہ اراضی صوبہ متحدہ نمبر ۱۱۱۱ مسئلہ کے ایکٹ ۱۔ (۳) کے ایکٹ ۱۸ اور (۳) مسئلہ کے ایکٹ ۴ کے ذریعہ ترمیمیں کی گئی ہیں۔ ان ترمیموں سے پہلے ایکٹ مذکور کی دفعہ ۴ کے بموجب (۱) کوئی انسانی اگر وہ میں یا ساتھ ملکیت یا سورتی اسامی بقیہ صوبہ میں اپنی جوت یا اس کے کسی حصہ کو پانچ سال سے زیادہ مدت کے لئے ملک نہیں اٹھا سکتا تھا۔ یا اگر ایسی جوت کا کوئی بھی حصہ شکی پر اٹھا یا اس کے تین سال کے اندر اس جوت کو شکی پر نہیں دے سکتا۔ (۲) ایسی ملک کوئی غیر مفید کار انسانی اپنی کل جوت یا اس کا کوئی بھی حصہ ایک سال سے زیادہ مدت کے لئے نہیں اٹھا سکتا تھا یا اگر ایسی جوت کا کوئی بھی حصہ شکی پر اٹھا ہو تو اس کے ایک سال کے اندر اس کو شکی پر نہیں دے سکتا تھا۔

(۳) مسئلہ کے ترمیمی ایکٹ نمبر ۱۸ کے ذریعہ ان اسند ملک منظم کی بری بحری یا درانی فوج میں کام کرنے والوں کو نمٹ گیا ہے پنا پنا اب وہ دفعہ ۴ کی خلاف ورزی کے باوجود اپنی جوت

صوبہ کے جو لوگ بری بحری اور ہوائی فوج میں کام کر رہے ہیں ان افراد اور ان کے کنبہ والوں کے لئے حکومت صوبہ جات متحدہ نے وقتاً فوقتاً مختلف رعایتوں کا اعلان کیا ہے۔ حکومت کی طرف سے ہونے والے یہ اعلانات فوجیوں اور ان کے کنبہ والوں کی آمدنہ زندگی میں یقیناً اہم اور مفید ثابت ہوں گے ان رعایتوں میں طبیعت کی زمین سے متعلق رعایتوں کے علاوہ ان فوجیوں کے لئے جن کی جنگی خدمات تسلیم کی گئی ہوں۔ مختلف سرکاری ملازمتوں کو محفوظ یا ریزرو رکھنا۔ فوجیوں کے بچوں کے لئے تعلیم حاصل کرنے کی سہولتیں اور گاؤں سدھار کے منصوبہ ایکس میں شامل ہیں۔ میڈیکل اور پبلک ہیلتھ سروس کے ملازموں کو خاص سہولتیں دی گئی ہیں تاکہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر زمانہ جنگ میں رخصت ہونے کی خدمت کر سکیں۔ حکومت کی اعلان کردہ رعایتوں کے علاوہ ملک اور ملک منظم کی خدمت میں میدان جنگ میں جان کی بازی لگنے والے سپاہیوں کے خاندان کے خیال رکھتے ہوئے ان کی پوری دیکھ بھال کے لئے "ملٹی سیلر" سوسائٹس اینڈ ایسوسی ایشن بورڈ کے ماتحت صوبہ بھر میں متعدد فیملی سیرس "سوسائٹس اینڈ ایسوسی ایشن بورڈ" کام کر رہے ہیں۔ اس معقول میں فوجیوں، ان کے کنبہ والوں اور ان کے ساتھ رہنے والوں کے متعلق سرکاری اعلانات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## ارضی کے متعلق رعایتیں

ہذا ایک فلسفہ گورنر نے طے کیا ہے کہ اس صوبے کے رہنے والے ایسے فوجیوں کو جنھیں موجودہ جنگ میں اپنے بہادرانہ کارناموں کے صلے میں اعزاز عطا کئے گئے ہیں یا آمدنہ کے جائیں مالگڈاری کا کچھ حصہ بطور انعام دیا جائے۔ ان انعامات کے حاصل کرنے کا حق بری بحری اور ہوائی فوجیوں کے فوجیوں کو یکساں حاصل ہو گا۔ ان کی ختم سب ذیل ہوگی اور یہ ان خاص پیشگوں بجائے یا اگر بچو انہی کے علاوہ دے جائیں گے جو ان اعزازات کے ساتھ ملتے ہیں۔

وکٹوریہ کراس	۱۰۰۰ روپیہ سالانہ انعام
جارج کراس	مالگڈاری میں سے
ڈی۔ ایس۔ او (بہادری کے لئے)	
آئی۔ او۔ ایم (درجہ اول یا دوم)	
ملٹری کراس	۵۰۰ روپیہ سالانہ
جارج میڈل	مالگڈاری میں سے
ڈسٹنکشنڈ سروس کراس	
فلاننگ کراس	

مندرجہ بالا انعامات (۱) فوجی اعزاز حاصل کرنے والے فوجی کو تا زندگی

نہیں کئے جائیں گے۔ لیکن اس ترمیم کا فائدہ اس جوت کو نہیں  
۱۔ جس میں فوجی ملازم کسی دوسرے کاشتکار کا شریک ہے۔

(۲) سٹلڈو کے ترمیمی ایکٹ نمبر ۴ کے ذریعہ مشترکہ جوت کی صورت  
میں ملک معظم کی بڑی بھری یا ہوائی فوج میں کام کرنے والوں کو فوج  
بندیوں سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ ان میں سے کوئی بھی اپنی  
ن ملازمت کی وجہ سے جوت پر کاشت نہ کر سکتا ہو۔ اس ترمیمی ایکٹ  
مزید تحفظ یہ کیا گیا ہے کہ اگر ایک قبضہ آراضی ۱۹۲۲ء کی دفعہ ۴۴  
ماتحت فوجی سپاہی ایک سال سے زیادہ مدت والے یا سال پر  
شکمی پٹ کی ریسٹری نہ کر سکیں تو وہ دفعہ ۱۷ کے ماتحت بیٹل  
کئے جاسکتے۔

(۳) سٹلڈو کے ترمیمی ایکٹ نمبر ۱۸ کے ذریعہ یہ قانون بنایا گیا  
کہ ملک معظم کی بڑی بھری یا ہوائی فوج میں کام کرنے والوں سے جو  
اراضی یا حق داران قبضہ مستقل یا مالکان ادنیٰ اپنی اس آراضی تو  
ت کو جس کا محصول شخص المقام ۲۵ روپیہ سالانہ سے زیادہ نہ  
ی پر اٹھادیں تو اس آراضی پر آسامیان کو کسی قسم کا موروثی حق  
صل ہوگا۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ خود کاشت کو کمپی پر اٹھانے کی  
سے فوجی ملازمین کے حقوق ایسی آراضی میں داخل نہ ہوجائیں۔  
حکومت صوبہ متحدہ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ سپاہیوں کے  
و دقرضے۔ غلامدوں کو آسان شرطوں پر تقاضی دیا جائے۔ اگر کسی  
ی کا نائندہ اس کی تحریری اجازت سے گزراہ کی رقم (فیمیل) لٹ  
ب جزو قرضہ کی ضمانت میں دے دیا تو دو سو روپیہ یا ۲۴ مہینہ  
گزارہ کی رقم جو بھی کم ہو اس کو بلا سود تقاوی کی حیثیت سے مل  
ے گی۔ جس کی ادائیگی ضمانت میں دے ہوئے گزارہ کی رقم سے  
ن مسطور میں ہو کرے گی۔

مداو کا تحفظ۔ ہر ضلع کے کلکٹر کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ بقایا  
مالگداری آراضی یا اسی کے متعلق قابل قبول  
ن کی دھولی میں لڑنے والے سپاہیوں کی جائیداد لڑائی کے  
زمین یا ان کے سمند و پار سے لوٹ آنے تک جو زمانہ بھی زیادہ  
فرخیت نہیں کی جائے گی۔

ان میں چھوٹ۔ اگر سرکاری علاقہ میں مستقل رہنے والا کوئی  
کاشتکار فوج میں بھرتی ہو جائے تو ایک  
س تک کا بقایا لگان جو اس کے ذمہ ہو کٹمعات کر دیا جائے گا  
لڑائی کے زمانہ تک لگان میں ۱۵ فی صدی کی چھوٹ ملے گی  
کاشتکاروں کو مکان بنانے کے لئے بلانڈرانہ زمین دیا جائے گی۔  
اگر کوئی کاشتکار اپنے بیٹے یا پوتے کو جس کا گزارہ اس کی پوت  
لڑائی پر بیج دے گا تو جب تک اس کا بیٹا یا پوتا فوج میں رہے گا  
۷ لگان میں ۲۵ فی صدی کی چھوٹ ملے گی۔

لگان کی معافی۔ اگر سرکاری علاقہ جات کا کوئی کاشتکار لڑائی میں  
کام آجائے تو اس کی بیوہ کو زندگی بھر یا دوسرا  
نکاح کرے تک یا اس کے لڑکے کے بالغ ہونے تک کل لگان کی سزا  
ملے گی۔

اسی طرح اگر کوئی سپاہی فوجی کام میں ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو جائے  
تو اسے ساری عمر کے لئے اپنی جوت کے لگان سے معافی مل جائے گی۔  
اگر لڑائی میں کام آجائے والے کسی کاشتکار کی جوت اس کی  
ماں کو ملے اور اس کا گزارہ صرف اسی جوت پر ہو تو اسے بھی زندگی  
بھر کے لئے اس جوت کے لگان سے معافی مل جائے گی۔

ان رعایتوں کے لئے یہ شرط ہے کہ لڑائی میں جانے سے  
پہلے وہ کاشتکار سرکاری علاقہ کے کسی گاؤں کا رہنے والا ہو۔  
مذکورہ بالا رعایتیں ان ریاستوں کے کاشتکاروں  
بلا لگان زمین۔ کو بھی حاصل ہوں گی جو کورٹ آف وارڈس کے  
ماتحت ہیں ان ریاستوں میں بھی لڑائی میں کام آجائے والے  
کاشتکاروں کی بیوہ اور ان کے وارثوں کو کاشت کے لئے بلا لگان  
اور مکان بنانے کے لئے بلانڈرانہ زمینیں دی جائیں گی یعنی ریاستوں  
نے ملکظم کی فوجوں میں بھرتی ہونے والے کاشتکاروں کو ان کے  
لگان میں ۲۳ فی صدی چھوٹ دینا طے کیا ہے۔

### عدالتی کارروائیوں میں سہولتیں

عدالتی سہولتیں۔ انڈین سو جرس (ریٹیشن) ایکٹ ۱۹۲۵ء میں  
آرڈیننس ۴۴ سٹلڈو کے ذریعہ یہ ترمیم کی گئی ہے کہ  
(۱) جو سپاہی میدان جنگ میں کام آجائیں گے ان کے وارثوں  
کو دیوانی اور مال کے مقدمات میں وہی تحفظ حاصل رہے گا جو اب تک فوج  
خاص حالات میں خدمات انجام دینے والے ہندوستانی سپاہیوں کو  
مائل تھا۔

(۲) اس آرڈیننس کی رو سے ان مقدمات کی کارروائی میں غلطی  
کی جاسکتی ہے جن میں ہندوستانی سپاہی اگرچہ خود فریق نہ ہو مگر مقدمہ  
سے اس کا اتنا تعلق ہو کہ اس کی عدم موجودگی سے اس کے مفاد کو نقصان  
پہنچنے کا امکان پایا جائے۔

ان مراعات سے وہ سپاہی بھی فائدہ اٹھائیں گے جو جنگی  
قیدی ہیں یا رہ چکے ہیں۔ جو لوگ شاہی ہندوستانی بیوہ میں ملازم  
ہیں یا اس سے متعلق ہیں وہ بھی اس ایکٹ سے استفادہ حاصل کرنے  
کے لئے ہندوستانی سپاہی سمجھے جائیں گے۔

بورڈ مال صوبہ متحدہ نے یہ حکم دیا ہے  
اندراجات داخل خابج۔ کمال کی عدالتوں کو چاہئے کہ ایسے  
انخاص کو حاضر ہونے سے مستثنیٰ کر دیں جو بڑی و بھری یا ہوائی فوج

انجام دہی میں مصروف ہونے کی وجہ سے ہوئی ہو۔  
(۱) جب کہ اس جائیداد کی قیمت جس کی نسبت نقول معدومیت نامہ پروا نہ لائے انصرام تولیت عطا کی گئی ہوں یا جس تصریح ایکٹ وراثت ہندوستان ۱۹۲۵ء کے حصہ ۱۰ کے ماتحت حاصل سرٹیفکیٹ میں کی گئی ہو یا پاس ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔  
(۲) تو اس صورت میں پوری گورنٹ فیس جو ایسی جائیداد قابل تشخیص ہوتی، معاف کر دی گئی ہے۔

(۱۱) جبکہ رقم متنازعہ یا جائیداد متنازعہ کی قیمت پچاس روپیہ سے زیادہ ہو (تو ایسی صورت میں) پہلی پچاس ہزار کی یا جائیداد پر قابل تشخیص گورنٹ فیس معاف کر دی گئی ہے۔  
(۱۲) جبکہ جائیداد اس طرح موت واقع ہو جانے کی وہ ایک مرتبہ سے زیادہ منتقل ہوئی ہو تو ایسی صورت میں وہ کل گورنٹ فیس معاف کر دی گئی ہے جو جائیداد متنازعہ کے دوسری مرتبہ بعد کسی مرتبہ منتقل ہونے پر قابل تشخیص ہوتی، خواہ اس جائیداد کو کچھ ہی ہو یا رقم متنازعہ کتنی ہی کثیر ہو۔

(۱۱) اس فیس کی جگہ رقم جو فقہ (۱) و (۱۱) مذکور میں متذکرہ اشخاص کے حق میں جائیداد کے داخل خارج کرانے درنور استوں کی بابت پر قابل وصول تھی (معاف کر دی گئی ہے)۔  
(۲) اس فیس میں جو ضمیمہ اول کے آرٹیکل ۶-، ۷ و ۸ ان نقول کی بابت قابل وصول ہیں جو عدالت دیوانی یا عدالت فوجداری یا عدالت مال یا دیگر دفاتر سے ان اشخاص کے استادنہ کرنے کے لئے ملتی ہیں جو ان کے لئے درنور استیں دیتے ہیں مگر شرط کہ اس فقرہ کے احکام کا اطلاق ان نقلوں پر نہ ہوگا جو کسی عدالت میں پیش کی گئی ہوں یا ہمارا اصل منتقلی کی گئی ہو یا جن کے بارے (عدالت سے) اندراجات کر لئے ہوں یا جو کسی شخص کی طرف علاوہ فقرہ (۱) و (۲) میں متذکرہ اشخاص کے وارثان یا اہل مقامان کے کسی سرکاری افسر کے پاس پیش کی گئی ہوں۔

## افسران کو ہدایت

فوجی سپاہیوں اور ان کے خاندان والوں کے حقوق محافظت کے خیال سے ماتحت افسران کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی فوجی سپاہی یا اس کے خاندان والوں کے خلاف کوئی کرنا چاہیں تو پہلے ڈسٹرکٹ سو مجز بورڈ یا ڈسٹرکٹ سیرلز بورڈ یا ڈسٹرکٹ ایئر مین بورڈ کے متعلقہ پریزیڈنٹ کو مطلع کر دیں جو اس اطلاع کے بغیر کیا جائیگا وہ ناجائز متصور ہوگا۔

پرتال کرانے والے افسروں (سیر وائرڈ قانون گو یاں ان کے افسران بالا) کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب بھی وہ پرتال

میں ملازم ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تصدیق کرانے والے افسر کے یہ اطمینان ہو کہ رجسٹری شدہ دستاویز کے مطابق ایسے اشخاص کو جائیداد متعلقہ پر قبضہ نہ کیا ہے۔

بلا فیس قانونی مشورہ۔ صوبہ کے قریب قریب ہر ضلع کے وکیلوں ملازموں یا ان کے متعلقین کو جو اپنے گھر پر ہیں بلا فیس لئے ہونے قانونی مشورہ دینے کے لئے کہا ہے۔ قانونی مشورہ کے لئے درخواست کیا جہاں تک ماتحت عدالتوں کا تعلق ہے ڈسٹرکٹ سو مجز بورڈ یا ڈسٹرکٹ سیرلز بورڈ یا ڈسٹرکٹ ایئر مین بورڈ کے پریزیڈنٹ متعلقہ یا حاکم ضلع متعلقہ کو پیش کرنا چاہئیں یا کسی گورنٹ الہ آباد یا چیف گورنٹ الہ آباد کی صورت میں ایسی درخواستیں یا کسی گورنٹ یا چیف گورنٹ کے رجسٹرار کی خدمت میں پیش کرنا چاہئیں۔

بلا فیس نقلیں۔ اگر ڈسٹرکٹ سو مجز بورڈ یا ڈسٹرکٹ سیرلز بورڈ یا ڈسٹرکٹ ایئر مین بورڈ کی طرف سے کوئی ایسی درخواست موصول ہو جس میں ہندوستانی بری یا بحری یا ہوائی فوج کے متوفی ملازم کے وارثان نے خاندانی پینشن دے جانے کی تحقیقات کے سلسلہ میں عرضداشت کی ہو تو ان کو فی پیدائشی رجسٹروں سے منتخب حصوں کی نقلیں بلا فیس دی جائیں گی۔

گورنٹ فیس میں تخفیف۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں صاحب گورنٹ فیس کے لئے گورنٹ فیس میں تخفیف کر دی ہے۔

(۱) اس فیس میں جو ایکٹ گورنٹ فیس کے ضمیمہ ۱ کے آرٹیکل ۱۱ و ۱۲ او ضمیمہ ۲ کے آرٹیکل ۱ کی رو سے مندرجہ ذیل جائیداد پر قابل تشخیص نہیں۔

(۱) کسی ایسے شخص کی جائیداد پر جس پر (برٹش) نیول ڈسپنل ایکٹ - (برٹش) آرمی ایکٹ، (برٹش) ایئر فورس ایکٹ، انڈین آرمی ایکٹ ۱۹۱۹ء - (ایکٹ نمبر ۱۹۱۹ء) انڈین ایئر فورس ایکٹ ۱۹۱۹ء (ایکٹ نمبر ۱۹۱۹ء) انڈین نیوی ڈسپنل ایکٹ نمبر ۱۹۱۹ء کا اطلاق ہوتا ہو اور جو میدان جنگ کے فرائض یا ایسے فرائض کی انجام دہی میں مارا لایا گیا ہو جو جنگ ذمیت رکھتے ہوں یا جن میں وہی خطرات ہوں جو میدان جنگ کے فرائض انجام دیتے ہیں جوئے میں یا جنگ کی وجہ سے یا حادثات پیش آنے کی وجہ سے یا میدان جنگ میں کسی ملک سرحدی کے لگ جانے کی وجہ سے مر گیا ہو۔

کسی ایسے شخص کی جائیداد پر جو ملک نظم کی سول یا فوجی ملازمت میں اور جو ایسے زخم آ جانے کی وجہ سے مر گیا ہو جو ایسے وقت میں عداوت لگنے لگے ہوں جب کہ (۱) وہ واقعی سرکاری فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا یا (۲) اس کی موت سرکاری فرائض کی

یا ملازمت سے ریٹائر ہو چکا ہو۔

(۷) کسی آنریری ممبر شریٹ یا منصف سے۔

(۸) ڈسٹرکٹ سول ججز ڈسٹرکٹ سیزر بورڈ یا ڈسٹرکٹ ایمرین بورڈ کے سرکاری سے یا تحصیل سول ججز یا تحصیل سیزر یا تحصیل ایمرین بورڈ کے آنریری ممبر نے یا ڈسٹرکٹ واریٹی کے سرکاری سے۔

مندرجہ بالا رعایتیں صرف دوران جنگ تک کے لئے ہیں اور ان کا تعلق کیشنڈا انسران کے خاندان والوں سے نہیں ہے۔

### یو۔ پی جنگی قند سے امداد

معدوبہ قندہ کے رہنے والے بری، بکری اور ہوانی فوج کے ہندوستانی سپاہیوں اور ان کے متعلقین کی امداد کے لئے جو اسکیم صاحب گورنر ہاؤس نے مرتب کی ہے اس کی رو سے جنگی مقاصد کے صوبائی قند سے مندرجہ ذیل کو امداد دی جائے گی۔

(۱) بری، بکری اور ہوانی فوجوں کے ہندوستانی سپاہیوں کو جو ایسے امراض میں مبتلا ہو جائے کی وجہ سے قندہ کر دئے گئے ہوں جو انھیں ہندوستان میں لگ گئے ہوں اور جن کے بارے میں صحت طور پر کہا جاسکتا ہو کہ وہ فوجی ملازمت میں ہونے کی وجہ سے نہیں لگے ہیں۔

(۲) ایسے اشخاص کے خاندان والوں کو جو ہندوستان میں دوران ملازمت میں ایسے امراض میں مبتلا ہو کر مرے ہوں جو فوجی ملازمت میں رہ کر نہیں لگے ہوں مندرجہ بالا امداد حاصل کرنے کے لئے درخواستیں ڈسٹرکٹ سول ججز ڈسٹرکٹ سیزر بورڈ یا ڈسٹرکٹ ایمرین بورڈوں کے توسط سے پراونشل سول ججز پراونشل سیزر بورڈ اور پراونشل ایمرین بورڈوں کے نام یا جاگم ضلع متعلقہ کے نام بھیجنا چاہئیں۔

فوجی تعلیم کے لئے وظیفہ - حکومت صوبہ قندہ کے شروع ہو جانے کے لئے وظیفہ - ہی سے ۵۰ روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ یو۔ پی کے ان مستند باشندوں کو دے رہی ہے جو رینس آف ویلز رائل انڈین میڈی کالج دہرادون میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ وظیفہ ہر امیدوار کو ۶ سال کے لئے عطا ہے اور جب تک لڑائی ختم نہیں ہوئی اس وقت تک جاری رہیگا۔ اس کی تقسیم میں جو امیدوار یو۔ پی کے ایسے انصروں - نان کیشنڈا انصروں اور سپاہیوں کے لئے یا متعلقین ہیں جو ملک متعلقہ کی ہندوستانی فوج میں کام کر چکے یا کر رہے ہیں ان کو ترجیح دی جاتی ہے۔

(۳) ۱۹۴۳-۴۴ء کے تعلیمی سال سے مالندھر جیمل اند جیمل کے کنگ جارج ہائی اسکول میں تعلیم یو۔ پی کے سپاہیوں کے لڑکوں اور ان کے قریبی عزیزوں کو صوبہ کی حکومت دس روپیہ ماہوار کے تیس وظیفہ دے رہی ہے یہ وظیفہ پڑھائی ختم ہونے تک ہر تعلیمی سال میں برابر دئے دیں گے۔

نے کی طرف سے باہر جانیں وہ مذکورہ بالا ہدایات پر خاص طور پر دھیان دے۔ ان ہدایات پر جنگ ختم ہونے کے ایک سال بعد تک عملدرآمد ہوتا رہیگا۔ ہر پولیس ٹھیس سے استثناء - فوجی سپاہیوں کے خاندان والے پولیس ایکٹ ۱۹۴۷ء کی دفعہ ۱۵ کے تحت زائد پولیس کا خرچہ اٹھانے کے لئے جو ٹھیس لگایا جاتا ہے اس کا قسطی کر دئے گئے ہیں۔

(۱) اگر کسی سپاہی کے پاس لحد جات رکھنے کی آسانیاں - ذاتی اسلحہ ہو اور وہ اسے سمندر جاتے وقت کسی ایسے عزیز یا دوست کے نام منتقل کرنا چاہے جسے سنس دینے والا انسر ناہل نہ سمجھے تو وہ شخص مقررہ لیسنس نہیں لے کر اس اسلحہ کو رکھ سکتا ہے۔

(۲) اگر وہ اسلحہ ہسپتال یا ریوالتور نہیں ہے تو سپاہی اسے بھی ایسے عزیز یا دوست کے پاس چھوڑ سکتا ہے جسے لیسنس دینے والا انسر ناہل نہیں لے کر اس اسلحہ کو رکھ سکتا ہے۔

(۳) اگر وہ اسے مال خانہ میں جمع کر دے تو ایک سال کے بعد نامرکا ضبط کرنے والے قانون کا اس پر اثر نہ پڑے گا اور سپاہی اس سے ہونے کے بعد اپنے لیسنس کی تجدید کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں سمجھا جائے گا کہ لیسنس کی میعاد ختم نہیں ہوئی۔

۱. امتحان ڈپلوما - فوج میں شریک ہو جانے کی وجہ سے جو تعلیم مرکاری صنعتی اور حرفتی اداروں کے فائنل قانون میں نہیں بیٹھ سکتے ہیں۔ ان کو لازمی ختم ہونے پر پچھلے ریکارڈ میں لکھا نہ ہو انسر کی اچھی رپورٹ کے مطابق بلا امتحان ڈپلوما دیئے گئے۔

صاحب گورنر نے یہ حکم دیا ہے کہ برطانوی اور علاج معالجہ - ہندوستانی سپاہیوں کے (جو کہیں بھی جنگی امراض پام دے رہے ہوں) ان کے گھر والوں کا علاج جو عام طور پر صوبہ کے رہنے والے ہوں مرکاری اور امدادی ہسپتالوں میں ڈسٹرکٹ بورڈ یا میڈیسیل بورڈ کے ہسپتالوں اور مرکاری ہسپتالوں میں بلانٹیس اور بلا وڈاؤں کی قیمت لئے ہونے ہونا چاہئے بشرطیکہ ان اشخاص کے پاس ایک سرٹیفکیٹ شناخت ہو جس کو مندرجہ ذیل سران میں سے کسی انسر دیا ہو۔

(۱) اس ڈپو کے فوجی انسر نے جہاں سے کہ سپاہی بھرتی ہوا تھا۔  
(۲) صوبائی حکومت کے کسی گزٹیڈ انسر سے۔  
(۳) کسی تحصیلدار یا نائب تحصیلدار سے۔  
(۴) پولیس کے کسی انسر سے جو با اعتبار عہدہ کم سے کم سپاہی کپتان کسی جگہ سے۔  
(۵) کسی جگہ سے۔

(۶) ہندوستانی فوج کے کسی کیشنڈا انسر سے جو ملازمت میں ہو





## تعلیمی سہولتیں

وخلیفہ - محکمہ تعلیم میں ان تمام سپاہیوں کے بچوں اور متعلقین کو سہولتیں دیں رعایتیں دی گئی ہیں جو ملک منظم کی فوج کی کسی بھی شاخ میں کام کر رہے ہیں لیا آئندہ کریں گے اور جن کے گھرانے کی سکونت یورپی میں ہے۔ یہ رعایتیں ان ریڑرو سپاہیوں کے بچوں یا متعلقین کے لئے نہیں ہیں جو اس جنگ میں کسی وقت بھی میدان جنگ میں جانوروں کی خدمت میں نہیں آئے۔ مگر تجارتی جہازوں پر کام کرنے والے غیر سول یا پانی فورس کے ان ممبران کے بچوں اور متعلقین کے لئے ہیں جو کسی جنگی علاقہ میں ان ہی حالات میں کام کر چکے ہیں جن میں باضابطہ فوج کے سپاہیوں کو کام کرنا پڑتا ہے۔

(۱) تمام منظور شدہ ورنائیو اور اینگلو ورنائیو اسکول میں جن میں میڈیکل اور سٹرکٹ بورڈ کے وہ اسکول بھی شامل ہیں جو ثانوی دور تک تعلیم دیتے ہیں اسکول میں داخلہ اور نصف فیس کی معافی کے وقت فوجیوں کے مستحق بچوں اور متعلقین کا خیال کیا جائے۔

(۲) ہر سال منظور شدہ ورنائیو یا اینگلو ورنائیو اسکول کے چوتھے پانچویں درجہ تک کسی بھی درجہ میں پڑھنے والے فوجیوں کے بچوں اور متعلقین کو دو روپے ماہوار کے سہولتیں دیئے جائیں گے۔ ان میں سے ہر وظیفہ زیادہ سے زیادہ دو سال تک ملے گا۔ نیز یہ طالب علم اسکول کی فیس اور دوسری فیسوں سے مستثنیٰ رہیں گے۔

(۳) ان اسکولوں کے ڈلکشن میں پڑھنے والے طالب علموں کو تین روپے ماہوار کے ساتھ وظیفہ دئے جائیں گے۔ ان میں سے ہر وظیفہ زیادہ سے زیادہ تین سال تک ملتا رہیگا۔

(۴) اینگلو ورنائیو یا انٹر میڈیٹ کالج کے پور اور پرنسپل میں پڑھنے والے طالب علموں کو ہر سال چار روپے ماہوار کے تیس وظیفہ دئے جائیں گے۔ ان میں سے ہر وظیفہ زیادہ سے زیادہ چار سال تک ملتا رہے گا۔

(۵) منظور شدہ اینگلو ورنائیو اسکول یا انٹر میڈیٹ کالج کے آٹھویں درجے میں ہر مضمون میں پاس ہونے والے ایسے طالب علموں کو جنہیں سالانہ امتحان میں مجموعی طور پر ۴۵ فی صدی سے کم نمبر بچوں کے سال دس روپیہ ماہوار کے تیس وظیفہ دئے جائیں گے ان میں سے ہر وظیفہ زیادہ سے زیادہ دو سال تک ملتا رہے گا۔

(۶) انہی اسکول میں پاس ہونے والے طالب علموں کو ہر ماہ قابلیت سول روپیہ ماہوار کے دس وظیفہ دئے جائیں گے ان میں سے ہر وظیفہ زیادہ سے زیادہ دو سال تک دیا جائے گا۔

(۸) ہر ضلع کی گاؤں سدھارا سوسائٹیشن میں سپاہیوں کے کم از کم دو نمائندے ضرور رکھے جائیں گے۔ ان میں سے ایک اس کی انتظامیہ کمیٹی کا ممبر بھی ہوگا۔

(۹) ہر مینہ گاؤں سدھار کے رسالہ ہل کی پچاس کاپیاں کم قیمت پر ان ہندوستانی سپاہیوں کو بھیجی جاتی ہیں جو سمندر پار گئے ہوئے ہیں۔

ان کے علاوہ (الف) ایندھن کے درختوں عام انتظامات اور چارہ کی فصلوں کو ترقی دینا۔ (ب) میڈیکل کی دیکھ بھال اور ان کی اچھی تسلیں پیدا کرنا۔ (ج) قرضہ دینے اور خرید و فروخت کرنے والی کو آپریٹو سوسائٹیاں قائم کرنا۔ (د) تعلیم کا پھیلاؤ۔ (۱۰) گاؤں والوں کی صحت کو بہتر بنانے کے لئے طبی امداد دینا اور دوسرے مناسب انتظامات وغیرہ ایسے کام ہیں جن سے دیہات کے سب ہی رہنے والوں کو یکساں فائدے پہنچتے ہیں۔

کچھ اور بھی ایکسپنس میں جو نیچے دی جاتی ہیں۔  
(۱) گرام سیوک کے دستوں کو پنشن پانے والے سپاہیوں سے قواعد سکھائی جاتی ہے اور اس کام کے لئے ان کو اجرت دیا جاتی ہے۔

(۲) گرام سدھار ریڈیو اسکیم کے ماتحت مختلف گاؤں کو میٹری کے ریڈیو سیٹ دئے گئے ہیں اور لکھنؤ سے ایک باقاعدہ ویہاتی پروگرام براڈکاسٹ ہوتا ہے۔

(۳) گرام سدھار کی طرف سے لائبریریاں بالعموم کے لئے رات کے اسکول اور لڑکے اور لڑکیوں کے دن کے سکول کھولے گئے ہیں۔

(۴) عورتوں کی اصلاح اور ترقی کے لئے گرام سدھار کے حلقوں میں ایسے مرکز قائم کئے گئے ہیں جہاں انھیں گھریلو مصنوعات اور "ہوم زسنگ" وغیرہ سکھائی جاتی ہیں۔

(۵) گرام سدھار کی طرف سے اچھے بیج اچھی کھادیں اچھے اوزار اور سوسائٹیوں کی اچھی نسل کے لئے سائنڈ فرام کئے جاتے ہیں۔

(۶) انگریزی اور دیسی دوا خانے اور زچہ بچہ کے اسپتال کھولے گئے ہیں۔ نیز دواؤں کے بکس بھی دئے جاتے ہیں۔

(۷) گرام سدھار کی سرکاری لائبریاں جن میں وائٹلس سٹک لاؤڈ اسپیکر، بیک اینڈرٹن اور سینما مشین بھی ہوتی ہیں ویہاں والوں کی صحت منست حرکت اور زراعت وغیرہ کو ترقی دینے کے لئے اچھے اچھے فلم دکھائی جاتی ہیں۔

۳۔ ایسی غیر مستقیم موصول ہونے پر صاحب کلکٹر اپنا اطمینان

عطا کیا گیا ہو اس وقت بند کر دیا جائے گا جبکہ طالب علم کی رپورٹ ترقی اس کے خلاف ہو یا اس کا چال چلن چھٹا ہو۔

(۷) کسی بھی طالب علم کو جس نے دس سال تک کی عمر تک کسی اسکول میں تعلیم نہ پائی ہو وظیفہ نہیں دیا جائیگا۔

(۸) ہر درنا کیور اسکول کے ہیڈ ماسٹر طالب علم کو اس درجہ میں داخل کر لیں جس کے لئے وہ ایسے امتحان داخلہ لینے کے بعد مناسب سمجھیں گے اور پورے تعلقہ کے چیرمین سے ان قواعد کے تحت الاؤنس یا وظیفے دئے جانے کی بابت منظوری حاصل کر لیں گے پورے تعلقہ کے صاحب چیرمین الاؤنسوں یا وظیفوں کے نامہ دہ بلوں پر اپنی منظوری دیں گے۔

(۹) اسی طرح ایٹنگھو درنا کیور اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہیڈ ماسٹر طالب علم کو اس درجہ میں داخل کر لیں گے جس کے لئے وہ اسے امتحان داخلہ لینے کے بعد مناسب سمجھیں گے۔ اوپر انیسکٹر آف اسکولس یا انیسکٹر ایس آف گرس اسکولس سے ان قواعد کے تحت الاؤنس یا وظیفے دئے جانے کے بابت منظوری حاصل کر سکیں گی۔ نویں جاعت میں داخل ہونے کے لئے جو امتحان مقابلہ ہوتا ہے اس میں شریک ہونے کی بابت درخواست انیسکٹر آف اسکولس یا انیسکٹر ایس آف گرس اسکولس کے نام ۱۵ مارچ تک دیکر دینا چاہئے۔ انیسکٹر آف اسکولس یا انیسکٹر ایس آف گرس اسکولس تعلقہ ایسے الاؤنسوں یا وظیفوں کے بلوں پر اپنی منظوری دیں گے جو ایٹنگھو درنا کیور اسکولوں میں دئے جائیں گے۔

(۱۰) جو وظیفے کا بلوں میں دئے جانے کے لئے منظور ہو چکے ہیں وہ طالب علموں کو دئے جائیں گے اور ان کے نام نہ بل پر سرٹیفکٹ سرٹیفکٹ تعلیمات اپنی منظوری دیں گے۔

(۱۱) حکومت نے سرپرستوں کو اس معاملہ میں کہ ان کے لڑکے کو کس ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہئے پوری آزادی دی ہے (اور وہ لڑکے کو جس ادارہ میں چاہیں داخل کر سکتے ہیں) حکومت سرکاری تعلیمی اداروں کے علاوہ دوسرے اداروں میں جس میں کہ ان قواعد کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے لڑکے بھیجے جائیں گے (فیس وغیرہ کے معاملہ میں) تلافی کر دے گی۔

نوٹ: بتدریج بالائیکہ کا تعلق ہندوستانی سپاہیوں کے ان لڑکوں سے ہے جن کا نام ہوان جگہ میں جانے والوں کی فہرست میں ۴ مارچ ۱۹۴۷ء سے

اور نومبر ۱۹۴۷ء تک درج تھا اس اسکیم کا تعلق پیرسٹی سرورس لڑکوں کے تمام ایسے ملازمین کے لڑکوں سے بھی ہے خواہ وہ کسی بھی عہدہ کے ہوں اور صوبہ کے رہنے والے ہیں اور جن کا نام میدان جنگ میں جانے والوں کے تحت

میں تذکرہ بالابارخوں کی مدد سے یا دت میں درج تھا یہ رعائز نہیں لے سکیں گے بلکہ

ساتھ کچا بٹلی جسکے والدین یا سرپرست کی مالی حالت اچھی نہ ہو۔

کے ماتحت عطا کردہ سرٹیفکٹ ہر سب سے اچھے نمبر پر ہوں۔ وہ اسکول کے لئے مقابلہ کا امتحان ضلع میں ہر سال گورنمنٹ یا چیت ایڈیٹ ایٹنگھو درنا کیور اسکول کے ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ ماسٹرس لیتی ہیں۔ ضلع کے کسی تسلیم شدہ ایٹنگھو درنا کیور اسکول کے باقی سکشن میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایٹ وٹیفے زیادہ سے زیادہ ۲ سال کی مدت کے لئے دئے جائیں گے۔ اگر لڑکا یا لڑکی اسکول کے کسی ایسے ہاسٹل میں رہتی ہوگی جو محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ہو تو اسے تین روپیہ ماہوار کا مزید وظیفہ دیا جائے گا۔ یعنی اسے کل ۱۲ روپیہ ماہوار کا وظیفہ دیا جائے گا۔

نوٹ: اگر کسی ضلع میں یہ وظیفے نہ دئے جاسکیں گے تو وہ صاحب ڈائریکٹر سرٹیفکٹ تعلیمات کی منظوری سے دوسرے ضلعوں میں بھیجے جائیں گے۔

(۱۲) ۱۲ روپیہ ماہوار کے بارہ وظیفے ہر سال ان لڑکوں کو دئے جائیں گے جنہوں نے یونیورسٹی میں گورنمنٹ یا چیت اسکول میں سرٹیفکٹ انکریڈینیشن میں سب سے زیادہ نمبر پائے ہوں اور جن کے پاس اس قاعدہ کے ماتحت عطا کردہ سرٹیفکٹ بھی ہوں۔ صوبہ متحدہ کے ان انٹرمیڈیٹ درجوں میں جو محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ہوں تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہ وظیفے ہر صورت میں زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کے لئے دئے جائیں گے۔ اگر طالب علم اسکول کے ایسے ہاسٹل میں رہتا ہو جو محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ہو تو اسے جلد ۱۲ روپیہ ماہوار کا وظیفہ ملے گا۔

(۱۳) ۱۲ روپیہ ماہوار کے ۶ وظیفے ہر سال ان لڑکوں کو دئے جائیں گے جنہیں یونیورسٹی انٹرمیڈیٹ امتحان میں سب سے اچھے نمبر ملے ہوں گے اور جن کے پاس اس قاعدہ کے ماتحت عطا کردہ سرٹیفکٹ بھی ہوں گے صوبہ متحدہ کے کسی ایسے کالج میں جو محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ہو۔ بی۔ بی۔ ایس۔ سی درجوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہ وظیفے زیادہ سے زیادہ ۲ سال کی مدت کے لئے دئے جائیں گے اگر طالب علم اسکول کے ایسے ہاسٹل میں رہتا ہو جو محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ہو تو اسے (جگہ ۱۲ روپیہ کے) ۱۶ روپیہ کا وظیفہ ملے گا۔

(۱۴) ان قاعدوں کے ماتحت عطا کردہ وظیفے پانچ سالہ والوں کو ایسے دیگر وظیفوں کے لئے سے محروم نہ رکھا جائیگا جو ان درجوں میں دئے جاتے ہیں جن میں کہ وہ پڑھ رہے ہوں۔

(۱۵) کوئی الاؤنس یا وظیفہ جو ان قاعدوں کے ماتحت



انگریزی فوجی سربراہ برمنگھم  
میں ایک گھوڑا سوار ہے۔

## پبلک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ

جگہوں کا تحفظ - صوبہ متحدہ کی پبلک ہیلتھ اور صحت ڈویژن  
پبلک ہیلتھ ملازمتوں میں لڑائی کے دوران  
میں جتنی مستقل اسمیاں ہوں گی وہ سب لوگوں کے لئے محفوظ  
رکھی جائیں گی جو قابل اطمینان فوجی خدمات انجام دے چکے  
ہیں بشرطیکہ ایسے امیدوار کافی تعداد میں مل سکیں اور ان میں  
ان جگہوں پر کام کرنے کی لیاقت بھی یابی جائے۔

## مراعات

۱۔ یونانی پبلک ہیلتھ کا کوئی افسر بھی اگر  
صوبہ بھارتی افسران - سول ملازمت سے فوج میں چلا جائے  
تو سول محکمہ میں اس کا حق بدستور قائم رہے گا۔ عارضی افسروں  
کو بھی فوجی خدمات کے بعد اپنے محکمہ میں واپس آنے کا حق  
ہے۔ ایسی صورت میں ان کی تنخواہ کی ترقی کے لئے فوجی  
نچوڑت کا زمانہ شامل کر لیا جائے گا۔

۲۔ اگر پبلک ہیلتھ کا کوئی افسر بدستور واپس آئے اور وہ مستقل  
جنسی کمیشن کے لئے فوجی کام پر چلا جائے تو صرف فوجی کام کی  
قابل اطمینان رپورٹ پر وہ بدستور واپس آئے گا۔ عارضی افسروں  
کو دیا جائے گا۔ حالانکہ فوجی ملازمت کی وجہ سے وہ اپنی اصل جگہ  
پر کام نہیں کر سکا۔

۳۔ اگر اس محکمہ کے ایسے افسر کو ایمر جنسی کمیشن مل جائے  
جو کسی فن میں اعلیٰ قابلیت رکھتا ہے تو اسے آئی۔ ایم۔ ایس۔

کے مستقل افسران کی طرح پہلے کی تاریخ سے کمیشن دیا جائے  
۴۔ پبلک ہیلتھ کے جو افسران فوجی خدمات انجام دے  
ہیں انہیں ٹریننگ کے بغیر ہی ترقی مل سکتی ہے۔

۵۔ ایک سال کی قابل اطمینان فوجی خدمات کے بعد  
میدان جنگ میں یہ افسران جتنا زمانہ صرف کریں گے وہ تنخواہ  
کی سالانہ ترقی سینیارٹی اور پنشن کے لئے دو سال کے برابر  
شمار کیا جائے گا۔

۱۔ سیار ڈویژن سروس کے  
سیار ڈویژن افسران - کو بھی مذکورہ بالا نمبر ۱ کی رعایت  
حاصل ہوگی۔

۲۔ ان کے عہدہ ترقی اور پنشن کے لئے بھی ایک  
کی منظور شدہ فوجی ملازمت دو سال کے برابر سمجھی جائے  
۳۔ فوج میں جاتے سے پہلے جن سول قاعدوں  
مطابق ان کی چھٹی جمع ہوتی تھی ان ہی کے مطابق فوج  
جاتے کے بعد بھی جمع ہوتی رہے گی۔ فوجی ملازمت  
جو چھٹی لی جائے گی وہ سول ملازمت میں چھٹیوں کے  
میں شمار کر لی جائے گی۔

۴۔ اگر کسی افسر کا نیا تقرر ہوا ہے اور وہ مستقل  
سے پہلے ہی فوجی ملازمت میں چلا گیا ہے تو اس کے فوجی  
افسران کی قابل اطمینان رپورٹ پر وہ سول ملازمت  
کے لئے مناسب جگہ پر منتقل کر دیا جائے گا۔

۱۔ اگر کسی ٹریڈنگ گریجویٹ  
(۳) ٹریڈنگ گریجویٹس - سے فوجی خدمات انجام  
ہیں اور لڑائی ختم ہوئے پر وہ اپنی لیاقت کی وجہ سے پبلک

## صوبہ بھارتی افسران

(الف) اگر پراونشل ڈیپل سروس کے کسی افسر کو سول ڈیوٹی سے فوجی ڈیوٹی پر بھیجا جائے تو اسے اپنی پرانی جگہ پر بدستور حق حاصل رہیگا۔ (بہ رعایت پراونشل ڈیپل سروس کے ان غیر مستقل افسران کو بھی حاصل رہیں جو نو فوج کے لئے اپنی خدمات پیش کریں)۔

(ب) پراونشل ڈیپل سروس کا کوئی افسر فوجی خدمات میں جتنی مدت گزارے گا وہ

(۱) پراونشل ڈیپل ڈپارٹمنٹ میں اس کی تنخواہ ترقی اور پنشن کے لئے شمار کی جائے گی۔

(۲) یہ افسر فوجی خدمات پر جانے سے پہلے جن قاعدوں کے مطابق چھٹی جمع کرے گا مقدار تھا انہی کے مطابق اس کی چھٹی جمع ہوتی رہیگی لیکن جو چھٹی وہ فوجی حکمہ میں لے گا وہ اس چھٹی میں سے کم کر دی جائے گی۔

(ج) سول سرجنی کے عہدوں پر ترقی پانے کے لئے فوجی خدمات کے ایک زبردست حق مانا جائیگا۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سول سرجنوں کی جتنی مستقل جگہیں (جو پراونشل ڈیپل سروس کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں) آئندہ خالی ہوگی ان میں سے ۵۰ فی صدی دوران جنگ میں خالی رکھی جائیں گی اور لڑائی کے بعد بھری جائے گی اس سلسلے میں پراونشل ڈیپل سروس کے ان افسروں کو ترجیح دیا جائیگا جو فوجی خدمات انجام دے چکے ہوں سینیا زری کا زیادہ خیال دیکھا جائے گا۔

(د) پراونشل ڈیپل سروس کے جو افسر فوجی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ مطلوبہ ٹریننگ حاصل کئے بغیر بھی تنخواہ میں ترقیوں کے مستحق سمجھے جائیں گے۔

(۴) اگر پراونشل ڈیپل سروس کا کوئی ایسا غیر مستقل افسر جس نے فوجی خدمات انجام دی ہوں فوجی خدمات سے واپس آنے پر یا اس کے پہلے پراونشل سروس کے مستقل عملہ میں تقرری کے لئے منتخب کیا گیا ہو تو جو مدت اس نے فوجی خدمات میں گزاری ہے وہ اس کی تنخواہ اور ترقی کے سلسلہ میں شامل کر لی جائے گی یعنی۔

(۱) پراونشل ڈیپل سروس میں اس کی ابتدائی تنخواہ میں ضروری پیشگی ترقیاں بھی شامل ہوں گی اور۔

مقرر ہو گیا ہے تو پنشن کے لئے وہ مدت بھی اس کی ملازمت میں شامل کر لی جائے گی جو اس نے فوجی مدت میں گزاری ہے بشرطیکہ وہ حکومت کو وہ عطیہ پس کر دے جو اس نے فوجی خدمات کے سلسلہ میں مل گیا۔

۲۔ ایسے ڈیپل گریجویٹ پبلک ہیلتھ میں ملازمت کے دوران خواہست دے۔ وقت فوجی خدمات کے زمانہ کے لئے کم کرائستے ہیں۔

۳۔ ایسے افسر کی فوجی خدمات کی مدت تنخواہ کی مدت دو سال کے اضافہ کے ساتھ شمار کی جائے گی۔

(۱) ڈیپل لائسنس۔ نمبر ایک اور نمبر ۲ رعایتیں ان ڈیپل لائسنس کو بھی ملیں گی جو پبلک ہیلتھ کی بار ڈیپٹ سہ دس میں لے

ان کی تنخواہ میں ترقی کے لئے فوجی خدمات کی مدت سرت ایک سال زیادہ شمار کیا جائے گا۔ ان افسروں نے اپنی فوجی ملازمت کے دوران میں جو زمانہ میدان میں گزارا ہے وہ تنخواہ کی ترقی کے لئے دو گنا شمار کیا جائے گا۔

۳۔ سال سے زیادہ پبلک ہیلتھ کی صوبہ بھارتی اور سار ڈیپٹ دونوں ملازمتوں کی خدمات کا صلہ۔ کے جن افسروں نے ایک سال سے زیادہ قابل طبیبان فوجی خدمات انجام دی ہیں ان کو حسب ذیل مزید رعایتیں دی جائیں گی۔

(۱) ان کو گریجویٹیشن کے بعد کے امتحانات پاس کرنے پر نصاب کی تکمیل کرنے سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔

(۲) مزید تعلیم کے لئے رخصت دی جائے گی۔

(۳) جن افسروں نے فوجی ڈیپل گریجویٹ میں قابل طبیبان کیا ہے ان کو دستوں کے ٹوٹنے کے بعد ترقی وغیرہ کے لئے ترجیح دی جائے گی۔

## ڈیپل ڈپارٹمنٹ

صوبہ متحدہ کی حکومت نے مندرجہ ذیل رعایتیں دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(۲) پراونشل مڈیکل سروس میں اس کی مدت ملازمت اس طرح شمار کی جائے گی کہ جو مدت اس نے فوجی خدمات میں گزاری ہے وہ گویا پراونشل مڈیکل سروس میں گزاری ہو۔

پراونشل مڈیکل سروس کے جو افسران انڈین مڈیکل سروس میں عام خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ (۱) ایک سال کی منظور شدہ فوجی ملازمت کے بعد جب سول ڈیوٹی پر واپس ہوں گے تو کل سات سال کی فوجی اور سول ملازمت کرنے کے بعد سول سرجن کی جگہ پانے کے مستحق ہو جائیں گے۔ دوسرے سول سرجن جو قائم مقامی کر رہے ہوں گے ان کو اپنی پرائیویٹ جگہوں پر واپس کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جتنی مدت وہ فوجی خدمات انجام دینے میں گذاریں گے وہ ان کی مدت ملازمت کے حساب میں بغرض ترقی تنخواہ اور پینشن دو گنی شمار کی جائے گی۔

(۲) ایسے افسران کو غیر ملکوں کی اعلیٰ تعلیم کی سند حاصل کرنے کے لئے تعلیمی رخصت دی جائے گی۔

(۳) ان کو پوسٹ گریجویٹ کے امتحان اور کورسوں سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔

پراونشل مڈیکل سروس کے جو افسران انڈین مڈیکل سروس میں اندرون ہندوستان کی خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ (۱) فوجی ملازمت کا زمانہ سینئرٹی، ترقی تنخواہ اور پینشن کے دو گنا شمار کیا جائے گا۔

(۲) پوسٹ گریجویٹ کے امتحان اور کورسوں سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔

(۳) تعلیمی رخصت دی جائے گی۔

نوٹ: اس حکم کے تحت دی گئی ہیں وہ ایک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کے راجستری سہولتوں کی زیادہ مٹی ملتی ہیں کہ ان کے لئے نظر آتی ہیں اس لئے مزید تفصیلات کا مشورہ نہیں سمجھا جاتا۔

## تاثرات

جناب احمد ندیم قاسمی

(۲)

آج چوراہے پہ گاؤں کے ہے جھگڑے کس لئے  
رن سے شاید واپس آیا ہے کوئی بانکا جوار  
جھونپڑی سے ہوئے ہوئے وہ کسی کا سر اٹھ  
خشک لب زلفیں پریشاں، چہرہ فق آنسو دار

(۱)

رن میں جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں جوان  
بچھلیاں ابھری ہوئی شانوں کی پسینے بیقرار  
وہ چھتوں پر چڑھ رہی ہیں بھولی بھالی لڑکیاں  
آنسوؤں سے صاف آنچل ہو رہے ہیں داغدار



# دیش بیدش مہم کی بات

P.M.O

## دنیا کے اہم واقعات

(ادارے ہمارے پنڈت شکد بہاری مشر)

نے فارسی نامی محاذ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور آگے بڑھ کر دیہائے پورہ قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں بھی سخت جنگ ہو رہی ہے۔ یوگوسلاویہ میں دہاں کے داماد حکومت بلگریڈ پر اتحادیوں کا قبضہ ہو چکا ہے اور روسی فوج سے مل کر وہاں کے سپہ سالار جنرل ٹیٹو آگے بڑھ رہے ہیں۔ یونان بھی تقریباً بالکل آزاد ہو چکا ہے۔

بلغاریہ پہلے جرمنوں سے ملا ہوا تھا لیکن اتحادیوں اور روس کے دبانے سے اب وہ اتحادیوں کے ساتھ ہو کر جرمنی کے خلاف لڑ رہا ہے۔ یہی حال رومانیہ کا ہے جہاں کے پٹرول پیدا کرنے والے علاقہ پر اب روس کا قبضہ ہے۔ پولینڈ تقریباً بالکل آزاد ہو گیا ہے صرف دارالحکومت



شاہ جارج دانی یونان آپ کا ملک بھی اب جرمنوں کے پیچھے سے آزاد ہو گیا ہے بالٹک کی چاروں ریاستیں فن لینڈ، استونی، لیتویا اور لیتھوانیا تقریباً بالکل آزاد ہو چکی ہیں۔ ان کے کچھ ہی حصوں سے جرمن فوج نکالی جانی باقی ہے مغربی پریشا جرمنوں کے

نومبر کو امریکہ کے صدر کا انتخاب ہو گیا جس میں موجودہ صدر مسٹر روز ویلٹ جو تھی بار صدر منتخب ہوئے پہلے یہ خیال تھا لیٹھوانیا سے ہی دونوں سے ہوگا لیکن مسٹر روز ویلٹ لاکھوں ووٹوں سے جیت گئے۔ اسکے یہ معنی اخذ کئے گئے کہ امریکہ اپنی موجودہ طرز پالیسی سے مطمئن ہے اور اپنی اس مہم پالیسی کو تبدیل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا تھا۔ یہ یکسر نگی پالیسی امریکہ کو اب پسند نہیں ہے جنگ میں اتحادیوں نے

فرانس اور بلجیم سے جرمنوں کو تقریباً بالکل نکال دیا اور ہالینڈ کا بہت بڑا حصہ اسی طرح آزاد کیا جا چکا ہے بلجیم ہالینڈ میں جنگ ہو رہی ہے اور وہاں سے بھی آگے بڑھ کر امریکی اور برطانی فوجیں جرمنی کے گریڈ لائن کو توڑنے میں مصروف ہیں۔ فرانسیسی معنوں میں بھی جرمنوں کے قبضہ میں ہے اتحادی فوجیں اسے توڑنے میں بھی کوشاں ہیں۔ آجکل



میز نامی لائن توڑی جا رہی ہے۔ جرمن فوج وہاں سے پیچھے ہٹ کر مورچہ بندی کرنے والی ہے۔ جرمن فوج ہنگری میں ٹکس کر وہاں کے دارالحکومت پر قبضہ کرنے میں بے بیشاں ہے۔ جرمن اسکو بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں اسکے نجانے سے جرمن کا زیادہ نقصان ہو سکتا ہے۔ اٹلی میں اتحادیوں

دوسری پارلیمنٹ کا انتخاب ہونے والا ہے۔ سیاسی پارٹیوں کی سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔

آج کل برطانیہ اور امریکہ میں پورا اتفاق ہے لیکن روس سے کچھ اختلاف رہا ہے۔ پولینڈ کی جو گورنمنٹ لندن میں جانز تسلیم کی جا رہی ہے اسے روس نہیں تسلیم کرتا بلکہ اس نے ایک دوسری پولش گورنمنٹ قائم کی ہے جو اس کی رائے کے مطابق کام کر رہی ہے۔ ان دونوں حکومتوں میں میل کرنے کی کوششیں کی جا چکی ہیں جو بھی ملک کامیاب نہیں ہوئیں۔ روس کرزن لائن کے مشرق کا پولینڈ کا حصہ لینا چاہتا ہے جسے لندن والی پولش گورنمنٹ دینا نہیں چاہتی



جیانگ کان شیک جو اپنے ملک سے جاپانیوں کو

مکاتے کی برابر کوشش کر رہے ہیں

یہی خاص فرق ہے۔ برطانیہ۔ روس کی رائے ماننے کو تیار نہیں ہے۔ لیکن پولش گورنمنٹ نہیں مانتی اور امریکہ بھی اس کی رائے سے متفق نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اختلاف رائے ایران کے مسئلے میں ہے۔ روس دہاں پٹرول نکالنا چاہتا ہے لیکن ایران نہیں مانتا۔ امریکہ اور برطانیہ کی پٹرول کے متعلق شرطیں ایران مبہم طور پر منظور کرتا ہے۔ روس نے ایران کے وزیر اعظم کے خلاف فحشہ کا اظہار کیا جس کے جواب میں وزیر اعظم نے استعفیٰ دیدیا۔ آخری بات یہ ہے کہ روس اب تک جاپان سے بہت دوستی کا اظہار کرتا تھا لیکن ادھر سوو اسٹالن نے اپنی تقریر میں جاپانیوں کو سخت زور قرار دیا۔ اس پر بھی اب سنجیدگی سے غور ہو رہا ہے۔ روس اب یعنی جنگ میں بھی کودنا چاہتا ہے لیکن یہ اس طرح ہوگا اس کے متعلق ابھی کچھ ظاہر نہیں ہوا چین میں اتحادی جاپان کا کافی شیک کی حد کر رہے ہیں۔ چین روس کی سٹوٹ بھائی وہاں کے ایک برسے حصہ پر تقریباً آزاد ہیں۔ امریکہ کا ایسا داد ہوا تھا کہ ان کی آزادی کو تسلیم کر لیا جائے اور جاپان کے خلاف

روس کا حملہ جاری ہے۔ وہاں پر جرمنوں نے بہت سی کھائیاں (ٹرینچ) ایک دوسرے کے پیچھے کھود رکھی ہیں جن کے بل پر ابھی تک وہ اس طرح سے روسی حملے روک رہے ہیں۔ کچھ دنوں سے یورپ کی جنگ کی رفتار سست ہو گئی ہے اور وہاں کوئی بڑا واقعہ پیش نہیں آ رہا ہے۔ اب خاص جرمنی پر حملہ ہو رہا ہے اور جرمنوں کی یہ کوشش ہے کہ وہ اتحادیوں کو روک کر ان کی بڑھتی ہوئی ہمتوں کو کچھ پست کر دے تاکہ اسے کچھ دنوں آرام ملے۔ اب اسے فتح کی قطعی امید نہیں رہی مگر اتنی فکر ہے کہ بغیر پوری شکست کھائے ہونے وہ صلح کر سکے۔ ادھر اتحادیوں کی فتح چاہتے ہیں۔ جرمنوں نے (دو ۲) نامی ایک نیاراکٹ بم ایجاد کر لیا ہے جو اپنی آواز سے بھی زیادہ تیز آؤ کر مقام مقصود پر پہنچ کر پھٹتا ہے۔ اس میں ایک ٹن کے قریب مادہ آتشگیر بھرا ہوتا ہے جس سے مکانات وغیرہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ اس بم کا وزن آٹھ ٹن ہے اور آسمان میں اڑتے وقت وہ ایک جلتا ہوا بڑا فٹ بال نظر آتا ہے۔ اس سے آجکل لندن اور انگلینڈ کے دیگر مقامات کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ حفاظتی تدابیر بھی چورہی ہیں۔ خیال ہے کہ آج سے چھ ماہ کے اندر جرمنوں کو پوری شکست ہو جائے گی۔ فرائس



جیائی کوچ کے واسطے مارسل وی۔ ایچ۔ ریٹ

کے آزاد ہونے اور جنرل ڈیکال اس کے صدر ہیں۔ مصر میں وفد کے لیڈر خاص پاشا وزادت سے ملکر کئے جا چکے ہیں اور

فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اُس کی وہ اس کوشش میں ہے کہ چین کو کر ملائیا سنگاپور وغیرہ کے لئے جاپان سے عشق کا راستہ بن جائے چین کی شکستوں سے ہر انصاف پسند کوشش ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی مسئلے میں پریسڈنٹ روز ویلٹ چین جاسے والے ہیں۔ یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ

اُن کی امداد حاصل کی جائے۔ یہ بات چینگ کانگ کانگ نے نہ مانی۔ اب روس کا خیال ہے کہ چینگ کانگ کانگ جاپان کے ساتھ کامیاب جنگ نہ کر سکیں گے اس لئے روس اس جنگ میں کودنا چاہتا ہے۔ مگر ایسا ہوا تو چین بھائیوں کے کیونستے ہونے کی وجہ سے چینگ



شہنشاہ میر و ہتو والی جاپان



ہرشلر و کیشتر جرمی

خبر ہے کہ امن عالم کا دشمن ہٹلر شاہ جاپان سے ملاقات کر کے لئے جاپان گیا ہے۔

عقرب پریسڈنٹ روز ویلٹ، مسٹر چرچل اور مارشل اشان کی پھر ایک کانفرنس ہونے والی ہے۔ جب تک جرمنی کو مکمل شکست نہ ہو جائے اُس وقت تک ان تینوں کو بہر حال متحد رہنا ہے۔ خیال ہے کہ اس بار

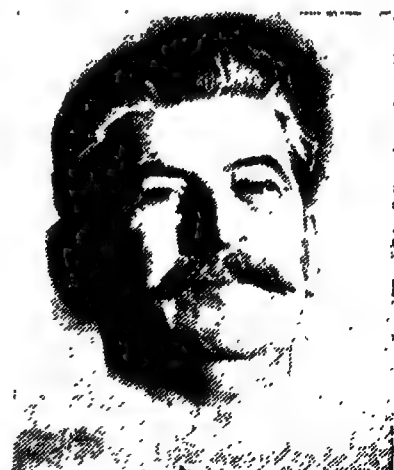
کانگ کانگ کے عہدہ میں کچھ تبدیلی ہونا بہت ممکن ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ لیکن ابھی یہ سب باتیں اندازہ ہی اندازہ ہیں۔ یہ کھانا ہے کہ یہ معاملات کس طرح طے ہوتے ہیں۔ جاپان کو ادھر چین میں کافی



مسٹر چرچل



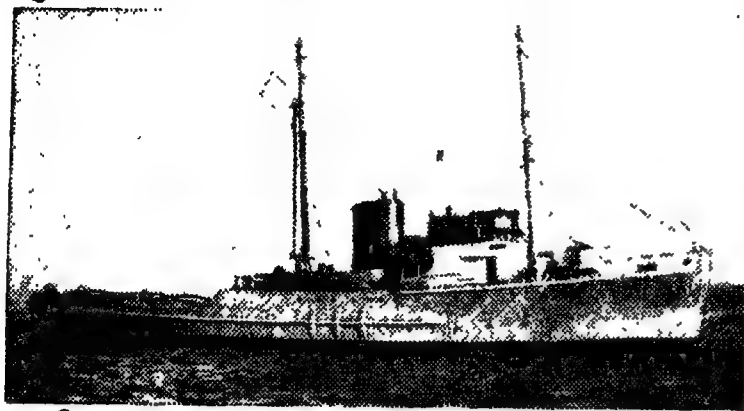
پریسڈنٹ روز ویلٹ



مارشل اشان

اتحادی ممالک کے ان تینوں رہنماؤں کے عقرب پھر ملنے کی امید کی جاتی ہے۔

تیار رہے۔ اگرچہ اس سے ہندوستان کا بھی نقصان ہے لیکن جنوبی افریقہ کو زیادہ نقصان ہو گا اور ہندوستان کے ساتھ عزت سے زیادہ نقصان کا خیال نہ کیا جائیگا۔ گاندھی جناح



برطانوی فون کا ۵۰ جہاز ۵۰ دن تک سمندر میں کام کر سکتا ہے۔

ملاقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہونے پر اب پھر ہندوستان اور دلائل میں لوگ اس معاملہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔

جملہ طاقت ہوئی اس میں ان تینوں کے ہر قسم کے اختلافات دور ہو جائیں گے۔ بحر الکاہل میں امریکہ نے فلپائن کے جزیرہ لیٹے میں جو فوجیں ہماری نہیں وہاں جا پانچ نے بھی کافی فوجیں بھیجیں ہیں اور جنگ بہت سخت ہو رہی ہے۔

فلپائن فلپائن کو آسانی سے نہ چھوڑے گا اور ہمیں اپنی ساری طاقت لگا دے گا۔ ممکن ہے اسی محاذ پر جنگ کا فیصلہ ہو جائے۔ نیوگنی کے پاس بھی امریکہ نے ایک جزیرہ میں فوجیں اتاری ہیں۔ اسے قریب قریب ہیمیت بھی لیا ہے۔ خاص جنگ فلپائن کی ہے۔ ہندوستان میں آج کل جنوبی افریقہ کے سلسلے میں کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ وہاں کے وزیر اعظم فیلڈ مارشل اسمتھ نے ہندوستانوں سے بریٹنوریا میں سمجھوتہ کیا تھا۔ یہ سمجھوتہ کارروائی کے لئے پیشال بھیجا گیا تھا۔ لیکن وہاں والوں نے اسے تسلیم نہ کیا اور اس کے خلاف قانون بنا دیا۔ اس پر نہ صرف ہندوستانی ناراض ہوئے بلکہ حکومت بھی ناخوش ہوئی۔

سٹرکھ کے ممبر وائس اسٹورس نے اس سبیل میں حکومت کی طرف سے سخت مخالفت کی۔ حکومت وہاں سے ہندوستانی ایجنٹ گورنر جنرل تک کو بلائے اور اس ملک سے تمام تجارتی تعلقات منقطع کر دیے۔

## یوپی کے لئے صوبہ کوآپریٹو بینک

جانتی تھی کہ اس کی بچت کا سرمایہ بنیاد پر ڈال دیا جائے گا۔ لیکن اب ایسے انداز کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ پچھلے پانچ یا زیادہ سالوں میں تحریک امداد باہمی نے بہت تیزی سے ترقی کی ہے جس کے باعث فصلوں کی پیداوار کی تیز رفتاری کا انتظام کرنے کے لئے یعنی ایکھ اور انجیل سلسلے میں اور صنعتی کام، دودھ کی سوسائٹیاں اصاریلین کے اسٹور شمر کے بینک اور سوسائٹیوں وغیرہ کے لئے روپے کی بہت ضرورت ہے۔ اس بینک کی کوآپریٹو سوسائٹیاں بھی نمبر ہو گئی اور افراد بھی۔ اس وقت بینک اپنے سرمایہ میں سے (۱) افراد کے لئے مقررہ ۵۰۰۰ حصوں میں ۲۰۰۰ حصے جاری کرے گا۔ (۲) کوآپریٹو سوسائٹیوں کے لئے ۸۰۰۰ حصے جاری کرے گا۔ ہر ایک حصہ کی قیمت ۱۰۰ روپیہ ہوگی۔

کوآپریٹو سوسائٹیوں کے رجسٹرار اپنے عہدے کی وجہ سے بینک کے چیرمین ہوں گے۔ بینک کے ڈائریکٹروں میں شخصی ممبران کے تین نمائندے کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ۶ نمائندے اور دو ممبر حکومت کے نام شدہ رہیں گے۔

صوبہ کوآپریٹو بینک قائم کرنے حکومت یوپی کا فیصلہ اس صوبہ کی تحریک امداد باہمی کی ترقی کے لئے ایک اہم اقدام ہے۔ اس سلسلے میں حکومت نے ۳ سال کے لئے ۱۵۰۰۰ روپیہ سالانہ اور ۵۰۰۰ روپے کی مستقل گرانٹ اس سال کے لئے اہلکاروں اور دیگر اخراجات کے لئے دی ہے۔ کونشن کی جارہی ہے کہ سال کے ختم ہوجانے کے پہلے ہی یہ بینک قائم ہو جائے۔ بینک کے ممبر کا تقرر عمل میں آجکا ہے اور قواعد و ضوابط کی رجسٹری اور بینک کے ڈائریکٹروں کی تقرری کے سلسلے میں ابتدائی کارروائیاں کی جارہی ہیں۔

اس بینک کا مقصد دیگر مقاصد کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی لین دین کا کام کرنا ہے۔ خاص کر اس صوبہ کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کے لئے ان کی ضرورت کے وقت اور کافی تعداد میں سود کی ایسی کم شرح پرچہ اپنی حفاظت کے لئے مناسب ہومالی امداد پھونچا تاہم اور ممبران کو شخصی طور پر ضمانت پر قرض دینا ہے۔

لوگوں کو یہ بات یاد ہوگی کہ صوبہ کوآپریٹو بینک کے قائم کرنے کا سوال مسئلہ سے اٹھتا رہا ہے۔ اس کے خلاف کچھ دلوں نے بات کہی

# کسانوں کا کوآپریٹو بینک

انڈیا نا بے - پی مشرا ایم - اے - بی کام پبلشر افسر - محکمہ امداد باہمی - لاہور

اس کے حصے کاروبار واپس کر دیا جاتا ہے۔  
بینک کا سالانہ کام و انتظام ممبر ہی اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔  
ممبروں کا ایک جلسہ عام مہینہ میں ایک مقررہ تاریخ کو ہوتا ہے جس میں فصل کی جانچ و سنے ممبروں کی بھرتی کی جاتی ہے اور بینک کی ترقی اور گرام سدھار کے طریقے بھی سوچے جاتے ہیں۔ ماہوار دی جلسوں کے علاوہ ہر سال کم سے کم ایک سالانہ جلسہ ہوتا ہے جس میں مالی بھر کی کل کارروائی تفصیل و نقصان اور مالی حالت ممبروں کو بتلائی جاتی ہے۔

سالانہ جلسے میں بینک کا انتظام کرتے اور روزانہ کام چلانے والے کے لئے سب ممبر مل کر اپنے جس سے عام طور پر پانچ یا سات آدمیوں کی ہتھیاریت ہوتے ہیں ان بچوں میں ایک آدمی جو سب سے زیادہ سمجھ دار ہوتا ہے اور جس کی بات سب مانتے ہیں۔ سرپرست ہوتا ہے۔ سرپرست زیادہ تر خزانچی کا بھی کام کرتا ہے اگر کوئی دوست یا بچہ اچھا لگتا ہے تو وہی خزانچی چاہا جاتا ہے۔ موسساتی کے لئے وکالات لکھے دریکھنے کے لئے ایک سنی کا بھی چناؤ ہوتا ہے۔ ممبروں میں کسی کے پرلے۔ لکھے نہ ہونے پر کوئی باہری آدمی کا کام نہ کرتا ہے۔ یہ ہتھیاریت بینک کی طرف سے اس کا انتظام کرتی ہے۔ وہ سب وقت پر وصول یا بی کرتی ہے۔ ہتھیاریت ہی کے انتظام پر بینک کے اچھے یا برے نام اور حیثیت کا دار و مدار ہے۔

صرف میں بینک کی اپنی پونجی بہت ہی کم ہوتی ہے۔ ممبروں کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اس لئے اس کو باہر ہی قرض لینا پڑتا ہے۔ جس ممبر سے رہائی بینک قرض لیتا ہے اسے ضلع بینک کہتے ہیں۔ جس طرح ممبر کو بغیر حصے خریدنے یا بیانی بینک سے قرض نہیں مل سکتا، ٹھیک اس طرح دیہاتی بینک کو بھی بغیر ضلع بینک کا حصہ خریدے قرض نہیں ملتا۔ ضلع بینک بینک کو عام طور سے آٹھ سے دس روپیہ سیکڑہ سالانہ سود پر قرض دیتا ہے اور دیہاتی بینک اپنے ممبروں کو بارہ سے پندرہ روپیہ سیکڑہ سالانہ سود پر قرض دیتا ہے۔ یہ دیہاتی بینک چودہ روپیہ کے نجی پونجی جمع کر لیتا ہے تو سود کی شرح اور بھی کم ہوتی ہے۔ بینک صرف ممبروں کو ہی قرض دیتا ہے اور وہ بھی اپنے دیکھ کر۔ قرض ضروری اور ترقی کے کاموں کے لئے دیا جاتا ہے جس کے استعمال سے ممبروں کی آمدنی بڑھے۔ یہل بچہ اور وہ خریدنے اور روزانہ گھر کا خرچہ چلانے اور کچھ کاموں کے لئے

ہمارے گاؤں میں ایسے بہت کم کسان ہوں گے جنہیں قرض لینے کی ضرورت نہ پڑی ہو۔ زیادہ تر کسان شادی بیاہ۔ مقدمہ بازی۔ زمین خریدنے یا گھر بنانے کے لئے قرض لیتے ہیں۔ اور اس لئے انھیں گاؤں کے مہاجن کا منہ ساکتا پڑتا ہے۔ مہاجن کسان کی حیثیت کم کرنے کی وجہ سے اور اسے غرضمند سمجھ کر من مانا سود لیتے ہیں۔ مہاجن قرض لینے والے کسان کو دیتے کچھ میں اور لکھو اسے کچھ ہیں۔ اور انکی کی ٹھیک رسید دیتے ہیں اور نہ حساب کتاب ہی مانتا دیتے ہیں۔ ان کی بھی نیت نہ رہتی ہے کہ کسان ہمیشہ محتاج بن رہے۔ وہ ان کا منافع بدلہ نہ ہونے یا بے بھلا مہاجن کی ایسی نیت ہے ان ان کا بھلا کہو تو بڑھکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچا برے کسان قرض نہ لے سکتا۔ یہی سہویشاں ہیں اور نہیں جانتے کہ ان کا چھٹکارا اس لئے ہو سکتا ہے۔

سبب بیماریوں کی بچہ نہ کچھ دوا ہوتی ہے۔ اسی طرح قرض کی مہاجن کی بھی دوا ہے۔ اس دوا کا نام امداد باہمی یعنی آپس میں لڑکر کام کرنا ہے۔ گاؤں کے دس بیس کسان مل کر ایک دوسرے کی بھلائی کے لئے ایک جماعت یا موسساتی بنالیتے ہیں اور سب سے کافی رہتے ہیں کہ سب کو فائدہ دے کہ دھار دی پراپس میں ہن دین کے بارے میں قرض ہیں گے۔ مہاجن کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس کا روپیہ نہ لوٹے گا کہ یہ دن ایک گے نہ ادا کرے پر باقی سب مل کر اس کی کو پورا کر دینگے۔ اس لئے وہ موسساتی کہ سود پر قرض دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب موسساتی کو کم سود پر قرض ملتا ہے تب وہ موسساتی میں شامل دس۔ لوگوں کو کم سود پر قرض دیتی ہے۔ اس رول پر کام کرنے والی موسساتی کو دیہاتی بینک کہتے ہیں۔ اس کا منشاء لوگوں کو صرف سود پر قرض دینا ہی نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان میں جوں۔ ناپیت شکاری اور ایک دوسرے کی مدد سے اپنے پیر پر کھڑے دینے کی عادت پیدا کرنا ہے۔

بینک میں صرف ایسے ہی لوگ شامل ہو سکتے ہیں جو اپنا دار و نیازک من اور اسی گاؤں کے رہنے والے ہوں شامل ہونے لوگوں کو ممبر بننے توں۔ جب تک ممبر بینک کا کم سے کم ایک حصہ نہیں خریدتا ہے اور یہ روپیہ حصے کا نہیں جمع کرتا ہے جب تک وہ قرض نہیں پاسکتا ہے۔ حصے کی قیمت میں روپیہ ہوتی ہے۔ اور وہ بیس روپیہ چاہی خط میں ادا کی جاتی ہے جب تک ممبر موسساتی میں شریک رہتا ہے تب اس کو اپنے حصے کا منافع ملا کرتا ہے۔ بینک سے الگ ہونے پر اس کو

رعایتوں کے علاوہ بینک کی دیکھ بھال نگرانی و حساب کتاب کی جانچ و پڑتال کے لئے ایک محکمہ بھی قائم کر دیا ہے۔ یہ سرکاری محکمہ تو بینک کو قرض دینا اور اس کا انتظام کرتا ہے۔ ممبر خود ہی اپنے اپنے بینک کے مالک ہوتے ہیں بینک کا لین دین اور اس کا انتظام سب ہی ان ہی کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

اس وقت ہمارے صوبے میں قریب آٹھ ہزار دیہات بینک میں جن میں قریب دو ہزار ایسے ہیں جنہوں نے اپنی پونجی اکٹھا کر لی ہے اور اپنے ممبروں کو کم سود پر قرض دے رہے ہیں۔ ان کا کام صرف قرض ہی دینا نہیں ہے بلکہ فضول خرچہ روکنا، اسکولی کھلوانا، کپڑی کی پیداوار بڑھانا گاؤں کا صفائی اور اداروں کا انتظام کرنا، چھوٹے موٹے ٹھکانے، آبپاشی میں طے کر دینا اور غلہ کی بکری کرنا بھی۔ کسانوں کو مل جائے گا۔ ادا، باہمی کے انسٹیٹیوٹ لکھا جائے گا۔ بینک کھلوانا اور ان کے ممبر بن کر مل جائے گا۔

کرنے کے لئے قرض ملتا ہے۔ ممبر کو قرض کاروبار میں کام میں لگانا پڑتا ہے جس کے لئے اس نے قرض لیا ہو۔ قرض کا تمام دوپہہ اکٹھا ہی نہیں وصول کیا جاتا بلکہ اس کی چھوٹی چھوٹی قسطیں لگائی جاتی ہیں۔ اگر کوئی ممبر قرض ادا نہ کرے تو سرکار بقایا قرض لگائی کی طرح تحصیل کے ذریعہ وصول کر دیتی ہے۔ بینک کے لین دین میں جو منافع ہوتا ہے اس کا کم سے کم پچیس سیکنڈ ہر سال بچت کی پونجی میں جمع کرنا پڑتا ہے۔ بھٹے کی روپیہ کی طرح یہ بچت کی پونجی بھی بینک کا خود کاروبار ہے جو ممبروں کو قرض کے دینے کے کام میں آتا ہے۔ جو ممبروں میں زیادہ بچت کی پونجی بنتی جاتی ہے توں توں باہر سے یعنی صلح بینک سے کم قرض لینا پڑتا ہے۔ بچت کی پونجی کاروبار میں ممبروں میں کبھی نہیں بانٹا جاتا ہے اور بینک کے ٹوٹے پر ہی وہ گاؤں کی عام بھلائی کے کام میں صرف ہوتا ہے۔

بینک کی رجسٹری قانون کے مطابق کوآپریٹو سوسائٹیوں کے رجسٹر اور صاحب کے دفتر میں کرانی پڑتی ہے۔ ان کے اسکوائر قانون میں وی جی ری رعایتیں مل جائیں۔ ممبروں کے لئے قانون

## پیوندی بیر کی کاشت

از اسٹری وی۔ وی۔ (تھمپسن) ایف۔ ایف۔

پیراگرافی میں ایک گوبی کی کھانا لگا کر اسے آدھوں میں جھردیا جاتا ہے۔ شہدہ حمت سنگی بیر کی دو گھنٹیاں، ایک گھنٹے میں بوری جاتا ہے۔ انات میں پیراگرافی کی ایک آدھوں میں بانی دینے کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن گوبی میں ان کو بیٹے میں تین بار پانی دینا چاہئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال میں درخت پیوند لگانے کے قابل ہو جائے ہیں۔ پیراگرافی وغیرہ بیر کی بیجیاں بہت سوتے سے لگائی ہیں اسلئے اس ان درختوں کی ان سے حفاظت کرنی چاہئے۔

پیراگرافی کے مہینوں میں ان درختوں پر پیوند لگایا جاتا ہے۔ انھیں آف جاب حمت میں چلتی ہیں۔ اب یہ نئی شاخ تین انچ کی ہو تو انھیں ساڑھے اوپر سے اصل درخت کی شاخ ختم کر دینی چاہئے۔ ان کے نیچے شاخیں پیدا ہونے لگیں۔ پیراگرافی میں نئی شاخیں (پیوندی) بہت تیزی سے پڑھتی ہیں۔ اس کی نیکی کو انچ ہوتے ہی اس کا سراکٹ دینا چاہئے تاکہ شاخیں بڑھنے لگیں۔

پیوندی بیر دوسرے ہی سال سے پھل دینے لگتا ہے لیکن نئے درختوں سے تیسرے سال ہی پھل لینا چاہئے۔

ان میں بڑی تعداد میں جنگلی بیر کے درخت پائے جاتے ہیں۔ یہ پیوند

ایک ہندوستانی کے ملے بیر کے متعلق کچھ بتانا ضروری نہیں۔ یہ ہندوستانی کے وسیع ترین رقبے میں پیدا ہونے والا پھل ہے۔ بیر کی مختلف قسمیں ہیں۔ ان میں پیوندی سے لایز اور سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ قسمیں۔ پیوندی بیر کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ مثلاً بنارس، سواتی، احمد آبادی، عظیم آبادی (پٹنیا)، ٹنگنہ، ناگپوری وغیرہ۔ یہ سب بیر بہت لایز ہوتے ہیں اور ان کی کھلی چھوٹی ہوتی ہے۔ ناگپوری بہت سب کو مات کرتی ہے۔

کاشت۔ بیر کا درخت پیوند سے تیار کیا جاتا ہے۔ اصل درخت جنگلی بیر کا ہوتا ہے اس لئے یہ پیراگرافی سے زیادہ مضبوط اور سخت جان ہوتا ہے اور ہر قسم کی رینوں میں بغیر آبپاشی کے بڑھ سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی کھلی سے لئے ایسی زمین کام میں لائی جائے جس میں دوسری چیز کی کھیتی ہوتی ہو۔

بڑے پیوند پر کاشت کرنے کے لئے ۳۰ فٹ کے فاصلے پر  $1\frac{1}{2} \times 1\frac{1}{2} \times 1\frac{1}{2}$  فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ ایک ایکڑ میں تقریباً ۴۰۰ درخت ہو سکتے ہیں۔ گڑھے کھودنے کے بعد ان کو کچھ تڑپ کے لئے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ کھدی ہوئی مٹی پر موسم کا اثر ہو جائے۔

ضرورت نہیں پڑتی لیکن تھامتی کا خشکاری میں اچھے گوبر کی کھار تین چار ٹوکری فی درخت برسات کے پہلے دینی چاہئے۔

بیماری اور کیڑے۔ یہ درخت بہت سخت جان ہے اور بڑی تبدیلیاں آسانی سے برداشت کر سکتا ہے۔ اس کو کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ کیڑے ضرور اس کو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔

اول توالی ہے جو پھل میں اندر مٹی ہے۔ بھی کبھی یہ آلودہ ہو جاتی ہے کہ خاص رقبوں میں بیشتر پھلوں پر اس کا حملہ ہو جاتا ہے۔

دوسرا انڈر بیلہ یا تنے میں سوراخ کرنے والا کیڑا ہے جو درخت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

علاج۔ پہلے کیڑے کو قابو میں لانا کچھ مشکل ہے لیکن کیڑے والے پھلوں کو برباد کر کے اس کو کچھ حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔

درختوں کے نیچے کی زمین کو گود دینا چاہئے اور گرمیوں میں اسے اکثر اٹلے پٹلے ترہنا چاہئے۔ اس سے وہ سب الٹیاں جو زیادہ نہیں بردھتیں برباد ہو جاتی ہیں۔ بعض جگہ چار پانچ پونڈ کھالے کانگہ ہار کی لکڑی کی راکھ ملا کر تنے سے تین چار فٹ کے فاصلے پر برسات کے تین پہلے ڈالتے ہیں۔

تنے میں سوراخ کرنے والے کیڑے کے لئے سوراخ میں پوٹل کاربن ڈائی سلفائیڈ یا کلوروسل ڈائلکڑا سے بند کر دیتے ہیں۔ اعلیٰ بھاپ سے یہ کیڑے مر جاتے ہیں۔

آمدنی۔ ایک تندرست اور طاقت ور درخت سے ایک سے ڈیڑھ من تک پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی قیمت پہلے اوسطاً دو آنہ فی سیر تک ملتی تھی۔ اس طرح ہر ایک درخت سے پانچ چھ روپے حاصل ہو سکتے تھے۔ فی ایکڑ تقریباً ۲۲۰ سے ۲۵۰ پونے تک آمدنی ہو سکتی تھی۔ اس کی کاشت غیر زرخیز برقی زمین میں ہونے سے اور سنبھال و سنبھالی میں بہت کم خرچ ہونے سے لاگت کے اعتبار سے بہت مستحکم ہوتی ہے۔ صرف ترشائی، رکھوالی اور تھوڑی کھاد دینے کے کام ہی ایسے ہیں جن میں کچھ خرچ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اگر برقی زمین میں بھر کی کھیتی کی جائے تو کسان کو ایک اچھی آمدنی ہو سکتی ہے۔

(ماغز، ناگیور، رگیر، پچر، کالج میگزین سے)

اگر اس طرح سدھارے جاسکتے ہیں کہ درختوں کو زمین کے برابر پھل کٹ کاٹ دینا چاہئے۔ ان کے اوپر کچھ کوڑا کرکٹ جلا دینا چاہئے جی سے بہت زوردار پونگے نکلتے ہیں۔ ان پر آئندہ ماہ مئی میں آنکھ بھی جاسکتی ہے۔ ان درختوں کی جڑیں نیلی ہوتی۔ جی میں سننے پہلے سال سے پھل دے لیتے ہیں۔

بیر کے درخت میں سب گہری جاسنے والی موٹا جڑ ہوتی ہے۔ اس کی جگہ نہیں بدلی سکتی۔ اس سے یہ ضروری ہو جاتا ہے اعلیٰ پیر منقل جگہ پر ہی بویا جائے اور پھر بعد میں اس پر پیوند لگایا جائے۔ بہت کم حالات میں گملوں میں جنگلی بیر جو کہ پھر آنکھ ہی جاتی ہے جبکہ درخت دوسرے مقامات پر بھیجا ضروری ہے۔ ان درختوں کی جگہ بدلی جاسکتی ہے۔ لیکن گملوں میں یہ کام آکھیں مہ جاتی ہیں اور اس طرح ناکامیابی کا امکان وہ رہتا ہے۔ دبا کے طریقے سے بھی بیر کی قلم لگ سکتی ہے۔ ان آنکھ باندھنا ہی سب سے زیادہ رائج طریقہ ہے۔

آنکھ باندھنے کا طریقہ بھی جو سنترہ اور گلاب کے لئے رائج ہے اس میں کام میں لایا جاتا ہے۔ آنکھ باندھنے وقت آسمان ٹھاننا چاہئے۔

ترشائی۔ تجارتنی کاشت میں یہ عمل بہت اہم ہے۔ اگر سال ترشوا یا نہ جائے تو کسی بھی درخت سے الٹی اعتبار سے کٹ کے قابل پھل نہیں حاصل کئے جاسکتے۔

ترشائے کے لئے سب سے عمدہ موسم مارچ اور اپریل کا ہوتا ہے۔ ان مہینوں میں فصل حال ہی میں ختم ہوتی ہوتی ہے اور کھیت کی آنکھیں نیم وامانت میں ہوتی ہیں۔ درخت میں رس کم سے کم ہوتا ہے اس لئے ان مہینے میں چھانٹنے سے درخت کو کم سے کم نقصان پہنچتا ہے۔

ترشائی میں تقریباً نصف سے پونہ پانچ سے کم موٹی سب شاخوں کو کٹ کر دینا چاہئے۔ یہ کام قلم کرنے کی تیاری سے کیا جانا چاہئے۔ رزیم بالکل صاف ہونا چاہئے۔

اعلیٰ برسات میں درخت زوردار شاخیں چھوڑتا ہے جو پھلوں سے لوجاتی ہیں۔ بخوری میں پھل پکتے ہیں اور فروسی کے آخر تک ختم ہو جاتے ہیں۔

کھاد۔ اس درخت کی جڑیں بہت گہرائی تک مضبوطی سے جم جاتی ہیں اس سے یہ وسیع رقبہ کی خوراک کھینچ سکتا ہے عموماً کھاد کی



# معدنیات اور جانوروں کی تندرستی

(از پی۔ جی۔ پانڈے ریسرچ افسر (علم الامراض) امپیرل ویٹیری ریسرچ اسٹیشنٹ عزت نگر)

ضروری معدنیات میں ان دونوں کے بعد معمولی نمک (سورکلوئریں) لوہے اور تانبے کو اہمیت حاصل ہے۔ پہلے والی چیز خوراک کے اجزاء کا مزہ اچھا ہو جاتا ہے اور باہمہ میں مدد ملتا ہے اور بعد کی دونوں چیزوں کا تعلق ان اجزاء کے پیدا ہونے سے جو خون کو رنگین بناتے ہیں جسم کے اندر دلی جھٹوں میں دور معدنیات کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اور یہ چیزیں کسی بھی ملی خوراک کو کھلانے سے کافی مقدار میں حاصل ہو سکتی ہیں۔

## خراب قسم کی خوراک کیسا ہے

الفاظ ”خراب خوراک“ جہاں تک کہ ان کا تعلق خوراک معدنی اجزاء سے ہے اس حالت کو ظاہر کرتے ہیں جس میں کہ جانور کے جسم کے اندر دلی جھٹ میں ضروری معدنیات بالکل موجود نہیں ہیں۔ یہ بات اس خوراک کو برا کہلاتے سے پیدا ہوتی ہے جس میں کہ ایک یا زائد ضروری اجزاء کی کمی یا تو خوراک کے غلط طریقہ پرانہ کرنے کی وجہ سے یا دوسرے ذرائع سے کی وجہ سے ہوتی ہے جو کم مٹی اور پانی یا دیگر وجوہ کے باوجود بھی پیدا ہوا ہو۔ خراب خوراک کی وجہ ایک ایسی ہی صورت بعض ان حالات کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے کہ کی وجہ سے ان معدنیات کے جذبہ میں ہونے میں اور جسم میں باقی رہنے میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے جو عام طور پر خوراک میں موجود ہونے پر یہ صورتیں یہ ہیں۔ (۱) خوراک میں وٹامن ٹی کمی اور زائد دھوڑ (۲) دودھ کا زائد پیدا ہونا اور زیادہ تر گا بھن رہنا۔ (۳) معدنی اجزاء کا خراب (نامناسب) توازن۔

خوراک میں وٹامن ڈی کے موجود ہونے سے کیلیم کے جذبہ میں مدد ملتی ہے۔ لہذا اس کے نہ ہونے سے جانور جسم کے اندر دلی جھٹ میں یہ خاص دھات پوری طور پر جذبہ ہوگی۔ کیلیم اور فاسفورس کی کمی ان گالیوں میں بھی پیدا ہوگا جو گا بھن نہ ہوں یا جو دودھ بہت زیادہ دیتی ہوں اگر ان کی میں یہ دھاتیں مناسب مقدار میں نہ دی جائیں اور اس کی وجہ سے جینیٹس (فونیٹس) کے بڑھنے اور دودھ کے اخراج کے لئے کافی مقدار میں ان کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جانور درگ و پٹہ کو ان دھاتوں سے فائدہ پہنچانے کے لئے صرف یہ نہیں ہے کہ ہر گ و پٹہ میں یہ دھاتیں موجود ہوں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے سیالوں میں اس کا خاص تناسب ہونا چاہئے۔

غذا میں معدنیات کی اہمیت پر غور کرتے وقت سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ پوری غذا میں ان کا ایک جزو ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک اچھی غذا میں پورے وٹامن کی کافی مقدار ہونا ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسی چیزیں ہوں جو آسانی سے ہضم ہو جائیں۔ اور ان میں وٹامن بھی ہوں۔ ایک جانور کے جسم اور اس سے تیار کی ہوئی اشیاء کا کیمیائی طور سے امتحان کرنے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ان میں معدنیات بہت کافی ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ اچھی تندرستی قائم رکھنے کی خاطر ہم اپنے جانوروں کے لئے جو خوراک مقرر کریں ان میں ان اشیاء کی مقدار اس قدر کافی ہو کہ وہ بہت آسانی سے جذبہ ہوسکیں۔

## ضروری معدنیات

حویاک دینے کے تجربوں سے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ دودھ دینے والے جانوروں کے جسم کی بارڈھ۔ ان کی تندرستی کو قائم رکھنے۔ ان سے بچہ کشی اور بالآخر ان سے دودھ حاصل کرنے کے لئے کیلیم۔ سوڈیم۔ فاسفورس۔ میگنیشیم۔ لوہا۔ گندھک۔ میگنیشیم۔ تانبہ۔ کلورین۔ کوئی۔ فوین۔ جسنے اور غالباً کوالٹ ضروری ہوتے ہیں۔ ان میں سے کیلیم اور فاسفورس بہت ہی زیادہ ضروری ہیں کیونکہ ان کا نہ ہونا و فیصدی جھٹہ سارے بدن کی راکھ میں ہوتا ہے اور و فیصدی جھٹہ ڈی کی راکھ میں ہوتا ہے۔ ایک اس گائے کی تندرستی قائم رکھنے کے لئے جس کو معمولاً اچھی خوراک دی جاتی ہو اور جس کا وزن ایک ہزار پونڈ ہو ۵ گرام کیلیم اور ۱۰ گرام فاسفورس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دودھ کی پیداوار کی غرض سے اس کے علاوہ روزانہ ۱۰ کیلین دودھ کے لئے ۵ گرام کیلیم اور ۱۰ گرام فاسفورس دینا چاہئے۔ جانوروں کے گا بھن ہونے کے زمانہ سے نیکلاس وقت تک جب تک کہ وہ گا بھن رہیں یہ دونوں معدنی اشیاء کو ۱۰ گرام روزانہ سے کم نہ ملنا چاہئیں۔ اس بات کا اندازہ لگا یا گیا ہے کہ بچھڑوں کی بارڈھ کے لئے اور ان کے وزن کو ۱۰ پونڈ روزانہ کے حساب سے بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایکس بچھڑہ روزانہ ڈیڑھ پونڈ چونا اور فاسفورس کھائے اور یہ دونوں چیزیں اسکے بدن کے اندر قائم رہیں۔ لیکن چونکہ خوراک میں یہ دونوں اجزاء محض ۵۰ فیصدی کے حساب سے کام میں آتے ہیں اس لئے خوراک میں ان دونوں اجزاء کی جس قدر ضرورت ہے اس سے دوگنی مقدار دینا چاہئے۔

## خوراک کا توازن

چونکہ ہر کھانے میں مختلف قسم کی دھاتیں موجود رہتی ہیں اس لیے یہ بات ظاہر ہے کہ ان میں سے بعض بہت زیادہ مقدار میں درج ہونے لگی اور بعض بہت کم مقدار میں۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اس توازن کے ساتھ خوراک کو تیار کرتے وقت یہ معلوم کر لیا جائے کہ اس میں کتنی دھاتیں کس کس تناسب کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ بھی معلوم کر لیا جائے کہ اس خوراک کو جو جانور کھا کر کچھ دنوں کے بعد اس کی زیادہ مقدار میں ضرورت ہوگی۔ جسم کے بعض اعضاء دھاتوں کی توانائی کی غرض سے و نیز اس غرض سے کہ مناسب مقدار میں کام لیا جاسکے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص تناسب کے دھاتوں کو ایک ساتھ ملا جائے۔ مثلاً تانبے (اور غالباً اسی اجزاء کے خاص کر کوہاٹ) کو لوہے کے ساتھ شامل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً تانبے کے بیلنس کو رنگ دینے والا مادہ ملتا ہے۔ ان دونوں دھاتوں کا کم از کم تناسب عارضی طور پر یوں رکھا جائے کہ اگر لوہا ۲ حصہ ہو تو تانبہ ایک حصہ ہو۔ اسی طور پر دھاتوں کی عرصہ سے کیلیم اور فاسفورس کا تناسب جو ہڈیوں کی ترقی کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے وہ تقریباً ۱۰:۱ ہوتا ہے۔ اس کا پتہ اس سے خانی نہ ہوگا کہ جانوروں کا جسم اس قابل ہوتا ہے یا نہیں کہ یہ تناسب مقدار میں نہ بھی دی جائے تب بھی ان تناسب جسم کے اندر قائم رہتا ہے۔ مگر دونوں میں اس بات کی بات ہوئی ہے کہ جسم کے اندرونی حصوں میں جو دھاتیں زیادہ پائیں ان کو خارج کر دے۔ اس کے برخلاف خوراک میں جن دھاتوں کی کمی ہوتی ہے وہ ان اجزاء سے پوری کی جاتی ہیں۔ ان کو جمع رکھتے ہیں اور خون کی نسلوں کے ذریعہ سے رگ و پھول میں چلاتے ہیں۔ اگر یہ کمی بہت عرصہ تک جاری رہتی ہے تو ان نسلوں کے جمع رکھنے والے اعضاء لبریز ہو جاتے ہیں اور اس سے بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔

تو ان کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریاں خفا کی حالت کے مانند پرانی کے مانند ان بہت محدود تے ہیں اور کھانے میں یہی انتیاء استعمال کی جاتی ہیں جو دونوں میں کہتی ہیں۔ دوسری ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو تھوڑا تیار کی جاتی ہیں اور جن میں دھات کا جزو ملے ہوئے چارہ مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے۔ گزشتہ صدی کے آخری زمانہ جانوروں کے نمونوں کو چارہ دینے کے بارے میں دھاتوں کی بات کو پوری طور پر سمجھ کر لیا گیا تھا اور دنیا کے ہر حصہ میں دھاتوں کے رکھنے والوں کے خونوں میں بہت ہی خطرناک بیماریاں پھیلیں لیکن ان کے وجہ سے معلوم کئے جاسکے۔ غذا کے

بارے میں جو نئی باتیں آجکل معلوم کی گئی ہیں ان سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ بیماریاں چارہ میں بعض دھاتوں کی کمی ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ ایسی بیماریاں مختلف صورتوں میں نمودار ہوتی ہیں۔ عام صحت خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور جسم لاغر ہونے لگتا ہے۔ اسکے علاوہ بہت سے شدید امراض پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً پیکا۔ بھوک کی کمی۔ پیروں میں سختی اور فالج۔ ہڈیوں کی خرابیاں خون کی کمی۔ باڑہ میں کمی اور بچہ پیدا کرنے کی اہلیت میں کمی۔

### ہڈیوں کی خرابیاں

چھوٹے اور بڑے ہوئے جانوروں کی ہڈیاں بڑھ کر چھٹی ہوتی ہو جاتی ہیں جو کیلیم اور فاسفورس جمع ہو جانے کی وجہ سے سخت پڑ جاتی ہیں لیکن ان دھاتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے یا بعض ان صورتوں کی وجہ سے (مثلاً سن ڈی اور دھوپ لگنے کی کمی کی وجہ سے) جوان دھاتوں کے ہضم ہونے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں جو غذائیں موجود ہوتی ہیں جو رکاوٹ پیدا کرتی ہیں جو غذائیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ چھٹی ہڈی جسم کی مضبوط ہڈی کی صورت اختیار کر پاتی ہے۔ اعضاء کی حرکت کی وجہ سے یہ بڑھتی ہوئی چھٹی ہڈی جوڑوں کے مقام پر پھول کر بد شکل ہو جاتی ہے۔ اور جانور کے جسم کے بوجھ کی وجہ سے ملائم اعضاء خم کھا جاتے ہیں۔ اس حالت کو عام طور پر سوکھے کی بیماری کہتے ہیں۔

پوری طرح بڑھے ہوئے جانوروں میں اس ہڈی کا یہ کام ہوتا ہے کہ کیلیم اور فاسفورس کو جمع رکھے اور ایسی ضرورت کے موقع پر جبکہ ان میں سے کسی ایک کی کمی غذا میں واقع ہو جاتی ہے تو اس کمی کو جانور اس ہڈی کے ذخیرہ سے پورا کرتا ہے۔ اگر اسکی ضرورت برابر ہوتی رہتی ہے تو دھات کا یہ ذخیرہ بہت کم ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جانور مٹی اور ہڈی کھانے لگتے ہیں جس کی وجہ سے انکوٹاکسیکوس (Toxicosis) اور بالوئزم (Botulism) کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ (جنوبی افریقہ میں لیسکسٹیکس - ٹیکساس میں کمر کی بیماریاں) کیلیم اور فاسفورس کی کمی کی یہ پہلی علامتیں ہوتی ہیں۔ اور اس حالت کو عام طور پر پیکا کہتے ہیں۔

ڈیری کے جدید طریقے ایسے ہیں جن کی وجہ سے دودھ میں کیلیم اور فاسفورس ہوتا ہے اسکا استخراج اسکے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جتنا کہ معدہ کو غذا سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ زیادہ دودھ دینے والی گایوں کی ہڈیوں میں مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے فرق ہڈیوں کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جسم کا دھانچہ ہلکا پڑ جاتا ہے۔ اس میں بہت سے سمات ہو جاتے ہیں اور وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ زیادہ شدید صورتوں میں بیل سے جوڑا

کرتا ہے اچانک کوئی بھی بیماری واقعہ ہوتے شلٹا بچہ پیدا ہو جانے کی وجہ سے اس ترتیب میں غفل واقعہ ہو جانے کا امکان رہتا ہے۔ اور اسی صورت میں خون میں کیلیم کا تناسب اپنی حسب معمول تقریباً ۱۰ میلی گرام فیصدی (میلی گرام فیصدی سی۔ سی۔ سرم) مقدار سے کم ہو کر اس قدر تحلیل ہو سکتی ہے کہ صرف ۲ میلی گرام فیصدی باقی رہ جائے اور یہی حالت میں جانور پر دودھ کے بخار کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کوئی بھی صورت جس کی وجہ سے عارضی طور پر کیلیم کا تناسب زیادہ ہو جاتا ہے ان علامتوں کو فوراً کم کر دیتا ہے اور جانور میں صحت کی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں یہ بات یا تو نقص میں ہوا بھرے سے حال ہو سکتی ہے یا کسی انس میں یا کھال کے نیچے ایک مل ہو جانے والے کیلیم کے نمک کا انجکشن دینے سے ان صورتوں سے جانور کے اندرونی غدودوں کی آمیزش کی ترتیب کے درست کرنے میں مدد ملتی ہے۔

پروٹینوں میں پرورش پانے والی گالیوں اور دودھ پلا کر پروٹین پانے والے بھڑوں میں اعصابی غرابیوں کی جو اور صورت پیدا ہو جاتی ہے وہ اعصابی زود حس پٹھوں کے تضییع اور ان میں دھڑ سے مشابہ ہوتی ہے۔ بھڑوں میں اس صورت کو دودھ پیدا کرنا لا کراز (فینٹی) اور گالیوں میں گھاس والا کراز (فینٹی) کہتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی خون میں (میگنیزیم) کا تناسب بہت کم ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گائے کے دودھ میں میگنیزیم کی کمی رہتی ہے (تقریباً ۱۰۰ ۵۰ فیصدی ہوتا ہے) اور اس بات سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ بھڑوں میں دودھ دینے والی (فینٹی) کی بیماری پیدا ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ ان میں میگنیزیم کی کمی ہے۔ اس کا اس صورت سے علاج کیا جاتا ہے کہ فینس یا کھال کے نیچے میگنیزیم سلفیٹ کے ۲۰ فیصدی حل کے ۵۰ تا ۱۰۰ سی سی کے انجکشن دئے جائیں۔

### خون کی خرابیاں

جانوروں میں خون کی کمی کی یہ وجہ بنائی جاتی ہے کہ تانبہ اور فولاد کی کمی پیدا ہو جاتی ہے خون کو رنگین بنانے کے لئے فولاد خود ہی ایک جزو ہوتا ہے لیکن اسکے بننے کے لئے تقوڑا سانا یا اور بعض صورتوں میں کو بالٹ کی بھی ضرورت ہو کرتی ہے۔ غذا میں خون کی کمی کی اس صورت کو یوزو لینڈ میں بٹش کی بیماری۔ فائر ٹرائس نمک کی بیماری۔ کینیا میں ناگور وٹھیس کی بیماری۔ ٹونارک کی بدن کھولانی بیماری۔ سٹریلیا میں اور اسکاٹلینڈ میں بیننگ کی بیماری لہذا میں تحقیقات سے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ چارہ کے ان پودوں میں جو ان نمکوں کے متاثر علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کے مقابلہ میں فولاد کم ہوتا ہے جو زائد زرخیز علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

ان جانوروں کو جن کو یہ بیماری ہو جاتی ہے جب فولاد میں تقوڑا سانا یا کو بالٹ ملا کر دیا جاتا ہے تو اس بیماری سے جو حالت پیدا

کھائے وقت گائے کے پیڑ کی اور دوسری چیزوں کے ٹوٹ جانے کا دور ہوتا ہے۔ بھڑوں میں جب یہ صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اسکو بدن کی بیماری ہو جاتی ہے (بھڑے کی بیماری میٹرگی بیماری۔ بیک ہیڈ یا آشیو کرکس کی بیماری کہتے ہیں۔ اور اسی غذا کے کھلانے سے یہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن میں فاسفورس بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً بھڑا یا ایسا نا ج جس میں مقابلتا کیلیم کم ہو۔ بھڑے میں اس حالت کے پیدا ہو جانے سے ان خرابیوں کا پتہ چلتا ہے جو ایسی غیر مناسب غذاؤں کے کھلانے سے پیدا ہو جاتی ہیں جن میں کیلیم اور فاسفورس کے اجزاء کم ہوتے ہیں۔ اگر بھڑوں کا غذا خارج ہو جائے کی حالت میں کسی وجہ سے کسی جانور کا ذخیرہ کم ہو جاتا ہے تو وہ اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے اس طرح پر کوشش کرتا ہے کہ بعد کی دھاتوں کے جمع کرنے کے لئے ملائم طریقوں میں سیس قائم کرتا ہے لیکن اگر اس ترکیب میں کامیابی نہیں ہوتی ہے تو اسی اور بھی ملائم ہو جاتی ہے اور اسکو آسانی سے جھکا یا جاسکتا ہے۔ اس حالت کو آشیو لیکیا کہتے ہیں اس حالت میں اور سوکے کی بیماری کی حالت میں بجز اسکے کوئی اور اصولی فرق نہیں ہے کہ آشیو لیکیا کا اثر بڑے جانور پر ہوتا ہے۔ ایک خاص بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ مویشیوں اور بھڑوں میں آشیو لیکیا کی بیماری فاسفورس کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے ایسی حالت میں باؤدھ ماری جاتی ہے جسم کے ڈھانچہ میں غیر ضروری قسم کی چیزیں بڑھ جاتی ہیں نکل اپن پیدا ہو جاتا ہے بھوک کی کمی ہو جاتی ہے۔ پتہ دینے کی اہلیت میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ دودھ دینے میں کمی ہو جاتی ہے اور بالآخر یہ قہر ہوتا ہے کہ اگر تمارک نہ کیا جائے تو جانور کی صحت بالکل خراب ہونے لگتی ہے۔ اور آخر میں وہ مر جاتا ہے۔

### اعصابی خرابیاں

جانوروں میں بہت سی اعصابی خرابیاں اس بات کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں کہ کافی مقدار میں دھات والی غذا کھانے کے باوجود بھی ان میں دھاتوں کا توازن ٹھیک نہیں رہتا اسکی بہت عام مثال دودھ ا بھار ہوتا ہے جو ان گالیوں کو ہوتا ہے جن کو بہت زیادہ مقدار میں دودھ حاصل کرنے کی غرض سے پالا جاتا ہے اور جن کو ایسی خوراک پھیلاتی ہے جن میں بہت زیادہ دھاتیں ہوتی ہیں یہ خاص بیماری بچہ دینے کے بعد ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا علاج فوراً ہی نہ کیا جائے تو بچے کو جانور پر غفلت سی طاری رہتی ہے اور اسکے بعد وہ مر جاتا ہے۔ بھڑوں میں ایسی حالت کو ہیمٹک کی بیماری کہتے ہیں۔ یہ بیماری خون کے پلاسما میں کیلیم کے معمول سے کم ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں اس بات کو دھیان میں رکھنا چاہیے کہ جانور کی زندگی کے دوران میں مناسب ایک اس اعصابی (مثلاً ڈاکرین) اندرونی غذا کی ریزنٹ کی ترتیب کے ذریعہ سے قائم رہتا ہے۔ جو جانور کے گاجن ہونے کے دوران میں بہت تیزی کے ساتھ کام

ہو جاتی ہے وہ بہتر ہونے لگتی ہے۔ بالینڈ میں غذا کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکی وجہ سے بھوک کی کمی۔ دماغ۔ بدن میں کھڑکھڑاہٹ۔ بچہ پیدا کرنے کی اہلیت میں کمی اور خون کی کمی ہو جاتی ہے اور اسکی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ان پودوں (گھاس) میں تانبے کی کمی ہوتی ہے جو ان جانوروں کو کھلائے جاتے ہیں ان دودھ پینے والے سور کے بچوں۔ بکھڑوں اور مہینوں میں جن کو محض دودھ پانی پلایا جاتا ہے اگر یہ علاماتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں تو اسکو دودھ والا نمبیا کہا جاتا ہے اور اسکی وجہ دودھ میں فولاد اور تانبے کی کمی بتائی جاتی ہے۔ جن ملکوں میں سوروں کو بہت پالا جاتا ہے دودھ پینے والے سور کے بچوں کے بہت زیادہ مقدار میں مرے کی خاص وجہ دودھ کا انبیا ہی بتایا جاتا ہے۔

کمی کے ٹریس ایلیمینٹس

ٹریس ایلیمینٹس کا کیا مطلب جوتا ہے آئیوڈین اسکی ایک مثال ہے۔ خوش قسمتی سے جانوروں کی ضرورتوں کے لئے بہت سی کھانے کی چیزوں میں ٹریس ایلیمینٹس بہت کافی ہوتے ہیں لیکن آئیوڈین کی بات یہ بات اس وجہ سے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بعض علاقوں کی بوٹیوں میں اس چیز کی کمی ہوتی ہو۔ ان علاقوں میں آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے انسانوں اور جانوروں دونوں کو کھینکا ہو سکتا ہے۔ جانوروں میں سے مویشیوں۔ بکریوں اور سوروں کو اس بیماری سے ہو جانے کے زیادہ امکان ہو کر رہتا ہے۔ جانوروں کے بچے اور نوزائیدہ بچوں کو یہ بیماری زیادہ تر ہو کر رہتی ہے اور بہت سے ایسے واقعات دیکھے گئے ہیں جن میں کہ مہینوں اور سو دو دن میں یہ بیماری پائی گئی ہے جن میں سے سب کے سب ایسے تھے جن کے تاثیر ایلڈز (ورقی غدود) پیدا ہونے سے بڑے ہوتے تھے اور بہت سے ایسے تھے جن کے یا تو بال بالکل نہ بنے یا ان کی شکل خراب ہو گئی تھی اسکو گھاس بھجڑوں اور سورینوں سے کھانے میں پوٹاشیم ایوڈائیڈ یا ایوڈائزڈ سٹک ملا کر دینے سے روکا جاسکتا ہے۔

عملی طور پر قابل غور باتیں

حالانکہ سائنٹفک طریقہ پر فارم کے جانوروں کو کھانا کھلانے کے مسئلہ کو بہت اہم مان لیا گیا ہے اور چونکہ اس بارے میں یورپ اور امریکہ میں بہت کچھ تحقیقاتی کام کئے جا چکے ہیں لیکن فارم والوں کو ایسے خوراک کے مقرر کرنے کی خاطر دھاتوں کا کوئی خاص ایسا سیارہ نہیں بتایا گیا ہے جو جانوروں کی باڑھ اور استحالہ (غذا کا جزو بدن ہونا) کے لئے ضروری ہو اور جس سے جانوروں کو دھات کی کافی مقدار حاصل ہو سکے۔ ہندوستان میں اس سلسلہ میں اس حد تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے کہ جانوروں کو دھات کی ضرورت یا چاروں اور گھاس کے دھاتی اجزاء کی بابت کوئی بھی ڈیٹا موجود نہیں ہے۔ ابھی کچھ روز قبل

دسمبر ۱۹۵۹ء

بیم مویشیوں میں دھات اور دماغ کی کمی پر بہت کم توجہ کی گئی تھی مگر چند سال کے دوران میں کمی کی وجہ سے جو بیماریاں ہو کر رہی تھیں ان کے واقعات کو تحریر میں لایا گیا ہے اور مختلف علاقوں سے چاروں کے بارے میں جو تجربات کئے گئے ہیں ان سے دھات کے اجزاء میں نمایاں فرق ملحوظ ہونے کا پتہ چلا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جس قدر خیال کیا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ اسکی کمی عام طور پر ہو کر رہی ہے۔ ٹاکر مائیک کی یہ سفارشاتیں کہ کمی کی وجہ سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں انکی بابت پوری طور پر اس غرض سے معلومات حاصل کی جائیں کہ ان علاقوں کا پتہ آسانی سے چل سکے جن میں دھاتوں کی کمی ہو کر رہی ہے اور ہندوستان مویشیوں اور بھینسوں کی خوراک کا ایک قابل اطمینان طریقہ اختیار کرنے کی غرض سے حضرت رسالہ اثرات کو محدود کیا جاسکے۔ اسپرل کونسل آف انگریجی ریسرچ کی مالی امداد سے کچھ عرصے سے چرکا چل رہی اور چاروں کے دھات والے اجزاء کے بارے میں متعدد تحقیقاتیں کی جا رہی ہیں۔ چرکا چل جانے میں دھاتوں کی کمی اور جانوروں میں غذائی کمی کے مسئلوں پر غور کرنے سے قبل یہ بات بہت ضروری ہے کہ مختلف قطعات آراضی کی مٹی کے دھات کے اجزاء کی بابت معلومات حاصل کی جائیں۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ اگر مٹی میں بعض ضروری دھاتیں نہ ہوں تو انکی کمی کا اثر یہ ہوگا کہ انکے کھانے کی چیزوں میں بھی ان دھاتوں کی کمی ہو جائیگی جن کی وجہ سے ان جانوروں کی جسمانی بناوٹ۔ باڑھ اور انکے اعضا کے کام میں بڑا خلل واقع ہوگا جو اس قسم کی خوراک کھاتے ہیں اور چونکہ ہندوستان کی مٹی مختلف قسم کی ہوتی ہے اسوجہ سے ان میں جو فصلیں پیدا ہوتی ہیں وہ بھی اسی وجہ سے دھاتوں کی بھوکے اثرات کی وجہ سے مختلف ہوتی ہیں۔ اسی طرح پر جانوروں کی کھانے کی نوعیت اور انکی مقدار ان دونوں کے معیاروں کو بھی متاثر طور پر مقرر کرنا ہوگا۔ ہندوستان کی مٹی کی بعض خرابیاں مشرقی وسطیٰ میں خاص کر ناسفورس کی کمی ہوتی ہے اور پہاڑی اور پہاڑوں کے دامن کے علاقوں میں کینیم کی کمی ہوتی ہے۔ کئی صدیوں سے ہندوستان کے زرخیز میدانوں میں بہت زائد کاشت بہت زیادہ فصلوں سے پیدا ہونے اور باقاعدہ نہاد دسے کر مختلف قسم کی دھاتوں کو مٹی سے گرنے میں کمی کی وجہ سے اچھی قسم کی دھاتوں کی کمی پیدا ہو گئی ہے

دھاتوں کی کمی

حالانکہ دھات کی کمی کی وجہ سے جو واقعی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان کے اثرات کی بابت کچھ معلومات حاصل نہیں ہو سکتی ہیں لیکن دھاتوں کی کمی ہونے کے کافی ثبوت موجود ہیں جن کی وجہ سے مویشیوں میں عام طور پر بچے کی کے ساتھ ہوتے ہیں اور جو ہوتے بھی چھ آٹھ باڑھ اچھی طرح پر نہیں ہو پاتی ہے۔ پٹنہ اور کولمبیا میں جراثیمات تجربات حاصل کئے گئے ہیں ان سے اس بات کا پوری طور پر پتہ چلا

کی کمی واقع ہو جانے کے بہت زائد امکانات ہیں اور ایسی کھلی اور دیگر اجزاء دینے سے جن میں جزو مدنی ہو نیوالا فاسفورس بہت کافی مقدار میں موجود ہو یہ حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

اسی صورت سے بہار میں چارہ کی خاص فصلوں کا افزائہ لگایا گیا جس وقت ہندوستان کے مختلف علاقوں کی چراگا ہوں کے معدنی اجزاء کا ایک عام مطالعہ کر لیا جائیگا تو مویشیوں کے لئے کسی ایسی خوراک کے مقرر کرنے میں آسانی ہوگی جو اقتصادی طور پر بھی مناسب ہو۔ جانوروں کے لئے کوئی ایک قسم کی خوراک کا مقرر کرنا اکثر دشوار پایا گیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کا بہت کچھ انحصار مٹی کی نوعیت، فصل اور ان کاموں پر ہوتا ہے جو مویشیوں سے لئے جاتے ہیں و نیز اس بات کی واقفیت پر ہوتا ہے کہ کسی خاص علاقہ میں کون سی خوراک عام طور پر مویشیوں کو دیکھائی جاتی ہے۔ کسی خاص موسم میں بعض خاص قسم کے چارے کے لئے نیز ان کی غذائی اہمیت کی وجہ سے ملی جلی خوراک کے اجزاء پر مشتمل آخر پڑتا ہے۔

عام طور پر چارے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنی یہ کہ رشیج (Roughage) اور کنسنٹریشن (Concentrate) اول الذکر میں گھاس، سوکھی گھاس اور جھوسہ ہوتے ہیں جن میں کیلیم زیادہ ہوتا ہے۔ اور فاسفورس کم ہوتا ہے اور موثر اثر انداز نہیں کھلی اناج اور ان کی کسی بنی ہوئی اشیاء ہوتی ہیں جن میں فاسفورس زیادہ اور چونا کم ہوتا ہے۔ بڑے پیٹ ہونے کی وجہ سے مویشی اور بکریاں رشیج کا چارہ کھا سکتی ہیں جن سے ان کی کیلیم کی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں اور جانوروں میں جو عام کمی ہوتی ہے وہ کیلیم کی وجہ سے نہیں بلکہ فاسفورس کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کی کو کھانے میں کنسنٹریشن نظر پور کیا جاسکتا ہے اسکے برخلاف گھوڑے جن کو کنسنٹریشن بہت زیادہ دیا جاتے ہیں ان میں فاسفورس کے کمی کی امکانات بہت کم ہوتے ہیں اور ان جانوروں میں حواس کیلشیل سیاریاں ہوتی ہیں وہ زیادہ تر کیلیم کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

جانوروں کی غذا کی بابت مرکزی اور صوبہ جاتی ادارے کی کمی کی وجہ سے جو بیاریاں ہوتی ہیں ان کی تشخیص اور ان کے علاج کی قائم والوں کو مشورہ دے سکتے ہیں۔ فارم کے مالک کو یہ بھی مشورہ دیا جاتا ہے کہ یا تو مقامی تجرباتی فارم یا علاج حیوانات کے عہدہ داران سے مشورہ کرے جن کا یہ کام ہے کہ ان کمیوں کی پہچان میں کریں اور ایسی مناسب خوراکیں مقرر کریں جن میں ضروری اجزاء کافی مقدار میں موجود ہوں۔

سے کہ بھڑوں کو دھاتوں کی بنائی ہوئی مکھڑیاں سے انکی پاؤں پر اچھا اور چلتا ہے۔ جنوبی اور مشرقی ہندوستان میں جہاں جانوروں کی خاص غذا چاول کا جھوسہ ہوتی ہے وہاں کے مویشی شمالی ہندوستان کے مویشیوں کے مقابلہ میں اچھے نہیں ہوتے ہیں۔ جہاں گھوں اور دوسرے قسم کے اناجوں کی کاشت ہوتی ہے۔ پنجاب میں کانگڑہ کی وادی کے علاقے میں مویشیوں کی حالت کی خرابی کی ایک وجہ یہ ہے کہ انکو چاول کا جھوسہ بطور خاص غذا کے کھلایا جاتا ہے جس میں کیلیم اور فاسفورس کی کمی ہوتی ہے۔

دھاتوں کی بابت مدراس کے مختلف علاقوں کی چراگا ہوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ جنگل کے چرے کے مقامات کے مقابلہ میں پہاڑی علاقوں میں فاسفورس اور چرے کی کمی ہوتی ہے متعدد قسموں کی گھاس کے دھات کے اجزاء کا تجزیہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ مویشیوں کے پہاڑوں کے ڈھالوں مقامات میں دھاتوں کی کمی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ضلع کنٹرول کے انگول کے علاقہ میں بہت عمدہ قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے جس میں پوسٹ اور فاسفورس کے اجزاء بہت کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔

دھاتوں کی کمی کی صورت کے برخلاف مٹی یا کھانے کی چیزوں میں بعض دھاتوں کی زیادتی سے بھی بہت سے امراض میں بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ مدراس میں ایک عمارت بہت زیادہ جوا کرتی ہے جس کو وہاں والے بونلو کہا جاتا ہے جو مٹی حاصل سے مشابہ ہوتی ہے اور جس کو اس سے پہلے آسٹونیکیا کی بیماری لگایا گیا ہے۔ اب یہ بات پوری طرح پر معلوم ہو چکی ہے کہ اسکی وجہ پانی اور چارہ میں فلورین کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس گرد و نواح کے مزدوروں میں ایک ایسے ہی فلورینس کا پتہ چلا ہے۔ صوبہ متوسط میں دیکھا گیا ہے کہ وہ گھاسیں جو پہاڑی قسم کی مٹی میں پیدا ہوتی ہیں ان میں مسات کے اجزاء بکلی مٹی میں آگئے والی گھاسوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتے ہیں۔

ی تناسب کے ساتھ خوراک دینے کی ضرورت، جنگل میں جہاں چاول کا جھوسہ مویشیوں کی خاص خوراک ہوتی ہے عام طور پر کیلیم کی ضرورت مقررہ معیار سے زائد ہوا کرتی ہے اور اس کا کوئی خاص تناسب اس وقت تک مقرر نہیں کیا جاسکتا ہے جب تک کہ روزانہ کی خوراک ۱۰۰۰ پونڈ تقریباً ۵ گرام کیلیم کا اضافہ جسم وزن کے اعتبار سے ذکر دیا جائے۔ اس بات کا امکان ہے کہ چاول کا جھوسے کے ساتھ بہت زائد مقدار میں پوٹاش دینے کی وجہ سے کیلیم کمزور بدن ہونے میں خلل واقع ہو۔ نتائج سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگل معمولاً خوراک دینے کے حالات میں چرے کے مقابلہ میں فاسفورس

# ریڈیو پروگرام

(وقت ۷ بجے سے ۸ بجے شام)

(وقت کی اطلاع ۸ بجے)

۱۶ دسمبر ۱۹۴۳ء - گیت - سروج کماری - بچوں کی پڑھائی  
تعلیمی - (بات چیت) بے دہی خیر لو استو - ستار پر دھن - ریڈیو  
مرکٹ - بہنو تمہارا خط ملا - فلق آیت - خبریں - پھیلیاں - دہنتی  
پوی - سوہرا - سروج کماری -

۱۷ دسمبر ۱۹۴۳ء - راما مٹی پاٹھ - پنج منڈی - بال بھا - دیر  
لکھ دھرو - افسانہ پروگرام - شمشیر - مٹھری - راجیشوہی - پو  
تمہارا خط ملا - دادرا - مرتضیٰ حسین خبریں - میرا گے بھجن - آرتی بھتی  
یہ رب کا حال - (مکالمہ)

۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء - بدیشیا - رام جی داس - زیادہ غلہ پیدا  
ہو - (مکالمہ) - پوری گیت - کاشی - کویتا - بھوشن - نعت - خبریں  
پیت - آرتی - خبریں - اس مہینہ کا پروگرام -

۱۹ دسمبر ۱۹۴۳ء - شوہر کے بھجن - بلدیو پر سادو - کھاد کی کمی -  
(مکالمہ) - حکیم کرشن - بدیشیا گیت بازی - بلدیو پر سادو اور رام جی داس  
کی گائی (مکالمہ) - تلسی کے بھجن - دی - سبے - جوشی خبریں - کیرتن  
۲۰ دسمبر ۱۹۴۳ء - بھاری - فقیر لال اور منڈی - بچوں کا  
نسہ - دلش بدیش کی باتیں - شریڈا کار بن سہن (مکالمہ)  
ی - کے - شریڈا کار لپٹو - بزن - فقیر لال اور منڈی - لڑائی کا  
الہ چلان - (مکالمہ) - قوالی - خبریں - بچوں کی فرمائش - گیت - فقیر لال  
تہ پاری -

۲۱ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۲۲ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۲۳ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی

۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء - مرثیہ خوانی - مرزا اختر بخت - شہنا -  
شر خوانی - ایس بھرا حسن - فوہ - ابو حسین - پاری - خبریں - بھجن  
کا جلسہ - دلش بدیش کی باتیں - عجیب جانور - (مکالمہ) - پرکاش  
منڈن اور پلٹو - لڑائی کا حال چال (مکالمہ) -  
۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء - بھکتی گیت - شامنی شیواوشے - کاشی -  
جنگ بہادر - رام جی داس - مرتضیٰ حسین - خبریں - بھکت کا استعمال  
(مکالمہ) - سینچائی کا انتظام - (سباحہ) - پنج منڈی -

۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء - یاد دینہ - قوالی - پنج منڈی - باغبانی کے  
قائدے - (تقریر) محمود احمد - پوری گیت - رادھا بانی - دودھ کی  
صفائی کا انتظام - (مکالمہ) - دینا ناتھ اور رمی کا کا - نصیب -  
دادرا - مرتضیٰ حسین -  
۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء - کرشن پیارے جھول رے پالنا - ار ملا -  
معد پاری - بھوکی رسوئی - طرح طرح کی ترکاریاں (تقریر)  
سوشلا مشر لوستو - گیت - شانتی چڑھی - بہنو تمہارا خط ملا میری  
پیاری گلاب سی زچہ - ار ملا بھارگو - معد پاری - بہنوں کی خواہش

۲۸ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۲۹ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۳۰ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی

۳۱ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۳۲ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۳۳ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی

۳۴ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۳۵ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۳۶ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی

۳۷ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۳۸ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۳۹ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی

۴۰ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۴۱ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۴۲ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی

۴۳ دسمبر ۱۹۴۳ء - پوری گیت - رام جی داس - سوامی بھکت -  
مالک - شریڈا کار - دادرا - مٹی بانی - خبریں - بھجن - کسان  
ناتیں - پنج منڈی -  
۴۴ دسمبر ۱۹۴۳ء - آرتی - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
بائے کوی - گر دھر (بات چیت) رسول احمد ابودھ - پوری گیت -  
شنا بانی - خبریں - کیرتن - رام نرائن سیننی - پوری گیت - بلدی  
فلنے والے درخت - (مکالمہ) - کے - ایس - مشر - اور رمی کا کا -  
امائن پاٹھ - رام نرائن سیننی - پوری گیت -  
۴۵ دسمبر ۱۹۴۳ء - وٹا اور پاری - اس سے پہلے - لڑائی



خبریں۔ رے۔ من رادے رادے پول۔ (بھجن) اور ملا بھار گوبار۔  
 ۳۱۔ دسمبر ۱۹۳۲ء۔ پوربی گیت۔ ملا معہ پارٹی۔ بچوں کا جلسہ۔  
 سندھ سٹی۔ کھیل گرو۔ (مکالمہ) راہیشور دیال ماتھرا دیال پٹو۔ آرکٹرا  
 پر ناچ دھن۔ مہتا را خط ملا۔ بھاری۔ ملا معہ پارٹی۔ خبریں۔ سمرتی۔  
 ملا معہ پارٹی۔ پورب کا حال۔ (مکالمہ)  
 ۱۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ سواگت ہے نورش مہتا۔ (کورس) پنج  
 منڈی۔ کھاد کا انتظام (مکالمہ) رام آجا کر دوسرے اور جیسے شہنائی  
 پر دھن۔ بسم اللہ معہ پارٹی۔ اس ہفتہ کا پروگرام۔ گیت۔ جنگ بہاد  
 دادا۔ تبا بانی۔ خبریں۔ کھادیں۔ ارجن لال۔ رقصی حسین۔ گیش کی کتھا۔  
 ۲۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ دادا۔ رقصی حسین۔ گیش کی کتھا۔  
 چند پر کا ش و دیار سنی۔ گیت۔ چند رکھنور۔ پہیلیاں۔ رسی کا کہ  
 بھجن۔ خبریں۔ پوربی گیت۔ رام جی داس۔ سارنگی پردھن۔ ریڈیو  
 آرٹسٹ۔  
 ۳۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ رام رتن دھن بانی۔ (بھجن) مہتا  
 بھجن منڈی۔ بچوں کا جلسہ۔ یہ بھی سیکھو۔ چستی چاند کی۔ (مکالمہ)  
 دی۔ این۔ سنگھ اور پٹوہ خلی۔ حفیظ احمد خاں۔ پورب کا حال۔  
 (مکالمہ) اکیرتن۔ مہاراشٹر بھجن منڈی۔ سونچوں کی فرمائش خبریں۔  
 آرتی۔ مہاراشٹر بھجن منڈی۔  
 ۴۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ گیت۔ رقصی حسین۔ پچھتاوا (ناٹک)  
 رسول احمد پودھ شہنائی پردھن۔ بسم اللہ معہ پارٹی۔ پر بجات  
 کو تیا بھوشن خزل۔ امتیاز احمد خاں۔ خبریں۔ نعت۔  
 ۵۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ رامائن پانچ۔ پنج منڈی۔ ہمارے تجربے  
 دودھار جانور کے بھجن۔ (تقریر) درگا جرن ترویدی۔ عظمیٰ برہمچاری  
 بانی۔ پالے سے نقصان (مباحثہ) رسی کا کا اور پنج۔ میرا کے  
 بھجن۔ ییلادتی کا زوال۔ خبریں۔ دو گاسے۔  
 ۶۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ میرے تو گر دھر گوبال (بھجن) ودیا منڈی  
 معہ پارٹی۔ بچوں سے سیکھو۔ یو کے فائرس (تقریر) شانتا کلا  
 مکی گیت۔ گنگا کی کتھا۔ شیلما مہتا۔ بہنو مہتا را خط ملا۔ ودیا منڈی  
 رانی۔ خبریں۔  
 ۷۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ پوربی گیت۔ بلدیو پر ساد۔ بچوں کا جلسہ  
 کھیلے کیوں نہیں۔ کبڈی۔ (مکالمہ) پیشال سنگھ اور پٹو۔ تپسی کے  
 بھجن۔ سدھیشوری بانی۔ مہتا را خط ملا۔ بدیشیا گیت بازی۔ اچھی کا  
 اور بلدیو پر ساد۔ چور باز اسے ہوشیار (مکالمہ) کھروا۔ پنج منڈی۔  
 خبریں۔

۸۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ ہرک گیت۔ پنج منڈی۔ صاف آب و  
 (مکالمہ) ایک ڈاکٹر اور بچپٹے۔ دادا۔ مٹا بانی۔ اس جلسہ کا  
 ستارہ بدھن۔ ریڈیو آرٹسٹ۔ گیت۔ مٹا بانی۔ خبریں۔ پٹو  
 (کو تیا) بھوشن۔  
 ۹۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ بدیشیا۔ رام جی داس۔ اپنی بیتی۔  
 کا چکر۔ دی۔ آر۔ رسک۔ دادا۔ نور جہاں۔ گیش کی رکھوا  
 (مکالمہ) سریشچندر وارجن لال۔ سب ان کے سامنے قوا  
 پنج منڈی۔ خبریں۔ بھجن۔  
 ۱۰۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ بھاری۔ جواہر معہ پارٹی۔ بچوں کا  
 ان کے فائرس۔ دریا سید قاسم رشتہ نسیم اور جیسے۔ پوربی  
 مٹا بانی۔ پورب کا حال۔ مکالمہ۔ نرگن۔ جواہر معہ پارٹی۔ پتھر  
 فرمائش۔ خبریں۔ شمرتی جواہر معہ پارٹی۔  
 ۱۱۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ عظمیٰ۔ جنگ بہاد۔ بچت کا استعمال  
 (مکالمہ) دادا۔ ملکہ بانی۔ ودیشی۔ سریشچندر۔ قوالی۔ نیا  
 معہ پارٹی۔ خبریں۔ ناچ پردھن۔  
 ۱۲۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ کورس۔ عابد قوال معہ پارٹی۔ ہمارے  
 پرائے کوئی۔ خسرو (تقریر) پوربی گیت۔ راہیشوری دیوی۔  
 ترکاری۔ (مکالمہ) دادا۔ عابد قوال معہ پارٹی۔ خبریں۔ بھجن  
 ۱۳۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ رامائن پانچ۔ سو شیلما وید اور پار  
 امریہ۔ (ناٹک) چند رکھاری شری داستو۔ بہنو مہتا را خط ملا۔  
 بہنوں کی فرمائش۔ خبریں۔ سوہر۔ سو شیلما وید معہ پارٹی۔  
 ۱۴۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ بھاری۔ پنج منڈی۔ بچوں کا جلسہ  
 کھیلے کیوں نہیں۔ پتلوا (مکالمہ) رام آجا کر دوسرے اور پٹو  
 بھجن سور۔ دادا بانی۔ مہتا را خط ملا۔ تلسی کا بھجن۔ کرپانک  
 تیواری۔ خبریں۔ من کی من میں را بے (مکالمہ) راہ گیت  
 رام جی داس۔  
 ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۳ء۔ کیوٹ کے رام۔ (کتھا) شینتلا  
 شکل۔ مویشیوں کی دیکھ جال۔ کھلی چلی کا اختتام۔ (مکالمہ) نہ  
 (کو تیا)۔ بھوشن۔ میرا کا بھجن۔ راہیشوری دیوی۔ اس ہفتہ  
 پروگرام۔





# سیدھا رت

## گاؤں سیدھا رت کی رفتار ترقی

گزشتہ جون اور جولائی میں گاؤں سیدھا رت کا جو کام ہوا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

**جون ۱۹۴۲ء میں** گاؤں سیدھا رت سرپولی کے ہیڈ کوارٹر میں پورے علاقے میں معاشی زراعت ہے اس سے اس ماہ پیداوار بڑھانے کی ایکسپریز زیادہ زور دیا گیا اس ماہ ۵۷۲۲ تن بیج تقسیم کئے گئے۔ ایکسپریز کرنے کے علاوہ بیج گوداموں کے ملازمین کسانوں کو جدید آلات زراعت کے استعمال کے بارے میں بتلاتے رہے۔ زراعت کی اشاعت پر مزید سونپ بنانے کے لئے کسانوں کے کمیٹیوں میں نظام سے بھی پائے گئے۔ دیہات میں تقریباً ۵۷۵۵ مظاہرے کئے گئے۔ کھاد جمع کرنے کے لئے ۳۶ گڑھے بنائے گئے۔ گندہ پانی جمع کرنے کے لئے ۵۳۶ گڑھے بنائے گئے۔ کسانوں کو طرح طرح کی کھادیں دے کر ان کے لئے ترغیب دی گئی۔ مویشیوں کی اصلاح کا کام لگا کر ترقی کرنا رہا۔ ۳۵۴ اصلاح شدہ نسل کے سانڈ دئے گئے۔ ۸۳۶ نسل آخستہ کئے گئے۔ ۷۸۸ جانوروں کا علاج کیا گیا۔ گاؤں سیدھا رت کے کارکنان نے گاؤں کی صفائی کی طرف سے توجہ کی۔ دیہات میں اشاعت کے لئے اور مظاہرے کئے گئے۔ کھاد ۲۱۱ سوختہ گڑھے بنائے گئے۔ ۱۹۵۴ گھوڑا صاف کرنے والے گئے اور ۸۶ سور ہارے آبادی سے بنائے گئے۔ دیہات کے خدوں کے لئے ۳۵۱۶ روشن دان دئے گئے۔ پھیلنے والی بیماریوں روکنے کی خاص کوشش کی گئی۔ ۱۱۵ اشخاص کو ٹیکے لگائے گئے۔ مائریزی اور ویسی دو خانوں نے گاؤں والوں کو دوائیں دیں۔ ۶۰۷ جانوروں کا علاج کیا گیا۔ ۱۰۳۵ اشخاص کو ابتدائی امداد کی دھنگ دی گئی ۱۵۳ دوائیاں خریدی گئیں۔

اس ماہ محکمہ گاؤں سیدھا رت کے ملازموں کے لئے ہفتے کے ایک ریفریشر کورس کا انتظام کیا گیا۔ زراعت کے موضوعوں پر بحث چلانا، ایندھن کے درخت لگانا اور کھیتی کے جدید طریقوں کی اشاعت پر خاص زور دیا گیا۔ اس کے علاوہ فوجی قواعد بھی سکھائی گئی۔ محکمہ گاؤں سیدھا رت کے ملازمین فوجیوں کے کپے میں آنکلی بھلائی کے کام

کرنے میں بھی دلچسپی لے رہے ہیں تاکہ وہ ان دیہات میں فوجیوں کے ایکٹو بن سکیں۔ وہ فوجیوں کے رشتہ داروں سے فوجیوں کے علاوہ خطوط لکھوا سکتے ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ بیماریوں کے علاج اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ اپنے متعدد کام کرتے ہیں جس سے فوجیوں کے کپے والے آرام سے رہ سکیں۔

گاؤں والوں میں نیا جوش پیدا کرنے کے لئے مختلف مرکزوں میں مختلف دیہات میں کھیلوں کے مقابلے کا انتظام کیا گیا۔ دیہاتی اسکولوں کی تعلیم کی رفتار بھی اطمینان بخش رہی اور پڑھائی اسکولوں کو مکمل طور پر دی جا چکی ہے۔ اس ماہ ٹریننگ یافتہ اسکولوں کی تعداد ۹۹۹۹ عمارت سازی کے سامان ملنے میں خوشواریاں ہوتے کے باوجود ۳۶ کنوئیں اور ۱۳ بانڈ بنائے گئے۔ بہت سی نالیوں بنائی گئیں۔ گاؤں والے ان کاموں میں اپنے حصے کا خرچہ بکوشی برداشت کر رہے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ وہ گاؤں سیدھا رت کے کاموں میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔

ریٹیل پروگرام پر دستور گاؤں والوں کی تفریح کا سامان بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ ان کی معلومات میں اضافہ کر رہے ہیں جن گاؤں سیدھا رت سنٹر میں سیٹ لگے ہوئے ہیں وہاں ریڈیو سننے کے لئے گاؤں والوں کا حجم خفیہ آگیا جو جایا کرتا ہے۔

جولائی ۱۹۴۲ء میں گاؤں سیدھا رت ہیڈ کوارٹر میں انٹیلیجنس کی کمی کے باعث مکان بنانے کا زیادہ کام نہیں ہو سکا۔ پھر بھی ۲۰ لائٹس لگے، گھر بار بانڈ اور راہ کنوئیں بنائے گئے۔ بہت سی نالیاں بھی بنائی گئیں۔ گاؤں والے نصف خرچ نقد سامان یا محنت کی شکل میں ادا کر رہے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ گاؤں والوں کو گاؤں سیدھا رت کے کاموں سے کافی دلچسپی ہے۔ گاؤں والے اپنی بھینٹیں لگاتے ہوئے کہ گاؤں سیدھا رت کے ان کاموں سے دیہات میں ایسی بہترین حالت پیدا ہو جائے گی جس سے گاؤں رہنے کے لئے اچھے اور آرام دہ ہو جائیں گے۔

محکمہ گاؤں سیدھا رت کے ملازمین نے پیداوار بڑھاؤ تحریک کو زور دے بنائے اور اس کے ماتحت حکومت کی طرف سے کسانوں کو سونپنے والی رعایتوں کی اشاعت کے سلسلے میں خوب کام کیا۔ فلاح پیدا کرنے

لے گھر واپس آنا ممکن نہیں ہوتا۔ نہ انکی اتنی حیثیت ہوتی ہے وہ کسی بوتل میں جا کر کھانا کھائیں اسلئے ان لوگوں کو گھر سے اٹھنا ساتھ لیجانا ضروری ہے۔ اس کھانے میں حسب ذیل خضار ہونی چاہئیں :-

(۱) مقدار میں کافی اور مقوی ہو یعنی غذائی اجزاء مناسبہ میں ہونے چاہئیں۔

(۲) سستا ہو، ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو جو بازار آسانی سے مل سکتی ہیں اور جو آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہو۔

(۳) اسکا ساتھ لیجانا آسان ہو یعنی ٹھوس ہوتا کہ بھر نہ مختصر ہو اور اسکے لیجانے کے لئے کسی خاص برتن کی ضرورت نہ

(۴) دیر تک رکھنے سے اسکا ذائقہ نہ خراب ہو۔

ایسی دہستی چپاتی، حسب ذیل اجزاء سے تیار کی جاتی۔

چنے کا آٹا  $\frac{1}{2}$   
چناؤ  $\frac{1}{2}$   
یتھلی کی پتی (یا کوئی اور پتی)  $\frac{1}{4}$  چٹانک  
دودھ  $\frac{1}{2}$   
نمک  $\frac{1}{4}$   
گھی یا گھسن  $\frac{1}{4}$

یہ سب چیزیں علاوہ گھی کے ملائج جاتی ہیں اور پانی گوندھ کر انکی لونی بنائی جاتی ہے۔ اس لونی سے معمولی طرح سے چپاتیاں تیار کرنی جاتی ہیں۔ اگر مونی مونی چپاتیاں تیار جائیں تو بہتر ہے کیونکہ انھیں زیادہ دیر تک رکھا جاسکتا ہے جوئے کے بعد چپاتیوں پر گھی چھڑایا جاتا ہے۔ پورا کھانا تقریباً وزن کا ہوتا ہے۔ اس میں تقریباً ۱۳۰۰-۱۴۰۰ کیلو بیز جوتے پر ایک مزدور کی ضرورت۔ تقریباً ۱۰ حصہ ہیں اور تقریباً ۵ گرام کا جزد ہوتا ہے۔ اس غذا میں ۱۰ ٹانہ اور نمک کی اچھی مقدار ہو اگر تازہ دودھ دستیاب نہ ہوئے تو اس کی جگہ کھو یا یا کاسفوت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ استطاعت والے لونی میں دودھ کی مقدار زیادہ یا ایک انڈا بھی شامل کر

کرنے کے لئے پرتی زمین کا استعمال کیا گیا۔ اس ماہ ۱۳۵۱ میں بیج تقسیم کئے گئے۔ آبادی میں ترکاری کے بیج بولے اور پھلوں کے درخت لگانے کی اشاعت کی گئی۔ آلات زراعت تقسیم کئے گئے۔ کیتوں میں جو مظاہرے کئے گئے وہ بہت مفید ثابت ہو گاؤں والوں کو گاؤں سدھار کے کاموں کے بارے میں بتلانے کے لئے اور جنگ کی صحیح خبریں دینے کے لئے۔ ۵۰ سبجی منڈلیاں قائم کی گئیں اور ۴۱۴۲ بجٹ کئے گئے۔ دیہی مصنوعات کے مظاہرے کے لئے ۲۴ ٹائٹیش کی گئیں۔

گاؤں کی صفائی کا کام بدستور جاری رہا اور اس کا دیہاتی باشندوں پر بہت زیادہ اثر پڑا۔ ۶۷۵ سوخت گڑھے بنائے گئے ۱۹۱ سوریہ آبادی سے پٹائے گئے۔ ۱۰۸۷ اگڑھے پاسے گئے، ۲۰ پاخانے اور ۷۷۵ پیشاب خانے بنائے گئے ۱۲۱ کنوؤں کا پانی صاف کیا گیا۔ ۲۲۵۵ روشن دھات کے گھروں کو دیئے گئے جھوت چورت کی جگہوں کی روک تھام کے لئے ۵۲۲۴ اشخاص کو ٹیکہ لگایا گیا۔ گاؤں سدھار کے دواخانوں میں ۴۳۶۷ بیار آدیو کا علاج ہوا۔ ۱۳۴۷ اشخاص کو ابتدائی امداد کی اور ۱۸۵ دایوں کو دانی گیری کی ٹریننگ دی گئی۔

اسکے علاوہ ۳۷۷ کھاد کے گڑھے پاسے گئے اور ۶۹۹ گندہ پانی جذب کرنیوالے گڑھے بنائے گئے۔ ۶۱۰۷ بیار جانوروں کا علاج کیا گیا اور ۸۰۸ سانڈ آفٹ کئے گئے۔

نکھ گاؤں سدھار کے ملازمین نے دیہاتی اسکاؤٹوں کی بھرتی کی طرف خاص توجہ کی۔ ٹریننگ حاصل کرنے والے اسکاؤٹوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ۴۷۷ آرگنائزروں کو مکمل ٹریننگ دی گئی فوجیوں کے گاؤں میں یہ اسکاؤٹ بہت اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

نکھ گاؤں سدھار کے ٹیکنیکل اسٹاف نے ضلع بھر میں دورہ کیا اور میچک لائٹین، لگانے کے ریکارڈ وغیرہ کے ذریعے اشاعت کی۔ جس گاؤں سدھار سنٹر میں ریڈیو سیٹ لگے ہیں وہاں خبریں سننے اور دیگر دیکھ بھل پر وگام سننے کے لئے لوگ بدستور بڑی تعداد میں جمع ہوتے رہے۔

### مستی چپاتی

ای۔ آر۔ ایف۔ اے۔ کوٹور کے غذائی تحقیقاتی ادارے نے گھر سے باہر کام کرنے والوں کے لئے ایسی مستی چپاتی کی تحقیقات کی ہے جس میں عمدہ غذائی اجزاء ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں حسب ذیل اطلاع شائع کی گئی ہے :-

محنت مزدوری کرنے والوں کو دن میں کم از کم دو بار پوری غذائی چاہئے۔ مزدور دن کے لئے عام طور پر دوپہر کو کھانا کھاتے

اس کھانے کو ایک بوس پتے پر رکھ کر کاغذ میں لپیٹ لیا جانا آسان ہے۔ یہ دیر تک تازہ اور خوش ذائقہ رہتا۔ اس کے ساتھ صرف پانی کی ضرورت ہے۔ یہ کھ مسافروں، سیاحت و تفریح کرنے والوں اور محنت مزدوری کرنے والوں کے لئے بہت مفید

## اسکاؤٹوں کی بھرتی کی رفتار

ستمبر ۲۰۰۳ء میں دیہاتی اسکاؤٹوں کی بھرتی کا کام اطمینان بخش رہا۔ ذیل میں اسکاؤٹوں کی بھرتی اور طریقہ کار کی تفصیل درج کی جاتی ہے:-

نریٹنگ یافتہ اسکاؤٹوں کی مقدار  
نریٹنگ یافتہ اسکاؤٹوں کی مقدار

درجہ اولیٰ فی صدی اور اس سے زیادہ۔

فیض آباد	۳۹۰۰	۸۰۲۹
مرزا پور	۲۴۰۰	۵۴۹۱
فربخ آباد	۱۵۰۰	۳۱۴۰
کاچور	۱۵۰۰	۳۱۱۹
ہر دوتی	۱۵۰۰	۲۶۲۲
اعظم گڑھ	۱۵۰۰	۲۱۲۰
بلیا	۱۹۵۰	۲۰۴۳
مین پوری	۱۵۰۰	۲۰۳۸
میرا آباد	۱۵۰۰	۱۹۴۹
ننکانہ	۱۵۰۰	۱۸۸۱
ہمیر پور	۱۵۰۰	۱۸۵۴
الہ آباد	۳۱۵۰	۳۴۴۳
اثارہ	۱۵۰۰	۱۶۵۰
جالون	۱۵۰۰	۱۶۲۲
بلند شہر	۱۵۰۰	۱۶۲۱
براہون	۱۵۰۰	۱۵۹۹
مخمرنگ	۱۵۰۰	۱۵۸۱
سلطان پور	۲۲۵۰	۲۳۴۲
گوندلا	۳۰۰۰	۳۱۱۹
ایٹہ	۱۵۰۰	۱۵۰۴

درجہ دوم ۵۰ فی صدی سے زیادہ لیکن ۱۰۰ فی صدی سے کم

بجنور	۱۵۰۰	۱۳۲۱
دہرادون	۱۵۰۰	۱۳۲۵
بستی	۲۴۰۰	۲۵۲۴
آگرہ	۱۵۰۰	۱۳۹۰
سہارن پور	۱۵۰۰	۱۳۵۶
جون پور	۳۰۰۰	۲۶۴۲
میرٹھ	۱۵۰۰	۱۱۳۰
مشراف	۱۵۰۰	۱۰۶۸
ہراج	۱۵۰۰	۱۰۶۶
کشمیری	۱۵۰۰	۱۰۵۸
پیلی بھیت	۱۵۰۰	۱۰۴۸
بریلی	۱۵۰۰	۱۰۳۹
غازی پور	۲۴۰۰	۱۸۰۱
گورکھ پور	۳۹۰۰	۲۲۰۴
بنارس	۲۰۵۰	۲۵۵۲
میتھالی	۱۵۰۰	۴۵۶

نریٹنگ  
درجہ اولیٰ فی صدی سے کم

۲۵۵۰	۱۱۹۴	۳۴ - پرتاب گڑھ
۱۵۰۰	۶۶۸	۳۸ - علی گڑھ
۱۵۰۰	۵۰۲	۳۹ - شاہ جہاں پور
۱۵۰۰	۴۹۰	۴۰ - آٹاؤ
۱۵۰۰	۳۸۴	۴۱ - سیتاپور
۱۵۰۰	۳۶۴	۴۲ - جھانسی
۲۴۰۰	۱۸۸	۴۳ - رائے بریلی
۲۵۵۰	۲۰۶	۴۴ - گھنٹو
۲۵۵۰		۴۵ - بانڈا
۱۵۰۰		۴۶ - الموڑا
۶۰۰		۴۷ - گڑھوال
۳۲۵۰		۴۸ - ہارہ بکلی

۱۵۰۰

## آچاریہ دویدی جی کی یادگار

سال ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۰ء میں دور موقع دولت پور میں آجمنانی  
آچاریہ جادیر پر سادہ دویدی پیدا ہوئے تھے۔ وہ پنے ریلوے میں  
ایک اچھے حد سے پڑھتے لیکن اپنے ادبی ذوق کی وجہ انھوں

نے ریلوے کی ملازمت

چھوڑ کر بہت قلیل

تختہ پر ہندی کے

رسالہ "سرسوتی" کی

ادارت قبول کر لی تھی۔

اس فن میں انھوں نے

خوب عزت اور شہرت

حاصل کی۔ انکے پٹن

نے پنے والد آباد میں

ایک "اعزاز میں دویدی"

میلہ لگایا تھا اور اس

کی ناگری پر جلدی سمجھی

ایک جلسہ کے اُن کو

"بھینندن گرتھا" نذر

کیا تھا۔ رائے بریلی کے

نوریہ ساتھ ساتھ گشتہ اور سمیر کو دولت پور میں اُنکے مکان پر آئی

یاد تالم رکھنے کے لئے دروازوں کے دونوں طرف سنگ مرمر کے تختے

لگائے ہیں جن میں سے ایک میں ہندی اور دوسرے میں اردو میں لکھا

ہے۔ یہی جی کی وفات اور وفات کی تاریخیں کندہ ہیں۔ یہ تقریباً ۱۹۴۸ء میں

انھوں نے اپنی کشتی رائے بریلی کی مصارت میں چلی تھی۔ دویدی جی نے ان کی یادگار

ایک ہاتھ میں لکھا ہے کہ "انسان کتنی ترقی کر سکتا ہے۔"



آچاریہ دویدی

آچاریہ دویدی

بشر۔ انڈین پریس لیمٹڈ۔ الہ آباد

باہتمام کالی کے مترجم



کیا ہر چیز جو آپ کھاتے ہیں  
، آپ کو طاقت بخشی ہے؟



کون کونسی اشیا زیادہ توڑنے شرمی ہیں  
وٹائی کے ٹاپکا بھی کتاب، زبان، انگریزی  
میں تشفی آئے غرض کہ جو دکان پر گھر  
مغنیہ معصوم اور ادا رکھانے پکنے کے ٹیڈہ  
سوسے ڈاڑھ پر تیرے راج ہیں۔ یہ ایک سادہ  
خرد و حاصل کنی چاہیے جیسے چبا کرنے  
کے ٹکٹ کے سپر ہراسل کیجئے۔  
Dept. D121 P O, Box  
No. 353, Bombay.



بالضرر۔۔۔ کیونکہ غذائی سے طاقت پیدا ہوتی ہے مگر ہر غذا کسی صورت میں کیساں قتل میں طاقت بخش نہیں ہوتی۔ بعض غذائیں زیادہ قوت پیدا کرتی ہیں اور بعض بہت کم اور یہی صحت کے لئے روزانہ احتیاط ہے۔ کیونکہ لوگوں کی من بھائی غذائیں بہت کم قوت پیدا کرتی ہیں۔ اور جو لوگ ایسی غذاؤں پر انحصار رکھتے ہیں اپنے کام میں اور تفریحی کھیلوں کے دوران میں زیادہ تھکاؤٹ محسوس کرتے ہیں۔ حسن اتفاق سے تمام غذائیں حیاتیات سے ہر رُالِ اُلْدا میں پکانے سے زیادہ سے زیادہ طاقت بخش ہو جاتی ہیں۔ یہ خاص و خاص امینز روغن خوراک میں ایسے اعلیٰ غذائی اجزاء اہمیت کر دیتا ہے جو قدرتی طور پر بیش بہا قوت بخش ہوتے ہیں۔ یہ ان حیات بخش اجزاء کی کو پو ریا کر دیتا ہے جو ہمارے بہت سے کھانوں میں نہیں ہوتے۔ یہ ہر چیز کو جو کھانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے طاقت بخش بناتا ہے۔

دوامن اسیر د ا قوت بخش

